14

سلسلة خدمة الحديث النبوي

اردو شرح

5

جمع الفوائد

مِن

جامع الاصول و مجمع الزوائد



تالیف: امام محمد بن سلیمان المغربی (م ۱۰۹۴ھ)

ترجمہ: مولانا محمد احمد دلپذیر

تخریج و شرح: شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی

تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

فہرست عناوین

❁❁❁❁

"غزوہ احد"

غزوہ احد

٦٥٢٣ــ عَـنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: لَمَّا خَـرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰـى اُحُـدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْـحَابِهٖ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ نَقْتُلُهُمْ وَ قَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَـمَـا تَـنْـفِـي الـنَّـارُخَبَثَ الْحَدِيْدِ. (رواه البخاري: ١٨٨٤)

۶۵۲۳۔"سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ احد کی جانب نکلے تو کچھ لوگ، جو آپ ﷺ کے ساتھ گئے تھے، واپس آ گئے۔ ان کے متعلق صحابہ میں دو گروہ بن گئے۔ ایک فریق نے کہا کہ ہم ان سے جنگ کریں گے اور دوسرے نے فریق نے کہا کہ ہم ان سے جنگ نہیں کریں گے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: "تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ بن چکے ہو؟" اور آپ ﷺ نے فرمایا: "مدینہ پاک جگہ ہے، وہ کھرے اور کھوٹے آدمیوں کو اس طرح جدا جدا کر دیتی ہے جیسے لوہے کی میل کو بھٹی علیحدہ کر دیتی ہے۔"

شـــرح: ...... یہ واپس لوٹنے والے عبداللہ بن ابی اور اس کے پیروکار تھے، ان کے بارے میں مسلمانوں میں پھوٹ پڑ گئی اور پھوٹ ہی وہ ڈالنا چاہتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا کہ جانے والے تو منافق ہیں اور وہ تفریق ہی ڈالنا چاہتے ہیں، تم ان کی سازش کے جال میں مت پھنسو۔ یہ مدینہ ویسے بھی خباثت اور طہارت میں تمیز کر دیتا ہے، یہ ایسے منافق ہیں کہ احد کی جنگ نے ان کی منافقت واضح کر دی ہے۔ (فتح الباری: ۴/ ۹۷)

٦٥٢٤ـــ عَنِ الْبَـرَاءِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَـالَ: لَـقِيْـنَـا الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ وَ اَجْلَسَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشًا مِـنَ الـرُّمَاةِ وَ اَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَ قَالَ لَا تَبْـرَحُـوْا اِنْ رَاَيْتُـمُـوْنَـا ظَهَـرْنَاعَلَيْهِمْ فَلَا تَبْـرَحُوْا وَ اِنْ رَاَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُـعِيْـنُـوْنَـا، فَـلَمَّا لَقِيْنَا هَرَبُوْا حَتّٰى رَاَيْتُ الـنِّسَـآءَ يَشْتَـدِدْنَ فِـي الْـجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُـوْقِهِـنَّ قَـدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ، فَاَخَذُوْا يَـقُوْلُوْنَ: الْغَنِيْمَةَ الْغَنِيْمَةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ:

۶۵۲۴۔"سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اس دن ہم نے مشرکین کا مقابلہ کیا اور نبی کریم ﷺ نے تیر انداز فوجی دستہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک درے میں بٹھا دیا اور فرمایا: تم یہاں سے کسی صورت نہ ہٹنا۔ اگر تم دیکھو کہ ہم فتح یاب ہو چکے ہیں، تب بھی اور اگر دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے ہیں تو تب بھی، تم ہماری مدد کرنے کے لیے ہرگز نہ آؤ۔ جب مقابلہ ہوا تو مشرکین بھاگ گئے اور میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے بھاگ کر پہاڑوں پر جا رہی ہیں اور ان کی پازیبیں نظر آ رہی ہیں۔ تو

(٦٥٢٣) بخاري: ١٨٨٤۔ مسلم: ٢٧٧٦۔ ترمذي: ٣٠٢٨۔ احمد: ٢١١٢٠.

(٦٥٢٤) بخاري: ٤٠٤٣۔ ابوداود: ٢٦٦٢۔ احمد: ٨١٢٠۔ رزين.

عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ لَّا تَبْرَحُوْا، فَاَبَوْا فَلَمَّا اَبَوْا صُرِفَ وُجُوْهُهُمْ فَاُصِيْبَ سَبْعُوْنَ قَتِيْلًا وَاَشْرَفَ اَبُوْا سُفْيَانَ فَقَالَ: اَ فِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ: لَا تُجِيْبُوْهُ، فَقَالَ: اَ فِي الْقَوْمِ ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ؟ فَقَالَ: لَا تُجِيْبُوْهُ، فَقَالَ: اَ فِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: لَا تُجِيْبُوْهُ، فَقَالَ: اِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوْا فَلَوْ كَانُوْا اَحْيَاءً لَاَجَابُوْا، فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ! اَبْقَى اللّٰهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيْكَ۔ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ: اُعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَجِيْبُوْهُ قَالُوْا: مَا نَقُوْلُ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: اللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ. قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَجِيْبُوْهُ، قَالُوْا: مَا نَقُوْلُ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ، قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ، وَتَجِدُوْنَ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ.

(رواه البخاري: ٤٠٤٣)

تیر اندوزوں نے کہنا شروع کیا: غنیمت لو اور غنیمت کی فکر کرو۔ عبداللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ یہاں سے جدا نہ ہونا۔ تو ان لوگوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ جب انہوں نے امیر کا حکم ماننے سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے چہرے پھیر دیے اور ستر مسلمان قتل ہوئے۔ ابوسفیان نے بلند جگہ پر چڑھ کر پوچھا: کیا تمہارے درمیان محمد (ﷺ) ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس کو کوئی جواب نہ دو، پھر اس نے کہا: کیا تمہارے درمیان ابن ابوقحافہ ہے؟ آپ نے فرمایا: کوئی جواب نہ دو۔ اس نے کہا: کیا تم میں ابن خطاب ہے؟ پھر اس نے کہا: یہ سب لوگ قتل ہو چکے ہیں، اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نہ رہ سکے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے دشمن! تو غلط کہتا ہے۔ اللہ نے وہ لوگ باقی رکھے ہیں جن کا باقی رہنا تجھے ناپسند ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ہبل (بت) بلند ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو جواب دو۔ لوگوں نے عرض کی: ہم کیا کہیں؟ فرمایا: کہو: اللہ بلندتر ہے اور بہت بڑا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ہمارا عزی (بت) ہے اور تمہارا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کو جواب دو۔ عرض کیا گیا: کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: کہو: اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا مولی کوئی نہیں ہے۔ ابوسفیان نے کہا: یہ دن بدر کے دن کے بدلے میں ہے اور جنگ ڈول کی مثل ہے۔ تم اپنے آدمیوں کا مثلہ دیکھو گے۔ میں نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا اور مجھے اپنی فوج کا یہ فعل ناپسند بھی نہیں ہے۔

رزین نے زائد بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اس کو جواب دو۔ لوگوں نے کہا: ہم کیا کہیں؟ فرمایا: تم کہو: ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں اور تمہارے مقتول جہنم میں ہیں۔''

احد کے دن پچاس تیر انداز تھے جو درہ پر مقرر کیے گئے اور انہیں نبی ﷺ نے تاکید کی کہ فتح ہو شکست ہو تم نے یہاں سے نہیں ٹلنا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ مشرکوں کی خواتین بھاگ رہی ہیں جو کہ ان کے ساتھ آئی تھیں، ان کی تعداد ۱۵ تھی تو درہ والے اختلاف کا شکار ہو گئے، کچھ نے کہا کہ ہمیں مال غنیمت لوٹنے میں شامل ہونا چاہیے تو سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اکرم ﷺ نے جو کہا تھا کہ یہاں سے مت ہلنا وہ تم بھول گئے ہو۔ انہوں نے اس پر غور نہ کیا، مال غنیمت لوٹنے میں شریک ہو گئے۔

دشمن نے وہ درہ خالی دیکھ کر حملہ کر دیا، ابھی دن کے اول میں دو پہر تک جو میدان مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا، وہ شکست میں بدل گیا۔

مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی ایک دوسرے کو مارنے لگے اور شیطان نے آواز لگا دی کہ محمد ﷺ شہید ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ میدان میں صرف ۱۲ یا ۱۳ افراد رہ گئے، دشمن بار بار آپ پر حملہ آور ہوتا تھا مگر ان افراد نے جاںنثارانہ دفاع کیا۔ ستر آدمی شہید ہوئے اور ستر ہی زخمی ہوئے۔

آپ ﷺ نے ایک درہ میں آرام کیا تو ابوسفیان جو مشرکوں کے لشکر کے سربراہ تھے، انہوں نے یہ سوالات کیے، محمد (ﷺ) کہاں ہیں، ابوبکر کہاں ہیں، عمر کہاں ہیں؟ (رضی اللہ عنہما) اس میں انہیں مایوسی ہوئی۔

اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا مقام مشرکوں کے ہاں بھی بہت اہم تھا، اور نبی ﷺ کے نزدیک بھی یہ خاص مرتبہ رکھتے تھے۔ اس میں یہ درس بھی ہے کہ انسان اللہ کی نعمت کو یاد رکھے اور اس کے شکر کی ادائیگی میں اپنی کوتاہی کا اعتراف کرے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کے منع کیے ہوئے کام سے نہ رکنا نحوست ہے اور وہ اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ جس نے دنیا کو ترجیح دی اسے دنیا میں بھی ناکامی ہوتی ہے اور آخرت بھی برباد ہوتی ہے۔

اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ خوبی بھی نمایاں ہوتی ہے کہ وہ دوبارہ غلطی سے احتیاط کرتے تھے اور اطاعت میں مصروف ہو جاتے تھے۔ (فتح الباری: ۷/ ۳۵۱)

٦٥٢٥ــــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزِيْمَةً تُعْرَفُ فِيْهِمْ، فَصَرَخَ إِبْلِيْسُ: أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ! أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ، فَاجْتَلَدَتْ هِيَ

۶۵۲۵۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مشرکین کو احد کے دن شکست ہوئی، تو شیطان نے پکار کر کہا: اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے دیکھو، پس اگلی صف پس پشت لوٹ آئی اور اگلے پچھلے آپس میں لڑ پڑے اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو

(٦٥٢٥) بخاری: ٦٦٦٨.

وَأُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ ابْنُ الْيَمَان فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ، فَقَالَ: أَبِي أَبِي. قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا انْحَجزُوا حَتَّى قَتَلُوْهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ: فَوَاللّٰهِ: مَازَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ. (رواه البخاری :٦٦٦٨)

خود مسلمان ان کے باپ کو قتل کر رہے تھے، انہوں نے کہا: میرا باپ ہے میرا باپ ہے۔ اتنے میں لوگوں نے اس کو قتل کر دیا تو حذیفہ نے کہا: اللہ تمہیں بخش دے۔ عروہ نے کہا: اللہ کی قسم! حذیفہ رضی اللہ عنہ میں تادم موت یہ اثر باقی رہا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔''

٦٥٢٦۔ وَفِي رِوَايَةٍ: وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوْا بِالطَّائِفِ. (رواه البخاری: ٦٨٨٣)

٦٥٢٦۔ ''ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے بعض لوگ شکست کھا کر طائف چلے گئے۔'' (البخاری)

شرح: ......یعنی اس کے باوجود کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد محترم مسلمانوں کے ہاتھوں غلطی سے شہید ہوئے تھے اور اس پر وہ سخت غمزدہ تھے، پھر بھی وہ اپنی موت تک خیر پر رہے مسلمانوں کے خلاف نفرت نہ کی تھی۔ (فتح الباری:ا/۵۵۳)

٦٥٢٧۔ عَنْ اَنَسٍ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ، قَالَ: وَ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلاً رَامِيًا شَدِيْدَ النَّزْعِ وَ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ: انْثُرْهَا لأَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: وَيُشْرِفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي لاَ تَشْرِفْ لاَ يُصِبْكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُوْنَ نَحْرِكَ، قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُ

٦٥٢٧۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب احد کا دن تھا تو کچھ لوگ نبی کریم ﷺ سے علیحدہ ہو کر بھاگ گئے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے چمڑے کی ڈھال لے کر قائم رہے۔ وہ تیر انداز مرد تھے اور کمان کھینچنے میں مضبوط تھے۔ اس دن دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں۔ جو شخص ترکش لے کر آپ کے سامنے سے گزرتا تو آپ فرماتے تھے: یہ تیر ابوطلحہ کے سامنے پھیلا دے۔ نبی ﷺ اٹھ کر لوگوں کو دیکھتے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! اٹھ کر نہ دیکھئے، کہیں لوگوں کے تیر آپ کو نہ لگیں۔ میرا سینہ آپ کے آگے ہے۔ اور میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ مشکیزے بھر کر لاتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں ڈال

(٦٥٢٦) بخاری: ٦٨٨٣.

(٦٥٢٧) مسلم: ١٨١١۔ بخاری: ٢٩٠٢۔ ابوداؤد: ٢٥٣١۔ ترمذی: ١٥٧٥۔ احمد: ١٢٧٢٦.

عَـائِشَةَ بِـنْـتَ أَبِـي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَ اَنَّهُمَا لَـمُشَـمِّـرَتَـانِ أَرَى خَـدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُلانَ الْـقِـرَبَ عَـلَـى مُتُـوْنِهِـمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْـوَاهِهِـمْ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلانِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ تُـفْـرِغَـانِـهِ فِـي أَفْـوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلاثًا مِنَ النُّعَاسِ. (رواه مسلم :١٨١١)

دیتی تھیں اور پھر جا کر مشکیں بھر کر لاتیں اور لوگوں کے منہ میں ڈالتیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار اونگھ کی وجہ سے تلوار گر جاتی رہی۔‘‘

شــرح: ...... جنگ میں عورتوں کا جانا جائز ہے، مگران پر جہاد واجب نہیں، یہ زخمیوں کی مرہم پٹی اور پیاسوں کی سیرابی اور کھانے کی تیاری کے لیے شریک جنگ ہوں گی۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/ ۸۵)

جنگ میں نیند کا آنا امن کی علامت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ احسان کے انداز میں بیان کرتے ہیں:

﴿اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ﴾ (الانفال: ١١)

’’جب تم کو اونگھ نے ڈھانپ لیا، یہ اس کی طرف سے امن تھا۔‘‘ (فتح الباری: ۷/۳۶۲)

٦٥٢٨ـ عَـنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَـالَ غَـابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ الـلّٰـهِ غِبْـتُ عَـنْ اَوَّلِ قِتَـالٍ قَـاتَـلْـتَ الْـمُشْـرِكِيْـنَ، لَـئِـنَّ الـلّٰـهَ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْـمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا أَصْنَعُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنِّـي أَعْتَـذِرُ إِلَيْكَ مِـمَّـا صَنَعَ هٰؤُلاءِ يَعْنِي أَصْـحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّاصَنَعَ هٰؤُلاءِ يَعْنِي الْـمُشْـرِكِيْـنَ ثُـمَّ تَـقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُـعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ! الْجَنَّةَ وَرَبِّ الـنَّضْرِ! إِنِّي أَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ أُحُدٍ قَالَ

۶۵۲۸۔ ’’سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شریک نہیں تھے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں مشرکین سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جنگ میں غائب رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حاضری کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب احد کا دن آیا اور مسلمان شکست کھا کر بھاگ گئے تو انہوں نے کہا: یااللہ! میں معذرت کرتا ہوں اس چیز کی جو ان لوگوں نے کیا، یعنی اس کے ساتھ والے مسلمانوں نے۔ اور میں بری ہوں ان کفار لوگوں کے فعل سے۔ پھر وہ آگے بڑھے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو کہا: اے سعد! مجھے نضر کے رب کی قسم! میں جنت کی خوشبو احد کی طرف سے محسوس کرتا ہوں۔

(٦٥٢٨) بخاری: ٢٨٠٦ـ مسلم: ١٩٠٣ـ ابوداود: ٤٥٩٥ـ نسائی: ٤٧٥٧ـ ابن ماجه: ٢٦٤٩ـ احمد: ١٣٢٤٦

سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ قَالَ: أَنَسٌ فَوَجَدْنَابِهِ بِضْعًا وَ ثَمَانِيْنَ ضَرْبَةًبِالسَّيْفِ أَوْطَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْرَمْيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ ، قَالَ أَنَسٌ كُنَّانُرَى أَوْنَظُنُّ أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ ......﴾ (الأحزاب: ٣٣) . (رواه البخاري :٢٨٠٦)

سعد نے کہا: یا رسول اللہ! میں وہ کام نہ کر سکا جو اس نے کیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے انس بن نضر رضی اللہ عنہ پر اسی سے زیادہ زخم دیکھے۔ تلوار، نیزے اور تیروں کے زخم تھے اور مشرکین نے ناک، کان کاٹ کے مثلہ کر دیا تھا۔ ان کو کوئی نہ پہچان سکا، صرف ان کی بہن نے تل سے یا انگلی کے پورے سے پہچانا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم یہ رائے رکھتے تھے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے: ''کچھ مردوں نے سچ کر دکھایا وہ عہد جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا......۔''

شرح:......(۱) یہ حدیث سورت احزاب کی آیہ مبارکہ کی تفسیر ہے۔

(۲) حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے پورے بہت خوبصورت تھے اور ان میں سے ایک پر تل تھا جسے ان کی بہن ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے دیکھ کر پہچان لیا۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جہاد میں جان تک فدا کر دینا اور عہد وفا کرنا ایک نہایت ہی افضل عمل ہے۔

اور جہاد کے دوران شہادت طلب کرنا قرآن کے اس حکم کے منافی نہیں جس میں آتا ہے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اس میں حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی نمایاں فضیلت بھی بیان ہوئی ہے اور ان کے ایمان وتقویٰ اور قوت یقین کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ (فتح الباری: ٦/٢٣)

٦٥٢٩ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَوَلَّى النَّاسُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ فِي اثْنَيْ عَشَرَرَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَفِيْهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ فَأَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَقَالَ: مَنْ لِلْقَوْمِ؟ فَقَالَ: طَلْحَةُ: أَنَا قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَمَا أَنْتَ ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: أَنْتَ ،

٦٥٢٩ـ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن لوگ بھاگ گئے اور نبی کریم ﷺ بارہ انصار کے ساتھ ایک جگہ جمع تھے۔ ان میں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان تک مشرکین پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: لوگوں کو کون روکتا ہے؟ طلحہ نے کہا: میں روکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو اس جگہ قائم رہ جہاں ہے۔ انصار میں سے ایک مرد نے کہا: یارسول اللہ! میں روکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو روک دے۔ پس وہ لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا پھر دیکھا تو مشرکین آرہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

(٦٥٢٩) نسائی: ٣١٤٩ـ حسن (البانی) ٢٩٥١ـ من قوله فقطعت اصابعه وما قبله يحتمل التحسين وهو على شرط مسلم.

فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ: مَنْ لِلْقَوْمِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ! أَنَا قَالَ: كَمَا أَنْتَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الاَنْصَارِ: أَنَا فَقَالَ: أَنْتَ ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الاَنْصَارِ فَيُقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتَّى يُقْتَلَ ، حَتَّى بَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لِلْقَوْمِ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا ، فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْأَحَدَ عَشَرَ حَتَّى ضُرِبَتْ يَدَيْهِ فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ فَقَالَ: حَسِّ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ قُلْتَ: بِسْمِ اللّٰهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ ، ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ . (رواه النسائی :٣١٤٩)

اور کون روکتا ہے؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں، فرمایا: تو ٹھہر جا جہاں ہے، تب ایک انصاری نے کہا: میں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ہاں تو روک۔ پس وہ بھی لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ پھر آپ اس طرح فرماتے گئے اور کفار کی طرف انصار میں سے ایک شخص نکلتا اور اپنے سے پہلے کی مثل لڑتا اور شہید ہو جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف طلحہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے، پھر آپ نے فرمایا: اس قوم کا مقابلہ کون کرتا ہے؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں موجود ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سے پہلے گیارہ افراد کی طرح قتال کیا یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ پر تلوار لگی اور انگلیاں کٹ گئیں۔ انہوں نے کہا: حس (ہائے) پس آپ نے فرمایا اگر تو کہتا: بسم اللہ تو فرشتے تجھے اٹھاتے اور لوگ تجھے ہوا میں دیکھتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے منہ پھیر دیے۔'' (النسائی)

شرح: ......یعنی جب لوگوں نے راہِ فرار اختیار کی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سمیت بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرد رہ گئے۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے مشرکوں سے لڑنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا، تم اپنی حالت میں رہو تو یہی بہتر ہے۔

اس میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی خاص قدر ومنزلت بیان ہوئی ہے کہ اگر ان دردناک لمحات میں بسم اللہ کہتے تو فرشتے بلندی پر لے جاتے، یہ ان کی قدر شناسی ہے وگرنہ اس انداز میں آواز کا نکلنا کوئی صبر کے خلاف نہیں، اور نہ ہی یہ ہر ایک کے لیے ہے کہ وہ اس حالت میں بسم اللہ کہے تو اسے فرشتے اٹھائیں گے، بہرصورت نبی ﷺ نے اس لمحہ میں جو خوبی بیان کی ہے اس کی اہمیت ضرور ہے۔ (تعلیقات سلفیہ:٢/٥٣)

٦٥٣٠ــ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ مَنْ يَأْخُذُ مِنِّي هٰذَا فَبَسَطُوْا أَيْدِيَهُمْ كُلٌّ مِنْهُمْ يَقُوْلُ: أَنَا ، أَنَا قَالَ: فَمَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ قَالَ: فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ سِمَاكُ بْنُ خَرْشَةَ أَبُوْ دُجَانَةَ: أَنَا آخِذُهُ

٦٥٣٠۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احد کے دن ایک تلوار ہاتھ میں لی اور فرمایا: یہ مجھ سے کون لیتا ہے؟ تو تمام لوگوں نے ہاتھ پھیلائے اور ہر ایک کہتا تھا: میں لوں گا۔ آپ نے فرمایا: اس کے حق کے ساتھ اس کو کون لیتا ہے؟ سماک بن خرشہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کو اس کے حق ساتھ پکڑوں

(٦٥٣٠) مسلم: ٢٤٧٠۔ احمد: ١١٨٢٦.

بِحَقِّهِ قَالَ: فَأَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهِ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ . (رواه مسلم :٢٤٨)

گا۔ چنانچہ انہوں نے وہ تلوار پکڑی اور کفار کی کھوپڑیاں اڑاتے چلے گئے۔''

شـــرح: ......اس میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور جذبہ جہاد کا بیان ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بزدل تھے۔ انہوں نے اس لیے تلوار پکڑنے میں توقف کیا تھا کہ انہیں اندیشہ تھا شاید وہ یہ شرط پوری نہ کر پائیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دشمن پر غالب آنے کی ترغیب دیتے تھے۔

اس میں یہ بھی ترغیب ہے کہ فوج کو اسلحہ اٹھانا چاہیے اور پھر اس کا حق بھی ادا کرنا چاہیے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ساری فوج قوت میں ایک جیسی نہیں ہوتی۔ اور مسلمان اعدائے اسلام کی کھوپڑیاں اڑائیں آپس میں جنگ وقتال نہ کریں۔ (ذہبۃ الناظرین:۱/۱۳۲)

٦٥٣١ــــ وَزَادَ الْبَزَّارُ عَنِ الزُّبَيْرِ: قَالَ وَاتَّبَعْتُ أَبَادُجَانَةَ فَجَعَلَ لَا يَمُرُّ بِشَيْءٍ إِلَّاأَفْرَاهُ وَهَتَكَهُ حَتَّى أَتَى نِسْوَةً مَعَهُنَّ هِنْدٌ وَهِيَ تَقُوْلُ: نَحْنُ بَنَاتِ طَارِقٍ، نَمْشِي عَلَى النَّمَارِقِ ، وَالْمِسْكِ فِي الْمَفَارِقِ ، وَإِنْ تَقْبَلُوْ نُعَانِقُ، أَوْتَدَبَّرُوْا نُفَارِقُ ، فِرَاقَ غَيْرِوَامِقٍ . فَحَمَلَ عَلَيْهَا ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهُ كُلَّ صَنِيْعِكَ رَأَيْتُهُ فَأَعْجَبَنِي غَيْرَأَنَّكَ لَمْ تَقْتُلِ الْمَرْأَةَ. قَالَ:كَرِهْتُ أَنْ أَضْرِبَ بِسَيْفِ النَّبِيِّ ﷺ امْرَأَةً. (رواه البزار: ١٧٨٧)

۶۵۳۱۔ ''امام بزار نے زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے چلا۔ وہ جس کو دیکھتے گرا ہلاک کر دیتے یہاں تک کہ کفار کی عورتوں تک پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ ھندہ: ام معاویہ بھی تھی اور وہ گانا گاتی تھی: ہم ستاروں کی مانند ہیں، ہم قالینوں پر چلتی ہیں، ہمارے سر میں خوشبو لگی ہے۔ آگے بڑھو گے تو ہم گلے لگائیں گی، اگر تم پیٹھ پھیرو گے تو ہم جدا ہو جائیں گی۔ ایسی جدائی جو دائمی ہوگی۔ تو ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دینا چاہا، پھر اس کو چھوڑ کر لوٹ آئے۔ میں نے کہا: تیرا ہر کام میں نے دیکھا تو پسند کیا سوا اس کے جو اس عورت کو تو نے قتل نہیں کیا۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو عورت پر استعمال کرنا مکروہ سمجھا ہے۔''

٦٥٣٢ــ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِيْمَنْ تَغْشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِيْ مِرَارًا يَسْقُطُ وَ آخُذُهُ وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ. (البخاری: ٤٠٦٨)

۶۵۳۲۔ ''سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو احد کے دن اونگھ آتی رہی یہاں تک کہ تلوار کئی بار میرے ہاتھ سے گرتی اور میں اٹھاتا۔ پھر گرتی اور میں پھر اٹھاتا۔''

(٦٥٣١) بزار ورجاله ثقات، هيثمي: ١٠٠٦٩.

(٦٥٣٢) بخاری: ٤٠٦٨۔ ترمذی: ٣٠٠٨۔ احمد: ١٥٩٢٢.

شرح:......اہل یقین کو خوف نہ تھا اس لیے وہ اونگھنے لگے اور اہل نفاق سخت خوف اور ڈر کا شکار تھے، اس لیے ان کے حواس اڑے تھے۔(فتح الباری: ۷/ ۳۶۵)

٦٥٣٣۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍأَرَأَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ ، فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ . (رواه البخاری: ٤٠٤٦)

۶۵۳۳۔''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نبی کریم ﷺ سے احد کے دن عرض کی کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: جنت میں، تو اس نے اپنے ہاتھ سے کھجور پھینک دیں، پھر وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔''

٦٥٣٤ــ عَنْ سَعْدِ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ نَثَلَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي . (رواه البخاری: ٤٠٥٥)

۶۵۳۴۔''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احد کے دن اپنے ترکش سے تیر میرے سامنے بکھیر کر فرمایا: تیر مار، تیرے اوپر میرے ماں باپ فدا ہوں۔''

٦٥٣٥ــ وَفِي رِوَايَةٍ : قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: اِرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَ أُمِّي قَالَ: فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيْهِ نَصْلٌ فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ . (رواه مسلم :٢٤١٢)

۶۵۳۵۔''ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: مشرکین کے ایک آدمی نے مسلمانوں کو جلا دیا تھا، نبی ﷺ نے سعد سے فرمایا: تیر مار، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ چنانچہ میں نے ایک تیر نکالا جس پر بھالا نہیں تھا اور اس کے پہلو کو نشانہ بنایا تو وہ گر پڑا اور اس کا ستر کھل گیا، آپ ﷺ ہنس دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پچھلے دانت میں نے دیکھے۔''

٦٥٣٦ــ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيَاضٌ ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلاَ بَعْدُ يَعْنِي جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ . (رواه مسلم :٢٣٠٦)

۶۵۳۶۔''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں اور بائیں طرف احد کے دن دو مرد دیکھے۔ ان کا لباس سفید تھا اور آپ کی طرف سے شدید قتال کرتے تھے۔ میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد اُن کو نہیں دیکھا، یعنی جبریل ومیکائیل علیہما السلام تھے۔''

(٦٥٣٣) بخاری: ٤٠٤٦۔ مسلم: ٢٤١٢۔ نسائی: ٣١٥٤۔ احمد: ١٣٩٠٢۔ مؤطا: ١٠١٤.
(٦٥٣٤) بخاری: ٤٠٥٥۔ مسلم: ٢٤١٢۔ ترمذی: ٢٨٣٠۔ ابن ماجه: ١٣٠۔ احمد: ١٥٦٥.
(٦٥٣٥) مسلم: ٢٤١٢۔ بخاری: ٣٧٢٥۔ ترمذی: ٢٨٣٠۔ ابن ماجه: ١٣٠۔ احمد: ١٦١٩.
(٦٥٣٦)

شــــرح: ......کسی سے یہ کہنا کہ ماں باپ قربان ہوں، یہ الفاظ اس کے لیے بہت بلند اعزاز ہے اور اس کی قدر ومنزلت کی بلندی اور حد درجہ تعظیم ہے اور پھر رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کا یہ کہنا تو اور بڑی شان ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے خلاف آنے والے دشمن کا تیر مار کر ستر کھول دیا۔ اس کی اس شرمندگی واماندگی پر آپ خوش ہو کر مسکرائے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی کی اور یہ تاریخ ساز خراج تحسین پیش کیا۔ ثابت ہوا ہمارے لیے بھی ایسے موقع پر بطور لطف ومحبت کہنا جائز ہے، یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں یہ حوصلہ افزائی ہے۔

ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے ہی اپنے ماں باپ کی فدا کاری کا کہا ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے یہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنے کچھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بھی کہا تھا۔

اس کا حل یہ ہے کہ یا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسروں کے لیے کہنے کی اطلاع نہ تھی، اگر تھی تو ان کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ میدان احد میں اور کسی کے لیے نہ کہا تھا، دوسروں کے لیے دیگر مواقع پر یہ فرمایا تھا۔

(فتح الباری: ۷/۸۴)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر ماں باپ کی فدا کاری رسول اکرم ﷺ نے اس بنا پر بھی کی تھی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ جب مسلمانوں میں افراتفری پیدا ہوئی اچانک دشمن کے حملہ سے سرگرداں ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے تو میں علیحدہ ہو کر اپنا دفاع کرتا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ یا تو میں بچ جاؤں یا بے جگری سے شہید ہو جاؤں، ناگاہ میں نے دیکھا کہ دشمن کے لوگ ایک سرخ چہرے والے آدمی پر چڑھائی کر رہے ہیں، میں اس کے جنگی لباس کی وجہ سے پہچان نہ سکا، اس نے لپ میں کنکریاں بھریں اور دشمن پر پھینک دیں، درمیان میں مقداد آ گئے، میں ابھی ان سے اس آدمی کے متعلق پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ انہوں نے مجھ سے کہا، سعد! تمہیں رسول اکرم ﷺ بلاتے ہیں، میں زخمی تھا، یہ سن کر مجھے کسی تکلیف کا احساس نہ رہا۔ تب آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا تو میں نے آپ کے دفاع میں دشمن پر تیراندازی کی تو آپ نے مجھے اس لقب سے نوازا۔ (فتح الباری: ۷/ ۳۵۹)

٦٥٣٧ــــ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيٍّ: هَلْ لَكَ فِي وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ ، وَكَانَ

۶۵۳۷۔ ’’جعفر بن عمرو بن امیہ الضمری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نکلا اور عبیداللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ گیا اور ہم مقام حمص میں آ گئے۔ انہوں نے مجھے کہا: کیا تو پسند کرے گا کہ وحشی کے پاس جا کر ہم اس سے حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے واقعات سنیں؟ تو میں نے کہا: ہاں! وحشی مقام حمص میں سکونت

(٦٥٣٧) بخاری: ٤٠٧٢۔ احمد: ١٥٦٤٧.

وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيْلَ لَنَا هُوَذَاكَ فِي ظِلِّ قَصْرِهِ كَأَنَّهُ حَمِيْتٌ قَالَ فَجِئْنَا حَتَّى وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيْرٍ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلاَمَ، قَالَ: وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ مَايَرَى وَحْشِيٌّ إِلاَّ عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، فَقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ: يَاوَحْشِيُّ! أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لاَ وَاللّٰهِ إِلاَّ أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيْصِ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلاَمًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذٰلِكَ الْغُلاَمَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ فَلَكَأَنِّي نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ، قَالَ: فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَلاَ تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ، فَقَالَ لِي مَوْلاَيَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَأَنْتَ حُرٌّ، قَالَ: فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ- وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ وَادٍ- خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ، فَلَمَّا أَنْ اصْطَفُّوْا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ: هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ؟ قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ أَتُحَادُّاللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ؟ قَالَ: ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّهِبِ قَالَ: وَ كَمَنْتُ لِحَمْزَةَ

رکھتا تھا۔ ہم نے اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ اپنے محل کے سائے تلے ہے۔ گویا وہ بال دار مشک ہے۔ ہم آ کر اس کے پاس کھڑے ہوئے اور اس کو سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا۔ عبیداللہ نے اپنا چہرہ اپنی پگڑی سے ڈھانپا ہوا تھا۔ وحشی نے صرف اس کی آنکھیں اور پاؤں دیکھے تھے۔ عبیداللہ نے کہا: اے وحشی! کیا تو نے مجھے پہچانا ہے؟ اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اور پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! انہیں جانتا ہوں مگر مجھے اتنا علم ہے کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے عقد کیا تھا اور اس کو ام قتال بنت ابی عیص کہا جاتا تھا۔ عدی کا مکہ میں اس سے بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کے لیے دودھ طلب کیا اور اس کو اس کی ماں کے ساتھ سوار کیا اور اس کی ماں کو بچہ پکڑایا تھا۔ یوں لگتا ہے گویا میں تیرے قدم کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ پس عبید اللہ نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا۔ پھر اس نے کہا: کیا تو ہمیں حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے واقعات بتائے گا؟ اس نے کہا: ہاں! حمزہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ تو میرے مالک جبیر بن مطعم نے مجھے کہا: تو میرے چچا کے بدلے حمزہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہے۔ جب لوگوں نے عینین کے دن خروج کیا۔ عینین اُحد کی پہاڑی کے ساتھ ایک پہاڑی ہے، اس کے اور اُحد کے درمیان وادی ہے۔ اس جنگ کے لیے لوگوں کے ساتھ میں بھی چلا آیا جب دونوں فوجیں صف آراء ہوئیں تو (کفار کی طرف سے) سباع نکلا اور اس نے کہا: کوئی ہے جو میرا مقابلہ کرے گا؟ تو (مسلمانوں کی طرف سے) حمزہ رضی اللہ عنہ نکلے اور انہوں نے کہا اے ام انمار، عورتوں کے ختنہ کرنے والی کے بیٹے! کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔ پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے شدید

تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّي رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا فِي ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ، قَالَ: فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهِ فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتَّى فَشَا فِيهَا الْإِسْلَامُ، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ فَأَرْسَلُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقِيْلَ لِي إِنَّهُ لَا يَهِيْجُ الرُّسُلَ قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا رَاٰنِي قَالَ: أَأَنْتَ وَحْشِيٌّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: أَأَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ؟ قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنَ الْاَمْرِ مَا بَلَغَكَ، قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي؟ قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ، قُلْتُ: لَاَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِئَ بِهِ حَمْزَةَ قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ قَالَ: فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلْمَةِ جِدَارٍ كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ قَالَ فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، قَالَ: وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ . قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ: فَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ وَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْاَسْوَدُ. (رواه البخاری: ٤٠٧٢)

حملہ کر کے اسے مار ڈالا، گویا وہ کل کا مردہ پڑا تھا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے میں چٹان کی اوٹ میں چھپا تھا اور جب وہ میرے قریب آ گئے تو میں نے اپنا حربہ (چھوٹا نیزہ) ان پر پھینک دیا جو ان کے پیٹ میں لگا اور سرین پھاڑ کر نکل گیا تو وہی ساعت ان کی موت کی تھی۔ جب لوگ اس جنگ سے واپس آئے تو میں بھی ساتھ واپس آ گیا اور مکہ مکرمہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا تو میں طائف چلا گیا اور وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد جانے کے لیے تیار ہوا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ ﷺ سفیروں کو کچھ نہیں کہتے۔ چنانچہ اس وفد کے ساتھ میں بھی چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا۔

آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: تو وحشی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو تو نے قتل کیا تھا؟ میں نے کہا: وہ بات اس طرح ہے جیسے آپ کو پہنچائی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو اپنا چہرہ مجھ سے پوشیدہ کر سکتا ہے؟ پس میں نکلا اور چل پڑا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور مسیلمہ کذاب نکل آیا تو میں نے کہا: میں مسیلمہ کی طرف نکلتا ہوں، ممکن ہے کہ اس کو قتل کر کے حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کی تلافی کر سکوں، لہٰذا میں لوگوں کے ساتھ نکلا اور اس کا معاملہ پیش آیا جیسا بھی تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے میں کھڑا تھا، گویا خاکی رنگت کا اونٹ ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں۔ میں نے اس پر حربہ پھینکا اور اس کے چھاتیوں کے درمیان لگا اور دو شانوں کے درمیان سے نکل گیا۔ ایک انصاری شخص تیزی کے ساتھ اس پر جا پہنچا اور تلوار مار کر اس کی کھوپڑی پھاڑ دی۔

عبداللہ بن فضل نے کہا: مجھے سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے خبر دی وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مکان کی چھت

پر سے ایک لونڈی نے آواز دی کہ امیر المومنین کو ایک سیاہ غلام نے قتل کر دیا ہے۔'' (بخاری)

٦٥٣٨ــ عَنْ وَحْشِيٍّ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ لَهُ: أُخْرُجْ فَقَاتِلْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَاتَلْتَ لِتَصُدَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (للكبير: ٢٢/ ١٣٩)

۶۵۳۸۔ وحشی سے راویت ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں اسی طرح نکل کر جہاد کر جیسے تو اللہ کی راہ سے روکنے کے لیےلڑتا رہا۔''

٦٥٣٩ــ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يَاْتِيْنِي بِخَبَرِ سَعْدِبْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَطُوْفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ مَا شَانُكَ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعَثَنِي إِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَآتِيَهُ بِخَبَرِكَ قَالَ: فَاذْهَبْ إِلَيْهِ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلاَمَ وَأَخْبِرْهُ أَنِّي قَدْ طُعِنْتُ اثْنَتَي عَشْرَةَ طَعْنَةً وَأَنِّي قَدْ أُنْفِذَتْ مَقَاتِلِي وَأَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّهُ لاَ عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ إِنْ قُتِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَوَاحِدٌ مِنْهُمْ حَيٌّ. لمالك ١٠١٣ (وَلَيْسَ لَهُ وَأَسْأَلُهُ اَنْ يَغْفِرَلِي وَلاَ عَيْنٌ تَطْرُفُ)

۶۵۳۹۔ ''یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب احد کا دن تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سعد بن ربیع کی خبر کون لا کر دے گا؟ تو ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! میں خبر لاتا ہوں۔ پھر وہ گیا اور مقتولوں کے درمیان پھرتا رہا اور آخر کار اس کو وہ مل گیا تو سعد نے کہا: تیرا کیا کام ہے؟ اس نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیری خبر لانے کے لیے روانہ کیا ہے۔ اس نے کہا: میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو سلام پہنچا دے اور یہ بھی بتا دے کہ مجھے بارہ نیزے مارے گئے ہیں اور میرے زخم گہرے ہیں اور قوم کو خبر دو کہ اگر رسول اللہ ﷺ قتل کر دیے گئے تو اللہ کے پاس تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا جب تک ان لوگوں میں سے کوئی آنکھ حرکت کرتی ہو۔ مالک نے اسے روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں: ان سے سوال کرو کہ میرے لیے استغفار کریں اور نہ یہ الفاظ ہیں کہ کوئی آنکھ حرکت کرتی ہو۔

شرح: ......اس حدیث میں ضعف ہے کہ یہ باسند مروی نہیں تاہم اہل سیر کے نزدیک یہ صحیح ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ صحیح حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ احد کا میدان باب بقیع سے لے کر تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے، یہ سعد بن ربیع بن عمرو بخاری ہیں۔ یہ انصار کے نقیبوں میں شمار ہوتے ہیں۔ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے۔

(٦٥٣٨) طبراني كبير: ٢٢/ ١٣٩۔ واسناده حسن هيثمى: ١٠١١٢.

(٦٥٣٩) مؤطا: ١٠١٣.

ان کے درمیان اور سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت قائم کی تھی۔

یہ صاحب ثروت تھے، انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا، میں آپ کے نام مال کا حصہ کر دیتا ہوں، اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جسے آپ پسند کریں میں اسے چھوڑ دیتا ہوں، عدت کے بعد اس سے نکاح کر لیں، انہوں نے دعائے خیر دی مگر سعد کا یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے یہ اس لیے دریافت کیا تھا کہ آپ نے ان کی جانب بارہ تیر جاتے دیکھے تھے، اس لیے آدمی بھیجے کہ ان کا پتہ کریں وہ زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں۔ ان کی تلاش میں جانے والوں کے مختلف نام ہیں، (۱) حضرت ابی بن کعب (۲) محمد بن مسلمہ (۳) زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ ان میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ یا تو ان تینوں کو یکے بعد دیگرے بھیجا تھا یا پھر اکٹھا ہی بھیج دیا تھا۔

یہ آواز دے رہے تھے کہ سعد بن ربیع کہاں ہو؟ سعد نے نہایت ہی نحیف آواز میں جواب دیا اور کہا: میرے زندہ یا مردہ ہونے کی خبر لینے والے میرے بھائی! میں مردہ ہی ہوں، بارہ تو نیزے کے زخم ہیں، تیروں اور شمشیروں کے زخم ملا کر مجھے ستر زخم لگے ہیں، دو پیغام لے جانا، ایک تو پیارے پیغمبر تک میری دعائے خیر سگالی پہنچا دینا، تاکہ اللہ اپنے نبی کو جو اس کی امت سے جزائے خیر دے گا آپ کو وہ بہترین جزاء عطا کرے۔

اور دوسرا میرا پیغام میرے ساتھیوں کو دینا کہ سعد تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہاری زندگی میں اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان پہنچا تو اللہ تم میں سے کسی کا عذر قبول نہ کریں گے، وہ قاصد کہتا ہے: اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہو گئے میں نے آ کر سارا واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا جو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا تھا۔ (شرح زرقانی: ۳/۴۴)

٦٥٤٠ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ أُصِيْبَ أَبِـيْ يَـوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِـهٖ وَأَبْكِي وَجَعَلُوْ يَنْهَوْنَنِي، وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَنْهَانِي قَالَ وَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَـمْرٍوتَبْكِيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَبْكِيْهِ أَوْلَا تَبْـكِيْهِ مَازَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ. (رواه مسلم: ٢٤٧١)

۶۵۴۰۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میرے والد اُحد میں شہید ہوئے تو میں نے ان کے چہرے سے پردہ اٹھا کر رونا شروع کر دیا۔ صحابہ مجھے منع کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع نہیں کرتے تھے اور فاطمہ بنت عمرو (جابر کی پھوپھی) رونے لگی تو آپ نے فرمایا: اس پر رو یا نہ رو، فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کرتے تھے یہاں تک کہ تم نے اس کو اٹھا لیا۔''

(٦٥٤٠) مسلم: ٢٤٧١۔ بخاری: ١٢٤٤۔ نسائی: ١٨٤٥۔ احمد: ١٤٨٣٤.

٦٥٤١ـــ لَـمَـا كَـانَ يَـوْمُ أُحُدٍ جِيْءَ بِأَبِي مُسَجًّى وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ. (رواه مسلم: ٢٤٧١)

۶۵۴۱۔ ''ایک روایت میں ہے کہ اُحد کے دن میرے باپ کو اونٹ پر رکھ کر لایا گیا۔ اس کا مثلہ کیا گیا تھا۔''

شـــرح: ...... فاطمہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ شہید کی حقیقی بہن تھیں، اس لیے آہ و بکا کرنے لگیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تھا کہ تم کیوں روتی ہو، اللہ نے تمہارے بھائی کو اتنا بڑا شرف دیا ہے کہ فرشتے ان کی روح حاصل کرنے اور اسے اوپر لے کر جانے کے لیے ازدحام کر رہے ہیں اور فرشتے ان سے نہایت معززانہ سلوک کر رہے ہیں، روتی کیوں ہو، بلکہ خوش ہو جاؤ۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ میت کو ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ (فتح الباری: ۳/۱۶۳، ۱۱۶)

٦٥٤٢ـ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ رَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَاهَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بَيْنَ دِرْعَيْنِ. (رواه ابو داؤد: ٢٥٩٠)

۶۵۴۲۔ ''سائب بن یزید سے روایت ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے دن دو زرہ پہن کر تشریف لائے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ...... اس سے ثابت ہوا کہ جنگ میں زرہ پہننا جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زرہ کے اوپر دوسری زرہ بھی پہن رکھی تھی تاکہ مضبوط حفاظت ہو سکے۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۳۷)

٦٥٤٣ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهِ يُشِيْرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه البخاري: ٤٠٧٣)

۶۵۴۳۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا بڑا غضب ہے اس قوم پر جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے۔ آپ نے اپنے رباعی دانتوں کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا غضب ہے اس شخص پر جس کو اللہ کا رسول جہاد فی سبیل اللہ میں قتل کر دے۔''

٦٥٤٤ـــ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشُجَّ فِي رَأْسِهِ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَ يَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ وَ كَسَرُوْا رَبَاعِيَتَهُ وَهُوَ

۶۵۴۴۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُحد کے دن رباعی ٹوٹی اور سر میں زخم آیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا: وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو خون آلود کیا اور اس کی

(٦٥٤١) مسلم: ٢٤٧١ـ بخاری ١٢٩٣ـ نسائی: ١٨٤٢ـ احمد: ١٣٨٨٣.

(٦٥٤٢) ابوداؤد: ٢٥٩٠ـ صحيح، (البانی) ٢٢٥٧ـ احمد: ١٥٢٩٥.

(٦٥٤٣) بخاری: ٤٠٧٣ـ مسلم: ١٧٩٣.

(٦٥٤٤) مسلم: ١٧٩١ـ ترمذی: ٣٠٠٣ـ احمد: ١٣٦٥٨ـ ابن ماجه: ٤٠٢٧.

يَـدْعُـوْهُـمْ إِلَـى الـلّٰهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (لَيْـس لَكَ مِـنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ) الآيه . (رواه مسلم: ١٧٩١)

رباعی توڑ دی۔ جبکہ وہ ان کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے؟ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''اے نبی! نہیں ہے آپ کے لیے اس معاملے میں کچھ اختیار......الآیہ۔''

٦٥٤٥ــــ عَـنْ أَبِـي سَعِيْدٍ، أُصِيْبَ وَجْـهُ الـنَّبِيِّ ﷺ يَـوْمَ أُحُـدٍ فَـاسْتَـقْبَلَهُ مَالِكُ بْنُ سَـنَان فَمَصَّ جَرْحَهُ ثُمَّ ازْدَرَدَهُ، فَقَالَ ﷺ مَـنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَنْ خَالَطَ دَمِي دَمَهُ فَـلْيَـنْـظُـرْ إِلَـى مَـالِكِ بْنِ سَنَـان . (رواه الطبراني فی الکبیر : ٥٤٣٠)

۶۵۴۵۔''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، اُحد کے دن نبی کریم ﷺ کا چہرہ زخمی ہوا۔ پس مالک بن سنان نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کا زخم چوس کر اندر اُتار دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جوشخص اس انسان کو دیکھنا پسند کرتا ہو جس کے خون کے ساتھ میرا خون مل چکا ہے تو وہ مالک بن سنان کو دیکھے۔'' (الکبیر)

شرح: ......ثنیہ اور داڑھ کے درمیان والے دانت کو رباعیہ کہا جاتا ہے، آپ ﷺ کا یہ دانت مکمل نہ اکھڑا تھا، اوپر سے حصہ ٹوٹا تھا۔

شج اصل میں سر کے زخم کو کہتے ہیں۔ اب یہ اس زخم کے علاوہ بھی زخموں کے لیے استعمال ہونے لگا ہے۔

آپ ﷺ کے مجموعی زخموں کی کیفیت جو احد میں پیدا ہوئی تھی، وہ یہ ہے، آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا، آپ کا رباعی دانت ٹوٹا، آپ کا رخسار زخمی ہوا، نچلا ہونٹ اندر والی طرف سے زخمی ہوا، آپ کا کندھا مبارک بھی متاثر ہوا، ابن قمئہ نے ضرب لگائی تھی اور آپ کا گھٹنا مبارک بھی خراشا گیا۔

نبی ﷺ پر اس دن تلوار کے ستر کے قریب وار کیے گئے، سب سے اللہ نے محفوظ رکھا۔

عتبہ بن ابو عاص نے آپ کا رباعی دانت توڑا اور ہونٹ زخمی کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی لیے پر جوش انداز میں کہا تھا: جب میرے بھائی عتبہ نے نبی ﷺ کو زخمی کیا تو زندگی میں اتنی زیادہ کبھی کسی کو قتل کرنے کے ارمان میرے دل میں پیدا نہیں ہوئے جتنے کہ بھائی کو قتل کرنے کے ہوئے تھے۔

اور آپ کے مبارک چہرے کو عبداللہ بن شہاب زہری نے زخمی کیا تھا، اور آپ کے رخسار پُر بہار کو زخمی کرنے والا ابن قمئہ تھا۔ اس نے جا کر قریش سے کہا کہ میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے، یہ خود اتنا شدید آپ کے رخساروں میں پیوست ہوگیا، سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خود کا ایک ٹکڑا اپنے دانت سے نکالا تو ان کا دانت ٹوٹ گیا اور جب دوسرا ٹکڑا نکالا تو دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔

(٦٥٤٥) طبرانی کبیر: ٥٤٣٠۔ هیثمی: ١٠٠٨٣.

اس آیہ مبارکہ کے نزول میں روایات مختلف ہیں، ایک قول ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی تھی جب آپ نے بعض مشرکوں کے نام لے کر نماز میں بددعا کی تھی۔ ایک قول ہے کہ اس حدیث میں مذکور اس آیت کا سبب نزول ہے، ان میں مطابقت یوں ہے کہ یہ دونوں مرتبہ نازل ہوئی ہے۔

پہلے آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کیا۔ پھر کچھ دیر ٹھہر کر آپ نے یہ دعا کی: اے میرے اللہ! میری قوم کو بخش دے یہ جانتی نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۴۶۵)

٦٥٤٦ـ عَـنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَـقُوْلُ يَوْمَ أُحُدٍ: اللّٰهُمَّ! إِنَّكَ إِنْ تَشَأْلا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ . (رواه مسلم ١٧٤٣)

۶۵۴۶۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ احد کے دن فرماتے تھے: اے اللہ! اگر تو چاہے کہ زمین میں تیری عبادت نہ کی جائے۔'' (مسلم)

شرح: ......اس میں دعا ہے اور خود کو تقدیر الٰہی کے سپرد کرنے کی التجا ہے، اس میں قدریہ فرقہ کی تردید ہے جو کہتا ہے کہ شر اللہ کے مقدر میں نہیں، یہ بتا رہی ہے کہ خیر وشر دونوں تقدیر الٰہی میں ہیں۔

یہ حدیث ضمناً بتا رہی ہے کہ نصرت صرف اللہ سے ہی طلب کی جائے۔ اس میں ہے کہ یہ دعا آپ ﷺ نے احد کے دن پڑھی تھی، ایک روایت میں ہے کہ یہ دعا آپ نے بدر کے دن کی تھی۔ دونوں میں مخالفت نہیں، دونوں مقام پر کی تھی۔ (شرح مسلم: ۲/۸۴)

٦٥٤٧ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ﴿الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِـلّٰـهِ وَالـرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِـلَّـذِيْنَ أَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ قَالَتْ: لِعُرْوَةَ يَاابْنَ أُخْتِي! كَانَ أَبَوَاكَ مِنْهُمُ الـزُّبَيْرُ وَأَبُوْبَكْرٍ لَمَّا أَصَابَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَـــاأَصَـــابَ يَـوْمَ أُحُـدٍوَ انْـصَـــرَفَ عَنْـهُ الْـمُشْـرِكُـوْنَ خَافَ أَنْ يَرْجِعُوْا ، قَالَ: مَنْ يَـذْهَـبُ فِـي إِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلاً قَـالَ كَـانَ فِيْهِـمْ أَبُـوْبَـكْـرٍوَالزُّبَيْرُ . (رواه البخاري: ٤٠٧٧)

۶۵۴۷۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا زخم آنے کے بعد۔ وہ لوگ جنہوں نے احسان کیا اور تقوی اختیار کیا، ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔'' (آل عمران: ۳/۱۷۲) عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ کو کہا: اے میرے بھانجے! دادا اور نانا: تیرے دو باپ زبیر اور ابوبکر ان لوگوں میں شامل ہیں۔ نبی ﷺ کو احد کے دن تکلیف پہنچی تو مشرکین آپ سے لوٹ کر چل دیے۔ آپ کو خطرہ تھا کہ وہ پھر حملہ آور ہوں گے پس آپ نے فرمایا: مشرکین کے تعاقب میں کون جائے گا؟ ان میں سے ستر مرد کھڑے ہوئے اور ان میں ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔'' (البخاری)

(٦٥٤٦) مسلم: ١٧٤٣ـ احمد: ١٢١٢٩.

(٦٥٤٧) بخاري: ٤٠٧٧ـ مسلم: ٢٤١٨ـ ابن ماجه: ١٢٤.

٦٥٤٨ــــ وَلِلْكَبِيْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:لَمَّا انْصَرَفَ الْمُشْرِكُوْنَ وَبَلَغُوْا الرَّوْحَاءَ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ لاَ مُحَمَّدًا قَتَلْتُمْ وَلاَ الْكَوَاعِبَ أَرْدَفْتُمْ شَرَّمَا صَنَعْتُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَنَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبُوْا حَتَّى بَلَغُوْا حَمْرَاءَ الْاَسَدِ فَنَزَلَ: ﴿الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ......﴾ (آل عمران: ٣/ ١٧٢) (رواه الطبراني في الكبير: ١١٦٣٢)

٦٥٤٨۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب مشرکین احد سے واپس لوٹ کر مقام روحاء میں گئے تو ابوسفیان نے اپنی فوج کو کہا: نہ تو تم نے محمد (ﷺ) کو قتل کیا اور نہ جوان عورتیں اپنا ردیف بنا کر لائے، تم نے بہت بری ناکامی سے کام لیا۔ آپ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے لوگوں کو جہاد کے لیے دعوت دی۔ چنانچہ لوگ چلے آئے۔ جب حمراء الاسد تک پہنچے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی۔'' تا آخر آیت۔

شرح: ......حمراء اسد مدینہ سے تقریباً ۸ میل دور ہے، جنگ احد ہفتہ کے دن ہوئی تھی، اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی اکرم ﷺ بھی شدید زخمی تھے، آپ کو خدشہ تھا کہ دشمن حملہ آور نہ ہو جائے۔ ادھر دشمن نے بھی یہ سوچا کہ مسلمان کثیر تعداد میں زخمی ہیں۔ اگر ہم انہیں آج ختم نہ کر سکے تو پھر کبھی نہ کر سکیں گے، دوسرے دن اتوار کو رسول اکرم ﷺ نے لوگوں میں منادی کرا دی کہ مشرکوں کا پیچھا کرنا ہے اور فرمایا، میرے ساتھ وہ نکلیں جو کل میدان میں احد میں حاضر تھے۔ ۷۰ آدمی نکلے۔ دوسرے روایت میں ہے ۲۰۰ آدمی تھے۔ ان میں سے بعض زخموں سے بوجھل تھے، چلنے کی طاقت نہ تھی اور سواریاں نایاب تھیں۔ بعض ایک دوسرے کے کندھے پر بیٹھ کر جا رہے تھے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے حکم کی اطاعت میں سب کچھ کر رہے تھے، اور جہاد کی رغبت انہیں کشاں کشاں لے جا رہی تھی۔

تاہم دشمن خوفزدہ ہو کر راہ فرار اختیار کر گیا، مسلمان فضل الٰہی سے دامن بھر کر اور مال تجارت کے منافع سے معمور ہو کر آئے۔ (تفسیر قرطبی: ۲/ ۲۷۷)

٦٥٤٩ــــ عَنْ عَلِيٍّ: لَمَّا انْجَلَى النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ نَظَرْتُ فِي الْقَتْلَى فَلَمْ أَرَهُ ﷺ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَاكَانَ لِيَفِرَّ وَمَاأَرَاهُ فِي الْقَتْلَى وَلٰكِنْ أَرَى اللّٰهَ غَضَبَ عَلَيْنَابِمَا صَنَعْنَا، فَرَفَعَ بِنَبِيِّهِ فَمَالِي خَيْرٌ مِنْ أَنْ أُقَاتِلَ حَتَّى أُقْتَلَ فَكَسِرَتْ جُفْنُ سَيْفِي ثُمَّ حَمَلْتُ

٦٥٤٩۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب لوگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ میں نے آپ کو مقتولوں میں تلاش کیا تو آپ ان میں مجھے نظر نہ آئے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ فرار ہونے والے نہیں ہیں اور آپ ﷺ مقتولوں میں بھی نظر نہیں آتے تو ممکن ہے کہ ہم مسلمانوں کے اس فعل کو اللہ نے نا پسند کیا ہو اور اپنے نبی

(٦٥٤٨) طبراني كبير: ١٦٣٢۔ ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن منصور الجواز وهو ثقة، هيثمي: ١٠١١٣.

(٦٥٤٩) موصلي: ٥٤٦۔ وفيه محمد بن مروان العقيلي، وثقه ابوداود: ١٠٠٧٤.

عَلَى الْقَوْمِ فَأَفْرَجُوْا لِي فَإِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمْ . (للموصلي: ٥٤٦ بلين)

کو اٹھا لیا ہو۔ پس میرے لیے خیر اسی میں ہے کہ میں لڑوں یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے تلوار کی میان پھینک دی اور کفار پر حملہ کر دیا تو وہ میرے لیے راستہ چھوڑتے گئے، چنانچہ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کفار کے درمیان (مصروف جہاد) ہیں۔'' (الموصلی، سند کمزور ہے)

٦٥٥٠ـ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ أَبِيْهَا : لَمَّا انْصَرَفَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَاءَ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَجُلٍ يُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقُلْتُ: كُنْ طَلْحَةَ ثُمَّ نَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِإِنْسَانٍ خَلْفِي كَأَنَّهُ طَائِرٌ فَإِذَا عُبَيْدَةُ ابْنُ الْجَرَّاحِ وَإِذَا طَلْحَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ صَرِيْعًا قَالَ دُوْنَكُمْ أَخُوْكُمْ فَقَدْ أَوْجَبَ فَتَرَكْنَاهُ وَأَقْبَلْنَا عَلَيْهِ ﷺ فَإِذَا قَدْ أَصَابَهُ فِي وَجْهِهِ سَهْمَانِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْزَعَهُمَا فَمَازَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ يَسْأَلُنِي وَيَطْلُبُ إِلَيَّ حَتَّى تَرَكْتُهُ فَنَزَعَ أَحَدَ السَّهْمَيْنِ وَأَزَمَّ عَلَيْهِ بِأَسْنَانِهِ فَقَلَعَهُ وَانْتَدَرَتْ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَسْأَلُنِي وَيَطْلُبُ إِلَيَّ أَنْ أَدَعَهُ يَنْزَعُ الآخِرَ فَوَضَعَ ثَنِيَّتَهُ عَلَى السَّهْمِ وَأَزَمَّ عَلَيْهِ كَرَاهِيَّةَ أَنْ يُؤْذِيَ النَّبِيِّ ﷺ إِنْ تَحَوَّلَ فَنَزَعَهُ وَ انْتَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ فَكَانَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ أَهْتَمَّ الثَّنَايَا . (للبزار: ١٧٩١ بِإِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ مَتْرُوْكٌ . قُلْتُ: لٰكِنَّهُ مِنْ رِجَالِ التِّرْمَذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ لِلْحَدِيْثِ طُرُقٌ) .

٦٥٥٠۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر جب لوگ پیٹھ پھیر گئے تو میں سب سے پہلے آپ کے سامنے آیا اور میں نے دیکھا کہ ایک مرد آپ کے سامنے شدید جنگ لڑ رہا ہے تو میں نے کہا: اللہ کرے طلحہ رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے اپنے پیچھے آتے انسان کو دیکھا جو پرندے کی مانند آ رہا تھا، میں نے دیکھا تو وہ ابو عبید بن جراح رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے سامنے طلحہ گرا پڑا تھا تو آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کو سنبھالو، اس نے جنت واجب کر دی ہے لیکن ہم نے اس کو اسی حال پر چھوڑا اور آپ کی طرف آئے اور آپ کے چہرے پر دو تیر پیوست تھے۔ میں نے نکالنا چاہا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مجھے درخواست کی کہ یہ خدمت مجھے انجام دینے دو۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا تو ایک تیر اس نے نکال دیا اور دانتوں میں پکڑ کر کھینچا اور اس کے اگلے دو دانتوں میں سے ایک دانت بھی نکل آیا۔ پھر وہ سوال کرتا رہا کہ میں دوسرا تیر بھی اسی کو نکالنے دوں۔ پس اس نے اپنے اگلے دانت تیر پر رکھے اور پکڑ کر کھینچا اور آپ سے چمٹ گیا تا کہ آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو اور تیر نکالا تو اس کا دوسرا اگلا دانت بھی نکل آیا۔ پس ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اگلے دانت بھی نکل گئے۔ البزار نے اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ کی روایت سے نقل کیا ہے جو کہ متروک ہے۔ البتہ میں

(٦٥٥٠) بزار: ١٧٩١۔ وفيه اسحاق بن يحيىٰ بن طلحة وهو متروك، هيثمي: ١٠٠٧٦.

کہتا ہوں کہ وہ ترمذی اور ابن ماجہ کے رجال میں سے ہے۔ اس حدیث کے دیگر طرق بھی موجود ہیں۔''

٦٥٥١ــ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَصِرْنَا إِلَى الشَّعْبِ كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ عَرَفَهُ فَقُلْتُ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ أَسْكُتَ ثُمَّ أَلْبَسَنِيْ لَأْمَتَهُ وَ لَبِسَ لَأْمَتِي وَلَقَدْ ضَرَبْتُ حَتَّى جُرِحْتُ عِشْرِيْنَ أَوْ قَالَ بِضْعَةٌ وَ عِشْرِيْنَ جَرْحًا كُلُّ مَنْ يَضْرِبُنِي يَحْسِبُنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

(للكبير: ١٩/ ١٠٠، والأوسط)

۶۵۵۱۔''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب احد کا دن تھا، ہم گھاٹی کی طرف گئے تو سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا اور میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ یہ موجود ہیں۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہو، پھر آپ نے اپنا خود مجھے پہنا دیا اور میرا آپ نے پہنا، پھر مجھے مارا گیا اور بیس یا بیس سے زائد زخم آئے اور مارتے وقت ہر کافر مجھے اپنے گمان میں رسول اللہ ﷺ سمجھ کر مارتا رہا۔''(الکبیر۔الاوسط)

٦٥٥٢ــ عَنْ قَتَادَةَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَوْسًا فَدَفَعَهَا إِلَيَّ يَوْمَ أُحُدٍ فَرَمَيْتُ بِهَا بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى انْدَقَتْ سِيَتُهَا وَلَمْ أَزَلْ عَنْ مَقَامِي نُصِبَ وَجْهِيْ اَلقَى السِّهَامَ بِوَجْهِهِ كُلَّمَا مَالَ سَهْمٌ مِنْهَا إِلَى وَجْهِهِ مِيْلَتْ رَأْسِي لِأَقِيْ وَجْهَهُ ﷺ فَكَانَ آخِرُهَا سَهْمًا نُدِرَتْ مِنْهُ حِدْقَتِي عَلَى خَدِّي وَافْتَرَقَ الْجَمْعُ فَأَخَذْتُ حِدْقَتِي بِكَفِّي فَسَعَيْتُ بِهَا اِلَيْهِ ﷺ رَآهَا فِي كَفِّي دُمِعَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنَّ قَتَادَةَ قَدْأَوْجَهَ نَبِيَّكَ بِوَجْهِهِ فَاجْعَلْهَا أَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَّهُمَا نَظَرًا فَكَانَتْ أَحْسَنُ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَّهُمَا نَظَرًا.

(رواه الطبراني في الكبير ١٩ / ٨ بخفي)

۶۵۵۲۔''سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک کمان تحفہ دی گئی اور آپ نے احد کے دن وہ مجھے عنایت کی۔ آپ کے سامنے میں نے تیراندازی کی یہاں تک کہ اس کی کھال کی رسی ٹوٹ گئی۔ میں اپنی جگہ پر قائم رہا۔ جب آپ کی طرف کوئی تیر آتا تو میں اپنے سر لیتا اور آپ کا تحفظ کرتا، بالآخر ایک تیر میری کنپٹی پر آن پڑا اور میری آنکھ میری گال پر لٹک گئی۔ جب کفار متفرق ہو گئے تو میں نے اپنی آنکھ ہاتھ میں لی اور آپ کے پاس گیا۔ آپ نے دعا کی: یا اللہ! قتادہ رضی اللہ عنہ نے تیرے نبی ﷺ کا اپنے چہرے کے ساتھ دفاع کیا تو اس کی یہ آنکھ دو آنکھوں میں سے زیادہ خوب صورت بنا دے اور بصارت میں زیادہ تیز کر دے تو یہ آنکھ زیادہ خوب صورت اور زیادہ تیز نظر تھی۔''(الکبیر،سند خفی ہے)

(٦٥٥١) طبرانی کبیر: ١٩/ ١٠٠۔ طبرانی اوسط رجال الاوسط ثقات، هیثمی: ١٠٠٧٧.

(٦٥٥٢) طبرانی کبیر: ١٩/ ٨۔ وفیه من لم اعرفه، هیثمی: ١٠٠٧٩.

٦٥٥٣ـــ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمْتِ قَالَ: سَأَلَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي الشِّعْبِ هَلْ رَأَيْتَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ؟ فَقُلْتُ رَأَيْتُهُ إِلَى جَنْبِ الْجَبَلِ وَعَلَيْهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَرَأَيْتُكَ فَعَدَلْتُ اِلَيْكَ، فَقَالَ: أَمَا اِنَّ الْمَلائِكَةَ لَتُقَاتِلُ مَعَهُ فَرَجَعْتُ اِلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَأَجِدُهُ بَيْنَ سَبْعَةٍ صَرْعَى فَقُلْتُ لَهُ: أَكُلَّ هٰؤُلَاءِ قَتَلْتُ؟ أَمَا هٰذَا وَ هٰذَا فَأَنَا قَتَلْتُهُمَا وَأَمَا هُوَلاءٌ فَقَتَلَهُمْ مَنْ لَمْ أَرَهُ قُلْتُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ. (للكبير: ٣٣٨٥ والبزار بضعف)

۶۵۵۳۔ ''سیدنا حارث بن صمت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا، اس وقت آپ گھاٹی میں تھے۔ فرمایا: کیا تو نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا ہے؟ میں نے کہا: پہاڑی کی جانب میں نے دیکھا ہے اور اس پر مشرکین حملہ آور تھے اور میں نے آپ کو دیکھا تو میں آپ کی طرف چلا آیا، فرمایا: اس کے ساتھ فرشتے بھی لڑ رہے ہیں۔ میں لوٹ کر عبدالرحمٰن کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ سات گرے پڑے کفار کے درمیان میں ہے۔ میں نے کہا: یہ سب تو نے قتل کئے ہیں؟ اس نے کہا: ایک یہ اور ایک یہ، دو میں نے قتل کیے ہیں اور یہ دوسرے ایسے مردوں نے قتل کیے ہیں جن کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔'' (الکبیر بضعیف)

٦٥٥٤ـــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ حَاصَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ حَيْصَةً وَ قَالُوْا: قُتِلَ مُحَمَّدٌ حَتَّى كَثُرَتِ الصَّوَارِخُ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَخَرَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاسْتَقْبَلَتْ بِأَبِيْهَا وَابْنِهَا وَزَوْجِهَا وَأَخِيْهَا، فَقَالُوْا: هٰذَا أَبُوْكِ أَخُوْكِ، زَوْجُكِ، ابْنُكِ تَقُوْلُ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ يَقُوْلُوْنَ أَمَامَكِ، حَتَّى وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَأَخَذْتُ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهِ ثُمَّ قَالَتْ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لاأُبَالِي إِذَا سَلِمْتُ مِنْ عَطَبٍ. للأوسط وفيه شيخه محمد بن شعيب.

۶۵۵۴۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، انہوں نے کہا: جب احد کا دن تھا تو اہل مدینہ میدان جنگ سے بھاگ گئے اور انہوں نے کہا: محمد ﷺ قتل کر دیے گئے ہیں یہاں تک کہ مدینہ کے اطراف وجوانب میں شور وغل بڑھ گیا۔ انصار کی ایک عورت گھر سے نکلی تو اس کے سامنے باپ، بیٹا، بھائی، خاوند مقتول ہیں۔ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی کیا خبر ہے؟ کہا گیا کہ آپ آگے موجود ہیں، وہ آپ تک گئی اور آپ کے پاس پہنچ کر کھڑی ہوئی۔ آپ کا کپڑا ایک طرف سے پکڑ کر عرض کرنے لگی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، جب آپ سلامت ہیں تو مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔'' (الاوسط، اس میں صاحب الاوسط کے استاد محمد بن شعیب بھی ہیں)

(٦٥٥٣) طبرانی کبیر: ٣٣٨٥۔ بزار، وفیه عبدالعزیز بن عمران وهو ضعیف، هیثمی: ١٠٠٨٢.

(٦٥٥٤) طبرانی اوسط، عن شیخه محمد بن شعیب ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ١٠٠٨٧.

٦٥٥٥ــ عَـنْ أَبِي الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَـمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ تَسْعَى حَتَّى إِذَا كَـادَتْ أَنْ تُشْـرِفَ عَـلَى الْقَتْلَى ، قَالَ: فَـكَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَـرَاهُـمْ ، فَقَالَ: الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ قَالَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَتَوَسَّمْتُ أَنَّهَـا أُمِّي صَفِيَّةُ قَالَ: فَخَرَجْتُ أَسْعَى إِلَيْهَا فَـأَدْرَكْتُهَـا قَبْلَ أَنْ تَنْتَهِي إِلَى الْقَتْلَى ، قَالَ: فَـلَـدَمَتْ فِي صَدْرِي وَ كَانَتِ امْرَأَةً جَلْدَةً قَـالَـتْ: إِلَيْكَ لاَ أَرْضَ لَكَ قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهُ ﷺ عَـزَمَ عَـلَيْكِ قَالَ: فَوَقَفَتْ وَأَخْرَجَتْ ثَوْبَيْنِ مَـعَهَا فَقَالَتْ هٰذَانِ ثَوْبَانِ جِـئْـتُ بِهِـمَا لِأَخِيْ حَمْزَةَ فَقَدْ بَلَغَنِي مَقْتَلُهُ فَـكَـفِّـنُـوْهُ فِيهِمَا قَالَ: فَجِئْنَا بِالثَّوْبَيْنِ لِنُكَفِّنَ فِيهِمَا حَمْزَةَ فَإِذَا إِلَى جَنْبِهِ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ قَتِيْـلٌ قَـدْ فُـعِـلَ بِـهِ كَـمَـا فُـعِلَ بِحَمْزَةَ قَالَ فَـوَجَـدْنَا غَضَاضَةً وَحَيَاءً أَنْ نُكَفِّنَ حَمْزَةَ فِي ثَـوْبَيْـنِ وَالْأَنْصَارِيُّ لاَكَفَنَ لَهُ فَقُلْنَا: لِحَمْزَةَ ثَـوْبٌ وَلِلْاَنْـصَـارِيِّ ثَوْبٌ فَقَدَرْنَاهُمَا فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَكْبَرَ مِنَ الْأَخَرِ فَأَقْرَعْنَا بَيْنَهُمَا فَكَفَّنَّا كُـلَّ وَاحِـدٍ مِنْهُمَا فِي الثَّوْبِ الَّذِي صَارَلَهُ .
(لأحمد: ١٤٢١ والموصلى والبزار بلين)

٦٥٥٥۔''سیدنا ابو زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، انہوں نے کہا کہ احد کے دن ایک خاتون دوڑتی آ رہی تھی اور مقتولوں کے قریب آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا مقتولوں کو دیکھنا ناپسند کیا، پس آپ نے فرمایا: اس عورت کو روک دو۔ میں پہچان گیا کہ وہ میری والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ میں اس کی طرف دوڑ کر گیا اور مقتولوں تک اس کے پہنچنے سے پہلے میں اس کے پاس جا پہنچا۔ اس نے میرے سینے پر مارا اور وہ مضبوط قوت والی عورت تھی، کہنے لگی: میرے سامنے سے دور ہو جا۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ آپ کو منع کرتے ہیں۔ وہ کھڑی ہو گئی اور دو کپڑے نکالے اور کہا: یہ میں اپنے بھائی حمزہ کے لیے لائی ہوں۔ ان دو کپڑوں کا اس کو کفن پہنا دو۔ ہم وہ کپڑا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور دیکھا تو ان کے قریب ایک انصاری کو بھی اسی طرح مثلہ کیا گیا تھا جیسا حمزہ کو مثلہ کیا گیا تھا۔ پس ہم نے کہا: ایک کپڑا حمزہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور ایک کپڑا انصاری کا ہے۔ ان پر قرعہ اندازی کی گئی اور بڑا کپڑا انصاری کو ملا۔ اور ہر ایک کو اسی کپڑے میں کفن دیا گیا جو قرعہ اندازی میں اس کو حاصل ہوا تھا۔'' (احمد، الموصلی، البزار، سند کمزور ہے)

٦٥٥٦ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ: لَمَّا قُتِلَ حَمْزَةُ

٦٥٥٦۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں م انہوں نے

(٦٥٥٥) احمد: ١٤٢١۔ موصلی، بزار، وفیه عبدالرحمن بن ابی الزناد وهو ضعیف، وقد وثق، هیثمی: ١٠٠٩٩.

(٦٥٥٦) طبرانی کبیر: ٢٩٣٤۔ بزار وقد روی مسلم فیه مقدمة کتابه، وابن ماجة قصة الصلاة علیهم فقط، وفی اسناد البزار والطبرانی یزید بن ابی زیاد وهو ضعیف، هیثمی: ١٠١٠٠.

أَقْبَلَتْ صَفِيَّةُ تَسْأَلُ مَا صُنِعَ ؟ فَلَقَتْ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ فَأَوْهَمَاهَا أَنَّهُمَا لاَ يَدْرِيَان ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ عَلَى عَقْلِهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهَا فَاسْتَرْجَعَتْ وَبَكَتْ ثُمَّ قَامَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَوْلاَ جَزَعُ النِّسَاءِ لَتَرَكْتُهُ حَتَّى يَحْشُرَ مِنْ بُطُوْنِ السِّبَاعِ وَحَوَاصِلُ الطَّيْرِ ، ثُمَّ أُتِيَ بِالْقَتْلَى فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلَيْهِمْ فَيُوْضَعُ سَبْعَةٌ وَ حَمْزَةَ فَيُكَبِّرُ عَلَيْهِمْ سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَرْفَعُوْنَ وَيُتْرَكُ حَمْزَةُ مَكَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِسَبْعَةٍ فَيُكَبِّرُ عَلَيْهِمْ سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْهُمْ . (للكبير: ٢٩٣٤ والبزار بضعف)

کہا جب حمزہ رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو صفیہ رضی اللہ عنہا پوچھتی آئی کہ اس کے ساتھ کیا کیا گیا ہے؟ تو وہ علی اور زبیر رضی اللہ عنہما سے ملی تو وہ بات چھپا گئے کہ ان کو معلوم نہیں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے اور فرمایا: میں اس کے ہوش وحواس کھو جانے سے ڈرتا ہوں، پس آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو اس نے کہا: ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اور روئیں۔ آپ ﷺ حمزہ کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: اگر عورتوں کی بے صبری کا خطرہ نہ ہوتا تو میں حمزہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا اور وہ قیامت کے دن درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے اٹھائے جاتے۔ اس کے بعد مقتولوں کو لایا گیا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سات شہداء رکھتے جاتے اور ان پر سات تکبیرات کے ساتھ آپ نماز جنازہ پڑھاتے پھر ان کو اٹھا لیا جاتا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسی جگہ رہنے دیا جاتا اور سات دیگر شہدا لائے جاتے اور ان پر بھی سات تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ پڑھاتے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ سب کی نماز جنازہ سے فارغ ہو گئے۔'' (الکبیر، اورالبزار سند کمزور ہے)

٦٥٥٧۔ وَلأَحْمَدَ وَالْكَبِيْرِ بِضُعْفٍ : أَنَّهُ ﷺ أَمَرَبِهِ فَهُيِئَ إِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ كَبَّرَعَلَيْهِ سَبْعًا ثُمَّ جَمَعَ إِلَيْهِ الشُّهَدَاءَ كُلَّمَا أُتِيَ بِشَهِيْدٍ وُضِعَ إِلَى جَنْبِهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَعَلَى الشُّهَدَاءِ اثْنَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ صَلاَةً .

٦٥٥٧۔ '' احمد اور الکبیر نے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بجانب قبلہ رکھنے کا حکم دیا، پھر اس پر سات تکبیرات کہیں، پھر اس کے ساتھ دیگر شہداء کو جمع کرتے گئے۔ جب کوئی شہید لایا جاتا تو اس کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھا جاتا۔ آپ اس پر اور دیگر شہداء پر نماز جنازہ پڑھتے گئے۔ بہتر بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔''

٦٥٥٨ـــ حَدَّثَنَا أَبُوْهُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ

٦٥٥٨۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ

(٦٥٥٧) احمد طبرانی کبیر وفیه احمد بن ایوب بن راشد وهو ضعیف، هیثمی: ١٠١٠٧.

(٦٥٥٨) طبرانی کبیر، بزار، وفیه صالح بن بشیر المری وهو ضعیف، هیثمی: ١٠١٠٤.

وَقَفَ عَلَى حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ حَيْثُ اسْتُشْهِدَ ، فَنَظَرَ إِلَى مَنْظَرٍ أَوْجَعَ لِلْقَلْبِ مِنْهُ ، وَأَوْجَعَ لِقَلْبِهِ مِنْهُ ، وَنَظَرَ إِلَيْهِ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ ، فَقَالَ: (لَمَّا نَظَرَ إِلَى حَمْزَةَ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَأُمَثِّلَنَّ بِسَبْعِيْنَ فَنَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ﴾ الآيَةَ فَكَفَّرَ ﷺ وَأَمْسَكَ عَنْ ذٰلِكَ . (للكبير والبزار بضعف)

نبی کریم ﷺ نے جب حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا: اللہ کی قسم! میں کفار کے ستر آدمیوں کا اسی طرح مثلہ کراؤں گا جیسا انہوں نے تیرا مثلہ کیا ہے۔ پس قرآن نازل ہوا: ''اگر انتقام لو تو انتقام لو مثل اس کے جیسا تم سے انتقام لیا گیا ہے۔'' تا آخر آیت۔ پس رسول اللہ ﷺ نے قسم کا کفارہ ادا کیا اور انتقام لینے سے باز رہے۔'' (الکبیر، البزار سند ضعیف)

٦٥٥٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أُحُدٍ بَكَتْ نِسَاءُ الأَنْصَارِ عَلَى شُهَدَائِهِمْ ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لٰكِنَّ حَمْزَةَ لاَ بَوَاكِيَ عَلَيْهِ فَرَجَعَتِ الأَنْصَارُ فَقَالُوْا لِنِسَائِهِمْ: لاَ تُبْكِيْنَ أَحَدٌ حَتَّى تَبْدَأَنَّ بِحَمْزَةَ فَذَاكَ فِيْهِمْ إِلَى الْيَوْمِ لاَ يَبْكِيْنَ مَيِّتًا إِلاَّ بَدَأْنَ بِحَمْزَةَ . (رواه الطبراني في الكبير: ١٢٠٩٦ وَفِيْهِ يَحْيَى بْنُ مُطِيْعٍ الشَّيْبَانِي)

٦٥٥٩۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ احد سے لوٹ کر واپس آئے تو انصار کی خواتین اپنے شہداء پر روئیں۔ ان کے رونے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: مگر حمزہ رضی اللہ عنہ پر تو رونے والی عورت کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ انصاری اپنے گھر لوٹے اور اپنی خواتین کو کہا: کسی پر نہ رویا جائے یہاں تک کہ پہلے حمزہ رضی اللہ عنہ پر ابتدا کی جائے۔ آج تک ان کا یہ طریقہ باقی رہا کہ کسی مرنے والے پر عورتیں نہیں روتیں مگر پہلے حمزہ پر روتی ہیں پھر مرنے والے پر بلا آواز روتی ہیں۔'' (الکبیر، سند میں یحییٰ بن مطیع الشیبانی ہیں)

٦٥٦٠ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَوْمَ أُحُدٍ: اللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ عَلَى الْحَقِّ فَاخْسِفْ بِي ، قَالَ فَخُسِفَ بِهِ . (رواه البزار: ١٧٩٩)

٦٥٦٠۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک مرد نے احد کے دن کہا: یا اللہ! اگر محمد (ﷺ) سچے ہیں تو مجھے زمین میں غرق کر دے پس وہ اسی وقت غرق کر دیا گیا۔'' (البزار رحمہ اللہ)

٦٥٦١ـ عَنْ جَابِرٍ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ:

٦٥٦١۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ احد کے دن (کے بعد) فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: اے فاطمہ! یہ تلوار

(٦٥٥٩) طبرانی کبیر: ١٢٠٩٦ـ وفيه يحيى بن مطيع الشيباني لم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٠١١٠.

(٦٥٦٠) البزار: ١٧٩٩ـ رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٠١١٥.

(٦٥٦١) البزار: ١٧٩٨ـ وفيه معلى بن عبدالرحمن الواسطى وهو ضعيف، جدا وقال ابن عدى، ارجوا انه لا باس به، هيثمى: ١٠١١٦.

أَفَاطِمُ هٰذَا السَّيْفُ غَيْرُ ذَمِيْمٍ
فَلَسْتُ بِرَعْدِيْدٍ وَلاَ بِلَئِيْمٍ
لَعُمْرِي لَقَدْ أَبْلَيْتُ فِي نَصْرِ أَحْ
مَدَ وَمَرْضَاةِ رَبِّ بِالْعِبَادِ عَلِيْمٍ
فَقَالَ ﷺ: إِنْ كُنْتَ أَحْسَنْتَ الْقِتَالَ فَقَدْ أَحْسَنَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفِ ابْنِ الصِّمَّةِ، وَذَكَرَ آخَرَ فَنَسَبَهُ الرَّاوِيُّ فَقَالَ جِبْرِيْلُ هٰذَا وَأَبِيْكَ الْمُوَاسَاةِ فَقَالَ ﷺ إِنَّهُ مِنِّي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَأَنَا مِنْكُمَا . (رواه البزار: ١٧٩٨)

قابل ملامت نہیں ہے۔ نہ میرے اعضاء دشمن کے خوف سے کانپتے ہیں اور نہ میں ذلیل ہوں ۔ میری زندگی گواہ ہے کہ میں نے احمد ﷺ کی نصرت اور امداد میں اپنی تمام تر توانائی صرف کر دی ہے اور رب العباد کی رضا مطلوب ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو اچھی طرح لڑا ہے تو یقیناً سہل بن حنیف اور ابن صمہ بھی عمدہ لڑائی لڑتے رہے ہیں۔
تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: تیرے باپ کی قسم! یہ حوصلہ افزائی کا وقت ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں تم دونوں سے ہوں۔“

٦٥٦٢ـ وَلِلْكَبِيْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَئِنْ كُنْتَ أَحْسَنْتَ الْقِتَالَ لَقَدْ أَحْسَنَهُ سَهْلُ بْنُ حَنِيْفٍ وَأَبُوْ دَجَانَةَ . (رواه الطبراني في الكبير : ٦٥٠٧)

۶۵۶۲۔” الکبیر میں ابن عباس سے روایت ہے: اگر تو نے اچھی طرح قتال کیا ہے تو سہل بن حنیف اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہما نے بھی خوب طور پر قتال کیا ہے۔“

❁❁❁❁

(٦٥٦٢) طبراني كبير: ٦٥٠٧ـ ورجاله صحيح، هيثمي: ١٠١١٨.

من ذكر في مجمع الزوائد من شهداء أحد

مجمع الزوائد میں بعض شہدائے احد کا ذکر

مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ: حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، رَبِيْعَةُ بْنُ أَكْتَمٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ، مُصْعَبُ بْنِ عُمَيْرٍ، وَ مِنَ الأَنْصَارِ:أُنَيْسُ بْنُ قَتَادَةَ، أَوْسُ بْنُ أَرْقَمٍ، أَوْسُ بْنُ الْمُنْذِرِ، إِيَّاسُ بْنُ أَوْسٍ، ثَعْلَبَةُ بْنُ سَعْدٍ، الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ، حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ: غَسِيْلُ الْمَلائِكَةِ، ذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ قَيْسٍ، رَبِيْعَةُ بْنُ الْفَضْلِ، رِفَاعَةُ بْنُ أَوْسٍ، رِفَاعَةُ بْنُ عَمْرٍو، سَعْدُ بْنُ رَبِيْعَةَ، سَعْدُ بْنُ سُوَيْدٍ، سَلِيْطُ بْنُ ثَابِتٍ، سَهْلُ بْنُ قَيْسٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، الْمَجْذَرُ ابْنُ زِيَادٍ.

مہاجرین میں سے حمزہ بن عبدالمطلب، ربیعہ بن اکتم، عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم ہیں۔

انصار میں سے اُنیس بن قتادہ، اوس بن ارقم، اوس بن منذر، ایاس بن اوس، ثعلبہ بن سعد، حارث بن اوس، حنظلہ بن ابوعامر غسیلِ ملائکہ، ذکوان بن عبدقیس، ربیعہ بن فضل، رفاعہ بن اوس، رفاعہ بن عمرو، سعد بن ربیعہ، سعد بن سوید، سلیط بن، ثابت سہل بن قیس، عبداللہ بن عمرو بن حرام، اور مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہم ہیں۔

٦٥٦٣ــ عَنِ اِبْنِ إِسْحَاقَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ صَلَّى الْجُمُعَةَ فَأَصْبَحَ بِالشَّعْبِ مِنْ أُحُدٍ فَالْتَقَوْا يَوْمَ السَّبْتِ فِي النِّصْفِ مِنْ شَوَّالٍ. للكبير.

۶۵۶۳۔ ''ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھ کر احد کی طرف نکلے، احد کی ایک گھاٹی میں نماز فجر ادا کی اور نصف شوال ہفتہ کے دن مقابلہ ہوا۔'' (الکبیر)

٦٥٦٤ــ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا خَرَجَ إِلَى أُحُدٍ جَعَلَ نِسَاءَهُ فِي أُطُمٍ يُقَالُ لَهُ فَارِعْ وَ جَعَلَ مَعَهُنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ، وَ كَانَ حَسَّانُ يَطْلَعُ إِلَى

۶۵۶۴۔ ''سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب اُحد کی طرف نکلے تو خواتین کو ٹیلے پر لے گئے، اس کو فارع کہتے تھے اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خواتین کے پاس چھوڑا تھا۔

(٦٥٦٣) طبراني كبير ورجاله ثقات، هيثمي: ١٠١٢٤.

(٦٥٦٤) ابو يعلى: ٦٨٣- طبراني كبير، طبراني اوسط، من طريق ام عروة بنت جعفر بن الزبير عن ابيها لم اعرفهما وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٠٠٨٦.

النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا اشْتَدَّ عَلَى الْمُشْرِكِينَ اشْتَدَّ مَعَهُ فِي الْحِصْنِ وَإِذَا رَجَعَ رَجَعَ وَرَاءَهُ فَجَاءَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ فَيَرْقِي أَحَدُهُمْ فِي الْحِصْنِ حَتَّى اَطْلَعَ عَلَيْنَا فَقُلْتُ لِحَسَّان: قُمْ إِلَيْهِ فَاقْتُلْهُ، فَقَالَ: مَا ذَاكَ فِيَّ وَلَوْ كُنَّ ذٰلِكَ فِيَّ لَكُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: فَضَرَبْتُ رَأْسَهُ حَتَّى قَطَعْتُهُ فَقُلْتُ: يَا حَسَّانُ قُمْ إِلَى رَأْسِهِ فَارْمِ بِهِ عَلَيْهِمْ وَهُمْ أَسْفَلَ مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَاذَاكَ فِيَّ قَالَتْ: فَأَخَذْتُ بِرَأْسِهِ فَرَمَيْتُهُ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا قَدْ وَاللّٰهِ عَلِمْنَا أَنَّ مُحَمَّدًا لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ أَهْلَهُ خَلُوْفًا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ أَحَدٌ وَتَفَرَّقُوْا قَالَتْ وَمَرَّبِنَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ كَأَنَّهُ كَانَ مُعَرَّسًا قَبْلَ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرْتَجِزُ يَقُوْلُ: مَهْلاً قَلِيْلًا يُدْرِكُ الْهَيْجَاءَ حَمْلٌ، لَابَأْسٌ بِالْمَوْتِ إِذَا حَانَ الأَجَلْ. (رواه ابو يعلى: ٦٧٣ والكبير والأوسط بخفى)

اور حسان جب رسول اللہ ﷺ کو کفار پر حملہ آور ہوتے دیکھتے تو اسی قلعہ کے اندر حملہ آور بن جاتے اور جب آپ ﷺ لوٹتے تو یہ بھی پیچھے ہٹتے۔ ہمارے ٹیلے کی طرف کچھ یہود آئے اور ان میں سے ایک قلعہ میں آ گیا۔ اس نے خواتین کو دیکھا تو میں نے حسان کو کہا: جا کر اس کو قتل کر دے۔ انہوں نے کہا: میرے اندر یہ طاقت نہیں ہے اگر میرے اندر یہ طاقت ہوتی تو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میدان جنگ میں گیا ہوتا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے یہودی کے سر میں مار کر سر کاٹ دیا اور میں نے کہا: اے حسان! اس کا سر اٹھا کر دیگر یہود جو قلعہ کے نیچے ہیں ان کی طرف پھینک دے۔ حسان نے کہا: اللہ کی قسم! میرے اندر یہ ہمت نہیں ہے۔ وہ کہتی ہیں: میں نے یہودی کا سر اٹھایا اور یہودیوں کی طرف پھینک دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ محمد ﷺ نے اپنے اہل وعیال کو اپنے پیچھے تنہا نہیں چھوڑا ہو گا کہ ان کے ساتھ دفاع کے لیے کوئی نہ کوئی ضرور ہو گا۔ کہتی ہیں: ہمارے پاس سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ گزرے اور ان پر زردی کا اثر تھا گویا قریب وقت میں اس نے عقد کیا تھا اور رجزیہ اشعار پڑھتا جاتا تھا۔ تھوڑا وقفہ کرو تا کہ میدان جنگ کا بوجھ اٹھانے والا پہنچ آئے۔ موت کا خوف نہیں رہتا، جب اجل آ جائے۔'' (ابو یعلی، الکبیر اور الاوسط بخفی)

شرح: ......مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے جنگ احد ۳ ہجری بروز ہفتہ ہی لکھی ہے اور ماہ شوال ہی میں لکھی ہے، مگر انہوں نے ٦ شوال میدان احد میں اترنے اور ۷ شوال کو جنگ ہونے کی تاریخ بتائی ہے۔ (الرحیق المختوم: ص ۳۸۵)

غزوة الرجيع و غزوة بئر معونة وغزوه فزارة

غزوۂ رجیع، غزوہ بئر معونہ اور غزوہ فزارہ

٦٥٦٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ

٦٥٦٥ـ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٦٥٦٥) بخاري: ٤٠٨٦ـ رزين.

سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ
وَهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ
فَانْطَلَقُوْا حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَ مَكَّةَ
ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لَحْيَانَ
فَتَبِعُوْهُمْ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِرَامٍ فَاقْتَصُّوْا
آثَارَهُمْ حَتَّى أَتَوْا مَنْزِلاً نَزَلُوْهُ فَوَجَدُوْا فِيْهِ
نَوَى تَمْرٍتَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا هٰذَا
تَمْرُ يَثْرِبَ فَتَبِعُوْا آثَارَهُمْ حَتَّى لَحِقُوْهُمْ
فَلَمَّا انْتَهَى عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوْا إِلَى
فَدْفَدٍ وَ جَاءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوْا بِهِمْ فَقَالُوْ لَكُمُ
الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ إِنْ نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لاَ نَقْتُلَ
مِنْكُمْ رَجُلاً فَقَالَ عَاصِمٌ أَمَّا أَنَا فَلاَ أَنْزِلُ
فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللّٰهُمَّ! أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ
فَقَاتَلُوْهُمْ حَتَّى قَتَلُوْ عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ
بِالنَّبْلِ وَ بَقِيَ خُبَيْبٌ وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخَرُ
فَأَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ فَلَمَّا أَعْطَوْهُمُ
الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ نَزَلُوْا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا
مِنْهُمْ حَلُّوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا
فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا هٰذَا أَوَّلُ
الْغَدْرِ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوْهُ وَ
عَالَجُوْهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ
فَقَتَلُوْهُ وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدٍ حَتَّى
بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ فَاشْتَرَى خُبَيْبًا بَنُوالْحَارِثِ
بْنِ عَامِرِبْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ
الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍفَمَكَثَ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا

نے ایک فوجی دستہ حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا اور ان پر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو متعین کیا۔ وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بیٹے عاصم کا نانا ہے۔ یہ لوگ گئے اور جب عسفان اور مکہ کے درمیان تھے ان کا ذکر بنو ہذیل کے ایک خاندان سے کیا گیا جس کو بنولحیان کہا جاتا تھا۔ انہوں نے تقریباً ایک سو تیر اندازوں کے ساتھ صحابہ کا تعاقب کیا اور صحابہ کے نشان قدم پر چلے آئے۔ جب وہ ایک منزل پر آئے، وہاں ٹھہرے تو کھجور کی گٹھلیاں دیکھیں جسے صحابہ مدینہ سے ساتھ لائے تھے۔ کفار نے کہا: یہ یثرب کی کھجوریں ہیں۔ تو وہ صحابہ کے نشان قدم پر بڑھتے رہے اور ان تک پہنچ آئے۔ عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو احساس ہوگیا اور وہ ایک بلند جگہ پر چڑھنے پر مجبور ہو گئے اور کفار کی قوم آئی اور ان کو گھیرے میں لے لیا اور کہا کہ ہم تمہارے ساتھ عہد اور پختہ معاہدہ کرتے ہیں کہ اگر تم ہمارے پاس اتر کر آجاؤ تو تم میں سے ایک فرد بھی قتل نہیں کیا جائے گا۔ عاصم نے کہا: میں تو کفار کے معاہدے پر نہیں اتروں گا۔ یا اللہ! اپنے رسول کو ہمارے حالات سے باخبر کر دے۔ پس جنگ شروع ہوگئی اور کفار نے تیر مار کر عاصم رضی اللہ عنہ اور اس کے سات رفقاء شہید کر دیے۔ اور خبیب رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ، اور ایک تیسرا صحابی باقی رہے۔ کفار نے ان سے امن کا معاہدہ کیا اور وہ تینوں کفار کی طرف اتر آئے۔ جب یہ کفار کی گرفت میں آ گئے تو کفار نے ان کے کمان کی رسیاں کھول کر ان کو باندھ دیا، پس تیسرے صحابی نے کہا: یہ معاہدے کی پہلی خلاف ورزی ہے۔ اس نے کفار کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا اور کفار نے کوشش کی کہ وہ بھی ان کے ساتھ چلے مگر اس نے چلنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے اس کو بھی شہید کر دیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کو

حَتَّى إِذَا أَجْمَعُوْا قَتْلَهُ اسْتَعَارَ مُوْسًى مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، قَالَتْ: فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِي فَدَرَجَ إِلَيْهِ حَتَّى أَتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّي وَفِي يَدِهِ الْمُوْسَى فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَاكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَكَانَتْ تَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا كَانَ إِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ، فَخَرَجُوْا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فَقَالَ دَعُوْنِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَرَوْا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ مِنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُّ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ! أَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ قَالَ:

مَا أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي
وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلَى عَاصِمٍ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ يَعْرِفُوْنَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيْمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا مِنْهُ

گرفتار کر کے لے گئے اور مکہ میں جا کر فروخت کر دیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خریدا۔ اس لیے کہ خبیب نے بدر کے دن حارث کو قتل کیا تھا۔ وہ ان کے پاس قید میں رہا یہاں تک کہ وہ سب اس کے قتل کرنے پر متفق ہو گئے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے بنو حارث کی کسی عورت سے استرا مانگا تا کہ اس کے ساتھ زیر ناف بالوں کی صفائی کر لیں۔ اس عورت نے استرا دے دیا جبکہ اس کا بچہ، جس سے وہ غافل تھی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا اور خبیب نے بچے کو زانوں پر بٹھایا۔ جب میں نے دیکھا تو میں ڈر گئی اور خبیب بھی میرا ڈرنا سمجھ گیا۔ اس لیے کہ اس کے ہاتھ میں استرا تھا۔ اس نے کہا: کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دونگا۔ میں تو ایسا ہرگز نہیں کرونگا۔ ان شاء اللہ! وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے کبھی کوئی قیدی خبیب سے بہتر نہیں دیکھا۔ میں نے اس کو انگور کا گچھا ہاتھ میں پکڑا ہوا کھاتے دیکھا جب کہ وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھا تھا اور اس موسم میں مکہ میں انگور ہرگز نہیں تھے۔ اور یہ اس کے لیے صرف اللہ تعالی کی طرف سے رزق تھا۔

کفار خبیب کو قتل کرنے کے لیے حدودِ حرم سے باہر نکلے تو انہوں نے کہا: مجھے مہلت دو تا کہ میں نماز پڑھوں۔ نماز پڑھ کر وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اگر تم گمان نہ کرتے کہ میں موت سے ڈر کر عاجزی کرتا ہوں تو میں زیادہ عجز و نیاز سے نماز ادا کرتا۔

خبیب پہلا شخص ہے جس نے قتل ہوتے وقت دو رکعات پڑھنے کا طریقہ نکالا۔ انہوں نے دعا کی: یا اللہ! ان کفار کی مقدار شمار کر۔ پھر یہ شعر پڑھے: میں کوئی پروا نہیں کرتا کہ جب بحیثیت مسلمان قتل کیا جا رہا ہوں کہ کس پہلو پر اللہ کے لیے گروں گا۔

عَلَى شَيْءٍ. (رواه البخاري: ٤٠٧٦)
زَادَ رَزِيْنٌ: إِنَّ عَاصِمًا جَعَلَ يَرْمِيهِمْ وَيَقُوْلُ:
مَـا عِـلَّتِـي وَأَنَـا جِـلْـدٌ نَـابِـلٌ
وَالْـقَـوْسُ فِيْهَـا وَتَـرٌ عَـنَـابِـلٌ

یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ چاہے تو سڑی گلی ہڈیوں میں برکت ڈال دے۔ پھر اس کی طرف عقبہ بن حارث کھڑا ہوا اور اس کو قتل کر دیا۔ کفار قریش نے عاصم رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی روانہ کیا تاکہ اس کے جسم کا کوئی حصہ لائے تاکہ اس کی پہچان کی جائے۔ اس نے بدر کے دن ان کے بڑے سردار کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چھتری کی مثل اس پر بھڑیں جمع کر دیں۔ کفار کو انہوں نے روک دیا اور عاصم رضی اللہ عنہ کے بدن کے قریب آنے پر وہ قادر نہ ہوئے۔''

رزین نے زائد بیان کیا ہے کہ عاصم رضی اللہ عنہ کفار پر تیر مارتے اور کہتے تھے: میرے اندر کوئی علت نہیں ہے اور میں نجیب و شریف ہوں اور کمان میں موٹی مضبوط رسی ہے۔

شرح: ...... رجیع اصل میں لید کو کہتے ہیں، یہ ایک جگہ کا نام ہے جو بنو ہذیل میں ہے، یہ واقعہ فاجعہ اس جگہ کے قریب ہوا تھا اس لیے اس کا نام رجیع کا واقعہ رکھا گیا ہے۔

بئر معونہ مکہ اور عسفان کے درمیان جگہ ہے جہاں یہ واقعہ ہوا ہے، یہ قراء کے نام سے واقعہ مشہور ہے، یہ رعل اور ذکوان کے ساتھ ہوا تھا۔ (فتح الباری: ۷/۳۸۰)

اس سے چند مسائل ثابت ہوتے ہیں:

(۱) نیک آدمی سے کرامت کا ظہور ہوسکتا ہے۔ (۲) قیدی امان قبول کرنے سے انکار بھی کرسکتا ہے اگرچہ وہ قتل ہو جائے۔ یہ اس وقت ہے کہ جب وہ کافر کا حکم خود پر نافذ کرنا پسند نہ کرے۔ اگر رخصت پر عمل کرتے ہوئے امان قبول بھی کرے تو جائز ہے۔

(۳) مشرکوں سے بھی وفائے عہد کیا جائے، اور ان کے بچوں کو قتل کرنے سے گریز کرنا بھی جائز ہے۔ (۴) مشرکوں کے لیے بددعائے عام کی جاسکتی ہے۔ (۵) قتل کے وقت نماز پڑھنا بہتر عمل ہے۔ (۶) شہادت کے وقت اشعار پڑھنے کی بھی اجازت ہے۔ (۷) سیدنا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی دینی شدت اور قوت یقین کا بھی پتہ چلتا ہے۔ (۸) ایک مسلمان کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اور اسے زندہ و مردہ حالت میں عزت واحترام دیتا ہے۔ (۹) مشرک قریش بھی حرم اور محترم ماہ کی تعظیم کرتے تھے۔ (فتح الباری: ۷/۳۸۴)

٦٥٦٦ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالَهُ أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ فِي سَبْعِيْنَ رَاكِبًا وَكَانَ

۶۵۶۶۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے ماموں کو جو ام سلیم کا بھائی ہے، بنو عامر کی طرف

(٦٥٦٦) بخاری: ٤٠٩١ـ مسلم: ٦٧٧ـ ابوداؤد: ١٤٤٤ـ نسائی: ١٠٧١ـ ابن ماجه: ١١٨٣ـ احمد: ١٣٥٩٢ـ دارمی: ١٥٩٦.

رَئِيْسُ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرُبْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلاَثِ خِصَالٍ فَقَالَ يَكُوْنُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِـيَ أَهْـلُ الْـمَـدَرِ أَوْ أَكُـوْنُ خَـلِيْـفَتَكَ أَوْأَغْزُوْكَ بِأَهْلِ غَطْفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ فَطُعِنَ عَـامِـرٌ فِـي بَيْـتِ أُمِّ فُلاَنٍ فَقَالَ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَـكْـرِ فِـي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ فُلاَنٍ ائْتُوْنِي بِـفَـرَسِـي فَـمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُوْأُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَرَجُلٌ أَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِـنْ بَـنِـى فُلاَنٍ قَالَ كُوْنَا قَرِيْبًا حَتَّى آتِيَهُمْ فَـإِنْ آمَـنُـوْنِـي كُـنْتُـمْ وَإِنْ قَتَـلُوْنِي أَتَيْتُمْ أَصْـحَـابَـكُـمْ فَـقَالَ أَتُؤْمِنُوْنِي أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـجَـعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَئُوْ إِلَـى رَجُلٍ فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُـهُ حَتَّـى أَنْـفَذَهُ بِالرُّمْحِ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ فُـزْتُ وَرَبِّ الْـكَـعْبَةِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوْا كُـلُّهُـمْ غَيْـرَالْاَعْـرَجِ كَـانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ فَـأَنْـزَلَ اللّٰهُ عَلَيْنَا ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ إِنَّا قَـدْ لَـقِيْـنَـارَبَّـنَا فَرَضِىَ عَنَّاوَأَرْضَانَا فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ ثَلاَثِيْنَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَـنِـي لَـحْيَـانَ وَعُـصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ . (رواه البخاري: ٤٠٩١)

ستر سوار دے کر روانہ کیا۔ جب وہ اس قوم کے قریب گئے تو میرے ماموں نے کہا: میں تم سے پہلے لوگوں کے پاس جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے مجھے امن دیا تو میں ان کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دوں گا ورنہ تم میرے قریب ہو گے۔ پھر وہ قوم کے پاس گیا تو اس قوم نے اس کو امن دے دیا۔ یہ ان لوگوں سے گفتگو کرتا رہا اور آپ ﷺ کے متعلق بتا تا رہا تو ان لوگوں نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو اس نے نیزا مار دیا جو کاری ثابت ہوا اور اس نے کہا: اللہ اکبر، کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہوا۔ پھر وہ لوگ بقیہ صحابہ پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کو قتل کر دیا مگر ایک لنگڑا صحابی پہاڑ پر چڑھ گیا۔

ھمام رحمہ اللہ نے کہا: میرا گمان ہے کہ ایک دوسرا آدمی بھی اس کے ساتھ تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کو جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی کہ وہ صحابہ رب العزت سے جا ملے، اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم یہ حدیث تلاوت کرتے تھے کہ ہماری قوم کو پیغام دے دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں وہ ہم سے راضی ہے اور اس نے ان کو راضی کر دیا ہے۔ پھر اس کی تلاوت منسوخ کر دی گئی اور آپ نے تیس ایام تک صبح کے وقت بد دعا کی۔ رعل، ذکوان بنولحیان اور بنو عصیہ، پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔''

٦٥٦٧ـــ عَـنْ اَنَـسِ بْنِ مَـالِكٍ أَنَّ رِعْلاً وَذَكْـوَانَ وَعُـصَيَّةَ وَبَـنِي لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوْا

٦٥٦٧۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ رعل، ذکوان، عصیہ، اور بنولحیان کے لوگوں نے اپنے دشمن کے خلاف

(٦٥٦٧) بخاری: ٤٠٩٠۔ مسلم: ٦٧٧۔ ابوداؤد: ١٤٤٤۔ نسائی: ١٠٧٧۔ دارمی: ١٥٩٩۔ احمد: ١٣٦٦.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عَدُوٍّ فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الأَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ كَانُوْا يَحْتَطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ حَتَّى كَانُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ وَ غَدَرُوْا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ. (رواه البخاري: ٤٠٩٠)

رسول اللہ ﷺ سے امداد طلب کی۔ آپ نے ان کی امداد کے لیے ستر انصاری روانہ کیے جن کو ہم قراء کہتے تھے۔ وہ دن کو لکڑیوں کا بالن لاتے اور رات کو نماز پڑھتے تھے۔ جب وہ بئر معونہ پر گئے تو ان لوگوں کا معاہدہ تو دھوکا تھا اور انہوں نے صحابہ کو قتل کر دیا۔ نبی ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ نے ایک مہینے تک قنوت پڑھی اور کفار کے لیے بدعا کی۔ (البخاری)

٦٥٦٨۔وَفِي رِوَايَةٍ: لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. (رواه البخاري: ٤٠٩٢)

٦٥٦٨۔''ایک روایت میں ہے کہ جب حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو بئر معونہ کے دن نیزہ مارا گیا تو انہوں نے خون لے کر اپنے چہرے اور اپنے سر پر لگایا اور کہا: کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہوا۔'' (البخاری)

٦٥٦٩۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا أَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالاً يُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فِيْهِمْ خَالِي حَرَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ وَيَتَدَارَسُوْنَ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُوْنَ وَ كَانُوْا بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُوْنَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهُ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوْا

٦٥٦٩۔''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری راویت میں ہے: کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمارے ساتھ کچھ مرد روانہ کیجیے جو ہمیں قرآن اور حدیث کی تعلیم دیں۔ چنانچہ آپ نے ان کے ساتھ ستر صحابہ روانہ کیے، وہ انصار میں سے تھے اور ان کو قرء کہا جاتا تھا۔ ان میں میرا ماموں حرام بن ملحان بھی گیا۔ وہ لوگ قرآن پڑھتے اور دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھتے تھے اور جنگل سے لکڑیاں لا کر فروخت کرتے اور اصحاب صفہ کے لیے اور دیگر غرباء کے لیے کھانے کا سامان فراہم کرتے تھے۔ ان صحابہ کو آپ نے روانہ کیا تو ان لوگوں نے حملہ کر کے ان صحابہ کرام کو قتل کر دیا اور

(٦٥٦٨) بخاری: ٤٠٩٢۔ مسلم: ٦٧٧۔ ابوداؤد: ١٤٤٤۔ نسائی: ١٠٧٧۔ ابن ماجہ: ١١٨٣۔ دارمی: ١٥٩٦ احمد: ١٣٦٦٠۔

(٦٥٦٩) مسلم: ٦٧٧۔ بخاری: ٤٠٩٦۔ ابوداؤد: ١٤٤٥۔ نسائی: ١٠٧٩۔ ابن ماجہ: ١٢٤٣۔ دارمی: ١٥٩٩۔

الْـمَـكَانَ فَقَالُوْا: اللّٰهُـمَّ! بَلِّغْ عَنَّانَبِيَّنَا إِنَّا قَدْ لَـقِيْـنَـاكَ فَـرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا قَالَ: وَأَتَـى رَجُـلٌ حَـرَامًـا خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ فَـطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حَتَّى أَنْفَذَهُ فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَرَبِّ الْـكَـعْبَةِ فَـقَـالَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: لِأَصْـحَـابِـهِ: إِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَإِنَّهُمْ قَـالُـوْا: الـلّٰهُـمَّ! بَـلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْلَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا . (رواه مسلم: ٦٧٧)

مقررہ مقام پر پہنچنے نہیں دیا تو ان لوگوں نے کہا: یا اللہ! ہماری طرف سے اپنے نبی کریم ﷺ کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے اے رب کریم! ملاقات کی، ہم تجھ سے راضی ہوئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ ایک آدمی انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان کے پیچھے سے آیا اور انہیں نیزہ مارا جو کارگر ثابت ہوا، تو حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اس واقعے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دی کہ تمہارے بھائیوں کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا ہے اور انہوں نے اپنے اللہ سے درخواست کی ہے کہ ہمارا پیغام اپنے رسول کو پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔" (مسلم)

٦٥٧٠ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالَهُ أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ فِي سَبْعِيْنَ رَاكِباً وَكَانَ رَئِيْسَ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرُبْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِـصَـالٍ فَقَالَ يَكُوْنُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِيَ أَهْـلُ الْـمَـدَرِأَوْ أَكُـوْنُ خَلِيْفَتَكَ أَوْأَغْزُوْكَ بِـأَهْلِ غَطْفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِي بَيْـتِ أُمِّ فُلَانٍ فَـقَـالَ غُـدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِـنْ آلِ فُـلَانٍ ائْتُـوْنِيْ بِفَرَسِيْ فَـمَاتَ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُـلَيْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ قَـالَ كُـوْنَـا قَرِيْبًـا حَتَّى آتِيَهُمْ فَـإِنْ آمَنُوْنِي كُنْتُمْ وَإِنْ قَتَلُوْنِي أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ

٦٥٧٠ـ "انس رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے میرے ماموں کو ستر سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ مشرکین کا ایک رئیس عامر بن طفیل تھا، وہ آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو کہا: تین امور میں سے ایک اختیار کر لو۔ میدانی علاقے تم لے لو اور اہل مدد میرے لیے چھوڑ دو۔ یا تمہارے بعد میں خلیفہ ہوں گا یا پھر میں تمہارے ساتھ ایک فوج اہل غطفان کی لا کر تم سے جنگ کرونگا، پھر عامر کو فلاں عورت کے گھر میں طاعون کی بیماری نے آن پکڑا تو اس نے کہا: مجھے تو ایسا پھوڑا نکلا جیسا اونٹ کو پھوڑا نکلتا ہے اور میں تو فلاں قوم کی ایک عورت کے گھر مرنے لگا ہوں۔ تم میرا گھوڑا حاضر کرو۔ گھوڑا لایا گیا اور وہ سوار ہوا اور گھوڑے کی پشت پر موت نے آ لیا۔

(٦٥٧٠) بخاری: ٤٠٩١ـ مسلم: ٦٧٧ـ نسائی: ١٠٧٠ـ ابوداود: ١٤٤٤ـ ابن ماجه: ١١٨٣ـ احمد: ١١٧٤٠ـ دارمی: ١٥٩٦.

فَقَالَ أَتُؤْمِنُوْنِي أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِهِ. (رواه البخاری : ٤٠٩١)

الغرض حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ اور ایک لنگڑا مرد اور ایک مرد بنو فلان سے گئے تو حرام رضی اللہ عنہ نے کہا: تم قریب رہو، میں ان لوگوں کے پاس جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے اصحاب کے پاس پہنچ جانا۔ پھر حرام رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جا کر کہا: کیا تم مجھے امن دیتے ہو تا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا تم تک پیغام پہنچا دوں؟ بقیہ مثل حدیث سابق ہے۔''

٦٥٧١ــ وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ: بِأَلْفِ أَشْقَرٍ وَ أَلْفَ شَقْرًا .

۶۵۷۱۔'' اور احمد کی روایت میں ہے کہ ایک ہزار زرد گھوڑے اور ایک ہزار زرد گھوڑیوں کے سوار لے کر حملہ کرونگا۔

٦٥٧٢ــ وَلِلْكَبِيْرِ بِضَعْفٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: ذَكَرَ قِصَّةَ قُدُوْمِ عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ الْمَدِيْنَةَ وَكَلَامَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ لَهُ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَوْلَ عَامِرٍ لَأَمْلَأَنَّهَا عَلَيْكَ خَيْلًا وَرِجَالًا ثُمَّ خَرَجَ فَجَمَعَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَا ﷺ سَبْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ بَعَثَ عَشَرَةً فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ وَسَائِرُهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَمِيْرُهُمُ الْمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو فَمَضَوا حَتَّى نَزَلُوْا بِئْرَ مَعُوْنَةَ فَأَقْبَلَ حَتَّى هَجَمَ عَلَيْهِمْ فَقَتَلَهُمْ إِلَّا عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ كَانَ فِي الرِّكَابِ فَنَزَلَ الْوَحْيُ وَأَخْبَرَ ﷺ بِقَتْلِهِمْ وَدَعَا عَلَى ابْنِ الطُّفَيْلِ ، وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي عَامِرًا فَأَقْبَلَ حَتَّى رَمَاهُ اللّٰهُ بِالذِّبْحَةِ فِي حَلْقِهِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ

۶۵۷۲۔'' اور الکبیر میں ضعیف سند سے روایت ہے، جو سہل بن سعد سے منقول ہے۔ اور اس میں عامر بن طفیل کی مدینہ میں آمد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور ثابت بن قیس کی گفتگو بھی مذکور ہے۔ عامر کا آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔ عامر کا یہ قول مذکور ہے کہ میں تیرے خلاف مدینہ کو سوار اور پیادوں سے بھر دونگا اور عامر مدینہ سے چلا گیا اور اس نے آپ کے خلاف فوج جمع کرنا شروع کردی، چنانچہ سترہ ایام تک آپ نے دعا کی۔

پھر آپ نے دس اصحاب روانہ کیے۔ ان میں عمرو بن امیہ ضمری بھی تھے اور دیگر سب صحابہ انصاری تھے اور منذر بن عمرو ان کا امیر تھا۔ یہ لوگ گئے اور بئر معونہ کے پاس جا کر ٹھہرے۔ عامر بن طفیل آیا اور ان سب کو قتل کر دیا، البتہ عمر بن امیہ الضمری اونٹوں کے ساتھ تھا پس وہ بچ نکلا۔ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام کے قتل کیے جانے کی خبر

(٦٥٧١) هيثمی : ١٠١٢٧ـ رجاله رجاله الصحيح، احمد.

(٦٥٧٢) طبرانی كبير: ٥٧٢٤ـ فيه عبدالمهيمن بن عباس وهو ضعيف، هيثمی: ١٠١٢٦.

سَلُوْلٍ وَهُوَ يَقُوْلُ : يَالِعَامِرٍ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْجَمَلِ فِي بَيْتِ سَلُوْلِيَّةٍ ، وَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتَّى مَاتَ فِي بَيْتِهَا ، وَكَانَ أَرْبَدُ بْنُ قَيْسٍ أَصَابَتْهُ صَاعِقَةٌ فَاحْتَرَقَ فَمَاتَ فَرَجَعَ مَنْ مَعَهُمْ . (رواه الطبراني في الكبير : ٥٧٢٤)

دی۔ آپ نے عامر بن طفیل پر بد دعا کی اور فرمایا: یا اللہ! عامر سے مجھے بچا، پس وہ آیا اور اللہ نے اس کے گلے میں کاٹنے والا پھوڑا نکال دیا وہ بنوسلول کی ایک دعوت کے گھر میں تھا، وہ اپنے نفس کو مخاطب کرتا اور کہتا تھا: اے عامر! پھوڑا ہے اونٹ کے پھوڑے جیسا، سلولیہ عورت کے گھر، یہ بات کہتے ہوئے وہ اسی عورت کے گھر میں مر گیا۔ اور اس کے رفیق اربد بن قیس پر آسمانی بجلی گری اور اس نے اس کو جلا دیا اور وہ بھی مر گیا اور اس کے ساتھ جو فوج تھی وہ منتشر ہو گئی۔''

٦٥٧٣۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ : جَاءَ مُلَاعِبُ الْأَسِنَّةِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِهَدِيَّةٍ فَعَرَضَ عَلَيْهِ الْإِسْلَامَ فَأَبَى أَنْ يُسْلِمَ فَقَالَ ﷺ فَإِنِّي لاَأَقْبَلُ هَدِيَّةَ مُشْرِكٍ ، قَالَ فَابْعَثْ إِلَى أَهْلِ نَجْدٍ مَنْ شِئْتَ فَأَنَا لَهُمْ جَارٌ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِقَوْمٍ فَاسْتَجَاشَ عَلَيْهِمْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَأَبَوْا أَنْ يُطِيْعُوْقهُ وَأَبَوْا أَنْ يَّخْفِرُوْا مَلَاعِبَ الْأَسِنَّةِ فَاسْتَجَاشَ عَلَيْهِمْ بَنِي سُلَيْمٍ فَأَطَاعُوْهُ فَاتَّبَعَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِ رَامٍ فَأَدْرَكُوْهُمْ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ فَقَتَلُوْهُمْ إِلَّا عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ . (رواه الطبراني في الكبير: ١٩ / ٧١، برجال الصحيح)

۶۵۷۳۔ ''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ملاعب نامی شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تحفہ پیش کیا۔ آپ نے اس پر اسلام پیش کیا تو اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا، پس آپ نے فرمایا: میں مشرک کا تحفہ قبول نہیں کرتا۔ اس نے کہا: آپ اہل نجد کی طرف جس کو چاہیں روانہ کر دیں میں اس کی مدد کرونگا، پس آپ ﷺ نے چند لوگ روانہ کر دیے۔ طفیل بن عامر نے اہل نجد سے ان صحابہ کے خلاف فوج طلب کی تو اہل نجد نے اس کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا اور یہ کہ وہ ملاعب الاسنہ کے معاہدے کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے۔ عامر نے بنوسلیم سے فوج طلب کی تو وہ اس کی اطاعت کے لیے تیار ہو گئے اور صحابہ کا تقریباً ایک سو تیر اندازوں نے تعاقب کیا اور بئر معونہ پر صحابہ کو پہنچ کر قتل کر دیا۔ اور صرف عمرو بن امیہ الضمری بچ رہا۔''
(الکبیر، اس سند کے راوی صحیح ہیں۔)

٦٥٧٤۔ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۶۵۷۴۔ ''ابن اسحاق کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احد

(٦٥٧٣) طبراني كبير: ١٩/ ٧١۔ ورجاله رجال الصحيح هيثمي: ١٠١٢٩.
(٦٥٧٤) طبراني كبير: ٢٠/ ٣٥٦۔ ورجاله ثقات الى ابن اسحاق، هيثمي: ١٠١٣٢.

بَعَثَ أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ فِي صَفَرٍ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ مِنْ أُحُدٍ حِيْنَ قَدِمَ عَلَيْهِ أَبُوْ بَرَاءٍ عَامِرِ بْنِ مَالِكٍ مُلاَعِبُ الأَسِنَّةِ فَلَمْ يُسْلِمْ وَلَمْ يَبْعُدْ مِنَ الإِسْلاَمِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْ بَعَثْتَ إِلَى أَهْلِ نَجْدٍ رِجَالًا يَدْعُوْنَهُمْ إِلَى أَمْرِكَ رَجَوْتُ أَنْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِمْ أَهْلَ نَجْدٍ قَالَ أَبُوْبَرَاءٍ أَنَا جَارٌ لَهُمْ فَبَعَثَ ﷺ الْمُنْذِرَ ابْنَ عَمْرٍو فِي اَرْبَعِيْنَ مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهُمُ الْحَارِثُ بْنُ الصَّمَّتْ وَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَعُرْوَةُ بْنُ أَسْمَاءَ وَنَافِعُ بْنُ بُدَيْلٍ بِنْ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِي وَعَامِرِ بْنِ فُهَيْرَةَ ، فَسَارُوْا حَتَّى نَزَلُوْا بِئْرَ مَعُوْنَةَ بَيْنَ أَرْضِ بَنِي عَامِرٍ وَ حَرَّةَ بَنِي سُلَيْمٍ فَبَعَثُوْا حَرَامَ بْنَ مِلْحَانَ بِكِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ اِلَى عَامِرِبْنِ الطُّفَيْلِ فَلَمَّا أَتَاهُمْ لَمْ يَنْظُرْ فِي كِتَابِهِ حَتَّى قَتَلَهُ ثُمَّ اسْتَصْرَخَ بَنِي عَامِرٍ فَأَبَوْا أَنْ يَخْفُرُوا أَبَا بَرَاءٍ وَقَدْ عَقَدَ لَهُمْ عَقْدًا وَجِوَارًا فَاسْتَصْرَخَ بَنِي سُلَيْمٍ عُصَيَّةَ وَرِعْلاً وَذَكْوَانَ فَأَجَابُوْا فَخَرَجُوْا حَتَّى أَحَاطُوْا بِالْقَوْمِ فَلَمَّارَأَوْهُمْ أَخَذُوْا أَسْيَافَهُمْ فَقَاتَلُوْا حَتَّى قُتِلُوْا عَنْ آخِرِهِمْ إِلاَ كَعْبَ بْنَ زَيْدِ النَّجَّارِيَ فَإِنَّهُمْ تَرَكُوْهُ وَبِهِ رَمَقٌ فَارْتَثَّ مِنْ بَيْنِ الْقَتْلَى فَعَاشَ حَتَّى قُتِلَ بِالْخَنْدَقِ. وَكَانَ فِي السَّرْحِ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ

سے چار ماہ بعد صفر کے مہینہ میں اصحاب کو بئر معونہ کی طرف روانہ فرمایا: جب ابوبراء عامر بن مالک ملاعب اسنہ آپ کے پاس آیا تو وہ نہ تو مسلمان ہوا اور نہ اسلام سے بُعد اختیار کیا اور اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اگر آپ اہل نجد کی طرف چند مرد روانہ کریں اور وہ ان کو تیرے دین کی طرف دعوت دیں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ لوگ تیرا دین قبول کریں گے، آپ نے فرمایا: میں اہل نجد سے مبلغین کے لیے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ ابو براء نے کہا: میں ان کو امن دیتا ہوں۔ پس نبی ﷺ نے منذر بن عمرو کو چالیس اہل فضیلت صحابہ کے ساتھ روانہ کیا۔ ان میں حارث بن صمت، حرام بن ملحان، عروہ بن اسماء، نافع بن بدیل، ورقاء الخزاعی اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم تھے۔ یہ لوگ جا کر بئر معونہ پر اترے۔ یہ جگہ بنو عامر اور بنو سلیم کے درمیان زمین تھی۔ پس ان اصحاب نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک دیکر حرام بن ملحان کو عامر بن طفیل کی طرف روانہ کیا۔ یہ جب اس ملعون کے پاس پہنچے تو اس نے آپ کے خط کو نہ دیکھا اور نہ پڑھا اور حرام بن ملحان کو قتل کر دیا پھر اس نے بنو عامر کو بلایا تو انہوں نے ابو براء کے امن کے معاہدے کی تحقیر کرنے سے انکار کر دیا اس لیے کہ اس نے صحابہ کے لیے امن کا معاہدہ کیا تھا۔

عامر بن طفیل نے بنو سلیم کو دعوت دی، عصیہ کو رعل کو اور ذکوان کو تو انہوں نے ابن طفیل کی دعوت قبول کی اور جمع ہو گئے اور مسلمانوں کو گھیرے میں لے لیا۔ جب صحابہ نے یہ حال دیکھا تو تلوار میان سے نکال کر لڑے اور سب ہی شہید ہو گئے، البتہ کعب بن زید نجاری زندہ رہا۔ اس کو زخمی حالت میں چھوڑ گئے اور وہ شہداء کے درمیان سے اٹھا اور زندہ رہا یہاں تک کہ

الـضَّمْرِيُّ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمْ يُنَبِّئْهُمَا بِـمَـصَابِ إِخْوَانِهِمَا إِلاَّ الطَّيْرُ تَحُوْمُ عَلَى الْـعَسْـكَـرِ فَـقَالاَ وَاللّٰهِ اِنَّ لِهٰذَا الطَّيْرِ شَأْناً فَـأَقْبَلاَ فَـإِذَا الْـقَوْمُ فِي دِمَائِهِمْ وَإِذَا الْخَيْلُ الَّتِـي أَصَـابَتْهُـمْ وَاقِـفَةٌ فَـقَـالَ الْأَنْصَارِيُّ لِـعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ: مَاتَرَى؟ قَالَ أَرَى أَنْ أَلْحَقَ بِـرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِـنُخْبِرَهُ فَقَالَ الأنْصَارِيُّ لٰـكِـنِّي مَاكُنْتُ لأَرْغَبَ بِنَفْسِي عَنْ مَوْطِنٍ قُتِلَ فِيْهِ الْمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو فَقَاتَلَ الْقَوْمَ حَتَّى قُتِلَ وَأَسَرُوْا عَمْرَ بْنَ أُمَيَّةَ فَلَمَّا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ مِـنْ مُـضَـرَ أَطْـلَـقَـهُ عَـامِـرُ بْنُ الطُّفَيْلِ وَجَـزَّنَـاصِيَتَـهُ وَأَعْتَـقَـهُ عَنْ رَقْبَةٍ زَعَمَ أَنَّهَـاكَـانَتْ عَلَى أُمِّهِ ، فَخَرَجَ عَمْرٌو فَلَقِيَ رَجُـلَيْـنِ مِنْ بَنِي عَامِرٍ نَزَلاَ فِي ظِلٍّ وَ كَانَ لِـلْعَامِرِيَّيْنَ عَقْدٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَجِوَارٌ وَلَمْ يَـعْـلَمْ بِهِ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ وَقَدْ سَأَلَهُمَا حِيْنَ نَـزَلَ مِـمَّـنْ أَنْتُـمَـا؛ قَـالاَ: مِنْ بَنِي عَامِرٍ ، فَـأَمْهَـلَهُـمَا حَتَّى نَامَا فَقَتَلَهُمَاوَهُوَيَرَى أَنَّهُ اَصَـابَ بِهِمَاثَأْرَهُ مِنْ بَنِي عَامِرٍ ، فَلَمَّا قَدِمَ عَـمْـرٌو عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـقَـالَ: لَقَدْ قَتَلْتَ قَتْـلَتَيْـنِ لَأَدِيَنَّهُمَا ، ثُمَّ قَالَ ﷺ: هٰذَا عَمَلُ أَبِـي بَـرَاءٍ لَقَدْ كُنْتُ لِهٰذَا كَارِهاً مُتَخَوِّفًا ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَا بَرَاءٍ فَشَقَّ عَلَيْهِ اخْفَارُ عَامِرٍ إِيَّاهُ وَمَـاأُصِيْـبَ مِـنْ أَصْـحَـابِـهِ ، فَقَالَ حَسَّانٌ: يَحْرِّضُ ابْنَ أَبِي بَرَاءٍ عَلَى عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ:

خندق کی جنگ میں شہید ہوا، صحابہ کی سواریوں کے ساتھ عمرو بن امیہ الضمر ی اور ایک دوسرا مرد انصار میں سے تھا۔ ان کو اپنے رفقاء کی شہادت کی خبر پرندوں نے دی جو مقتولوں پر اترتے تھے۔ انہوں نے آپس میں کہا: اللہ کی قسم! یہ پرندے کسی وجہ سے اترتے ہیں پس وہ آئے تو صحابہ خون میں لت پت پڑے تھے اور قاتل سوار وہاں کھڑے تھے۔ انصاری نے عمرو بن اُمیہ کو کہا: تیری رائے کیا ہے؟ اس نے کہا: میری رائے ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جائیں تا کہ ان کو ہم خبر دے دیں۔ انصاری نے کہا: میری رائے ہے کہ میں اپنی جان بچا کر اس سر زمین سے نہیں جاوں گا جہاں منذر بن عمرو قتل ہوا ہے پس وہ کفار سے لڑ کر شہید ہو گیا اور عمرو بن امیہ کو کفار نے قیدی بنایا۔ جب اس نے کفار کو بتایا کہ وہ بنو مضر میں سے ہے تو عامر بن طفیل نے اس کی پیشانی کے بال کاٹ کر آزاد کر دیا کیونکہ اس کی ماں نے غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی اور ابن طفیل نے اپنے گمان میں اپنی ماں کی نذر پوری کر دی۔ عمر و آزاد ہو کر واپس راستہ میں تھا کہ اس سے دو مرد اور بھی آ ملے۔ وہ دونوں بنو عامر میں سے تھے اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے امن دیا تھا اور عمر بن امیہ کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ اس نے پوچھا تو ان دونوں نے بتایا کہ وہ بنو عامر میں سے ہیں۔ پس اس نے ان دونوں کو ٹھہرا لیا۔ جب وہ سو گئے تو اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور اپنے گمان میں سمجھا کہ اس نے اپنے رفقاء کا بنو عامر سے انتقام لیا ہے۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تو نے وہ دو مرد قتل کر دیے جن کی میں دیت ادا کروں گا، پھر آپ نے فرمایا: یہ ابو براء کا فعل ہے، میں پہلے ہی صحابہ کو وہاں روانہ کرنا پسند نہیں کرتا تھا، مجھے یہی

بَنِي أُمِّ الْبَنِيْنَ أَلَمْ يَرُعْكُمْ
وَأَنْتُمْ مِنْ ذَوَائِبِ أَهْلِ نَجْدِ
تَهَكُّمُ عَامِرٌ بِأَبِي بَرَاءٍ
لِيَخْفِرَهُ وَمَا خَطَأٌ كَعَمَدِ
أَلَا أَبْلِغْ رَبِيعَةَ ذَا الْمَسَاعِي
فَمَا أَحْدَثْتَ فِي الْحَدَثَانِ بَعْدِي
أَبُوْكَ أَبُوْ الْحُرُوْبِ أَبُو بَرَاءٍ
وَخَالُكَ مَاجِدٌ حَكَمُ بْنُ سَعْدِ

فَحَمَلَ رَبِيْعَةُ بْنُ بَرَاءٍ عَلَى عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ فَطَعَنَهُ بِالرُّمْحِ فِي فَخِذِهِ فَوَقَعَ عَنْ فَرَسِهِ وَقَالَ: هٰذَا عَمَلُ أَبِي بَرَاءٍ فَإِنْ أَمُتْ فَدَمِيْ لِعَمِّي لَا يُتَّبَعُ بِهِ وَإِنْ أَعِشْ فَسَأَرَى رَأْيِي. (رواه الطبرانی فی الکبیر: ۲۰ / ۳٥٦)

خطرہ تھا۔ ابو براء کو یہ بات پہنچی تو اس کو بھی عامر بن طفیل کی کاروائی پر اور صحابہ کے قتل ہونے پر افسوس ہوا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کے ذریعے سے ابن ابی براء کو عامر بن طفیل کے خلاف جوش دلایا۔

کیا تمہیں ام البنین کے بیٹے نے خوف زدہ نہیں کیا۔ اور تم تو اہل نجد کے سرداروں کے بیٹے ہو۔ عامر نے ابو براء پر ظلم کیا اور اس کے معاہدے کو توڑ دیا، اور گناہ بالخطا عمدا جرم کرنے کی مانند نہیں ہوتا۔ کوشش اور جدوجہد کرنے والے ربیعہ کو میرا پیغام پہنچا دو کہ وہ بتائے کہ انہوں نے میرے بعد نوجوانوں میں کیا تبدیلی پیدا کی کہ اتنا ضعیف دکھائی دیتے ہو۔

تیرا باپ ابو براء تو بڑا جنگجو تھا اور تیرا ماموں حکم بن سعد بھی باعزت آدمی تھا۔ ربیعہ بن براء نے حملہ کر کے عامر بن طفیل کی ران میں نیزہ مار دیا تو وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ ابن طفیل نے کہا: یہ ابو براء کی کاروائی ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے لیے ہے اس سے کوئی مطالبہ نہ کیا جائے اور اگر میں زندہ رہا تو اپنی رائے خود قائم کروں گا۔'' (الکبیر)

٦٥٧٥ــ وَلَهُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَرْسَلَهُ: إِنَّ فِيْهِمْ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ قُتِلَ يَوْمَئِذٍ فَلَمْ يُوْجَدْ جَسَدُهُ وَيَرَوْنَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ دَفَنَتْهُ. (رواه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٧١)

٦٥٧٥۔'' الکبیر کی عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مرسل روایت ہے کہ ان اصحاب میں عامر بن فہیرہ بھی تھا جو اسی دن قتل کیا گیا تھا۔ اس کا جسد خاکی نہیں مل رہا تھا۔ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس کو فرشتوں نے دفنا دیا ہوگا۔''

٦٥٧٦ــ وَلَهُ عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ مِمَّنْ شَهِدَ بِئْرَ مَعُوْنَةَ أَوْسَ بْنَ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيَّ وَالْحَكَمَ بْنَ كَيْسَانَ الْمَخْزُوْمِيَّ. (رواه الطبراني في الكبير: ٥٦٤٦)

٦٥٧٦۔'' اس کی ایک روایت عروہ سے منقول ہے کہ بئر معونہ کے دن جو صحابہ شہید ہوئے ان میں اوس بن معاذ انصاری اور حکم بن کیسان مخزومی رضی اللہ عنہما بھی تھے۔''

(٦٥٧٥) طبرانی کبیر: ١٩/ ٧١۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٠١٣٠.

(٦٥٧٦) طبرانی کبیر: ١٩/ ٧١۔ فی اسناده ابن لهيعة وحديثه حسن اذا توبع وفيه ضعف، هيثمي: ١٠١٣٣.

٦٥٧٧ــ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: غَزَوْنَا فَزَارَةَ وَعَلَيْنَا أَبُوْبَكْرٍ أَمَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْنَا، فَلَمَّا كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمَاءِ سَاعَةٌ أَمَرَنَا أَبُوْبَكْرٍ، فَعَرَّسْنَا ثُمَّ شَنَّ الْغَارَةَ فَوَرَدَ الْمَاءَ فَقَتَلَ مَنْ قَتَلَ عَلَيْهِ وَسَبَى وَأَنْظُرُ إِلَى عُنُقٍ مِنَ النَّاسِ فِيْهِمُ الذَّرَارِيُّ فَخَشِيْتُ أَنْ يَسْبِقُوْنِي إِلَى الْجَبَلِ فَرَمَيْتُ بِسَهْمٍ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ، فَلَمَّا رَأَوُا السَّهْمَ وَقَفُوْا فَجِئْتُ بِهِمْ أَسُوْقُهُمْ وَفِيْهِمُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ عَلَيْهَا قَشْعٌ مِنْ أَدَمٍ. قَالَ: الْقَشْعُ النِّطَعُ. مَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ فَسُقْتُهُمْ حَتَّى أَتَيْتُ بِهِمْ أَبَابَكْرٍ فَنَفَّلَنِي أَبُوْبَكْرٍ ابْنَتَهَا فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْباً، فَلَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي السُّوْقِ، فَقَالَ: يَا سَلَمَةُ! هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: وَاللّٰهِ لَقَدْ أَعْجَبَتْنِي وَمَاكَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا، ثُمَّ لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَدِ فِي السُّوْقِ، فَقَالَ لِيْ: يَا سَلْمَةُ! هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ لِلّٰهِ أَبُوْكَ، فَقُلْتُ: هِيَ لَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَوَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَبَعَثَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ فَفَدَى بِهَا نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا أُسِرُوْا بِمَكَّةَ. (رواه مسلم: ١٧٥٥)

٦٥٧٧۔ ’’سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ہم نے بنو فزارہ پر حملہ کیا اور ہمارے افسر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے جب ہمارے اور اس قوم کے پانی کے درمیان ایک ساعت کا سفر باقی رہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سواریوں سے اتر کر پچھلی رات آرام کرنے کا حکم دیا۔ پھر شدید حملہ کیا اور پانی پر پہنچ کر قتل کر دیا جس کو قتل کرنا تھا اور کچھ قیدی بھی بنا لیے۔ میں نے لوگوں کی گردنیں جاتی دیکھیں جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے پہاڑ پر چلے جائیں گے تو میں نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیر مارا۔ جب تیر پہنچا تو ان لوگوں نے دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اور میں ان کے پاس پہنچ گیا اور ان کو ہانک کر لے آیا۔ ان میں بنو فزارہ کی ایک عورت تھی جس پر چمڑے کا پردہ تھا اور اس کے ساتھ اس کی نوجوان بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکی تھی۔ میں ان سب کو ہانک کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا تو اس عورت کی جوان لڑکی ابوبکر نے بطور نفل مجھے دیدی۔ ہم مدینہ لوٹے اور میں نے اس لڑکی کے پردے کو نہ کھولا تھا، رسول اللہ ﷺ سے بازار میں ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے سلمہ! وہ عورت مجھے ہبہ کر دے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ مجھے بہت پسند ہے اور میں نے اس کا پردہ نہیں کھولا ہے۔ پھر دوسرے دن آپ سے بازار میں ملاقات ہوگئی تو فرمایا: اے سلمہ! وہ عورت مجھے ہبہ کر دے، تیرے باپ کی خیر ہو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ آپ کو ہبہ کر دی اور اللہ کی قسم! میں نے اس کا لباس نہیں کھولا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بدلے میں مکہ میں مسلمان قیدیوں کو آزاد کروایا۔‘‘

(٦٥٧٧) مسلم: ١٧٥٥۔ ابوداود: ٢٦٩٧۔ ابن ماجه: ٢٨٤٠۔ احمد: ١٦٠٧٠.

شرح: ...... بنوفزارہ والی حدیث سے ثابت ہوا کہ بچہ چھوٹا ہوتو اس کے اور اس کی ماں کے درمیان تفریق جائز نہیں اور اگر اولاد بڑی ہوتو پھر ان میں تفریق ضرورت کے تحت جائز ہے۔(عون المعبود: ۳/ ۱۷)

غزوة الخندق و غزوة بني قريظة

جنگ خندق اور غزوہ بنوقریظہ

٦٥٧٨ـــ كَـانَـتْ فِـي شَوَّالِ سَنَةِ أَرْبَعٍ . (للبخاري تعليقا)

۶۵۷۸۔''بخاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جنگ خندق شوال سن چار ہجری میں پیش آئی ہے۔''

٦٥٧٩ـــ وَلِـلْـكَبِيْـرِ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ: سَنَةَ خَمْسٍ . (للكبير)

۶۵۷۹۔''الکبیر میں ابن اسحاق کے بقول سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔''

٦٥٨٠ـــ عَـمْـرِو بْـنِ عَـوْفِ الْمُزَنِيِّ : أَنَّ الـنَّبِيَّ ﷺ خَـطَّ الْـخَـنْـدَقَ مِنْ طَرَفِ بَنِي حَـارِثَـةَ حَتَّـى بَـلَـغَ الْمَدَاحِجَ فَقَطَعَ لِكُلِّ عَشَرَةٍ أَرْبَـعِيْـنَ ذِرَاعًاوَاحْتَجَّ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فِي سَلْمَانَ وَكَانَ رَجُلاًقَوِيًّا ، فَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ: سَلْمَانُ مِنَّا وَقَالَ الأَنْصَارُ: مِنَّا . فَقَالَ ﷺ: سَـلْـمَـانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ . (رواه الطبراني فى الكبير : ٦٠٤٠ ، بلين)

۶۵۸۰۔''عمرو بن عوف المزنی کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو حارثہ سے لے کر بنو مداحج تک خندق کھودی۔ پس ہر دس افراد کے لیے چالیس ہاتھ مقرر کیے اور سلمان فارسی کے متعلق مہاجرین و انصار میں جھگڑا پیدا ہوا۔ وہ مضبوط مرد تھا۔ مہاجرین نے کہا: وہ ہم میں سے ہے اور انصار نے کہا: وہ ہم میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔''(الکبیر سند ضعیف ہے)

٦٥٨١ـ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًارَضِيَ الـلّـهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْـخَـنْـدَقِ فَـإِذَا الْـمُـهَـاجِرُوْنَ وَالأَنْصَارُ يَـحْـفِرُوْنَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ ،

۶۵۸۱۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف تشریف لے گئے اور دیکھا کہ مہاجرین اور انصار سردی میں خندق کھود رہے ہیں۔ ان کے پاس یہ کام کرنے کے لیے غلام و خدام نہیں تھے اور آپ ﷺ

(٦٥٧٨) بخاری تعلیقات.

(٦٥٧٩) طبرانی کبیر.

(٦٥٨٠) طبرانی کبیر: ٦٠٤٠ـ وفيه كثير بن عبدالله المزني، وقد ضعفه الجمهور وحسن الترمذي حديثه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٠١٣٧.

(٦٥٨١) بخاری: ٢٨٣٤ـ مسلم: ١٨٠٥ـ ترمذی: ٣٨٥٧ـ ابن ماجه: ٧٤٢ـ احمد: ١٣٦٥٤.

عَبِيْدُ يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الأَخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّداً
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

(رواه البخاری : ٢٨٣٤)

نے دیکھا کہ وہ کس نوعیت کی تھکن اور بھوک کا سامنا کر رہے ہیں تو فرمایا: اے اللہ! اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی مغفرت کر دے۔ ان لوگوں نے جواب میں کہا: ہم وہ لوگ ہیں کہ ہم نے محمد ﷺ کی بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔''

٦٥٨٢ـــ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِعَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلٰى مُتُوْنِهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

قَالَ: يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ:

اَللّٰهُمَّ! إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَةِ
فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةَ

قَالَ: يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّي مِنَ الشَّعِيْرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ تُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ وَهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيْحٌ مُنْتِنٌ. (رواه البخاری ٤١٠٠)

٦٥٨٢۔''ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا: مہاجرین اور انصار نے مدینہ کے اردگرد خندق کھودی اور وہ اپنی کمروں پر مٹی اٹھا اٹھا کر لے جاتے اور کہتے تھے: ہم لوگوں نے محمد ﷺ کی اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کر لی ہے جب تک ہم زندہ رہیں گے اور رسول اللہ ﷺ ان کو جواب دیتے تھے: اے اللہ! بھلائی وہی ہے جو آخرت کی بھلائی ہے، پس تو مہاجرین اور انصار میں برکت عطا کر۔ ان لوگوں کے پاس مٹھی برابر جو لائے جاتے اور ان کے لیے بودار چربی میں پکائے جاتے اور لوگوں کو شدت کی بھوک ہوتی اور یہ چیز ان کے حلق میں اور اچھی لگی اور اس کی بو بھی غیر مانوس ہوتی تھی۔''

(٦٥٨٢) بخاری: ٤١٠٠۔ مسلم: ١٨٠٥۔ ترمذی: ٣٨٥٧۔ ابن ماجه: ٧٢٤۔ احمد: ١٣٥٤٣.

٦٥٨٣ـ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ:

وَاللّٰهِ لَوْلاَ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ صُمْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنَّ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

(رواه البخاري ٦٦٢٠)

۶۵۸۳۔ ''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہمارے ساتھ مٹی اٹھا کر منتقل کرتے اور کہتے جاتے: اللہ کی قسم! اگر اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ پس تو ہم پر تسکین نازل کر اور جب ہم دشمن سے ملاقات کریں تو ہمارے قدم مضبوط رکھ۔ مشرکین نے ہم پر بغاوت کی ہے اور انہوں نے فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ آواز بلند کر دیتے اور ایک روایت میں ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے۔ اَبَیْنَا۔ اَبَیْنَا۔ ہم نے انکار کیا ہم نے انکار کیا۔''

٦٥٨٤ـ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاتَلْتُ مَعَهُ وَأَبْلَيْتُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنْتَ كُنْتَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ؟ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْاَحْزَابِ وَأَخَذَتْنَا رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ وَقَرٌّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَلاَرَجُلٌ يَاتِيْنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَسَكَتْنَا فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ أَلاَ رَجُلٌ يَاتِيْنَا بِخَبَرِالْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ فَقَالَ: قُمْ يَا حُذَيْفَةُ! فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَلَمْ أَجِدْ بُدًّا إِذْ دَعَانِي بِاسْمِي

۶۵۸۴۔ ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد تھا، اس نے کہا: اگر میں نبی ﷺ کا زمانہ پاتا تو آپ کی رفاقت میں خوب جہاد کرتا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایسا کرتا؟ میں نے اپنے آپ کو احزاب کے دن دیکھا کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، شدید ہوا چل رہی تھی اور سردی زیادہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: دشمن قوم کی خبر میرے پاس کون لاتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساتھ میرے کر دیگا؟ تو ہم خاموش ہو گئے اور ہم میں سے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ فرمایا: کیا کوئی ایسا مرد نہیں ہے جو دشمن کی میرے پاس خبر لائے؟ یہ ارشاد آپ نے تین مرتبہ فرمایا، اور پھر بھی کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔
پھر آپ نے فرمایا: اے حذیفہ! اٹھ اور قوم کی میرے پاس خبر

(٦٥٨٣) بخاري: ٦٦٢٠ـ مسلم: ١٨٠٣ـ احمد: ١٨٢٠٩ـ دارمي: ٢٤٥٥.
(٦٥٨٤) مسلم: ١٧٨٨ـ احمد: ٢٢٨٢٣.

أَنْ أَقُوْمَ، قَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَلاَ تَـذْعَـرْهُـمْ عَـلَـيَّ، فَـلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِي فِي حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ فَـرَأَيْـتُ أَبَـا سُـفْيَانَ يَصْلِي ظَهْرَهُ بِالنَّارِ، فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِي كَبِدِ الْقَوْسِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَرْمِيَـهُ فَـذَكَـرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: وَلاَ تَـذْعَـرْهُـمْ عَـلَـيَّ، وَلَوْرَمَيْتُـهُ لاَصَبْتُـهُ، فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِي فِي مِثْلِ الْحَمَّامِ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَفَرَغْتُ قُرِرْتُ، فَـأَلْبَسَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَـانَـتْ عَـلَيْـهِ يُصَلِّي فِيْهَا، فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّـى أَصْبَحْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ: قُمْ يَا نَوْمَانُ. (رواه مسلم: ۱۷۸۸)

لا، تو اب میرے پاس انکار کی کوئی وجہ نہیں رہی اور مجھے اٹھنا ہی پڑا، اس لیے کہ میرا نام لے کر آپ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: جا کر لوگوں کی میرے پاس خبر لا اور ان کو میرے خلاف مشتعل بھی نہ کرنا۔ جب میں آپ کے پاس سے گیا تو یہ محسوس ہوتا تھا گویا میں حمام میں چل رہا ہوں اور جب میں ان کے پاس پہنچ گیا تو میں نے ابوسفیان کو اپنی پشت گرم کرتے دیکھا۔ میں نے اپنے کمان کی رسی میں تیر رکھ دیا اور اس کو تیر مارنے کا ارادہ کیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان یاد آیا کہ آپ نے فرمایا: ان کو میرے خلاف مشتعل نہ کرنا۔ اور اگر میں تیر چلا دیتا تو وہ ٹھیک نشانے پر لگتا، پھر میں واپس آیا تو گویا حمام میں چل رہا ہوں، پھر میں نے آ کر آپ ﷺ کو خبر دے دی، جب میں اس فریضہ سے فارغ ہوا تو سردی محسوس ہونے لگی اور آپ ﷺ نے اپنے کمبل کا زائد حصہ میرے اوپر ڈال دیا جس کمبل میں آپ نماز پڑھ رہے تھے اور میں صبح تک سویا رہا، پھر آپ نے فرمایا: اے بہت سونے والا کھڑا ہو جا۔"

٦٥٨٥ــــ أَبُـوْهُـرَيْـرَةَ: جَـاءَ الْحَـارِثُ الْـغَطْفَانِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! نَـاصِـفْـنَـا تَمْرَالْمَدِيْنَةِ وَإِلاَّ مَلاَنَاهَا عَلَيْكَ خَيْلاً وَرِجَـالًا. قَالَ حَتَّى أَسْتَأْمِرَ السُّعُوْدَ: سَـعْـدَ بْـنَ عُبَـادَةَ وَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَشَاوَرَ هُـمَا، فَقَالاَ: لاَ وَاللّٰهِ! مَا أَعْطَيْنَا الدَّنِيَّةَ مِنْ أَنْفُسِنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَكَيْفَ وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ

۶۵۸۵۔"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حارث غطفانی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے کہا: یا محمد (ﷺ)! مدینہ کی کھجور کی نصف پیداوار ہمیں دے دو، ورنہ ہم مدینہ کو تیرے خلاف سواروں اور پیادوں سے بھر دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سُعود سے مشورہ کرنے تک ٹھہر جا، مراد سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ تھے۔ پس آپ ﷺ نے دونوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے اپنی جان ذلت کے ساتھ

(٦٥٨٥) طبرانی کبیر: ٥٤٠٩۔ ورجاله البزار والطبرانی فیهما محمد بن عمرو وحدیثه حسن وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ١٠١٤١.

بِـالْإِسْلَامِ؟ فَـرَجَـعَ اِلَيْـهِ الْحَارِثُ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: غُدِرْتَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ حَسَّانُ:

يَـا حَـارُ! مَـنْ يَـغْدُرُ بِذِمَّةِ جَـارِهِ
مِـنْـكُـمْ فَـإِنَّ مُـحَـمَّـدًا لاَ يَـغْدُرُ
إِنْ تَـغْـدُرُوْا فَـالْـغَدْرُ مِنْ عَادَتِكُمْ
وَالـلُّـؤْمُ يَـنْبُتُ فِی أُصُوْلِ السَّنْجَرِ
وَأَمَـانَةُ الْـنُـهْـدِی حَيْـثُ لَـقِيْتَهَـا
مِثْـلَ الـزُّجَـاجَةِ صَـدَعهَا لاَ يُجْبَرُ

(رواه الطبراني في الكبير: ٥٤٠٩)

عہدِ جاہلیت میں بھی نہیں دی، یہ کیسے ممکن ہے کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے اسلام لا دیا ہے۔ حارث آپ ﷺ کے پاس پھر حاضر ہوا تو آپ نے اس کو خبر دے دی۔ اس بدکار نے کہا اے محمد ﷺ! آپ نے ہمیں دھوکا دیا۔ حسان رضی اللہ عنہ نے اسی کے بارے میں نے کہا:

۱۔ اے حارث! ہمسائے سے معاہدے میں دھوکا دینے والے! تم لوگ ہو۔ حضرت محمد ﷺ ہرگز دھوکا نہیں دیتے ہیں۔
۲۔ اگر اس بار تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کر کے غداری سے کام لیا ہے تو یہ تمہاری پرانی عادت ہے۔ اور ذلت اور قابلِ ملامت مظاہرہ اس کی اصل جڑ سے پیدا ہوتا ہے۔
۳۔ بہادر کی دیانت تجھے جہاں ملے شیشے کی مثل صاف ہو گی، اس کی مضبوطی شدت کو اس وجہ سے جوڑا نہیں جا سکتا۔

تو حارث نے کہا: اے محمد! حسان کی زبان ہم سے باز رکھو اگر یہ سمندر کے پانی کو مکدر کرنا چاہے تو مکدر کر دے گا۔'' (الکبیر، البزار اس کی سند ضعیف ہے)

٦٥٨٦ــ رَافِـعِ بْنِ خَدِيْجٍ: لَمْ يَكُنْ حِصْنٌ أَحْصَـنَ مِـنْ حِـصْـنِ بَـنِی حَارِثَةَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ الـنِّسَـاءَ وَالذَّرَارِیَّ فِيْهِ وَقَالَ إِنْ أَلَمَّ بِكُنَّ أَحَدٌ فَأَلْمَعْنَ بِالسَّيْفِ، فَجَاءَ هُنَّ فَـارِسٌ يُقَالُ لَهُ نَجْدَان فَجَعَلَ يَقُوْلُ: أَنْزِلْنَ إِلَـیَّ خَيْـرٌ لَـكُـنَّ فَحَرَّكْنَ السَّيْفَ فَأَبْصَرَهُ الـصَّـحَـابَةُ فَابْتَدَرَ الْحِصْنَ قَوْمٌ فِيهِمْ ظَهِيرُ ابْـنُ رَافِـعٍ، فَـقَالَ: يَانَجْدَانُ ابْرِزْ فَبَرَزَ إِلَيْهِ

٦٥٨٦۔ ''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کوئی قلعہ بنو حارثہ کے قلعے سے زیادہ مضبوط نہیں تھا، پس نبی کریم ﷺ نے خواتین اور بچوں کو اس میں رکھا اور فرمایا: اگر کوئی محافظ نہ رہے تو تلوار سے خواتین تعاون حاصل کریں تو خواتین کے پاس ایک سوار آیا اس کو نجدان کہا جاتا تھا۔ اس نے خواتین کو کہا: میری طرف اتر آؤ تمہارے لیے بہتر رہے گا۔ پس خواتین نے تلوار لہرائی تو صحابہ نے دیکھا تو قلعے کی طرف رخ کیا اور جلدی چلے آئے۔ ان میں ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ بھی تھے،

(٦٥٨٦) طبرانی کبیر: ٤٣٧٨۔ ورجاله ثقات، هيثمی: ١٠١٤٤.

فَقَتَلَهُ وَأَخَذَ رَأْسَهُ فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. (رواه الطبراني في الكبير: ٤٣٧٨)

انہوں نے کہا: اے نجران! مقابلے میں آ۔ وہ مقابلے میں آیا تو اس کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔''

٦٥٨٧۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ أَجْلَى الأَحْزَابُ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلاَ يَغْزُوْنَنَا، نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ. (للبخاري: ٤١١٠)

٦٥٨٧۔''سیدنا سلمان بن صُرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: جب احزاب والے جارہے تھے کہ اب ہم ان پر حملہ کریں گے اور یہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے اور ہم ان کی طرف حملہ کے لیے جائیں گے۔'' (البخاری)

٦٥٨٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلَ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ. (رواه البخاري: ٤١٠٧)

٦٥٨٨۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سب سے پہلے جس غزوے میں شرکت کی وہ جنگ خندق ہے۔'' (البخاری)

٦٥٨٩۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حَبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ [وَهُوَ حَبَّانُ بْنُ قَيْسٍ مِنْ بَنِي مَعِيْصِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ] رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيْبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلاَحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلاَحَ وَاللّٰهِ! مَا وَضَعْتُهُ أُخْرُجْ إِلَيْهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَأَيْنَ؟ فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَنَزَلُوْا

٦٥٨٩۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ خندق کے دن سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہوا، اس کو قریش کے ایک مرد نے تیر مارا جس کو حبان بن عرقہ کہا جاتا تھا، تیر اکحل رگ میں پیوست ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اس کے لیے خیمہ نصب کیا تاکہ قریب سے اس کے علاج کی نگرانی کی جائے، پھر جب آپ ﷺ خندق سے فارغ ہو کر لوٹے تو آپ نے غسل کیا اور ہتھیار اتار دیے تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑتے حاضر ہوئے اور کہا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے ہتھیار نہیں اتارے۔ ان کی طرف جائیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہاں جائیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ ان پر حملہ آور ہوئے اور آپ کے فیصلے پر وہ قلعہ سے اتر آئے اور

(٦٥٨٧) بخاری: ٤١١٠۔ احمد: ١٧٨٤٤.

(٦٥٨٨) بخاری: ٤١٠٧۔ مسلم: ١٨٦٨۔ ابوداود: ٤٤٠٦۔ ترمذی: ١٧١١۔ نسائی: ٣٤٣١۔ ابن ماجه: ٢٥٤٣۔ احمد: ٤٦٤٧.

(٦٥٨٩) بخاری: ٤١٢٢۔ مسلم: ١٧٦٩۔ ابوداود: ٣١٠١۔ نسائی: ٧١٠۔ احمد: ٢٤٥٧٣.

عَـلَـى حُـكْمِهِ فَرَدَّالْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ، قَالَ: فَـإِنِّـي أَحْـكُـمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَآءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ، قَـالَ هِشَـامٌ: فَـأَخْبَـرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَـعْدًا قَالَ: اللّٰهُمَ! إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَـبَّ إِلَـيَّ أَنْ أُجَـاهِـدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَـذَّبُوْا رَسُوْلَكَ ﷺ وَأَخْـرَجُـوْهُ، اللّٰهُمَّ! فَـإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَـأَبْقِنِي لَهُ حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ وَ إِنْ كُنْتَ وَضَـعْـتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَاوَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيْهَـا فَـانْـفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍإِلَّاالدَّمُ يَسِيْلُ إِلَيْهِـمْ فَـقَالُوْا يَا اَهْلَ الْخَيْمَةِ! مَا هٰذَا الَّذِى يَـأْتِيْـنَـا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهُ دَمًـا، فَـمَـاتَ مِنْهَارَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. (رواه البخاری: ٤١٢٢)

آپ نے یہ فیصلہ سعد رضی اللہ عنہ پر چھوڑا اور سعد نے کہا: میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے لڑنے والے قتل کر دیے جائیں اور خواتین اور بچے قیدی بنائے جائیں اور ان کے مال تقسیم کر دیے جائیں۔

راوی نے کہا: میرے والد نے بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ سعد نے کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے اس قوم سے جہاد کرنا سب سے زیادہ پسند ہے جس قوم نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور شہر سے نکال دیا ہے اور اے اللہ! میرا گمان ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ وقتال تو نے ختم ہی کر دیا ہے۔ پس اگر قریش کے ساتھ کوئی جنگ باقی ہے تو مجھے زندہ رکھتا کہ ان سے جنگ کروں اور اگر تو نے جنگ ختم کر دی ہے تو اس زخم سے خون جاری کر دے اور اسی سبب سے میری شہادت واقع ہو۔ پس خون دوبارہ رگ سے نکل کر بہنے لگا، مسجد کی ایک طرف میں بنو غفار کا خیمہ تھا۔ ان کو خون نے اچانک خوف زدہ کر دیا اور انہوں نے کہا: اے خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون کیسے ہم تک آ پہنچا؟ دیکھا تو سعد رضی اللہ عنہ کا زخم خون بہا رہا تھا، اسی زخم سے سعد رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔''

٦٥٩٠ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ: وَتَـحَجَّرَ كَـلْـمُـهُ لِـلْبُـرْءِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنَّكَ تَعْلَمُ، بِنَحْوِهِ. (رواه مسلم: ١٧٦٩)

۶۵۹۰۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے غشی میں یہ کلمہ کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے۔ مثل حدیث سابق کے۔''

٦٥٩١ــــ وَزَادَ فِـي أُخْـرٰى: فَـذَاكَ حِيْنَ يَقُوْلُ الشَّاعِرُ:

۶۵۹۱۔ ''اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ کلمات اس وقت کہے جب ایک شاعر نے کہا:

(٦٥٩٠) مسلم: ١٧٦٩ـ بخاری: ٤٦٣ـ ابوداود: ٣١٠١ـ نسائی: ٧١٠ـ احمد: ٢٤٥٧٣.

(٦٥٩١) مسلم.

أَلاَ يَـا سَـعْـدُ سَـعْـدَ بَـنِـي مُـعَـاذٍ
غَـدَاةَ تَـحَـمَّـلُـوْا لَـهُـمُ الـصَّبُوْرُ

۱۔اے سعد! سعد بن معاذتم دشمنی برداشت کرو جو صبر آزما ہے۔

تَـرَكْتُـمْ قِـدْرَكُـمْ لاَ شَـيْءَ فِيْهَـا
وَقَـدْرُ الْـقَـوْمِ حَـامِيَةً تَـفُـوْرُ

۲۔تم نے اپنی قدر ومنزلت کم کر دی اور وہ کچھ باقی نہیں رہی۔ جب کہ اس قوم کی قدر و منزلت قوت وحرارت سے فوارے مار رہی ہے۔

وَقَـدْ قَـالَ الْـكَـرِيْـمُ أَبُو الْحُبَـابِ
أَقِيْـمُـوْا قَيْـنُـقَـاعَ وَلاَ تَسِيْـرُ

۳۔ابوحباب باعزت نے بنوقینقاع کو کہا،ٹھہرے رہواورمت جاؤ۔

وَقَـدْ كَـانُـوْا بِبَـلْـدَتِهِـمْ ثِـقَـالاً
كَـمَـا ثَـقُـلَ بِـمِيْـطَـانَ الصُّخُوْرُ

۴۔یہ لوگ اپنے شہر میں بڑے بھاری تھے جیسا مقامِ میطان میں پہاڑ بھاری ہیں۔''

شــرح: ......صحیح ترین قول کے مطابق جنگ خندق ۵ ہجری ماہِ شوال میں ہوئی اورمشرکوں نے تقریباً ایک ماہ تک مسلمانوں کا محاصرہ کیے رکھا۔ نبی کریم ﷺ کی فوجی مہمات کی بدولت جزیرۂ عرب میں سکون چھا گیا تھا اور امن وآشتی کا دور دورہ ہوگیا۔مگر یہودیوں کو اس سے بہت جلن تھی، یہ مسلمانوں کا اثر ونفوذ دیکھ نہ سکتے تھے۔ بنونضیر کے بیس سردار مکہ کے قریش کے پاس آئے اور نبی ﷺ کے خلاف جنگ پر انہیں آمادہ کیا اور دیگر قبائل کو بھی تیار کیا۔

ان سارے قبائل نے مدینہ پر حملہ کے لیے دس ہزار کی فوج جمع کی، یہ دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے بھی مجلس شوریٰ منعقد کی اور اس صورت حال سے نپٹنے کے لیے صلاح مشورہ کیا۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ ہر دس آدمیوں کو چالیس ہاتھ خندق کھودنے کا کام سونپ دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ تین ہزار مسلمان تھے،مشرکوں نے جب مدینہ کی طرف پیش قدمی کی تو چوڑی خندق دیکھ کر حیران ہوگئے، اب انہیں مجبوراً محاصرہ کرنا پڑا، اور یہ انہیں گوارا نہ تھا، اس لیے کچھ نہ کچھ مقابلہ آرائی ہوتی رہی، ایک ماہ بعد محاصرہ اٹھا کر بھاگ گئے۔

جنگ احزاب درحقیقت نقصان جان ومال کی جنگ نہ تھی، بلکہ اعصاب کی جنگ تھی، خونریز معرکہ نہ ہوا تھا، معمولی جھڑپیں ہوئیں، لیکن اسلامی تاریخ میں یہ ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔مشرکوں کے حوصلے پست ہوئے اور یہ واضح ہوگیا کہ مسلمانوں کی قوت کوختم نہیں کیا جاسکتا۔(الرحیق المختوم ص۴۲۴)

٦٥٩٢۔عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ رُمِيَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ

۶۵۹۲۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو

(٦٥٩٢) ترمذی: ١٥٨٢۔ صحيح (البانی) (١٢٨٧۔ مسلم: ١٢٠٨۔ ابوداود: ٣٨٦٦۔ ابن ماجه: ٣٤٩٤۔ احمد: ١٤٧٢٤۔ دارمی: ٢٥٠٩.

سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَطَعُوْا أَكْحَلَهُ أَوْأَبْجَلَهُ فَحَسَمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّارِ فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَتَرَكَهُ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَحَسَمَهُ أُخْرَى فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ: اللّٰهُمَّ! لاَتُخْرِجْ نَفْسِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَاسْتَمْسَكَ عِرْقُهُ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتَّى نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ؛ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَحَكَمَ أَنْ يُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَيُسْتَحْيَا نِسَاؤُهُمْ يَسْتَعِيْنُ بِهِنَّ الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَصَبْتَ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ وَكَانُوْا أَرْبَعَ مِائَةٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِهِمُ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ. (رواه الترمذي: ١٥٨٢)

جنگ احزاب کے دن تیر مارا گیا اور اس کی رگِ اکحل کٹ گئی یا اس کو زخمی کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو آگ سے داغ لگایا تو ان کا ہاتھ سوج گیا تو داغ ترک کر دیا اور پھر خون جاری ہو گیا۔ پھر داغ لگایا تو ان کا ہاتھ مزید سوج گیا۔ جب انہوں نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے کہا: یا اللہ! میری روح نہ نکال یہاں تک کہ میری آنکھیں بنو قریظہ سے ٹھنڈی ہو جائیں، چنانچہ ان کی رگ کا خون بند ہو گیا اور ایک قطرہ بھی اس کے بعد نہیں نکلا یہاں تک کہ بنو قریظہ سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو تسلیم کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف اتر آئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق فیصلہ دیا کہ ان کے مرد قتل کیے جائیں اور ان کی عورتیں باقی رکھی جائیں اور مسلمان ان سے کام لیں۔ رسلو اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ دیا۔ وہ چار سو یہود تھے۔ جب ان کے قتل سے فراغت ہوئی تو سعد رضی اللہ عنہ کی رگ کھل گئی اور وہ فوت ہو گئے۔'' (ترمذی)

٦٥٩٣ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ لاَيُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلاَّ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَفِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لاَنُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَ قَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِي ﷺ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ. (رواه البخاري: ٤١١٩)

۶۵۹۳۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب جنگ احزاب سے رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو فرمایا: نماز عصر کوئی نہ پڑھے مگر بنو قریظہ میں جا کر۔ تو کچھ لوگ راستے میں تھے کہ عصر کا وقت آ گیا۔ تو ان میں سے بعض نے کہا: ہم بروقتِ نماز پڑھیں گے، آپ کا یہ مطلب نہیں تھا۔ پھر ہر فریق کا قول وفعل آپ سے بیان کیا گیا تو نبی ﷺ نے کسی فریق کو کچھ نہ کہا۔'' (الشیخان)

٦٥٩٤ـــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى

۶۵۹۴۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

(٦٥٩٣) بخاري: ٤١١٩ـ مسلم: ١٧٧٠.

(٦٥٩٤) بخاري: ٤١١٨ـ احمد: ١٢٨١٧.

الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنَمٍ مَوْكِبَ جِبْرِيْلَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ . (رواه البخاري: ٤١١٨)

گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بنوغنم کی گلی میں جبرئیل علیہ السلام کے آنے پر گردوغبار سیدھا اوپر اٹھ رہا تھا، جب نبی کریم ﷺ بنوقریظہ کی طرف جارہے تھے۔'' (البخاری)

٦٥٩٥ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه يَقُوْلُ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَعْدٍ فَأُتِيَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلأَنْصَارِ قُوْمُوْا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْخَيْرِكُمْ فَقَالَ: هٰؤُلاَءِ نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِكَ، فَقَالَ: تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ بِنَحْوِهِ . (رواه البخاري: ٤١٢١)

٦٥٩٥۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: بنوقریظہ سعد کا فیصلہ تسلیم کر کے اترے پس آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام ارسال فرمایا۔ ان کو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا اور جب وہ مسجد کے قریب آئے تو آپ نے انصار کو حکم دیا: اپنے سردار کی طرف اٹھو یا فرمایا: اپنے بہترین انسان کی طرف۔ پھر فرمایا: یہ لوگ تیرے فیصلے پر راضی ہو کر قلعہ سے اترے ہیں۔ انہوں نے کہا: آپ ان کے لڑنے والوں کو قتل کر دیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیں۔ مثل اس کے۔''

٦٥٩٦ــ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَكَانَ مَنْ أَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خُلِّيَ سَبِيْلُهُ فَكُنْتُ مِمَّنْ لَمْ يُنْبِتْ فَخُلِّيَ سَبِيْلِي . (الترمذي: ١٥٨٤)

٦٥٩٦۔ ''سیدنا عطیہ قریظی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم قریظہ کے دن نبی کریم ﷺ پر پیش کئے گئے۔ جس کے زیرناف بال اگے تھے وہ قتل کیا گیا اور جس کے بال نہیں اگے تھے اس کا راستہ چھوڑ دیا گیا اور میں ان میں شامل تھا جن کے بال نہیں اگے تھے، چنانچہ میرا راستہ چھوڑا گیا۔'' (اصحاب سنن)

٦٥٩٧ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ تَعْنِي بَنِي قُرَيْظَةَ إِلاَّ امْرَأَةٌ إِنَّهَا لَعِنْدِيْ تُحَدِّثُ تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بِالسُّيُوْفِ إِذْهَتَفَ هَاتِفٌ بِأَسْمِهَا أَيْنَ فُلاَنَةٌ؟ قَالَتْ:

٦٥٩٧۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بنوقریظہ کی عورتیں قتل نہیں کی گئیں مگر ایک عورت تھی جو میرے پاس بیٹھی تھی۔ وہ بات کرتی اور اندر باہر سے ہنستی اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان کے مرد تلوار سے قتل کیے جارہے تھے۔ نام بولنے والے نے اس کا نام بولا کہ فلاں کہاں ہے؟ تو اس نے کہا: میں

(٦٥٩٥) بخاری: ٤١٢١۔ مسلم: ١٧٥٨۔ ابوداود: ٥٢١٥۔ احمد: ١٠٧٨٤.

(٦٥٩٦) ترمذی: ١٥٨٤۔ صحیح (البانی) ١٢٨٨۔ نسائی: ٣٤٣٠۔ ابوداود: ٤٤٠٤۔ ابن ماجہ: ٢٥٤٢۔ احمد: ٢٢١٥٣۔ دارمی: ٢٤٦٤.

(٦٥٩٧) ابوداود: ٢٦٧١۔ حسن (البانی) ٢٣٢٥۔ احمد: ٢٥٨٣٢.

أَنَا قُلْتُ وَمَا شَأْنُكِ قَالَتْ حَدَثٌ أَحْدَثْتُهُ قَالَتْ فَانْطَلَقَ بِهَا فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا فَمَا أَنْسَى عَجَبًا مِنْهَاأَنَّهَا تَضْحَكُ ظَهْرًا وَ بَطْنًا وَقَدْ عَلِمَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ. (راوه أبوداود: ٢٦٧١)

یہاں ہوں۔ میں نے کہا: تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں نے ایک جرم کیا ہے۔ چنانچہ اس کو لے جا کر گردن مار دی گئی۔ مجھے اس پر اتنا تعجب ہے کہ میں کبھی نہیں بھولی۔ وہ ظاہر اور باطن سے ہنستی تھی اور اس کو یہ علم بھی تھا کہ وہ قتل کی جائے گی۔'' (ابوداؤد)

٦٥٩٨ــ وَعَنْهَا: كَانَ الزُّبَيْرُ رَجُلاً أَعْمَى فَقَالَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ الزُّبَيْرَ مَنَّ عَلَيَّ يَوْمَ بُعَاثٍ فَأَعْتَقَنِي فَهَبْهُ لِي أُجْزِهِ فَقَالَ: هُوَ لَكَ فَقَالَ لِلزُّبَيْرِ: هَلْ تَعْرِفُنِي ؟ قَالَ نَعَمْ . أَنْتَ ثَابِتٌ . قَالَ: إِنِّي أَمُنُّ عَلَيْكَ كَمَا مَنَنْتَ عَلَيَّ يَوْمَ بُعَاثٍ . فَقَالَ : أَيْنَ أَهْلِي ؟ فَرَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : هَبْ لِي أَهْلَهُ فَوَهَبْ لَهُ أَهْلَهُ، فَأَتَاهُ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ : مَا يَنْفَعُنِي أَنْ نَعِيْشَ أَجْسَادًا أَيْنَ الْمَالُ؟ فَرَجَعَ إِلَيْهِ ﷺ فَقَالَ: هَبْ لِي مَالَهُ . قَالَ : وَلَكَ مَالُهُ فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: يَاابْنَ أَخِي! مَا فَعَلَ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ؟ قَالَ: قَدْ قُتِلَ . قَالَ: مَا فَعَلَ فُلَانٌ، مَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ يُعِدُّدُهُمْ، فَيَقُوْلُ ثَابِتٌ فِيْ كُلِّ وَاحِدٍ: قَدْ قُتِلَ، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِيَدِي عِنْدَكَ إِلَّاأَلْحَقْتَنِي بِالْقَوْمِ ، فَقَتَلَهُ . (رواه الطبراني في الأوسط بضعف .

٦٥٩٨۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زبیر نامی ایک یہودی نابینا تھا۔ ثابت بن قیس بن شماس نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ زبیر نے جنگ بعاث کے دن میرے ساتھ احسان کیا اور مجھے آزاد کیا تھا اس لیے اس کو میرے لیے ہبہ کر دو۔ آپ نے فرمایا: وہ تیرے لیے ہے۔ ثابت نے زبیر کو کہا: کیا تو مجھے جانتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! تو ثابت ہے۔ انہوں نے کہا: میں آج تیرے ساتھ احسان کرتا ہوں جیسے میرے ساتھ تو نے احسان کیا تھا جب کہ بعاث کا دن تھا: اس نے کہا: میرے اہل وعیال کا کیا ہوگا؟ ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اس کا اہل عیال بھی مجھے ہبہ کر دو۔ تو آپ نے اس کا اہل وعیال ان کو ہبہ کر دیا۔ انہوں نے جا کر اس کو خبر دی: اس نے کہا: ان اجسام کے زندہ رہنے کا کیا فائدہ جب مال نہ ہوگا۔ ثابت رضی اللہ عنہ پھر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: اس کا مال بھی مجھے ہبہ کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا اس کا مال بھی تیرا ہے۔ پس جا کر اس کو خبر دی تو اس نے کہا: اے میرے بھائی! حی بن اخطب کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا: وہ قتل کر دیا گیا۔ اس نے کہا فلاں اور فلاں کا کیا ہوا؟ وہ شمار کرتا گیا اور ثابت رضی اللہ عنہ کہتے گئے کہ وہ قتل کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: میرا جو تیرے اوپر احسان ہے اس کے بدلے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے میری قوم کے پاس پہنچا دے، پھر اس کو قتل کیا گیا۔'' (طبرانی نے اوسط میں بسند ضعیف بیان کیا ہے)

(٦٥٩٨) طبراني اوسط، وفيه موسى بن عبيدة وهو ضعيف، هيثمي: ١٠١٦٩.

شرح: ......غزوہ بنوقریظہ ۵ ہجری ذوالقعدہ کے مہینہ میں پیش آیا تھا، بنوقریظہ کا ۲۵ روز تک محاصرہ قائم رہا۔

اللہ نے غزوۂ خندق اور غزوۂ بنوقریظہ کے بارے میں سورت احزاب میں بہت سی آیات نازل کیں اور ان غزووں کی جزئیات پر تبصرہ کیا۔ مومنوں اور منافقوں کے حالات بیان کیے، دشمن کے مختلف گروہوں میں پھوٹ اور پست ہمتی کا ذکر ہے، اور اہل کتاب کی بدعہدی کے نتائج پر روشنی ڈالی گئی۔ (الرحیق ص ۴۳۳)

بنوقریظہ نے عہدشکنی کی تھی، انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا تھا، ابھی آپ ﷺ خندق سے واپس تشریف لائے اور ظہر کے وقت آپ نے غسل کرنا شروع کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا، غسل چھوڑیں اور بنوقریظہ کا رخ کیجیے۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ساتھیوں کو جلد از جلد وہاں پہنچنے کا حکم دیا اور انہوں نے بنوقریظہ کا محاصرہ کیا، مسلمانوں کے لشکر کی تعداد ۳۰۰۰ ہزار تھی۔ محاصرہ سخت ہوا تو یہودیوں کے سردار کعب بن اسد نے تین تجاویز رکھیں۔

(۱)......اسلام قبول کر لیں اور محمد ﷺ کے دین میں داخل ہو کر اپنی جان و مال اور بال بچوں کو محفوظ کر لیں۔

(۲)......اپنے بیوی بچوں کو خود اپنے ہاتھوں قتل کر دیں اور پھر تلوار سونت کر نبی (ﷺ) کی طرف نکل پڑیں اور پوری قوت سے ٹکرا جائیں، اس کے بعد یا تو فتح پائیں یا سب کے سب مارے جائیں۔

(۳)...... ہفتہ کے دن حملہ آور ہو جائیں کیونکہ انہیں اطمینان ہے کہ ہم اس دن لڑائی نہیں کریں گے۔

لیکن یہود نے ان تینوں تجاویز کو رد کر دیا، سردار نے کہا: تم عقل سے پیدل ہو۔ اب یہودیوں کے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ وہ نبی ﷺ کے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔ انہوں نے مشورہ کے بعد حضرت سعد کے فیصلہ کو قبول کرنے پر اتفاق کیا، انہوں نے فیصلہ دیا کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور اموال تقسیم کر دیئے جائیں۔ (الرحیق المختوم: ص ۴۲۷)

چھ یا سات سو آدمی قتل کئے گئے۔ (ابن ہشام: ۲۵۴)

جدید و قدیم لوگ نبی ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ قتل کرنا بڑی وحشیانہ کارروائی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے:

بنوقریظہ نے مسلمانوں کے خاتمے کے لیے ڈیڑھ ہزار تلواریں، ہزار نیزے، تین سو زرہیں اور پانچ سو ڈھال مہیا کر رکھے تھے۔ اور دوسری بات یہ تھی کہ انہوں نے دو مرتبہ معاہدہ کیا تھا۔ جنگ احزاب کے دوران انہوں نے اعلانیہ معاہدہ توڑ دیا تھا اور جنگ میں شامل ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے پاس سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا کہ معاہدہ شکنی نہ کریں، انہوں نے کہا: ہمارا کوئی معاہدہ نہیں۔

مزید غور کریں کہ ان کی دو مرتبہ عہدشکنی کے بعد بنوقریظہ سے از سرنو معاہدہ کرنا مناسب نہ تھا، اور ان کا قلعہ مدینہ سے بالکل متصل تھا۔ ان کی مجرب غداری کے بعد پھر خطرہ تھا کہ یہ دشمن کو کسی وقت بھی چڑھا لائیں گے۔

اور انہیں جلا وطن بھی نہ کیا جا سکتا تھا کہ یہ دور بیٹھ کر اطمینان سے تیاری کر سکتے تھے۔ ان وجوہات کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ سزا نبی ﷺ نے تجویز نہیں کی تھی بلکہ ان کی مرضی کے شخص نے تجویز کی تھی جو ان کا پشتینی حلیف تھا۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ کیا وہ تورات کے احکام کے مطابق تھا اسی لیے کسی یہودی نے اس کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا۔

ان وجوہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ فیصلہ عین انصاف کے مطابق تھا، ان سے اس کے سوا کوئی سلوک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ (پیغمبر امن، ص ۱۷۹)

(۱)...... یہ جو کہا گیا ہے کہ جبریل علیہ السلام کی جماعت سے گرد وغبار دیکھا۔ بیان کرنے والے اس واقعہ کے استحضار کا عندیہ دے رہے ہیں کہ اتنی طویل مدت کے بعد ایسا ہے جیسے یہ اب بھی نظر آ رہا ہے کہ گرد وغبار اٹھ رہا ہے اور بنو قریظہ کو ان کی بدعہدی کا مزہ چکھانے کے لیے انصار کے بنو غنم قبیلہ میں غبار کی سطح بلند رہی تھی، جب جبریل علیہ السلام جماعت لے کر گئے۔ (فتح الباری: ۷/ ۴۰۸)

ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شہادت کی تمنا کرنا جائز ہے، اگر چہ اس کے علاوہ موت کی تمنا کرنا جائز نہیں۔

یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ افضل، مفضول سے فیصلہ کرا سکتا ہے، ان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں بھی اجتہاد کیا جاتا تھا۔ (فتح الباری: ۷/ ۴۱۶)

بنو قریظہ کی جو عورت قتل ہوئی تھی اس نے نبی ﷺ کو گالی دی تھی اور ایسی عورت ہو یا مرد بغیر توبہ کے مطالبہ کے اسے قتل کر دیا جائے، اس وجہ سے اس عورت کو مارا گیا تھا، وگرنہ بنو قریظہ کے صرف مردوں کو قتل کیا تھا، عورتوں کو نہ کیا تھا۔ (عون المعبود: ۳/ ۷)

یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی دشمن کسی مسلمان کے فیصلہ پر اترا ہے تو جو وہ فیصلہ کرے خواہ وہ قتل یا قید کا ہو یا لونڈی یا غلام بنانے کا فیصلہ کرے اسے قبول کرنا ہوگا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۸۹)

غزوة ذات الرقاع وغزوة بني المصطلق وغزوة أنمار

غزوہ ذاتِ رقاع، غزوہ بنو مصطلق اور غزوہ انمار

٦٥٩٩ـ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهُ فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا

۶۵۹۹۔ ''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں گئے۔ ہم چھ افراد کی سواری کے لیے ایک اونٹ تھا۔ باری باری ہم سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور میرے پاؤں زخمی ہوئے اور

(٦٥٩٩) بخاري: ٤١٢٨ـ مسلم: ١٨١٦.

الْـخِرَقَ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَـعْـصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى أَرْجُلِنَا وَحَدَّثَ أَبُـوْ مُـوْسَى بِهٰذَا ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ قَالَ مَا كُنْتُ أَصْـنَـعُ بِأَنْ أَذْكُرَهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُوْنَ شَيْءٌ مِـنْ عَـمَـلِـهِ أَفْشَـاهُ. (رواه البخـاری: ٤١٢٨)

میرے ناخن گر گئے۔ ہم نے اپنے پاؤں پر پرانے کپڑے لپیٹے تھے اوراسی وجہ سے اس غزوے کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا، اس لیے کہ ہم پرانے کپڑے کی اپنے پاؤں پر پٹی باندھتے تھے۔ راوی نے کہا: ابوموسیٰ نے یہ حدیث بیان تو کر دی ہے مگر پھر اپنے بیان کرنے کو وہ ناپسند کرتے تھے۔ اور اس نے کہا: مجھے یہ حدیث بیان نہیں کرنا چاہیے تھی۔ گویا وہ اپنے کسی عمل کو افشاء کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔"

٦٦٠٠ـــ وَلَهُـمَـا عَـنْ جَابِرٍ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلم إِلَى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَـخْـلٍ فَـلَـقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَأَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَصَلَّى الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ. (رواه البخاری: ٤١٢٧)

۶۶۰۰۔ "مسلم و بخاری دونوں کی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات رقاع کی طرف نکلے۔ مقام نخل سے آگے بڑھے تو غطفان سے مقابلہ ہوا اور لڑائی نہیں ہوئی۔ ہر دو فریق ایک دوسرے سے خوف کھا گئے، پس آپ نے دو رکعات نمازِ خوف پڑھی۔"

٦٦٠١ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ عَـنْ أَبِي مُوْسَى، أَنَّ جَـابِـرًا حَـدَّثَهُـمْ: صَـلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلـم بِهَا يَوْمَ مُحَارِبٍ وَثَعْلَبَةَ. (للبخاری تعليقا)

۶۶۰۱۔ "ایک روایت میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف ان کو محارب اور ثعلبہ کے دن پڑھائی۔"

٦٦٠٢ـــ البـخاری: هِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِأَنَّ أَبَا مُـوْسَى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ، وَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ، صَـلَّيْـتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَـزْوَةَ نَـجْدٍ صَلاةَ الْـخَـوْفِ وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَيَّامَ خَيْبَرَ. (للبخاری تعليقا)

۶۶۰۲۔ "بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ فتح خیبر کے بعد کا غزوہ ہے اس لیے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جنگ خیبر کے بعد آئے ہیں اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف غزوہ نجد میں پڑھی ہے اور بالیقین سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو خیبر کے ایام میں آئے ہیں۔"

(٦٦٠٠) بخاری: ٤١٢٧۔ مسلم: ٨٤١۔ ابوداود: ١٣٣٨۔ نسائی: ١٥٥٤۔ ابن ماجه: ١٢٥٩۔ ترمذی: ٥٦٥۔ احمد: ١٤٣٤١۔ مؤطا: ٤٤٠.

(٦٦٠١) بخاری تعليقًا.

(٦٦٠٢) بخاری تعليقًا.

شرح: ......عام اہل سیر اس غزوۂ ذات الرقاع کو ۴ہجری میں بیان کرتے ہیں، لیکن بخاری رحمہ اللہ نے زمانہ وقوع ۷ہجری بتایا ہے، یہی زیادہ صحیح ہے۔ مہینہ ربیع الاول کا تھا، اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹے تھے اس لیے اس کا نام ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ پڑ گیا)

اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب میں مشرکوں اور یہودیوں کے دو مضبوط بازوؤں کو توڑ دیا تھا، اب تیسرے بازو کو توڑنے کی طرف توجہ فرمائی، یہ وہ بدو تھے جو نجد کے صحرا میں خیمہ زن تھے، یہ لوٹ مار کی کارروائیاں کرتے رہتے تھے، یہ چونکہ کھلے مقامات پر رہتے تھے ان کے شر وفساد پر قابو پانا دشوار تھا، اس لیے ان کے خلاف تادیبی کارروائیاں زیادہ مفید تھیں۔ ان بدوؤں پر رعب ودبدبہ قائم کرنے کی غرض سے یہ غزوۂ ذات الرقاع کی تادیبی کارروائی کرنا پڑی۔

قبیلہ انمار بنو غطفان کی دو شاخوں؛ بنو ثعلبہ اور بنو محارب کے اجتماع کی خبر سن کر مدینہ کا انتظام، حضرت ابوذر یا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے حوالے کیا گیا اور ۴۰۰ یا ۷۰۰ کا لشکر لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام نخل پر پہنچے تو بنو غطفان کی ایک جمعیت کے ساتھ سامنا ہوا لیکن جنگ نہیں ہوئی۔ البتہ آپ نے اس موقع پر صلوٰۃ خوف پڑھائی۔

تاہم سنگ دل اعراب کو مرعوب اور خوفزدہ کرنے میں اس غزوے کا بڑا اثر رہا ہے۔ اس غزوہ کے بعد ان قبائل کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ بالآخر اسلام قبول کرلیا۔ (الرحیق المختوم: ۵۱۶ تا ۵۱۹)

٦٦٠٣ـ اِبْنِ إِسْحَاقٍ ، أَسْنَدَهُ: بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّ بَنِي الْمُصْطَلِقِ يَجْمَعُوْنَ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ حَتَّى لَقِيَهُمْ عَلَى مَاءٍ لَهُمْ يُقَالُ لَهُ الْمُرَيْسِيْعُ مِنْ نَاحِيَةِ قَدِيْدٍ إِلَى السَّاحِلِ فَاقْتَتَلُوْا وَانْهَزَمَ بَنُوْ الْمُصْطَلِقِ وَقُتِلَ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي ضَرَارٍ أَبُوْ جُوَيْرِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصَابَ مِنْهُمْ ﷺ سَبيًا كَثِيْرًا قَسَمَهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ فِيْمَا أَصَابَ جُوَيْرِيَّةَ. (رواه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ٦٠ـ ٦١)

۶۶۰۳۔ ''ابن اسحاق متصل سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ بنو مصطلق آپ سے جنگ لڑنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پہل کی اور ان کے پانی پر ان کو جالیا۔ اس پانی کو مریسیع کہا جاتا تھا اور وہ مقام قَدِید کی ایک جانب میں واقع ہے اور ساحل سمندر کی طرف ہے۔ وہاں جنگ ہوئی اور بنو مصطلق شکست کھا گئے۔ حارث بن ابو ضرار قتل ہوا جو ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا والد ہے اور آپ نے بڑی تعداد میں ان کو قیدی بنایا اور مسلمانوں میں تقسیم کیا اور ان ہی میں سے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے عقد میں آئیں۔'' (الکبیر)

(٦٦٠٣) طبراني كبير: ٢٤/ ٦٠، ٦١ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ١٠١٧٣.

٦٦٠٤ــ غَـزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهِـيَ غَـزْوَـةُ الْـمُرَيْسِيْعِ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ أَرْبَـعٍ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَـانَ حَـدِيْثَ الإِفْكِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيْعِ . (للبخاري تعليقا)

۶۶۰۴۔ ''امام بخاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ یہ سن چھ ہجری کا واقعہ ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ سن چار ہجری کا واقعہ ہے اور یہ کہ واقعہ افک بھی اس غزوہ سے متعلق ہے۔''

٦٦٠٥ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ أَنْمَارٍ يُصَلِّي عَـلَـى رَاحِـلَتِــهِ مُتَـوَجِّهًــا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا . (للبخاري : ٤١٤٠)

۶۶۰۵۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ غزوہ انمار میں نبی کریم ﷺ کو میں نے اپنی سواری پر نفل نماز مشرق کی طرف منہ کر کے پڑھتے دیکھا۔'' (بخاری)

شــــرح: ...... مصطلق ایک قبیلہ ہے، اس قبیلہ سے یہ جنگ ہوئی تھی، اس لیے اسے غزوۂ بنو مصطلق کہتے ہیں، مُـــرَيْسِيع قدید کے اطراف میں ساحل سمندر کے قریب بنو مصطلق کے ایک چشمہ کا نام تھا۔ اس مقام پر یہ غزوہ ہوا تھا اس لیے اسے غزوۂ مریسیع کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ غزوہ جنگی نقطہ نظر سے زیادہ بڑا نہیں لیکن چند واقعات کی وجہ سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہ شعبان ۵ ھ یا ٦ ھ میں پیش آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ بنو المصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار آپ سے جنگ کے لیے دوسرے عربوں کے ساتھ آرہا ہے۔ آپ نے اس تحقیق کی تو اس کی صحت کا یقین ہو گیا تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا۔

جب اسلامی لشکر کے آنے کی خبر انہوں نے سنی تو سخت خوفزدہ ہوئے اور عرب جوان کے ساتھ تھے وہ بھی بکھر گئے۔

ایک قول ہے کہ اس میں لڑائی ہوئی تھی۔ ابن قیم رحمہ اللہ اس لڑائی والی بات کو وہم قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس غزوے میں لڑائی نہیں ہوئی، بلکہ آپ نے چشمے کے پاس ان پر چھاپہ مار کر عورتوں، بچوں اور مال مویشی پر قبضہ کر لیا تھا۔ (بخاری، کتاب العتق: ۱/ ۳۴۵)

قیدیوں میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ یہ سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ یہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں۔ ثابت نے انہیں مکاتب بنا لیا۔ یعنی قسطوں پر آزاد کرنے کا کہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی جانب سے یہ رقم ادا کر کے ان سے شادی کر لی۔ اس شادی کی وجہ سے مسلمانوں نے بنو المصطلق کے ایک سو گھرانوں کو جو مسلمان ہو

(٦٦٠٤) بخاری تعلیقًا.

(٦٦٠٥) بخاری: ٤١٤٠۔ مسلم: ٥٤٠۔ ابوداود: ١٢٢٧۔ ترمذی: ٣٥١۔ احمد: ١٤٦٤٣.

چکے تھے آزاد کر دیا۔ کہنے لگے کہ یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے سسرال کے لوگ ہیں۔ (زاد المعاد: ۱۱۲/۲)

اور غزوہ انمار غزوہ بنوالمصطلق کے دوران ہی پیش آیا تھا۔ یہ ماہ محرم میں ہوا تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نفلی نماز سواری پر جائز ہے خواہ سواری کا رخ قبلہ کی طرف نہ بھی ہو۔ (فتح الباری: ۴۲۹/۷)

غَزْوَةُ الْحُدَيْبِيَّةِ

غزوۂ حدیبیہ

٦٦٠٦ـ عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ يُصَدِّقُ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثَ صَاحِبِهِ قَالاخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِالْغَمِيْمِ فِي خَيْلٍ لِّقُرَيْشٍ طَلِيْعَةٌ فَخُذُوْا ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَوَاللّٰهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيْرًا لِقُرَيْشٍ. وَسَارَ النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ فَقَالُوْا خَلاَتِ الْقَصْوَاءُ خَلاَتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا خَلاَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِى نَفْسِىْ بِيَدِهِ لاَ يَسْأَلُوْنِي خُطَّةً يَعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلاَّ أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ: فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ

۶۶۰۶۔ ''مسور بن مخرمہ اور مروان ہر ایک روایت بیان کرنے میں اپنے رفیق کی تصدیق بھی کرتا ہے اور منفرد بھی بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر پر نکلے اور جب راستہ میں تھے، فرمایا: خالد بن ولید مقام غمیم میں قریش کے ہراول دستے کی صورت میں موجود ہے، لہٰذا تم دائیں طرف سے چل کر نکل جاؤ۔ پس خالد کو پتہ تک نہ چلا اور جب اس کو آپ کے دوسری جانب چلے جانے کا علم ہوا تو اس نے دوڑ کر قریش کو اطلاع دی۔

نبی کریم ﷺ چلتے رہے یہاں کہ موڑ پر جا پہنچے جہاں سے مکہ کی جانب اترائی آتی ہے تو اس جگہ پر آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور لوگوں نے اُٹھ اُٹھ کہنا شروع کر دیا۔ اور وہ بیٹھی رہی تو لوگوں نے کہا قصواء بگڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: بگڑی نہیں ہے اور بگڑنا اس کی عادت بھی نہیں ہے مگر اس کو ہاتھی کو روکنے والے نے روک دیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ لوگ جو چیز طلب کریں گے جس میں اللہ کی حرمات کی تعظیم ہو تو میں ان کو وہ چیز ضرور دے دوں گا۔ پھر آپ نے ہانکا تو اونٹنی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پس آپ نے ان کا راستہ چھوڑ کر حدیبیہ کے دوسرے طرف جا کر ایک چھوٹے کنویں پر قیام کیا اور وہیں اترے۔ لوگ اس سے پانی لیتے رہے اور پانی نکال کر ختم ہی کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی

(٦٦٠٦) بخاری: ٢٧٣٤ـ ابو داود: ٢٧٦٦ـ نسائی: ٢٧٧١ـ ابن ماجه: ٢٨٧٥ـ احمد: ١٨٤٤١.

وَشُكِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَطْشَ فَانْتَزَعَ سَهْـمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَـوَالـلّٰـهِ مَـا زَالَ يَـجِيْشُ لَهُمْ بِالرَّيِّ حَتَّى صَـدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَمَا كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَـاءَ الْـخُـزَاعِـيُّ فِـي نَـفَرٍمِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُـزَاعَةَ وَكَـانُوْاعَيْبَةَ نَصْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ أَهْـلِ تِهَامَةَ فَقَالَ إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُـؤَيٍّ وَعَـامِـرَبـنَ لُـؤَيٍّ نَـزَلُوْا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْـحُـدَيْبِيَّةِ وَمَـعَهُـمُ الْعُوْذُ الْمَطَافِيْلُ وَهُمْ مُـقَـاتِـلُـوْكَ وَصَـادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّـالَـمْ نَجِيءُ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَلٰـكِـنَّـا جِـئْـنَـا مُـعْتَـمِرِيْنَ وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِـكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَأَضَرَّتْ بِهِمْ فَإِنْ شَاءُ وا مَـادَدْتُهُـمْ مُـدَّةً وَيَخَلُّوْا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهَرْ فَإِنْ شَاءُ وا أَنْ يَدْخُلُوْا فِيْمَا دَخَلَ فِيْـهِ الـنَّـاسُ فَعَلُوْا وَإِلَّافَقَدْ جَمُّوْاوَإِنْ هُمْ اَبَـوْا فَـوَالَّـذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْـرِى هٰـذَا حَتَّـى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي وَلَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ أَمَرَهُ. فَقَالَ بُدَيْلُ: سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُوْلُ. قَـالَ: فَـانْـطَـلَـقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًاقَالَ إِنَّاقَدْ جِـئْـنَـاكُمْ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ قَـوْلاً فَـإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا، فَـقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ لَاحَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَاعَنْهُ بِشَـيْءٍ وَ قَـالَ ذَوُو الـرَّأْيِ مِـنْهُـمْ هَاتِ مَا سَـمِعْتَهُ يَقُوْلُ، قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَذَاوَكَذَا

گئی۔تو آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر حکم دیا: یہ تیر کنویں میں رکھ دیا جائے ۔ اللہ کی قسم! کنواں جوش مارتا اور لوگوں کو سیراب کرتا رہا یہاں تک کہ حدیبیہ سے چلے گئے ۔

لوگ اسی حالت اطمینان میں تھے کہ ان کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی آیا اور اس کے ساتھ دیگر چند افراد بنوخزاعہ میں سے آئے ۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ تھے اور اہل تہامہ میں سے یہ لوگ آپ ﷺ کے طرف دار تھے۔ اس نے کہا: میں نے بنوکعب بن لوی اور عامر بن لوی کو بڑی تعداد میں حدیبیہ کے پانی پر اترتے دیکھا ہے، ان کے ساتھ دیگر قبائل بھی ہیں اور وہ آپ سے لڑ کر بیت اللہ سے آپ کو روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم کسی قوم سے لڑنے کے لیے نہیں آئے ۔ ہم صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ فرمایا: قریش کو جنگوں نے کمزور کر دیا ہے اور انہیں اس سے نقصان پہنچا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لیے ایک مدت تک جنگ بندی کا معاہدہ کر دیتا ہوں۔ وہ میرے اور دیگر قبائل کے درمیان سے ہٹ جائیں۔ اگر میں ان پر غالب آیا تو ان کی صواب دید پر موقوف ہوگا کہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ دین میں شامل ہوں یا اپنی حالت پر جمے رہیں۔ اگر وہ اس سے انکار کرتے ہیں تو مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اپنے دین کے لیے لڑوں گا یہاں تک کہ میری گردن کی آخری رگ بھی کٹ جائے یا اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کر دے۔ بدیل نے کہا: میں آپ ﷺ کی گفتگو ان تک پہنچاؤں گا۔ وہ گیا اور اس نے قریش کو کہا کہ ہم تمہارے پاس اس شخص کی طرف سے ہو کر آئے ہیں اور ہم نے ان کی بات سنی ہے اور انہوں نے کہا ہے۔ اگر تم چاہو تو وہ بات ہم

فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ! أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوْا: بَلَى قَالَ: أَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ قَالُوْا: بَلَى قَالَ فَهَلْ تَتَّهِمُوْنِى قَالُوْ: لاَ، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظَ فَلَمَّا بَلَّحُوْ عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي؟ قَالُوْا: بَلَى، قَالَ فَإِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اقْبَلُوْهَا وَدَعُوْنِي آتِيْهِ، قَالُوْا: ئْتِهِ، فَأَتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ: فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ: أَيْ مُحَمَّدُ! أَرَاَيْتَ إِنِ اسْتَاْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِتَ بَأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الأُخْرَى فَإِنِّي وَاللّٰهِ لأَرَى وُجُوْهًا وَإِنِّى لأَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيْقًا أَنْ يَفِرُّوْا وَيَدَعُوْكَ فَقَالَ لَهُ أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ: امْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّعَنْهُ وَنَدَعُهُ؟ فَقَالَ: مَنْ ذَا قَالُوا أَبُوْبَكْرٍ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِى نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلاَ يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِى لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لاَجَبْتُكَ، قَالَ: وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَاسِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَاأَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ: أَخِّرْ

تمہارے گوش گذار کر دیتے ہیں۔قریش کے نادان لوگوں نے کہا: ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تم ان کی کوئی بات ہمیں سناؤ۔

البتہ ان کے اصحاب الرائے اور عقل مند لوگوں نے کہا: بتا تو سہی وہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: میں نے ان کو یہ اور یہ باتیں کہتے سنا ہے۔عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا: اے قوم! کیا تم میرے والد کے قائم مقام نہیں ہو اور کیا میں تمہارے بیٹے کے قائم مقام نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں! تیری بات درست ہے۔ اس نے کہا: کیا تم میرے اوپر کوئی بدگمانی تو نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔اس نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب عکاظ بازار والے منتشر ہو گئے اور انہوں نے مجھے بھی ساتھ لینا چاہا تو میں اپنے اہل وعیال اور پیروکار لوگوں کو ساتھ لے کر تمہارے پاس آ گیا تھا؟ انہوں نے کہا: معلوم ہے، جب اس نے کہا: اس شخص نے تمہاری طرف عقلمندی کا پیغام ارسال کیا ہے تم اس کو قبول کرو اور مجھے جانے دو کہ میں اس کے پاس جاؤں۔انہوں نے کہا تم ان کے پاس جاؤ۔ پس وہ آیا اور آپ سے گفتگو کرتا رہا تو آپ نے وہی بات کہہ دی جو آپ نے بدیل کو فرمائی تھی۔عروہ نے کہا: یا محمد (ﷺ)! یہ تو بتائیں اگر آپ نے اپنی قوم کو ختم بھی کر دیا تو کیا تو نے سنا ہے کہ کسی عرب نے تجھ سے پہلے اپنی قوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہو؟ اور اگر دوسری صورتِ حال سامنے آئی تو اللہ کی قسم! میں تیرے اردگرد ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں جو ملے جلے لوگوں کی جماعت ہے اور ان سے یہی ہو سکے گا کہ یہ تجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: تو جا کر لات کا ذکر چوس تو کیا ہم بھاگ جائیں گے اور ان کو چھوڑ جائیں گے؟ اس نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ

يَـدَكَ عَـنْ لِـحْيَةِ رَسُوْلِ اللّـهِ ﷺ، فَـرَفَعَ عُـرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: الْمُغِيْرَةُ بْـنُ شُعْبَةُ فَقَالَ أَيْ غُدَرُ! أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَـدْرَتِكَ وَكَـانَ الْـمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْـجَاهِـلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَـأَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمَّـا الْإِسْلاَمَ فَأَقْبَلُ وَأَمَّـا الْـمَـالَ فَـلَسْـتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ ثُمَّ إِنَّ عُـرْوَةَ جَعَـلَ يَـرْمُـقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِـعَيْنَيْـهِ، قَـالَ: فَـوَاللّـهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّـهِ ﷺ نُـخَـامَةً إِلَّاوَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَـدَرُوا أَمْـرَهُ وَإِذَا تَـوَضَّـأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِـنْـدَهُ وَمَـايُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهُ، فَـرَجَـعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ! وَاللّـهِ! لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَوَكِسْرَى وَالنَّجَّاشِيِّ، وَاللّهِ! إِنْ رَأَيْـتُ مَـلِـكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَايُعَظِّمُ اَصْـحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُـحَمَّدًا، وَاللّهِ! إِنْ تَـنَـخَّـمَ نُـخَـامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَـدَرُوْا أَمْـرَهُ وَإِذَا تَـوَضَّـأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَتَعْظِيْمًا لَهُ وَإِنَّهُ قَـدْ عَـرَضَ عَـلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا،

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا: قسم اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایک احسان اس کا میرے ذمہ نہ ہوتا تو میرے پاس اس کا جواب موجود تھا اور میں جواب دیتا۔ پھر وہ آپ ﷺ سے کلام کرنے لگا۔ اور جب وہ بات کرنے لگتا تو آپ ﷺ کی داڑھی کو پکڑتا۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سر پر تلوار لے کر کھڑے تھے۔ انہوں نے عروہ کے ہاتھ پر تلوار کی میان مار کر کہا: اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔ عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا: اے غدار! کیا میں تیرے جرم میں تا حال تاوان نہیں ادا کرتا رہا؟ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عہدِ جاہلیت میں ایک قوم کی رفاقت اختیار کی اور ان کو قتل کر کے ان کا مال قبضے میں کر کے آیا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ انہیں نبی ﷺ نے فرمادیا تھا: تیرا اسلام تو قبول کیا جاتا ہے اور اس مال کی ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

اب عروہ نے دونوں آنکھوں سے دیکھا اور صحابہ کا بغور جائزہ لیا اور اپنے دل میں کہنے لگا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ جب تھوکتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے ہیں اور جب آپ انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل میں تاخیر نہیں کرتے، اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو صحابہ کرام وضو کا پانی حاصل کرنے کے لیے مقابلہ بازی کرتے ہیں، اور جب آپ گفتگو فرماتے ہیں تو ہمہ تن گوش ہوتے ہیں۔ صحابہ میں سے کوئی بھی تعظیم کی خاطر آپ کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتا۔ یہ مناظر دیکھ کر عروہ اپنے لوگوں کی طرف لوٹ گیا اور اس نے کہا: اے قوم، اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے پاس وفد بن کر گیا ہوں اور قیصر، کسریٰ اور نجاشی

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ: دَعُوْنِي آتِيْهِ، فَقَالُوْ: ائْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُّعَظِّمُوْنَ الْبُدْنَ فَابْعَثُوْهَا لَهُ فَبُعِثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّوْنَ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِي لِهٰؤُلَاءِ أَنْ يُّصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ، قَالَ: رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ فَمَا أَرَى أَنْ يُّصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ، فَقَالَ: دَعُوْنِي آتِيْهِ، فَقَالُوْا: ائْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هٰذَا مِكْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو. قَالَ مَعْمَرٌ: فَأَخْبَرَنِي أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِّنْ أَمْرِكُمْ قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيْثِهِ: فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ: هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْكَاتِبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا أُدْرِي مَا هُوَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: وَاللّٰهِ! لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ،

کے دربار میں بھی حاضر ہوا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے رفقاء اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنا محمد ﷺ کے اصحاب محمد ﷺ کا اکرام کرتے ہیں۔ واللہ! ان کا تھوک زمین پر نہیں پڑنے دیتے۔ وہ تھوکتے ہیں تو کوئی مرد اپنے ہاتھ پر لے لیتا اور اپنے منہ پر لگاتا ہے۔ وہ حکم دیتے ہیں تو ایک دوسرے سے پہلے اس کی تعمیل کرنے کے لیے دوڑتے ہیں۔ جب وضو کرتے ہیں تو اس کے وضو کے پانی پر ہجوم سے لڑائی کا گمان ہوتا ہے۔ جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب خاموش ہو جاتے ہیں اور اس کی طرف تعظیم کی وجہ سے نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ اور اس نے تمہاری طرف ہدایت کا پیغام بھیجا ہے۔ تم اس کو قبول کرو۔ بنو کنانہ کے ایک آدمی نے کہا: تم مجھے جانے دو تو قریش نے کہا: تم جاؤ۔

جب وہ نبی ﷺ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا: یہ فلاں ہے اور اس کی قوم قربانی کے اونٹوں کی بہت تعظیم کرتی ہے۔ تم اس کے سامنے قربانی کے اونٹ کھڑے کر دو۔ لوگ تلبیہ کہتے ہوئے اس کے سامنے آتے تھے، اس نے یہ دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا تو مناسب نہیں ہے۔ جب وہ اپنے لوگوں میں واپس چلا گیا تو اس نے کہا: میں نے تو قربانی کے جانور دیکھے ہیں جن کے گلے میں پٹی باندھی گئی ہے اور ان کا شعار بھی کیا گیا ہے اور ان کو بیت اللہ سے روکنا میری رائے میں ہرگز مناسب نہیں ہے۔

ان میں سے ایک مرد اٹھا اور اس نے کہا: مجھے جانے کی اجازت دو۔ اس کو مکرز بن حفص کہا جاتا تھا۔ جب وہ سامنے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بدکار آدمی ہے۔ وہ آکر آپ سے کلام کرنے لگا تو اتنے میں سہیل بن عمرو آگیا، تب

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ثُمَّ قَالَ: هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللّٰهِ لَوْكُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاصَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلاَ قَاتَلْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنِّي لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُوْنِي اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَذٰلِكَ لِقَوْلِهِ: لاَ يَسْأَلُوْنِي خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلاَّ أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: عَلَى أَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفُ بِهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللّٰهِ! لاَ تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً وَلٰكِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لاَيَاتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَّإِنْ كَانَ عَلَى دِيْنِكَ إِلاَّرَدَدْتَّهُ إِلَيْنَا، قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنِ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَيَرْسُفُ فِي قُيُوْدِهِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: هٰذَا يَا مُحَمَّدُ! أَوَّلُ مَا أُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ، قَالَ فَوَاللّٰهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَأَجِزْهُ لِي قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيْزِهِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کام سہل وآسان کر دیا گیا ہے۔ سہیل نے کہا: آؤ میں اپنے اور تمہارے درمیان معاہدہ تحریر کراتا ہوں۔ نبی ﷺ نے کاتب بلایا تو آپ نے فرمایا: لکھ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پس سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! میں رحمٰن کو نہیں جانتا، البتہ یہ لکھو "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ"، ''تیرے نام سے اے اللہ'' جیسا کہ تم پہلے لکھتے تھے، صحابہ کرام نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم تو صرف ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ لکھیں گے، پھر آپ نے فرمایا لکھ دو: "بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ"۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ وہ تحریر ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ لکھوا رہے ہیں۔ تو سہیل نے کہا: اگر ہم جانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے منع نہ کرتے اور نہ آپ سے لڑائی کرتے مگر آپ یہ لکھو: محمد (ﷺ) بن عبداللہ۔ آپ نے فرمایا: قسم اللہ کی! میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم نے میری تکذیب کی ہے۔ لکھ محمد ﷺ بن عبداللہ۔

زھری رحمہ اللہ نے کہا: یہ شرائط آپ نے اس لیے تسلیم کیں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جو ایسی چیز طلب کریں گے جس میں اللہ کی حرمات کی تعظیم ہو وہ ان کو دے دوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس شرط پر ہے کہ تم ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل نہ ہو گے تا کہ ہم آزادی سے اس کا طواف کر سکیں۔ سہیل نے کہا: عرب یہ کہیں گے کہ ہم نے گرفت میں آ کر یہ معاہدہ کیا ہے، البتہ تم آئندہ سال آ کر عمرہ کر لینا۔

پھر سہیل نے کہا: ایک شرط یہ ہے کہ کوئی شخص ہم میں سے آپ کے پاس جائے خواہ وہ آپ کے دین پر ہو، آپ اس کو ہماری طرف واپس کر دیں گے۔

لَكَ قَالَ: بَلَى: فَافْعَلْ قَالَ مَاأَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ مِكْرَزٌ بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ، قَالَ أَبُوْ جَنْدَلٍ: أَيْ مَعْشَرَالْمُسْلِمِيْنَ أُرَدُّإِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًاأَلَاتَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيْتُ؟ وَكَانَ قَدْعُذِّبَ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي اللّٰهِ: قَالَ: فَقَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ: فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَلَسْتَ نَبِيَ اللّٰهِ حَقًّا؟ قَالَ: بَلَى قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا إِذًا؟ قَالَ: إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَسْتُ أَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِي، قُلْتُ: أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَاأَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوْفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيْهِ الْعَامَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لاَ قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ. قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبَابَكْرٍ، فَقُلْتُ: يَا اَبَابَكْرٍ! اَلَيْسَ هٰذَا نَبِيُّ اللّٰهِ حَقًّا؟ قَالَ: بَلَى قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِيَ الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَاإِذًا؟ قَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ! إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ يَعْصِيْ رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللّٰهِ! إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ، قُلْتُ: أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَاأَنَّا سَنَاتِي الْبَيْتَ وَنَطُوْفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَاتِيْهِ الْعَامَ؟ قُلْتُ: لاَ قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَّوِّفُ بِهِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عُمَرُ: فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ أَعْمَالاً. قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ

مسلمانوں نے کہا: سبحان اللہ! اس کو مشرکین کی طرف کیسے واپس کیا جائے گا جب کہ وہ مسلمان ہو چکا ہو؟ ابھی یہ بات چل رہی تھی کہ ابو جندل جو اسی سہیل بن عمرو کا بیٹا تھا، لوہے کی زنجیر میں بندھا ہوا آ گیا۔ وہ مکہ کے نیچے کی جانب سے نکل کر مسلمانوں کے پاس آ گیا تھا۔ سہیل نے کہا: یا محمد! یہ پہلا واقعہ ہے جو میری اور آپ کی باہمی شرط کے مطابق معمول بنایا جائے اور اس کو میری طرف واپس کیا جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تو تحریر ہم نے مکمل نہیں کی ہے۔ اس نے کہا: بخدا پھر تو میں آپ (ﷺ) سے کسی چیز پر صلح نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک میرے لیے رہنے دے۔ اس نے کہا: میں اس کو کبھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ تجھے دوں گا۔ آپ نے فرمایا: ایسا کر دے۔ اس نے کہا: میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ مکرز بن حفص نے کہا: ہاں یہ ہم آپ ﷺ کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں۔ ابو جندل نے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! کیا میں مشرکین کی طرف واپس کیا جاؤں گا جب کہ میں اسلام قبول کر کے آیا ہوں؟ تم نہیں دیکھتے کہ میں راہ خدا میں کتنے عذاب برداشت کر کے آیا ہوں اور اس کو اللہ کی راہ میں بہت کچھ عذاب دیا گیا تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: کیا آپ اللہ کے سچے نبی ﷺ نہیں ہیں؟

آپ نے فرمایا: یقیناً میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور دشمن کفار باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے کہا: پھر ہم دین میں اتنی کمزوری کیوں دکھائیں؟ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور وہی میری مدد کرے گا۔

قَضِيَّةِ الْكِتَابِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لأَصْحَابِهِ: قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذٰلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَ اللّٰهِ! أَتُحِبُّ ذٰلِكَ؟ اخْرُجْ ثُمَّ لاَ تُكَلِّمْ أَحَدًا مِّنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِّنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذٰلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَامُوْا فَنَحَرُوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا ثُمَّ جَائَهُ نِسْوَةٌ مُّؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ فَطَلَّقَ عُمَرُيَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَالَهُ فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَالْأُخْرَى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَهُ أَبُوْ بَصِيْرٍ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوْا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ فَقَالُوْا الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا، فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَابِهِ حَتَّى بَلَغَاذَا الْحُلَيْفَةِ فَنَزَلُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍلَهُمْ فَقَالَ اَبُوْ بَصِيْرٍ لأَحَدِ

میں نے کہا: کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ عنقریب ہم بیت اللہ کا جا کر طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا: میں نے ایسا ہی کیا تھا تو کہا میں نے تجھے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے؟ میں نے کہا: یہ تو آپ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: یقیناً تو بیت اللہ جائے گا اور طواف کرے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وہاں سے اٹھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے کہا: اے ابوبکر! کیا وہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ اس نے کہا: ہاں وہ سچے نبی ہیں۔ میں نے کہا: ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین میں اتنی کمزوری کیوں دکھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے مرد! یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے اور ان کا اللہ تعالیٰ خود مددگار ہے۔ پس تو ان کے رکاب کو تھامے رکھ اللہ کی قسم! آپ حق پر ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ ﷺ نے ہم سے بیان نہیں کیا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور طواف کریں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں، فرمایا تھا مگر کیا تجھے یہ بھی خبر دی تھی کہ اسی سال وہ بیت اللہ جائیں گے؟ میں نے کہا: یہ تو نہیں کہا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: پس تو بیت اللہ جائے گا اور اس کا طواف بھی کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنی اس گفتگو کی وجہ سے میں نے بطور کفارہ کئی اعمال کیے۔

جب آپ تحریر سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب کو تین بار فرمایا: اٹھو اور اپنی قربانی کے جانور ذبح کرو اور پھر سر منڈوا دو، تو صحابہ میں سے ایک بھی نہ اٹھا۔ آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو انہوں نے عرض کیا: کیا آپ قربانی ذبح کرنا پسند کرتے ہیں تو پہلے آپ اٹھیں اور اپنی قربانی ذبح کر دیں اور کسی سے کلام نہ کریں اور سر مونڈنے کے لیے آدمی

الـرَّجُـلَيْـنِ: وَالـلّٰهِ! إِنِّي لاَرَى سَيْفَكَ هٰذَا يَـافُلاَنُ! جَيِّـدًا فَـاسْتَـلَّهُ الْآخَرُ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ فَـضَـرَبَـهُ حَتَّـى بَـرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْـمَـدِيْـنَةَ فَـدَخَـلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ، فَقَالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ حِيْـنَ رَاهُ: لَـقَدْ رَأَى هٰذَا ذُعْـرًا، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُتِلَ وَالـلّٰـهِ! صَـاحِبِـي وَأَنِّي لَمَقْتُوْلٌ فَجَاءَ أَبُوْ بَـصِيْـرٍ فَـقَـالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْ وَاللّٰهِ! أَوْفَى الـلّٰـهُ ذِمَّتَكَ قَـدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ أَنْجَانِي الـلّٰـهُ مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَيْـلُ أُمِّهِ مِسْعَرَ حَـرْبٍ لَـوْكَـانَ لَـهُ اَحَدٌ، فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَـرَفَ أَنَّـهُ سَيَـرُدُّهُ إِلَيْهِـمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيْفَ الْبَـحْـرِ، قَـالَ: وَيَـنْـفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُوْ جَـنْـدَلِ بْـنُ سُهَيْـلٍ، فَـلَـحِقَ بِأَبِي بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لاَ يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ إِلَّالَحِقَ بِاَبِي بَصِيْرٍ، حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِـصَـابَةٌ فَوَاللّٰهِ! مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِـقُـرَيْـشٍ إِلَـى الشَّـامِ إِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَـا فَقَتَلُوْهُمْ وَأَخَذُوْا أَمْوَالَهُمْ فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُـنَـاشِدُهُ بِاللّٰهِ وَالرَّحِمِ لَمَّا أَرْسَـلَ فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِـمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَهُوَالَّذِيْ كَفَّ أَيْـدِيَهِـمْ عَـنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِـنْ بَـعْـدِ أَنْ أَظْـفَرَ كُمْ عَلَيْهِمْ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿الْـحَـمِيَّةَ حَـمِيَّةَ الْـجَـاهِلِيَّةِ﴾ وَكَـانَتْ

بلا کرحکم دیں اور وہ آپ ﷺ کا سر مبارک مونڈ دے۔ پس آپ نے کسی سے کلام نہ کیا اور اپنی قربانی ذبح کر دی اور حجام بلا کر اپنا سر مبارک مونڈنے کا حکم دیا تو اس نے سر مونڈ دیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو اٹھ کر اپنی قربانی کے جانور ذبح کیے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے اور غم کے مارے قریب تھا کہ سر مونڈتے ہوئے ایک دوسرے کو قتل کر دیتے۔ پھر مومن خواتین آ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ''اے ایمان والو! جب مومن خواتین تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو۔'' یہاں تک آیت مکمل کی: ''کافر عورتوں کی عصمتیں قبضے میں نہ رکھو۔'' پس عمر رضی اللہ عنہ نے دو کافر عورتوں کو اس دن طلاق دیدی جو مشرکہ تھیں۔ان میں سے ایک سے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے عقد کیا اور دوسری سے صفوان ابن امیہ نے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی۔قریش کا ایک مرد ابو بصیر نامی مسلمان تھا۔ وہ بھاگ کر مدینہ میں آیا تو اس کو واپس لینے کے لیے قریش نے دو مرد روانہ کیے اور کہا: اس کو معاہدے کے مطابق واپس کرو جو تم نے ہم سے معاہدہ کیا ہے۔آپ نے وہ مردان دو کے حوالے کر دیا اور وہ لے کر جب مقام ذوالحلیفہ میں گئے تو سواری سے اتر کر اپنی کھجور کھانے لگے تو ابو بصیر نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تیری یہ تلوار بہت عمدہ لگتی ہے تو اس نے تلوار کو سونتا اور کہا: ہاں! یہ بہت عمدہ ہے۔ میں نے کئی بار اس کو آزمایا ہے۔ ابو بصیر نے کہا: مجھے دکھا میں دیکھوں۔تو اس نے تلوار پکڑا دی۔ ابو بصیر نے تلوار مار کر اس کو ٹھنڈا کر دیا اور دوسرا بھاگ کر مدینہ منورہ گیا اور دوڑ کر مسجد میں داخل ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اس نے کوئی خطرناک منظر

حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوْا أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَلَمْ يُقِرُّوْا بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَحَالُوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ. (رواه البخاري: ٢٧٣٤)

دیکھا ہے، وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اللہ کی قسم! میرا رفیق قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی قتل کیا جاؤں گا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی آ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کا معاہدہ پورا کر دیا ہے۔ آپ نے مجھے ان کی طرف واپس کر دیا تھا، پھر اللہ نے ان سے مجھے نجات دیدی ہے۔ فرمایا: اس کی ماں کے لیے افسوس ہے یہ تو جنگ چھیڑنے والا ہے۔ اگر اس کا کوئی حمایت کرنے والا ہوتا۔ جب اس نے آپ کا یہ ارشاد سنا تو وہ سمجھا کہ آپ دوبارہ اس کو واپس کر دیں گے۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر سمندر کے ساحل پر پہنچ گیا۔ پھر مشرکین سے ابوجندل بن سہیل بھی بھاگ آیا اور ابو بصیر سے جا ملا۔ اس کے بعد قریش کا جو آدمی اسلام قبول کرتا وہ ابوبصیر کے پاس چلا جاتا اور اس کے پاس ایک طاقت ور جماعت تیار ہوگئی، تو یہ لوگ قریش کا کوئی قافلہ شام سے آتا جاتا سنتے تو اس کو روک کر آدمیوں کو قتل کر دیتے اور مال قبضے میں لے لیتے۔ آخر کار کفار قریش نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کے نام پر درخواست کی اور قرابت کا واسطہ دیا کہ اب جو ہم میں سے مسلمان ہو کر تمہارے پاس جائے گا وہ امن میں ہوگا۔

آپ ﷺ نے پیغام بھیج کر مسلمانوں کے ان افراد کو اپنے پاس بلا لیا اور اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اللہ وہ ذات ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے...... جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے اپنے دلوں حمیت (ضد) پیدا کر لی جاہلیت کی حمیت (ضد) کفار کی حمیت (ضد) یہ تھی انہوں نے آپ کو اللہ کا نبی ماننے سے انکار کیا۔ معاہدے کی ابتدا میں بسم اللہ نہ لکھنے دی۔ اور مسلمانوں کے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے۔''

٦٦٠٧ــ وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ. (رواه البخاري: ٢٧١٣)

۶۶۰۷۔ ''ایک روایت میں ہے: ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی ان مرد و خواتین میں سے ہے جو نکل کر آپ کے پاس اس دن آئے تھے اور یہ عورت اس وقت کسی کے عقد میں نہیں تھی۔ اس کے گھر والے آپ سے اس کو واپس لینے آئے تو آپ نے اس کو واپس نہ کیا۔''

٦٦٠٨ــ وَفِي رِوَايَةٍ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةَ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَهُ

۶۶۰۸۔ ''ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ہزار چند سو افراد کے ساتھ نکل کر ذو الحلیفہ میں گئے، قربانی کے جانوروں کو پٹی باندھی اور شعار لگایا اور وہاں سے عمرہ کی نیت کی

(٦٦٠٧) بخاري: ٢٧١٣۔ ابو داود: ٤٦٥٥۔ نسائي: ٢٧٧١۔ ابن ماجه ٢٨٧٥۔ احمد: ١٨٤٤٥.

(٦٦٠٨) بخاري: ٤١٧٩۔ ابو داود: ٤٦٥٥۔ نسائي: ٢٧٧١۔ ابن ماجه: ٢٨٧٥۔ احمد: ١٨٤٣٠.

وَأَحْـرَمَ مِـنْهَـا بِـعُـمْـرَةٍ وَبَعَثَ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُـزَاعَةَ وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّـى كَانَ بِغَدِيْرِ الْأَشْـطَـاطِ أَتَاهُ عَيْنُهُ قَالَ إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوْا لَكَ جُـمُـوْعًـا وَقَدْ جَمَعُوْا لَكَ الْأَحَابِيْشَ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوْكَ فَـقَـالَ أَشِيْرُوْا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيْلَ إِلَـى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَـصُـدُّوْنَـا عَـنِ الْبَيْـتِ فَـإِنْ يَـأْتُـوْنَا كَانَ اللّٰهُ عَـزَّوَجَـلَّ قَـدْ قَـطَـعَ عَيْـنًــا مِـنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَإِلَّاتَـرَكْنَاهُمْ مَحْرُوْبِيْنَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ الـلّٰـهِ خَـرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَـدٍ وَلَاحَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَـاتَـلْـنَاهُ، قَالَ: امْضُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ. (رواه البخاري: ٤١٧٩)

اور بنوخزاعہ میں سے ایک مرد خبر رساں بنا کر روانہ کیا۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ اشطاط کے کنویں پر پہنچے تو آپ کا جاسوس آ گیا اور اس نے کہا کہ قریش نے آپ کے لیے فوج جمع کی ہے اور تمام احابیش (حبشی) جمع ہو چکے ہیں۔ وہ آپ سے جنگ کر کے آپ ﷺ کو بیت اللہ تک جانے سے روکیں گے۔ آپ نے فرمایا: لوگو! مشورہ دو، کیا تمہاری رائے ہے کہ ہم ان کے اہل و اولاد پر ٹوٹ پڑیں جو ہمیں بیت اللہ میں جانے سے منع کرتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے پاس آ گئے تو اللہ تعالیٰ مشرکین کا ایک پہلو توڑ دے گا ورنہ ہم ان کو متفرق کر کے رکھ دیں گے۔ پس ابو بکر نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ آپ کسی سے لڑنے کے لیے نہیں آئے۔ پس آپ! بیت اللہ کی طرف ہی متوجہ ہوں اور جو ہمیں بیت اللہ سے منع کرے گا، ہم اس سے لڑیں گے۔ فرمایا: اللہ کا نام لے کر چل پڑو۔"

٦٦٠٩ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ: أَنَّهُمُ اصْطَلَحُوْا عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشَرَ سِنِيْنَ يَأْمَنُ فِيْهِنَّ النَّاسُ وَعَـلَـى أَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوْفَةً وَأَنَّهُ لَا إِسْلَالَ وَلَا إِغْلَالَ. (رواه أبو داود: ٢٧٦٦)

۶۶۰۹۔ "ایک روایت میں ہے کہ دس سال تک جنگ بندی کا معاہدہ طے کیا تھا تا کہ لوگ اس عرصے میں پرامن رہ سکیں۔ اور یہ کہ فریقین کے درمیان جاسوسی بند کی جائے گی۔ اور چوری اور دھوکہ ممنوع ہوگا۔" (ابوداؤد)

٦٦١٠ـــ وَزَادَ رَزِيْـنٌ: وَكَيْفَ نَكْتُبُ هٰذَا؟ فَقَالَ ﷺ: نَـعَـمْ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا إِلَيْهِمْ أَبْعَدَهُ الـلّٰـهُ وَمَـنْ جَاءَ نَا مِنْهُمْ وَرَدَدْنَاهُ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَهُ فَرَجًا.

۶۶۱۰۔ "رزین رحمہ اللہ نے زائد روایت کی: اور یہ ہم کیسے لکھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جو ہمیں چھوڑ کر کفار کی طرف جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو دور ہی رکھے گا اور ہمارے طرف جو آئے گا ہم اس کو واپس کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی وسیع راستہ پیدا کر دے گا۔"

(٦٦٠٩) ابو داود: ٢٧٦٦۔ حسن، البانی: ٢٤٠٤۔ بخاری: ٤١٥٨۔ نسائی: ٢٧٧١۔ احمد: ١٨٤٤٥.

(٦٦١٠) رزین.

٦٦١١ــ وَزَادَ أَيْـضًا : قَالَ عُمَرُ : فَأَمْكَنْتُ يَـدَهُ مِنَ السَّيْفِ لِيَضْرِبَ بِهِ أَبَاهُ فَضَنَّ بِهِ ، وَعَـلِمَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَـقَالَ لِي : يَا عُمَرُ! لَـعَلَّهُ أَنْ يَقُوْمَ فِي اللّٰهِ مُقَامًا تَحْمَدُهُ عَلَيْهِ . (رواه رزين)

۶۶۱۱۔ ’’ اور رزین رحمہ اللہ نے یہ بھی زائد ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس (ابو جندل) کو تلوار پکڑا دی تا کہ اپنے باپ کو قتل کر دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جان گئے تو آپ نے فرمایا: اے عمر! سہیل بن عمرو ممکن ہے اس مقام پر کھڑا ہو۔ اس کو جہاں تو پسند کرے گا اور اس کی تعریف کرے گا۔‘‘

شــــرح: ......معاہدہ صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ۶ ھ میں ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب جزیرۂ نمائے عرب میں حالات بڑی حد تک مسلمانوں کے موافق ہوگئے تو اسلامی دعوت کی کامیابی اور فتح اعظم کے آثار رفتہ رفتہ نمایاں ہونا شروع ہوئے اور مسجد حرام میں، جس کا دروازہ مشرکین نے مسلمانوں پر چھ برس سے بند کر رکھا تھا، مسلمانوں کے لیے عبادت کا حق تسلیم کیے جانے کی تمہیدات شروع ہوگئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کے اندر یہ خواب دکھایا گیا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ نے خانہ کعبہ کی کنجی لی اور صحابہ سمیت بیت اللہ کا طواف اور عمرہ کیا۔ پھر کچھ لوگوں نے سر کے بال منڈائے اور کچھ نے کٹوانے پر اکتفا کی۔ آپ نے صحابہ کرام کو اس خواب کی اطلاع دی تو انہیں بڑی مسرت ہوئی۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ اس سال مکہ میں داخلہ نصیب ہوگا۔ آپ نے صحابہ کرام کو یہ بھی بتلایا کہ آپ عمرہ ادا فرمائیں گے لہٰذا صحابہ کرام بھی سفر کے لیے تیار ہوگئے۔

آپ کے ساتھ چودہ یا پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ (الرحیق المختوم: ۴۵۹)

یہاں چند مسائل اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ مشرکوں پر اچانک حملہ آور ہونے کے لیے چھپ کر چلنا اور ان کے دستوں سے اوجھل رہنے کے جواز کا ثبوت ملتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت اکیلے سفر کرنا بھی جائز ہے اور ضرورت کی وجہ سے نرم اور آسان رستہ چھوڑ کر مشکل راہ پر سفر کرنے کے جواز کی بھی دلیل ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۳۵)

۲۔ اگر اونٹنی نہ بیٹھتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی طرح سیدھے ہی چلے جاتے تو اہل مکہ اُن کو روکتے جس سے ٹکراؤ پیدا ہوتا اس طرح کئی مسلمان مارے جاتے اور کافر بھی مارے جاتے۔ یہ اللہ کو علم تھا کہ ان کی پشتوں سے مسلمان پیدا ہوں گے۔

۳۔ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہرہ کا بھی بیان ہے کہ انگلیوں سے پانی ابلنے لگا اور آپ کے ہتھیار میں برکت پیدا ہوگئی۔

(٦٦١١) رزين.

۴۔ اس میں حج کے متعلقہ باتیں بھی بیان ہوئی ہیں کہ اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے اور جانوروں کو قلادہ پہنانا بھی سنت ہے جنہیں مکہ میں قربانی کے لیے لے جایا جائے اور جانوروں کو اشعار کرنا یعنی کوہان وغیرہ پر داغنا جائز ہے اور قصر کرانے کی بہ نسبت حلق کرانا افضل ہے اور جسے بیت اللہ تک جانے سے روک دیا جائے وہ وہیں قربانی کر کے حلق کروا کر احرام کھول دے۔

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ رائے کی درستگی حاصل کرنے کے لیے مشورہ طلب کرنا مسنون ہے۔

(فتح الباری: ۳۵۲/۵)

ابوداؤد والی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اب صلح طے پا چکی ہے لہٰذا اب سینے صحیح وسلامت رکھے جائیں اور اسباب جنگ اب چھوڑ دیے جائیں اور جو معاہدہ طے ہوا ہے اس کی حفاظت کی جائے اور کوئی سرقہ وخیانت نہ کی جائے۔ اب جانوں اور مالوں کو خفیہ اور اعلانیہ امن وامان میں رہنا چاہیے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۱)

٦٦١٢ـــ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَّةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا خَرَجُوْا فِرَارًا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ سَنُفَقِّهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّيْنِ قَدِ امْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ عَلَى الأِيْمَانِ، قَالُوْا: مَنْ هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ لَهُ أَبُوْبَكْرٍ: مَنْ هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَقَالَ عُمَرُ: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ

٦٦١٢۔ ”امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے فرمایا: حدیبیہ کے دن ہمارے پاس مشرکین میں کچھ لوگ آئے جن میں سہیل بن عمرو بھی تھا اور مشرکین کے سردار تھے، چنانچہ سہیل بن عمرو اور دیگر چند مشرکین نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کی طرف ہمارے بیٹے، بھائی اور غلام چلے آئے ہیں۔ ان کو دین کی سمجھ بوجھ نہیں ہے۔ وہ صرف ہمارے مال اور زمین میں کام کرنے سے بھاگ کر آئے ہیں۔ ان کو آپ (ﷺ) ہمیں واپس کر دیں۔ آپ نے فرمایا: اگر ان میں دین کی سمجھ نہ ہو گی تو ہم ان کو دین سمجھائیں گے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے قریش کی جماعت! تم باز آ جاؤ یا اللہ تعالیٰ تم پر اس شخص کو کھڑا کرے گا جو دین کی خاطر تمہاری گردنیں تلوار سے کاٹ کر رکھ دے گا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے ایمان کا امتحان لے لیا ہے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ

(٦٦١٢) ترمذی: ٣٧١٥۔ ضعيف الاسناد، لكن الجملة الاخيرة منه صحيحة متواترة، البانی: ٧٦٨۔ بخاری: ١٠٦۔ مسلم: ١۔ ابن ماجه: ٣١۔ احمد: ١٠٧٨.

هُـوْ خَاصِفُ النَّعْلِ وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَـخْـصِـفُهَـا ثُـمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَـلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ . (رواه الترمذى : ٣٧١٥)

نے عرض کی: وہ کون ہوگا؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: وہ جو جوتے کا ٹانکا لگانے والا ہے اور اس وقت آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جوتا دیا تھا تا کہ وہ ٹانکا لگائیں۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف دیکھا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے میرے اوپر جھوٹ کہا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔''

٦٦١٣ـ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَـوْمَ الشَّجَرَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُبَـايِعُ النَّاسَ وَأَنَا رَافِـعٌ غُصْنًا مِنْ أَغْصَانِهَا عَنْ رَأْسِهِ وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشَرَةَ مِائَةٍ قَالَ لَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ وَلٰـكِـنْ بَـايَـعْـنَـاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ . (رواه مسلم: ١٨٥٨)

۶۶۱۳۔ ''سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے کے دن میں درخت کی ایک شاخ آپ ﷺ کے سر مبارک سے اوپر اٹھائے ہوئے تھا اور آپ ﷺ لوگوں سے بیعت کر رہے تھے اور ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ ہم نے آپ ﷺ سے مرنے پر بیعت نہیں کی تھی بلکہ آپ کو چھوڑ کر نہ بھاگنے کی بیعت کی تھی۔'' (مسلم)

٦٦١٤ــ عَـنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: انْـطَـلَـقْـتُ حَـاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّوْنَ قُلْتُ: مَا هٰذَا الْمَسْجِدُ؟ قَالُوْا: هٰذِهِ الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ، فَـأَتَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ سَـعِـيْـدُ: حَـدَّثَـنِـي أَبِي أَنَّهُ كَانَ فِيْمَنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَلَمَّا خَـرَجْـنَـا مِـنَ الْـعَـامِ الْمُقْبِلِ نَسِيْنَاهَا فَلَمْ نَـقْـدِرْعَـلَـيْـهَـا ، فَـقَالَ سَعِيْدٌ: إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَـمْ يَـعْـلَمُوْهَا وَعَلِمْتُمُوْهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ؟ (رواه البخارى: ٤١٦٣)

۶۶۱۴۔ '' طارق بن عبدالرحمٰن نے کہا: میں حج کے لیے گیا تو لوگوں کو ایک مسجد میں نماز پڑھتے دیکھ کر میں نے کہا: یہ کون سی مسجد ہے؟ لوگوں نے کہا: اس جگہ درخت کے نیچے نبی کریم ﷺ نے بیعت الرضوان لی ہے۔ پس میں ابن میسّب رحمہ اللہ کے پاس گیا اور ان کو خبر دی تو انہوں نے کہا: میرا باپ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور انہوں نے کہا: پھر ہم اگلے سال گئے اور اس درخت کو بھول چکے تھے، وہ ایسا گم ہوا کہ ہم اس کو نہیں پہچان سکے۔ سعید رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تو نہ پہچان سکے اور تم نے جان لیا پھر تو تم بہت زیادہ ذی علم ہو؟''

(٦٦١٣) مسلم: ١٨٥٨ـ احمد: ١٩٧٨٢.

(٦٦١٤) بخارى: ٤١٦٣ـ مسلم: ١٨٥٩ـ احمد: ٢٣١٦٣.

٦٦١٥۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ . (رواه الترمذى : ٣٨٦٠)

۶۶۱۵۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا ان میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔'' (ترمذی)

٦٦١٦۔عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ . (رواه الترمذى: ٣٨٦٣)

۶۶۱۶۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، وہ شخص جنت میں ضرور داخل ہوگا جس نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے مگر سرخ اونٹ والا۔'' (ترمذی)

شـــرح: ...... جو مسلم والی حدیث ہے اس کا مطلب ہے کہ ۱۴۴۹ کی تعداد بھی آتی ہے اور ۱۵۰۰ کی تعداد بھی آتی ہے جنہوں نے بیعت کی اور (۱۳۰۰) بھی بعض روایات میں ہے۔ اس میں تضاد نہیں۔ ان میں موافقت یوں ہوگی کہ چودہ سو سے اوپر تھے اور ۱۵۰۰ کہنے والوں نے اوپر والے ذکر کرکے یہ تعداد کہہ دی اور (۱۴۰۰) والوں نے اوپر والے شمار نہیں کیے۔ ۱۳۰۰ والوں نے بھی متعین تعداد نہیں بس اندازہ بتانا مقصد تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ ہم نے موت پر بیعت کی اور ایک میں ہے کہ ہم نے صبر پر بیعت کی اور ایک میں ہے کہ ہم نے جہاد پر بیعت کی۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ بذاتِ موت پر بیعت تھی۔ یہ ساری چیزیں مراد ہیں۔ راہِ فرار اختیار نہ کرنا بھی صبر کا تقاضا کرتا ہے اور جہاد بھی صبر آزما مرحلہ ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام پر قائم رہنے کی بیعت تھی کہ موت تک اس پر رہیں گے۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/ ۱۲۹)

بیعت رضوان کا عمل اتنا زیادہ قابل قدر ہے کہ بیعت رضوان والوں پر دوزخ کی آگ حرام ہونے کا اعلان ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے جس جانبازی کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ ساز تھا۔ یہ سرخ اونٹ والا امیہ تھا جسے اس اعزاز سے محروم کیا گیا ہے۔ اس بیعت رضوان والے درخت کے کاٹنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ جس درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی تھی وہ تو ایک عبادت گاہ بنتا جا رہا ہے۔ لوگ وہاں اظہارِ عقیدت کے لیے نمازیں وغیرہ پڑھتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فتنہ کے ڈر سے کٹوا دیا تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس درخت کے کٹوانے کے بعد یہ نہیں ہوا تھا کہ اس درخت کی جگہ کا نشان مٹ گیا تھا۔ عام لوگوں کو بھول گیا تھا کہ یہ کہاں تھا۔ یہ نہیں ہوا تھا کہ سب صحابہ کو اس کی جگہ کی پہچان بھی نہ

(٦٦١٥) ترمذی: ٣٨٦٠۔ صحیح، البانی: ٣٠٣٣.

(٦٦١٦) ترمذی: ٣٨٦٣۔ ضعیف: ٨٠٩۔ مسلم: ٢٧٨٠.

رہی تھی۔ ایسا نہیں تھا انہیں جگہ کا علم تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اس کے باوجود انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں اس درخت کی جگہ پر ہوتا تو تمہیں وہ درخت کی جگہ دکھا دیتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ درخت کا نام لگا تھا اس کا مقام نا آشنا نہ ہوا تھا۔ (فتح الباری: ۷/ ۴۴۸)

٦٦١٧ـ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشَرَةَ مِائَةً وَعَلَيْهَا خَمْسُوْنَ شَاةً لاَ تُرْوِيْهَا قَالَ فَقَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَبَا الرَّكِيَّةِ فَإِمَّا دَعَا وَإِمَّا بَصَقَ فِيْهَا، قَالَ: فَجَاشَتْ فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا قَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ قَالَ: فَبَايَعْتُهُ أَوَّلَ النَّاسِ ثُمَّ بَايَعَ وَبَايَعَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: بَايِعْ يَا سَلَمَةُ! قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فِي اَوَّلِ النَّاسِ قَالَ: وَأَيْضًا قَالَ: وَرَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَزِلاً يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ سِلاَحٌ قَالَ: فَأَعْطَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً ثُمَّ بَايَعَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ النَّاسِ قَالَ اَلاَ تُبَايِعُنِي؟ يَا سَلَمَةُ! قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِي أَوَّلِ النَّاسِ وَفِي أَوْسَطِ النَّاسِ قَالَ: وَأَيْضًا قَالَ فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا سَلَمَةُ! أَيْنَ حَجَفَتُكَ أَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِي أَعْطَيْتُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهَ! لَقِيَنِي عَمِّي عَامِرٌ عَزِلاً فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا، قَالَ:

۶۶۱۷۔ ''ایاس بن سلمہ اپنے باپ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ پہنچے، ہماری تعداد چودہ سو تھی، وہاں پچاس بکریاں ایسی تھیں جنہیں پانی نہیں پلایا گیا تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کنویں کے کنارے پر بیٹھے تو آپ نے یا تو دعا کی یا تھوک پھینکی تو وہ کنواں جوش مارنے لگا، ہم نے خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا، پھر آپ نے صحابہ کو بیعت کے لیے بلایا اور آپ اس وقت ایک (کیکر کے) درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، چنانچہ میں نے سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر آپ لوگوں سے بیعت کرتے رہے اور جب نصف لوگ بیعت کر چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: سلمہ! بیعت کرو۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بیعت کر لی ہے، فرمایا: پھر کرو۔ آپ ﷺ نے بغیر اسلحہ کے مجھے دیکھا تو مجھے آپ نے چمڑے کی ڈھال عنایت فرمائی اور جب بیعت کر کے آپ ﷺ آخر لوگوں تک پہنچ گئے تو فرمایا: اے سلمہ! کیا تو مجھ سے بیعت نہیں کرتا؟ میں نے کہا: میں نے آپ سے سب سے پہلے اور درمیان میں بیعت کی، پھر فرمایا: اے سلمہ! تیری ڈھال کہاں گئی جو میں نے دی تھی؟ عرض کی: یا رسول اللہ! میرا چچا عامر ملا، اس کے پاس ہتھیار نہ تھے تو وہ میں نے اس کو دیدی۔ آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا تو اس پہلے شخص کی مثل ہے جس نے کہا: یا اللہ! مجھے وہ ملا دے جو مجھے

(٦٦١٧) مسلم: ١٨٠٧۔ بخاری: ٦١٤٨۔ ابو داود: ٢٧٥٢۔ نسائی: ٤١٥٩۔ احمد: ١٦١٠٤.

فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: إِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ الأَوَّلُ: اللّٰهُمَّ! أَبْغِنِي حَبِيْبًا هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ رَاسَلُوْنَا الصُّلْحَ حَتَّى مَشَى بَعْضُنَا فِي بَعْضٍ وَاصْطَلَحْنَا قَالَ وَكُنْتُ تَبِيْعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَسْقِى فَرَسَهُ وَأَحُسُّهُ وَاَخْدِمُهُ وَآكُلُ مِنْ طَعَامِهِ وَتَرَكْتُ اَهْلِى وَمَالِى مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّااصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَأَهْلُ مَكَّةَ وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا فَاضْطَجَعْتُ فِى اَصْلِهَا قَالَ فَأَتَانِى اَرْبَعَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَجَعَلُوْا يَقَعُوْنَ فِى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَبْغَضْتُهُمْ، فَتَحَوَّلْتُ إِلَى شَجَرَةٍ أُخْرَى، وَعَلَّقُوْا سِلاَحَهُمْ وَاضْطَجَعُوْا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ نَادَى مُنَادٍ مِنْ أَسْفَلِ الْوَادِيّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ، قَالَ فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِي ثُمَّ شَدَدْتُ عَلَى أُولٰئِكَ الْأَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُوْدٌ فَأَخَذْتُ سِلاَحَهُمْ فَجَعَلْتُهُ ضِغْثًا فِي يَدِى، قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لاَيَرْفَعُ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَأْسَهُ إِلاَّ ضَرَبْتُ الَّذِي فِيْهِ عَيْنَاهُ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ أَسُوْقُهُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: وَجَاءَ عَمِّي عَامِرٌ بِرَجُلٍ مِنَ الْعَبَلاَتِ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزٌ يَقُوْدُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ پھر مشرکین نے ہم سے صلح کی تو ہم نے صلح کر لی۔

میں طلحہ بن عبید اللہ کا خدمت گزار تھا، اس کے گھوڑے کو پانی پلاتا، اس کو کھریرا کرتا اور اس کی خوب خدمت کرتا اور اس (طلحہ) کے ساتھ کھانا کھاتا تھا، پھر میں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال اور مال کو ان کے لیے چھوڑ دیا اور جب ہماری ان سے صلح ہوگئی اور ایک دوسرے سے گھل مل گئے تو میں نے ایک درخت کے نیچے سے کانٹے صاف کیے اور اس کے نیچے جا کر سو رہا۔ وہاں چار آدمی مشرکین میں سے آئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق بدزبانی کرنے لگے تو میں ان سے دل میں بغض رکھ کر وہاں سے تبدیل ہو کر دوسرے درخت کے نیچے چلا گیا۔ وہ درخت پر اپنے ہتھیار لگا کر لیٹ گئے۔ وہ اس حال پر تھے کہ منادی کرنے والے نے آواز دی: اے مہاجرین! ابن زنیم قتل ہو گیا ہے۔ میں اپنی تلوار میان سے نکال کر پہلے درخت کے پاس گیا اور چار مشرکین پر حملہ کر دیا اور ان کے ہتھیار اٹھا لئے، پھر میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کا چہر مکرم و محترم بنایا ہے! تم میں سے جو اٹھے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ پھر میں ان کو ہانک کر نبی ﷺ کے پاس لے آیا۔ اور میرا چچا ایک سفید رنگ موٹا تازہ آدمی، جس کے ساتھ ستر مشرک بھی تھے، ہانک کر لے آیا اور وہ خود گھوڑے پر سوار تھا۔ آپ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو تا کہ بدی کی ابتدا و انتہا ان کی طرف سے متصور ہو (اور تمہاری تعریف وخوبی شمار ہو)۔ پس ان کو معاف کر دیا گیا اور قرآن نازل ہوا ''اللہ وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے، مکہ

اللّٰـهِ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ مَجَفَّفٍ فِي سَبْـعِيْـنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ فَـقَـالَ دَعُـوْهُـمْ يَـكُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُوْرِ وَثِنَاهُ فَعَفَاهُ عَنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنْـزَلَ الـلّٰــهُ: ﴿وَهُـوَ الَّـذِيْ كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَـنْـكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْـفَـرَكُـمْ عَلَيْهِمْ﴾ الآيَةَ كُلَّهَا۔ قَالَ ثُمَّ خَـرَجْـنَا رَاجِعِيْنَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا بَيْـنَـنَــا وَبَيْـنَ بَـنِـي لَـحْيَـانَ جَبَلٌ، وَهُمُ الْـمُشْرِكُوْنَ فَاسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ رَقِـيَ هٰـذَا الْـجَبَـلَ الـلَّـيْـلَةَ كَــأَنَّــهُ طَلِيْعَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَصْـحَابِهِ، قَالَ سَلَمَةُ: فَرَقِيْتُ تِـلْكَ الـلَّـيْـلَةَ مَـرَّتَيْـنِ أَوْ ثَلاثًـا، ثُمَّ قَدِمْنَا الْـمَـدِيْنَةَ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهِ مَعَ رَبَــاحٍ غُلامِ رَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ وَأَنَــا مَعَـهُ وَخَـرَجْـتُ مَـعَـهُ بِـفَرَسِ طَلْحَةَ أُنَدِّيْهِ مَعَ الـظَّهْـرِ، فَـلَـمَّـا اَصْبَحْنَا إِذَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ أَغَارَ عَلَى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـاسْتَـاقَهُ أَجْمَعَ وَقَتَلَ رَاعِيَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَـارَبَاحُ! خُذْ هٰذَا الْفَرَسَ فَأَبْلِغْهُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْـدِ الـلّٰــهِ وَأَخْبِــرْرَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ أَنَّ الْـمُشْـرِكِيْنَ قَدْ أَغَارُوْا عَلَى سَرْحِهِ، قَالَ: ثُـمَّ قُـمْـتُ عَـلَى أَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ فَـنَـادَيْتُ ثَلاثًا: يَا صَبَاحَاهْ ثُمَّ خَرَجْتُ فِي آثَـارِالْقَوْمِ أَرْمِيْهِمْ بِالنَّبْلِ وَأَرْتَجِزُ أَقُوْلُ: أَنَا

کی وادی میں، باوجود یہ کہ اس نے تمہیں ان پر کامیابی عنایت فرمائی۔'' تا آخر آیت۔ پھر ہم مدینہ کی جانب لوٹ آئے۔ اور ایک منزل پر جا کر ٹھہرے اور ہمارے اور بنولحیان کے درمیان ایک پہاڑ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے لیے دعا مغفرت فرمائی جو بنولیحان وغیرہ دشمن سے پہرہ دینے کے لیے پہاڑ پر چڑھ کر نگرانی کرتا رہے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس رات کو میں دو بار یا تین بار پہاڑ پر گیا اور نگرانی کی۔ ہم مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے اپنے سواری کے جانور اپنے ایک خادم رباح کے ساتھ چراگاہ میں روانہ کر دیے۔ میں اس کے ساتھ تھا۔ میں اپنے ساتھ طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا بھی لے گیا۔

اگلے دن پہلے پہر عبدالرحمٰن الفزاری نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر ڈاکہ زنی کر کے لوٹ لیا اور آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ میں نے کہا: رباح! تو طلحہ کے اس گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ جا کر اس کو طلحہ کے سپرد کر دے اور رسول اللہ ﷺ کو ڈاکہ پڑنے کی خبر پہنچا دے۔ خود میں ایک بلند ٹیلے پر چڑھا اور میں نے مدینہ کی طرف منہ کر کے تین بار خطرے کی منادی کی: یَـاصَبَـاحَـاه! ''لوگو! لوٹ پڑ گئی'' پھر میں نے ڈاکوں کا تعاقب شروع کر دیا۔ میں تیر مارتا اور جزیہ شعر کہتا تھا: میں ابن اکوع ہوں...... آج کا دن دو دھ چھوڑانے کا دن ہے۔ میں جس ڈاکو کے قریب جاتا اس کے کجاوے پر تیر مارتا، جو اس کے کندھے تک پہنچ جاتا اور میں کہتا: میں ہوں ابن اکوع۔ آج دودھ چھوڑانے کا دن ہے۔

اللہ کی قسم! میں ان کو تیر مارتا اور ان کی ایڑھیاں کاٹتا رہا اور جب کوئی شاہسوار میری جانب لوٹتا تو میں درخت کی اوٹ میں بیٹھ کر اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دیتا۔ یہاں تک کہ وہ

ابْـنُ الْأَكْـوَعِ وَالْيَـوْمُ يَـوْمُ الرُّضَّعِ فَأَلْحَقُ رَجُلاً مِـنْهُمْ فَأَصُكُّ سَهْمًا فِي رَحْلِهِ حَتَّى خَلَصَ نَصْلُ السَّهْمِ إِلَى كَتِفِهِ، قَالَ: قُلْتُ: خُـذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ قَـالَ: فَـوَاللّٰهِ! مَا زِلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَعْقِرُ بِهِمْ فَـإِذَا رَجَعَ إِلَـيَّ فَـارِسٌ أَتَيْـتُ شَجَـرَةً فَـجَـلَسْتُ فِي أَصْلِهَا ثُمَّ رَمَيْتُهُ فَعَقَرْتُ بِهِ حَتَّى إِذَا تَضَايَقَ الْجَبَلُ فَدَخَلُوْا فِي تَضَايُقِهِ عَـلَـوْتُ الْـجَبَـلَ فَـجَـعَـلْـتُ أُرَدِّيْهِـمْ بِـالْحِجَارَةِ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ كَذٰلِكَ أَتْبَعُهُمْ حَتَّى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيْرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا خَـلَّـفْتُـهُ وَرَاءَ ظَهْرِي وَخَلَّوْا بَيْـنِـي وَبَيْنَهُ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ أَرْمِيهِمْ حَتَّى أَلْقَوْا أَكْثَـرَ مِـنْ ثَلاثِيْـنَ بُـرْدَةً وَثَلاثِيْنَ رُمْحًـا يَسْتَـخْـفُوْنَ وَلَا يَطْرَحُوْنَ شَيْئًا إِلَّا جَعَلْتُ عَـلَيْـهِ آرَامًـا مِـنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْـحَابُهُ حَتَّى أَتَوْا مُتَضَايِقًا مِنْ ثَـنِيَّةٍ فَـإِذَا هُـمْ قَـدْ أَتَـاهُـمْ فُلَانُ بْنُ بَدْرٍ الْـفَزَارِيُّ فَجَلَسُوْا يَتَضَحَّوْنَ يَعْنِي يَتَغَدَّوْنَ وَجَـلَسْتُ عَلَى رَأْسِ قَرْنٍ، قَالَ الْفَزَارِيُّ: مَـا هٰـذَا الَّـذِي أَرَى قَـالُـوْا: لَـقِيْنَا مِنْ هٰذَا الْبَـرْحَ وَالـلّٰـهِ! مَـا فَارَقْنَا مُنْذُ غَلَسٍ يَرْمِيْنَا حَتَّـى انْتَـزَعَ كُـلَّ شَـيْءٍ فِـي أَيْدِيْنَا، قَالَ: فَلْيَقُمْ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ أَرْبَعَةٌ قَالَ: فَصَعِدَ إِلَيَّ مِـنْهُـمْ أَرْبَعَةٌ فِي الْجَبَلِ قَالَ فَلَمَّا أَمْكَنُوْنِي

پہاڑ کی تنگ وادی میں داخل ہو گئے تو میں پہاڑ پر ان سے بلند جگہ پر چڑھ گیا اور میں ان پر پتھر گراتا رہا۔ میں نے ان کا تعاقب ترک نہ کیا اور ایک ایک کر کے نبی کریم ﷺ کے تمام اونٹ چھین کر اپنے پیچھے چھوڑتا گیا اور وہ بھی میرے لیے چھوڑ کر چلے جاتے تو میں پھر ان کا تعاقب شروع کر دیتا اور ان پر تیر برساتا۔ چنانچہ وہ تیس چادریں اور تیس نیزے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے چھوڑتے چلے گئے۔ جب وہ کوئی چیز چھوڑ جاتے تو میں اس پر پتھر رکھ کر علامت بنا کر چھوڑ دیتا تا کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب اس کو پہچان جائیں۔ دشمن جب دشوار گزار گھاٹی میں پہنچا تو ان سے فلاں ابن بدر الفزاری آملا۔ وہ دوپہر گزارنے، یعنی دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے بیٹھ گئے اور میں پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ رہا۔ فزاری نے کہا: وہ کیا چیز ہے جو مجھے نظر آ رہی ہے؟

ان لوگوں نے کہا: یہی وہ بڑی مصیبت ہے جو صبح کے اندھیرے سے تا حال ہم پر تیر مارنے سے باز نہیں آ رہی اور ہمارے ہاتھ سے ہر چیز چھین لی ہے۔ اس نے کہا: تم چار آدمی پہاڑی پر جاؤ۔ وہ آئے اور گفتگو سننے کے مقام پر پہنچ آئے تو میں نے کہا: تم مجھے جانتے ہو؟ کہنے لگے: نہیں جانتے، تو خود بتا دے کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا: سلمہ بن اکوع ہوں، مجھے قسم اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کے چہرہ اقدس کو مکرم ومحترم بنایا ہے! میں تم میں سے جس کو گرفت میں کرنا چاہوں کر سکتا ہوں اور تم میں سے جو مجھے پکڑنا چاہے وہ نہیں پکڑ سکتا۔ ان میں سے ایک نے کہا: میرا بھی یہی گمان ہے۔ وہ میری طرف چڑھنا ترک کر کے واپس چلے گئے اور میں اپنی جگہ پر قائم رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑ سوار درختوں

مِنَ الْكَلاَمِ، قَالَ: قُلْتُ: هَلْ تَعْرِفُوْنِي؟ قَالُوْا: لاَ وَمَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا سَلَمَةُ بْنُ الأَكْوَعِ وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ ﷺ لاَ أَطْلُبُ رَجُلاً مِنْكُمْ إِلاَّ أَدْرَكْتُهُ وَلاَ يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيُدْرِكُنِي، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَنَا أَظُنُّ قَالَ: فَرَجَعُوْا فَمَا بَرِحْتُ مَكَانِي حَتَّى رَأَيْتُ فَوَارِسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُوْنَ الشَّجَرَ قَالَ فَإِذَا أَوَّلُهُمُ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ عَلٰى إِثْرِهِ اَبُوْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَعَلٰى إِثْرِهِ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيُّ.

قَالَ فَأَخَذْتُ بِعِنَانِ الْأَخْرَمِ قَالَ: فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ قُلْتُ: يَا اَخْرَمُ! احْذَرْهُمْ لاَ يَقْتَطِعُوْكَ حَتّٰى يَلْحَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ قَالَ: يَا سَلَمَةُ! إِنْ كُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْأَخِرِ وَتَعْلَمُ أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَحَقٌّ فَلاَ تَحُلْ بَيْنِي وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ۔ قَالَ: فَخَلَّيْتُهُ فَالْتَقٰى هُوَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: فَعَقَرَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَرَسَهُ وَطَعَنَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهُ وَتَحَوَّلَ عَلٰى فَرَسِهِ وَلَحِقَ أَبُوْ قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ فَوَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَتَبِعْتُهُمْ أَعْدُوْ عَلٰى رِجْلَيَّ حَتّٰى مَاأَرٰى وَرَائِي مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلاَ غُبَارِهِمْ شَيْئًا حَتّٰى يَعْدِلُوْا قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلٰى شِعْبٍ فِيْهِ مَاءٌ

کے درمیان سے آتے میں نے دیکھے اور سب سے پہلا شخص اَخرم اَسَدی تھا، پھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے اخرم کی لگام پکڑی تو اس نے کہا: کیا وہ بھاگ گئے؟ میں نے اخرم کو کہا: ان سے بچ کر رہو، کہیں یہ تجھے قتل ہی نہ کر دیں، رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کو آنے دو۔ اس نے کہا: اے سلمہ! اگر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اور تجھے یقین ہے کہ جنت اور دوزخ برحق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو۔ پس میں نے لگام چھوڑ دی اور اس کا عبدالرحمٰن سے مقابلہ ہوا اور اس نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کی پچھلی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اس نے نیزہ مار کر اس کو شہید کر دیا اور وہ اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ابو قتادہ نے پہنچ کر عبدالرحمٰن کو نیزہ مار کر اس کو قتل کر دیا۔ چنانچہ میں بھاگنے والوں کے تعاقب میں پیادہ دوڑ کر تمام صحابہ کرام کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ قسم اللہ کی جس نے محمد ﷺ کے چہرۂ اقدس کو محترم و مکرم بنایا! میرے پیچھے لوگوں کی گرد و غبار نظر نہیں آتی تھی۔ دشمن سورج غروب ہونے سے پہلے ایک گھاٹی میں پہنچ گیا۔ وہاں پانی تھا۔ اس پانی کو ذوقرد کہا جاتا تھا۔ وہ لوگ اس سے پانی پینے کے لیے نیچے اترے۔ وہ دن کے پیاسے تھے اور ساتھ ہی دیکھا کہ میں ان کے پیچھے دوڑے آ رہا ہوں۔ میں نے ان کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ وہ ایک قطرہ تک پانی نہ پی سکے اور گھاٹی میں دوڑ پڑے، ان میں سے ایک آدمی تک میں پہنچ گیا اور اس کے شانے کی ہڈی پر تیر مار کر کہا: یہ وصول کر۔ میں ابن اکوع ہوں۔ آج دودھ چھوڑانے کا دن ہے۔ اس نے کہا: اس کی ماں روتی رہے، فجر سے اب تک اکوع ہی آ رہا ہے؟ میں نے کہا: اے اپنی جان کے دشمن! صبح

يُقَالُ لَهُ ذُوْقَرَدٍ لِيَشْرِبُوْا مِنْهُ وَهُمْ عِطَاشٌ قَالَ: فَنَظَرُوْا إِلَيَّ أَعْدُوْ وَرَاءَ هُمْ فَخَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ يَعْنِي أَجْلَيْتُهُمْ عَنْهُ فَمَا ذَاقُوْا مِنْهُ قَطْرَةً، قَالَ: وَيَخْرُجُوْنَ فَيَشْتَدُّوْنَ فِي ثَنِيَّةٍ قَالَ: فَأَعْدُوْ فَأَلْحَقُ رَجُلاً مِنْهُمْ فَأَصُكُّهُ بِسَهْمٍ فِي نُغْضِ كَتِفِهِ قَالَ: قُلْتُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ . قَالَ: يَا ثَكِلَتْهُ أُمُّهُ أَكْوَعُهُ بُكْرَةً قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ! يَا عَدُوَّ نَفْسِهِ أَكْوَعُكَ بُكْرَةً، قَالَ: وَأَرْدَوْا فَرَسَيْنِ عَلَى ثَنِيَّةٍ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهِمَا أَسُوْقُهُمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَلَحِقَنِي عَامِرٌ بِسَطِيْحَةٍ فِيْهَا مَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ وَسَطِيْحَةٍ فِيْهَا مَاءٌ فَتَوَضَّأْتُ وَشَرِبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي حَلأْتُهُمْ عَنْهُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَخَذَ تِلْكَ الإِبِلَ وَكُلَّ شَيْءٍ اسْتَنْقَذْتُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَكُلَّ رُمْحٍ وَبُرْدَةٍ وَإِذَا بِلاَلٌ نَحَرَنَاقَةً مِنَ الإِبِلِ الَّذِي اسْتَنْقَذْتُ مِنَ الْقَوْمِ وَإِذَا هُوَ يَشْوِي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خَلِّنِي فَأَنْتَخِبُ مِنَ الْقَوْمِ مِائَةَ رَجُلٍ فَأَتَّبِعُ الْقَوْمَ فَلاَ يَبْقَى مِنْهُمْ مُخْبِرٌ إِلاَّ قَتَلْتُهُ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فِي ضَوْءِ النَّارِ فَقَالَ يَا سَلَمَةُ أَتُرَاكَ كُنْتَ فَاعِلاً قُلْتُ نَعَمْ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ فَقَالَ

سے تمہیں یہی زخمی کر رہا ہے۔ وہ گھاٹی میں اپنے دو گھوڑے بھی چھوڑ گئے اور میں ان کو آنحضرت کے پاس لے آیا۔

مجھے عامر ملے، ان کے پاس پانی اور تھوڑا سا دودھ تھا، میں نے دودھ پیا اور پانی سے وضو بھی کیا اور پانی بھی پیا، پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس پانی پر تھے جہاں سے دشمن کو میں نے ہانک دیا تھا اور آپ کے پاس ہر چیز جمع تھی، تمام اونٹ، مشرکین کی چادریں اور نیزے اور ہر ایک چیز یکجا کر دی گئی تھی اور ڈاکوؤں سے جو اونٹ میں نے واپس لیے تھے ان میں سے بلال رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹنی ذبح کر کے اس کا جگر اور کوہان آپ کے لیے تیار کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں صحابہ میں سے سو اصحاب منتخب کر کے کفار کا تعاقب کرتا ہوں اور ان میں خبر پہچانے والا بھی نہ چھوڑوں گا، سب کو قتل ہی کر دونگا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا: تیرا کیا خیال ہے تو ایسا کر دے گا؟ میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو عزت بخشی ہے! میں ایسا ہی کرونگا۔ آپ نے فرمایا: اب وہ بنو غطفان کی سر زمین میں ہیں اور ان کی مہمان نوازی کی تیاری کی جا رہی ہے۔

بنو غطفان سے ایک مرد آیا اور اس نے لوگوں کو بتایا: فلاں آدمی نے ان کے لیے ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔ جب اس کی کھال اتاری گئی تو اس طرف سے گرد وغبار اڑتا نظر آیا تو انہوں نے آپس میں کہا: وہ قوم تعاقب کرتی پہنچ آئی ہے۔ وہ وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ جب ہم نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین سوار ہمارا آج کے دن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہے اور بہترین پیادہ سلمہ رضی اللہ عنہ ہے۔

إِنَّهُمُ الأَنَ لِيُقْرَوْنَ فِي أَرْضِ غَطْفَانَ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ غَطْفَانَ فَقَالَ نَحَرَ لَهُمْ فُلاَنٌ جَزُوْرًا فَلَمَّا كَشَفُوْا جِلْدَهَا رَأَوْا غُبَارًا فَقَالُوْا أَتَاكُمُ الْقَوْمُ فَخَرَجُوْا هَارِبِيْنَ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُوْ قَتَادَةَ وَ خَيْرَ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ قَالَ ثُمَّ أَعْطَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَيْنِ سَهْمَ الْفَارِسِ وَسَهْمَ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِي جَمِيْعًا ثُمَّ أَرْدَفَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَاءَهُ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِيْنَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ قَالَ وَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لاَيُسْبَقُ شَدًّا، قَالَ: فَجَعَلَ يَقُوْلُ: أَلاَ مُسَابِقٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ؟ هَلْ مِنْ مُسَابِقٍ؟ فَجَعَلَ يُعِيْدُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ كَلاَمَهُ قُلْتُ: أَمَا تُكْرِمُ كَرِيْمًا وَلاَ تَهَابُ شَرِيْفًا؟ قَالَ: لا! إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي وَأُمِّي ذَرْنِي فَلِأُسَابِقَ الرَّجُلَ قَالَ: إِنْ شِئْتَ، قَالَ: قُلْتُ: اذْهَبْ إِلَيْكَ وَثَنَيْتُ رِجْلَيَّ فَطَفَرْتُ فَعَدَوْتُ قَالَ: فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفاً أَوْ شَرَفَيْنِ أَسْتَبْقِي نَفْسِي ثُمَّ عَدَوْتُ فِي إِثْرِهِ فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ ثُمَّ إِنِّي رَفَعْتُ حَتَّى أَلْحَقَهُ قَالَ فَأَصُكُّهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ قُلْتُ قَدْ سُبِقْتَ وَاللّٰهِ قَالَ أَنَا أَظُنُّ قَالَ فَسَبَقْتُهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا

پھر آپ ﷺ نے مجھے دو حصے دیے، ایک پیادے کا اور ایک سوار کا، یہ دو حصے آپ نے میرے لیے جمع کر دیے اور مدینہ کی طرف لوٹتے وقت عضباء پر مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔

ہم چل رہے تھے اور انصار میں سے ایک مرد تھا جو دوڑ لگا کر سب سے آگے نکل جاتا تھا۔ وہ کہتا تھا: کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑ لگائے؟ جب میں نے اس کی بات سنی تو میں نے کہا: کیا تو کسی باعزت کی عزت کا اکرام نہیں کرتا اور کسی شریف سے خوف نہیں کھاتا؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سوا میں کسی کی پروا نہیں کرتا، سب کو دعوتِ عام ہے۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ مجھے اجازت دیں میں اس مرد سے مسابقت کے لیے دوڑ لگاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو بہتر۔ میں نے اس مرد کو کہا: میں تیری طرف آتا ہوں۔ میں نے اپنے پاؤں موڑے، چھلانگ لگائی اور دوڑ پڑا، اس تک پہنچ گیا اور اس کے شانے کے درمیان تھپکی لگا کر میں نے کہا: تیرے اوپر سبقت لے جاؤں گا۔ اس نے کہا: میرا بھی گمان یہی ہے، پھر مدینہ تک میں نے اس کے اوپر سبقت باقی رکھی۔

اللہ کی قسم! ہم مدینہ میں تین رات ٹھہرے تھے کہ خیبر فتح کرنے کے لیے ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے، میرے چچا عامر لوگوں کو اشعار پڑھ کر سناتے تھے:

اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دیتا ہوتو ہم نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، اے اللہ! تیرے فضل سے ہم بے نیاز نہیں رہ سکتے ہیں۔ تو ہمارے قدم مضبوط رکھ اگر دشمن مقابلے پر آ جائے اور ہم پر تسکین نازل کر۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ کہا: میں عامر ہوں۔

لَبِثْنَا إِلَّاثَلاثَ لَيَالٍ حَتَّى خَرَجْنَا إِلَى خَيْبَرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَعَلَ عَمِّي عَامِرٌ يَرْتَجِزُ بِالْقَوْمِ:

تَاللّٰهِ لَوْلاَ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا
فَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
وَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هَذَا؟ قَالَ أَنَا عَامِرٌ قَالَ: غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ قَالَ: وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ قَالَ فَنَادَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى جَمَلٍ لَهُ يَا نَبِيَ اللّٰهِ لَوْلاَ مَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا خَيْبَرَ قَالَ خَرَجَ مَلِكُهُمْ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهِ وَيَقُوْلُ قَدْ:

عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلاَحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ
قَالَ وَبَرَزَلَهُ عَمِّي عَامِرٌ فَقَالَ
قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرٌ
شَاكِي السِّلاَحِ بَطَلٌ مُغَامِرٌ

قَالَ فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِي تُرْسِ عَامِرٍ وَذَهَبَ عَامِرٌ يَسْفُلُ لَهُ فَرَجَعَ سَيْفُهُ عَلَى نَفْسِهِ فَقَطَعَ أَكْحُلَهُ فَكَانَتْ فِيْهَا نَفْسُهُ، قَالَ سَلَمَةُ: فَخَرَجْتُ

آپ نے فرمایا: تیرا رب تعالیٰ تجھے بخشے۔ آنحضرت ﷺ جس انسان کے لیے خصوصی استغفار کرتے تھے تو وہ شہید ہو جاتا تھا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ، جو اونٹ پر سوار تھے، نے بلند آواز سے کہا: اے اللہ کے نبی! عامر سے ہمیں فائدہ اٹھانے دینا چاہیے تھا۔ پھر جب ہم خیبر پہنچے تو اہل خیبر کا بادشاہ مرحب اپنی تلوار لہراتا اور اشعار ذیل پڑھتا باہر آیا۔

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، تمام ہتھیار سے آراستہ تجربہ کار بہادر ہوں۔ جب لڑائی شعلے مارتی ہے تو میں مقابلہ کرتا ہوں۔ اس کے مقابلے کے لیے میرے چچا عامر نکلے اور انہوں نے یہ شعر کہا:

خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔ اسلحہ سے آراستہ، بہادر، اور مقابلہ کرنے والا ہوں۔

ہر دو نے تلوار کے وار کا تبادلہ کیا اور مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر پڑی۔ عامر نے نیچے سے تلوار ماری اور تلوار اسی کے اوپر آن پڑی اور رگ اکحل کٹ گئی اور اپنی ضرب سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ صحابہ کی ایک جماعت نے کہنا شروع کر دیا: عامر کے اعمال ضائع ہو گئے، اس کی اپنی تلوار سے وہ قتل ہوا اور خودکشی کا مرتکب ہوا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا اور میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا عامر کے اعمال ضائع ہو گئے؟

آپ نے فرمایا: یہ کس نے کہہ دیا؟ میں نے عرض کی: آپ کے چند اصحاب کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جس نے یہ کہا، غلط کہا بلکہ اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے روانہ کیا تا کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤں۔ علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں پر آشوب تھیں۔ آپ نے فرمایا: میں جھنڈا اس کو

فَإِذَا نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُوْلُوْنَ: بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَتَلَ نَفْسَهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَ قُلْتُ: نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ قَالَ: كَذَبَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَرْسَلَنِي إِلَى عَلِيٍّ وَهُوَ أَرْمَدُ، فَقَالَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَجِئْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ وَهُوَ أَرْمَدُ حَتَّى أَتَيْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَبَسَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ: وَخَرَجَ مَرْحَبٌ فَقَالَ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

فَقَالَ عَلِيٌّ:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَهْ
أُوْفِيْهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

قَالَ فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهُ ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلَى يَدَيْهِ. (رواه مسلم: ۱۸۰۷)

دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس کو تھام کر لایا وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ میں نے انہیں آپ کے پاس پہنچا دیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا اور وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئے۔ اتنے میں مرحب نے باہر آ کر کہا: خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ تا آخر۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے شیر رکھا ہے۔ غابہ (جنگل) کے شیر کی مانند خطرناک منظر کا حامل ہوں۔ میں پیمانہ پورا تو لیتا ہوں، سندرہ عورت کے ماپ کی طرح۔ علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار مار کر اس کو قتل کر دیا اور انہی کے ہاتھ پر فتح بھی حاصل ہوگئی۔'' (مسلم)

شـــرح: ......اس میں پہلا حصہ تو صلح حدیبیہ کے متعلقہ ہے اور ایک حصہ غزوہ ذی قرد پر مشتمل ہے۔ اسے غزوہ غابہ بھی کہتے ہیں۔ بخاری میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ خیبر سے صرف تین دن پہلے پیش آیا تھا۔ اہل مغازی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا ہے۔ علامہ صفی الرحمان مبارکپوری رحمہ اللہ نے بخاری والے موقف ہی کو ترجیح دی ہے۔

(الرحیق: ۴۹۴)

لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دونوں نظریات کے درمیان مناسبت پیدا کی ہے۔ نبی ﷺ کے اونٹوں پر دو مرتبہ حملہ ہوا تھا۔ ایک مرتبہ حدیبیہ سے پہلے اور دوسری مرتبہ حدیبیہ کے بعد خیبر کی طرف جانے سے پہلے ہوا تھا۔
(فتح الباری: ۷/ ۴۶۱)

اس حدیث سے جو ذی قرد کے متعلقہ ہے۔ چند اہم مسائل اخذ ہوتے ہیں:

غزوہ میں شدید ترین دوڑ لگانا جائز ہے اور بلند ترین آواز نکالنا بھی جائز ہے۔ جنگ میں انسان اپنی خودستائی کرسکتا ہے اور اپنی بہادری کا تذکرہ فخریہ طور پر کرسکتا ہے تاکہ دشمن مرعوب ہو اور جب آدمی کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس کی شجاعت کا تذکرہ وتعریف دوسروں کے سامنے کرنا بھی جائز ہے۔

اس میں دوڑ میں مقابلہ کرنا بھی ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ جوا نہ لگایا ہو۔ (فتح الباری: ۷/ ۴۶۳)

اس حدیث کا آخری حصہ خیبر کے متعلقہ ہے۔

غزوة ذی قرد و غزوة خيبر و عمرة القضاء

غزوۂ ذی قرد، غزوۂ خیبر اور عمرۂ قضا

٦٦١٨ــــ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ: خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُوْلَى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدَ قَالَ فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطْفَانُ قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهْ! قَالَ: فَأَسْمَعْتُ مَابَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَاءِ فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِي وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُوْلُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعْ وَأَرْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ

۶۶۱۸۔ ”سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں فجر کی پہلی اذان سے پہلے نکلا تھا اور نبی ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں مقام ذی قرد میں چرتی تھیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام مجھے ملا اور اس نے کہا: نبی ﷺ کی اونٹنیاں لوگ لے گئے ہیں۔ میں نے کہا: کس نے پکڑی ہیں؟ اس نے کہا: بنوعطفان نے۔ تین بار میں نے خطرے کی آواز دی: یا صباحاہ اور میں نے محسوس کیا کہ میں نے مدینہ کی دونوں اطراف میں آواز پہنچا دی۔

پھر میں ان کی جانب منہ کر کے چل پڑا اور دوڑ کر ان تک پہنچ گیا۔ وہ پانی پینے میں مصروف تھے۔ میں نے ان پر تیر مارنے شروع کر دیے۔ اس لیے کہ تیر اندازی میں مجھے مہارت حاصل تھی اور میں کہتا تھا: میں ابن اکوع ہوں اور آج کا دن دودھ چھڑانے کا دن ہے۔ اسی طرح شعر پڑھتا اور تیر مارتا رہا یہاں تک کہ میں نے ان سے اپنے تمام اونٹ بھی چھڑا لیے

(٦٦١٨) بخاری: ٤١٩٤۔ مسلم: ١٨٠٦۔ ابو داود: ٢٧٥٢۔ احمد: ١٦١٠١۔

ثَلاثِيْنَ بُرْدَةً قَالَ: وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ: مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ. (رواه البخاري: ٤١٩٤)

اور ان کی تیس چادریں بھی چھین لیں اور نبی کریم ﷺ لوگوں سمیت تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! میں نے اس قوم کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ پیاسے ہیں۔ اسی وقت اس قوم کی طرف فوج روانہ کریں۔ آپ نے فرمایا: اے ابن اکوع جب تو مالک بن جائے تو معاف کر دے۔ پھر ہم لوٹ کر آئے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہوئے۔'' (الشیخان)

٦٦١٩ـ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلاً فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلاَ تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلاً شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ:

اللّٰهُمَّ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هٰذَا السَّائِقُ؟ قَالُوْا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ، قَالَ: يَرْحَمُهُ اللّٰهُ، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ: لَوْلاَ أَمْتَعْتَنَا بِهِ، فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ

٦٦١٩۔ ''سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خیبر کی طرف ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ جب رات کو ایک مقام پر اترے تو ایک مرد نے عامر بن اکوع کو کہا: تو ہمیں اپنے اشعار نہیں سنائے گا؟ عامر شاعر بھی تھے، پس اس نے لوگوں کو اشعار سنانے شروع کر دیے:

۱۔ اے اللہ! اگر تو ہدایت نہ دیتا۔ تو نہ ہم زکوٰۃ دیتے اور نہ ہم نماز پڑھتے۔

۲۔ پس ہمیں بخش دے ہم جب تک زندہ رہیں گے تیرے لیے فدا ہوتے رہیں گے۔ اور ہمارے قدم مضبوط رکھ اگر ہم دشمن کے مقابلے پر ہوں۔

۳۔ ضرور ہم پر تسکین نازل کر۔ جب ہمیں آواز دی گئی ہے تو ہم آتے ہیں۔

۴۔ اور کفار اپنی چیخ و پکار سے ہم پر مشقت ڈالتے ہیں۔

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اشعار پڑھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عامر ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! واجب ہوئی۔ آپ نے اس سے ہمیں فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا؟ پھر ہم خیبر آئے اور

(٦٦١٩) بخاري: ٤١٩٦ـ مسلم: ١٨٠٢ـ ابن ماجه: ٣١٩٥ـ احمد: ١٦٠٧٨.

شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰـهَ تَـعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ وَفِيْهِ: إِنَّ لَهُ لأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَـجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ. (رواه البخاري: ٤١٩٦)

ہم نے یہود کو محاصرے میں لے لیا اور ہمیں شدید بھوک کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ پھر اللہ نے خیبران پر فتح کر دیا۔ اور پوری حدیث نقل کی اور اس میں یہ بھی ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا: عامر کے لیے دواجر ہیں اور اپنی دو انگلیاں جمع کر کے اشارہ کیا۔ وہ جہاد کرنے والا بڑا مجاہد ہے۔ اس جیسے عرب کم لوگ ہیں۔'' (الشیخان)

٦٦٢٠ـــ عَـنْ أَنَـسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ غَـزَا خَيْبَـرَ قَالَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلاَةَ الْغَدَاةِ بِـغَـلَـسٍ فَـرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ اَبُوْ طَـلْحَةَ وَأَنَا رَدِيْفُ أَبِي طَلْحَةَ فَاَجْرَى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِـي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَـإِنِّي لأَرَى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ، فَـلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَاءَ صَبَـاحُ الْـمُـنْذَرِيْنَ﴾ قَالَهَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، قَـالَ وَقَدْ خَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى اَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْا: مُـحَمَّدٌ وَاللّٰهِ! قَالَ عَبْدُالْعَزِيْزِ: وَقَالَ بَعْضُ أَصْـحَـابِـنَـا: مُـحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ قَـالَ: وَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً وَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَ هُ دِحْيَةُ فَـقَـالَ يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ أَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْـيِ فَـقَـالَ اذْهَـبْ فَـخُذْ جَارِيَةً فَاَخَذَ صَـفِيَّةَ بِـنْـتَ حُيَـيٍّ فَـجَـاءَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالَ يَـا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ

٦٦٢٠۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر پر حملہ کیا۔ ہم نے فجر کی نماز خیبر میں اندھیرے میں پڑھی، پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور ابوطلحہ بھی سوار ہو گئے۔ میں ابوطلحہ کا ردیف تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی گلیوں میں دوڑ لگائی اور میرا گھٹنا آپ کی ران کو چھوجاتا تھا اور آپ کی ازار اوپر اٹھی ہوئی تھی۔ میں آپ کی ران کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔ جب آپ بستی میں داخل ہوئے تو فرمایا: اللہ اکبر! اہل خیبر تباہ ہوئے۔ ''جب ہم کسی بستی کے دالان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں پر بدترین صبح طلوع ہوتی ہے۔'' تین بار فرمایا۔

اہل خیبر اپنے کاموں کے لیے باہر آئے اور دیکھ کر کہا: محمد ﷺ اور فوج آ پہنچی ہے۔ پس خیبر بزور تلوار فتح ہوا اور قیدی جمع کیے گئے، پھر دحیہ کلبی آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! قیدیوں میں سے ایک لونڈی مجھے عنایت کر دو۔ آپ نے فرمایا: جا کر ایک لونڈی لے لے تو اس نے صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا کو لیا۔ پھر ایک مرد آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے دحیہ رضی اللہ عنہ کو بنوقریظہ اور بنونضیر کے سردار کی بیٹی دیدی ہے اور وہ تو آپ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: دحیہ کو لونڈی سمیت حاضر کرو۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا:

(٦٦٢٠) مسلم، كتاب النكاح: ١٣٦٥۔ بخاری: ٦٣٦٣۔ ابو داود: ٣٠٠٩۔ ترمذی: ١٥٥٠۔ نسائی: ٣٣٨٢۔ ابن ماجه: ١٩٥٧۔ احمد: ١٣٥٨٦۔ دارمی: ٢٥٧٥١۔ موطا: ١٦٣٦.

صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدِ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوْهُ بِهَا قَالَ فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ: أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا.
(رواه مسلم في كتاب النكاح: ١٣٦٥)

اس کے علاوہ کوئی لونڈی قیدیوں میں سے لے لو۔ پھر آپ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے اس سے عقد کیا۔''

٦٦٢١ــ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ قَالَ حَاصَرْنَا خَيْبَرَ فَأَخَذَ اللِّوَاءَ أَبُوْبَكْرٍ فَانْصَرَفَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهُ مِنَ الْغَدِ فَخَرَجَ فَرَجَعَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ وَأَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ شِدَّةٌ وَجَهْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي دَافِعٌ اللِّوَاءِ غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَيُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.
(رواه أحمد '٢٢٤٨٤)

۶۶۲۱۔''سیدنا حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور وہ فتح کے بغیر واپس آ گئے اور ان کے ہاتھ فتح حاصل نہ ہوئی، پھر کل کو جھنڈا لیا اور اس کے لیے فتح نہ ہوئی اور اس دن لوگوں نے پریشانی اٹھائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کل میں ایک مرد کو جھنڈا دوں گا جس سے اللہ بھی محبت کرتا ہے اور اس کا رسول بھی اور وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ پھر آگے حدیث بیان کی۔''(مسند احمد)

٦٦٢٢ــ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ، قَالَ الْحَجَّاجُ بْنُ عِلَاطٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي بِمَكَّةَ مَالاً وَإِنَّ لِي بِهَا أَهْلاً وَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ آتِيَهُمْ فَأَنَا فِي حِلٍّ إِنْ أَنَا نِلْتُ مِنْكَ أَوْ قُلْتُ شَيْئًا فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُوْلَ مَاشَاءَ، فَأَتَى امْرَأَتَهُ حِيْنَ قَدِمَ، فَقَالَ: اجْمَعِي لِي مَا كَانَ عِنْدَكِ فَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَشْتَرِيَ مِنْ غَنَائِمِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فَإِنَّهُمْ قَدِ اسْتُبِيْحُوْا وَأُصِيْبَتْ

۶۶۲۲۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب خیبر رسول اللہ ﷺ نے فتح کیا تو حجاج بن عِلاط نے کہا: یا رسول اللہ! میرا مکہ میں مال ہے اور میرے وہاں اہل وعیال ہیں اور میرے لیے اپنے خلاف بات چیت کرنا حلال کر دیجیے تا کہ آپ ﷺ کے بارے میں غلط بیان کر کے مطلب برآری کروں۔ آپ نے اس کو اجازت دیدی کہ وہ جو چاہے کہے۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کو کہا: تیرے پاس جو کچھ ہے جمع کر دے تا کہ میں محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کا مال خرید سکوں، وہ زندہ گرفتار کیے گئے ہیں اور ان کے مال پر

(٦٦٢١) احمد: ٢٢٤٨٤۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٠٢٠١.

(٦٦٢٢) احمد: ١٢٠٠١۔ ابو يعلىٰ موصلي، بزار، طبراني كبير ورجاجله رجال الصحيح، هيثمي: ١٠٢١٠۔ بخاري: ٣٧١۔ ابن ماجه: ٢٤٦٩.

أَمْوَالُهُمْ، قَالَ: فَفَشَا ذٰلِكَ فِي مَكَّةَ وَانْقَمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ وَأَظْهَرَ الْمُشْرِكُوْنَ فَرَحًا وَسُرُوْرًا، قَالَ: وَبَلَغَ الْخَبَرُ الْعَبَّاسَ فَعَقِرَ وَجَعَلَ لاَ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَقُوْمَ، قَالَ مَعْمَرٌ: فَأَخْبَرَنِي عُثْمَانُ الْجَزَرِيُّ عَنْ مِقْسَمٍ قَالَ: فَأَخَذَ ابْناً لَهُ يُقَالُ لَهُ: قُثَمُ، فَاسْتَلْقَى فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ حَيَّ قُثَمْ حَيَّ شَبِيْهَ ذِي الأَنْفِ الْأَشَمْ بَنِي ذِي النَّعَمْ يَرْغَمْ مَنْ رَغَمْ قَالَ ثَابِتٌ: عَنْ أَنَسٍ ثُمَّ اَرْسَلَ غُلاَمًا إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ عِلاَطٍ وَيْلَكَ مَا جِئْتَ بِهِ وَمَاذَا تَقُوْلُ فَمَا وَعَدَاللّٰهُ خَيْرٌ مِمَّا جِئْتَ بِهِ، قَالَ الْحَجَّاجُ بْنُ عِلاَطٍ لِغُلاَمِهِ: اقْرَأْ عَلَى أَبِي الْفَضْلِ السَّلاَمَ وَقُلْ لَهُ فَلْيَخْلُ لِي فِي بَعْضِ بُيُوْتِهِ لآتِيَهُ فَإِنَّ الْخَبَرَ عَلَى مَا يَسُرُّهُ فَجَاءَ غُلاَمُهُ فَلَمَّا بَلَغَ بَابَ الدَّارِ قَالَ أَبْشِرْ يَا أَبَاالْفَضْلِ! قَالَ: فَوَثَبَ الْعَبَّاسُ فَرَحًا حَتَّى قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ الْحَجَّاجُ فَأَعْتَقَهُ ثُمَّ جَاءَهُ الْحَجَّاجُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ وَغَنِمَ أَمْوَالَهُمْ وَجَرَتْ سِهَامُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي أَمْوَالِهِمْ وَاصْطَفَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَاتَّخَذَهَا لِنَفْسِهِ وَخَيَّرَهَا أَنْ يُعْتِقَهَا وَتَكُوْنَ زَوْجَتَهُ أَوْ تَلْحَقَ بِأَهْلِهَا فَاخْتَارَتْ أَنْ يُعْتِقَهَا وَتَكُوْنَ زَوْجَتَهُ وَلٰكِنِّي جِئْتُ لِمَالٍ كَانَ لِي هَاهُنَا اَرَدتُّ أَنْ

دشمنوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ یہ افواہ مکہ میں پھیل گئی اور مسلمانوں کے لیے پریشان کن بن گئی اور کفار بڑے مسرور ہوئے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ عباس کی تو حالت بگڑ گئی اور وہ کھڑا نہیں ہو سکتے تھے۔ معمر نے کہا کہ مجھے عثمان جزری نے مقسم سے خبر دی ہے کہ اس نے اپنے بیٹے قُثم کو پکڑا اور اپنے سینے پر لٹایا اور ثابت رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، پھر اس نے اپنا غلام حجاج بن علاط کے پاس روانہ کیا اور کہا: تجھ پر افسوس ہے تو کیسی خبر لایا ہے اور کیا کہتا ہے؟ جو اللہ نے وعدہ کیا ہے وہ تیری خبر سے بہتر ہے۔ حجاج نے اپنے غلام سے کہا: ابو الفضل (عباس) کو سلام کہنا اور اس کو کہہ دینا کہ اپنے گھر میں علیحدہ جگہ کا بندوبست کریں تا کہ میں اس کے پاس آؤں اور بتاؤں کہ یہ خبر تیرے لیے مسرت کا باعث ہے، پھر اس کا غلام اس کے پاس گیا اور گھر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے کہا: ابو الفضل! تمہیں بشارت ہو عباس خوشی سے کود کھڑے ہوئے اور غلام کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو غلام نے حجاج کی بات بیان کی تو عباس نے اس کو آزاد کر دیا۔

حجاج عباس کے پاس آیا اور اس نے عباس کو خبر دی کہ نبی ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے اور اہل خیبر کے تمام مال غنیمت کے طور پر لے لیے ہیں اور اللہ کا حصہ جاری کر دیا ہے اور صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو آپ نے اپنے لیے پسند فرما لیا ہے اور اسے اختیار دیا کہ آزاد کر کے اس سے عقد کریں یا وہ اپنے لوگوں کے پاس چلی جائیں تو صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ اختیار کیا ہے کہ آپ ﷺ اس کو آزاد کریں اور وہ آپ کی زوجہ بن کر رہے۔

میں یہاں اپنا مال لینے آیا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ

اَجْمَعَهُ فَأَذْهَبَ بِهِ فَاسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَذِنَ لِی أَنْ اَقُوْلَ مَاشِئْتُ فَأَخْفِ عَنِّی ثَلاثاً ثُمَّ اذْكُرْ مَا بَدَالَكَ قَالَ: فَجَمَعَتِ امْرَاَتُهُ مَا كَانَ عِنْدَهَا مِنْ حُلِیّ وَمَتَاعٍ فَجَمَعَتْهُ فَدَفَعَتْهُ إِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَمَرَّبِهِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ثَلاثٍ أَتَی الْعَبَّاسُ امْرَأَةَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ زَوْجُكِ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَقَالَتْ: لاَ يُخْزِيْكَ اللّٰهُ يِااَبَاالْفَضْلِ! لَقَدْ شَقَّ عَلَيْنَاالَّذِی بَلَغَكَ قَالَ اَجَلْ لاَ يُخْزِنِی اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ بِحَمْدِ اللّٰهِ إِلَّا مَا أَحْبَبْنَا، فَتَحَ اللّٰهُ خَيْبَرَ عَلَی رَسُوْلِهِ ﷺ وَجَرَتْ فِيْهَا سِهَامُ اللّٰهِ وَاصْطَفَی رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ لِنَفْسِهِ فَإِنْ كَانَتْ لَكِ حَاجَةٌ فِی زَوْجِكِ فَأَلْحَقِی بِهِ، قَالَتْ: اَظُنُّكَ وَاللّٰهِ! صَادِقًا قَالَ فَإِنِّی صَادِقٌ الْأَمْرُ عَلَی مَا اَخْبَرْتُكِ، فَذَهَبَ حَتَّی أَتَی مَجَالِسَ قُرَيْشٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِذَا مَرَّبِهِمْ لاَيُصِيْبُكَ إِلَّا خَيْرٌ يَا اَبَا الْفَضْلِ! قَالَ: لَهُمْ لَمْ يُصِبْنِی إِلَّا خَيْرٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ قَدْ اَخْبَرَنِی الْحَجَّاجُ بْنُ عِلاَطٍ أَنَّ خَيْبَرَ قَدْ فَتَحَهَا اللّٰهُ عَلَی رَسُوْلِهِ وَجَرَتْ فِيْهَا سِهَامُ اللّٰهِ وَاصْطَفَی صَفِيَّةَ لِنَفْسِهِ وَقَدْ سَأَلَنِی أَنْ أُخْفِیَ عَلَيْهِ ثَلاثًا وَإِنَّمَا جَاءَ لِيَأْخُذَ مَالَهُ وَمَا كَانَ لَهُ مِنْ شَیْءٍ هَاهُنَا ثُمَّ يَذْهَبْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ الْكَآبَةَ الَّتِی

سے اجازت لی ہے کہ میں جو چاہوں کہوں۔ تو میرے لیے راز کو تین ایام تک مخفی رکھنا۔ اس کے بعد جو مرضی ہو بیان کرنا۔ اس کی عورت نے اس کا مال جمع کیا خواہ نقد تھا یا سامان اور زیور تھا سب ہی حجاج کے حوالے کر دیا اور وہ لے کر چلا گیا۔ بعدازاں عباس گئے اور حجاج کی عورت سے پوچھا کہ تیرا خاوند کہاں گیا؟ عورت نے خبر دی کہ وہ جا چکا ہے۔ عورت نے یہ بھی کہا: اے ابوالفضل! اللہ آپ کوئی غم نہ کھائے جو خبر تمہیں موصول ہوئی ہے وہ ہمارے لیے بھی پریشان کن ہے۔ عباس نے کہا: ہاں! مجھے اللہ کے بغیر کوئی غم نہیں کھا سکتا اور اللہ کا شکر ہے کہ وہی ہوا ہے جو ہمیں پسند ہے۔ اللہ نے آپ کے لیے خیبر فتح کر دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا اور اللہ کا سہام علیحدہ کر دیا اور صفیہ کو اپنے لیے منتخب کیا ہے۔ پس اگر تجھے خاوند سے رغبت ہے تو اس کو جا پہنچ۔

عورت نے کہا: قسم اللہ کی! میں تجھے سچا ہی تصور کرتی ہوں۔ عباس نے کہا: اصل خبر وہی ہے جو میں نے تجھے بتائی ہے۔ اس کے بعد عباس گئے اور قریش کی محفل میں پہنچے۔ جب وہ ان کے قریب سے گذرتے تو وہ کہتے: اے ابوالفضل! تجھے صرف بھلائی ہی پہنچے تو وہ جواب دیتے: مجھے الحمد للہ! بھلائی پہنچ چکی ہے، حجاج بہتر ہی خبر آئے۔ تو وہ کہتے مجھے وہی خبر پہنچی ہے جو بہتر ہے الحمد للہ۔ حجاج بن عِلاط نے مجھے خبر دی ہے کہ خیبر اللہ نے اپنے رسول کے لیے فتح کر دیا ہے اور اس میں اللہ کے حصص الگ کر دیے ہیں۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے منتخب فرمایا ہے اور حجاج نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ تین ایام تک میں یہ بات مخفی رکھوں اور وہ اس لیے آیا تھا کہ اپنا مال اور جو کچھ اس کا سامان ہے وصول کرے اور پھر

كَانَتْ بِالْمُسْلِمِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُوْنَ وَمَنْ كَانَ دَخَلَ بَيْتَهُ مُكْتَئِبًا حَتَّى أَتَوُا الْعَبَّاسَ فَأَخْبَرَهُمُ الْخَبَرَ فَسُرَّ الْمُسْلِمُوْنَ (لأحمد'١٢٠٠١ وَالْمُوْصِلِيّ وَالْبَزَّارُ وَالْكَبِيْرُ)

واپس جائے۔ پس وہ تکلیف جو اہل اسلام پر تھی، اللہ نے ان سے دور کر دی اور وہ مشرکین پر الٹا دی۔ مسلمان دوڑ دوڑ کر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو وہ ان کو اصل خبر سناتے اور وہ فرحت پاتے۔'' (الکبیر، الموصلی، احمد، البزار)

٦٦٢٣ـــ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَفِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيْمَ بِهَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوْا الْكِتَابَ، كَتَبُوْا: هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالُوْا: لاَ نُقِرُّبِهَا، فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ لٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَا مُحَمَّدُبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيّ: امْحُ "رَسُوْلُ اللّٰهِ" قَالَ: لاَ وَاللّٰهِ! لا أَمْحُوْكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ، لايَدْخُلُ مَكَّةَسِلاحٌ إِلَّا فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍإِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ وَأَنْ لا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيْمَ بِهَا، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمِّ!

۶۶۲۳۔ ''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ذی قعدہ میں عمرہ کے لیے گئے اور اہل مکہ نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا، پھر آپ نے ان سے یہ معاہدہ کیا کہ آپ آئندہ سال عمرہ کرنے آئیں گے اور تین ایام سے زیادہ مکہ میں نہیں ٹھہریں گے، پھر جب صلح نامہ تحریری کرنے لگے تو عنوان لکھا: یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ لکھ رہے ہیں۔ کفار نے کہا: ہم اس کا اقرار نہیں کرتے۔ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو منع نہ کرتے۔ البتہ یہ کہ آپ محمد بن عبداللہ لکھ دیں۔ آپ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ بھی ہوں اور میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں، پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ (لفظ) محمد رسول اللہ مٹا دے۔ تو آپ نے کہا: مجھے قسم ہے اللہ کی! میں آپ کا یہ نام نہیں مٹاؤں گا۔ پس آپ نے خود پکڑ کر لکھا اور آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے اور آپ نے لکھا: یہ محمد بن عبداللہ معاہدہ کرتے ہیں کہ ہتھیار مکہ میں نہیں لائیں گے، صرف میان میں تلوار ہو گی اور اہل مکہ میں سے جو ان کا اتباع کرنا چاہے، اس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے اور اپنے اصحاب میں سے کسی کو مکہ میں مقیم ہونے سے منع نہیں کریں گے۔ آئندہ سال جب آپ مکہ میں داخل ہوئے اور تین دن کا وقت پورا ہوا تو وہ علی رضی اللہ عنہ

(٦٦٢٣) بخاری: ٢٧٠٠ـ مسلم: ١٧٨٣ـ ابو داود: ١٨٣٢ـ ترمذی: ١٩٠٤ـ احمد: ١٨١٦١ـ دارمی: ٢٥٠٧.

يَـاعَـمِّ! فَتَـنَاوَلَهَا عَلِيُّ بْنُ اَبِى طَالِبٍ رضي الله عنه فَاَخَذَ بِيَدِهَا ، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ: عَلَيْهَا السَّلامُ دُوْنَكِ ابْـنَةَ عَـمِّكِ حَـمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَـلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِـىَ ابْـنَةُ عَـمِّـى وَقَـالَ جَعْفَرُ ابْنَةُ عَمِّىْ وَخَالَتُهَا تَحْتِىْ وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ اَخِىْ فَقَضَى بِهَـا الـنَّبِىُّ ﷺ لِـخَـالَتِهَـا ، وَقَـالَ: الْخَالَةُ بِـمَـنْـزِلَةِ الْأُمِّ وَقَـالَ لِـعَلِيِّ: أَنْتَ مِنِّى وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: اَشْبَهْتَ خَلْقِى وَخُلُقِى وَقَـالَ لِـزَيْـدٍ: أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلانَا . (رواه البخارى ٢٧٠٠)

کے پاس آئے اور کہا: اپنے صاحب کو کہہ دے کہ ہمارے پاس سے چلے جائیں مدت پوری ہوچکی ہے۔ آپ رخصت ہو گئے اور آپ کے پیچھے حمزہ کی بیٹی آواز دیتی آئی: اے چچا! اے چچا! پس علی رضی اللہ عنہ نے اس کو ساتھ لیا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہا: تیرے چچا کی بیٹی آ رہی ہے، پس فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھ بٹھایا اور لے آئیں۔ اس کی پرورش کے لیے علی رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ، اور جعفر رضی اللہ عنہ کے درمیان مخاصمت پیدا ہوئی۔ علی نے کہا: میں لایا ہوں اور وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ خالہ ماں کے قائم مقام ہے اور علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تو صورت وسیرت میں میرے مشابہ ہے اور زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تو ہمارا بھائی اور ہمارا (آزاد کردہ) مولیٰ ہے۔''

٦٦٢٤ـ اِبْنِ شِهَابٍ : أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ الرِّجَالُ وَالـنِّسَـاءُ وَالصِّبْيَانُ انْكَشَفُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْـحَابِهِ وَهُمْ يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ وَعَبْـدُ الـلّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَرْتَجِزُ بَيْنَ يَدَيْهِ ﷺ مُتَوَشِّحاً بِالسَّيْفِ يَقُوْلُ:

خَـلُّـوْابَـنِـى الْـكُـفَّـارِ عَنْ سَبِيْلِـهِ
أَنَـــا الشَّهِيْــدُ أَنَّـــهُ رَسُــوْلُـــهُ
قَـدْ نَـزَلَ الـرَّحْـمٰـنُ فِـى تَـنْـزِيْلِـهِ
فِـى صُـحُفٍ تُتْـلٰـى عَـلٰى رَسُوْلِـهِ
فَـالْيَـوْمَ نَـضْـرِبُـكُـمْ عَلٰى تَأْوِيْلِـهِ
كَـمَـا ضَـرَبْـنَـاكُـمْ عَـلٰـى تَنْزِيْلِـهِ

٦٦٢٤۔''ابن شہاب کا بیان ہے کہ اہل مکہ مرد وخواتین اور بچوں تک باہر آ گئے اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھتے تھے۔ عبداللہ بن رواحہ تلوار تان کر آپ ﷺ کے آگے یہ اشعار پڑھتا جاتا تھا:

۱۔ اے کفار کے بیٹو! آپ ﷺ کے راستہ سے دور ہو جاؤ۔ میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔
۲۔ رحمٰن نے قرآن میں نازل کیا ہے۔ ان سورتوں میں جو اللہ کے رسول پر پڑھی جاتی ہیں۔
۳۔ آج ہم اس کی تفسیر میں مارتے ہیں۔ جیسے اس کی تنزیل میں ہم نے تمہیں مارا ہے۔
۴۔ ایسی ضرب جو کھوپڑی کو گردن سے جدا کر دے گی اور

(٦٦٢٤) طبرانى كبير ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٠١٨٩.

ضَـرْبًـا يَـزِيْـلُ الْهَـامَّ عَنْ مَقِيْلِـهِ
وَيَـذْهَـبُ الْـخَـلِيْـلُ عَـنْ خَلِيْلِـهِ
وَانْبَـعَـثَ رِجَـالٌ مِّـنْ أَشْـرَافِ الْمُشْرِكِيْنَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَيْظًا وَحُمْقًا وَحَسَدًا، خَرَجُوْا إِلَى نَوَاحِي مَكَّةَ فَـقَـضَى ﷺ نُسُـكَـهُ وَأَقَـامَ ثَلاثًـا. (رواه الطبراني في الكبير)

دوست اپنے دوست سے بھاگتا ہوگا۔
اشرف مشرکین کے سردار غصے، بے وقوفی اور حسد کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا پسند نہیں کرتے، اس لیے وہ اٹھے اور مکہ کے اطراف میں چلے گئے، چنانچہ آپ نے عمرہ ادا کیا اور تین ایام مکہ میں ٹھہرے۔'' (الکبیر)

شرح: ......خیبر مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر ایک بڑا شہر تھا۔ یہاں قلعے بھی تھے اور کھیتیاں بھی۔ اب یہ ایک بستی رہ گئی ہے۔ اس کی آب و ہوا قدرے غیر صحت مند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ سے واپس آ کر ذی الحجہ کا پورا مہینہ اور محرم کے چند دن مدینے میں قیام فرمایا۔ پھر محرم کے باقی ماندہ ایام میں خیبر کے لیے روانہ ہوگئے۔ یہ ۷ھ کی بات ہے۔

اس مہم کی وجہ یہ تھی کہ خیبر سازشوں اور دسیسہ کاریوں کا گڑھ تھا۔ فوجی انگیخت کا مرکز اور لڑانے بھڑانے اور جنگ کی آگ بھڑکانے کی کان تھا...... اور اپنی کاروائیوں کے ذریعے مسلمانوں کو آزمائشوں میں ڈال رکھا تھا۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ کو بھی شہید کرنے کا پروگرام بنالیا تھا۔ اس لیے سب سے پہلے یہی مقام مسلمانوں کی نگہ التفات کا مستحق تھا۔ (الرحیق المختوم: ۴۹۷)

دس سے کچھ اوپر راتیں خیبر کا محاصرہ کیا گیا حتی کہ ماہِ صفر میں فتح ہوگیا۔ (فتح الباری: ۷/۴۶۴)

ان احادیث سے چند اہم مسائل اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ لونڈی آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا بہت نیکی کا کام ہے۔ دوہرا اجر ملتا ہے۔
۲۔ سواری پر دو آدمی بھی سوار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ سواری طاقتور ہو۔
۳۔ جنگی ضرورت کے تحت گلیوں میں جانور پر سوار ہو کر چلنا خلاف مروت نہیں، نہ اس سے اہل فضل کے مقام و مرتبہ ہی میں فرق آتا ہے۔
۴۔ ران سے کپڑا اٹھ جائے تو یہ حیا کے منافی نہیں اور ران لازمی پردہ میں شامل نہیں تاہم احتیاط اسی میں ہے ران برہنہ نہ ہو۔
۵۔ حالت جنگ میں ذکر الٰہی کرنا اور تکبیر کی آواز بلند کرنا مستحب ہے۔ اللہ کا ارشاد گرامی بھی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ (الانفال : ٤٥)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم کسی جماعت سے ملو تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔''

٦۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اگر آپ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہنے دیتے تو بہت ساری خرابیاں رونما ہو جاتیں۔ وجہ یہ تھی کہ یہ ان کے سردار کی بیٹی تھیں دوسرے لشکر سے یہ ممتاز مقام رکھتی تھیں۔ خدشہ تھا کہ یہ اپنے مرتبہ کے بل بوتے پر دحیہ پر برتری جتاتیں اور جھگڑا پیدا ہو جاتا۔ جب آپ کے حصہ میں آئیں تو یہ خرابی باقی نہ رہی۔ (شرح صحیح مسلم: ۱/ ۴۵۹)

٧۔ عمرہ قضا کو یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ عمرہ حدیبیہ کی قضا کے طور پر تھا یا اس لیے کہ یہ حدیبیہ میں طے کردہ صلح کے مطابق کیا گیا تھا۔ اس عمرہ کے درج ذیل نام بھی ہیں۔ عمرہ قضاء، عمرہ قضیہ، عمرہ قصاص اور عمرہ صلح۔ ذی قعدہ کا چاند نظر آ چکا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اپنے عمرہ کی قضا کے طور پر عمرہ کریں اور جو بھی حدیبیہ میں حاضر تھا پیچھے نہ رہے۔ ان کی تعداد دو ہزار تھی، بچے اور عورتیں علیحدہ تھے۔

(الرحیق المختوم: ۵۲۲)

تین دن رہ کر عمرہ ادا کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس حدیث سے چند ایک باتیں مزید حاصل ہوتی ہیں کہ صلہ رحمی ایک عظیم عمل ہے اور حاکم اپنے فیصلہ کی دلیل مدمقابل کو بتائے اور اس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی عظمت ومنقبت بھی بیان ہوئی ہے کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خَلْق و خُلُق میں اپنے مشابہ قرار دیا ہے۔

اس میں اور بھی لوگ صحابہ میں سے اور غیر صحابہ میں سے شامل ہیں کہ وہ صورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صورت میں مشابہ تھے۔ ایسی بے مثال صورت کے مشابہ ہونا بھی ایک بڑا اعزاز ہے۔

اور خُلق میں مشابہت بھی ایک منفرد اعزاز ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝﴾ (نٓ: ٤)

''اور بے شک آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔'' (فتح الباری: ۷/ ۵۰۷)

غَزْوَةُ مُؤْتَةَ

غزوۂ موتہ

مِنْ أَرْضِ الشَّامِ وَبَعَثَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ إِلَى الْحَرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ

ملک شام میں پیش آیا اور آپ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو قبیلہ جہینہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا

٦٦٢٥ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَبْنَ حَارِثَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ، وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَّاحَةَ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَابْنَ أَبِي طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِيْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ. (رواه البخاري: ٤٢٦١)

۶۶۲۵۔ ''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جنگ موتہ میں رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو امیر بنایا اور فرمایا: اگر یہ شہید ہو جائے تو جعفر امیر ہوگا اور اگر جعفر شہید کیا جائے تو عبداللہ بن رواحہ فوج کا سپہ سالار ہوگا۔ اس غزوے میں ان کے ساتھ میں بھی تھا۔ ہم نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو وہ مقتولوں کے درمیان سے ملے اور اس کے سارے جسم پر نوے سے زیادہ نیزے اور تیر کے زخم تھے۔'' (البخاری)

٦٦٢٦ــ عَنْ أَحَدِ بَنِي مُرَّةَ بْنِ عَوْفٍ وَكَانَ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ غَزَاةِ مُؤْتَةَ، قَالَ: وَاللّٰهِ! لَكَأَنِّي أَنْظُرُإِلَى جَعْفَرٍ حِينَ اقْتَحَمَ عَنْ فَرَسٍ لَهُ شَقْرَاءَ فَعَقَرَهَا، ثُمَّ قَاتَلَ الْقَوْمَ حَتَّى قُتِلَ (لأبى داود، رقم الحديث: ٢٥٧٣ وقال ليس بالقوى)

۶۶۲۶۔ ''بنو مرہ بن عوف سے ایک مرد کہتا ہے جو اس جنگ، یعنی جنگ مؤتہ میں شریک تھا، گویا ابھی تک میں دیکھ رہا ہوں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کی پچھاڑ کاٹ دیں اور حملہ کر کے کفار قوم سے لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیے گئے۔ بقول راوی اسلام میں وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے گھوڑے کے پچھاڑ اللہ کی راہ میں کاٹ دیئے۔'' (ابوداود روایت کر کے کہتے ہیں کہ سند قوی نہیں ہے)

٦٦٢٧ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ

۶۶۲۷۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور وہ شہید ہو گئے، پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا تو وہ بھی شہید

(٦٦٢٥) بخاری: ٤٢٦١.

(٦٦٢٦) ابو داود: ٢٥٧٣۔ حسن: ٢٢٤٣.

(٦٦٢٧) بخاری: ٢٧٩٨۔ نسائی: ١٨٧٨۔ احمد: ١١٧٢.

أَخَذَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَأَةٍ فَفُتِحَ لَهُ . (رواه البخاری: ۲۷۹۸)

ہو گئے، پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا اور وہ بھی قتل کر دیے گئے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر بنائے بغیر سپہ سالار بن گئے جنگ کی تو ان کے لیے فتح دی گئی۔''

٦٦٢٨ــ وَفِي رِوَايَةٍ: مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ أَيُّوْبُ: أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ (رواه البخاری: ۲۷۹۸)

۶۶۲۸۔''ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ وہ میرے پاس ہوتے یا فرمایا: ان کو پسند نہیں ہے کہ وہ ہمارے پاس ہوتے اور آپ کی آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔''

٦٦٢٩ــ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَذَكَرَهُمْ(رواه البخاری: ۳۷۵۷)

۶۶۲۹۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو پہلے ہی بتا دی جب کہ کوئی خبر لوگوں تک نہیں پہنچی تھی۔ آپ فرماتے جاتے: اب زید نے جھنڈا پکڑا۔ اور اسی طرح سب کا ذکر کرتے گئے۔''

٦٦٣٠ــ وَفِي رِوَايَةٍ: حَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (رواه البخاری: ۳۷۵۷)

۶۶۳۰۔''اور اس کے آخر میں ہے کہ (آپ نے فرمایا:) اب جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد رضی اللہ عنہ) نے پکڑا ہے یہاں تک کہ انہیں اللہ نے فتح دیدی ہے۔'' (البخاری)

٦٦٣١ــ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِى حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَبْنَ الْوَلِيْدِ يَقُوْلُ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِى يَدِى يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةَ اَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِى يَدِىْ إِلَّا صَفِيْحَةٌ يَمَانِيَةٌ . (للبخاری: ٤٢٦٥)

۶۶۳۱۔''قیس بن ابو حازم کہتے ہیں کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: جنگ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹ گئیں اور میرے ہاتھ میں صرف چوڑی یمنی تلوار ہی باقی رہی۔'' (البخاری)

٦٦٣٢ــ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ

۶۶۳۲۔''عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے

(٦٦٢٨) بخاری: ٢٧٩٨۔ نسائی: ١٨٧٨۔ احمد: ١١٧٠٤.
(٦٦٢٩) بخاری: ٣٧٥٧۔ نسائی: ١٨٧٨۔ احمد: ١١٧٦٢.
(٦٦٣٠) بخاری: ٣٧٥٧۔ نسائی: ١٨٧٨۔ احمد: ١١٧٠٤.
(٦٦٣١) بخاری: ٢٤٦٥. (٦٦٣٢) ابو داود: ٢٧١٩.

قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِبْنِ حَارِثَةَ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ فَرَافَقَنِي مَدَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُ سَيْفِهِ فَنَحَرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ جَزُوْرًا فَسَأَلَهُ الْمَدَدِيُّ طَائِفَةً مِّنْ جِلْدِهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَاتَّخَذَهُ كَهَيْئَةِ الدَّرْقِ، وَمَضَيْنَا فَلَقِيْنَا جُمُوْعَ الرُّوْمِ وَفِيْهِمْ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ لَّهُ أَشْقَرَ عَلَيْهِ سَرْجٌ مُّذَهَّبٌ وَسِلَاحٌ مُّذَهَّبٌ، فَجَعَلَ الرُّوْمِيُّ يُغْرِي بِالْمُسْلِمِيْنَ، فَقَعَدَ لَهُ الْمَدَدِيُّ خَلْفَ صَخْرَةٍ فَمَرَّبِهِ الرُّوْمِيُّ فَعَرْقَبَ فَرَسَهُ فَخَرَّ وَعَلَاهُ فَقَتَلَهُ وَحَازَفَرَسَهُ وَسِلَاحَهُ، فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُسْلِمِيْنَ بَعَثَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَأَخَذَ مِنَ السَّلَبِ قَالَ: عَوْفٌ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا خَالِدُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ؟ قَالَ: بَلٰى! وَلٰكِنِّي اسْتَكْثَرْتُهُ قُلْتُ: لَتَرُدَّنَّهُ عَلَيْهِ أَوْ لَأُ عَرِّفَنَّكَهَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَبٰى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ: عَوْفٌ: فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ قِصَّةَ الْمَدَدِيِّ وَمَا فَعَلَ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا خَالِدُ! مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدِ اسْتَكْثَرْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا خَالِدُ! رُدَّ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ قَالَ: عَوْفٌ فَقُلْتُ لَهُ: دُوْنَكَ يَا خَالِدُ! أَلَمْ أَفِ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

ساتھ غزوہ موتہ میں شامل ہوا۔ میری رفاقت میں ایک یمنی آدمی تھا جس کے پاس صرف ایک تلوار تھی۔ ایک مسلمان نے ایک اونٹ ذبح کیا اور میرے رفیق نے اس سے اونٹ کا چمڑا طلب کیا تو اس نے کچھ حصہ دیدیا۔ پھر اس نے وہی بطور ڈھال بنا لیا اور ہم چلے گئے۔ ہم جا کر اہل روم کے مدمقابل ہوئے اور ان میں سے ایک مرد زرد گھوڑے پر سوار تھا جس کی زین بھی سونے کی ساتھ مزین کی گئی تھی۔ اسی طرح اس کے ہتھیار بھی سونے کے ساتھ مزین تھے۔ اس رومی نے مسلمانوں کو برانگیختہ کرنا شروع کر دیا۔ میرا رفیق ایک پتھر کی اوٹ میں اس کے لیے گھات میں بیٹھ گیا۔ جب رومی اس کے قریب سے گذرا تو اس نے اپنی تلوار اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور رومی گر گیا۔ اس نے اس پر چڑھ کر رومی کو قتل کر دیا۔ اس کا گھوڑا اور اس کے ہتھیار اپنی تحویل میں لے لیے۔ جب اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف پیغام بھیج کر رومی کے سامان میں سے بعض حصہ اس سے وصول کر کے بقیہ اس کے پاس رہنے دیا۔ میں خالد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے کہا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب (مقتول سے چھینا ہوا مال) کا فیصلہ قاتل کے حق میں دیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں مگر میں اس کو بہت زیادہ دیکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا: یا تو اس کا سلب اس کو واپس کر دے ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تیری یہ بات بیان کر دوں گا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے پھر بھی واپس نہ کیا اور وہ انکاری رہا۔ جب ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو میں نے اس یمنی امدادی کا قصہ بیان کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بھی بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو فرمایا: تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ انہوں

وَمَـاذٰلِكَ؟ فَـأَخْبَـرْتُهُ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَـقَالَ: يَاخَالِدُ! لاَ تَرُدَّ عَلَيْهِ، هَلْ أَنْتُـمْ تَـارِكُـوْنَ لِـى أُمَـرَائِـى؟ لَكُمْ صَفْوَةُ أَمْــرِهِـمْ وَعَـلَيْهِـمْ كَدَرُهُ؟ (رواه ابوداود: ٢٧١٩)

نے عرض کی: میں نے یہ مال زیادہ سمجھا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس کو وہ چیز واپس کردے جو اس کے سلب سے تو نے وصول کی ہے۔ میں نے خالد کو کہا: اب پتا چلا؟ کیا میں نے تجھے پہلے نہیں کہا تھا؟ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے آپ کو خبر دی تو آپ کو غصہ آیا اور فرمایا: اے خالد! اس کو کچھ بھی واپس نہ کر۔ فرمایا: تم میرے امراء کو میری وجہ سے چھوڑ نہیں دیتے؟ وہ تمہارے لیے صاف رہیں اور تمام کدورت ان کے اوپر ڈالی جائے۔''

٦٦٣٣ــ عَـنْ عُـرْوَةَ :بَعَثَ النَّبِىُّ ﷺ بَعْثاً إِلَى مُؤْتَةَ فِى جَمَادَى الْأَوَّلِ مِنْ سَنَةِ ثَمَانٍ وَاسْتَـعْـمَـلَ زَيْـدًا بِـنَحْوِهِ . وَفِيْـهِ: فَتَجَهَّزَ النَّاسُ ثُمَّ تَهَيَّأُوا لِلْخُرُوْجِ ثَلاَثَةَ آلاَفٍ فَلَمَّا حَـضَــرَ خُــرُوْجُهُـمْ وَدَّعَ النَّـاسُ أُمَـرَاءَ النَّبِىِّ ﷺ وَسَـلَّـمُوْا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا وَدَّعَ ابْنَ رَوَاحَةَ بَـكَـى، فَـقِيْلَ لَهُ: مَا يُبْكِيْكَ؟ قَالَ: وَاللّٰـهِ! مَـابِى حُبُّ الدُّنْيَا وَلٰكِنِّى سَمِعْتُ رَسُـوْلَ الـلّٰــهِ ﷺ يَـقْـرَأُ: ﴿وَإِنْ مِّـنْـكُـمْ إِلَّاوَارِدُهَـا كَـانَ عَـلَـى رَبِّكَ حَتْـمًا مَّقْضِيًّا﴾ قُـلْتُ: كَيْفَ لِى بِالصَّدْرِ بَعْدَ الْوِرْدِ؟ فَقَالَ لَهُمْ الْمُسْلِمُوْنَ: صَحِبَكُمُ اللّٰهُ وَدَفَعَ عَنْكُمْ وَرَدَّكُمْ اِلَيْنَا صَالِحِيْنَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ:

لٰـكِـنَّـنِـي أَسْـأَلُ الرَّحْمٰنَ مَـغْـفِرَةً
وَضَـرْبَةً ذَاتَ قَـرْعٍ تَـقْـذِفُ الـزَّبَدَ

٦٦٣٣۔''عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے موتہ کی طرف سن آٹھ ہجری جمادی اولیٰ میں فوج روانہ کی اور زید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ مثل سابق حدیث کے ہے۔ اور اس میں ہے کہ لوگوں نے تیاری کی اور جانے لگے تو ان کی تعداد تین ہزار تھی اور لوگوں نے ان کو رخصت کیا اور نبی ﷺ کے متعین کردہ امراء کو سلام کہتے اور الوداع کہتے اور جب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا گیا تو وہ رو دیے۔ انہیں کہا گیا: تم کیوں روئے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے دنیا کی محبت نہیں ہے، البتہ بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے: ''اور نہیں تم میں کوئی مگر وہ جہنم کے گھاٹ پر اترے گا۔ یہ آپ کے رب کے ذمے حتمی اور طے شدہ بات ہے۔'' اور میں دل میں کہتا ہوں کہ اترنے کے بعد میرے لیے لوٹنا کیسے ممکن ہو گا؟ مسلمانوں نے کہا: اللہ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارا دفاع کرے اور صحیح سلامت ہمارے پاس واپس لائے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

(٦٦٣٣) طبرانی کبیر: ٤٦٥٥۔ ورجاله ثقات الى عروة، هيثمى: ١٠٢٢٠.

أَوْ طَعْنَةً بِيَدِي حَرَّانَ مُجْهِزَةً
بِحَرْبَةٍ تُنْفِذُ الْأَحْشَاءَ وَالْكَبِدَا
حَتّٰى يُقَالَ إِذَا مَرُّوا عَلَى جُثَّتِي
أَرْشَدَهُ اللّٰهُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

میں رحمٰن سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور ایسی ضرب جو کھڑ کھڑا ڈالے اور ہم خون کی جھاگ پھینکیں۔ یا ایسا نیزے کا وار جو میرے ہاتھ میں پوری تابانی کے ساتھ تیار ہو جو سینے کے اعضا سے اور جگر سے پار ہو جائے۔ یہاں تک کہ جب لوگ میری لاش کے قریب سے گذریں تو بول اٹھیں: اللہ! اس مجاہد کو ہدایت ،دے یہ ہدایت یافتہ تھا۔

وَفِيْهِ: ثُمَّ مَضَوْا حَتَّى نَزَلُوْا مَعَانَ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ فَبَلَغَ النَّاسَ أَنَّ هِرَقْلَ قَدْ نَزَلَ الْبَلْقَاءَ فِي مِائَةِ اَلْفٍ مِنَ الرُّوْمِ وَمِائَةِ اَلْفٍ مِنَ الْعَرَبِ مِنْ لَخْمٍ وَجَذَامٍ وَالْقَيْنِ وَبَهْرَامٍ وَبَلِي فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمِيْنَ اَقَامُوْا بِمَعَانَ لَيْلَتَيْنِ يَنْظُرُوْنَ فِي أَمْرِهِمْ وَقَالُوْا: نَكْتُبُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُخْبِرُهُ بِعَدَدِ عَدُوِّنَا ، فَإِمَّا أَنْ يَامُرَنَا وَإِمَّا أَنْ يَامُرَنَا بِأَمْرِهِ فَنَمْضِي لَهُ فَشَجَّعَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ النَّاسَ وَقَالَ: يَا قَوْمِ! وَاللّٰهِ! إِنَّ الَّذِي تَكْرَهُوْنَ لِلَّذِي خَرَجْتُمْ لَهُ تَطْلُبُوْنَ الشَّهَادَةَ وَلاَ نُقَاتِلُ النَّاسَ بِعَدَدٍ وَلاَ قُوَّةٍ وَلاَ كَثْرَةٍ وَإِنَّمَا نُقَاتِلُهُمْ لِهٰذَا الدِّيْنِ الَّذِيْ أَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِهِ ، فَانْطَلَقُوْا فَإِنَّمَا هِيَ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا ظُهُوْرٌ وَإِمَّا شَهَادَةٌ وَفِيْهِ: وَمَضَى النَّاسُ حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِتُخُوْمِ الْبَلْقَاءِ لَقِيَهُمْ جُمُوْعُ هِرَقْلٍ مِنَ الرُّوْمِ وَالْعَرَبِ وَأَنْحَازَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى قَرْيَةٍ مُؤْتَةَ وَجَعَلُوْا عَلَى مَيْمَنَتِهِمْ قُطْنَةَ بْنَ قَتَادَةَ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ وَعَلَى مَيْسَرَتِهِمْ عُبَادَةَ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ اقْتَتَلُوْا فَقُتِلَ زَيْدُبْنُ حَارِثَةَ بِرَايَةِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى شَاطَ فِي رِمَاحِ الْقَوْمِ

اس روایت میں یہ بیان بھی ہے کہ یہ فوج گئی اور شام کی حدود میں معان نامی جگہ میں جا اتری۔

اور ان لوگوں کو خبر موصول ہوئی کہ ہرقل شاہ روم مقام بلقاء اترا ہے اور اس کے ساتھ ایک لاکھ رومی فوج اور ایک لاکھ عرب قبیلہ لخم جزام ، بہرام اور بلی سے ہیں۔ جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی تو وہ مقام معان میں دو رات تک ٹھہرے اور اپنے بارے میں سوچ و بچار کی اور کہا: رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر خبر دی جائے اور دشمن کی تعداد بتائی جائے۔ آپ یا تو امدادی فوج روانہ کریں گے اور یا جو مناسب ہوگا حکم دیں گے تو ہم اس پر عمل کریں گے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ہمت بندھائی اور کہا: لوگو! تم جس چیز کو ناپسند کرتے ہو اسی کے لیے تم آئے ہو، تم شہادت کے طلب گار ہو اور پہلے بھی ہم تعداد کے بل بوتے کبھی نہیں لڑتے نہ طاقت کے ذریعے اور نہ کثرت کے ذریعے۔ ہم تو صرف اس دین کے لیے لڑتے ہیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت بخشی ہے۔ تم آگے بڑھو تمہیں دو میں سے ایک بھلائی ضرور حاصل ہوگی یا غلبہ یا شہادت۔

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب لوگ آگے بڑھے اور بلقاء کے اطراف میں پہنچے تو ہرقل کی رومی اور عرب فوج ان کے مقابلے پر آ گئی اور مسلمانوں نے موتہ نامی بستی کے قریب ڈیرہ ڈال دیا۔ فوج کے میمنہ کے قطنہ بن قتادہ کو مقرر کیا اور وہ

ثُـمَّ أَخَـذَهَا جَعْفَرُبِنَحْوِهِ . (رواه الطبرانی فی الکبیر ' ٤٦٥٥)

بنو عذرہ میں سے تھے۔ میسرہ پر عبادہ بن مالک انصاری کو متعین کیا۔ جنگ شروع ہوئی تو نبی کریم ﷺ کا جھنڈا لے کر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے دشمن کے نیزوں سے شہید ہوئے۔ پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا۔'' (مثل دیگر احادیث)

٦٦٣٤ـــ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَــزَمْـنَـاهُـمْ وَلَـحِقْـتُ أَنَـا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلاً مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشَيْنَاهُ قَالَ: لاَإِلٰهَ إِلاَّ الـلّٰـهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّـى قَتَـلْتُـهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَـقَـالَ: يَـاأُسَـامَةُ! اَقَتَـلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لاَإِلٰهَ إِلاَّالـلّٰـهُ؟ قُـلْـتُ: كَـانَ مُتَعَوِّذاً، فَمَا زَالَ يُـكَرِّرُهَا حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ . (رواه البخاری: ٤٢٦٩)

۶۶۳۴۔ ''سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں حُرقہ نامی جگہ کی طرف روانہ کیا اور ہم نے صبح کے وقت دشمن پر حملہ کر کے ان کو شکست دیدی۔ پھر میں اور ایک انصاری صحابی دشمن کے ایک مرد تک پہنچ گئے۔ جب ہم نے اس کو گھیرے میں لے لیا تو اس نے کہا: لَا اِلٰـــهَ اِلَّا الـلّٰـهُ۔ انصاری صحابی نے اپنا ہاتھ روک دیا اور میں نے اس کو نیزہ مار دیا اور اس کو قتل کر دیا۔ جب ہم واپس آئے اور نبی ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اسامہ! کیا تو نے اس کو قتل کیا اس کے بعد کہ اس نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ پناہ لینا چاہتا تھا۔ فرمایا: کیا تو نے اس کو قتل کیا اس کے بعد کہ اس نے کہا لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ؟ آپ ﷺ بار بار یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ مجھے ارمان پیدا ہوا کہ میں نے اس دن سے پہلے اسلام قبول نہ کیا ہوتا۔''

٦٦٣٥ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ: قَـالَ بَـعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي سَـرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْـنَةَ فَأَدْرَكْتُ رَجُلاً فَقَالَ: لاَإِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ فَـطَـعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِـلنَّبِيِّ ﷺ، فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: اَقَالَ: لاَإِلٰهَ إِلاَّاللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟ قَالَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

۶۶۳۵۔ ''ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا۔ ہم نے صبح کے وقت جہینہ کی ایک بستی حُرقات پر حملہ کیا۔ ان میں سے ایک مرد کو پہنچا تو اس نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور میں نے اس کو نیزہ مار دیا۔ میں نے دل میں خطرہ محسوس کیا، میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب اس نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا

(٦٦٣٤) بخاری: ٤٢٦٩۔ مسلم: ٩٦۔ ابو داود: ٢٦٤٣۔ احمد: ٢١٢٩٥.

(٦٦٣٥) مسلم: ٩٦۔ بخاری: ٤٢٦٩۔ ابو داود: ٢٦٤٣۔ احمد: ٢١٢٣٨.

إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلاَحِ قَالَ اَفَلاَ شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لاَفَمَازَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ وَأَنَا وَاللّٰهِ لاَ اَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتَّى يَقْتُلَهُ ذُوالْبُطَيْنِ، يَعْنِي أُسَامَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتَّى لاَ تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ قَاتَلْنَا حَتَّى لاَ تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَأَنْتَ وَأَصْحَابُكَ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تُقَاتِلُوْا حَتَّى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ. (رواه مسلم: ٩٦)

تھا پھر تو نے اس کو قتل کر دیا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے ہتھیار کے خوف سے کلمہ کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا پھر تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا یہاں تک کہ تو نے جان لیا کہ اس نے دل سے کلمہ کہا ہے یا نہیں۔ آپ ﷺ بار بار یہ بات کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمان باغیوں سے نہیں لڑوں گا یہاں تک کہ دو پیٹ والا لڑے گا، یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ۔ ایک مرد نے سعد رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا اللہ نے نہیں فرمایا: ''تم لڑتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارا اللہ کا غالب ہو جائے۔'' تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لڑے یہاں تک کہ فتنہ نہ رہا اور تو اور تیرے رفقا چاہتے ہیں کہ لڑو یہاں تک کہ فتنہ بپا ہو جائے۔''

شرح: ......موتہ: (میم پر پیش اور واؤ ساکن) اردن میں بلقاء کے قریب ایک آبادی کا نام ہے جہاں سے بیت المقدس دو (۲) دن کی مسافت پر واقع ہے۔

یہ سب سے بڑا خون ریز معرکہ تھا جو مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں پیش آیا اور یہی معرکہ عیسائی ممالک کی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اس کا زمانہ وقوع جمادی الاولیٰ ۸ھ بمطابق اگست یا ستمبر ۶۲۹ ہے۔

اس معرکہ کا سبب یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے کر حاکم بصریٰ کے پاس روانہ کیا۔ انہیں قیصر روم کے گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی نے جو بلقاء پر مامور تھا گرفتار کرلیا اور باندھ کر ان کی گردن ماردی۔ سفیر کو قتل کرنا بدترین جرم تھا۔ یہ بات آپ پر گراں گزری اور آپ نے اس علاقے پر فوج کشی کے لیے تین ہزار کا لشکر تیار کیا۔

آپ ﷺ نے امرائے لشکر کو یہ وصیت کی کہ اسلام کی دعوت دیں۔ اگر وہ انکار کریں تو ان سے لڑائی کریں، کفر کرنے والوں سے لڑیں۔ بدعہدی نہ کریں، خیانت نہ کریں، کسی بچے اور عورت اور انتہائی عمر رسیدہ بڈھے کو اور گرجے میں رہنے والے تارک الدنیا کو قتل نہ کریں۔ کھجور اور کوئی درخت نہ کاٹیں اور کسی عمارت کو منہدم نہ کریں۔

(مختصر السيرة: ٣٢٧)

اس معرکے کا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کی ساکھ اور شہرت میں بڑا اضافہ ہوا......مندی قبائل جو مسلمانوں سے برسر

پیکار رہتے تھے اس معرکے کے بعد اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔ (الرحیق: ۵۳۲)

۱۔ اس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری بیان ہوئی ہے۔

۲۔ جنگ میں لوگوں کو جب مغلوب ہونے کا یقین ہوتا تو گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیتے تھے تاکہ دشمن اس کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف قوت حاصل نہ کر سکے، اس لیے گھوڑے کو بے کار کر دیا جاتا تھا۔

(عون المعبود: ۲/۳۳۳)

۳۔ ان شہداء کا شرف وفضل بیان ہوا ہے اور شہادت کی اطلاع دیتے ہوئے اشکبار ہونے پر دلالت ہے۔

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ شہداء آخرت کی طرف جانے کے بعد دوبارہ دنیا میں آنے کی آرزو کرتے ہیں۔ انہیں اتنی زیادہ عزت وکرامت ملتی ہے۔ اور یہ دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو صرف شہید کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ شہادت کی موت کی آرزو کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۱۶)

۴۔ کسی عارضہ کی وجہ سے امام وقت مال سلب قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کو بھی دے سکتا ہے یعنی ایسا تادیبی کاروائی کے طور پر کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ گھوڑا اور ہتھیار بھی مال سلب میں شامل ہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۴)

۵۔ جو شخص کلمہ شہادت بولتا ہے اگر وہ ایمان نہیں لایا پھر بھی اس کے قتل سے ہاتھ روکنا لازمی ہے۔ کیونکہ معاملات ظاہر پر چلتے ہیں راز دل اللہ کی سپرد ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۴۸)

غَزْوَةُ الْفَتْحِ
فتح مکہ کا بیان

٦٦٣٦ـــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ: انْطَلِقُوْا حَتَّى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْا مِنْهَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ قُلْنَا لَهَا: أَخْرِجِيْ الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ، فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ

۶۶۳۶۔ "سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر روانہ کیا کہ تم روضۂ خاخ تک جاؤ۔ وہاں ایک عورت اونٹ پر سوار جارہی ہے، اس سے خط لے کر آ جاؤ۔ ہم گئے اور ہمارے گھوڑے ہمیں دوڑاتے لے گئے۔ ہم روضہ کے مقام پر پہنچ گئے تو وہاں ہمیں ایک عورت اونٹ سوار مل گئی۔ ہم نے کہا: خط نکال دے۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا: خط نکال دے ورنہ ہم تیرے کپڑے

(٦٦٣٦) بخاري: ٤٢٧٤۔ مسلم: ٢٤٩٤۔ ابو داود: ٢٦٥٠۔ ترمذي: ٣٣٠٥۔ احمد: ١٠٨٦.

لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فِيْهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا حَاطِبُ! مَا هٰذَا؟ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لاَ تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأًمُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، يَقُوْلُ كُنْتُ حَلِيْفًا وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ اَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلاَرِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دَعْنِي اَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَاالْمُنَافِقِ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْشَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَبَدْرًا، فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ السُّوْرَةَ: ﴿يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيْلِ﴾

(رواه البخاري: ٤٢٧٤)

اتار کر خط تلاش کریں گے۔اس نے سر کے بالوں سے نکال کر خط دے دیا۔ہم خط لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آ گئے۔

اس خط میں حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے بعض امور کا راز بتایا گیا تھا۔آپ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں۔ میں باہر سے آ کر قریش میں آباد ہونے والا مرد ہوں۔ ان کے اپنے قبیلہ سے نہیں ہوں۔ آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی وہاں قرابت موجود ہے جس کی وجہ سے ان کے اہل وعیال محفوظ ہیں اور لوگ قرابت کی وجہ سے مکہ میں ان کے اہل و مال کی حفاظت کرتے ہیں ۔ میں نے پسند کیا کہ اگر میرا نسبی تعلق نہیں ہے تو میں ان پر احسان ہی کردوں تا کہ وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام کفر اور ارتداد کر کے یا دین چھوڑ کر یا اسلام کے بعد کفر کو پسند کر کے ہرگز نہیں کیا ہے۔آپ نے فرمایا: اس نے تمہارے سامنے سچ بیان کیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت ہو میں اس منافق کی گردن مار دوں۔

آپ نے فرمایا: یہ تو بدر میں حاضر ہو چکا ہے اور تمہیں کیا معلوم اللہ نے اہل بدر کو فرمادیا ہے کہ تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اے ایمان والو! نہ بناؤ میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو......تو وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔''

٦٦٣٧۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَنَخْنَابِهَا بَعِيْرَهَا

٦٦٣٧۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عورت کا اونٹ

(٦٦٣٧) بخاری: ٦٩٣٩۔ مسلم: ٢٤٩٤۔ ابو داود: ٢٦٥٠۔ ترمذی: ٣٣٠٥۔ احمد: ١٠٨٦.

فَـابْتَـغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا: فَقَالَ صَـاحِبَايَ مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا ، قَالَ فَقُلْتُ: لَـقَـدْ عَـلِـمْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَـلَفَ عَـلِـيٌّ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجَنَّ الْـكِتَـابَ أَوْلَأُجَـرِّدَنَّكِ ، فَـأَهْوَتْ إِلَـى حُـجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيْفَةَ . (رواه البخاري: ٦٩٣٩)

بٹھایا اور اس کے سامان میں تلاش کیا تو وہ خط نہ ملا، میرے رفقاء نے کہا: اس عورت کے ساتھ خط نہیں ہے۔ تو میں نے کہا: ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ نہیں کہا اور پھر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے قسم اس ذات کی جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! تو خط نکال کر دے دے ورنہ میں تیرے کپڑے اتار کر تلاش کروں گا۔ عورت نے اپنے سر کی چادر اٹھا کر، جو اوڑھ رکھی تھی، بالوں میں سے خط نکال کر دے دیا۔''

٦٦٣٨ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَـرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلاَفٍ وَذٰلِكَ عَـلَـى رَأْسِ ثَـمَـان سِـنِيْـنَ وَنِـصْفٍ مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ فَسَارَهُوَ وَمَنْ مَـعَــهُ مِـنَ الْـمُـسْـلِـمِيْـنَ إِلَى مَكَّةَ يَصُوْمُ وَيَـصُوْمُوْنَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيْدَ وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْـفَــانَ وَقَـدِيْـدٍ أَفْـطَرَوَ أَفْطَرُوْا . (رواه البخاري ،٤٢٧٦)

٦٦٣٨۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں دس ہزار فوج لے کر مدینہ سے نکلے۔ یہ سن آٹھ ہجری کے نصف کا واقعہ ہے۔ آپ اور آپ کے ساتھ والے لوگ روزے سے تھے اور جب مقام کدید پر پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کر دیا تو سب لوگوں نے بھی افطار کر دیا۔''

٦٦٣٩ــــ عَـنْ هِشَـامٍ عَـنْ أَبِيْــهِ قَالَ لَمَّا سَـارَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُـرَيْشًا خَرَجَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـاَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّالظَّهْرَانَ فَإِذَا هُمْ بِنِيْرَان كَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ مَا هٰذِهِ لَكَأَنَّهَا نِيْرَانُ

٦٦٣٩۔ ''ہشام رحمہ اللہ اپنے باپ عروہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ چل پڑے تو قریش کو خبر موصول ہوئی۔ حالات معلوم کرنے کے لیے ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بُدَیل بن ورقا مکہ سے باہر گئے جب وہ مر الظہر ان پر گئے تو انہوں نے آگ روشن دیکھی جیسے عرفات میں آگ ہوتی ہے۔ ابوسفیان نے کہا: یہ کیسی آگ ہے؟ یہ تو عرفات کی آگ کی مانند ہے۔

(٦٦٣٨) بخاری: ٤٢٧٦۔ مسلم: ١١١٣۔ ابو داود: ٢٤٠٤۔ نسائی: ٢٣١٣۔ احمد: ٣٢٦٩۔ موطا: ٦٥٣۔ دارمی: ١٧٠٨.

(٦٦٣٩) بخاری: ٤٢٨٠.

عَـرَفَةَ فَـقَـالَ بُـدَيْـلُ بْـنُ وَرْقَاءَ نِيْرَانُ بَنِي عَـمْرٍو فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ عَمْرٌواَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَـرَآهُـمْ نَـاسٌ مِـنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـاَدْرَكُـوْهُـمْ فَـأَخَذُوْهُمْ فَأَتَوْابِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـاَسْلَمَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا سَارَ ، قَالَ لِـلْـعَبَّـاسِ: احْبِـسْ أَبَـا سُـفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْـخَيْـلِ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَـمُـرُّ كَتِيْبَةً كَتِيْبَةً عَلَى أَبِي سُفْيَانَ ، فَمَرَّتْ كَتِيْبَةٌ قَـالَ: يَـا عَبَّـاسُ! مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: هٰذِهِ غِـفَارٌ قَالَ: مَالِي وَلِغِفَارٍ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ ، قَـالَ: مِثْـلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُبْنُ هُذَيْمٍ ، فَـقَـالَ: مِثْلَ ذٰلِكَ وَمَرَّتْ سُلَيْمُ فَقَالَ: مِثْلَ ذٰلِكَ حَتَّى اَقْبَلَتْ كُتَيْبَةٌ لَمْ يَرَمِثْلَهَا قَالَ: مَنْ هَـذِهِ؟ قَالَ: هٰؤُلاَءِ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُبْنُ عُبَـادَةَ مَـعَـهُ الرَّايَةُ فَقَالَ سَعْدُبْنُ عُبَادَةَ: يَا أَبَـاسُـفْيَـانَ! الْيَـوْمَ يَـوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمُ تُسْتَـحَـلُّ الْـكَـعْبَةُ ، فَـقَـالَ اَبُوْ سُفْيَانَ: يَا عَبَّـاسُ! حَبَّـذَا يَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَاءَ تْ كَتِيْبَةٌ وَهِـيَ أَقَـلُّ الْـكَتَائِبِ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْـحَـابُهُ وَرَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَـعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْـعَـوَّامِ ، فَـلَـمَّـا مَرَّرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـأَبِي سُـفْيَـانَ ، قَـالَ: أَلَـمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُبْنُ عُبَادَةَ؟ قَالَ: مَا قَالَ؟ قَالَ: كَذَا وَكَذَا ، فَقَالَ: كَـذَبَ سَـعْدٌ وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ

بدیل بن ورقاء نے کہا: یہ بنوعمرو کی آگ ہوگی۔ ابوسفیان نے کہا: بنوعمرو تو اس سے بہت کم ہیں۔ نبی ﷺ کے پہرے دار نے دیکھا اور وہ ان کو پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا، چنانچہ جب وہ جانے لگا تو آپ نے عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کے اوپر کھڑا رکھیں تا کہ وہ مسلمانوں کو دیکھ سکے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو روک لیا۔ قبائل کی الگ الگ جماعتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزر رہی تھیں اور ابوسفیان دیکھتا تھا ایک فوج گزری تو عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: بنوغفار کے لوگ ہیں۔ اُس نے میرے ساتھ بنوغفار کو کیا عداوت ہے؟ پھر جُھینہ گذرے تو آپ نے ایسی ہی بات کہی اور پھر سعد بن ہذیم گذرے تو ایسا ہی کہا اور سُلَیم گذرے تو ایسا ہی کہا، پھر ایک فوج گذری جس کی مثل پہلے اس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ انصار ہیں اور ان پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ امیر بن کر جا رہے ہیں اور جھنڈا ان کے پاس ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوسفیان! آج جنگ کا دن ہے اور آج کعبہ حلال ہے۔ ابوسفیان نے عباس رضی اللہ عنہ کو کہا: آج کا دن بہادری کا دن ہے۔ اس کے بعد ایک فوج سامنے آئی جو تمام افواج سے زیادہ پرشوکت تھی۔ اس میں رسول اللہ ﷺ تھے اور اس کا جھنڈا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ جب نبی ﷺ ابوسفیان کے قریب سے گذرے تو اس نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ کیا کہتے ہیں؟ عرض کی: ایسا ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ غلط کہتا ہے، آج کعبہ کی تعظیم کی جائے گی اور اس کو غلاف پہنایا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقام

الْـكَـعْبَةَ وَيَـوْمٌ تُـكْسَـى فِيْهِ الْكَعْبَةُ ، قَالَ: وَأَمَـرَرَسُـوْلُ الـلّٰـهُ صَـلَّـى اللّٰهُ وَسَلَّمَ أَنْ تُـرْكَـزَرَايَتُــهُ بِــالْـحَـجُوْنِ ، قَـالَ عُرْوَةُ: وَأَخْبَـرَنِـي نَـافِـعْ بْـنُ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ: يَا اَبَـا عَبْدِاللّٰهِ هَاهُنَا أَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَـرْكُـزَ الـرَّايَةَ؟ قَـالَ: وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ أَعْلَى مَـكَّةَ مِـنْ كَدَاءٍ وَدَخَلَ النَّبِىُّ ﷺ مِنْ كُدَا ، فَـقُتِـلَ مِـنْ خَيْـلِ خَـالِـدِ بْنِ الْوَلِيْدِ يَوْمَئِذٍ رَجُلاَنِ حُبَيْشُ بْنُ الْأَشْعَرِ وَكُرْزُ ابْنُ جَابِرِ الْفِهْرِيِّ . (رواه البخاري: ٤٢٨٠)

حجون میں جھنڈا نصب کرنے کا حکم دیا۔عروہ، نافع بن جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا کیا تجھے اس جگہ رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا نصب کرنے کا حکم دیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! راوی نے کہا: اس دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو آپ نے مکہ کے بالائی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا تھا کہ مقامِ کدا سے داخل ہوا اور خود آپ مقام کدی سے داخل ہوئے اور اس دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر کمان فوج سے حُبَیش بن اشعر رضی اللہ عنہ اور کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہ قتل ہوئے۔'' (البخاری)

٦٦٤٠ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَـالَ لَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّالظَّهْرَانَ ، قَالَ الْعَبَّاسُ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَئِنْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَأْتُوْهُ فَيَسْتَأْمِنُوْهُ إِنَّــهُ لَهَلاَكُ قُـرَيْـشٍ ، فَـجَلَسْتُ عَلَى بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهُ ﷺ فَقُلْتُ لَعَلِّي: أَجِدُ ذَا حَاجَةٍ يَـأْتِـي أَهْـلَ مَـكَّةَ فَيُخْبِرُهُـمْ بِمَكَان رَسُوْلِ الـلّٰهِ ﷺ لِيَـخْـرُجُـوْا إِلَيْــهِ فَيَسْتَـأْمِنُوْهُ فَإِنِّي لَأَسِيْـرُإِذَا سَمِعْتُ كَلاَمَ أَبِي سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بْنِ وَرْقَـاءَ ، فَـقُلْتُ: يَا أَبَا حَنْظَلَةَ! فَعَرَفَ صَوْتِي فَـقَالَ: اَبُوْالْفَضْلِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: مَالَكَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي؟ قُلْتُ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ

٦٦٤٠۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مرالظہر ان پر اترے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر آپ بزورِ تلوار مکہ کو فتح کر کے داخل ہو گئے اور لوگوں نے پہلے سے حاضر ہو کر امن طلب نہ کیا تو قریش ہلاک ہوں گے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خچر پر سوار ہو کر گیا کہ ممکن ہے کہ ضرورت مند مل سکے تا کہ میں اہل مکہ کی طرف روانہ کر دوں اور وہ آ کر آپ ﷺ سے امن کا مطالبہ کریں۔ کہا: میں جا رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا کی گفتگو سنی تو میں نے کہا: اے ابوحنظلہ! اس نے میری آواز پہچان کر کہا: ابو الفضل ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: تیرے اوپر میرے ماں باپ فدا ہوں! کیا بات ہے؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ آ چکے ہیں۔ اس نے کہا: کیا حیلہ کیا جائے؟ وہ

(٦٦٤٠) ابو داود: ٣٠٢٢۔ حسن: ٢٦١١.

قَالَ: فَمَا الْحِيْلَةُ؟ قَالَ: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْلَمَ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا، قَالَ: نَعَمْ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِي سُفْيَانَ فَهُوَآمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ دَارَهُ فَهُوَآمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ قَالَ: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ إِلَى دُوْرِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ. (رواه أبوداود: ٣٠٢٢)

میرے پیچھے سوار ہوا اور اس کا ساتھی (بدیل) واپس چلا گیا۔ صبح میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ! ابوسفیان فخر پسند کرتا ہے۔ اس کے لیے کوئی بات فرما دیجیے! آپ نے فرمایا: ہاں! جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن میں رہے گا اور جو اپنا دروازہ بند کرے گا وہ امن میں ہوگا اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا۔ پھر لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف اور مسجد کی طرف دوڑ پڑے۔''

٦٦٤١ــ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلاأُعَلِّمُكُمْ بِحَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِكُمْ يَا مَعْشَرَالْاَنْصَارِ، ثُمَّ ذَكَرَ فَتْحَ مَكَّةَ، فَقَالَ: أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَبَعَثَ الزُّبَيْرَ عَلَى إِحْدَى الْمُجَنَّبَتَيْنِ وَبَعَثَ خَالِدًا عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْأُخْرَى وَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْحُسَّرِ فَأَخَذُوْا بَطْنَ الْوَادِي وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَتِيْبَةٍ قَالَ فَنَظَرَ فَرَآنِي، فَقَالَ: اَبُوْ هُرَيْرَةَ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: لاَيَأْتِيْنِي إِلَّاأَنْصَارِيٌّ زَادَ غَيْرُ شَيْبَانَ فَقَالَ: اهْتِفْ لِي بِالْأَنْصَارِ قَالَ: فَأَطَافُوْا بِهِ وَوَبَّشَتْ قُرَيْشٌ أَوْ بَاشًا لَهَا وَأَتْبَاعًا فَقَالُوْا نُقَدِّمُ هٰؤُ لاَءِ فَإِنْ كَانَ لَهُمْ شَيْءٌ كُنَّا مَعَهُمْ وَإِنْ أُصِيْبُوْا أَعْطَيْنَاالَّذِي سُئِلْنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَرَوْنَ إِلَى أَوْ

٦٦٤١۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا میں آپ کو آپ کی (روایت کردہ احادیث میں سے) ایک حدیث نہ سناؤں؟ پھر انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مکہ میں پہنچ کر زبیر کو ایک طرف روانہ کیا اور خالد بن ولید کو دوسری جانب سے بھیجا اور ابوعبیدہ کو مقام حُسّر کی طرف سے روانہ کیا اور رسول اللہ ﷺ فوج کے درمیان میں تھے اور مجھے دیکھ کر فرمایا: ابو ہریرہ ہے؟ میں نے عرض کی: حاضر خدمت ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: میرے پاس صرف انصاری لوگ آئیں، یا آپ نے فرمایا: میرے پاس انصار کو بلا کر لاؤ۔ چنانچہ وہ آ کر آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ قریش نے اپنے کمینے (اوباش) لوگ جمع ہو کیے اور انہوں نے کہا: ہم انہیں آگے رکھتے ہیں۔ اگر ان کو کچھ دیا تو ہم بھی ان کے ساتھ شامل ہوں گے اور ان کو کچھ مصیبت پیش آئی تو ہم سے جو طلب کیا گیا وہ ہم نے دے دیا۔

(٦٦٤١) مسلم: ١٧٨٠۔ ابو داود: ١٨٧٢۔ احمد: ٧٨٦٢.

بَاشِ قُرَيْشٍ وَأَتْبَاعِهِمْ ثُمَّ قَالَ: بِيَدَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرَى، ثُمَّ قَالَ: حَتَّى تُوَافُوْنِي بِالصَّفَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا، فَمَا شَاءَ أَحَدٌ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَحَدًا إِلَّا قَتَلَهُ وَمَا أَحَدٌ مِنْهُمْ يُوَجِّهُ إِلَيْنَا شَيْئًا قَالَ: فَجَاءَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُبِيْحَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ دَخَلَ دَارَأَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ وَرَأْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهِ، قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: وَجَاءَ الْوَحْيُ وَكَانَ إِذَا جَاءَ الْوَحْيُ لَا يَخْفَى عَلَيْنَا فَإِذَا جَاءَ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَرْفَعُ طَرْفَهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى يَنْقَضِيَ الْوَحْيُ، فَلَمَّا انْقَضَى الْوَحْيُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ قُلْتُمْ: اَمَّا الرَّجُلُ فَادْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ قَالُوْ: قَدْ كَانَ ذَاكَ، قَالَ: كَلَّا إِنِّي عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ هَاجَرْتُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكُمْ وَالْمَحْيَا مَحْيَا كُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَا تُكُمْ فَأَقْبَلُوْا إِلَيْهِ يَبْكُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ: وَاللّٰهِ! مَا قُلْنَا الَّذِي قُلْنَا إِلَّا الضِّنَّ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ قَالَ: فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَى دَارِأَبِي سُفْيَانَ وَاغْلَقَ النَّاسُ اَبْوَابَهُمْ قَالَ: وَاَقْبَلَ

نبی کریم ﷺ نے انصار کو کہا: تمہیں قریش کے اوباش اور ان کے پیروکار نظر آئیں تو ان کو کاٹ کر رکھ دو۔ یہاں تک کہ صفا پر مجھے آملو۔ پس ہم گئے اور ہم جس کو چاہتے قتل کر دیتے اور ان میں سے کوئی ہماری طرف ہتھیار سیدھا نہیں کرتا تھا۔ پس ابوسفیان آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ: قریش کی زرخیزی تباہ ہوگئی، آج کے بعد قریش نہ رہیں گے۔ آپ نے فرمایا: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ امن میں ہے، تو انصار نے کہا: مرد کو اپنا شہر اور قبیلہ مرغوب ہو چکا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وحی نازل ہوئی۔ جب وحی نازل ہوتی تو ہمیں پتہ چل جاتا اور کوئی بھی آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا یہاں تک کہ وحی مکمل ہو جاتی۔ جب وحی مکمل ہوگئی تو آپ نے فرمایا: اے انصار! انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے یہ کہا ہے کہ مرد کو اپنے علاقے کی رغبت نے مائل کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: ایسا ہی لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور میں نے اللہ کے لیے ہجرت کی اور میں تمہارے پاس آ گیا ہوں، میری اور تمہاری زندگی بھی اور موت بھی ایک جگہ ہے۔ انصار رونے لگے اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! جو ہم نے کہا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت اور غبطہ کی وجہ سے کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول تمہارے قول کی تصدیق اور تمہارا عذر قبول کرتا ہے۔

لوگ ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوئے، بعض نے اپنے دروازے بند کئے رسول اللہ ﷺ حجر اسود کے پاس گئے اور اس کو بوسہ دیا، پھر بیت اللہ کا طواف کیا اور بیت اللہ کے پاس ایک بت کی طرف گئے جس کی لوگ پوجا کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں کمان تھی، آپ نے اس کو

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى اَقْبَلَ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ قَالَ فَاَتَى عَلَى صَنَمٍ إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهُ قَالَ: وَفِي يَدِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَوْسٌ وَهُوَ آخِذٌ بِسِيَةِ الْقَوْسِ فَلَمَّا أَتَى عَلَى الصَّنَمِ جَعَلَ يَطْعُنُهُ فِي عَيْنِهِ وَيَقُوْلُ: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَتَى الصَّفَا فَعَلاعَلَيْهِ حَتَّى نَظَرَإِلَى الْبَيْتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيَدْعُوْبِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَ. (رواه مسلم: ۱۷۸۰)

ایک سرے سے پکڑا ہوا تھا۔ آپ نے بت کے قریب جا کر اس کی آنکھ میں مارا اور مارتے جاتے اور کہتے: ''حق آیا اور باطل جاتا رہا، یقیناً باطل جانے ہی والا ہے۔'' پھر طواف سے فارغ ہوکر صفا پر آئے اور اس پر بلند ہوکر کعبہ کی طرف دیکھا اور ہاتھ اُٹھا کر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور جو اللہ نے چاہا دعا مانگی۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةِاَبِي دَاوُدَ: مَنْ دَخَلَ دَارَأَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَلْقَي السِّلاَحَ فَهُوَ آمِنٌ ،فَعَمِدَ صَنَادِيْدُ قُرَيْشٍ فَدَخَلُوْا الْكَعْبَةَ فَغَصَّ بِهِمْ وَطَافَ النَّبِيُّ ﷺ خَلْفَ الْمَقَامَ ثُمَّ اَخَذَ بِجَنْبَتَيِ الْبَابِ فَخَرَجُوْا فَبَايَعُوْهُ ﷺ عَلَى الإِسْلاَمِ.

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن میں ہے اور جو ہتھیار پھینک دے وہ بھی اس میں ہے۔ پس سرداران قریش کعبہ میں داخل ہو گئے اور وہ بھر گیا۔ آپ ﷺ نے طواف کر کے مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی، پھر باب کعبہ کے دروازے کے دو اطراف پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے، پھر سرداران مکہ بیت اللہ سے باہر آتے اور اسلام پر بیعت کرتے گئے۔''

٦٦٤٢ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: اُقْتُلُوْهُ. (رواه البخاری ،١٨٤٦)

۶۶۴۲۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر لوہے کی ٹوپی تھی جب وہ اُتاری تو ایک مرد نے آ کر عرض کی کہ ابن خطل کعبہ کے پردے کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو قتل کر دو۔''

٦٦٤٣ــ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ

۶۶۴۳۔ ''مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں،

(٦٦٤٢) بخاری: ١٨٤٦۔ مسلم: ١٣٥٧۔ ابو داود: ٢٦٨٥۔ ترمذی: ١٦٩٣۔ نسائی: ٢٨٦٧۔ ابن ماجه: ٢٨٠٥۔ احمد: ١٣٠٢٤۔ موطا: ٩٦٤۔ دارمی: ١٩٣٨.

(٦٦٤٣) نسائی: ٤٠٦٧۔ صحیح، البانی: ٣٧٩١۔ ابو داود: ٢٦٨٣.

قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ إِلَّا اَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ: أُقْتُلُوْهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُّمُوْهُمْ مُتَعَلِّقِيْنَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ: عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ خَطَلٍ وَمَقِيْسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعْدِبْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَأَمَّا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَة، فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيْدُبْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُبْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيْدٌ عَمَّارًا وَكَانَ اَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ وَأَمَّا مَقِيْسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوْقِ فَقَتَلُوْهُ، وَأَمَّا عِكْرَمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَفَاَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِيْنَةِ: اَخْلِصُوْا، فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لاَتُغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا، فَقَالَ عِكْرَمَةُ: وَاللّٰهِ! لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الإِخْلاَصُ لاَيُنَجِّيْنِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اللّٰهُمَّ! إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيْهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا ﷺ حَتَّى اَضَعَ يَدِيْ فِي يَدِهِ فَلأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيْمًا، فَجَاءَ فَأَسْلَمَ وَأَمَّا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَعْدِبْنِ أَبِي السَّرْحِ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَعِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ عَبْدَاللّٰهِ قَالَ: فَرَفَعَ رَأسَهُ فَنَظَرَإِلَيْهِ

انہوں نے کہا مکہ فتح کے دن آپ نے تمام لوگوں کو امن دے دیا، البتہ چار مرد اور دو عورتوں کے متعلق فرمایا: ان کو قتل کر دو، خواہ کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوں۔ وہ لوگ عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابۃ اور عبداللہ بن سعد بن ابو السّرح ہیں، چنانچہ عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث نے کعبہ کے پردے سے چمٹا ہوا پایا اور قتل کر دیا اور مقیس لوگوں کو بازار میں ملا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور عکرمہ سمندر میں سفر پر چلا گیا کہ تند ہوا چلی اور اہل کشتی نے کہا: خالص اللہ سے دعا کرو کیونکہ تمہارے خدا سمندر میں مدد نہیں کر سکتے، چنانچہ عکرمہ نے کہا: اگر وہ سمندر میں نجات نہیں دیتے تو اخلاص ہی خشکی اور ہر جگہ کام دیتا ہے۔ یا اللہ! میں تیرے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے اس مصیبت سے بچایا تو میں جا کر محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیدوں گا اور میں ان کو معاف کرنے والا، بخشنے والا کریم النفس پاؤں گا۔ وہ آیا اور اسلام قبول کیا۔ عبداللہ بن ابی سرح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپا رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی اجازت دی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لا کھڑا کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اس کی بیعت لے لیجیے۔ آپ نے سر اٹھا کر دیکھا اور کئی بار عثمان نے عرض کی مگر اس سے بیعت کرنے سے ہر بار آپ نے انکار کیا اور پھر بیعت لے لی اور اپنے اصحاب کو فرمایا: کیا تم میں سے کوئی سمجھدار انسان نہ تھا کہ جب میں نے اس کی بیعت لینے سے انکار کیا تھا تو وہ اُٹھ کر اس کی گردن اڑا دیتا؟ عرض کی: ہمیں کیا علم کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ ہمیں آنکھوں سے اشارہ ہی کر دیتے۔ آپ نے فرمایا: نبی کو آنکھوں سے خیانت کرنا مناسب نہیں ہے۔“

ثَلاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَـأْبٰى ، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلاثٍ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَّا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَشِيْدٌ يَقُوْمُ إِلَى هٰذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِيْ عَـنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ ، فَقَالُوْا وَمَا يُدْرِيْنَا يَارَسُوْلَ الـلّٰهِ! مَا فِي نَفْسِكَ هَلاَّ أَوْ مَأَتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَـالَ: إِنَّـهُ لاَيَـنْبَـغِـيْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ . (رواه النسائی: ٤٠٦٧)

٦٦٤٤ــ عَـنْ سَعِيْدِبْنِ يَرْبُوْعِ الْمَخْزُوْمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ فَتْحِ: مَكَّةَأَرْبَعَةٌ لاأُؤَمِّـنُهُـمْ فِـي حِـلٍّ وَلاَ حَرَمٍ فَسَمَّاهُمْ ، قَـالَ: وَقَيْـنَتَيْـنِ كَـانَتَـا لِمَقِيْـسٍ فَقُتِلَتْ إِحْـدَاهُـمَـا وَأَفْـلَتَتِ الْأُخْرَى فَأَسْلَمَتْ . (رواه أبوداود: ٢٦٨٤)

۶۶۴۴۔''سعید بن یربوع مخزومی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں چار مردوں کو حلال زمین اور حرام زمین میں سے کسی جگہ بھی امن نہیں دیتا اور ان کا نام بتایا اور گانے والی دوعورتوں کو بھی وہ مقیس بن صبابہ کی لونڈیاں تھیں اوران میں سے ایک قتل کی گئی اور دوسری لوگوں کے ہاتھ نہ آئی اورمسلمان ہوگئی۔''

٦٦٤٥ــ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَـكَّةَ يَـوْمَ الْـفَتْـحِ وَحَـوْلَ الْبَيْــتِ سِتُّوْنَ وَثَلاَثُ مِـائَةِ نُصُبٍ ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِـي يَـدِهِ وَيَـقُـوْلُ: ﴿جَـآءَ الْـحَقُّ وَزَهَقَ الْبَـاطِـلُ﴾ وَ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِءُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُهُ٥﴾ (رواه البخاری: ٤٢٨٧)

۶۶۴۵۔''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن جب داخل ہوئے تو بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے تو آپ ان کو لکڑی سے ٹھوکر لگاتے جو آپ کے دست مبارک میں تھی اورفرماتے جاتے:''حق آیا اور باطل چلا گیا اور باطل جانے ہی والا تھا،حق آ گیا اور باطل نہ پہلی بار ابھرا نہ دوبارہ ابھرے گا۔''

٦٦٤٦ـ عَنْ جَابِرٍأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ عُمَرَبْنَ الْـخَـطَّـابِ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ

۶۶۴۶۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بطحا میں تھے اورآپ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کوحکم دیا کہ وہ کعبہ

(٦٦٤٤) ابو داود: ٢٦٨٤ـ ضعیف، البانی: ٥٧٥.

(٦٦٤٥) بخاری: ٤٢٨٧ـ مسلم: ١٧٨١ـ ترمذی: ٣١٣٨ـ احمد: ٣٥٧٤.

(٦٦٤٦) ابو داود: ٤١٥٦ـ حسن، صحیح، البانی: ٣٥٠٢ـ احمد: ١٤٦٨٩.

يَـاتِـيَ الْـكَعْبَةَ فَيَمْحُوَ كُلَّ صُوْرَةٍ فِيْهَا فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى مُحِيَتْ كُلَّ صُوْرَةٍ فِيْهَا . (رواه ابوداود: ٤١٥٦)

میں جا کر ہر تصویر مٹا دیں اور نبی ﷺ بیت اللہ میں داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ ہر تصویر مٹا دی گئی۔'' (ابوداؤد)

٦٦٤٧ــ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ (رواه الترمذى: ١٦٧٩)

۶۶۴۷۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔''

٦٦٤٨ـ وَلَهُ: أَنَّ وَهَبَ بْنَ مُنَبِّهٍ سَأَلَ جَابِرًا هَـلْ غَـنَـمُـوْا يَـوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ شَيْئًـا؟ قَـالَ: لاَ . (رواه ابوداود: ٣٠٢٣)

۶۶۴۸۔''انہی کی روایت ہے کہ وھب بن منبہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ لوگوں کو مکہ فتح کے دن کوئی چیز غنیمت میں حاصل ہوئی؟ انہوں نے کہا: نہیں۔''

٦٦٤٩ــ عَـنْ مَيْمُوْنَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَاتَ عِـنْـدَهَـا ، فَقَامَ لِيَتَوَضَّأَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِي مُتَـوَضِّئِهِ: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلاثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلاثًـا ، فَـلَـمَّـا خَرَجَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! سَـمِـعْتُكَ تَـقُـوْلُ: كَذَا كَأَنَّكَ تَكَلَّمُ إِنْسَاناً فَهَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: هٰذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ يَسْتَـصْـرِخُـنِـي وَيَـزْعَمُ أَنَّ قُرَيْشًا أَعَانَتْ عَـلَيْهِمْ بَكْرَ بْنَ وَائِلٍ، ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ عَائِشَةَ أَنْ تُـجَهِّـزَهُ فَـدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ: مَا هٰـذَا الْجِهَازُ؟ وَاللّٰهِ مَا هٰذَا بِزَمَانِ غَزْوِبَنِي الْأَصْـفَـرِ فَأَيْنَ يُرِيْدُ ﷺ؟ قَـالَـتْ: وَاللّٰهِ لاَ عِـلْـمَ لِـي فَـأَقَـمْـنَا ثَلاثًا ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ بِالنَّاسِ فَسَمِعْتُ الرَّاجِزَ يَنْشُدُ:

يَـا رَبِّ! إِنِّـي نَـاشِـدٌ مُـحَـمَّـداً
حِـلْفَ أَبِيـنَـا وَأَبِيْـهِ الْأَتْـلِـدَا

۶۶۴۹۔''سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ نے میرے ہاں رات گذاری۔ آپ وضو کے لیے اٹھے تو آپ نے فرمایا: میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تین بار کہا، پھر فرمایا: تیری مدد کی جائے گی، تیری مدد کی جائے گی، تین بار فرمایا۔ جب باہر آئے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے وضو کی جگہ میں یہ اور یہ فرمایا تھا تو کیا کوئی انسان وہاں آپ کے ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا: بنوکعب کا ایک آدمی امداد کے لیے بلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ قریش نے بنوبکر بن وائل کی مدد کی ہے۔ پھر آپ ﷺ باہر چلے گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے پوچھا: یہ کیسی تیاری ہے؟ یہ تو بنواصفر سے جنگ کا وقت نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ کس جانب کا ارادہ رکھتے ہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: قسم اللہ کی! مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ پھر تین دن تک ہم بے خبر ہی رہے اور پھر فجر کی نماز کے بعد میں نے ایک اشعار کہنے والے کو کہتے سنا:

(٦٦٤٧) ترمذى: ١٦٧٩ـ حسن، البانى: ١٣٧٢ـ ابو داود: ٢٥٩٢ـ نسائى: ٢٨٦٦ـ ابن ماجه: ٢٨١٧.
(٦٦٤٨) ابو داود: ٣٠٢٣ـ صحيح الاسناد، البانى: ٢٦١٢.
(٦٦٤٩) طبرانى كبير: ٢٣/ ٤٣٣ـ طبرانى صغير، وفيه يحيىٰ بن سليمان بن نضلة وهو ضعيف، هيثمى: ١٠٢٣٢.

إِنَّــا وَلَــدْنَــاكَ فَـكُـنْــتَ وَلَـدًا
ثَـمَّـتَ أَسْـلَـمْـنَـا فَـلَـمْ نَـنْزَعْ يَدًا
إِنَّ قُــرَيْشًــا أَخْـلَـفُـوْكَ الْـمَوْعِدَا
وَنَــقَــضُـوْا مِيْثَــاقَكَ الْـمُـؤَكَّـدَا
وَزَعَـمُـوْا أَنْ لَيْــسَ تَـدْعُـوْا أَحَدًا
فَــانْـصُـرْهَـدَاكَ الـلّٰــهُ نَصْرًا أَبَدًا
وَادْعُ عِبَــادَ الـلّٰــهِ يَــأْتُـوا مَـدَدًا
فِيْهِــمْ رَسُـوْلُ الـلّٰــهِ قَـدْ تَـجَـرَدَّ
إِنْ سِيْــمَ خَسْـفًـا وَجْهُــهُ تَـرَبَّـدَا

فَـقَالَ ﷺ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلاثًـا نُـصِرْتَ نُـصِـرْتَ ثَلاثًا ثُمَّ خَرَجَ ﷺ وَقَـالَ: اللّٰهُمَّ! عَـمَّ عَلَيْهِمْ خَبَرَنَا حَتَّى نَأْخُذَهُمْ بَغْتَةً حَتَّى نَـزَلَ بِـمَـرِّالظَّهْرَانَ، فَذَكَرَقِصَّةَ أَبِي سُفْيَانَ وَحَكِيْمٍ وَبُدَيْلٍ وَأَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يُؤَمِّنَ لَهُ مَنْ أَمَّنَ قَالَ قَدْ أَمِنْتُ مَنْ أَمِنْتُ مَـا خَلاَ أَبَـا سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لاَ تُـحَـجِّـرْ عَـلَـيَّ فَـقَالَ: مَنْ أَمِنْتَ فَهُوْآمِنٌ فَــذَهَــبَ بِهِـمْ إِلَيْـــهِ ثُـمَّ خَـرَجَ بِهِـمْ وَتَوَضَّأَالنَّبِيُّ ﷺ وَابْتَدَرَالْمُسْلِمُوْنَ وَضُوْءَهُ يَـنْضَحُوْنَهُ فِي وُجُوْهِهِمْ فَقَالَ أَبُوْسُفْيَانُ يَـا أَبَـاالْـفَضْلِ لَقَدْ أَصْبَحَ مُلْكُ ابْنِ اَخِيْكَ عَـظِيْـمًا فَقَالَ لَيْسَ بِمَلْكٍ وَلٰكِنَّهَا النُّبُوَّةُ.
(للكبير: ٢٣/ ٤٣٣ بضعف)

۱۔اے اللہ! میں محمد ﷺ کو درخواست کرتا ہوں، ہمارے اور ان کے باپ باہم حلیف تھے اور پرانی دوستی ہے۔
۲۔ ہمارے آباء نے تجھے جنا اور تو ان کا بیٹا ہے۔ تو تکمیل کو پہنچا تو ہم نے اپنا ہاتھ تجھ سے نہیں اٹھایا۔
۳۔قریش نے تیرے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کر دی ہے اور تیرا پختہ عہد توڑ دیا ہے۔
۴۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ تو ہماری امداد کے لیے کسی کو نہیں بلائے گا، تجھے اللہ نے ہدایت دی ہے کہ ہمیشہ مدد کر۔
۵۔ اللہ کے بندوں کو بلاؤ، وہ امداد کرنے کو آئیں اور ان میں رسول اللہ ﷺ بھی ننگی تلوار لے کر تشریف لائیں۔
تیرے حلیفوں کے روشن چہرے خاک میں ڈوبے پڑے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیری مدد کی جائے گی، تیری مدد کی جائے گی اور پھر فرمایا: یااللہ! ہمارا راز مخفی رکھنا یہاں تک کہ ہم ان پر اچانک جا پڑیں، پھر آپ مرالظہر ان پر جا ٹھہرے اور ابوسفیان، حکیم اور بدیل بن ورقاء کا قصہ بیان کیا ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: کیا جس کو میں امن دوں اس کو امن دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: جس کو تو نے امن دیا اور اس کو میں نے امن دے دیا، ابوسفیان کے علاوہ۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے اوپر پابندی نہ لگائیے۔ پھر فرمایا: جس کو تو نے امن دیا میں نے بھی اس کو امن دیا۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو آپ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے وضو کیا تو مسلمانوں نے آپ کے وضو کا پانی ہاتھوں ہاتھ لینا اور اپنے چہروں پر ملنا شروع کر دیا اور ابوسفیان نے یہ منظر دیکھا تو کہا: اے ابوالفضل! تیرا بھتیجا عظیم ترین بادشاہ ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بادشاہ نہیں ہے البتہ یہ نبوت کی شان ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

٦٦٥٠ـــ لَـهُ بِـرِجَـالِ الـصَّحِيْحِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : قَالَ ثُمَّ مَضَى النَّبِيُّ ﷺ ' وَاسْتَعْمَلَ عَـلَـى الْمَدِيْنَةِ أَبَارُهْمٍ كُلْثُوْمُ بْنَ الْحُصَيْنِ الْغِفَارِيَّ: فَذَكَرَالْحَدِيْثَ .

وَفِيْهِ: وَقَدْ عُمِّيَتِ الْأَخْبَارُ عَلَى قُرَيْشٍ وَقَدْ كَانَ الْعَبَّاسُ تَلَقَّى النَّبِيَّ ﷺ بِبَعْضِ الطُّرُقِ وَقَـدْ كَـانَ اَبُـوْسُـفْيَـانَ بْنُ الْحَـارِثِ بْنِ عَبْـدِالْـمُـطَّـلِبِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي أُمَيَّةَ قَدْ لَـقِـيَ النَّبِيَّ ﷺ فِيْـمَـا بَيْـنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَالْتَـمَسَ الدُّخُوْلَ عَلَيْهِ ، فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَـقَـالَـتْ: يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنُ عَمِّكَ وَابْنُ عَمَّتِكَ وَصِهْرُكَ ، قَالَ: لاَ حَاجَةَ لِي بِهِمَا ، أَمَّـا ابْـنُ عَـمِّي فَهَتَكَ عِرْضِي بِمَكَّةَ ، وَاَمَّا ابْـنُ عَـمَّتِـي! وَصِهْـرِي فَهُوَ الَّذِي قَالَ لِي بِـمَـكَّةَ: مَـا قَـالَ ' فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مَعَ اَبِي سُـفْيَـانَ بَـنَـى لَهُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَيَأْذَنُ لِي أَوْ لَآخُـذَنَّ بِيَـدِ ابْـنِـي هٰـذَا ثُـمَّ لَـنَذْهَبَنَّ فِي الْأَرْضِ حَتَّـى نَـمُوْتَ عَطْشًاوَجُوْعًا' فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ رَقَّ لَهُـمَا ثُمَّ اَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلاَ فَأَسْلَمَا .

وَفِيْـهِ: قَالَ الْعَبَّاسُ لأَبِي سُفْيَانَ حِيْنَ لَقِيَهُ: وَيْـحَكَ يَـاأَبَـا سُفْيَانَ! هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الـنَّـاسِ وَاَصْبَـاحُ قُـرَيْـشٍ وَاللّٰـهِ! قَـالَ: فَـمَـاالْـحِيْـلَةُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ؟ قُلْتُ: لَئِنْ

۶۶۵۰۔''انہی کی ایک روایت صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ انہوں نے کہا: پھر نبی کریم ﷺ مدینہ سے چلے اور مدینہ پر ابورھم کلثوم بن الحصین غفاری کو عامل مقرر کیا۔ آگے پوری حدیث بیان کی۔

اس میں یہ بھی ہے کہ کفار قریش پر رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبریں مخفی رہیں اور عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس راستہ میں آئے تھے۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن ابوامیہ مکہ اور مدینہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور دونوں نے آپ کی خدمت میں حاضری کی جستجو کی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کلام کیا اور کہا: یا رسول اللہ! آپ کے چچا کا بیٹا، آپ کی پھوپھی کا بیٹا اور آپ کا سسرالی ہے، آپ نے فرمایا: مجھے ان کی ملاقات کی ضرورت نہیں، میرے چچا کے بیٹے نے مکہ میں میری عزت کا خیال نہیں رکھا اور میری پھوپھی کا بیٹا اور سسرالی وہی ہے جس نے مکہ میں کہا تھا جو کہا تھا۔ جب انہوں نے یہ سنا تو ابوسفیان کے ساتھ چھوٹا بیٹا بھی تھا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ مجھے حاضری کی اجازت دے دیں ورنہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر صحرا میں چلا جاؤں گا اور پیاس اور بھوک سے ہم مر جائیں گے۔ جب آپ کو یہ خبر دی گئی تو ان کے بارے میں آپ ﷺ نرم پڑ گئے۔ پھر ان کو اجازت دی اور وہ حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔ اس روایت میں ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان بن حرب کو بوقت ملاقات کہا: ابوسفیان! تیرے لیے افسوس ہے! رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ساتھ لے کر آ پہنچے ہیں اور قریش کے روشن چہروں والے اصحاب بھی ساتھ ہیں۔

(٦٦٥٠) طبراني كبير: ١٩/ ١٨٢ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٠٢٣٤.

ظَفِرَ بِكَ لَيَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ فَارْكَبْ مَعِيَ هٰذِهِ الْبَغْلَةَ فَحَرَّكَتْ بِهِ فَكُلَّمَا مَرَرْتُ بِنَارٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالُوْا: مَنْ هٰذِهِ؟ فَإِذَا رَأَوْا بَغْلَةَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهٖ حَتّٰى مَرَرْتُ بِنَارِ عُمَرَ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ وَقَامَ إِلَيَّ، فَلَمَّا رَأَى أَبَا سفيان عَلَى عَجَزِ الْبَغْلَةِ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ عَدُوُّ اللّٰهِ الْحَمْدُلِلَّهِ الَّذِي أَمْكَنَ اللّٰهُ مِنْكَ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلاَ عَهْدٍ، ثُمَّ خَرَجَ يَشْتَدُّ نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَكَضْتُ الْبَغْلَةَ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ عُمَرُ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: هٰذَا أَبُوْسُفْيَانَ قَدْ أَمْكَنَ اللّٰهُ مِنْهُ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلاَ عَهْدٍ فَدَعْنِي فَلَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَجَرْتُهُ، فَلَمَّا أَكْثَرَ عُمَرُ فِي شَأْنِهِ قُلْتُ: مَهْلًا يَا عُمَرُ! أَمَّا وَاللّٰهِ! لَوْكَانَ مِنْ رِجَالِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ مَا قُلْتَ هٰذَا، وَلٰكنك عَرَفْتَ أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، فَقَالَ ﷺ: اذْهَبْ بِهِ إِلَى رَحْلِكَ يَا عَبَّاسُ! فَإِذَا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَشْهَدَ أَنَّ لاَإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا أَحْلَمَكَ وَمَا أَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ، قَدْ ظَنَنْتُ أَنْ لَوْكَانَ مَعَ اللّٰهِ غَيْرُهُ لَقَدْ أَغْنَى عَنِّي شَيْئًا، قَالَ وَيْحَكَ يَا ابَا سُفْيَانَ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ

اللہ کی قسم! یہی بات ہے۔ اس نے کہا: کیا حیلہ کیا جائے؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! اس نے کہا: اگر تو ان کے ہاتھ آ گیا تو تجھے قتل کر دیں گے۔ تو میرے ساتھ اس خچر پر سوار ہو جا۔ وہ سوار ہوا اور خچر ان کو لے کر دوڑ پڑی۔ جب وہ مسلمانوں کی آگ پر سے گذرتی تو لوگ خچر کو دیکھ کر کہہ دیتے: رسول اللہ ﷺ کی خچر ہے اور آپ کا چچا جا رہا ہے اور آپ کی خچر پر سوار ہے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کی آگ کے قریب سے گذرے تو انہوں نے کہا: یہ کون ہے؟ اور میرے قریب آ گئے اور میرے پیچھے ابوسفیان کو خچر پر بیٹھے دیکھا تو کہا: اللہ کا دشمن ابوسفیان ہے۔ اللہ کا شکر ہے بغیر عہد و پیمان اللہ نے اس کو ہماری گرفت میں لا کھڑا کیا ہے۔ میں اس کی گردن ماردوں گا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نکل کر نبی ﷺ کی طرف دوڑ پڑے اور میں نے خچر دوڑائی اور عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے آپ ﷺ تک پہنچ گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی آ کر داخل ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! یہ ابو سفیان ہے، بغیر عہد و پیمان کے اس کو اللہ نے ہمارے زیر تسلط کر دیا ہے۔ آپ اجازت دیں، میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔
میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اس کو امن دے دیا ہے، جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق زیادہ باتیں کیں تو میں نے کہا: اے عمر! ٹھہر بھی جاؤ۔ اگر بنو عدی بن کعب سے ہوتا تو اتنی باتیں تو نہ کہتا مگر تو جانتا ہے کہ یہ بنی عبد مناف میں سے ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عباس! اس کو اپنے خیمے میں لے جاؤ۔ کل میں نے حاضر کیا تو آپ نے فرمایا: ابوسفیان! تیرے لیے افسوس ہے کہ ابھی تیرا وقت نہیں کہ تو کہہ دے: میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ۔
اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! آپ

أَنْ تَعْلَمَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا أَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ هٰذِهِ وَاللّٰهِ كَانَ فِي النَّفْسِ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى الآنَ ، قَالَ الْعَبَّاسُ :قُلْتُ وَيْحَكَ يَاأَبَا سُفْيَانَ! اَسْلِمْ وَاشْهَدْأَنْ لاَإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عُنُقُكَ، فَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ وَأَسْلَمَ .

وَفِيْهِ: حَتَّى مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ لاَيَرَى مِنْهُمْ إِلَّا الْحَقْدَ، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلاَءِ؟ قُلْتُ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ :مَا لِأَحَدٍ بِهٰؤُلاَءِ قِبَلٌ وَلاَ طَاقَةٌ ، وَاللّٰهِ! يَا اَبَاالْفَضْلِ! لَقَدْ اَصْبَحَ مُلْكُ ابْنِ أَخِيْكَ الْغَدَاةَ عَظِيْمًا ، قُلْتُ: يَاأَبَا سُفْيَانَ! إِنَّهَا النُّبُوَّةُ قَالَ: فَنَعَمْ إِذًا ، قُلْتُ : النَّجَاةَ إِلَى قَوْمِكَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا جَاءَ هُمْ صَرَخَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَاقُرَيْشُ ، هٰذَا مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَ كُمْ بِمَا لاَقِبَلَ لَكُمْ بِهِ ، فَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ امْرَأَتُهُ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَأَخَذَتْ بِشَارِبِهِ فَقَالَتِ: اقْتُلُوْا الدُّهْمَ الْاَحْمَسَ، فَبِئْسَ طَلِيْعَةُ قَوْمٍ أَنْتَ، فَقَالَ: وَيْحَكُمْ لاَتَغُرَّنَّكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّهُ قَدْجَاءَ بِمَا لاَقِبَلَ لَكُمْ بِهِ، قَالُوْا: وَمَا تُغْنِي عَنَّادَارُكَ؟ قَالَ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ فَتَفَرَّقُوْا إِلَى دُوْرِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ .

کتنے تحمل والے، مکرم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں میرا گمان ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک ہوتا تو وہ ضرور میری مدد کرتا۔ آپ نے فرمایا: تیرے لیے افسوس ہے! ابوسفیان کیا ابھی تجھے علم نہیں ہوا کہ میں محمد اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا! آپ بہت متحمل مزاج اور کریم النفس ہیں، اس سے میرے دل میں تا حال شک ہی ہے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابوسفیان! تیرے لیے افسوس ہے! اسلام قبول کر لے اور گواہی دے دے اس سے پہلے کہ تیری گردن مار دی جائے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تو اس نے شہادتِ حق دی اور اسلام قبول کیا۔

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر جب ابوسفیان نے نبی ﷺ کو مہاجرین وانصار کے ساتھ گذرتے دیکھا تو اس کو لوہے اور ہتھیاروں کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جا رہے ہیں۔ اس نے کہا: ان سے نہ تو مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی میں اتنی طاقت ہے۔ قسم اللہ کی! اے ابوالفضل! تیرا بھتیجا بہت بڑا بادشاہ بن چکا ہے، میں نے کہا: اے ابوسفیان! یہ نبوت کا جلال ہے۔ اس نے کہا: پھر ایسا ہی ہوگا، میں نے کہا: جا کر قوم کو نجات کی راہ بتا۔ تو وہ گیا اور جب ان کے پاس گیا تو بلند آواز سے کہا: اے قریش! محمد ﷺ ایک فوج لے کر آ گئے ہیں جس کا مقابلہ کرنے کی تمہیں طاقت نہیں ہے۔ چنانچہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا۔

اس کی طرف اس کی بیوی ہند بنت عتبہ اُٹھی اور موچھوں سے پکڑ کر کہا: اس کالے موٹے تازے کو قتل کر دو۔ یہ تو قوم کے

لیے بدترین خبر رساں ہے۔ابوسفیان نے کہا: لوگو! اس عورت کی بات پر غور نہ کرو، تمہارے لیے بڑی تباہی آ رہی ہے۔ وہ اتنی فوج لے کر آئے ہیں جس کا مقابلہ تم ہرگز نہیں کر سکتے۔ لوگوں نے کہا: تیرے گھر تو سما نہیں سکتے۔ اس نے کہا: جس نے اپنا دروازہ بند کیا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو بیت اللہ میں داخل ہوا وہ بھی امن میں ہوگا۔ پھر لوگ متفرق ہو کر اپنے گھروں کی طرف اور مسجد الحرام کی طرف چل دیے۔'' (رواه الطبرانی فی الکبیر: ١٩/ ١٨٢)

شرح: ......منگل (١٧) رمضان ٩ھ کی صبح رسول اللہ ﷺ مرالظہر ان سے مکہ روانہ ہوئے۔ ویسے آپ نے مدینہ (١٠) رمضان کو چھوڑا تھا، دس ہزار صحابہ کرام ساتھ تھے اور مدینہ میں ابورہم کو نائب بنایا تھا۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے نہایت جاندار تبصرہ فرمایا ہے:

یہ وہ فتح اعظم ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے دین کو، اپنے رسول کو، اپنے لشکر کو اور اپنے امانت دار گروہ کو عزت بخشی اور اپنے شہر کو اور اپنے گھر کو جسے دنیا والوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنایا ہے کفار ومشرکین کے ہاتھوں سے چھٹکارا دلایا۔

اس فتح سے آسمان والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اس کی عزت کی طنابیں جوزاء کے شانوں پر تن گئیں اور اس کی وجہ سے لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے اور روئے زمین کا چہرہ روشنی اور چمک دمک سے جگمگا اٹھا۔

(زادالمعاد:٢/١٦٠)

غزوۂ فتح کا سبب یہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں یہ طے پایا تھا کہ جو قریش کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے تو داخل ہوسکتا ہے اور جو محمد ﷺ کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے داخل ہوسکتا ہے۔

اس دفعہ کے تحت بنوخزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد و پیمان میں داخل ہوگئے اور بنوبکر قریش کے عہد و پیمان میں آ گئے۔ دور جاہلیت میں ان دونوں قبیلوں میں عداوت اور کشاکش چلی آ رہی تھی اور صلح کی شق میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ کوئی قبیلہ اگر کسی حملے کا شکار ہوگا تو یہ خود اس فریق پر حملہ تصور ہوگا۔

ہوا یہ کہ رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر نوفل بن معاویہ دیلی نے بنوبکر کی ایک جماعت ساتھ لے کر بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور انہوں نے بنوخزاعہ کو حرم تک پہنچا دیا۔

اس کے ہمنوا بنوبکر نے کہا، نوفل اب تو ہم حرم میں داخل ہوگئے۔ نوفل نے کہا: آج کوئی الٰہ نہیں۔ ادھر عمرو بن سالم خزاعی مدینہ پہنچا۔ آپ ﷺ اس وقت مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ عمرو نے اپنی داستانِ دلخراش پورے درد کے ساتھ پیش کی۔ جس میں اس شق کی خلاف ورزی کا ذکر کیا جو صلح میں باندھی گئی تھی۔

اس کے جواب میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عمرو بن سالم! تیری مدد کی گئی۔ یہ دیکھو آسمان پر بادل کا ٹکڑا تمہاری مدد کی بشارت سے دمک رہا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے نہایت ہی خفیہ انداز میں تیاری کی اور فتح مکہ کے لیے روانہ ہوگئے اور اچانک اہل مکہ

کے سروں پر پہنچ گئے۔ (الرحیق: ۵۳۵)

۱۔ اس میں اختلاف ہے کہ مکہ زبردستی فتح ہوا ہے یا کہ صلح سے زیر نگیں آیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نہایت ہی موزوں تبصرہ فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مکہ فتح تو زبردستی ہوا ہے مگر اہلیان مکہ کے ساتھ سلوک وہ ہوا ہے جو ایک امن وامان والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۸/۱۳)

۲۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مکہ کے گھر کرائے پر دینا اور انہیں ملکیت میں لینا جائز ہے۔

اور اس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا شرف بھی ظاہر ہوتا ہے اور ان کی تالیف قلب کا پتہ چلتا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ حالانکہ ابوسفیان کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شدید ردعمل تھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی گردن مارنے کی اجازت طلب کی تھی اور حضرت عباس ابوسفیان کی حمایت میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سخت اور تلخ بات کی تھی۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو حضرت عباس کے پاس رات رہنے کی اجازت دی۔ ابوسفیان صبح آئے تو آپ نے فرمایا: نبوت سے پہلے ایمان لے آؤ۔ ابھی تک آپ کو علم نہیں ہوا کہ اسلام سچا دین ہے تب انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ (عون المعبود: ۳/۱۲۳)

۳۔ ابن خطل نے ایک انصاری کو رستہ میں فریب دے کر قتل کر دیا تھا اور اس کا مال لے کر بھاگ گیا تھا۔ اس کے اس جرم کی وجہ سے اسے امن نہ ملا تھا۔

اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ حرم واجب حکم اور حد لگانے سے حفاظت نہیں دیتا۔ ابن خطل کو سعید، عمار اور ابو برزہ رضی اللہ عنہم نے قتل کیا تھا۔ (عون المعبود: ۳/۱۲)

۴۔ بتوں کو شیطان نے بڑے مضبوط پایوں سے گاڑھ رکھا تھا۔ تاہم وہ سرنگوں ہو رہے ہیں۔ اور ساری دنیا کے سرمایہ توحید کے ہاتھوں گدی کے بل جھکتے جاتے ہیں۔

یہ سلوک نبی صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی اور ان کے پرستاروں کی تذلیل کے لیے کر رہے تھے تاکہ بخوبی واضح ہو جائے یہ کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں، یہ تو اپنی جانوں کا دفاع نہیں کر سکتے انہوں نے دوسروں کو کیا بچانا ہے۔
(فتح الباری: ۸/ ۱۷)

۵۔ اور یہ بھی ثابت ہوا جھنڈا سیاہ داڑھی دھار اور سفید بھی جائز ہے۔ ان روایات میں تعارض نہیں۔ رایۃ چھوٹے جھنڈے کو کہتے ہیں اور لواء بڑے کو کہتے ہیں لہٰذا دونوں قسم کے رنگ تھے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۳۷)

۶۔ تصویروں سے عبادت خانوں اور گھروں کو پاک رکھا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تصویر بتان کو توڑا تھا ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بت بھی تھے اور انہوں نے ان کے ہاتھوں میں تیر تھما رکھے

تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ انہیں غارت کرے، انہوں نے پیغمبروں کے ہاتھوں میں تیر تھما دیے ہیں۔ وہ کب تیروں سے تقسیم کیا کرتے تھے۔ (عون المعبود: ۱۲۲/۴)

غَزْوَةُ حُنَيْنٍ

غزوہ حنین

٦٦٥١ــــ عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ أَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوْا السَّيْرَ حَتَّى كَانَتْ عَشِيَّةً فَحَضَرْتُ الصَّلاَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا أَنَابِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَشَائِهِمُ اجْتَمَعُوْا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدِ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ فَارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتَّى تَكُوْنَ فِي أَعْلاَهُ وَلاَ نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ إِلَى مُصَلاَّهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ اَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ؟ قَالُوْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَحْسَسْنَاهُ، فَثُوِّبَ بِالصَّلاَةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي

۶۶۵۱۔ ”سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کے دن گئے۔ جب شام کا وقت آیا تو ایک مرد سوار خبر لے کر حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس سے گیا اور جا کر فلاں پہاڑ پر چڑھا اور میں نے بنو ہوازن کو دیکھا کہ وہ سب کے سب آ گئے ہیں حتیٰ کہ اپنی عورتیں، اونٹ اور بکریاں سب اشیاء لے کر میدان حنین میں جمع ہو چکے ہیں۔ پس آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: یہ تمام اشیاء کل کو مسلمانوں کے لیے غنیمت ہوں گی ان شاء اللہ۔

پھر فرمایا: آج ہماری چوکیداری کون کرے گا؟ انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: سوار ہو جا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا تو آپ نے فرمایا: اس پہاڑی کے اوپر چلا جا اور اس طرف سے ہم پر بے خبری میں آج رات حملہ نہ ہونے پائے۔

فجر طلوع ہوئی تو نبی ﷺ نے جائے نماز پر آ کر دو رکعات پڑھیں اور پھر فرمایا: کیا تم نے اپنا سوار آتے محسوس کیا؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور آپ ﷺ نماز کی حالت میں بھی پہاڑی کی طرف دیکھتے تھے یہاں تک کہ نماز پڑھ کر سلام پھیرا اور فرمایا: تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ تمہارا سوار آ رہا ہے۔ ہم نے درختوں کے درمیان سے آتا

(٦٦٥١) ابو داود: ٢٥٠١ـ صحیح، البانی: ٢١٨٣.

وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلاتَهُ وَسَلَّمَ قَالَ: اَبْشِرُوْا فَقَدْ جَاءَ كُمْ فَارِسُكُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلالِ الشَّجَرِفِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْجَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ اطَّلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَأَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: لاإِلاَّ مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَوْجَبْتَ فَلاَ عَلَيْكَ اَنْ لاَ تَعْمَلَ بَعْدَهَا .

(رواه أبوداود: ٢٥٠١)

دیکھا اور وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کھڑا ہوا اور اس نے بیان کیا کہ میں پہاڑی پر گیا جیسے آپ نے حکم دیا تھا اور صبح طلوع ہونے پر ہر دو پہاڑیوں پر جا کر دیکھا اور کسی طرف کوئی نظر نہیں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو رات کو گھوڑے سے اترا ہے؟ اس نے کہا: نہیں اترا، صرف نماز کے لیے یا حاجت رفع کرنے کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے جنت واجب ہے اور اس کے بعد تو نے کوئی عمل نہ کیا تب بھی تیرے لیے کوئی حرج نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٦٥٢ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطْفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِذَرَارِيِّهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ آلاَفٍ وَمَعَهُ الطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ: فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَ يْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، قَالَ: فَالْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! فَقَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ، قَالَ: وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ

٦٦٥٢۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حنین کے دن بنو ہوازن اور غطفان اپنی اولاد اور اپنے مال مویشی ساتھ لے کر مقابلے پر آئے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ دس ہزار مدینے کی فوج تھی اور آپ کے ساتھ مکہ کے وہ لوگ بھی تھے جو آزاد کر دیے گئے تھے۔ ان کو طلقاء کہا جاتا تھا۔ وہ دشمن کے مقابلہ پر آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تو اس دن آپ نے دوبار آواز دی اور درمیان میں دوسری کوئی بات نہ کی۔ آپ نے دائیں طرف دیکھ کر فرمایا: اے انصار کی جماعت! تو انصار نے کہا: یارسول اللہ! آپ کو بشارت ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بائیں طرف منہ پھیر کر فرمایا: اے انصار کی جماعت! تو انصار نے کہا: لبیک یا رسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، ہم آپ کے

(٦٦٥٢) مسلم: ١٠٥٩۔ بخاری: ٦٧٦٢۔ نسائی: ٢٦١٠۔ احمد: ١٣٥٠١۔ دارمی: ٢٥٢٧۔ بخاری: ٣١٤٧.

فَقَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ وَأَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِذَا كَانَتِ الشِّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعَى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرَنَا، فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ، فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ، فَسَكَتُوْا فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِمُحَمَّدٍ تَحُوْزُوْنَهُ إِلَى بُيُوْتِكُمْ؟ قَالُوْا: بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَضِيْنَا، قَالَ: فَقَالَ: لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

(رواه مسلم: ۱۰۵۹)

وَفِي رِوَايَةٍ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَفِقَ يُعْطِيْ رِجَالاً مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ؟ قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا كَانَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟ قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ أَمَا ذَوُوْ آرَائِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا:

ساتھ ہیں۔ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ آپ خچر سے اترے اور فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

مشرکین شکست اُٹھا کر بھاگ گئے اور اس دن آپ ﷺ کو بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی۔ آپ نے وہ مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم کی اور انصار کو کچھ نہیں دیا۔ انصار نے کہا: جب سختی اور شدت کا وقت آتا ہے تو ہمیں آواز دی جاتی ہے اور مال غنیمت دیگر لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ آپ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے ان سب کو ایک خیمے میں جمع کیا اور فرمایا: اے انصار کی جماعت! وہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ تو انصار خاموش ہو رہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ دوسرے لوگ مال دنیا لے کر واپس جائیں اور تم محمد ﷺ کو اپنے گھر میں لے جاؤ۔ تو انصار نے کہا: ہاں! اے اللہ کے رسول! ہم اس بات پر راضی ہیں، آپ نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی میں چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کرونگا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کے لوگوں کو دینا شروع کر دیا اور سوسو اونٹ دیے۔ انصار کے چند افراد نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف کر دے، قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں ترک کرتے ہیں اور ہماری تلواریں ان کے خون کے قطرے گرارہی ہیں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی گئی۔ آپ نے انصار کی طرف پیغام ارسال کیا اور ان کو جمع کیا پھر فرمایا: وہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ انصار کے اہل علم نے کہا: ہمارے اصحاب رائے نے تو کچھ نہیں کہا، البتہ ہمارے نوعمر افراد نے وہ بات کہی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے ان لوگوں کو مال دیا ہے جو قریب وقت میں کفر سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں (میں

يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْأَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي أُعْطِي رِجَالاً حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْا إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَوَاللّٰهِ مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ قَالُوْا: بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ عَلَى الْحَوْضِ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمْ نَصْبِرْ. (رواه البخاري: ٣١٤٧)

ان کو مانوس کرنا چاہتا ہوں۔) تو کیا تم راضی نہیں کہ لوگ تو دنیا کا مال لے کر گھروں کو واپس جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ۔

قسم اللہ کی! جو چیز تم لے کر واپس جاؤ گے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو وہ لے کر جائیں گے۔ انصار نے کہا: ہاں! اے اللہ کے رسول! ہم راضی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میرے بعد شدید ترجیح دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملاقات کرو۔ حوض کوثر پر اللہ اور اس کے رسول سے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس ہم صبر نہیں کر سکے۔''

٦٦٥٣ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِ؟ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَدَعَا الْأَنْصَارَ قَالَ: فَقَالَ: مَا الَّذِيْ بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَكَانُوْا لاَ يَكْذِبُوْنَ، بِنَحْوِهِ. (رواه البخاري: ٣٧٧٨)

٦٦٥٣۔ ''اور دوسری روایت میں ہے کہ انصار نے کہا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہماری تلواریں ان لوگوں کے خون سے تر ہیں اور ہمارے حصے کی غنیمتیں انہی لوگوں کو دی جا رہی ہیں؟ یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: وہ کیا بات ہے جو تمہاری جانب سے مجھے موصول ہوئی ہے؟ اور انصار جھوٹ نہیں بولتے تھے۔'' (مثل احادیث سابق)

٦٦٥٤ـــ وَفِي أُخْرَى: غَزَوْنَا حُنَيْنًا فَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ بِأَحْسَنِ صُفُوْفٍ رَأَيْتُ قَالَ فَصُفَّتِ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ قَالَ وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيْرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلاَفٍ وَعَلَى مُجَنَّبَةِ خَيْلِنَا

٦٦٥٤۔ ''ایک دوسری روایت میں ہے: ہم نے جنگ حنین لڑی اور مشرکین بہت عمدہ صفیں بنا کر آ گئے۔ دیکھا تو آگے گھوڑ سواروں کی صفیں ہیں، ان کے پیچھے لڑنے والوں کی صف، ان کے پیچھے عورتوں کی صف، ان کے پیچھے بکریوں کی صف اور ان کے پیچھے اونٹوں چوپایوں کی صف تھی۔ ہم لوگ بڑی تعداد میں تھے تقریباً چھ ہزار ہوں گے اور ہمارے

(٦٦٥٣) بخاری: ٣٧٧٨۔ مسلم: ١٠٥٩۔ ترمذی: ٣٩٠١۔ نسائی: ٢٦١٠۔ احمد: ٣٥٢٨۔ دارمی: ٢٥٢٧.
(٦٦٥٤) مسلم: ١٠٥٩۔ بخاری: ٢٣٧٧۔ نسائی: ٢٦١٠۔ احمد: ١١٧٧٧۔ دارمی: ٢٥٢٧.

خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ فَجَعَلَتْ خَيْلُنَا تَلْوِيَ خَلْفَ ظُهُوْرِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ أَن انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ نَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَنَادَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَالَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَالَ الْمُهَاجِرِيْنَ ثُمَّ قَالَ: يَالَ الْأَنْصَارِ يَالَ الْأَنْصَارِ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: هٰذَا حَدِيْثُ عِمِّيَّةٍ قَالَ: قُلْنَا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَايْمُ اللّٰهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتَّى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ قَالَ فَقَبَضْنَا ذَالِكَ الْمَالَ، ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ فَنَزَلْنَا قَالَ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِي الرَّجُلَ الْمِائَةَ مِنَ الإِبِلِ. (رواه مسلم: ١٠٥٩)

گھوڑوں کے ہراول دستے پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمارے گھوڑ سوار پیچھے مڑنے لگے اور تھوڑے سے وقت میں وہ بھاگ گئے۔ عام اعراب اور دیگر جانے پہچانے لوگ بھی بھاگ گئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے منادی کرائی: اے مہاجرین! اور اے انصار! (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ میں یہ ظاہری شکست ہماری آپس میں غرور کی باتوں کی وجہ سے ہوئی) ہم نے کہا: لبیک یا رسول اللہ! رسول اللہ ﷺ ہم سے پہلے آگے بڑھے اور ہمارے کفار کے قریب جانے سے پہلے ہی اللہ نے ان کو شکست دیدی۔ اور ہم نے ان کے مال پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہم طائف گئے اور چالیس دن ان کا محاصرہ کر کے پھر ہم مکہ واپس آ گئے اور وہاں ٹھہرے تو نبی کریم ﷺ نے ایک ایک نومسلم کو سوسو اونٹ دیے۔"

٦٦٥٥ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِبْنِ عَاصِمٍ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلاَّلاً فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي؟ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا: قَالُوْ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَنُّ، قَالَ: مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا: قَالُوْ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَنُّ، قَالُوْ: لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ: جِئْتَنَا كَذَاوَكَذَا (رواه البخاري: ٤٣٣٠)

٦٦٥٥۔ "بخاری و مسلم کی عبداللہ بن زید بن عاصم سے روایت میں مثل روایت سابقہ مذکور ہے۔ اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم گمراہ نہیں تھے؟ اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی اور تم مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے، میرے باعث اللہ نے تمہیں متحدہ کر دیا اور تم مفلس تھے، اللہ نے میرے سبب تمہیں غنی کر دیا؟ جب آپ ﷺ کوئی بات کہتے تو انصار کہتے: اللہ اور اس کے رسول کا احسان ہے۔ آپ نے فرمایا: تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ کہا: جب آپ ﷺ کوئی بات کہتے تو وہ کہتے: اللہ اور اس کے رسول ہی کا احسان ہے۔ انہوں نے کہا: اگر تم چاہتے تو کہہ دیتے کہ اے نبی! آپ ہمارے پاس اس حالت میں آئے اور یہ حال تھا۔"

(٦٦٥٥) بخاری: ٤٣٣٠۔ مسلم: ١٠٦١۔ احمد: ١٦٠٣٥.

٦٦٥٦ــــ قَالَ عَبَّاسٌ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ أَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نُفَاثَةَ الْجُذَامِيُّ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ قَالَ عَبَّاسٌ وَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لاَ تُسْرِعَ وَأَبُوْ سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيْ عَبَّاسُ! نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ، فَقَالَ عَبَّاسٌ: وَكَانَ رَجُلاً صَيِّتًا، فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ؟ قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلاَدِهَا، فَقَالُوْا: يَا لَبَّيْكَ يَالَبَّيْكَ! قَالَ: فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! قَالَ: ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَقَالُوْا: يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ! يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ! فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ، فَقَالَ

٦٦٥٦۔ ''سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کے دن حاضر تھا، چنانچہ میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ سے جدا نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے فید خچر پر سوار تھے جو آپ کو فروہ بن نفاثہ جُذامی نے تحفہ دیا تھا، جب دونوں فریقوں، یعنی مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان کا فروں سے بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کفار کی طرف اپنا خچر دوڑانا شروع کر دیا۔ آپ کے خچر کی لگام میں نے تھام رکھی تھی اور میں اس کو تیز دوڑنے سے روک رہا تھا جبکہ ابوسفیان بن حارث نے آپ کی رکاب پکڑی ہوئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عباس! اصحاب بیعت الرضوان کو آواز دو۔ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بلند آواز انسان تھا، میں نے کہا: کیکر کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم! میری آواز سنتے ہی وہ لوگ اس طرح پلٹ آئے جیسے گائے اپنے بچے کی طرف دوڑ آتی ہے۔ اور وہ کہنے لگے: ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں چنانچہ وہ اور کفار لڑنے لگے تو میں نے آواز دی: اے انصار کی جماعت! اے انصار کی جماعت! پھر میں نے مخصوص آواز دی: اے بنو حارث بن خزرج! رسول اللہ ﷺ نے خچر پر سے لڑنے کے لیے بڑھتے ہوئے فرمایا: اب لڑائی کی آگ بھڑک اُٹھی ہے۔ پھر آپ نے کنکریاں لے کر کفار کی طرف پھینکیں اور فرمایا: رب محمد ﷺ کی قسم! وہ شکست کھا گئے۔ میں نے بڑھ کر دیکھا تو کفار بدستور لڑ رہے تھے اور جب آپ ﷺ نے کنکریاں پھینک دیں تو ان کی شدت ٹوٹ گئی اور وہ کام

(٦٦٥٦) مسلم: ١٧٧٥۔ احمد: ١٧٧٨۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰـذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ قَـالَ: ثُـمَّ أَخَـذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَـصَيَاتٍ فَـرَمَـى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ، ثُمَّ قَالَ: انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُـحَمَّدٍ! قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَـلَـى هَيْئَتِهِ فِيْمَاأَرَى، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَـاهُـمْ بِـحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيْلاً وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا. (رواه مسلم: ١٧٧٥)

پلٹ کر رہا۔'' (مسلم)

٦٦٥٧ــ عَـنْ أَبِـي إِسْحَقَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَـى الْبَرَاءِ فَقَالَ: أَكُنْتُمْ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ يَا أَبَـا عُـمَارَةَ! فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ مَـاوَلَّـى وَلٰـكِـنَّـهُ انْطَلَقَ أَخِفَّاءُ مِنَ النَّاسِ وَحُسَّرٌ إِلَى هٰذَا الْحَيِّ مِنْ هَوَازِنَ وَهُمْ قَوْمٌ رُمَـاةٌ فَـرَمَوْهُمْ بِرِشْقٍ مِّنْ نَبْلٍ كَأَنَّهَا رِجْلٌ مِّـنْ جَـرَادٍ، فَـانْـكَشَـفُوْا فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ إِلَى رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُـوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَـقُـوْدُ بِـهِ بَغْلَتَهُ فَنَزَلَ وَدَعَا وَاسْتَنْصَرَوَهُوَ يَـقُـوْلُ: أَنَـا الـنَّـبِـيُّ لاَ كَذِبْ أَنَـا ابْنُ عَبْدِ الْـمُـطَّلِبْ اللّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَالـلّٰـهِ! إِذَا احْـمَـرَّ الْبَـأْسُ نَتَّقِيْ بِـهِ وَإِنَّ الشُّـجَـاعَ مِـنَّـا لَـلَّـذِيْ يُـحَاذِيْ بِـهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ. (المسلم: ١٧٧٦)

٦٦٥٧۔ ''ابو اسحاق روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ سیدنا براء رضی اللہ عنہ کو کسی نے سوال کیا۔ کیا آپ حنین کے دن منہ پھیر کر چلے گئے تھے؟ اے ابوعمارہ! انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نہیں بھاگے، البتہ ناتجربہ کار لوگ بنو ہوازن کی طرف گئے۔ وہ تیرانداز قوم تھی، انہوں نے تیر برسائے اور تیر اس طرح آ رہے تھے گویا ٹڈی دل جا رہی ہو۔ تو یہ بھاگ کھڑے ہوئے اور دشمن قوم رسول اللہ ﷺ کی طرف آ گئی اور ابوسفیان بن حارث آپ کی خچر کو چلا رہا تھا۔ آپ ﷺ اترے، دعا کی، امداد طلب کی اور آپ نے فرمایا: میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اے اللہ! اپنی نصرت نازل فرما۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! جب لڑائی تیز ہو جاتی تو ہم آپ ﷺ کے پاس آ کر اپنا تحفظ حاصل کرتے تھے اور ہمارے بڑے بڑے بہادر بھی آپ کی پناہ لیتے تھے۔''

٦٦٥٨ـ وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمُ انْـكَشَـفُوْا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتَقْبَلُوْنَا

٦٦٥٨۔ ''ایک روایت میں ہے کہ ہم نے جب حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے، پھر ہم مال غنیمت پر متوجہ ہو گئے (جمع کرنے لگے) تو دشمن

(٦٦٥٧) مسلم: ١٧٧٦۔ بخاری: ٤٣١٦۔ ترمذی: ١٦٨٨۔ احمد: ١٨٠٦٩.

(٦٦٥٨) مسلم: ١٧٧٦۔ بخاری: ٤٣١٥۔ ترمذی: ١٦٨٨۔ احمد: ١٨٢٣١.

بِـالسِّهَامِ . (رواه مسلم: ١٧٧٦) وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِنَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمُ انْكَشَفُوْا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتَقْبَلُوْنَا بِالسِّهَامِ . (رواه مسلم: ١٧٧٦)

نے ہم پر تیراندازی کر دی اور ہم پر حملہ آور ہوئے۔"

٦٦٥٩ـــ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: غَزَوْنَا مَـعَ رَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ هَـوَازِنَ فَبَيْنَـا نَحْنُ نَتَـضَحَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَأَنَاخَهُ ثُمَّ انْتَزَعَ طَلَقًا مِّنْ حَـقَبِـهِ فَقَيَّدَ بِهِ الْجَمَلَ ثُمَّ تَقَدَّمَ يَتَغَدَّى مَعَ الْـقَـوْمِ وَجَعَلَ يَنْظُرُ وَفِيْنَا ضَعْفَةٌ وَرِقَّةٌ فِي الـظَّهْـرِ وَبَعْضُنَا مُشَاةٌ إِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ فَأَتَى جَـمَـلَـهُ فَـأَطْلَقَ قَيْدَهُ ثُمَّ أَنَاخَهُ وَقَعَدَ عَلَيْهِ فَـأَثَارَهُ فَاشْتَدَّ بِهِ الْجَمَلُ فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ عَلَى نَـاقَةٍ وَرْقَـاءَ ـ قَـالَ سَلَمَةُ: وَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ فَـكُـنْـتُ عِنْدَ وَرِكِ النَّاقَةِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى كُـنْـتُ عِـنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى اَخَـذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَأَنَخْتُهُ فَلَمَّا وَضَعَ رُكْبَتَـــهُ فِـي الْأَرْضِ اخْتَـرَطْتُ سَيْـفِـي فَـضَـرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ ، فَنَدَرَ ، ثُمَّ جِئْتُ بِـالْـجَـمَـلِ أَقُوْدُهُ عَلَيْـهِ رَحْلُـهُ وَسِلاَحُـهُ فَـاسْتَـقْبَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالـنَّاسُ مَعَهُ فَـقَالَ: مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ؟ قَالُوْا: بْنُ الاَكْوَعِ ، قَــالَ: لَــهُ سَـلَبُــهُ أَجْـمَعُ . (رواه مسلم: ١٧٥٤)

٦٦٥٩۔"سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں بنو ہوازن سے جنگ کی۔ اس اثنا میں کہ ہم آپ کے ساتھ چاشت کے وقت ناشتہ کر رہے تھے اچانک ایک مرد سرخ اونٹ پر سوار آیا اور اس نے اونٹ بٹھایا، تھیلے سے ایک مضبوط رسی نکالی اور اس کے ساتھ اونٹ کا گھٹنا باندھا پھر قریب آیا اور لوگوں کے ساتھ ناشتہ کیا۔ اس نے ہماری کمزوری ملاحظہ کی اور ہمارے سواری کے جانوروں کو بھی نرم حالت میں دیکھا اور دیکھا کہ ہم میں سے بعض لوگ پیادہ ہیں، پھر وہ تیزی سے اٹھا اور اپنے اونٹ کے پاس گیا، اس کی گرہ کھولی پھر اس کو لے کر دوڑ گیا۔ تعاقب کرنے کے لیے اس کے پیچھے ایک آدمی خاستری رنگ کی اونٹنی پر سوار ہوا۔ میں نے بھی اس کے پیچھے پیادہ دوڑ لگا دی، پہلے تو میں اونٹنی کی سرین کے برابر ہوا، پھر (جاسوس کے) اونٹ کی سرین کے برابر ہوا، پھر اور آگے جا کر اس کے اونٹ کی مہار پکڑ کر اس کو بٹھایا اور تلوار سے مرد کا سر قلم کر دیا اور وہ مر گیا۔ میں نے مقتول کا سامان اور اس کے ہتھیار اس کے اونٹ پر رکھے۔ میں واپس آ رہا تھا تو میرے سامنے سے رسول اللہ ﷺ لوگوں سمیت آ رہے تھے آپ نے فرمایا: اس جاسوس مرد کو کس نے قتل کیا؟ لوگوں نے عرض کی: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے، آپ نے فرمایا: "اس آدمی کا سارا مسلوبہ مال اسی کا ہے۔"

(٦٦٥٩) مسلم: ١٧٥٤ـ بخاری: ٣٠٥١ـ ابو داود: ٢٦٥٣ـ ابن ماجه: ٢٨٣٦ـ احمد: ١٦١٠١ـ دارمی: ٢٤٥١.

٦٦٦٠ـ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ، فَرَاَيْتُ رَجُلاً مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلاَرَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَدَرْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَّرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُّ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُاللّٰهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ قَتَلَ قَتِيْلاً لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ، فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُلِي، ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ: فَقُمْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ! فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ عَنِّي، فَقَالَ أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ لاَهَا اللّٰهِ إِذًا لاَّ يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ﷺ يُعْطِيْكَ سَلَبَهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: صَدَقَ فَأَعْطَاهُ، فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًافِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لاَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلاَمِ. (رواه البخاری: ٣١٤٢)

٦٦٦٠ـ ''سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ حنین کے سال نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوے میں شامل تھے۔ جب مقابلہ ہوا تو مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان پر غالب آ رہا ہے تو میں نے پیچھے سے جا کر اس کی گردن کی رگ کاٹ دی۔ اس نے میری طرف لوٹ کر مجھے پکڑ کر دبایا اور میں نے اس کے دبانے کی وجہ سے موت کی ہوا معلوم کی، پھر پہلے اسے موت نے آ دبوچا تو وہ مر گیا اور اس نے مجھے چھوڑ دیا، پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں کو کیا ہوا؟ میں نے کہا: جو اللہ کا حکم تھا وہی ہوا، پھر لوگ لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ بیٹھے اور فرمایا: جس نے کوئی قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس قتل کے گواہ ہوں تو مقتول کا مال اسی کا ہے۔ میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا: میرے لیے گواہی کون دیتا ہے؟ میں بیٹھ گیا، پھر آپ نے یہی فرمایا: تو میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا: میرے لیے گواہی کون دیتا ہے؟ میں پھر بیٹھ رہا، آپ نے پھر تیسری بار اسی طرح فرمایا: اور میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ابو قتادہ! تیرا کیا مقصد ہے؟ میں نے آپ کو اپنا قصہ سنایا۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! یہ درست کہتا ہے اور اس کے مقتول کا سلب میرے پاس ہے۔ آپ اس کو راضی کر دیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو گا۔ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کے ساتھ ایسا نہیں کیا جائے گا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے وہ لڑا ہے، کیا اس کا سلب آپ تجھے دیدیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ درست کہتے ہیں تو اس کا سلب اس کو دیدے تو اس نے مجھے دیدیا اور میں نے زرہ فروخت کی اور مدینہ میں بنوسلمہ میں ایک باغ خریدا تو یہ اسلام میں میری پہلی جائیداد تھی۔''

(٦٦٦٠) بخاری: ٣١٤٢ـ مسلم: ١٧٥١ـ ابو داود: ٢٧١٧ـ ترمذی: ١٥٦٢.

٦٦٦١ـ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خِنْجَرًا فَكَانَ مَعَهَا فَرَآهَا أَبُوْ طَلْحَةَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ أُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خِنْجَرٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا هٰذَا الْخِنْجَرُ؟ قَالَتِ اتَّخَذْتُهُ إِنْ دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بَقَرْتُ بِهِ بَطْنَهُ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوْا بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفَى وَأَحْسَنَ. (رواه مسلم: ١٨٠٩)
وَنَحْوَهٗ فِيْهِ أَنَّ أَبَاطَلْحَةَ قَتَلَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِيْنَ رَجُلاً فَأَخَذَ أَسْلاَبَهُمْ.

٦٦٦١ـ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حنین کے دن خنجر تیار کرایا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا: یا رسول اللہ! ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس خنجر ہے تو آپ نے ام سلیم کو کہا: یہ خنجر کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ میں نے تیار کرایا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ ام سلیم نے کہا: یا رسول اللہ! یہ جو طُلَقا ہمارے ساتھ آئے ہیں ان کی وجہ سے آپ کو شکست اٹھانی پڑی ہے۔ ان کو قتل ہی کرا دیجیے۔ فرمایا: یقیناً اللہ نے بچایا اور بہتر بندوبست کر دیا۔ مسلم و ابو داؤد میں اس کی مثل ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیس مشرک قتل کئے تھے اور ان سب مقتولوں کا سامان انہوں نے وصول کیا۔''

٦٦٦٢ـــ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَبْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حِيْنَ جَاءَهٗ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَرُدَّإِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ، وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِضْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُرَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّاإِحْدَى

٦٦٦٢ـ ''سیدنا مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کو بتایا کہ جب بنو ہوازن کا وفد اسلام قبول کر کے حاضر ہوا اور انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ ان کا مال اور ان کے قیدی واپس کیے جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ جو فوج ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو اور میرے نزدیک سچی بات سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ تم دو میں سے ایک چیز اختیار کرو یا مال یا قیدی، میں تمہارا انتظار کرتا رہا، اور آپ نے دس ایام سے زیادہ ان کا انتظار کیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے تھے۔ پھر جب ان پر واضح ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو میں سے ایک ہی چیز واپس کرتے ہیں تو انہوں نے کہا: ہم اپنے قیدی واپس لینا اختیار

(٦٦٦١) مسلم: ١٨٠٩.
(٦٦٦٢) بخاری: ٤٣١٩ـ ابو داود: ٢٦٩٣ـ احمد: ١٨٤٣٥.

الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَا بَعْدُ: فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاؤُ نَا تَائِبِيْنَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّإِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ ، فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا.
(رواه البخاري: ٤٣١٩)

کرتے ہیں۔ پھر آپ مسلمانوں کے درمیان کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آئے ہیں اور میں نے ان کے قیدی واپس کرنے کا فیصلہ کیا ہے، لہٰذا جو تم میں سے خوشی سے قیدی واپس کرتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ کریں۔ لوگوں نے کہا: ہم خوشی سے یہ کام کرتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں ہو سکے گا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی، تم واپس جاؤ اور اپنے اپنے سرداروں کے ذریعے سے اپنی اجازت ہم تک پہنچاؤ، لوگ واپس چلے گئے، چنانچہ ان کے سرداروں نے بات کی اور واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ تمام ساتھیوں نے خوشی سے اجازت دے دی ہے۔'' (البخاری)

٦٦٦٣ـــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ ، رَفَعَهُ وَفِيْهِ : قَالَ لَهُمْ: فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُومُوْا فَقُوْلُوْا: إِنَّا نَسْتَعِيْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَوِالْمُسْلِمِيْنَ فِي نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا ، فَلَمَّا صَلَّوُا الظُّهْرَ قَامُوْا ، فَقَالُوْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَمَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ ، فَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ: وَمَا كَانَ لَنَا فَهُوَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: أَمَّا أَنَا

٦٦٦٣۔ عمرو بن شعیب کی سند کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد کو فرمایا: جب میں ظہر کی نماز ادا کروں تو تم کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعے مسلمانوں سے اپنی عورتیں اور اپنے بیٹے واپس لینے میں مدد لیتے ہیں۔ جب انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی تو کھڑے ہو گئے اور یہ بات کہہ دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری جو چیز میرے پاس ہے اور بنو عبدالمطلب کے پاس ہے وہ تمہاری ہے۔ پھر مہاجرین نے کہا: جو ہمارے پاس ہے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے اور انصار نے بھی کہہ دیا کہ جو چیز

(٦٦٦٣) نسائی: ٣٦٨٨ـ حسن، البانی: ٣٤٤٩ـ ابو داود: ٢٦٩٤.

وَبَنُوْ تَمِيْمٍ فَلاَ، وَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُوْ فَزَارَةَ فَلاَ، وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُوْ سُلَيْمٍ فَلا، فَقَامَتْ بَنُوْ سُلَيْمٍ، فَقَالُوْا: كَذَبْتَ، مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! رُدُّوْا عَلَيْهِمْ نِسَاءَ هُمْ وَأَبْنَاءَ هُمْ فَمَنْ تَمَسَّكَ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ فَلَهُ سِتُّ فَرَائِضٍ مِنْ أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيْئُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْنَا. (للنسائي: ٣٦٨٨)

ہمارے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔ اقرع بن حابس نے کہا: میں اور بنوتمیم کوئی چیز واپس نہیں کرتے۔ اور عباس بن مرداس نے کہا: میں اور بنوسلیم بھی کوئی چیز واپس نہیں کرتے۔ بنوسلیم کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: تو نے غلط کہا ہے اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دو اور جس نے اس مال سے کوئی چیز روک رکھی ہے وہ واپس کر دے، اس کے لیے چھ گنا معاوضہ دیا جائے گا اور سب سے پہلی جو مالی قسط ہمارے پاس آئے گی اس سے ادا کریں گے جب اللہ ہمیں دے گا۔'' (نسائی)

٦٦٦٤ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا اسْتَقْبَلْنَا وَادِيَ حُنَيْنٍ، قَالَ انْحَدَرْنَا فِي وَادٍ مِنْ أَوْدِيَةِ تِهَامَةَ، أَجْوَفَ حَطُوْطٍ إِنَّمَا نَنْحَدِرُفِيْهِ انْحِدَارًا، قَالَ: وَفِي عَمَايَةِ الصُّبْحِ وَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ كَمَنُوْا لَنَا فِي شِعَابِهِ وَفِي أَجْنَابِهِ وَمَضَايِقِهِ قَدْ أَجْمَعُوْا وَتَهَيَّئُوْا وَأَعَدُّوْا، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا رَاعَنَا وَنَحْنُ مُنْحَطُّوْنَ إِلَّا الْكَتَائِبَ قَدْ شَدَّتْ عَلَيْنَا شَدَّةَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ وَانْهَزَمَ النَّاسُ رَاجِعِيْنَ فَاسْتَمَرُّوْا لاَ يَلْوِي أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَى أَحَدٍ وَانْحَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ الْيَمِيْنِ، ثُمَّ قَالَ: إِلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمَّ إِلَيَّ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: فَلاَ شَيْءَ احْتَمَلَتِ الْإِبِلُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَانْطَلَقَ

٦٦٦٤ـ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ہم وادی حنین میں گئے تو ہم تہامہ کی وادیوں میں ایک وادی کی ڈھلان پر تیزی کے ساتھ اترائی میں چلتے جاتے تھے، صبح کا اندھیرا چھایا تھا اور دشمن قوم مورچہ بند ہو کر گھاٹیوں میں آس پاس تیار بیٹھی تھی (راستہ تنگ تھا دشمن جمع، تیار اور امادہ تھا) اللہ کی قسم! ہمیں علم ہی نہ تھا کہ ہم اچانک فوج کے سامنے آ گئے اور ابھی ہم اتر رہے تھے کہ انہوں نے یکبارگی ہم پر حملہ کر دیا تو لوگ شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے اور کسی کی کوئی خبر نہیں رکھتا تھا، نبی کریم ﷺ نے دائیں طرف مائل ہو کر آواز دی اور فرمایا: اے لوگو! میرے پاس آ جاؤ۔ میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ البتہ آپ کے ساتھ ایک جماعت مہاجرین و انصار اور اہل بیت میں سے موجود تھی اور جو لوگ آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے ان میں سے ابوبکر و عمر، علی، عباس بن عبدالمطلب، ان کا بیٹا فضل بن عباس، ابوسفیان بن حارث،

(٦٦٦٤) احمد: ١٤٦٠٩ـ فيه ابن اسحاق وقد صرح بالسماع، في روايةابى يعلىٰ وبقية رجا له رجال الصحيح، هيثمى: ١٠٢٦٥.

النَّاسُ إِلَّا اَنَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا مِّنَ الْـمُهَـاجِـرِيْـنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ، غَيْرَ كَثِيْـرٍ وَفِيْـمَنْ ثَبَتَ مَعَهُ ﷺ اَبُـوْبَكْرٍ وَعُمَرَ وَمِـنْ أَهْـلِ بَيْتِـهِ عَـلِـيُّ ابْـنُ أَبِي طَـالِبٍ وَالْـعَبَّـاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنُهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ وَرَبِيْعَةُ بْـنُ الْـحَارِثِ وَأَيْمَنُ بْنُ عُبَيْدٍ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ أَيْـمَـنَ وَأُسَـامَةُ بْـنُ زَيْدٍ، قَالَ: وَرَجُلٌ مِنْ هَوَازِنَ عَلَى جَمَلٍ لَهُ أَحْمَرَ فِي يَدِهِ رَايَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ فِي رَأْسِ رُمْحٍ طَوِيْلٍ لَهُ أَمَامَ النَّاسِ وَهَوَازِنُ خَلْفَهُ فَإِذَا اَدْرَكَ طَعَنَ بِرُمْحِهِ وَإِذَا فَاتَهُ النَّاسُ رَفَعَهُ لِمَنْ وَرَاءَهُ فَاتَّبَعُوْهُ، قَالَ ابْـنُ إِسْـحَاقَ: وَحَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَبْنِ قَتَـادَةَ عَـنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِيْهِ جَـابِـرِبْـنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِـنْ هَـوَازِنَ صَـاحِـبُ الـرَّايَةِ عَلَى جَمَلِهِ ذٰلِكَ يَـصْـنَعُ مَا يَصْنَعُ إِذْ هُوَى لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِـي طَـالِبٍ وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُرِيْدَانِهِ، قَـالَ: فَيَـأْتِيْــهِ عَـلِـيٌّ مِّـنْ خَلْفِـهِ فَضَرَبَ عُرْقُوْبَيِ الْجَمَلِ فَوَقَعَ عَلَى عَجُزِهِ وَوَثَبَ الْأَنْصَارِيُّ عَلَى الرَّجُلِ فَضَرَبَهُ ضَرْبَةً أَطَنَّ قَـدَمَـهُ بِـنِـصْفِ سَاقِهِ فَانْعَجَفَ عَنْ رَحْلِهِ وَاجْتَـلَدَ النَّاسُ، فَوَاللّٰهِ مَا رَجَعْتُ رَاجِعَةُ النَّاسِ مِنْ هَزِيْمَتِهِمْ حَتَّى وَجَدُوْا الْأَسْرَى مُـكَتَّـفِيْـنَ عِـنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (لأحمد:

ربعیہ بن حارث، ایمن بن عبید جوام ایمن کا بیٹا تھا، اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم تھے۔

بنو ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ اس نے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا جھنڈا طویل نیزے پر اٹھا رکھا تھا اور بنو ہوازن کے آگے چل رہا تھا۔ جب کسی کو پاتا تو نیزہ مار دیتا اور کوئی آگے نہ ہوتا تو نیزہ پچھلے لوگوں کے سامنے بلند کر دیتا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اور ایک انصاری نے اس کی طرف رخ کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور انصاری نے تلوار مار کر اس شخص کے پاؤں کو نصف پنڈلی تک کاٹ دیا تو وہ کمزور ہو کر گر پڑا اور ہمارے لوگوں میں ہمت آ گئی۔

اللہ کی قسم! بھاگنے والے لوگ واپس آئے تو قیدی سر جھکائے آپ ﷺ کے پاس موجود تھے۔" (احمد وموصلی اور اس نے زائد بیان کیا ہے کہ جب شکست ہوئی تو صفوان بن امیہ کا بھائی گلدہ بلند آواز سے کہنے لگا: آج جادو باطل ہو گیا۔ پس صفوان نے کہا: خاموش رہ، اللہ تیرا منہ بند رکھے، اللہ کی قسم! اگر قریش کا مرد میرے اوپر حکومت کرتا ہو تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی مرد ہوازن میں سے میرے اوپر حاکم ہو۔"

١٤٦٠٩) وَالْـمَوْصِلِيّ وَزَادَ: فَصَرَخَ حِيْنَ كَانَتِ الْهَزِيْمَةُ كَلْدَةُ أَخُوْ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكٌ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي ضَرَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: أَلَا بَطَلَ السِّحْرُ الْيَوْمَ، فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ: اسْكُتْ فَضَّ اللّٰهُ فَاكَ، فَوَاللّٰهِ! لَأَنْ يُرَبِّي رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُرَبِّنِي رَجُلٌ مِنْ هَوَازِنَ.

٦٦٦٥۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَالَ: فَوَلّٰى عَنْهُ النَّاسُ وَثَبَتَ مَعَهُ ثَمَانُوْنَ رَجُلاً مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَنَكَصْنَا عَلَى أَقْدَامِنَا نَحْوًا مِّنْ ثَمَانِيْنَ قَدَمًا وَلَمْ نُوَلِّهِمُ الدُّبُرَ وَهُمِ الَّذِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ السَّكِيْنَةَ، قَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ يَمْضِي قُدُمًا فَحَادَتْ بِهِ بَغْلَتُهُ فَمَالَ عَنِ السَّرْجِ، فَقُلْتُ لَهُ: ارْتَفِعْ رَفَعَكَ اللّٰهُ فَقَالَ: نَاوِلْنِي كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَضَرَبَ بِهِ وُجُوْهَهُمْ فَامْتَلَأَتْ أَعْيُنُهُمْ تُرَابًا، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ؟ قُلْتُ: هُمْ أُوْلَاءِ، قَالَ: اهْتِفْ بِهِمْ، فَهَتَفْتُ بِهِمْ، فَجَاؤُا وَسُيُوْفُهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ كَأَنَّهَا الشُّهُبُ وَوَلَّى الْمُشْرِكُوْنَ. (رواه أحمد: ٤٣٢٤ والبزار والكبير)

٦٦٦٥۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حنین کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا جب باقی لوگ بھاگ گئے اور مہاجرین وانصار میں سے صرف اسّی مرد آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور ان ہی افراد پر اللہ نے تسکین نازل فرمائی۔ نبی ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے۔ وہ آپ کو لے کر تیزی کے ساتھ دوڑنے لگا۔ آپ زین پر ایک طرف مائل ہوئے تو میں نے کہا: بلند ہو جایئے، اللہ آپ ﷺ کو بلند رکھے۔ آپ نے فرمایا: کچھ مٹی اٹھا کر دیدے اور آپ نے کفار کے چہروں پر مٹی پھینک دی اور ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں۔ آپ نے فرمایا: اے مہاجرین وانصار! کہاں گئے ہو؟ میں نے کہا: ادھر ہی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان کو آواز دو۔ پس میں نے ان کو بلایا تو وہ اپنے ہاتھوں میں تلوار میان سے نکال کر آئے۔ ان کی تلواریں شعلے کی مانند چمک رہی تھیں اور مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔'' (احمد، البزار، الکبیر)

٦٦٦٦۔ وَلَهُ عَنْ أَدْبَارِ هِمْ يَزِيْدُ بْنُ عَامِرٍ

٦٦٦٦۔ ''الکبیر کی ایک روایت میں یزید بن عامر السوائی سے

(٦٦٦٥) احمد: ٤٣٢٤۔ بزار، طبرانی ورجال احمد رجال الصحیح غیر الحارث بن حصیرة وهو ثقة.

(٦٦٦٦) طبرانی کبیر: ٢٢/ ٢٣٧۔ ورجاله ثقات، هیثمی: ١٠٢٧٨.

السُّوَائِي: أَنَّهُ ﷺ أَخَذَ قَبْضَةً مِنَ الْأَرْضِ فَرَمَى وُجُوْهَهُمْ وَقَالَ: ارجِعُوْا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ، فَمَا مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّاوَهُوَ يَشْكُوْ الْقَذَاوَيَمْسَحُ عَيْنَيْهِ. (رواه الطبرانی فی الكبير ٢٢/ ٢٣٧)

منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود زمین سے مٹی اٹھائی اور کفار کے منہ پر ماردی اور فرمایا: واپس جاؤ، تمہارے چہرے بد نما ہوں۔ تو ہر فرد کی آنکھوں میں مٹی پہنچی اور اپنی آنکھیں ملنے کرنے لگا۔''

٦٦٦٧۔ اَبُوْ جَرْوَلٍ زُهَيْرُ بْنُ صُرَدٍ: لَمَّا أَسَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَذَهَبَ لِيُفَرِّقَ السَّبْيَ وَالشَّاءَ أَتَيْتُهُ فَأَنْشَدْتُ أَقُوْلُ:

أُمْنُنْ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي كَرَمٍ
فَإِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَنَنْتَظِرُ
فَامْنُنْ عَلَى بَيْضَةٍ قَدْ عَاقَهَا قَدَرٌ
مُشَتَّتٌ شَمْلُهَا فِي دَهْرِهَا غَبَرُ
أَبْقَتْ لَنَا الدَّهْرُ هَتَّافًا عَلَى حُزْنٍ
عَلَى قُلُوْبِهِمُ الْغَمَاءُ، وَالْغَمَرُ
إِنْ لَمْ تُدَرَاكُهُمُ النَّعْمَاءُ تَنْشُرُهَا
يَاارْجَحَ النَّاسِ حُلْمًا حِيْنَ يُخْتَبَرُ
امْنُنْ عَلَى نِسْوَةٍ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهَا
إِذَا فُوْكَ تَمْلَؤُهُ مِنْ مَحْضِهَا الدُّرَرُ
إِذْ أَنْتَ طِفْلٌ صَغِيْرٌ كُنْتَ تَرْضَعُهَا
وَإِذْ يُزَيِّنُكَ مَا تَأْتِي وَمَا تَذَرُ
لَاتَجْعَلْنَا كَمَنْ شَالَتْ نَعَامَتُهُ
وَاسْتَبْقِ مِنَّا فَأَنَا مَعْشَرَزَهَرُ
إِنَّا لَنَشْكُرُ لِلنُّعَمَاءِ إِذْكُفِّرَتْ
وَعِنْدَنَا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ مُدَّخِرٌ

٦٦٦٧۔ ''ابو جرول زہیر بن صرد کہتے ہیں: جب حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قید میں رکھا اور پھر جب آپ ﷺ ہمیں اور ہماری بکریاں لوگوں پر تقسیم کرنے لگے تو میں آپ کے پاس گیا اور میں نے کہا:

۱۔ اے اللہ کے رسول! اپنے زیر کرم ہم پر احسان کیجیے۔ صرف آپ ہی وہ شخص ہیں جن سے ہم توقع رکھتے اور ان کے احسان کا انتظار کرتے ہیں۔

۲۔ ان سفید چہروں پر احسان کرو جن کو تقدیر نے دور پھینک دیا ہے، ان کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور ان پر حالاتِ زمانہ تبدیل ہو چکے ہیں۔

۳۔ زمانے نے ہمارے لیے غم کی سسکیاں باقی رکھی ہیں اور ان کے دلوں پر پریشانیوں کے گردوغبار چھائے ہیں۔

۴۔ اگر آپ کی پھیلائی ہوئی نعمتیں ان تک نہ پہنچیں تو یہی حال رہے گا۔ اے وہ ذات گرامی جو بوقتِ امتحان بردباری میں تمام انسانوں سے بڑھ کر ہیں اور بھاری ہیں۔

۵۔ ان عورتوں پر رحم کرو جن کا آپ نے دودھ پیا ہے اور جن کی چھاتیوں سے آپ کا منہ دودھ سے بھر جاتا تھا۔

۶۔ جب آپ چھوٹے بچے تھے تو ان کا دودھ پیتے تھے۔ اور آپ جو لیتے اور جو نہ لیتے وہ ان کو آپ کے پسند کرنے کی وجہ

(٦٦٦٧) طبرانی کبیر: ٥٣٠٣۔ فی الثلاثة وفيه من لم اعرفهم، هيثمی: ١٠٢٩٢.

فَـأَلْبَـسِ الْـعَفْوَمَنْ قَدْكُنْتَ تَرْضَعُهُ
مِـــنْ أُمَّهَـاتِكَ إِنَّ الْـغَـفْـوَ مُشْتَهِـرْ
يَـاخَيْـرَمَنْ مَرَحْتَ كُمَّتِ الْجِيَادِبِهِ
عِـنْـدَ الْهَيَـاجِ إِذَا مَا اسْتَوْقَدَ الشُّرَرْ
إِنَّـا نُـؤَ مِّـلُ عَـفْـوًا مِّـنْكَ يَـلْبَسُـهُ
هَـادِيُّ الْبَـرِيَّةِ إِذْ تَـعْـفُـوْا وَتَنْتَصِرْ
عَـفَــا الـلّٰــهُ عَـمَّـا اَنْـتَ رَاهِبُـــهُ
يَـوْمَ الْـقِيَــامَةِ اِذْيَهْـدِى لَكَ الظَّفَرُ

فَلَمَّا سَمِعَ ﷺ هٰذَا الشِّعْرَ قَالَ : مَا كَانَ لِي لِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ ، فَقَالَتْ قُرَيْشٌ: وَمَـا كَـانَ لَـنَـا فَهُـوَ لِـلَّـهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَقَالَتِ الْأَنْـصَـارُ: مَـا كَـانَ لَـنَا فَهُوَلِلَّهِ وَلِرَسُوْلِهِ .

(رواه الطبرانى في الكبير: ٥٣٠٣)

لِلْكَبِيْرِ بِخَفِيِّ قُلْتُ: رَوَاهُ الْكَبِيْرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْـنِ زَمَـاحِـسٍ عَنْ زِيَادِ ابْنِ طَارِقٍ (وَعَاشَ مِــائَةً وَعِشْـرُوْنَ) عَـنْ زُهَيْـرٍ، وَقَدْ أَزَاحَ فِي لِسَـان ابْـنِ الْـمِيْـزَان مَـا أَعْـلُوْابِهِ الْحَدِيْثَ وَحَسَّـنَـهُ، وَسَـاقَ اَسَانِيْدَهُ الْعَشَارِيَةَ مِنْهَا عَنْ اَبِي إِسْحَقَ ابْنَ الْحَرِيْرِيِّعَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَقِرِ الْبَـعْـلِيِّ عَنِ اسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ الْمُقَدَّسِيِّ عَنْ يَحْيَ بْنِ مَحْمُوْدٍ عَنْ فَاطِمَةَ الْجُوْزِ ذَانِيَةً عَنِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ الطَّبَرَانِيِّ بِهِ .

سے مرغوب تھا۔
۷۔ہمیں اس پرندے کی مانند نہ کرو جس کے بال وپر گر چکے ہوں۔ہمیں بچالو ہم ایک تروتازہ قوم ہیں۔
۸۔ہم وہ لوگ ہیں کہ جب دوسرے لوگ ناشکری کرتے ہیں اس وقت ہم اپنے اوپر کیے گئے احسان اور نعمتوں کے شکرگذار ہوتے ہیں۔
۹۔جن خواتین کا آپ نے دودھ پیا ہے اپنی ان ماؤں کو لباس پہناؤ۔آپ کے عفو و درگذر کی تو دنیا جہان میں دھوم پھیلی ہے۔
۱۰۔اے وہ شخص جب لڑائی کے وقت آگ کے شعلے بلند ہوتے ہیں اس وقت کمیت رنگ کے عمدہ نسل کے گھوڑوں پر سوار ہونے والوں میں آپ سب سے بہتر اور سب سے افضل ہو۔
۱۱۔ہم تیرے عفو و درگذر کے پر میں آنے کی امید رکھتے ہیں۔ اے ساری مخلوق کے راہنما! آپ ﷺ معاف بھی کرتے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں۔
۱۲۔آپ معاف کر دیں، آپ کو قیامت کے دن وہ اللہ معاف کر دے گا جس کی آپ عبادت کرتے ہیں۔ اسی معبود برحق نے تجھے کامیابی دکھائی ہے۔

جب آپ نے یہ اشعار سنے تو فرمایا: جو چیز میرے قبضے میں ہے اور جو میرے خاندان بنوعبدالمطلب کے قبضے میں ہے وہ تمہیں واپس کی جاتی ہے۔قریش نے کہا: جو چیز ہمارے قبضے میں ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔انصار نے کہا: جو چیز ہمارے لیے ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

(الکبیر کی مخفی سند کے ساتھ میں کہتا ہوں۔الکبیر نے اس کو عبداللہ بن زماحس سے، اس نے زیاد بن طارق سے (اور یہ ایک سو بیس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔) اس نے زہیر سے روایت کیا ہے۔
اور لسان المیز ان میں اس کو حسن قرار دیا گیا ہے اور اس کی عشاریہ اسناد ذکر کی ہیں۔ان میں سے ایک ابو اسحاق بن

حریری کی روایت ہے وہ احمد بن فخر بعلی سے، وہ اسمعیل بن محمد المقدسی سے، وہ یحیٰ بن محمود سے، وہ فاطمہ سے اور وہ ابن عبداللہ طرانی سے روایت کرتے ہیں۔"

٦٦٦٨۔ وَلَهُ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ: أَنَّ وَفْدَ هَـوَازِنَ لَمَّاأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ بِـالْجِعِرَّانَةِ وَقَدْ أَسْـلَـمُـوْا، قَـالُوْا: أَنَا أُصِلُ وَعَشَرَةٌ، وَقَدْ اَصَابَنَا مِنَ الْبَلاءِ مَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ، فَامْنُنْ عَـلَيْـنَا مِنَ اللّٰهِ عَلَيْكَ، وَقَالَ زَهِيْرٌ: نِسَاؤُنَا عَـمَّـا تُكَ وَخَـالاَ تُكَ وَحَوَاضِنُكَ اللاَّتِي كَـفَّـلْـنَكَ، وَلَوْ أَنَّا لَحِقْنَا الْحَارِثَ بْنَ أَبِي شَـمْـرٍ وَالنُّعْمَانَ بْنَ الْمُنْذِرِ، ثُمَّ نَزَلَ بِنَا مِنْهُ مِثْلُ الَّذِى أَنْزَلْتَ بِنَا، لَرَجَوْنَا عِطْفَةً وَأَنْتَ خَيْـرُالْـمَـكْـفُوْلِيْنَ، ثُمَّ أَنْشَدَ: أُمْنُنْ عَلَيْنَا . إِلٰـى...... فَإِنَّا مَعْشَرَ زُهَرْ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ . (مَـنْ فِي الزَّوَائِدِ مِمَّنِ اسْتَشْهَدَ فِي حُنَيْنٍ : أَيْـمَنُ بْنُ أُمِّ أَيْمَنٍ وَيَزِيْدُ ابْنُ زَمْعَةَ وَسُرَاقَةُ بْـنُ الْـحُبَـابِ) (رواه الطبرانی في الكبير: ٥٣٠٤)

٦٦٦٨۔ "اور انہی کی ایک روایت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بنو ہوازن کا وفد دربار نبوی میں آیا تو نبی کریم ﷺ مقام جعرانہ میں تھے اور وہ لوگ اسلام قبول کر کے آئے تھے۔ انہوں نے کہا: ہم باعزت خاندان کے لوگ ہیں اور ہم پر جو بلا نازل ہوئی ہے اس کو آپ بخوبی جانتے ہیں۔ آپ ہم پر احسان کریں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ زہیر نے کہا: ہماری خواتین تو آپ کی پھوپھیاں، آپ کی خالائیں اور آپ کی پرورش کرنے والی ہیں جنہوں نے آپ کی پرورش کی ہے۔ اگر ہم حارث بن ابی شمر اور نعمان بن منذر سے ملتے (جنگ کرتے) پھر اس کی طرف سے ہمیں وہ شکست ہوتی جو آپ سے ہوئی ہے تو ہم اس شفقت اور رحم وکرم کی امید رکھتے (اس لیے کہ انہوں نے بھی ہمارے گھروں میں پرورش پائی ہے) اور آپ تو ان تمام پرورش پانے والے لوگوں سے بہتر ہیں جن کو ہماری خواتین نے دودھ پلایا ہے۔ پھر اس نے اشعار کہے جن کا ابتدائیہ تھا: أُمْـنُـنْ عَلَيْنَا تافَـإِنَّـا مَعْشَرَ زُهَـــرْ اور پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ مجمع الزوائد میں جنگ حنین میں شہادت پانے والوں میں سے بعض کے نام یہ مذکور ہیں: ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ، یزید بن زمعہ رضی اللہ عنہ اور سراقہ بن حباب رضی اللہ عنہ۔

شــــرح: ......حنین ذوالمجاز کے بازو میں واقع ہے۔ یہاں سے عرفات سے ہوتے ہوئے مکے کا فاصلہ دس میل سے کچھ زیادہ ہے۔ حنین کے قریب بنو ہوازن میں ایک وادی ہے جس کا نام اوطاس ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۷ تا ۴۲)
اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ فتح مکہ سے وہ لوگ حیران رہ گئے تھے۔ لیکن وہ اتنی سکت نہ رکھتے تھے کہ اسے روک سکیں۔

(٦٦٦٨) طبرانی کبیر: ٥٣٠٤۔ وفيه، ابن اسحق وهو مدلس ولكنه ثقة، وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٠٢٩٣.

بعض اڑیل، طاقتور اور متکبر قبائل جن میں بنو ہوازن اور ثقیف سرفہرست تھے اور کچھ دیگر قبائل بھی ان کے ساتھ مل گئے۔

انہوں نے مسلمانوں کے سامنے سپر انداز ہونے کو عزت نفس کے خلاف سمجھا اس لیے ان قبائل نے مالک بن عوف کے پاس جمع ہو کر طے کیا کہ مسلمانوں پر یلغار کی جائے۔ رسول اکرم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ہفتہ کے دن (٦) شوال ٨ھ کو مکہ سے کوچ کیا۔ آپ کو مکہ میں آئے ہوئے انیسواں دن ہوا تھا۔ دس ہزار افراد وہ تھے جو فتح مکہ کے لیے آپ کے ہمراہ تشریف لائے تھے اور دو ہزار نومسلم تھے۔ اس طرح بارہ ہزار فوج آپ کے ہم رکاب تھی۔

اتنی کثیر تعداد کی وجہ سے بعض نے ایسی بات کہہ دی کہ ہم آج ہرگز مغلوب نہ ہوں گے۔ مگر یہ بات رسول اللہ ﷺ پر گراں گزری۔ (الرحیق: ۵٦٣)

اس پر اللہ تعالیٰ کا درج ذیل تبصرہ ہے:

﴿وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَo ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَo﴾ (التوبة: ٢٥ - ٢٦)

''اور اللہ نے حنین کے دن تمہاری مدد کی جب تمہیں تمہاری کثرت نے غرور میں ڈال دیا تھا۔ وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین کشادگی کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول اور مومنین پر اپنی سکینت نازل کی اور ایسا لشکر نازل کیا جسے تم نے نہیں دیکھا اور کفر کرنے والوں کو سزا دی اور یہی کافروں کا بدلہ ہے۔''

١۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کی راہ میں نگہبانی کرنے سے جنت میں داخلہ ملتا ہے۔ (عون المعبود: ٢/ ٣١٨)

٢۔ ان میں ترغیب ہے کہ مد مقابل کو ضرورت کے تحت دلیل سے زیر کرنا اور خاموش کرانا جائز ہے۔

اس میں انصار کے حسن ادب کا بیان بھی ہے کہ ان میں حیا تھی اور بھی ان کے مناقب وفضائل بیان ہوئے ہیں۔

اس میں نبوت کی علامت بھی بیان ہوئی ہے کہ انصار سے آپ نے کہا: دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی اور ایسا ہوا تھا۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ جو دنیا میں اپنا حق طلب کرتا ہے اس پر اعتراض نہ کیا جائے، وہ اپنا حق مانگ سکتا ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا ہو بیان کرنے سے پہلے خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آخرت کے پہلو کو ہی ترجیح دی جائے اور اس کے لیے نیکی ذخیرہ کی جائے کیونکہ آخرت ہی باقی رہنے والی ہے۔ (فتح الباری: ٨/٥٢)

۳۔ صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال ہوا کہ تم حنین میں راہ فرار اختیار کر گئے تھے تو انہوں نے بتایا کہ راہِ فرار ہم میں سے کسی نے بھی نہیں اختیار کی تھی کیونکہ راہِ فرار تو ہوتی ہے ہمیشہ کے لیے جنگ سے بھاگنا، ہم تو عارضی طور پر اچانک حملہ کی وجہ سے چھٹ گئے اسے ہی راہِ فرار کہا گیا ہے۔ اگرچہ سائل نے یہ نہ پوچھا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی میدان چھوڑا تھا یا نہیں چھوڑا تھا۔ چونکہ بظاہر عام بات تھی کہ سب بھاگ گئے تھے اس لیے صحابی رضی اللہ عنہم نے یہ خود تردید کر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چند جانثار نہ بھاگے تھے۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۸)

بلکہ اپنی سفید خچر پر سوار جو آپ کو فروہ بن نفاثہ جذامی نے ہدیہ میں دی تھی اس پر سوار ہو کر آگے بڑھتے جا رہے تھے ار جو دس بارہ آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے تھے وہ بھی آپ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ آپ تنہا ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے اور ابوسفیان بن حارث اور کبھی چچا عباس رضی اللہ عنہما سواری روکتے تھے اور آپ کے رکاب تھامتے تھے۔

۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر ارادی طور پر موزوں کلام زبان پر آجاتا تھا۔ باضابطہ آپ شعر نہ کہتے تھے۔ نیز جنگ میں فخر یہ بات کرنا جائز ہے جس میں شجاعت کا اظہار ہو اور دشمن سے لاپرواہی ہو۔ (فتح الباری: ۸/۳۲)

یہ بھی ثابت ہوا کہ جنگ میں کافر کو جس نے قتل کیا ہو اس کا مال سلب قتل کرنے والے ہی کو ملے گا۔

(فتح الباری: ۶/ ۲۴۹)

۵۔ ہوازن کے وفد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ میں نے دس پندرہ دن تمہارا انتظار کیا ہے اور میں نے قیدی بھی تقسیم نہ کیے تھے۔ بلکہ درمیان میں طائف کی مہم پر چلا گیا پھر وہاں سے لوٹا اور جعرانہ کے مقام پر وہ بھی انتظار کے بعد میں نے قیدی بھی بانٹ دیے۔ پھر تم آئے ہو۔ اب جو میرے قیدی ہیں میں انہیں آزاد کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں دوسروں کی ذمہ داری نہیں لیتا۔ تاہم جب آپ نے قیدی آزاد کیے تو سب نے آزاد کر دیے سوائے چند افراد، قرع بن حابس، عیینہ اور عباس بن مرداس نے قیدی آزاد کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے علاوہ سب انصار اور مہاجرین نے کہا کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے ہمیں بھی وہی پسند ہے۔ ہم بھی قیدی آزاد کرتے ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۳۴)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام وقت کو اختیار ہے کہ قیدی بالغ ہوں جنگ میں حاصل ہوئے ہوں۔ اگر امام چاہے تو بغیر فدیہ انہیں آزاد کر دے۔ چاہے تو مالی فدیہ لے لے اور چاہے قتل کر دے، جو کام اسلام کے لیے زیادہ درست ہو وہ کر لے۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۵)

غَزْوَةُ أَوْطَاسٍ وَّغَزْوَةُ الطَّائِفِ

جنگ اوطاس اور طائف

٦٦٦٩ــــ عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ لَمَّافَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْ طَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصَّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ، قَالَ اَبُوْ مُوْسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُوْ عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا عَمِّ! مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوْسَى، فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُّ لَهُ فَلَحِقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَهُ: أَلاَ تَسْتَحْيِي؟ اَلاَ تَثْبُتُ؟ فَكَفَّ، فَأَخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ: قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ، قَالَ: فَأَنْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَامِنْهُ الْمَاءُ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! أَقْرِئِ النَّبِيَّ ﷺ السَّلاَمَ وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْلِي وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُوْ عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ، فَمَكَثَ يَسِيْرًا ثُمَّ مَاتَ، فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيْرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْلِي، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ:

٦٦٦٩۔ ''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ حنین سے فراغت پائی تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو فوج کی قیادت دیکر اوطاس کی طرف روانہ کیا۔ درید بن صمّہ مقابلے پر آیا اور درید قتل ہوا۔ اس کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے شکست دیدی۔ آپ نے مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ ابو عامر کے گھٹنے پر جشمی نے تیر مارا۔ تو میں نے کہا: اے چچا! تمہیں یہ تیر کس نے مارا؟ انہوں نے کہا: میرا قاتل وہ ہے۔ میں اس کو جا پہنچا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ گیا۔ میں اس کے پیچھے دوڑا۔ میں نے اس کو کہا: کیا تجھے شرم نہیں آتی؟ کیا تو ثابت قدم نہیں رہتا؟ تو وہ ٹھہر گیا۔ ہمارے درمیان تلواروں کی چند ضربات کا تبادلہ ہوا اور اس کو میں نے قتل کر دیا۔ میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ کو کہا: تمہارے قاتل کو اللہ نے قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: یہ تیر نکال۔ میں نے تیر نکالا تو اس کے ساتھ پانی نکلا اور انہوں نے کہا: اے بھتیجے! میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو سلام پہنچا دینا اور درخواست کرنا کہ آپ میرے لیے بخشش طلب کریں۔ ابو عامر نے مجھے اپنا قائم مقام بنا دیا اور وہ فوت ہو گئے۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ اپنے خیمے میں رسیوں کی بٹی چارپائی پر کپڑا ڈال کر لیٹے تھے، چارپائی کی رسیوں نے آپ کے جسم اطہر پر نقوش ظاہر کر دیے تھے، یعنی پشت پر اور پہلو پر۔ میں نے اپنی اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کی خبر سنائی اور بتایا کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں آپ سے

(٦٦٦٩) بخاری: ٤٣٢٣۔ مسلم: ٢٤٩٨۔ احمد: ١٩١٩٤۔

اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ! اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلاً كَرِيْمًا. (رواه البخاری: ٤٣٢٣)

درخواست کروں کہ آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں۔ پس آپ نے پانی طلب کر کے وضو کیا، پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی: یا اللہ! اپنے بندے ابو عامر کو بخش دے اور میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر فرمایا: یا اللہ! قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق یا بہت سے لوگوں پر اس کا درجہ بلند کر۔ میں نے عرض کی: میرے لیے بھی مغفرت کی دعا کریں۔ آپ نے دعا کی: اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف کر دے اور اس کو قیامت کے دن باعزت مقام میں داخل کر دے۔'' (بخاری)

٦٦٧٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا، قَالَ: إِنَّا قَافِلُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا: نَذْهَبُ وَلَانَفْتَحُهُ وَقَالَ: مَرَّةً نَقْفُلُ، فَقَالَ: اغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ، فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ، فَقَالَ: إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ. (للبخاری: ٤٣٢٥)

٦٦٧٠۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو آپ کو ان سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا: کل ہم واپس جائیں گے ان شاء اللہ۔ لوگوں کو یہ بات بھاری محسوس ہوئی۔ انہوں نے کہا: کیا ان پر فتح حاصل کرنے کے بغیر ہم واپس جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: لڑائی کے لیے جاؤ، جب وہ لڑائی کے لیے گئے تو لوگ زخمی ہوئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کل ہم ان شاء اللہ واپس جائیں گے تو لوگوں کو یہ بات پسند آئی اور آپ ﷺ بھی مسکرائے۔

٦٦٧١ـ أَبُوْبَكْرَةَ: لَمَّا حَاصَرَ النَّبِيُّ ﷺ حِصْنَ الطَّائِفِ تَدَلَّيْتُ إِلَيْهِ ﷺ بِبَكْرَةٍ فَقَالَ: كَيْفَ تَدَلَّيْتَ؟ فَقُلْتُ: تَدَلَّيْتُ بِبَكْرَةٍ فَقَالَ: أَنْتَ أَبُوْبَكْرَةَ. (رواه الطبرانی في الكبير وَفِيْهِ أَبُوْ النِّهَالِ الْبَكْرَاوِيُّ) (مَنْ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ مَمَّنِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ

٦٦٧١۔ ''سیدنا ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے طائف کے قلعے کا محاصرہ کیا تو میں چرخی کے ذریعے سے آپ کی طرف قلعہ سے اتر کر آ گیا۔ آپ نے فرمایا: تو کیسے اترا ہے؟ میں نے عرض کی: (سامان چڑھانے اور اتارنے کی) چرخی کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا: تو ابو بکرہ ہے۔'' (الکبیر اور اس سند میں ابونہال بکراوی ہیں)

(٦٦٧٠) بخاری: ٤٣٢٥۔ مسلم: ١٧٧٨۔ احمد: ٤٥٧٤.

(٦٦٧١) طبرانی کبیر، وفیہ، ابو المنهال الکروامی ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٠٣٠٦.

الـطَّائِفِ : سَعِيْدِبْنِ سَعْيِدِبْنِ الْعَاصِ وَعَبْدُ اللّٰهُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ:أَخُوْا أُمِّ سَلَمَةَ لِأَبِيْهَا وَأُمُّهُ عَـاتِـكَةُ بِـنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَحَلِيْمَةُ بِنْتُ عَبْـدِالـلّٰهِ وَمِنَ الْأَنْصَارِ ثَابِتُ بْنُ الْأَجْدَعِ وَرَقِيْمُ بْنُ ثَابِتٍ)

مجمع الزوائد میں طائف میں شہادت پانے والوں کے نام: سعید بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی امیہ (ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے باپ کی طرف سے (علاتی) بھائی ہیں اور ان کی والدہ عاتکہ بنت عبدالمطلب ہے) اور ایک عورت حلیمہ بنت عبداللہ اور انصار میں سے ثابت بن اجدع رضی اللہ عنہ اور رقیم بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

٦٦٧٢ـــ كَـانَـتْ غَزْوَةُ الطَّائِفِ فِي شَوَّالٍ سَـنَةَ ثَـمَـانٍ، قَـالَـهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ. (للبخاري تعليقا)

۶۶۷۲۔ ''امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: طائف کا غزوہ شوال سن ۸ ہجری میں پیش آیا۔''

٦٦٧٣ـــ عَـنْ عَبْـدِالـلّٰـهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَـمِـعْـتُ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: حِيْنَ خَـرَجْـنَـا مَـعَهُ إِلَى الطَّائِفِ، فَمَرَرْنَا بِقَبْرٍ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰـذَا قَبْرُ أَبِي رِغَالٍ وَكَـانَ بِهٰـذَا الْـحَـرَمِ يَدْفَعُ عَنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ أَصَـابَتْـهُ الـنَّـقْـمَةُ الَّتِي أَصَابَتْ قَوْمَهُ بِهٰذَا الْـمَـكَـانِ فَدُفِنَ فِيْهِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ غُـصْـنٌ مِّـنْ ذَهَـبٍ، إِنْ أَنْتُـمْ نَبَشْتُمْ عَنْـهُ أَصَبْتُـمُوْهُ مَعَهُ فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَاسْتَخْرَجُوْا الْغُصْنَ. (رواه أبوداود: ٣٠٨٨)

۶۶۷۳۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کی طرف گئے۔ ہمارا ابورغال کی قبر کے پاس سے گذر ہوا وہ جب تک حرم کی زمین میں رہا اس پر سے عذاب دور رکھا گیا اور جب حرم کی زمین سے نکل کر اس جگہ آیا تو اس پر وہ عذاب نازل ہوا جو اس کی قوم پر آیا تھا اور اس کو اسی جگہ دفن کیا گیا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی شاخ بھی دفن ہوگئی۔ اگر تم اس قبر کو کھو دو گے تو وہ شاخ تمہیں ملے گی۔ چنانچہ لوگوں نے قبر کھودی اور شاخ نکال لی۔'' (ابوداود)

شـــرح: ......اوطاس حنین کے قریب بنو ہوازن کے علاقے میں ایک وادی ہے۔ حنین علیحدہ ہے یہ وادی علیحدہ ہے۔ (الرحیق المختوم: ۵۶۱)

اس جنگ کی وجہ یہ تھی کہ بنو ہوازن کا شکست خوردگی کے بعد ایک حصہ طائف میں چلا گیا۔ ایک نجیلہ میں اور ایک حصہ اوطاس میں روپوش ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اوطاس کی طرف ایک دستہ روانہ کیا۔ ان پر سیدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو سالار مقرر کیا۔ یہ پہلے

(٦٦٧٢) بخاری تعليقًا.

(٦٦٧٣) ابو داود: ٣٠٨٨ـ ضعيف، البانی: ٦٧٨.

اوطاس کی طرف گئے، پھر اپنے دیگر دستوں سمیت طائف میں گئے اور بعد میں مل کر حنین میں معرکہ آراء ہوئے۔
(فتح الباری: ۴۲/۸)

یہاں اس وضاحت کی ضرورت ہے کہ ابن درید کے قتل کرنے والوں میں سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا نام اور ابن دغنہ کا نام بھی آتا ہے۔ یہ وہ ابن دغنہ نہیں جس نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی۔ یہ اور ابن دغنہ ہے۔

تو مطابقت یوں ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کے ذریعے ابن درید پر حملہ کیا تھا۔ اسے قتل ابن دغنہ نے کیا تھا وہ چونکہ زبیر رضی اللہ عنہ کی جماعت میں تھا اس لیے قتل کی نسبت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب ہوئی ہے۔
(فتح الباری: /۴۲)

اس سے ایک مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ جب دعا کا ارادہ ہو اس سے پہلے وضو کرلیں تو یہ عمل مستحب ہے۔
اور دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ (فتح الباری: ۴۳/۸)

غزوہ طائف ماہ شوال ۸ھ میں پیش آیا۔ اس طائف کا محاصرہ تقریباً ۴۰ دن تک رہا تھا۔ باقاعدہ جنگ نہ ہوئی تھی۔ اس محاصرہ کے دوران تیراندازی ہوتی رہی ہے۔ ۱۲ مسلمان شہید ہوئے تھے۔ منجنیق بھی نصب کی گئی جس سے قلعہ میں شگاف پڑ گیا۔ دشمن کو ناکام کرنے کے لیے انگور کے درخت بھی کاٹے گئے۔ بعد میں ثقیف والوں کی منت سماجت کرنے کی وجہ سے درختوں کو کاٹنا بند کر دیا۔

بکرہ چرخی کو کہتے ہیں سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے یہ گراری چلائی تھی اس لیے آپ ﷺ نے انہیں ابوبکرہ کنیت سے پکارا۔ محاصرے کے دوران رسول اکرم ﷺ نے یہ منادی کرا دی کہ جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آ جائے وہ آزاد ہے۔ ۲۳ غلام قلعہ سے نکل کر مسلمانوں میں آ شامل ہوئے، چنانچہ انہیں آزاد کر دیا گیا۔ (الرحیق المختوم: ۵۶۸)

یہ غزوہ طائف، غزوہ حنین ہی کا پھیلاؤ تھا۔ ہوازن اور ثقیف کے بیشتر شکست خوردہ افراد اپنے جنرل کمانڈر مالک بن عوف نصری کے ساتھ بھاگ کر طائف ہی آئے تھے اور یہیں قلعہ بند ہو گئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے حنین سے فارغ ہو کر اور جعرانہ میں مال غنیمت جمع فرما کر طائف کا قصد کیا۔

ایک ہزار فوج کا ہراول دستہ آپ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روانہ کیا اور پھر آپ خود روانہ ہوئے اور طائف کا محاصرہ کیا۔ (الرحیق: ۵۶۷)

مقصد حدیث کا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بغیر فتح طائف سے واپس جانے کا کہا تو انہوں نے بغیر فتح لوٹنا مناسب تصور نہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے لڑنے کا حکم دیا تو یہ زخمی ہوئے اور فتح بھی نہ ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر انہوں نے یہی مناسب تصور کیا کہ واپس جانے میں ہی سلامتی ہے تو نبی ﷺ نے واپسی کا کہا تو سب فوراً تیار ہو گئے یہ منظر دیکھ کر پیارے پیغمبر ﷺ مسکرائے۔ (فتح الباری: ۸/ ۴۵)

بَعْثُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِيْ جَذِيْمَةُ

وسرية عبدالله بن حذافة السهمى وعلقمة بن مجزر المدلجى

ويقال إنها سرية الأنصار

جذیمہ کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روانگی، عبداللہ بن حذافہ سہمی کا سریہ رضی اللہ عنہ اور علقمہ بن مجزر مدلجی رضی اللہ عنہ کا سریہ۔ یہ انصار کا سریہ بھی کہلاتا ہے

٦٦٧٤ـــ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَابْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِي جَذِيْمَةَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلاَمِ، فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا: أَسْلَمْنَا، فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ: صَبَأْنَا صَبَأْنَا، فَجَعَلَ خَالِدٌ يَّقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ، وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِيْرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌأَنْ يَّقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا أَسِيْرَهُ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لاَ أَقْتُلُ أَسِيْرِى وَلاَ يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِي أَسِيْرَهُ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَاهُ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ، مَرَّتَيْنِ. (رواه البخاري: ٤٣٣٩)

۶۶۷۴۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف روانہ کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ صحیح طور پر یہ نہ کہہ سکے کہ ہم نے اسلام قبول کرلیا بلکہ وہ کہنے لگے: ہم بے دین وہ گئے، ہم بے دین ہو گئے، خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا انہوں اس نے ہمارے ہر آدمی کو اس کا قیدی دے دیا، پھر ایک دن ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دیں تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کرونگا اور میرا کوئی رفیق بھی اپنا قیدی قتل نہیں کرے گا۔ پھر جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو اس بات کی خبر دی تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میں خالد کے فعل سے بری ہوں۔ آپ نے دوبار فرمایا۔'' (بخاری)

٦٦٧٥ـــ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلاً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُّطِيْعُوْهُ، فَغَضِبَ، فَقَالَ: أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُطِيْعُوْنِي؟

۶۶۷۵۔''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا اور ایک انصاری ان پر امیر بنایا اور فوج کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کرنا۔ (راستے میں) اس کو غصہ آیا تو اس نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اطاعت کا حکم نہیں دیا؟

(٦٦٧٤) بخارى: ٤٣٣٩۔ نسائى: ٥٤٠٥۔ احمد: ٦٣٤٦.

(٦٦٧٥) بخارى: ٤٣٤٠۔ مسلم: ١٨٤٠۔ ابو داود: ٢٦٢٥۔ نسائى: ٤٢٠٥۔ احمد: ١٠٩٨.

قَالُوْا: بَلَى! قَالَ: فَاجْمَعُوْا لِي حَطَبًا، فَجَمَعُوْا، فَقَالَ: أَوْقِدُوْا نَارًا، فَأَوْقَدُوْهَا، فَقَالَ: ادْخُلُوْهَا، فَهَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَّيَقُوْلُوْنَ: فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوْا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ، فَسَكَنَ غَضَبُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: لَوْدَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ. (رواه البخاري: ٤٣٤٠)

انہوں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا کہ تم میرے لیے ایندھن جمع کرو، پس انہوں نے جمع کیا تو امیر نے کہا: آگ لگا دو تو انہوں نے آگ لگا دی، پھر امیر نے کہا: آگ میں داخل ہو جاؤ تو انہوں نے ارادہ کیا اور پھر ایک دوسرے کو منع کیا اور کہا: ہم تو آگ سے بھاگ کر نبی ﷺ کی طرف آئے ہیں، چنانچہ وہ باز رہے حتیٰ کہ آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ یہ واقعہ نبی ﷺ کو پہنچا تو آپ نے فرمایا: اگر یہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے باہر نہ آتے۔ اطاعت تو معروف (جائز) کاموں میں ہے۔"

٦٦٧٦۔عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ عَلْقَمَةَبْنَ مُجَزِّرٍ عَلَى بَعْثٍ وَأَنَا فِيْهِمْ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَأْسِ غَزَاتِهِ أَوْكَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ اسْتَأْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الْجَيْشِ فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ السَّهْمِيِّ، فَكُنْتُ فِيْمَنْ غَزَامَعَهُ فَلَمَّاكَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ أَوْقَدَ الْقَوْمُ نَارًا لِّيَصْطَلُوْا أَوْ لِيَصْنَعُوْا عَلَيْهَا صَنِيْعًا، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: وَكَانَتْ فِيْهِ دُعَابَةٌ أَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ؟ قَالُوْا: بَلَى! قَالَ: فَمَا أَنَا بِآمِرِكُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا صَنَعْتُمُوْهُ، قَالُوْا: نَعَمْ! قَالَ: فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكُمْ إِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِي هٰذِهِ النَّارِ، فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوْا، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُمْ وَاثِبُوْنَ قَالَ: أَمْسِكُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا كُنْتُ

٦٦٧٦۔"سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے علقمہ بن مجزر کو امیر مقرر کیا اور میں ان لوگوں میں موجود تھا۔ جب وہ اپنے ہدف تک پہنچے یا کچھ راستہ ابھی باقی تھا تو فوج کے ایک حصہ نے ان سے اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دیدی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ بن قیس السہمی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ میں ان لوگوں میں تھا جو ان کے ساتھ غزوہ کر رہے تھے، چنانچہ راستے میں لوگوں نے آگ جلا کر اپنے لیے کچھ تیار کرنا چاہا۔ عبداللہ میں مسخرہ پن تھا۔ اس نے کہا: کیا تم پر میری اطاعت لازم نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! واجب ہے۔ اس نے کہا: میں تمہیں ایک حکم دیتا ہوں جس کی تعمیل تم پر لازم ہے، اس نے کہا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس آگ میں کود جاؤ۔ کچھ لوگ اُٹھے اور تیار ہوئے۔ جب امیر نے گمان کیا کہ وہ کود پڑیں گے تو اس نے کہا: ٹھہر جاؤ میں تو صرف مزاح کر رہا تھا۔ جب ہم واپس آئے اور نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ان

(٦٦٧٦) ابن ماجہ: ٢٨٦٣۔ حسن، البانی: ٢٣١٢۔ احمد: ١١٢٤٥۔

أَمْزَحُ مَعَكُمْ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلاَ تُطِيْعُوْهُ . (رواه ابن ماجة: ٢٨٦٣)

امراء میں سے جو تمہیں اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو تم ان کی اطاعت ہرگز نہ کرو۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد ماہ شوال میں حنین کی جانب جانے سے پہلے بھیجا تھا۔ یہ قبیلہ مکہ کی ڈھلوان کی جانب یلملم کے قریب تھا۔ اس دستہ کو لڑائی کے لیے نہیں صرف دعوت اسلام کے لیے بھیجا تھا۔

قبیلہ والوں نے جو صَبأْنَا کا لفظ استعمال کیا تھا انہوں نے اس کا مطلب یہی لیا تھا کہ ہم اسلام لائے کیونکہ جو بھی اسلام لاتا اسے صابی کہتے تھے۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو مشرکوں نے انہیں کہا: صَبَأْتَ کہ تم صابی ہو گئے ہو۔ انہوں نے کہا: نہیں میں تو اسلام لایا ہوں۔

یہ لفظ چونکہ دین بدلنے پر استعمال ہوتا تھا اس قوم نے بھی یہ استعمال کیا تھا، واضح اسلام لانے کا اظہار نہ کیا تھا۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے تاویل یہ کی کہ یہ دین اسلام کے تابع نہیں ہوئے اس بنا پر انہیں قتل کروا دیا۔

نبی ﷺ نے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی اس تاویل پر براءت ظاہر کی اور سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو ان مقتولین میں سے ایک ایک کی دیت دینے کا حکم دیا جو انہوں نے ادا کی۔

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جلدی بازی سے کام نہ لیا جائے۔ دوسرے کی بات کا اصل مطلب سمجھ کر اور پوری سوچ بچار کے بعد قدم اٹھایا جائے۔

ان مقتولوں میں ایک نوجوان تھا جو ان میں سے نہ تھا۔ اس نے کہا کہ میں اس قوم میں سے نہیں ہوں۔ میں تو ان کی عورت پر عاشق ہوں، اس سے ملنے آیا ہوں اور دھر لیا گیا ہوں۔ اس نوجوان نے کہا: اگر تم نے مجھے مارنا ہی ہے تو مجھے اس عورت کا مرنے سے پہلے دیدار کرادو پھر مار دینا۔ وہ اسے اس کے قریب لائے۔ اس نے اس عورت کو دیکھا اور پھر انہوں نے اس نوجوان کو قتل کر دیا۔ اب وہ عورت آگے بڑھی، اس کی لاش کو بوسہ دیا، ایک یا دو آہیں بھریں اور وہ بھی فوت ہوئی۔

جب یہ واقعہ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو ترس نہ آیا تھا۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۷)

۲۔ عبداللہ سہمی رضی اللہ عنہ والے دستہ کو بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ نے ۹ھ میں ربیع الآخر میں (۳۰۰) افراد دے کر عرب کے جزیرہ کی طرف بھیجا کیونکہ آپ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ حبشہ کے

کچھ لوگ اہل جدہ پر حملہ کی نیت رکھتے ہیں۔ جب یہ دستہ سمندر میں اترا تو وہ حبشی بھاگ گئے۔

یہ دستہ جب واپس آیا تو ان میں سے بعض نے جلدی کی کہ ہم گھر جائیں تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان جلد بازوں کو آگ میں چھلانگ لگانے کا حکم دیا۔ کیونکہ ان کی طبیعت میں خوش طبعی تھی اور کچھ غصہ بھی آیا۔ ادھر ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا ادھر آگ بھی بجھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیہ مبارکہ کے ذریعے پوری دنیا کے لیے ایک اصول بتا دیا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (النسآء: ۵۹)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحب امر ہے اس کی بھی اطاعت کرو۔ اور تم اگر کسی چیز میں تنازع کرتے ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہو۔''

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا منع ہے مگر جو فیصلہ غصہ میں خلاف شرع نہ ہو تو یہ جائز ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ ایمان دوزخ سے نجات کا باعث ہے۔ نیز مطلق امر ہر حال کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اطاعت کے کام میں اس کی تعمیل ہوگی معصیت میں نہیں ہوگی۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ امت ضلالت پر جمع نہ ہوگی۔

(فتح الباری: ۸/ ۶۰۔۵۹)

۳۔ ابن ماجہ والی روایت اور بخاری والی روایت میں چند وجوہ آپس میں ٹکراتی نظر آتی ہیں۔

(۱) بخاری میں ہے کہ اس دستہ پر آپ ﷺ نے انصار کے ایک آدمی کو امیر مقرر کیا تھا۔ یہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ تھے جو انصاری نہیں بلکہ مہاجر تھے۔

اس کا حل یہ ہے کہ انہیں انصاری حلف کے اعتبار سے کہا گیا تھا۔

(۲) بخاری میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے مقرر کیا تھا اور یہ روایت ابن ماجہ والی بتا رہی ہے کہ عبداللہ، علقمہ کے مقرر کردہ امیر تھے۔ اس کا حل یہ ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے بھی امیر مقرر کیا تھا اور علقمہ رضی اللہ عنہ نے بھی بعد میں مقرر کیا تھا۔

(۳) بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سارے دستہ کے امیر تھے۔ جبکہ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اجازت طلب کرنے والوں پر امیر تھے۔

اس کا حل یہ ہے کہ پہلے آپ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سارے دستہ پر مقرر کیا تھا، بعد میں ضرورت کے تحت علقمہ رضی اللہ عنہ

نے انہیں اجازت طلب کرنے والے دستے پر متعین کر دیا۔

(۴) ابن ماجہ میں ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ میں دل لگی تھی۔ جبکہ بخاری میں ان کے غصہ کو آگ میں گرانے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ وہ غصہ ہی میں آکر آگ میں گرنے کا حکم دے رہے تھے۔ خوش طبعی سبب نہیں تھی، ان کے مزاج کی حالت بتائی گئی ہے۔ یہ عذر پیش کر کے انہوں نے ساتھیوں سے معذرت کی تھی کہ میں نے ازراہِ دل لگی تم سے آگ میں چھلانگ لگانے کا کہا تھا۔ (انجاز الحاجہ: ۸/ ۴۱۶)

بَعْثُ اَبِیْ مُوْسٰی وَمُعَاذٍ اِلَی الْیَمَنِ

سیدنا ابوموسیٰ اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنے کا بیان

وَبَعْثُ عَلِيٍّ وَّخَالِدٍ اِلَی الْیَمَنِ وَهُمَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

اور سیدنا علی اور سیدنا خالد رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنے کا بیان، یہ دونوں دستے حجۃ الوداع سے پہلے بھیجے گئے تھے

٦٦٧٧ــ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا مُوْسَى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلَافٍ، قَالَ: وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ، ثُمَّ قَالَ: يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِذَا سَارَفِي أَرْضِهِ كَانَ قَرِيْبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَارَ مُعَاذٌ فِي اَرْضِهِ قَرِيْبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوْسَى، فَجَاءَ يَسِيْرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ:

۶۶۷۷۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اور معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ ہر ایک کو مختلف سمتوں میں روانہ کیا۔ یمن دو مختلف سمتوں میں بٹا ہوا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم دونوں آسانی کرو، تنگی نہ کرو، بشارت دو اور متنفر نہ کرو۔ پس ہر ایک اپنے کام کے لیے چل پڑا۔ ہر ایک جب اپنی زمین میں چکر لگاتا اور اپنے ساتھی کے قریب ہوتا تو ملاقات تازی کرتا، ایک دوسرے سے ملنے کی کوشش کرتا اور سلام کہتا۔ معاذ رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے علاقے کے قریب آئے تو اپنی خچر پر سوار ہو کر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے جبکہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس کچھ لوگ جمع تھے۔ ایک شخص کے دو ہاتھ اس کی گردن میں باندھے گئے تھے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس شخص نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے کہا: اس نے اسلام قبول کرنے

(٦٦٧٧) بخاری: ٤٣٤٢۔ مسلم: ١٧٣٣۔ ابو داود: ٤٨٣٥۔ نسائی: ٥٦٠٤۔ ابن ماجہ: ٣٣٩١۔ ترمذی: ٢٠٩٨۔ احمد: ١٩٢٤٣.

يَـا عَبْـدَالـلّٰـهِ بْنَ قَيْسٍ! اَيُّمَ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلاَمِهِ، قَالَ: لاَ أَنْزِلُ حَتَّى يُـقْتَـلَ، قَـالَ: إِنَّمَا جِيْءَ بِهِ لِذٰلِكَ فَانْزِلْ، قَـالَ: مَـا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، فَأَمَرَبِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ نَـزَلَ فَـقَـالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! كَيْفَ تَقْرَأُالْقُرْآنَ؟ قَالَ: اَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا، قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ؟ يَـا مُـعَـاذُ! قَـالَ: أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَأَقُوْمُ وَقَدْ قَـضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُمَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي. (رواه البخاري: ٤٣٤٢)

کے بعد کفر اختیار کیا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سواری سے نہیں اتروں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی لیے یہاں لایا گیا ہے، اس لیے تم اتر آ ؤ۔ اس نے کہا: اس کو قتل کرنے سے پہلے میں نہیں اتروں گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا۔ پھر معاذ رضی اللہ عنہ اترے اور کہا: اے عبداللہ! تو قرآن کیسے تلاوت کرتا ہے؟ انہوں نے کہا: مسلسل پڑھتا رہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اے معاذ! تو کیسے پڑھتا ہے؟ انہوں نے کہا: میں پہلی رات میں سوتا ہوں اور ایک حصہ اپنی نیند پوری کر کے اُٹھتا ہوں، پھر پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے لیے مقدر کیا ہے اور میں اپنی نیند بھی باعث ثواب شمار کرتا ہوں جیسے اپنا قیام باعث ثواب شمار کرتا ہوں۔''

٦٦٧٨ـــ عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه، بَـعَـثَـنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـعَ خَـالِدِبْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ، قَـالَ: ثُـمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ: مُرْ اَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَـعَكَ فَـلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ، فَكُنْتُ فِيْـمَـنْ عَـقَّـبَ مَـعَـهُ، قَالَ: فَغَنِمْتُ أَوَاقٍ ذَوَاتِ عَدَدٍ. (رواه البخاري: ٤٣٤٩)

٦٦٧٨۔ ''سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن روانہ کیا، پھر خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور علی رضی اللہ عنہ، کو فرمایا: خالد کے رفقا کو حکم دو کہ جو واپس جانا چاہے وہ جا سکتا ہے اور جو تیرے ساتھ رہنا چاہے وہ رہ سکتا ہے۔ میں ان لوگوں میں سے تھا جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں ٹھہر گئے اور مجھے غنیمت میں سے قابل ذکر اوقیہ چاندی وصول ہوئی۔''

٦٦٧٩ـــ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْـخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا، وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلاَ تَرَى إِلَى هٰذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْنَا

٦٦٧٩۔ ''عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو خالد رضی اللہ عنہ سے خمس وصول کرنے کے لیے روانہ کیا اور انہوں نے ان سے خمس وصول کیا۔ خمس سے علی رضی اللہ عنہ نے ایک عورت اپنے لیے منتخب کی

(٦٦٧٨) بخاری: ٤٣٤٩۔ ابو داود: ١٧٩٧.

(٦٦٧٩) بخاری: ٤٣٥٠۔ احمد: ٢٢٥٤٨.

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: يَا بُرَيْدَةُ! أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: لَاتُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَمِنْ ذٰلِكَ. (رواه البخاري: ٤٣٥٠)

اور فجر کو ہمیں معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ نے رات کو غسل کیا ہے۔ میں علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا تو میں نے خالد رضی اللہ عنہ کو کہا: تو نے ان کو نہیں دیکھا؟ پھر ہم جب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے اس بات کا آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے بریدہ! کیا تو علی سے بغض رکھتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس سے بغض نہ رکھ، بے شک اس کے لیے خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے۔''

٦٦٨٠ــــ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ جَيْشَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَى أَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ وَعَلَى الآخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، فَقَالَ: إِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ، قَالَ: فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًا فَأَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً فَكَتَبَ مَعِي خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشِي بِهِ، فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَرَأَ الْكِتَابَ، فَتَغَيَّرَلَوْنُهُ، ثُمَّ قَالَ: مَاتَرَى فِي رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، قَالَ: قُلْتُ: أَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ، وَإِنَّمَا أَنَا رَسُوْلٌ فَسَكَتَ. (رواه الترمذی، ١٧٠٤)

٦٦٨٠۔''سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف دو افواج روانہ کیں ایک پر علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسری پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا اور فرمایا: جب جنگ کی نوبت آئے تو فوج کی کمان پر علی رضی اللہ عنہ ہوں۔
چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ فتح کیا اور ایک لڑکی اپنے لیے مخصوص کی۔ خالد نے خط لکھا اور نبی کریم ﷺ کو خبر دینے کے لیے مجھے روانہ کیا۔ جب میں حاضر ہوا اور آپ نے خط پڑھا تو میں نے دیکھا کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا: اس شخص کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جو اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں میں تو صرف قاصد ہوں۔ پس آپ خاموش ہو رہے۔''(ترمذی)

شرح: ......(۱) یہ دستہ ماہ ربیع الآخر ۹ھ میں آپ نے بھیجا تھا۔ اسی دستہ کی روانگی کے وقت کا یہ ایمان پرور منظر ہے کہ سید الکونین پیدل تھے اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور آپ انہیں اسی حالت میں وصیت کر رہے تھے اور الوداع کر رہے تھے اور اسی حالت میں آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ معاذ! میں تمہیں اس قوم کی جانب بھیج رہا ہوں جن کے دل نرم ہیں اور ان میں سے اپنے اطاعت شعاروں کو اپنے ساتھ لے کر نافرمانوں کے ساتھ لڑنا۔

(٦٦٨٠) ترمذی: ١٧٠٤۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٢٨٦.

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عبادت میں اضافے کے لیے آرام وراحت اختیار کرنا بھی ثواب ہے۔

اس میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی علمی مہارت اور معاملہ فہمی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اگر یہ اوصاف ان میں نہ ہوتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں امارت پر مقرر نہ فرماتے۔ خارجیوں اور رافضیوں نے جو انہیں غفلت کا شکار قرار دیا ہے اور معاملہ فہم نہ ہونے کا طعنہ دیا ہے۔ یہ ان کی جہالت ہے۔ وہ صفین میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کے لیے ممبر بننے کو بہانہ بنا کر ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔

حالانکہ حقائق سامنے رکھیں تو اس فیصلہ تحکیم میں بھی سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسی غلطی سرزد نہیں ہوئی جس کی بنا پر انہیں موردالزام ٹھہرایا جائے۔ (فتح الباری: ۸/۶۲)

۲۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجنے کا کہا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے تجربہ کار قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اور میں نوعمر اور ناتجربہ کار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ وَاھْدِ قَلْبَہٗ .))

''اے اللہ! اس کی زبان ثابت رکھ اور اس کے دل کو ہدایت عطا فرما۔''

اور کہا: اے علی! دونوں سے باتیں سن کر فیصلہ کرنا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے اور صف بندی کی۔ ہمدان قبیلہ کے خلاف نکلے جملے سے پہلے ان کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا۔ تو ہمدان قبیلہ سارا ہی مسلمان ہو گیا۔

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے اسلام لانے کا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا تو آپ خط پڑھنے کے بعد سجدہ ریز ہو گئے اور سر اٹھایا تو ہمدان کے لیے سلامتی کی دعا کی۔ (فتح الباری: ۸/ ۶۶)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کسی وجہ سے بغض تھا۔ اس بغض میں اس وجہ سے اور اضافہ ہوا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ قیدی آئے ہیں اور مال غنیمت بھی ہے تو اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) جو آپ کا ہے وصول کرنے کے لیے کسی کو بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب یمن تشریف لائے تو سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں تھے۔ انہوں نے پانچواں حصہ اور مال غنیمت وصول کیا۔ اس میں ایک خوبصورت لونڈی تھی۔ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود لے لی اور صبح نہائے دھوئے تو خالد نے بریدہ رضی اللہ عنہما سے کہا۔ دیکھو علی نے کیا کیا ہے۔ بریدہ نے کہا: مجھے تو علی سے پہلے ہی بغض تھا۔ اب تو اور غصہ آیا ہے۔

تاہم میں نے کہا: اے ابوالحسن! یہ کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ لونڈی خمس میں آئی ہے اور پھر یہ آل محمد کی ہوئی اور پھر یہ آل علی میں ہوئی۔ یہ میری ہوئی، میں نے اس سے ملاپ کیا ہے۔ اس کی تائید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی کہ ان کا

حصہ تو اس لونڈی سے بھی زیادہ بنتا ہے۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح کرنے پر پابندی ہے مگر لونڈی رکھنے کی اجازت ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ٦٧)

غَزْوَةُ ذِیْ الْخَلَصَةِ وَغَزْوَةُ ذَاتِ السُّلَاسِلِ وَغَزْوَةُ تُبُوكَ

ذوالخلصہ، ذات السلاسل اور تبوک کی مہمات کا بیان

٦٦٨١ــــ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ: كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُوْالْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: أَلاَ تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟ فَنَفَرْتُ فِي مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَن وَّجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَدَعَا لَنَا وَلأَحْمَسَ. (رواه البخاری: ٤٣٥٥)

۶۶۸۱۔ ''سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عہد جاہلیت میں ایک مکان تھا اس کو ذوالخلصہ کہتے تھے، اسے کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ بھی کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تو ذوالخلصہ کو منہدم کر کے مجھے آرام نہیں پہنچاتا؟ چنانچہ میں ایک سو پچاس سوار لے کر گیا اور اس کو گرادیا اور جو وہاں مشرک سامنے آیا قتل کر دیا، پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے ہمارے لیے اور احمس کے لیے دعا کی۔''

٦٦٨٢ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: وَكُنْتُ لاَأَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِيْ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَأَصَابِعِهِ فِي صَدْرِيْ، وَقَالَ: اللّٰهُمَّ! ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ، قَالَ: فَبَارِكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسٍ وَرِجَالِهَاخَمْسَ مَرَّاتٍ. (للبخاری: ٤٣٥٦)

۶۶۸۲۔ ''ایک روایت میں ہے کہ میں گھوڑے پر قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ لہٰذا آپ نے میرے سینے پر تھاپ لگائی اور میں نے آپ کی انگلیوں کا اثر اپنے سینے پر محسوس کیا۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اس کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا دے۔ وہ گئے اس کو توڑا، اس کو جلا دیا اور پھر آپ کو خبر ارسال کی۔ جریر کے قاصد نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میرے آپ ﷺ کی طرف چلنے سے پہلے وہ خارش زدہ اونٹ کی مانند جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ آپ نے احمس کے سواروں اور پیادوں کے لیے پانچ بار دعا کی۔''

(٦٦٨١) بخاری: ٤٣٥٥۔ مسلم: ٢٤٧٦۔ ابو داود: ٢٧٧٢۔ ترمذی: ٣٨٢٠۔ ابن ماجه: ١٥٩۔ احمد: ١٨٧٦٤.

(٦٦٨٢) بخاری: ٤٣٥٦۔ مسلم: ٢٤٧٦۔ ابو داود: ٢٧٧٢۔ ترمذی: ٣٨٢٠۔ ابن ماجه: ١٥٩۔ احمد: ١٨٧٦٤.

٦٦٨٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ، قَالَ: وَكَانَ ذُوْ الْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيْلَةَ فِيْهِ نُصُبٌ تُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ. (رواه البخاري: ٤٣٥٧)

٦٦٨٣۔ ’’ایک روایت میں ہے: اس دن کے بعد میں گھوڑے پر سے کبھی نہیں گرا۔ ذوالخلصہ یمن میں خثعم اور بجیلہ قبائل کا عبادت خانہ تھا، اس میں بت نصب تھے، ان کی عبادت کی جاتی تھی اور بت خانے کو کعبہ کہتے تھے۔‘‘

٦٦٨٤۔ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: أَبُوْهَا، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ، فَعَدَّ رِجَالًا، فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَّجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ. (رواه البخاري: ٤٣٥٨)

٦٦٨٤۔ ’’ابوعثمان نہدی مرسل روایت بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوۂ ذات السلاسل میں فوج کی قیادت دے کر روانہ کیا۔ انہوں نے کہا: میں واپس آیا تو میں نے عرض کی: لوگوں میں سے زیادہ محبوب آپ کا کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ، میں نے کہا: مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: اس کا باپ، میں نے کہا: پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عمر، پھر آپ نے بہت سے لوگوں کو شمار کیا تو میں اس وجہ سے خاموش ہو گیا کہ مجھے سب سے آخر میں نہ کر دیں۔‘‘

٦٦٨٥ــ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاسْتَعْمَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَاسْتَعْمَلَ عَمْرَوبْنَ الْعَاصِ عَلَى الْأَعْرَابِ، فَقَالَ لَهُمَا: تَطَاوَعَا قَالَ: وَكَانُوا يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يُغِيْرُوْا عَلَى بَكْرٍ، فَانْطَلَقَ عَمْرٌو فَأَغَارَ عَلَى قُضَاعَةَ لِأَنَّ بَكْرًا أَخْوَالُهُ فَانْطَلَقَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَكَ عَلَيْنَا وَإِنَّ ابْنَ فُلَانٍ قَدِارْتَبَعَ أَمْرَالْقَوْمِ وَلَيْسَ لَكَ مَعَهُ أَمْرٌ

٦٦٨٥۔ ’’عامر شعبی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے غزوۂ ذات السلاسل میں سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین پر اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اعراب پر مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کی بات مانیں اور ان کو حکم تھا کہ وہ بنو بکر پر حملہ کریں۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بنو قضاعہ پر حملہ کیا اس لیے کہ بنو بکر ان کے ماموں تھے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اوپر آپ کو مقرر کیا ہے۔ اور فلاں کا بیٹا قوم کا خود ہی امیر بن چکا ہے اور اس کے پاس امارت کا اجازت نامہ نہیں ہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک

(٦٦٨٣) بخاری: ٤٣٥٦۔ مسلم: ٢٤٧٦۔ ابو داود: ٢٧٧٢۔ ترمذی: ٣٨٢٠۔ ابن ماجه: ١٥٩۔ احمد: ١٨٧٦٣.
(٦٦٨٤) بخاری: ٤٣٥٨۔ مسلم: ٢٣٨٤۔ ترمذی: ٣٨٨٦۔ احمد: ١٧٣٥٥.
(٦٦٨٥) احمد: ١٧٠٠.

فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا أَنْ نَتَطَاوَعَ فَأَنَا أُطِيْعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَإِنْ عَصَاهُ عَمْرٌو. (رواه أحمد: ١٧٠٠)

٦٦٨٦۔هِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامٍ، وَقِيْلَ: هِيَ بَلِيّ وَعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ. (للبخاری تعليقًا)

٦٦٨٧ــــ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَسْأَلُهُ لَهُمُ الْحُمْلَانَ إِذْهُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ، وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُوْنِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لاَ أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْئٍ، وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانٌ وَلاَ أَشْعُرُ، فَرَجَعْتُ حَزِيْنًا مِنْ مَنْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْوَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمْ اَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلاَلًا يُنَادِي أَيْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! فَأَجَبْتُهُ، فَقَالَ: أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ، إِنَّ اللّٰهَ

دوسرے کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی میں تو اطاعت کرتا ہوں باوجودیکہ عمرو آپ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔'' (احمد)

۶۶۸۶۔''بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ واقعہ غزوہ لخم وجذام کا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بلی و بنوقین کا ہے۔''

۶۶۸۷۔''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے میرے بعض دوستوں نے اپنے لیے سواریاں طلب کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ واقعہ جیش العسرہ، یعنی جنگ تبوک کا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی: اے اللہ کے رسول! میرے بعض دوستوں نے مجھے آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے کہ آپ انہیں سواریاں مہیا کریں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہیں کسی شے پر سوار نہیں کرسکتا۔ میں نے دیکھا کہ آپ غصے کی حالت میں ہیں اور مجھے کچھ شعور نہیں تھا کہ میں کیا کروں، چنانچہ میں غمگین حالت میں لوٹ آیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سواریاں دینے سے انکار فرمادیا تھا اور اس بات کا خوف تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ پر اپنے دل میں ناراض ہیں۔ یہی سوچتے ہوئے میں دوستوں کے پاس واپس آ گیا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی خبر دی۔ مجھے واپس آئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔ وہ مجھے بلا رہے تھے۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ کی بات سنو، وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ جوڑی، یہ جوڑی اور یہ جوڑی یعنی چھ اونٹ لے لو، ان

(٦٦٨٦) بخاری تعليقًا.

(٦٦٨٧) مسلم: ١٦٤٩۔ بخاری: ٦٧٢١۔ ابو داود: ٣٢٧٦۔ ترمذی: ١٨٢٧۔ نسائی: ٤٣٤٧۔ ابن ماجه: ٢١٠٧۔ دارمی: ٢٠٥٥۔ احمد: ١٩٢٥٠.

أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلاَءِ فَارْكَبُوْهُنَّ، قَالَ أَبُوْ مُوْسَى: فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي بِهِنَّ فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلاَءِ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ! لاَ أَدَعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ سَأَلْتُهُ لَكُمْ وَمَنْعَهُ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، ثُمَّ إِعْطَاءَهُ إِيَّايَ بَعْدَ ذَالِكَ لاَ تَظُنُّوْا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ، فَقَالُوْا لِي: وَاللّٰهِ! إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ مُوْسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتَّى أَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْعَهُ إِيَّاهُمْ ثُمَّ إِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ، فَحَدَّثُوْهُمْ بِمَا حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُوْ مُوْسَى سَوَاءً. (رواه مسلم: ١٦٤٩)

اونٹوں کو ابھی ابھی سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا، یہ اونٹ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ بے شک اللہ تعالیٰ یا آپ نے فرمایا: اللہ کا رسول تمہیں ان اونٹوں پر سوار کر رہا ہے، چنانچہ تم ان پر سوار ہو جاؤ۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں یہ اونٹ لے کر اپنے دوستوں کے پاس پہنچا اور ان سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ان سواریوں پر تمہیں سوار کیا ہے لیکن میں ایسے ہی تمہیں ان پر بیٹھنے نہیں دوں گا حتیٰ کہ تم میں سے چند لوگ میرے ساتھ اس آدمی تک چلیں جس نے رسول اللہ ﷺ کا غصہ دیکھا تھا۔ جب میں نے آپ سے تمہارے لیے سواریاں طلب کی تھیں اور آپ نے ابتداءً انکار فرما دیا تھا، پھر بعد میں سواریاں عطا بھی کر دیں تاکہ تم یہ گمان نہ کرو کہ یہ بات آپ نے نہیں فرمائی بلکہ میں نے خود گھڑ لی ہے، چنانچہ ساتھی کہنے لگے: اللہ کی قسم! تو ہمارے نزدیک یقیناً سچا لیکن جیسے تو کہتا ہے ہم ویسے ہی کرنے کو تیار ہیں، چنانچہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ چند لوگوں کو لے کر ان لوگوں کے پاس گئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان اونٹ نہ دینے اور دینے کا سنا تھا، چنانچہ ان لوگوں کا بیان اور سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ایسے تھا۔''

٦٦٨٨ـــ عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ، فَخَرَجْتُ إِلَى أَهْلِي فَأَقْبَلْتُ وَقَدْ خَرَجَ أَوَّلُ صَحَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَطَفِقْتُ فِي الْمَدِيْنَةِ أُنَادِي: أَلاَ مَنْ يَحْمِلُ رَجُلاً لَهُ سَهْمُهُ، فَنَادَى شَيْخٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: قَالَ لَنَا: سَهْمُهُ

٦٦٨٨۔ ''سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا اعلان کرایا تو میں اپنے گھر والوں کے پاس چلا گیا، جب واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ کے اولین ساتھی جا چکے تھے۔ میں مدینہ میں اعلان کرنے لگا کہ ایک شخص کو کون سواری مہیا کرتا ہے؟ مالِ غنیمت سے جو حصہ حاصل ہوگا وہ اُسے دیا جائے گا۔ انصار میں سے ایک بوڑھا آدمی بولا کہ اس

(٦٦٨٨) ابو داود: ٢٦٧٦۔ ضعيف، البانی: ٥٧٢.

عَلَى أَنْ نَحْمِلَهُ عَقَبَةً وَطَعَامُهُ مَعَنَا ، قُلْتُ: نَـعَمْ! قَالَ: فَسِرْ عَلَى بَرَكَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ: فَـخَـرَجْتُ مَعَ خَيْرِصَاحِبٍ حَتَّى أَفَاءَ اللّٰهُ عَـلَيْنَا ، فَأَصَابَنِي قَلَائِصُ ، فَسُقْتُهُنَّ حَتَّى أَتَيْتُـهُ فَخَرَجَ فَقَعَدَ عَلَى حَقِيْبَةٍ مِنْ حَقَائِبِ إِبِـلِـهِ ، ثُـمَّ قَالَ: سُقْهُنَّ مُدْبِرَاتٍ ، ثُمَّ قَالَ: سُـقْهُنَّ مُقْبِلَاتٍ ، فَقَالَ: مَا أَرَى قَلَائِصَكَ إِلَّا كِـرَاماً ، قَـالَ: إِنَّـمَا هِيَ غَنِيْمَتُكَ الَّتِي شَـرَطْـتُّ لَكَ ، قَـالَ: خُذْ قَلَائِصَكَ يَا ابْنَ أَخِـي! فَـغَيْـرَ سَهْمِكَ أَرَدْنَا . (لأبی داود: ٢٦٧٦)

کا حصہ ہمارا ہوگا اور ہم اس کو باری باری سوار کریں گے اور اس کا کھانا ہمارے ساتھ ہوگا۔

میں نے کہا: درست ہے۔اس نے کہا: چل اللہ برکت دے، تو میں اس کی بہترین رفاقت میں گیا اور اللہ نے ہمیں غنیمت بھی دی اور مجھے حصے میں چند اونٹ حاصل ہوئے۔ میں ان کو چلا کر شیخ کے پاس لے گیا۔ وہ نکلا اور اپنے اونٹ کے پچھلے حصہ پر بیٹھا اور کہا: اسے لے کر چل، پھر کہا: اب سامنے سے لا۔ پوری طرح دیکھ کر کہا: تیرے اونٹ عمدہ نسل کے ہیں۔ میں نے کہا: یہ تیری وہ غنیمت ہے جو میں نے آپ سے شرط کی تھی۔ اس نے کہا: اپنے اونٹ تو اپنے پاس رکھ، میرے بھتیجے! ہم نے غنیمت سے تیرا حصہ لینے کے بجائے کوئی اور ہی حصہ مراد لیا ہے۔‘‘ (ابوداؤد)

٦٦٨٩ــ عِـمْـرَانَ بْـنَ الْحُصَيْنِ : أَنَّهُ شَهِدَ عُثْـمَـانَ أَيَّـامَ تَبُـوْكَ فِـی جَيْـشِ الْعُسْرَةِ ، فَـأَمَـرَصَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَـانَتْ نَصَارَى الْعَرَبِ كَتَبَتْ إِلَى هِرَقْلَ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِی يَنْتَحِلُ النُّبُوَّةَ قَدْ هَلَكَ وَأَصَـابَتْهُـمْ سِـنُوْنَ فَهَلَكَتْ أَمْوَالُهُمْ ' فَإِنْ كُـنْـتَ تُرِيْدُ دِيْنَكَ فَالآنَ . فَبَعَثَ رَجُلاً مِّنْ عُـظَـمَائِهِمْ فِی أَرْبَعِيْنَ اَلْفًا' فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ كَـانَ يَدْعُوْ كُلَّ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ ، يَـقُـوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُـعْبَـدُ' فِـی الْأَرْضِ ' فَـلَـمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ مِنْ قُـوَّةٍ' وَكَانَ عُثْمَانُ قَدْ جَهَّزَ عِيْرًا إِلَى الشَّامِ يُـرِيْدُ أَنْ يَّمْتَارَّعَلَيْهَا' فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

٦٦٨٩۔ ’’سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا: میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا جب تبوک کے موقع پر نبی ﷺ نے جہاد کے لیے صدقات کا حکم دیا تھا۔ عرب کے نصاریٰ نے ہرقل روم کو لکھا تھا کہ عرب مرد جو نبوت کا دعویٰ کرتا تھا فوت ہو چکا ہے اور اس کے پیروکاروں کو قحط نے تباہ کر دیا ہے اور ان کے مال ہلاک ہو چکے ہیں۔ پس اگر تو اپنے دین کی اشاعت و بقا چاہتا ہے تو یہ وقت موزوں ہے۔ اس نے ایک رومی سردار کے ماتحت چالیس ہزار فوج روانہ کر دی۔ جب آپ ﷺ کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ ہر دن منبر پر دعا کرتے تھے۔ فرماتے : یا اللہ! اگر تو اس جماعت کو ہلاک کرے گا تو پھر زمین پر تیری خالص عبادت نہ ہو سکے گی۔ اس وقت لوگوں کے پاس مالی قوت بھی نہیں تھی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا تجارتی قافلہ شام روانہ کرنے کے لیے تیار

(٦٦٨٩) طبرانی کبیر: ١٨/ ٢٣١۔ وفیه العباس بن الفضل الانصاری وهو ضعیف، هيثمی: ١٠٣١١.

هٰـذِهِ مِـائَتَا بَعِيْرٍ بِأَقْتَابِهَا وَأَحْلاَسِهَا، وَمِائَتَا أَوْقِيَةٍ، فَحَـمِدَ اللّٰهَ ﷺ وَكَبَّـرَالـنَّاسُ وَأَتَى عُثْـمَـانُ بِـالْإِبِلِ وَالصَّدَقَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَسَمِعْتُهُ يَـقُـوْلُ: لاَ يَـضُـرَّ عُثْـمَـانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ. (للكبير بضعف: ١٨/ ٢٣١۔ ٢٣٢)

کیا تھا۔عثمان نے کہا: یا رسول اللہ! یہ دوسواونٹ پالان اورمہار سمیت حاضر ہیں اور دوسو اوقیہ سونا بھی آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ پس میں نے آپ کو فرماتے سنا: آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل بھی نقصان نہ پہنچے گا۔'' (الکبیر)

٦٦٩٠ــاِبْنِ شِهَابٍ: غَزَاالنَّبِيُّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُـوْكَ وَهُـوَ يُـرِيْدُ الرُّوْمَ وَنَصَارَى الْعَرَبِ بِالشَّامِ. (رواه رزين)

۶۶۹۰۔''ابن شہاب نے کہا: غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کا ارادہ اہل روم سے اور عرب کے نصرانیوں سے، جو شام میں تھے، جنگ کرنے کا تھا۔'' (رزین)

شرح: ...... خَلَصَه: خاء اور لام پر فتحہ ہے مشہور یہی ہے۔خلصہ اصل میں ایک سرخ بوٹی ہے جیسا کہ عقیق پتھر ہوتا ہے۔

مگر یہاں ذوالخلصہ سے مراد وہ گھر ہے جس میں انہوں نے یہ بت رکھا ہوا تھا۔ یہ سرزمین فارس میں نہیں، یہ سر زمین خثعم میں ہے۔

مبرد کا کہنا ہے کہ جہاں یہ بت ہوا کرتا تھا یہ عبلات شہر میں تھا، اب وہاں جامع مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔

کتاب الفتن میں بخاری ہی میں حدیث آتی ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دوس کی خواتین ذوالخلصہ کا طواف نہ کریں گی۔

اب بے چینی یہ ہے کہ ایک نسبت اس بت کی دوس کی طرف ہے اور ایک نسبت خثعم کی جانب ہے۔ حالانکہ دوس اور خثعم کے درمیان بہت دوری ہے۔ ان کا نسب اور جگہ آپس میں نہیں ملتے۔ اس اضطراب کا حل یہ ہے کہ ذوالخلصہ دو ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث جس میں قیامت کے قریب طواف کا آتا ہے یہ وہ ذوالخلصہ ہے جسے عمرو بن لحی نے نصب کیا تھا جو مکہ کی ڈھلوان میں تھا۔ اسے قلادے پہناتے تھے اور شتر مرغ کے انڈے نذر کرتے تھے اور اس کے پاس جانور ذبح کرتے تھے۔

اور جو خثعم والا ذوالخلصہ ہے انہوں نے اس بت کے مکان کو کعبہ کی مانند بنا رکھا تھا۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے اسے گرایا تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ کہتے تھے اس کا ایک دروازہ شام کی طرف ہونے کی وجہ سے اسے شامیہ بھی کہتے تھے۔

(فتح الباری: ۸/ ۷۱)

یہاں پر مسائل اخذ ہوتے ہیں کہ جو چیز لوگوں کے لیے دینی فتنہ بن جائے خواہ وہ عمارت ہو، انسان ہو حیوان یا پتھر ہو اسے دور کرنا ضروری ہے۔

(٦٦٩٠) رزين.

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کی نفوس کو مائل کرنے کے لیے ان میں سے ہی امیر مقرر کرنا مسنون ہے اور دعا وثنا اور فتوحات کی بشارت جلدی دینا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اس میں خبر واحد کی مقبولیت کے جواز کا ثبوت بھی ہے اور سیدنا جریر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے مناقب بھی بیان ہوئے ہیں۔

اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی دعا اور ہاتھ متبرک ہیں اور آپ ﷺ وتر تعداد میں دعا کرتے تھے۔ اکثر تین مرتبہ دعا کرتے تھے۔ کبھی تین مرتبہ سے زیادہ پانچ مرتبہ بھی دعا کرتے تھے۔ (فتح الباری: ۸/۷۳)

۲۔ سلاسل، پہلی سین کو پیش اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھنا درست ہے۔ وادی القریٰ مقام سے آگے ایک خطہ زمین کا نام ہے۔ یہاں سے مدینہ کا فاصلہ دس دن ہے۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ یہ قبیلہ جذام کی سرزمین میں واقع سلسل نامی ایک چشمہ ہے جس پر مسلمان اترے تھے۔ اسی وجہ سے اس مہم کا نام ذات السلاسل پڑ گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکوں نے فرار ہونے کے خوف سے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ایک زنجیر کی مانند خود کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ اس لیے بھی اسے ذات السلاسل نام دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۸/۷۴)

یہ دستہ آپ نے جنگ موتہ کے بعد جمادی الآخرہ ۸ھ میں بھیجا تھا۔

اس کا سبب یہ تھا معرکہ موتہ کے بعد شام کے اندر رہنے والے عرب قبائل مسلمانوں سے لڑنے کے لیے رومیوں کے جھنڈے تلے جمع ہونے شروع ہو گئے تو آپ ﷺ نے اس حکمت بالغہ سے کام لیا کہ ان عرب قبائل اور رومیوں کے درمیان تفرقہ پڑ جائے اور دوسرا مقصد آپ کا یہ تھا کہ خود مسلمانوں سے ان کی دوستی ہو جائے تا کہ اس علاقے میں دوبارہ آپ کے خلاف اتنی جمعیت فراہم نہ ہو سکے۔

اس دستہ کی سالاری کے لیے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا گیا کیونکہ ان کی دادی اس قبیلہ سے تھی۔

اس پر حملہ کا ایک اور سبب بھی تھا کہ جاسوسوں نے اطلاع دی تھی کہ بنو قضاعہ اطراف مدینہ پر ہلہ بولنے کے لیے نفری فراہم کر رہے ہیں۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اکرم ﷺ نے سفید جھنڈا باندھا اور اس کے ساتھ کالی جھنڈیاں بھی تھیں، مہاجرین وانصار کی تین سو نفری ان کی کمان میں دے کر آپ ﷺ نے سیدنا عمرو کو رخصت کیا تھا۔

اور ان کے ساتھ تیس گھوڑے تھے۔ چنانچہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے۔ دشمن کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان کی جمعیت بہت بڑی ہے۔ تو سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے رافع بن مکیث جہنی کو بھیج کر رسول اکرم ﷺ

سے مدد طلب کی تو آپ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دوسوفوجیوں کی کمک بھیجی جن میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ اس دستہ کے امیر سیدنا عمرو ہی تھے اس لیے وہی جماعت کرواتے رہے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بطور معاون ہی تھے۔

اس مدد کے آنے کے بعد یہ مسلمان فوج اس علاقہ میں داخل ہوئی اور دشمنوں کو روندتی ہوئی دور تک چلی گئی۔ ایک لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مسلمانوں کے حملہ سے وہ بھی اِدھر اُدھر بکھر گیا۔ سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور بتایا کہ مسلمان سلامتی سے واپس آرہے ہیں اللہ نے فتح دی ہے۔ (الرحیق المختوم: ۵۳۲)

اس سے چند مسائل سامنے آتے ہیں کہ غیر افضل اگر جزوی طور پر کسی وقت افضل کی موجودگی میں امیر بنایا جائے تو یہ جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خواتین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صاحب کمال ہیں۔

اس میں سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کا جزوی شرف بھی جھلکتا ہے کہ اتنے عظیم افراد کے یہ امیر ہیں۔ (فتح الباری: ۸/ ۷۵)

۳۔ تبوک کا غزوہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا آخری غزوہ ہے جس میں آپ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔

۹ھ میں ماہ رجب میں آپ ﷺ تبوک کے لیے روانہ ہوئے اور رمضان میں واپس لوٹے۔ اس سفر میں پچاس روز آپ کے صرف ہوئے، تیس دن آمد ورفت میں لگے اور بیس دن آپ تبوک میں رہے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ فتح مکہ کے بعد حالات کی رفتار یکسر بدل گئی تھی۔ اندرونی مشکلات کا تقریباً خاتمہ ہو چکا تھا اور مسلمان شریعت الٰہی کی تعلیم عام کرنے اور اسلام کی دعوت پھیلانے کے لیے یکسو ہو گئے تھے۔ مگر رومیوں نے جو کہ روئے زمین پر سب سے بڑی فوجی طاقت تھی۔ اس نے بغیر کسی وجہ سے مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کر رکھی تھی۔ اس کی ابتدا شرحبیل بن عمرو غسانی نے کی کہ اس نے رسول اکرم ﷺ کے سفیر سیدنا عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

قیصر روم کے لیے مسلمانوں کی قوت خطرہ بنتی جارہی تھی جو قدم بہ قدم روم کی سرحد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ مسلمانوں کی قوت کو ناقابل شکست ہونے سے پہلے کچل دے۔ اس خون ریز جنگ کے لیے اس نے تیاری شروع کر دی۔

یہ پہلے تو افواہ تھی مگر یقینی اطلاع ملی کہ ہرقل نے چالیس ہزار سپاہیوں کا لشکر جرار ایک عظیم کمانڈر کو اس نے اس کی کمان سونپی ہے اور عیسائی قبائل لخم وجذام کو بھی جمع کر کے ان کا ہراوّل دستہ بلقاء بھیج دیا ہے۔ یہ ایک بڑا خطرہ مسلمانوں کے سامنے کھڑا تھا۔ ادھر مسلمانوں کے لیے آزمائش یہ تھی کہ پھل وغیرہ پک چکے تھے اور گرمی شدت کی تھی اور پھر منافقوں کی مکاریاں عروج پر تھیں۔

اس کے باوجود رسول اکرم ﷺ تبوک میں پہنچے۔ رومیوں اور ان کے حلیفوں میں آپ کے آنے سے خوف و ہراس پھیل گیا۔ انہیں آپ سے ٹکر لینے کی ہمت نہ ہوئی اور وہ مختلف شہروں میں بکھر گئے۔

اس غزوہ سے مسلمانوں کی فوجی ساکھ بیٹھ گئی، بڑے اہم سیاسی فوائد حاصل ہوئے اور رومی آلہ کاروں کا خاتمہ ہوگیا اور نبی اکرم ﷺ مظفر ومنصور مدینہ منورہ واپس لوٹے۔(الرحیق: ۵۸۷)

۴۔ اس حدیث سے جو کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ والی ہے اس میں آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں نے تمہیں سوار نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے سوار کیا ہے۔

اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ آپ نے قسم نہ ٹوٹنے کا کہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو آپ نے کہا تھا میں نے سوار نہیں کیا، یعنی میں نے اپنی ملکیت والے اونٹوں پر سوار نہیں کیا میں نے تمہیں بیت المال کے اونٹوں پر سوار کیا ہے۔ یہ اللہ کا مال ہے لہٰذا میری قسم ٹوٹنے کی نوبت نہیں آئی۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ میری قسم نہیں ٹوٹی بلکہ کہا تھا میں نے قسم اٹھائی تھی وہ تمہیں سوار کرنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے اور یہ میں نے قصداً کیا ہے کیونکہ جب میں کسی ایسے کام پر قسم اٹھاتا ہوں جو کارِ خیر ہے کہ میں یہ نہ کروں گا تو میں قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور وہ کارِ خیر سرانجام دیتا ہوں۔

لہٰذا میں نے بھول کر تمہیں سوار نہیں کیا۔ یہ میں نے اللہ کے حکم سے کیا ہے۔

اس بارے میں علمائے کرام مختلف ہیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ پہلے ادا کرنا ہے اور قسم بعد میں توڑنی ہے یا قسم پہلے توڑنی ہے اور کفارہ بعد میں ادا کرنا ہے۔ معتدل مسلک یہی ہے کہ دونوں طرح جائز ہے۔(انجاز الحاجہ: ۶/ ۶۰۹)

سَرِيَّةُ بَنِي الْمَلُّوْحِ وَسَرِيَّةُ زَغْبَةَ السُّحَيْمِيِّ وَغَيْرِهَا

بنوملوح اور زغبہ سحیمی وغیرہ کی مہمیں

٦٦٩١ــــ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ مَكِيْثٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ غَالِبٍ اللَّيْثِيَّ فِي سَرِيَّةٍ وَكُنْتُ فِيْهِمْ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشُنُّوْا الْغَارَةَ عَلَى بَنِي الْمُلَوَّحِ بِالْكَدِيْدِ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيْدِ لَقِيْنَاالْحَارِثَ بْنَ الْبَرْصَاءِ اللَّيْثِيَّ فَأَخَذْنَاهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ أُرِيْدُ الْإِسْلَامَ وَإِنَّمَا خَرَجْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: إِنْ تَكُنْ مُسْلِمًا لَمْ يَضُرَّكَ رِبَاطُنَا يَوْمًا وَلَيْلَةً وَإِنْ

۶۶۹۱۔’’ جندب بن مکیث کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن غالب اللیثی رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ میں روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنوملوح پر مقام کدید میں حملہ آور ہوں اور میں اس سریہ میں شامل تھا۔ ہم جب مقام کدید میں تھے تو اس وقت ہمیں حارث بن برصاء لیثی ملا تو ہم نے اس کو گرفتار کرلیا۔ اس نے کہا: میں تو اسلام قبول کرنے کے ارادے سے جا رہا ہوں۔ میں تو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لیے نکلا ہوں۔ ہم نے کہا: اگر تو مسلمان بھی ہے تو ایک دو دن ہمارے گرفتار کرنے سے تجھے کوئی نقصان نہ ہوگا اور اگر تو درحقیقت ایسا

(٦٦٩١) ابو داود: ٢٦٧٨ـ ضعيف، البانی: ٥٧٣.

تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ نَسْتَوْثِقُ مِنْكَ فَشَدَدْنَاهُ وِثَاقًا. (رواه أبوداود: ٢٦٧٨)

٦٦٩٢ــ وَلِأَحْمَدَ وَالْكَبِيْرِ أَنَّ جُنْدُبَ بْنَ مَكِيْثٍ الْجُهَنِيّ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَالِبَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْكَلْبِيَّ كَلْبَ لَيْثٍ إِلَى بَنِي مُلَوِّحٍ بِالْكَدِيْدِ وَأَمَرَهُ أَنْ يُغِيْرَ عَلَيْهِمْ، فَخَرَجَ فَكُنْتُ فِي سَرِيَّتِهِ فَمَضَيْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِقُدَيْدٍ لَقِيْنَا بِهِ الْحَارِثَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ ابْنُ الْبَرْصَاءِ اللَّيْثِيُّ فَأَخَذْنَاهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ لِأُسْلِمَ، فَقَالَ غَالِبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا جِئْتَ مُسْلِمًا فَلَنْ يَضُرَّكَ رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَإِنْ كُنْتَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ اسْتَوْثَقْنَا مِنْكَ، قَالَ: فَأَوْثَقَهُ رِبَاطًا ثُمَّ خَلَّفَ عَلَيْهِ رَجُلاً أَسْوَدَ كَانَ مَعَنَا، فَقَالَ: امْكُثْ مَعَهُ حَتَّى نَمُرَّ عَلَيْكَ فَإِنْ نَازَعَكَ فَاجْتَزَّ رَأْسَهُ، قَالَ: ثُمَّ مَضَيْنَا حَتَّى أَتَيْنَا بَطْنَ الْكَدِيْدِ فَنَزَلْنَا عُشَيْشِيَةً بَعْدَ الْعَصْرِ، فَبَعَثَنِي أَصْحَابِي فِي رَبِيْئَةٍ فَعَمَدْتُ إِلَى تَلٍّ يُطْلِعُنِي عَلَى الْحَاضِرِ فَانْبَطَحْتُ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ الْمَغْرِبَ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَنَظَرَ فَرَآنِيْ مُنْبَطِحًا عَلَى التَّلِّ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَرَى عَلَى هٰذَا التَّلِّ سَوَادًا مَا رَأَيْتُهُ أَوَّلَ النَّهَارِ فَانْظُرِي لَا تَكُوْنُ الْكِلَابُ اجْتَرَّتْ بَعْضَ أَوْعِيَتِكِ قَالَ:

نہ ہوا تو ہمیں تیرے متعلق وثوق رہے گا، چنانچہ ہم نے اس کو باندھ دیا۔'' (ابوداؤد)

۶۶۹۲۔ ''احمد اور کبیر نے روایت کی ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کلبی، جو کلب لیث قبیلے سے تھے، کو کدید کے علاقے میں بنوملوّح کی طرف روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان پر حملہ کردیں، چنانچہ وہ روانہ ہو گئے۔ میں بھی اس مہم میں شامل تھا۔ ہم چلتے رہے یہاں تک کہ قدید میں پہنچ گئے تو وہاں ہمیں حارث بن مالک ملا جو برصاء کا بیٹا ہے۔ ہم نے اسے گرفتار کرلیا تو وہ کہنے لگا: میں تو اسلام لانے کے لیے آیا ہوں۔ غالب بن عبداللہ نے کہا: اگر تو مسلمان ہونے آیا ہے تو ایک دن رات تک تجھے باندھے رکھنا کوئی نقصان دہ نہیں ہوگا اور اگر تیرا کوئی دوسرا مقصد ہے تو ہم تیری طرف سے مطمئن رہیں گے۔ چنانچہ اسے باندھ دیا گیا اور ہم نے اس کے پاس ایک سیاہ رنگ کا آدمی متعین کیا جو ہمارے ساتھ موجود تھا اور ہم نے کہا: ہمارے واپس آنے تک اس کی نگرانی کر اور اگر یہ تیرے سے جان چھوڑانے کی کوشش کرے تو اس کی گردن ماردینا۔ پھر ہم کدید آئے اور نماز عصر کے بعد یہاں اُترے اور میرے اصحاب نے مجھے جاسوسی کے لیے روانہ کیا۔ میں ایک ٹیلے پر چڑھا تاکہ لوگوں کی موجودگی کا پتہ چلاؤں۔ میں نے اس جگہ پر مغرب سے پہلے ریت ہموار کی تو ایک مرد باہر آیا اور اس نے ٹیلے پر سنگریزے برابر کرتے دیکھا۔ اس نے اپنی عورت کو آواز دی اور کہا: اس ٹیلے پر سیاہ چیز حرکت کرتے دیکھتا ہوں جو دن کے اول وقت یہاں نہیں تھی تو دیکھ تیرے برتن کتے نہ لے گئے ہوں۔

(٦٦٩٢) احمد: ١٥٤١٧۔ طبرانی ورجاله ثقات فقد صرّح ابن اسحٰق بالسماع فی روایة الطبرانی۔ ابو داود: ٢٦٧٨۔ هیثمی: ١٠٣٤٣.

فَـنَـظَرَتْ ، فَقَالَتْ: لاَوَاللّٰهِ! مَا أَفْقِدُ شَيْئًا ، قَــالَ: فَـنَــاوِلِيْـنِـي قَـوْسِيْ وَسَهْمَيْنِ مِنْ كِـنَـانَتِـي ، قَـالَ: فَـنَـاوَلَتْـهُ فَرَمَانِي بِسَهْمٍ فَـوَضَـعَـهُ فِي جَنْبِي ، قَالَ: فَنَزَعْتُهُ فَوَضَعْتُهُ وَلَـمْ أَتَـحَـرَّكْ ثُمَّ رَمَانِي بِآخَرَ فَوَضَعَهُ فِي رَأْسِ مَنْكِبِيْ فَنَزَعْتُهُ فَوَضَعْتُهُ وَلَمْ أَتَحَرَّكْ ، فَـقَـالَ لِإِمْرَاتِهِ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ خَالَطَهُ سَهْمَايَ وَلَوْ كَانَ دَابَّةً لَتَحَرَّكَ فَإِذَا اَصْبَحْتِ فَابْتَغِي سَهْـمَـيَّ فَـخُـذِيْهِـمَـا لاَ تَـمْضُغُهُمَا عَلَيَّ الْـكِلاَبُ ، قَـالَ: وَأَمْهَلْنَا هُمْ حَتَّى رَاحَتْ رَائِـحَتُهُـمْ حَتَّـى إِذَا احْتَـلَبُـوْا وَعَطَنُوْا أَوْ سَـكَـنُـوْا وَذَهَبَـتْ عَتَـمَةٌ مِّـنَ الـلَّيْلِ شَنَنَّا عَـلَيْهِـمُ الْـغَـارَـةَ ، فَـقَتَلْنَا مَنْ قَتَلْنَا مِنْهُمْ وَاسْتَـقْـنَـا النَّعَمَ ، فَتَوَجَّهْنَا قَافِلِيْنَ وَخَرَجَ صَـرِيْـخُ الْقَوْمِ إِلَى قَوْمِهِمْ مُغَوِّثًا وَخَرَجْنَا سِـرَاعًـا حَتَّى نَمُرَّ بِالْحَارِثِ ابْنِ الْبَرْصَاءِ وَصَاحِبِهِ ، فَانْطَلَقْنَا بِهِ مَعَنَا وَأَتَانَا صَرِيْخُ الـنَّاسِ ، فَجَاءَ نَا مَا لاَقِبَلَ لَنَا بِهِ حَتَّى إِذَا لَـمْ يَـكُـنْ بَيْـنَنَا وَبَيْنَهُمْ إِلَّا بَطْنُ الْوَادِي أَقْبَـلَ سَيْـلٌ حَـالَ بَيْـنَنَا وَبَيْنَهُمْ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَـعَـالَى مِنْ حَيْثُ شَاءَ مَا رَأَيْنَا قَبْلَ ذٰلِكَ مَـطَـرًا وَلاَ حَالاً ، فَجَاءَ بِمَا لاَ يَقْدِرُأَحَدٌ أَنَّ يَـقُـوْمَ عَـلَيْـهِ فَـلَـقَـدْ رَأَيْنَاهُمْ وُقُوْفًا يَّـنْظُـرُوْنَ إِلَيْـنَـا مَـا يَـقْدِرُأَحَدٌ مِنْهُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ . (رواه أحمد: ١٥٤١٧)

عورت نے دیکھ کر کہا: ہماری تو کوئی چیز مفقود نہیں ہے، اس نے کہا: کمان اور دو تیر مجھے دیدے۔ عورت نے دیے تو اس نے ایک تیر مارا جو میرے پہلو میں آ لگا اور میں نے وہ نکال دیا اور کوئی حرکت نہیں کی۔ اس نے دوسرا تیر مارا اور وہ میرے شانے پر لگا تو میں نے وہ بھی نکال دیا اور کوئی حرکت نہ کی۔ اس مرد نے اپنی عورت سے کہا: اللہ کی قسم! میرے دو تیر اس سیاہی پر جا پڑے ہیں اور حرکت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی چیز ہوئی تو حرکت کرتی۔ کل فجر کو میرے تیر اٹھا لانا ان کو کتے نہ چبائیں۔ راوی نے کہا: ہم نے ان کو مہلت دیدی اور ان لوگوں نے آرام کیا، دودھ نکالا اور اطمینان کیا۔ رات کا کچھ حصہ گذر چکا تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا اور ہم نے قتل کیا جس کو قتل کیا اور مویشی لے کر چل دیے۔ ان کا آواز دینے والا اپنی قوم کو خبر دینے کے لیے گیا تو بڑی تعداد میں لوگ اُٹھ آئے، ہم جلدی مویشی لے کر ابن برصاء اور اس کے رفیق کے پاس لوٹ آئے۔ ہم نے اس کو بھی ساتھ رکھا اور چل دیے اور بلانے والا اتنے لوگ اُٹھا لایا جن سے مقابلہ ہمارے لیے دشوار تھا، جب ہمارے اور ان کے درمیان صرف ایک ہی وادی کا فاصلہ رہا تو سیلاب آ گیا جہاں سے چاہا اللہ تعالیٰ سیلاب لے آیا۔ ہم نے اطراف میں نہ بارش دیکھی اور نہ بادل دیکھے۔

ہمارا تعاقب کرنے والے سیلاب میں آ گئے۔ ہم نے ان کو کھڑے دیکھا اور وہ ہمیں دیکھ رہے تھے اور ان میں سے کوئی شخص ہماری طرف آنے پر قادر نہیں تھا۔'' (احمد)

٦٦٩٣ــ عَنْ رِعْيَةَ السُّحَيْمِيِّ قَالَ، كَتَبَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي اَدِيْمٍ أَحْمَرَ فَأَخَذَ كِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَقَعَ بِهِ دَلْوَهُ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَلَمْ يَدَعُوْا لَهُ رَائِحَةً وَلاَ سَارِحَةً وَلاَ أَهْلًا وَلاَ مَالاً إِلَّا أَخَذُوْهُ، وَانْفَلَتَ عُرْيَانًا عَلَى فَرَسٍ لَهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قِشْرَةٌ حَتَّى يَنْتَهِي إِلَى ابْنَتِهِ وَهِيَ مُتَزَوِّجَةٌ فِي بَنِيْ هِلاَلٍ وَقَدْ اَسْلَمَتْ وَأَسْلَمَ أَهْلُهَا وَكَانَ مَجْلِسُ الْقَوْمِ بِفِنَاءِ بَيْتِهَا، فَدَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا مِنْ وَّرَاءِ الْبَيْتِ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَتْهُ أَلْقَتْ عَلَيْهِ ثَوْبًا، قَالَتْ: مَا لَكَ؟ قَالَ: كُلُّ الشَّرِّ نَزَلَ بِأَبِيْكِ، مَا تُرِكَ لَهُ رَائِحَةٌ وَلاَسَارِحَةٌ وَلاَ أَهْلٌ وَلاَ مَالٌ إِلَّا وَقَدْ أُخِذَ، قَالَتْ: دُعِيْتَ إِلَى الإِسْلاَمِ؟ قَالَ: اَيْنَ بَعْلُكِ؟ قَالَتْ: فِي الإِبِلِ، قَالَ: فَأَتَاهُ فَقَالَ: مَالَكَ؟ قَالَ: كُلُّ الشَّرِّ قَدْ نَزَلَ بِهِ مَا تُرِكَتْ لَهُ رَائِحَةٌ وَلاَ سَارِحَةٌ وَلاَ أَهْلٌ وَلاَ مَالٌ إِلَّا وَقَدْ أُخِذَ وَأَنَا أُرِيْدُ مُحَمَّدًا أُبَادِرُهُ قَبْلَ أَنْ يُقَسِّمَ أَهْلِي وَمَالِي، قَالَ: فَخُذْ رَاحِلَتِي بِرَحْلِهَا، قَالَ: لاَ حَاجَةَ لِي فِيْهَا، قَالَ: فَأَخَذَ قَعُوْدَ الرَّاعِيْ وَزَوَّدَهُ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ، قَالَ: وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ إِذَا غَطَّي بِهِ وَجْهَهُ خَرَجَتْ اِسْتُهُ وَإِذَا

۶۶۹۳۔" رعیہ السحیمی سے روایت ہے کہ اس کی طرف نبی کریم ﷺ نے سرخ چمڑے پر خط لکھا، اس نے آپ کے خط کو اپنے بوکے (پانی نکالنے والے ڈول) پر لگا دیا۔ اس گستاخی کی وجہ سے آپ نے ایک سریہ (مہم) روانہ کیا۔ وہ گئے اور اس کے چرنے کو جانے والی کوئی چیز چھوڑی نہ چر کر واپس آنے والی، نہ اس کا اہل چھوڑا اور نہ مال چھوڑا، سب اشیاء پر قبضہ کر لیا گیا۔ میں ننگے بدن ہی گھوڑے پر سوار ہوا جس پر کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ اس حال میں اپنی بیٹی کے پاس گیا۔ وہ بھی اسلام لا چکی تھی اور اس کا خاوند بھی اور وہ اپنے گھر کے صحن میں لوگوں کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا باپ گھر کے پیچھے سے اس پر داخل ہوا۔ جب اس نے باپ کو اس حال میں دیکھا تو اس پر کپڑا ڈالا اور کہا: تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا: ہر شر تیرے باپ پر آن پڑی ہے اور اس کو خبر دی کہ اس نے نہ چرنے کو جانے والی کوئی چیز چھوڑی نہ چر کر واپس آنے والی، نہ اس کا اہل چھوڑا نہ اس کا مال، سب اشیا پر قبضہ کر لیا گیا، کہنے لگی: کیا آپ کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے؟ اور پوچھا: تیرا خاوند کہاں ہے؟ اس نے کہا: اونٹوں میں ہے۔ یہ اس کے پاس گیا تو اس نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا: ہر بلا اس پر نازل ہو چکی ہے۔ نہ اس کی چرنے والی چیز باقی رہی نہ گھر آنے والی، نہ اہل رہا اور نہ مال رہا اور میں چاہتا ہوں کہ محمد (ﷺ) کے پاس جاؤں اس سے پہلے کہ میرا اہل و مال تقسیم کر دیں۔ داماد نے کہا: میری سواری کے اونٹ پر بیٹھ کر جاؤ۔ اس نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے چرواہے کا جوان اونٹ

(٦٦٩٣) احمد: ٢١٩٦٠۔ طبرانی کبیر، باسنادین احل هما رجاله رجال الصحیح وهو هذا۔ والاٰخر مرسل: ٦/ ٢٠٦۔ عن ابی عمرو الشیبانی ولم یقل عن رعیة والطبرانی، هیثمی: ١٠٣٤٨.

غَـطَّـى اِسْتَـهُ خَـرَجَ وَجْهُـهُ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنَّ يُـعْـرَفَ حَتَّـى انْتَهَـى إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَعَقَلَ رَاحِـلَتَـهُ، ثُـمَّ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فَكَانَ بِحِذَائِهِ حَيْثُ يُصَلِّي، فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ الْفَجْرَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ الـلّٰـهِ: أَبْسُـطْ يَـدَيْكَ فَلْأُبَايِعْكَ فَبَسَطَهَا، فَـلَـمَّـا أَرَادَ أَنْ يُّـضْـرِبَ عَلَيْهَا قَبَضَهَا إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَفَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ ذٰلِكَ ثَلاثًـا قَبَضَهَا إِلَيْهِ وَيَفْعَلُهُ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَـالَ: مَـنْ أَنْـتَ؟ قَالَ: رِعْيَةُ الْسُّحَيْمِيُّ قَالَ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَضُدَهُ ثُمَّ رَفَعَهُ ثُمَّ قَـالَ يَـا مَـعْشَـرَ الْـمُسْلِمِيْنَ! هٰذَا رِعْيَةُ السُّـحَيْـمِـيُّ الَّذِي كَتَبْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذَ كِتَابِي فَـرَقَـعَ بِـهِ دَلْـوَهُ، فَأَخَذَ يَتَضَرَّعُ إِلَيْهِ قُلْتُ: يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَهْلِي وَمَالِيْ قَالَ: أَمَّا مَالُكَ فَـقَـدْ قُسِّـمَ وَأَمَّـا أَهْلُكَ فَمَنْ قَدَرْتَ عَلَيْهِ مِنْهُـمْ فَـخَـرَجَ فَإِذَا ابْنُهُ قَدْ عَرَفَ الرَّاحِلَةَ وَهُـوَ قَـائِـمٌ عِـنْـدَهَـا، فَرَجَعَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: هٰـذَا ابْنِي، فَقَالَ: يَابِلَالُ! اخْـرُجْ مَـعَـهُ فَسَلْهُ أَبُوْكَ هٰذَا؟ فَإِنْ قَالَ: نَعَمْ! فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ فَخَرَجَ بِلَالٌ إِلَيْهِ فَقَالَ: اَبُوْكَ هٰذَا؟ قَـالَ: نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! مَـارَأَيْـتُ أَحَدًا اسْتَعْبَرَإِلَى صَـاحِبِهِ، فَقَالَ: ذَاكَ جَفَاءُ الْأَعْرَابِ. (رواه أحمد: ٢١٩٦٠ والكبير)

لیا اور چل پڑا۔ اس نے اس کو پانی کا ایک مشکیزہ دیا۔ اس کے اوپر صرف ایک کپڑا تھا جس سے وہ سر ڈھانپتا تو سرین ننگی ہو جاتی اور سرین ڈھانپتا تو سر ننگا رہتا۔ وہ یہ بات بھی ناپسند کرتا تھا کہ اس کو کوئی پہچان سکے۔ وہ اسی حالت میں مدینہ آیا۔ جب آپ نے فجر کی نماز ادا کی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! ہاتھ پھیلایئے میں آپ کی بیعت کرتا ہوں، پس آپ نے ہاتھ پھیلایا۔ جب اس نے ہاتھ لگانا چاہا تو آپ نے ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔ تین بار اس طرح کرنے کے بعد آپ نے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں رعیہ سحیمی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا موٹا بازو پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا: اے اہل اسلام! یہ رعیہ سحیمی ہے جس کی طرف میں نے خط لکھا تھا اور اس نے اپنے ڈول کو اس کے ساتھ سی لیا تھا۔ اب وہ آپ سے عاجزانہ طور پر سوال کرنے لگا۔ کہتا ہے میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرا مال اور اہل دیدو۔ آپ نے فرمایا: تیرا مال تو تقسیم کیا گیا ہے اور تیرے اہل میں سے اگر کوئی تیرے ساتھ چل پڑے (تو تو لے سکتا ہے)، چنانچہ اس نے دیکھا تو اس کا بیٹا اس کی سواری کو پہچان کر اس کے پاس کھڑا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ آپ کے پاس گیا اور کہا: میرا بیٹا موجود ہے۔ آپ نے فرمایا: اے بلال! جا کر اس کے متعلق لڑکے سے پوچھا اگر وہ کہے کہ ہاں یہ میرا باپ ہے تو لڑکا اس کو دیدے۔ بلال رضی اللہ عنہ واپس گئے اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے کسی آدمی کو اپنے کسی آدمی کے لیے آنسو بہاتے نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ سنگ دل اعراب ہیں۔'' (احمد، الکبیر)

٦٦٩٤ــ وَلَهُ مِنْ طَرِيْقِ غَيْرِهِ: قَالَ لَهُ ﷺ: أَمَّا مَاأَدْرَكْتَ مِنْ مَالِكَ بِعَيْنِهِ قَبْلَ أَنْ يُقْسِمَ فَأَنْتَ أَحَقٌّ بِهِ. (رواه الطبرانى فى الكبير ٤٦٣٦)

٦٦٩٥ــ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْثًاإِلَى ضَاحِيَةِ مُضَرَ، فَذَكَرُوْا أَنَّهُمْ نَزَلُوْا فِي اَرْضِ صَحْرَاءَ فَاَصْبَحُوْا فَإِذَا هُمْ بِرَجُلٍ فِى قُبَّةٍ لَهُ بِفِنَائِهِ غَنَمٌ، فَقَالُوْ بِهِ أَجْزِرْنَا، فَأَجْزَرَهُمْ شَاةً فَطَبَخُوْهَا، ثُمَّ أُخْرَى فَطَبَخُوْهَا، فَلَمَّا أَظْهَرُوْا وَلاَ ظِلَّ مَعَهُمْ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ وَكَانَتْ غَنَمُهُ فِي مَظَلَّةٍ قَالُوْا: نَحْنُ أَحَقُّ بِالظِّلِّ مِنْ هٰذِهِ الْغَنَمِ فَأَخْرِجْهَا لِنَسْتَظِلَّ بِهِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ إِنْ أَخْرَجْتُمُوْهَا تَهْلَكْ وَتَطْرَحُ أَوْلاَدَهَا، وَإِنِّي قَدْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ وَقَدْ صَلَّيْتُ وَزَكَّيْتُ، فَأَخْرَجُوْا غَنَمَهُ فَلَمْ نَلْبَثْ إِلَّاسَاعَةً فَطُرِحَتْ أَوْلاَدُهَا فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا، ثُمَّ قَالَ: اجْلِسْ حَتَّى يَرْجِعَ الْقَوْمُ، فَلَمَّا رَجَعُوْا جَمَعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ فَتَوَاتَرُوْا عَلَى كِذْبٍ. فَسَرَّى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا رَأَى الْأَعْرَابِيُّ ذٰلِكَ قَالَ:أَمَا وَاللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ لَيَعْلَمُ أَنِّي صَادِقٌ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ يُخْبِرُكَ ذٰلِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَوَقَعَ فِى

۶۶۹۴۔ایک دوسری سند سے الکبیر کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو مال اصلی حالت میں تجھے نظر آئے تقسیم سے پہلے وہ تجھے دیا جائے گا اور تو اس کا مستحق ہے۔''

۶۶۹۵۔''سیدہ اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ قبیلہ مضر کے اطراف میں روانہ کیا تو ان لوگوں نے بیان کیا کہ وہ ایک صحرا میں اترے اور صبح کے وقت انہیں ایک مرد اپنے خیمے کے باہر بکریوں کے باڑے میں ملا، انہوں نے کہا: ذبح کرنے کے لیے ہمیں ایک بکری دیدے، اس نے ایک بکری دی پھر دوسری بھی دی اور انہوں نے پکائی۔ جب دوپہر کا وقت آیا اور ان کے پاس سائے کے لیے کوئی چیز نہ تھی تو انہوں نے کہا: بکریاں باہر نکال دے، سائے میں بیٹھنے کے ہم بکریوں سے زیادہ مستحق ہیں۔ اس شخص نے کہا: اگر ان کو نکالو گے تو یہ مر جائیں گی اور ان کے بچے بھی ہلاک ہوں گے اور میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں، میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور زکوۃ بھی ادا کرتا ہوں۔تو ان لوگوں نے اس کی بکریاں نکال دیں اور تھوڑی ساعت کے بعد بکریوں کے بچے مر گئے پس وہ آدمی نبی کریم ﷺ کی طرف چل دیا اور جا کر آپ کو خبر دی۔آپ کو بہت غصہ آیا، فرمایا: تو ٹھہر جا ان لوگوں کو واپس آنے دے۔ جب وہ آئے تو آپ نے ان کو اس کے روبرو کیا تو وہ سب متواتر جھوٹ کہنے لگے۔آپ کا غصہ جاتا رہا۔ جب اعرابی نے یہ حال دیکھا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں سچا ہوں اور یہ سب جھوٹ کہتے ہیں اور امید ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ باخبر کر دیگا، اے اللہ کے نبی!

(٦٦٩٤) طبرانى كبير: ٤٦٣٦ـ وفيه الحجاج بن ارطاة وهو مدلس وبقية رجاله رجال الصحيح الا انه من رواية ابن اسحق عن رعية وقد رواه قبل هٰذا اعن ابى اسحق عن الشعي وعن ابى اسحق عن ابى عمر و الشيبانى، هيثمى: ١٠٣٤٩.

(٦٦٩٥) طبرانى كبير: ٢٤/ ١٦٤ـ وفيه شهر بن حوشب وقد وثق وفيه ضعف وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٠٣٥٤.

نَـفْسِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّـهُ صَادِقٌ،فَدَعَاهُمْ رَجُلاً رَجُلاً يُـنَـاشِـدُ كُلَّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ بِنَشْدَةٍ، فَلَمْ يَـنْشُـدْ رَجُلاً مِـنْهُـمْ إِلاَّ قَـالَ كَـمَـا قَـالَ الأَعْـرَابِـيُّ، فَـقَـامَ النَّبِيُّ ﷺ فَـقَـالَ :مَـا يَـحْمِلُكُمْ عَلَى أَنْ تُتَابِعُوْا فِي الْكِذْبِ كَمَا يَتَتَـابَـعُ الْفِرَاشُ فِي النَّارِ . (رواه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ١٦٤ـ١٦٥ بلين)

آپ ﷺ کے دل میں یہ بات آ گئی کہ وہ سچا ہے۔ پھر آپ نے ایک ایک کر کے جدا جدا ہر مرد سے سوال کیا تو سب نے وہی کہا جو اعرابی نے کہا تھا۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: تمہیں کیا ہوا تھا کہ تم سب جھوٹ ہی کہتے جاتے تھے، جیسے پتنگے آگ میں گرتے ہیں۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

٦٦٩٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ سَـرِيَّةً فَـغَـنَمُوْا، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ قَالَ لَهُمْ إِنِّي لَسْـتُ مِـنْهُمْ، عَشِقْتُ مِنْهُمُ امْرَأَةً فَلَحِقْتُهَا فَـدَعُـوْنِـي أَنْـظُـرْ إِلَيْهَـا ثُـمَّ اصْـنَعُوْا بِي مَـابَـدَالَـكُمْ، فَأَتَى امْرَأَةً طَوِيْلَةً أَدْمَاءَ فَقَالَ لَهَـا: اَسْـلِـمِـيْ حُبَيْـشِ قَبْـلَ نَفَادِ الْعَيْشِ، اَرَأَيْتِكِ لَـوْ تَبِـعْـتُـكُـمْ فَـلَـحِـقْتُكُمْ، بِحِيْلَةٍ أَوْاَدْرَكْتُـكُـمْ بِـالْـخَـوَانِقِ، أَمَا كَانَ حَقًّا أَنْ يَـنُـوْلَ عَـاشِـقٌ، تَـكَـلَّفَ اِدْلاَجَ السُّـرَى وَالْـوَدَائِـقِ، قَـالَـتْ : نَعَمْ فَدَيْتُكَ ، فَقَدَّمُوْهُ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ، فَجَاءَ تِ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِ فَشَهِـقَتْ شَهْقَةً اَوْ شَهْقَتَيْنِ ثُمَّ مَاتَتْ، فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: أَمَاكَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَحِيْمٌ . (رواه الطبراني في الكبير: ١٢٠٣٧ والا أوسط)

٦٦٩٦۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا اور ان کو غنیمت حاصل ہوئی۔ دشمن قوم میں ایک شخص تھا۔ اس نے کہا: میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ میں ان کی ایک عورت پر عاشق ہوں اس لیے ان تک آیا تھا۔ تم مجھے مہلت دے دو کہ میں اس عورت کو ایک نظر دیکھ لوں۔ پھر جو تمہارا جی میں آئے میرے ساتھ کر لینا۔ وہ طویل قد، گندم گوں رنگ کی عورت کے پاس گیا اور کہا: اے حبیش (سیاہ رنگ کی!) زندگی ختم ہونے سے پہلے پیغام سلامتی قبول کر۔ یہ تو بتا اگر میں تمہارے پیچھے اور تدبیر کر کے چلا آیا اور تم سے الحاق کیا اور تمہیں پھانسی کے بدلے پہنچ آیا تو کیا ایک عاشق کو منزل عشق پانے کا حق نہیں ہے؟ اس نے راتوں رات تاریکی میں بارش کی تکلیف برداشت کی ہے۔ عورت نے کہا: بلاشبہ حق پہنچا ہے۔ میں تیرے اوپر فدا ہو جاؤں۔ انہوں نے اسے آگے پیش کیا اور اس کی گردن اڑا دی۔ عورت آئی اور اس پر گر پڑی اور ایک دو بار آواز نکالی پھر مر گئی۔ پھر ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور قصہ سنایا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تمہارے درمیان رحم دل انسان کوئی نہیں تھا؟'' (الکبیر، الاوسط)

(٦٦٩٦) طبراني كبير: ١٢٠٣٧ـ طبراني اوسط، واسناده حسن، هيثمي: ١٠٣٥٥.

٦٦٩٧ــــ ابْـنِ عِـصَـامِ الْـمُزَنِيّ عَنْ أَبِيْـهِ
وَكَـانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا
بَـعَـثَ جَيْشًا أَوْ سَرِيَّةً يَقُوْلُ لَهُمْ: إِذَا رَاَيْتُمْ
مَسْـجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلاَ تَقْتُلُوْا أَحَدًا،
فَبَـعَثَـنَـا فِـي سَـرِيَّةٍ وَأَمَرَنَا بِذٰلِكَ فَخَرَجْنَا
نَسِيْرُ فِي أَرْضِ تِهَامَةَ، فَأَدْرَكْنَا رَجُلاً يَسُوْقُ
ظَـعَـائِـنَ، فَـعَـرَضْنَا عَلَيْهِ الإِسْلاَمَ، فَقُلْنَا:
اَمُسْـلِمٌ أَنْتَ ؟ قَالَ: وَمَا الإِسْلاَمُ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ
فَـإِذَا هُـوَ لاَيَـعْرِفُهُ، قَالَ:فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ فَمَاذَا
أَنْتُـمْ صَـانِـعُـوْنَ؟ قُـلْنَا نَقْتُلُكَ ، فَقَالَ: أَنْتُمْ
مُـنْـظِرِيَّ حَتَّى أُدْرِكَ الظَّغَائِنَ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ،
وَنَـحْـنُ مُـدْرِكُـوْهُ، فَـخَـرَجَ فَإِذَا امْرَأَةٌ فِي
هَوْدَجِهَا فَقَالَ: اَسْلِمِى حُبَيْشُ قَبْلَ انْقِطَاعِ
الْـعَيْـشِ، فَقَالَ: اَسْلَمَ عَشْرًا وَتِسْعًا تَتْرًا، ثُمَّ
قَالَ: أَرَأَيْتِكِ إِذَا طَالَبْتُكُمْ فَوَجَدْتُكُمْ بِحِيْلَةٍ،
أَوْأَدْرَكْتُكُمْ بِالْحَوَانِقِ ، أَلَمْ يَكُ حَقًّاأَنْ يَنُوْلَ
عَـاشِقٌ، تَكَلَّفَ إِدْلاَجَ السُّرَى وَالْوَدَائِقُ، فَلاَ
ذَنْـبَ لِـي قَـدْ قُلْتُ إِذْ أَهْلُنَا مَعِيَ، أَثِيْبِى بُوْدَ
قَبْـلَ حِـدَى الـصَّـفَـائِقَ، أَثِيْبِي بُوْدَ قَبْلَ أَنْ
تَشْـحِـطَ الـنَّـوَى، وَيَنَأَى الْأَمِيْرُ بِالْحَبِيْبِ
الْـمُـفَـارِقِ، ثُمَّ أَتَانَا فَقَالَ: شَأْنُكُمْ، فَقَدِمْنَا
فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ، وَنَزَلَتِ الأُخْرَى مِنْ هَوْدَجِهَا
فَحُنِتَ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَتْ (رواه الطبرانى فى
الكبير ٩٦٨٦، والبزار)

٦٦٩٧۔ ''ابن عصام المزنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فوج یا سریہ روانہ کرتے تو ان کو ہدایت فرماتے کہ جب تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو وہاں کسی کو قتل نہ کرو پھر آپ ﷺ نے ایک سریہ رخصت کیا اور ہمیں یہی حکم دیا۔ ہم تہامہ کی سرزمین پر جا رہے تھے کہ وہاں ایک مرد عورتوں کو اونٹوں پر سوار کر کے لے جا رہا تھا۔ ہم نے اس پر اسلام پیش کیا اور ہم نے کہا کہ تو مسلمان ہے؟ اس نے کہا: اسلام کیا چیز ہے؟ ہم نے اس کو خبر دی تو وہ جانتا نہیں تھا۔ اس نے کہا: اگر میں اسلام قبول نہ کروں تو تم کیا کرو گے؟ ہم نے کہا: ہم تجھے قتل کریں گے۔ اس نے کہا: کیا اتنی مہلت دو گے کہ میں زنانہ سواریوں تک جاؤں؟ ہم نے کہا: ہاں! ہم اس کے پیچھے پہنچ گئے۔ وہ گیا اور کجاوے میں ایک عورت تھی۔ اس نے کہا: اے جیش! زندگی ختم ہونے سے پہلے پیغام سلامتی قبول کر۔ اور کہا: تو دس بار اور نو بار مسلسل سلامتی حاصل کر۔ پھر اس نے کہا: یہ تو بتایئے اگر میں نے اپنی تدبیر سے تمہیں تلاش کیا یا تم تک پھانسی کے بدلے پہنچا تو کیا عاشق مستحق نہیں ہے کہ منزل کو پہنچ جائے؟ اس نے راتوں کی تاریکی اور بارش کی تکالیف اُٹھائی ہیں۔ میرا اس بات میں کیا قصور ہے، میں نے کہا ہے کہ میرے اہل میرے ساتھ ہیں۔ مصائب اترنے سے پہلے محبت کا بدلہ چکا دے۔ دسری کا عوض چکا دے اس سے پہلے کہ کٹھلی خون میں لت پت ہو اور جدا ہونے والے دوست کی موت کی خبر حاکم دیدے۔ اس کے بعد وہ ہمارے پاس آیا اور کہا: جو چاہو کر و پس ہم نے اس کی گردن مار دی۔ ایک اور عورت اپنے کجاوے سے اتری اور اس کی لاش پر گر پڑی اور روتے روتے فوت ہوگئی۔''

(٦٦٩٧) طبرانی کبیر: ٩٦٨٦۔ بزار و اسنادهما حسن، هيثمی: ١٠٣٥٦.

قِتَالُ أَهْلِ الرِّدَّةِ
مرتدین سے قتال

٦٦٩٨ــــ الشَّعْبِيُّ: لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَارْتَدَّ مَنِ ارْتَدَّ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ قَوْمٌ: نُصَلِّي وَلاَ نُعْطِي الزَّكَاةَ؛ فَقَالَ النَّاسُ لأَبِي بَكْرٍ: أَقْبِلْ مِنْهُمْ، فَقَالَ: لَوْ مَنَعُوْنِي عَنَاقاً لَقَاتَلْتُهُمْ، فَبَعَثَ خَالِدَبْنَ الْوَلِيْدِ وَقَدِمَ عَدِيَ بْنَ حَاتِمٍ بِأَلْفٍ مِّنْ طَيْءٍ حَتَّى أَتَى الْيَمَامَةَ فَكَانَتْ بَنُوْ عَامِرٍ قَدْ قَتَلُوْا عُمَّالَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَحْرَقُوْهُمْ بِالنَّارِ، فَكَتَبَ أَبُوْبَكْرٍ إِلَى خَالِدٍ أَنِ اقْتُلْ بَنِي عَامِرٍ وَأَحْرِقْهُمْ بِالنَّارِ، فَفَعَلَ ثُمَّ مَضَى حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْمَاءِ خَرَجُوْا إِلَيْهِ فَقَالُوْا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، نَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ فَإِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ كَفَّ عَنْهُمْ، فَأَمَرَهُ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَسِيْرَ حَتَّى يَنْزِلَ الْحِيْرَةَ ثُمَّ يَمْضِي إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا نَزَلَ الْحِيْرَةَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ فَارِسٍ ثُمَّ أَغَارَ عَلَيْهِمْ حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَوْرَاءَ فَقَتَلَ وَسَبَى، ثُمَّ أَغَارَ عَلَى عَيْنِ التَّمْرِ فَقَتَلَ وَسَبَى ثُمَّ مَضَى إِلَى الشَّامِ، وَالَّذِي كَتَبَهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ مِنْ خَالِدِبْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى مَرَازِبَةِ فَارِسٍ: اَلسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، فَإِنِّي أَحْمَدُاللّٰهَ الَّذِيْ لاَإِلَهَ إِلاَّ

٦٦٩٨۔ ''شعبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگوں میں سے کچھ لوگ مرتد ہو گئے۔ایک قوم نے کہا: ہم نماز پڑھیں گے اور زکوۃ ادانہیں کریں گے۔بعض صحابہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کومشورہ دیا کہ ان کی بات قبول کر لیں۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ زکوۃ میں بکری کا بچہ بھی روکیں گے تو میں ان سے قتال کرونگا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بنو طے کے ایک ہزارافراد لے کر آئے اور یمامہ میں پہنچ گئے۔بنو عامر نے نبی ﷺ کے عامل وغیرہ کوقتل کیا اور آگ میں جلا دیا تھا۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کولکھا کہ بنو عامر کوقتل کرو اور آگ میں جلاؤ۔اور انہوں نے تعمیل کر دی۔پھر خالد اس پانی پر جا پہنچے جہاں بنو عامر کے لوگ بھاگ کر گئے تھے۔ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا: اللہ سب سے بڑا ہے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودنہیں ہے، اور ہم گواہی دیتے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔جب خالد رضی اللہ عنہ نے سنا تو حملہ روک دیا۔پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کوحکم دیا کہ پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے مقام حیرہ میں جا ٹھہریں اور پھر شام کو جائے۔خالد رضی اللہ عنہ نے مقام حیرہ سے اہل فارس کو خط لکھا پھر ان پر حملہ آور ہوئے اور مقام سَوراء جا نکلے وہاں دشمن کوقتل بھی کیا اور گرفتار بھی کیا، پھر عین التمر نامی جگہ پر حملہ کر کے بعض دشمن توقتل کیے اور کچھ گرفتار کیے اور پھر شام چلے گئے۔اہل فارس کو جو خط لکھا

(٦٦٩٨) ابو يعلىٰ: ٧١٩٠۔ وفيه مجالد وهو ضعيف وقد وثق، هيثمي: ١٠٣٨٨.

هُوَ الَّذِی فَرَّقَ جَمَاعَتَكُمْ وَوَهَّنَ بَأْسَكُمْ وَسَلَبَ مُلْكَكُمْ، فَإِذَا جَاءَ كُمْ كِتَابِی هٰذَا فَاعْقِدُوْا مِنِّی الذِّمَّةَ وَأَدُّوْا إِلَیَّ الْجِزْيَةَ، وَابْعَثُوْا إِلَیَّ بِالرَّهْنِ، وَإِلَّا فَالَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَأَلْقَاكُمْ بِقَوْمٍ يُحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَحُبِّكُمُ الْحَيَاةَ. (رواه أبويعلى: ٧١٩٠ بلين)

اس کا متن یہ تھا: اللہ مہربان رحم کرنے والے کے نام سے خالد بن ولید کی طرف سے فارس کے سرداروں کے نام۔ سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ میں اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے تمہاری جماعت متفرق کر دی اور تمہاری جنگ سست کر دی اور تمہارا ملک چھین لیا ہے۔ جب میرا یہ مراسلہ پہنچ جائے تو میری رعایا بن کر رہنے کا عہد کرو اور مجھے جزیہ (ٹیکس) ادا کرو اور میرے پاس ضمانت رہن رکھو۔ ورنہ قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں تمہارے مقابلہ پر اس قوم کو لاؤں گا جو لوگ موت کو اتنا پسند کرتے ہیں جتنا تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔'' (الموصلی، سند کمزور ہے)

٦٦٩٩ــ اِبْنِ إِسْحَاقَ: لَمَّا فَرَغَ خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِ مِنَ الْيَمَامَةِ بَعَثَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِیَّ إِلَی الْبَحْرَيْنِ، وَكَانَ الْعَلَاءُ هُوَ الَّذِی بَعَثَهُ النَّبِیُّ ﷺ إِلٰی الْمُنْذِرِ بْنِ سَاوِی الْعَبْدِیْ فَأَسْلَمَ الْمُنْذِرُ فَأَقَامَ الْعَلَاءُ بِهَا أَمِيْرًا لِلنَّبِیِّ ﷺ۔ وَارْتَدَّتْ رَبِيْعَةُ بِالْبَحْرَيْنِ فِيْمَنِ ارْتَدَّمِنَ الْعَرَبِ، إِلَّا الْجَارُوْدُبْنُ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ ثَبَتَ عَلَى الإِسْلَامِ وَمَنْ تَبِعَهُ مِنْ قَوْمِهِ، وَاجْتَمَعَتْ رَبِيْعَةُ بِالْبَحْرَيْنِ وَارْتَدَّتْ، وَقَالُوْا: نَرُدُّالْمُلْكَ فِی آلِ الْمُنْذِرِ، فَكَلَّمُوْا الْمُنْذِرَ بْنَ النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ، وَكَانَ يُسَمَّى الْغُرُوْرُ، وَكَانَ يَقُوْلُ بَعْدُ، حِيْنَ أَسْلَمَ وَأَسْلَمَ النَّاسُ وَعَلَيْهِمِ السَّيْفُ: لَسْتُ بِالْغُرُوْرِ، وَلٰكِنَّ الْمَغْرُوْرَ،

٦٦٩٩۔'' ابن اسحاق نے کہا: جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ سے فارغ ہوئے تو انہوں نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف روانہ کیا۔ علاء کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی العبدی کے پاس روانہ کیا تھا اور منذر نے اسلام قبول کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علاء وہاں امیر کی حیثیت سے مقیم تھے۔ عربوں میں سے جو لوگ مرتد ہوئے تھے ان میں سے بحرین میں قبیلہ ربعیہ بھی مرتد ہوا۔ البتہ الجارود بن عمرو اور وہ لوگ جو اس کے ماتحت تھے اسلام پر قائم رہے۔ قوم ربعیہ بحرین میں جمع ہوئی اور مرتد ہو کر اعلان کر دیا کہ ہم منذر کی اولاد میں بادشاہت واپس لائیں گے اور انہوں نے منذر بن نعمان بن منذر سے گفتگو کی۔ اس کا لقب غرور تھا۔ جب ان پر تلوار چلی اور وہ اور دوسرے لوگ پھر مسلمان ہوئے تو وہ کہا کرتا تھا: میں غرور (دھوکہ دینے والا) نہیں ہوں بلکہ میں مغرور (دھوکہ دیا گیا ہوں۔) قوم ربعیہ جب مرتد ہو کر بحرین میں جمع ہوئی تو انہوں

(٦٦٩٩) طبرانی کبیر: ١٨/ ٩٣۔ ورجاله ثقات الی ابن اسحق، هيثمی: ١٠٣٨٩.

فَلَمَّا اجْتَمَعَتْ رَبِيْعَةُ بِالْبَحْرَيْنِ سَارُوْا إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَصَرُوْهُمْ بِجُوَاثَا حَتَّى كَادَ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ تَهْلِكُوْا مِنَ الْجَهْدِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَذَفِ الْعَامِرِيُّ فِي ذٰلِكَ:

اَلَا أَبْلِغْ أَبَا بَكْرٍ رَسُوْلاً
وَفِتْيَانُ الْمَدِيْنَةِ أَجْمَعِيْنَا
فَهَلْ لَكَ فِي شَبَابٍ مِنْكَ أَمْسَوْا
جَمِيْعًا فِي جُوَاثَا مُحْصِرِيْنَا
تَوَكَّلْنَا عَلَى الرَّحْمٰنِ إِنَّا
وَجَدْنَا النَّصْرَ لِلْمُتَوَكِّلِيْنَا

فَيَأْتِيْهِمُ الْعَلَاءُ فِيْمَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ فَقَتَلُوْهُمْ قَتْلاً شَدِيْدًا، وَانْهَزَمُوْا. (رواه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٩٣-٩٥)

نے مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کر کے مقام جواثا میں مسلمانوں کو محصور کر دیا اور قریب تھا کہ وہ بھوک سے ہلاک ہی ہو جاتے۔ تو عبداللہ بن حذف العامری نے کہا:

ا۔ خبردار! اے قاصد! مدینہ منورہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ہمارے دیگر بہادر جوانوں کو پیغام پہنچا دو۔

۲۔ کیا تمہیں اپنے لوگوں کی فکر بھی ہے جو جواثا میں محصور کیے گئے ہیں؟

۳۔ ہم نے رحمٰن پر توکل کیا ہے اور بارہا رحمٰن پر توکل کرنے والوں کی امداد اور نصرت آئی ہم نے دیکھی۔

چنانچہ علاء عرب وعجم کے مسلمانوں کو ساتھ لے کر جواثا پہنچ گئے اور مرتدین سے شدید جنگ کے بعد محاصرہ توڑ دیا اور مرتدین کو شکست فاش دیدی۔'' (الکبیر کی طویل روایت سے)

٦٧٠٠ـ خُزَيْمَةُ بْنُ اَوْسٍ رَفَعَهُ: هٰذِهِ الْحِيْرَةُ الْبَيْضَاءُ قَدْ رُفِعَتْ إِلَيَّ، وَهٰذِهِ الشَّيْمَاءُ بِنْتُ نُفَيْلَةَ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ مُعْتَجِرَةٍ بِخِمَارٍ أَسْوَدٍ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ دَخَلْنَا الْحِيْرَةَ وَوَجَدْتُّهَا عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ فَهِيَ لِي، قَالَ: هِيَ لَكَ، ثُمَّ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ فَكُنَّا نُقَاتِلُ قَيْسًا عَلَى الإِسْلَامِ، وَمِنْهُمْ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، وَنُقَاتِلُ طَلْحَةَ بْنَ خُوَيْلِدِ الْعَنَسِيِّ، ثُمَّ سَارَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ إِلَى مُسَيْلَمَةَ فَسِرْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا فَرَغْنَا اَقْبَلْنَا إِلَى نَاحِيَةِ الْبَصْرَةِ

٦٧٠٠ـ ''خزیمہ بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ سفید حیرہ میرے سامنے کیا گیا اور دیکھا گیا ہے، اور یہ شیماء بنت نفیلہ سفید خچر پر سیاہ چادر اوڑھے ہوئے دکھائی گئی ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور میں اس عورت کو اسی حالت میں پاؤں تو کیا وہ میرے لیے ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ تیرے لیے ہے۔ پھر جب عرب مرتد ہوئے تو ہم بنو قیس سے اسلام کی جنگ لڑ رہے تھے۔ ان میں عیینہ بن حصن بھی شامل تھا۔ طلحہ بن خویلد عنسی سے جنگ کرنے کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی طرف گئے۔ اس سے فارغ ہوئے تو بصرہ کے اطراف میں

(٦٧٠٠) طبراني كبير: ٤١٦٨ـ وفيه جماعة لم اعرفهم، هيثمي: ١٠٣٩٣.

فَلَقِيْنَا هُرْمُزَ فِي جَمْعٍ عَظِيْمٍ، وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَعْدَى لِلْعَرَبِ مِنْ هُرْمُزٍ، وَبِهِ يُضْرَبُ الْمَثَلُ أَكْفَرُ مِنْ هُرْمُزٍ، فَبَرَزَلَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَتَلَهُ خَالِدٌ، فَتَنَفَّلَ سَلَبَهُ، وَبَلَغَتْ قَلَنْسُوَتُهُ مِائَةَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى دَخَلْنَا الْحِيْرَةَ،فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ تَلَقَّانَا فِيْهَا الشَّيْمَاءَ بِنْتَ نُفَيْلَةَ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءٍ بِخِمَارٍ اَسْوَدَ، فَقُلْتُ: هٰذِهِ وَهَبَهَا لِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَانِي خَالِدُ عَلَيْهَا الْبَيِّنَةَ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَسَلَّمَهَا إِلَيَّ وَنَزَلَ اِلَيْنَا أَخُوْهَا عَبْدُ الْمَسِيْحِ، قَالَ لِي:بِعْنِيْهَا، فَقُلْتُ: لاَ أَنْقُصُهَا وَاللّٰهِ مِنْ عَشْرَ مِائَةٍ شَيْئًا،فَدَفَعَ إِلَيَّ أَلْفَ دِرْهَمٍ، فَقِيْلَ لِي لَوْ قُلْتَ مِائَةَ أَلْفٍ دَفَعَهَا إِلَيْكَ، فَقُلْتُ: لاَ اَحْسِبُ أَنْ مَالًا أَكْثَرَ مِنْ عَشْرِ مِائَةٍ. (للكبير: ٤١٦٨)

ہرمز سے مقابلہ ہوا۔اس کے ساتھ کثیر فوج تھی اور وہ سب سے زیادہ عربوں کا مخالف تھا۔اسی وجہ سے یہ ضرب المثل مشہور تھی: ہرمز سے بڑا کافر۔

خالد رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لیے گئے، اس کو قتل کر دیا اور اس کا سلب حاصل کرلیا اور اس کی ٹوپی ایک لاکھ درہم میں فروخت ہوئی۔ اس کے بعد ہم چلتے گئے اور حیرہ میں داخل ہو گئے اور سب سے پہلے جو انسان ہمیں ملا وہ شیماء بنت نفیلہ تھی۔ سفید خچر پر سوار سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھی تو میں نے کہا: یہ ہے وہ عورت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیدی ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے گواہ طلب کیے تو میں نے گواہ پیش کر دیے۔ چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے وہ مجھے دیدی۔ پھر اس کا بھائی عبدالمسیح آیا اور اس نے کہا: اس کو میرے ہاتھ پر فروخت کر دے۔ میں نے کہا: دس سو سے کم نہیں لونگا، چنانچہ اس نے ہزار درہم دیدیے۔ مجھے کہا گیا اگر تو ایک لاکھ طلب کرتا تو وہ تجھے ادا کر دیتا۔ میں نے کہا: میرا گمان نہیں تھا کہ ہزار سے زیادہ مال بھی ہوتا ہے۔" (الکبیر)

كِتَابُ التَّفْسِيْرِ .... کتاب التفسیر

٦٧٠١ـــ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَالَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ. (لابي داود: ٣٦٥٢ زادرزين: وَمَنْ قَالَ بِرَأْيِهِ فَأَخْطَأَ فَقَدْ كَفَرَ.)

۶۷۰۱۔"سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے کتاب اللہ میں کوئی بات اپنی طرف سے کہی اور مراد تک پہنچ گیا تب بھی خطا کی۔" (ابوداؤد، اور رزین نے زائد بیان کیا: جس نے رائے سے بیان کیا اور غلطی کی، بے شک اس نے کفر کیا۔)

٦٧٠٢ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ

۶۷۰۲۔ "سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٦٧٠١) ابو داود: ٣٦٥٢۔ رزین ضعیف،البانی: ٧٨٩۔ ترمذی: ٢٩٥٢.

(٦٧٠٢) ترمذی: ٢٩٥٠۔ ضعیف، البانی: ٥٦٩۔ احمد: ٢٠٧٠.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (رواه الترمذی: ٢٩٥٠)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن میں بغیر علم کے کچھ کہا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی رائے سے کہا تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا۔'' (ترمذی)

٦٧٠٣۔ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُفَسِّرُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ إِلَّا آيًا تُعَدُّ عَلَّمَهُنَّ إِيَّاهُ جِبْرِيْلُ. (رواه ابو یعلی: ٤٥٢٨ والبزار برجل لم یسم)

۶۷۰۳۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کی کوئی تفسیر بیان نہ کرتے تھے مگر ان آیات کی جن کی تفسیر جبریل علیہ السلام تعلیم کرتے تھے۔'' (الموصلی اور البزار نے بھی روایت کیا ہے لیکن راوی کا نام ذکر نہیں کیا۔)

شرح: ......قرآن کی تفسیر میں ضروری نہیں کہ جو سنا ہو وہی بیان کیا جائے اپنی رائے سے تفسیر نہ کی جائے ایسا نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کئی وجوہ سے قرآن کی تفسیر کی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رائے دیتے تھے۔ ممانعت اس رائے کی ہے کہ انسان تفسیر میں اپنی رائے کو دخل دے اور صحیح دلیل سے صرف نظر کر دے۔

۲۔ یہ تفسیر رائے ہے کہ عربی زبان کے ظاہر کے مطابق تفسیر کر دی جائے نہ عبارت کی تقدیم و تاخیر اور غریب اور مبہم الفاظ کا خیال رکھا جائے اور مرضی سے تفسیر کر دی گئی ہو اس کی مذمت کی گئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۱۶۸)

فَضْلُ الْقُرْآنِ وَفَضْلُ سُوَرٍ وَّآيَاتٍ مَّخْصُوْصَةٍ

قرآن، مخصوص سورتوں اور آیات کے فضائل

٦٧٠٤۔ عَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِي الْأَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَلَا تَرَى أَنَّ النَّاسَ قَدْ خَاضُوْا فِي الْأَحَادِيْثِ قَالَ: وَقَدْ فَعَلُوْهَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: أَمَا إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: أَلَا إِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ فَقُلْتُ: مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا

۶۷۰۴۔ ''الحارث الاعور نے کہا: میں مسجد میں سے گذرا تو لوگوں کو فضول باتیں کرتے سنا۔ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر خبر دی تو انہوں نے کہا: کیا لوگ ایسا کرنے لگے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے: خبردار! فتنہ بپا ہوگا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس سے بچ نکلنے کی کیا صورت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی کتاب ہے اس میں تم سے پہلوں کے واقعات بھی ہیں اور تمہارے بعد کی خبریں بھی۔ اس میں تمہارے اپنے درمیان

(٦٧٠٣) ابو یعلیٰ: ٤٥٢٨۔ بزار برجل لم یسم۔ وفیه، را ولم یتحرر اسمه عند واحد منهما وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١٠٨٠٤.

(٦٧٠٤) ترمذی: ٢٩٠٦۔ ضعیف، البانی: ٥٥٤۔ احمد: ٧٠٦۔ دارمی: ٣٣٣١.

يَـا رَسُـوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: كِتَابُ اللّٰهِ، فِيْهِ نَبَأُ مَا كَـانَ قَبْـلَـكُـمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَ كُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ، مَنْ تَرَكَهُ مِـنْ جَبَّـارٍ قَـصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى هِـيَ فِـى غَيْرِهِ اَضَلَّـهُ اللّٰهُ، وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْـمَتِيْـنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمِ هُوَ الَّذِي لاَ تَزِيْغُ بِهِ الأَهْوَاءُ وَلاَ تَـلْتَبِـسُ بِهِ الأَلْسِنَةُ وَلاَ يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَـخْـلَـقُ عَـلَـى كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِى عَـجَـائِبُهُ هُوَ الَّذِىْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتَّى قَالُوْا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا٥ يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّابِهِ﴾ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَـمِـلَ بِـهِ اُجِـرَوَمَـنْ حَـكَمَ بِهِ عَدَلَ وَمَنْ دَعَـاإِلَيْهِ هَدَى إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَعْوَرُ. (رواه الترمذي: ٢٩٠٦)

کے معاملات کا حل بھی ہے۔ یہ فیصلہ کن کلام ہے فضول بات نہیں ہے۔ جابر لوگوں میں جو بھی اس کو ترک کرے گا اللہ اس کو توڑ دے گا، جو اس کے سوا میں ہدایت تلاش کرے گا اس کو اللہ گمراہ کر دے گا۔ قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے اور وہ پر حکمت نصیحت ہے۔ اور وہی صراطِ مستقیم ہے۔ قرآن ہی وہ پر تاثیر کلام ہے جس کو خواہشات ٹیڑھا نہیں کر سکتیں اور کوئی کلام اس سے مشابہ نہیں ہو سکتا۔ اہل علم اس کے غور فکر سے سیر نہیں ہوتے اور بار بار پڑھنے پر یہ کلام پرانا اور بوسیدہ نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم ہونے میں نہیں آتے۔ یہی وہ کلام ہے جس کو سن کر جنات ٹھہرے رہے یہاں تک کہ وہ بول اٹھے کہ ''ہم نے قرآن سنا جو بہت عجیب ہے اور ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ پس ہم اس پر ایمان لے آئے۔'' جس نے قرآن کے مطابق کہا اس نے سچ کہا۔ جس نے اس پر عمل کیا اس کو اجر دیا گیا، جس نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا اس نے عدل کیا اور جس نے اس کی طرف دعوت دی تو یقیناً اس کو ہدایت کی راہ بتا دی گئی۔ اے اعور! یہ حدیث اپنے پاس محفوظ رکھو اس کو نہ بھولو۔'' (الترمذی)

٦٧٠٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَـا اجْتَـمَـعَ قَـوْمٌ فِـي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَـزَلَـتْ عَـلَيْهِـمُ السَّـكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الـرَّحْـمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ. (لأبي داود: ١٤٥٥)

٦٧٠٥۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہوتے ہیں، اللہ کی کتاب پڑھتے اور آپس میں اس کی تعلیم کرتے ہیں تو ان پر سکینت اور رحمت نازل ہوتی ہے اور ان کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان پر اپنے پر پھیلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں کے پاس کرتا ہے جو اس کے قریب رہتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

(٦٧٠٥) ابو داود: ١٤٥٥۔ صحیح، البانی: ١٢٩١۔ مسلم: ٣٦٩٩۔ ترمذی: ٢٩٤٥۔ ابن ماجہ: ٢٢٥۔ احمد: ٧٣٧٩۔ دارمی: ٣٤٤.

اللہ کے گھروں میں جمع ہونے سے مراد یہ ہے کہ مساجد، مدارس اور کوئی بھی تقرب الٰہی کے لیے مقام ہے۔

یہاں جمع ہوکر قرآنِ پاک اور اس کے متعلقہ علوم کی تعلیم وتعلم کرتے ہیں، اس کی تفسیر کرتے ہیں اور اس کی باریکیاں حل کرتے ہیں۔تو انہیں رحمت کے فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں، ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کی پڑھائی سننے کے لیے ان کے اردگرد آسمان دنیا پر گردش کرتے ہیں۔ اور ان پر سکینت یعنی قلبی صفائی چھا جاتی ہے اور نفسانیت کی ظلمت چھٹ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کا ذکر اپنے فرشتوں میں کرتا ہے کہ میرے فرشتو! دیکھو! میرے بندے میرا ذکر کررہے ہیں اور میری کتاب پڑھ رہے ہیں۔

اس حدیث میں ذکر کے لیے اجتماع کی ترغیب ہے اور یہ چاروں اوصاف ہیں جو اس حدیث میں ذکر ہوئے ہیں ان کو مدنظر رکھیں تو پھر ذکر الٰہی کا عزم پختہ ہو جاتا ہے۔(انجاز الحاجہ:۲/ ۱۲۰)

٦٧٠٦ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَفِيْهِ ثَلاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟ قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: فَثَلاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلاتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ . (رواه مسلم: ٨٠٢)

۶۷۰۶۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ گھر واپس آئے تو تین موٹی تازی دودھ دینے والی اونٹنیاں گھر پر موجود پائے؟ میں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: وہ تین آیات جو تم میں سے کوئی شخص نماز میں پڑھتا ہے وہ اس کے لیے تین موٹی تازی اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں۔'' (مسلم)

٦٧٠٧ــ عَنْ عُقْبَةَبْنِ عَامِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَكُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ أَوْإِلَى الْعَقِيْقِ فَيَأْتِي مِنْهُ بِنَا قَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ وَّلاَ قَطْعِ رَحِمٍ؟ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نُحِبُّ ذٰلِكَ، قَالَ: أَفَلا يَغْدُوْ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْيَقْرَأُآيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ

۶۷۰۷۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ ہم صفہ میں موجود تھے تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ ہر دن اول وقت بطحان نامی جگہ جائے یا عقیق نامی وادی جائے اور وہاں سے دو موٹی دودھ دینے والی اونٹنیاں حاصل کر کے لائے اس پر نہ گناہ ہو نہ قطع رحمی ہو؟ تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تو ہم سب ہی پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص مسجد میں آئے اور ایک یا دو آیات اللہ کی کتاب سے پڑھائے یا خود

(٦٧٠٦) مسلم: ٨٠٢ـ ابن ماجه: ٣٧٨٢ـ دارمي: ٣٣١٤ـ احمد: ١٠٠٦٩ـ ابن ماجه: ٣٧٨٢.

(٦٧٠٧) مسلم: ٨٠٣ـ احمد: ١٦٩٥٥.

وَثَلاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلاثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِ هِنَّ مِنَ الإِبِلِ . (رواہ مسلم: ۸۰۳)

پڑھے وہ اس کے لیے دو اونٹنیوں سے بہتر اور تین آیات بہتر ہیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیات بہترین ہیں چار اونٹنیوں سے اور جس قدر آیات پڑھے گا اسی تعداد کے برابر اونٹوں سے بہتر ہے۔'' (مسلم)

شــرح: ...... بڑی کوہان والی اور حاملہ کی صفت لانے کی وجہ یہ ہے کہ عرب لوگوں کے ہاں یہ بڑا دلکش اور قیمت مال ہے۔ ہدایت کا مقصد یہ ہے کہ جب یہ بات ثابت شدہ ہے جو میں نے آپ سے پوچھی ہے اور تم اس طرح اونٹنیوں کا حصول پسند کرتے ہو تو پھر میں نے تمہیں جو چیز بتا دی ہے اسے حاصل کرو۔ وجہ یہ ہے کہ نماز بھی ایک افضل حالت ہے اس میں آیات پڑھی جائیں تو ثواب اور بڑھ جاتا ہے۔ ان آیات کے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اونٹنیاں تو فنا ہو جائیں گی اور آیات ایسی نیکیاں ہیں جو باقی رہیں گی۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/۳۲)

٦٧٠٨۔عَنْ مُحَمَّدِبْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا ، لاَ أَقُوْلُ "الٓمٓ" حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفُ حَرْفٌ وَلامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ (رواه الترمذی: ۲۹۱۰)

۶۷۰۸۔''محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا تو اس کے بدلے ایک نیکی اس کو دی جاتی ہے اور ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔''

شرح: ......حرف سے مراد حروف ہجاء ہیں۔ ایک حرف کی دس نیکیاں ہیں اور قرآن پاک کے لاکھوں حروف ہیں اگر کوئی ایک ماہ یا ہفتہ دو ہفتہ میں قرآنِ پاک ختم کرتا ہے تو اتنی قلیل مدت میں کروڑوں نیکیاں حاصل کر لیتا ہے۔

اور جو یہاں بیان ہوا ہے کہ:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: ۱٦۰)

''جو ایک نیکی کرے گا اس کے لیے اس کی دس مثل ہے۔''

یہ سب سے کم درجہ کا اضافہ ہے، باقی اللہ بے پناہ اجر دیتا ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (البقرة: ۲٦۱)

''اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے بہت زیادہ اضافہ کرتا ہے۔''

(٦٧٠٨) ترمذی: ۲۹۱۰۔ صحیح، البانی: ۲۳۲۷.

اس سے ثابت ہوا یہ کم از کم درجہ ہے اللہ اس سے بھی زیادہ ثواب عطا کرسکتا ہے۔ (جائزة الاحوذی: ۴/ ۱۴۵)

٦٧٠٩ــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِعَبْدٍ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يُصَلِّيهِمَا وَإِنَّ الْبِرَّ لَيُذَرُّ عَلَى رَأْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِي صَلاَتِهِ وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللّٰهِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ يَعْنِي الْقُرْآنَ . (رواه الترمذي: ٢٩١١)

۶۷۰۹۔ ''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے اتنی توجہ نہیں فرماتے جتنی اس بندے کے لیے توجہ فرماتے ہیں جو دو رکعت نماز پڑھے، اور نیکی انسان کے سر پر سایہ فگن رہتی ہے جب تک وہ نماز کی جگہ میں رہتا ہے اور بندے نے کسی عمل کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل نہیں کیا جو افضل ہو اس سے جو اس کے بدن سے نکلتی ہے ۔ ابونضر نے کہا: اس سے مراد قرآن ہے۔''

٦٧١٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ، قَالَ: وَمَاالْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ؟ قَالَ: الَّذِي يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ . (رواه الترمذي: ٢٩٤٨)

۶۷۱۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: الحال المرتحل (بار بار کوچ کرنا) اس نے کہا: الحال المرتحل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو قرآن کو ابتدا سے پڑھنا شروع کرتا ہے اور مسلسل آخر تک جاتا ہے اور جب آخر پر پہنچتا ہے تو پھر ابتدا سے شروع کر دیتا ہے۔''

٦٧١١ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلُ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِيْنَ . (رواه الترمذي ٢٩٢٦)

۶۷۱۱۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رب العزت فرماتا ہے: جس کو قرآن نے میرے ذکر اور سوال کرنے سے مصروف رکھا تو میں اس کو ان لوگوں سے زیادہ بہتر چیز عطا کروں گا جو میرے سے سوال کرتے ہیں۔'' (یہ ترمذی کی روایات ہیں)

٦٧١٢ــ عَنْ عُقْبَةَبْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ

۶۷۱۲۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ بلند

(٦٧٠٩) ترمذي: ٢٩١١۔ ضعيف، الباني: ٥٥٥۔ احمد: ٢١٨٠٣.

(٦٧١٠) ترمذي: ٢٩٤٨۔ ضعيف الاسناد، الباني: ٥٦٨۔ دارمي: ٣٤٧٦.

(٦٧١١) ترمذي: ٢٩٢٦۔ ضعيف، الباني: ٥٦٢۔ دارمي: ٣٣٥٦.

(٦٧١٢) ترمذي: ٢٩١٩۔ صحيح، الباني: ٢٣٣١۔ نسائي: ١٦٦٣۔ ابو داود: ١٣٣٣۔ احمد: ١٦٩١٧.

كَـالْـجَـاهِـرِ بِـالـصَّـدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَـالْـمُسِـرِّ بِـالـصَّدَقَةِ . (رواه الترمذي: ٢٩١٩)

آواز سے قرآن پڑھنے والا اس شخص کی مثل ہے جو لوگوں کے سامنے صدقہ کرتا ہے اور اخفا کے ساتھ پڑھنے والا مخفی طور پر صدقہ دینے والے کی مثل ہے۔''

شرح: ......اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ قرآن پڑھنا افضل ہے کیونکہ پوشیدہ صدقہ افضل ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ پوشیدہ صدقہ سے ریا کاری نہیں آتی۔ علانیہ کام میں ریا کاری کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (ترمذی: ۴/۱۵۰۔ جائزۃ الاحوذی)

اصل یہ ہے کہ پوشیدہ پڑھنے کی بھی فضیلت آتی ہے اور علانیہ کے فضائل بھی وارد ہیں۔ ان میں مطابقت یوں ہے کہ جسے ریا کاری کا خطرہ ہو تو اس کے لیے پوشیدگی افضل ہے اور جسے ریا کاری کا اندیشہ نہیں وہ علانیہ پڑھے تو بہتر ہے۔ بشرطیکہ قریب نمازی نہ ہو اور نہ کوئی سویا ہو۔ (مرقاۃ: ۵/۱۰)

٦٧١٣ــ عَـنْ سَهْـلِ بْنِ مُعَاذِ الْجُهَنِّيِّ عَنْ أَبِيْـهِ ، أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ قَـالَ: مَـنْ قَرَأَ الْـقُـرْآنَ وَعَـمِلَ بِمَا فِيْهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَّـوْمَ الْـقِيَـامَةِ ، ضَـوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّـمْــسِ فِـي بُيُـوْتِ الـدُّنْيَـا ، لَوْ كَانَتْ فِيْـكُـمْ ، فَـمَـا ظَـنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهٰذَا . (رواه ابوداود: ١٤٥٣)

۶۷۱۳۔ ''سیدنا سہل بن معاذ جہنی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ اس کی روشنی سورج کی اس روشنی سے زیادہ بہتر ہوگی جو دنیا کے گھروں کو روشن کرتی ہے، اگر وہ تمہارے درمیان آ جائے۔ پس تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو قرآن پر عمل کرتا ہے؟'' (ابوداؤد)

٦٧١٤ــ عَـنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَـنْ قَـرَأَ الْـقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ فَـأَحَـلَّ حَلالَـهُ وَحَـرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَـهُ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشْرَةٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَـهُ النَّارُ . (رواه الترمذي: ٢٩٠٥)

۶۷۱۴۔ ''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پیش نظر رکھا اور اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور وہ اپنے گھر کے دس انسانوں کی شفاعت کرے گا جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔''

(٦٧١٣) ابو داود: ١٤٥٣ـ ضعيف، البانی: ٣١٥.

(٦٧١٤) ترمذی: ٢٩٠٥ـ ضعيف جدا: ٥٥٣ـ ابن ماجه: ٢١٦.

٦٧١٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ! حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا رَبِّ! زِدْهُ فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: يَارَبِّ! ارْضَ عَنْهُ فَيَرْضٰى عَنْهُ فَيُقَالُ لَهُ: اقْرَأْ وَارْقَأْ وَتُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةٌ. (رواه الترمذي: ٢٩١٥)

٦٧١٥۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: قیامت کے دن قرآن مجید آئے گا اور کہے گا: یا اللہ! حامل قران کو زیور عطا کر، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا تاج پہنائے گا۔ پھر قرآن کریم کہے گا: یا رب! اس کو زیادہ عنایت کر، تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت کا لباس عطا کردے گا، پھر قرآن حمید کہے گا: اللہ! تو اس سے راضی ہو جا، تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور اس کو کہا جائے گا: پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور تجھے مزید ہر آیت پر ایک نیکی دی جائے گی۔''

٦٧١٦ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا. (رواه الترمذي: ٢٩١٤)

٦٧١٦۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ صاحب قرآن کو کہا جائے گا: پڑھ اور اوپر چڑھ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو دنیا کے گھر میں پڑھتا تھا اور پڑھ اور اوپر چڑھ، پس تیری وہی منزل ہے جس مقام پر تو آخری آیت پڑھتے ہوئے پہنچے گا۔''

شــــرح: ......قرآن پاک پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کے لیے یہ کہے گا۔ میرے پروردگار اس تلاوت کو لازم پکڑنے والے کو آراستہ کردے۔ ادھر قرآن کا یہ مطالبہ ہوگا ادھر اللہ کی طرف سے یہ حکم ہوگا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات طے کرتا جا اور پڑھنے میں جلدی نہ کرنا، آہستہ پڑھنا تا کہ زیادہ بلند درجہ ملے۔

(جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۱۴۶)

٦٧١٧ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ. (رواه مسلم: ٧٩٨)

٦٧١٧۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قرآن میں مہارت رکھتا ہو وہ باعزت نیکو کار سفیروں کے ساتھ ہوگا اور وہ جو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس پر پڑھنا مشکل ہوتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

(٦٧١٥) ترمذی: ٢٩١٥۔ حسن، البانی: ٢٣٢٨۔ دارمی: ٣٣١١.
(٦٧١٦) ترمذی: ٢٩١٤۔ حسن صحیح: ٢٣٢٩۔ ابو داود: ١٤٦٤.
(٦٧١٧) مسلم: ٧٩٨۔ بخاری: ٤٩٣٧۔ ابو داود: ١٤٥٤۔ ترمذی: ٢٩٠٤۔ ابن ماجہ: ٣٧٣٩۔ احمد: ٢٥٤٩٧۔ دارمی: ٣٣٦٨.

شرح:......قرآنِ پاک میں ماہر سے مراد یہ ہے کہ اسے اچھی طرح سے حفظ ہو، الفاظ کی ادائیگی عمدہ طریقہ سے کرے۔

مسافر کی جمع سفرہ ہے، مراد وہ فرشتے ہیں جو انبیاء کے پاس پیغام لے کر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ماہر قرآن اسے سیکھ کر اور از بر کر کے وحی کا نگران بن جاتا ہے اور جس طرح فرشتے انبیاء علیہم السلام پر بذریعہ وحی حقائق کھولتے ہیں، یہ ماہر قرآن بھی علوم قرآن کا انکشاف کرتا ہے۔

اور یہ فرشتے اللہ کے مقرب و مکرم ہیں جو ہر نافرمانی اور اللہ کی مخالفت سے پاک صاف ہیں اور ہر نیکی اور اطاعت میں کمر بستہ ہیں۔ واہ کتنا عظیم ساتھ ہے جو ماہر قرآن کو حاصل ہو رہا ہے۔

باقی رہا وہ شخص جو تلاوت قرآنی میں اٹک رہا ہے، مہارت نہ ہونے کی وجہ سے زبان رک جاتی ہے یا ویسے فطرتی رکاوٹ ہے، پڑھتا ہے تو زبان ساتھ نہیں دیتی تو اسے اللہ تعالیٰ دوہرے اجر سے نوازیں گے۔ ایک تلاوت کے اجر سے، دوسرے مشقت برداشت کرنے کی وجہ سے اجر۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اٹکنے والے کو دو اجر ہیں ایک پڑھنے کا دوسرا مشقت اٹھانے کا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا اجر ماہر قرآن سے زیادہ ہے...... بلکہ ماہر قرآن ہی افضل ہے اور اسی کا اجر زیادہ ہے۔ یہ فرشتوں کا ساتھ ہونا اس کے اجر کے زیادہ ہونے کی دلیل ہے اور اس نے کتاب اللہ کا اہتمام کیا ہے، اسے حفظ کیا ہے، اس میں پختگی پیدا کی ہے، یہ کثرت سے تلاوت کرتا ہے اور اس میں مہارت تامہ حاصل کی ہے۔ جبکہ دوسرے نے یہ نہیں کیا۔ تلاوت کی ہے اور مشقت اٹھائی ہے۔ یہ درست ہے مگر مہارت بھی تو مشقت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے ماہر قرآن کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور مشکل سے پڑھنے والے کا اجر دوگنا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ١١/ ٢٨)

٦٧١٨ــــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الأُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طِيْبٌ، وَطَعْمُهَا طِيْبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِى لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلاَ رِيْحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ

٦٧١٨۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسلمان جو قرآن مجید پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج (لیموں یا گریپ فروٹ) کی مانند ہے۔ خوشبو بھی اچھی اور ذائقہ بھی اچھا اور مثال اس مومن کی جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی مانند ہے کہ ذائقہ تو اچھا ہے اور خوشبو نہیں ہے۔ اور اس فاجر انسان کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے گل ریحانہ جیسی ہے کہ خوشبو عمدہ ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔ اور اس فاجر کی مثال جو

(٦٧١٨) ابو داود: ٤٨٢٩۔ صحیح، البانی: ٤٠٤٢۔ بخاری: ٥٤٢٧۔ مسلم: ٧٩٧۔ ترمذی: ٢٨٦٥۔ نسائی: ٥٠٣٨۔ ابن ماجه: ٢١٤۔ احمد: ١٩١١٧۔ دارمی: ٣٣٦٣.

الْفَاجِرِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلاَرِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْهُ شَيْءٌ أَصَابَكَ مِنْ رِّيْحِهِ، وَمَثَلُ جَلِيْسِ السُّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْكِيْرِ إِنْ لَّمْ يُصِبْكَ مِنْ سَوَادِهِ أَصَابَكَ مِنْ دُخَانِهِ. (رواه أبوداود: ٤٨٢٩)

قرآن نہیں پڑھتا اندرائن، یعنی تمے جیسی ہے، اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہے۔ نیک ہم نشین کی مثال کستوری والے کے مثل ہے۔ اگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی۔ اور برے ہم مجلس کی مثال بھٹی والے کی سی ہے اگر تیرے اوپر سیاہی نہیں پڑے گی تو اس کا دھواں تو ضرور پہنچے گا۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......اس میں قرآنِ پاک پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کے شرف وفضل کو مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک کو پڑھتا ہے اور پھر اس کے امر و نہی پر عمل کرتا ہے وہ نارنگی کی مانند ہے۔

عرب لوگ نارنگی کے پھل کو بہت مرغوب رکھتے تھے کیونکہ اس میں صفات مطلوبہ اور خواص سفیدہ پائے جاتے ہیں۔ اس کا وجود خوش منظر ہے، ذائقہ رس گھولتا ہے اور نرم و ملائم ہے۔ اس کی رنگت پرکشش ہے اور اس سے حواس اربعہ نظر، ذوق، سونگھنا اور چھونا چاروں استفادہ کرتے ہیں اور اس کے اجزاء کوڑھ کی بیماری اور بے قراری دور کرنے والی دواؤں اور فالج، لقوہ، برص، یرقان، اعصابی کمزوری اور بواسیر وغیرہ کے علاج میں شامل ہوتے ہیں۔

اور مشہور ہے کہ جس گھر میں یہ نارنگی ہو اس میں شیطان نہیں آتا اور جہاں قرآن کی تلاوت ہو وہاں بھی شیطان نہیں آتا۔

نبی اکرم ﷺ عرب سے ان کے محاورہ کے مطابق ہی بات کیا کرتے تھے اور مثالوں سے اپنی بات بیان کرتے تھے تاکہ ایک پوشیدہ چیز مجسم بن کر آنکھوں کے سامنے آجائے یہی قاعدہ یہاں استعمال ہوا ہے۔ کہ ایک مومن جب قرآن پاک پڑھتا ہے تو ایمان اس کے دل میں مضبوط ہوتا ہے اور اس کا باطن اچھا ہو جاتا ہے اور اس کی تلاوت سے لوگوں کو راحت حاصل ہوتی ہے۔ تو یہ نارنگی بھی کھانے والے کے لیے باعث قوت ہے اور سونگھنے والے کے لیے باعث راحت ہے۔

جو قرآن پاک نہیں پڑھتا مگر عمل کرتا ہے۔ یہ مومن ہے لیکن خود کو فائدہ دے رہا ہے دوسرے مستفید نہیں ہو رہے۔ یعنی اس کا ظاہر متاثر ہے باطن میں اثر نہیں ہوا۔ اگر ہوتا تو اس کی تلاوت کرتا۔

الغرض شارع ﷺ نے مومن کی مثال نارنگی اور کھجور سے دی ہے۔ یہ دونوں درخت کے پھل ہیں اور یہ بلندی پر ہیں اور یہی بلندی مومن کو حاصل ہوتی ہے کہ اس کا علم وعمل بھی بلند ہی ہوتا ہے۔

اور منافق کی مثال ان دو درختوں سے دی ہے جو زمین سے اگتے ہیں اور یہ دونوں بے فائدہ ہیں۔ یہی حالت منافق

کی ہے اس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں اور جس طرح یہ درخت کڑوے اور قابل نفرت ہیں اسی طرح منافق اپنی ہوا و ہوس کی وجہ سے شیطان کے سپرد ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں حامل قرآن اور قاری قرآن کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور ساتھ ہی حافظ قرآن کا شرف بتایا گیا ہے اور حافظ پڑھے یا غیر حافظ تلاوت قرآن کرے اس کا اجر وثواب بتایا گیا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۲/۸۴)

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رہنمائی کی ہے اور صلحاء اور علماء کی صحبت کی ترغیب دی ہے کہ اس سے دنیا و آخرت کا نفع ہوگا اور شریر لوگوں اور فسق و فجور والوں کی ہم نشینی سے اجتناب کیا جائے، یہ دین و دنیا کے لیے نقصان رساں ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۰۷)

٦٧١٩ـ عَنْ عَامِرِبْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى مَكَّةَ ، فَقَالَ: مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِيِّ؟ فَقَالَ: ابْنَ اَبْزَى ، قَالَ: وَمَنِ ابْنُ اَبْزَى قَالَ مَوْلًى مِنْ مَوَالِيْنَا قَالَ: فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى؟ قَالَ: إِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَدْ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَاماً وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ . (رواه مسلم: ٨١٧)

۶۷۱۹۔ ''سیدنا عامر بن واثلہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نافع بن عبدالوارث کی ملاقات مقام عسفان پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مکہ پر عامل مقرر کیا تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: علاقے پر عامل کس کو بنایا ہے؟ اس نے کہا: ابن ابزیٰ کو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن ابزیٰ کون ہے؟ کہا: وہ ہمارے موالی میں سے ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے لوگوں پر ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کو گورنر بنا دیا ہے؟ اس نے کہا: وہ قرآن کا قاری ہے اور علم فرائض میں مہارت والا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک تمہارے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب بہت سی قوموں کو بلند کر دے گا۔ اور دوسرے لوگوں کو اس کی وجہ سے پست کر دے گا۔'' (مسلم)

شرح: ......عسفان مکہ سے (۳۶) میل دور تہامہ کی حد پر ایک بستی ہے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ابزی خزاعی کو جو کہ نافع بن عبدالحارث کے آزاد کردہ غلام تھے، گورنر مقرر کیا اور سائل کی حیرت کو ختم کرنے کے لیے اور عامل بنانے کی وجہ بتاتے ہوئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے اوصاف بتائے کہ وہ حق فیصلہ کرتے ہیں اور ماہر قرآن ہیں لہٰذا وہ اس عہدے کے مستحق تھے۔

اس کتاب سے قرآن کریم مراد ہے۔ اس کے ذریعے وہ سر بلند ہوتا ہے جو اس کے ساتھ ایمان لاتا ہے، اس کی تعظیم

(٦٧١٩) مسلم: ٨١٧ـ ابن ماجه: ٢١٨ـ احمد: ٢٣٣ـ دارمي: ٣٣٦٥.

بجالاتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ شرف وکرامت دیتا ہے اور دارین میں حیات طیبہ سے نوازتا ہے۔

اور جو اس قرآن پاک سے اعراض کرتا ہے اور عمل ترک کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ ذلیل کرتا ہے۔ یہ حدیث ایک نبوت کی تصدیق کا معجزہ بھی ہے۔ جو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے وہی وقوع پذیر ہوا ہے۔ اس بلند مقام کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بہت سارے لوگوں کو بلند درجات سے ہم کنار کیا ہے۔ خواہ غلام تھے یا آزاد تھے۔

بعض لوگوں نے اس کی تفاسیر لکھیں اور اس کے الفاظ و معانی کو ضبط میں لائے۔ جس کی وجہ سے ان کی قدر و منزلت نے اٹھان لی۔ اور جنہوں نے اسے پس پشت ڈالا وہ اگر مراتب اعلیٰ رکھتے تھے تو ذلت ان کا مقدر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نورِ قرآن سے منور فرمائے۔ آمین (السراج الوہاج: ٢/٦٢٧)

٦٧٢٠۔ عَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ . (رواه البخاري: ٥٠٢٧)

٦٧٢٠۔ ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔'' (بخاری، ابوداؤد، اور ترمذی)

شــــرح: ......اس میں قرآن پاک کی تلاوت کا اجر وثواب بیان ہوا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو قرآن پاک ایسے سیکھتا ہے جیسے کہ سیکھنے کا حق ہے اور پھر اسے ایسے سکھاتا ہے جیسا کہ سکھانے کا حق ہے یہ دونوں حقوق یوں ادا ہوں گے کہ علوم قرآنی کے اصول وفروع کا احاطہ کریں۔ اگر یہ سکھانے والا اور سیکھنے والا اس نہج پر قرآن کو پڑھتا ہے تو یہ شخص کامل ہے اور دوسرے کے لیے کامل گر ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کہا کرتے تھے کہ جو علم سیکھتا ہے اور عمل کرتا ہے اور آگے سکھاتا ہے یہ کائنات کا افضل انسان ہے۔

اور افضلیت کے اور اوصاف بھی ہیں یہاں صرف تعلیم وتعلم کے لحاظ سے کائنات کے بہترین شخص کا ذکر ہے کہ وہ سیکھنے اور سکھانے والا ہے۔ (عون المعبود: ١/٥٤٣)

٦٧٢١ــــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الَّـذِي لَيْـسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ . (رواه الترمذي: ٢٩١٣)

٦٧٢١۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دل جس میں قرآن نہیں ہے وہ ویران گھر کی مثل ہے۔'' (ترمذی)

٦٧٢٢ــــ عَـنْ سَـعْـدِبْـنِ عُبَادَةَ قَالَ: قَالَ

٦٧٢٢۔ ''سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٦٧٢٠) بخاري: ٥٠٢٧۔ ترمذي: ٢٩٠٧۔ ابو داود: ١٤٥٢۔ احمد: ٤١٤۔ دارمي: ٣٣٣٨۔ ابن ماجه: ٢١١.

(٦٧٢١) ترمذي: ٢٩١٣۔ ضعيف، الباني: ٥٥٧۔ احمد: ١٩٤٨۔ دارمي: ٣٣٠٦.

(٦٧٢٢) ابو داود: ١٤٧٤۔ ضعيف، الباني: ٣١٧۔ احمد: ٢١٩٥٠۔ دارمي: ٣٣٤٠.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنِ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ . (رواه ابوداود: ١٤٧٤)

وَزَادَ رَزِيْنٌ: وَاقْرَأُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا o قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو انسان قرآن پڑھتا ہے اور پھر اس کو بھلا دیتا ہے جب وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ جذام کے مرض میں مبتلا ہوگا۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

رزین نے مزید بیان کیا ہے کہ تم اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ سکتے ہو: ''وہ (بندہ) کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے نابینا کر کے کیوں اٹھایا ہے، حالانکہ میں تو بصارت والا تھا؟ اللہ فرمائے گا: اسی طرح تیرے پاس میری آیات آئی تھیں جن کو تو نے بھلا دیا تھا، اسی طرح آج کے دن تجھے بھی بھلا دیا گیا ہے۔''

شرح: ...... ویران گھر سے تشبیہ والی روایت کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ یہ تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ دلوں کی آبادی بذریعہ ایمان ہے اور بذریعہ قرآن ہے اور باطن کی زینت اعتقادات حقہ ہیں اور انعامات الٰہیہ میں غور سے بھی باطن مزین ہوتا ہے۔ یہ اوصاف قرآن پاک پیدا کرتا ہے جو اس کی تلاوت چھوڑتا ہے وہ گویا کہ دل کو تاریکی سے ویران کر لیتا ہے۔ (مرقاۃ: ۴/۳۵۴)

۲۔ قرآن پاک کو بھولنا اور اس پر عمل نہ کرنا سخت جرم ہے۔ تاہم یہ حدیث ضعیف ہے۔

٦٧٢٣ــــ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَاصٍّ يَقْرَأُ، ثُمَّ سَأَلَ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهِ فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ . (رواه الترمذي: ٢٩١٧)

٦٧٢٣۔ ''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما ایک قصہ گو واعظ کے پاس سے گزرے، وہ قرآن سنا رہا تھا، پھر اس نے (لوگوں سے) سوال شروع کر دیا، تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ (البقرة: ١٥٦) پڑھا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں: جس نے قرآن پڑھا تو وہ اس کے وسیلے سے اللہ سے سوال کرے۔ عنقریب کچھ اقوام پیدا ہوں گی جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... انہوں نے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ (البقرة: ١٥٦) پڑھا۔ اس کی وجہ یہ تھی اس پڑھنے والے کے لیے بہت بڑی مصیبت تصور کی کہ یہ قرآن پڑھ کر لوگوں سے مانگ رہا ہے۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ یہ مقدس کتاب کو ذریعہ سوال بنا رہا ہے۔ حالانکہ اسے چاہیے تو یہ تھا کہ تمام آخرت اور دنیا کے امور اللہ سے طلب کرتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۱۴۸)

(٦٧٢٣) ترمذي: ٢٩١٧۔ حسن، الباني: ٢٣٣٠۔ احمد: ١٩٣٨٤.

٦٧٢٤ــــ عَـنْ صُـهَيْـبٍ قَـالَ: قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ: مَـا آمَـنَ بِـالْـقُـرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهُ. (رواه الترمذي: ٢٩١٨)

۶۷۲۴۔ ''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی قرآن پر ایمان نہیں لایا جو ان امور کو حلال سمجھتا ہو جن کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔

٦٧٢٥ــــ عَـنْ عَبْـدِالـلّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ. (رواه البخاري: ٢٩٩٠) ﴿لِـلشَّيْـخَيْـنِ وَأَبِي دَاوُدَ وَالْمُوطأ، وَقَالَ: إِنَّـمَـا ذٰلِكَ مَـخَـافَةً أَنْ يَّـنَالَهُ الْعَدُوُّ، وَقَالَ أَيُّوْبُ فَقَدْ نَالَهُ الْعَدُوُّ وَخَاصَمَكُمْ بِهِ﴾

۶۷۲۵۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ مسلمان قرآن ساتھ لے کر دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کرے۔'' (یہ روایت بخاری و مسلم کی ہے۔ ابوداؤد، اور امام مالک نے کہا: یہ اس خوف سے کہ دشمن قرآن کی توہین کرے گا اور ایوب نے کہا: دشمن نے تو اب قرآن کی توہین کی ہے اور اس کی خاطر تم سے جھگڑا بھی کیا ہے۔)

شرح: ......اس میں اس بات کی ممانعت ہے کہ سرزمین کفار میں مصحف قرآنی لے کر سفر نہ کیا جائے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اس کی حرمت پامال ہونے کا اندیشہ ہو، اگر یہ خوف نہ ہو تو پھر ممانعت نہیں۔

(انجاز الحاجہ: ۴۴۲/۸)

٦٧٢٦ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: لَوْأَنَّ الْقُرْآنَ جُعِلَ فِي إِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ. (رواه أحمد: ١٦٩١٤ والموصلي)

۶۷۲۶۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قرآن مجید کو کچے چمڑے میں بند کیا جائے اور پھر اس کو آگ میں ڈالا جائے تو نہیں جلے گا۔'' (احمد و موصلی)

٦٧٢٧ــــ الْـقُـرْآنُ غِـنًـى لاَ فَقْرَبَعْدَهُ. وَلاَ غِـنًـى دُوْنَـهُ. (رواه الـطبـرانى فى الكبير بضعف)

۶۷۲۷۔ '' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رفع کرتے ہیں: قرآن غنا ہے، اس کے بعد مفلسی نہیں ہے۔ اور قرآن کے بغیر چارہ کار نہیں، (یعنی اس کی مسلمان کو اشد ضرورت ہے)۔'' (الکبیر سند ضعیف)

(٦٧٢٤) ترمذی: ٢٩١٨ـ ضعيف، البانى: ٥٥٩.

(٦٧٢٥) بخارى: ٢٩٩٠ـ مسلم: ١٨٦٩ـ ابو داود: ٢٦١٠ـ ابن ماجه: ٢٨٨٠ـ احمد: ٥٤٤٢ـ مالك: ٩٧٩.

(٦٧٢٦) احـمـد: ١٦٩١٤ـ مـوصـلى، طبرانى، وفيه ابن ليهعة وفيهـ خلاف فسره بعض رواة ابو يعلىٰ بان من جمع القرآن ثم دخل النار فهو ر من الخنزير، دارمى: ٣٣١٠ـ هيثمى: ١١٦٢٧.

(٦٧٢٧) طبرانى كبير وفيه، يزيد الرقاشى وهو ضعيف، هيثمى: ١١٦٣١.

٦٧٢٨ـ يُؤْتَى بِرَجُلٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُمَثَّلُ لَهُ الْقُرْآنُ، قَدْ كَانَ يُضِيْعُ فَرَائِضَهُ وَيَتَعَدَّى حُدُوْدَهُ وَيُخَالِفُ طَاعَتَهُ وَيَرْتَكِبُ مَعْصِيَتَهُ ، فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ! حَمَلْتَ آيَاتِي بِئْسَ حَامِلٍ تَعَدَّى حُدُوْدِي ، وَضَيَّعَ فَرَائِضِي وَتَرَكَ طَاعَتِي وَرَكِبَ مَعْصِيَتِي ، فَمَا يَزَالُ عَلَيْهِ بِالْحِجَجِ حَتَّى يُقَالَ: فَشَأْنُكَ بِهِ ،فَيَأْخُذُ بِيَدِهِ فَمَا يُفَارِقُهُ حَتَّى يَكُبَّهُ عَلَى مَنْخَرِهِ فِي النَّارِ . وَيُؤْتَى بِالرَّجُلِ قَدْ كَانَ بِحِفْظِ حُدُوْدِهِ وَيَعْمَلُ بِفَرَائِضِهِ وَيَعْمَلُ بِطَاعَتِهِ وَيَجْتَنِبُ مَعْصِيَتَهُ فَيَصِيْرُ خَصْمًا دُوْنَهُ ، فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ! حَمَلْتَ آيَاتِي خَيْرَ حَامِلٍ اتَّقَى حُدُوْدِي وَعَمِلَ بِفَرَائِضِي وَاتَّبَعَ طَاعَتِي وَاجْتَنَبَ مَعْصِيَتِي ، فَلاَ يَزَالُ لَهُ بِالْحِجَجِ حَتَّى يُقَالَ : فَشَأْنُكَ بِهِ ، فَيَأْخُذُ بِيَدِهِ فَمَا يَزَالُ بِهِ حَتَّى يَكْسُوَهُ حُلَّةَ الإِسْتَبْرَقِ وَيَضَعُ عَلَيْهِ تَاجَ الْمَلِكِ وَيَسْقِيْهِ بِكَأْسِ الْمَلِكِ . (رواه البزار: ٢٣٣٧ بلين)

٦٧٢٨ـ ''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک مرد کو لایا جائے گا اور قرآن مجید اس کے لیے انسانی صورت میں آئے گا۔ وہ مرد قرآن کریم کے فرائض ضائع کرتا تھا اور اس کے حدود سے تجاوز کرتا تھا، اس کی اطاعت سے انحراف کرتا اور اس کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا تھا۔ قرآن کریم کہہ دے گا: اے میرے رب! میری آیات تو نے بدترین اٹھانے والے پر رکھ دیں، اس نے میرے حدود سے تجاوز کیا، میرے فرائض ضائع کیے، میری اطاعت ترک کر دی اور میری نافرمانی کا مرتکب ہوا۔ پس قرآن اسی طرح اس سے احتجاج جاری رکھے گا یہاں تک کہ اس کو کہا جائے گا: تو جان اور تیرا مخالف۔
قرآن اس کو پکڑے گا اور اس کے ساتھ چمٹا رہے گا یہاں تک کہ اس کو منہ کے بل آگ میں ڈال دے گا۔ پھر ایک مرد لایا جائے گا جو قرآن کے حدود کی حفاظت کرتا تھا، اس کے فرائض ادا کرتا تھا، اس کی اطاعت کرتا تھا اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرتا تھا تو قرآن کریم اس کی حمایت میں وکالت کرے گا اور کہے گا: اے رب تعالیٰ! تو نے میری آیات کا بہتر حامل بنایا، میری حدود سے بچتا رہا، میرے فرائض پر عمل کرتا رہا، میری اطاعت کرتا رہا اور میری نافرمانی سے بچتا رہا پس اس کے حق میں دلائل دیتا رہے گا یہاں تک کہ اس کو کہا جائے گا: تو جان اور یہ تیرا ساتھی، تو وہ قرآن اس کا ہاتھ پکڑے گا اور اس کو سفید ریشم کا جوڑا پہنائے گا اور اس کے سر پر شاہی تاج رکھے گا اور شاہی پیالے سے مشروب پلائے گا۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

(٦٧٢٨) بزار: ٢٣٣٧ـ وفيه اسحق وهو ثقة ولكنة مدلس و بقية رجاله ثقات.

٦٧٢٩ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ مُضَاعَفَةٌ وَمَنْ تَلاهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه أحمد ' ٨٢٨٩ بلين)

٦٧٢٩۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی کتاب کی ایک آیت سنی اس کے لیے اجر بڑھا دیا جائے گا اور جس نے تلاوت کی قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا۔'' (مسند احمد، سند کمزور ہے)

٦٧٣٠ــ عَنْ عُمَرَ رَفَعَهُ: الْقُرْآنُ أَلْفُ أَلْفِ حَرْفٍ وَسَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ أَلْفَ حَرْفٍ ' فَمَنْ قَرَأَهُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ زَوْجَةٌ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ ﴿لِلأَوْسَطِ بِشَيْخِهِ مُحَمَّدَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ آدَمَ' ذَكَرَهُ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيْزَانِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَمْ أَجِدْ لِغَيْرِهِ فِيْهِ كَلامٌ .﴾

٦٧٣٠۔''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن مجید کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں، چنانچہ جو اس قرآن کو صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی امید کے ساتھ پڑھے گا اسے ہر حرف کے بدلے میں ایک حورعین دی جائے گی۔ (یہ روایت الاوسط میں امام طبرانی کے شیخ محمد بن عبید بن آدم کی سند سے منقول ہے۔ امام الذھبی نے المیزان میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے کسی محدث کے اس پر کلام کرنے کا مجھے علم نہیں ہے۔)

٦٧٣١۔ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ، فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ، وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيٰى قَرِيْبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيْبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَّهُ

٦٧٣١۔''سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اتفاقاً وہ رات کے وقت سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے۔ ان کا گھوڑا ان کے قریب باندھا تھا۔ اچانک گھوڑا چکر لگانے لگا۔ یہ پڑھنے سے خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ انہوں نے پھر پڑھا تو گھوڑا پھر چکر لگانے لگا اور یہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ تیسری بار پڑھا تو گھوڑا پھر گھومنے لگا۔ ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سویا تھا اور انہیں خوف پیدا ہوا کہ بچے کو اذیت پہنچے گی۔

(٦٧٢٩) احمد: ٨٢٨٩۔ وفيه، عبادة بن ميسرة ضعفه احمد وغيره وضعفه ابن معين فى رواية وضعفه فى اخرى ووثقه ابن حبان، هيثمى: ١١٦٥٠.

(٦٧٣٠) طبرانى اوسط: عن شخه محمدين عبيد بن آدم بن ابى اياس۔ ذكره الذهبى فى الميزان لهٰذا الحديث ولم اجد لغيره فى ذلك كلاما، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١١٦٥٣.

(٦٧٣١) بخارى تعليقًا.

رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ تَطَأَ يَحْيَ وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجْتُ حَتَّى لاَ أَرَاهَا قَالَ: وَتَدْرِى مَا ذَاكَ؟ قَالَ لاَ: قَالَ: تِلْكَ الْمَلاَئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لاَ تَتَوَارٰى مِنْهُمْ. (للبخارى تعليقا)

جب انہوں نے قراءت موقوف کر کے اپنے بیٹے کو پیچھے ہٹا لیا اور آسمان کی طرف دیکھا تو چیز نظر آئی جس میں چراغ روشن تھے۔ کل کو نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے ابن حضیر تلاوت کیا کر۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے خوف پیدا ہو کہ میرا بیٹا یحییٰ جو گھوڑے کے قریب تھا اس کو ایذا پہنچے گی اس لیے میں بچے کے پاس گیا اور سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو چھتری کی مثل ایک سایہ نظر آیا جس میں چراغ کی مانند روشنی تھی۔ میں نے باہر جا کر دیکھا تو کوئی چیز نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے تیری آواز کی وجہ سے قریب آئے تھے اور اگر تو پڑھتا رہتا تو کل کو دوسرے لوگ بھی روشنی دیکھتے اور وہ کسی پر مخفی نہ رہتی۔'' (البخاری)

٦٧٣٢ـــ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ، بِنَحْوِهِ بِلاَ قَيْدِ الْقِرَأَةِ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ (رواه مسلم ٧٩٦)

٦٧٣٢ـ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اتفاقا رات کو تلاوت کر رہے تھے جب ان کا گھوڑا بدکنے لگا مثل اس کے ہے، بلا قید قرأت سورت البقرہ کے۔''

شـــرح: ...... ایک اشکال یہ ہے کہ یہاں آیا ہے کہ وہ سور بقرہ پڑھ رہے تھے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ سورت کہف پڑھ رہے تھے۔

اس کا حل یہ ہے کہ سورت بقرہ سیدنا اسید رضی اللہ عنہ نے پڑھی تھی اور سورت کہف پڑھنے والے کوئی اور تھے۔

اس حدیث سے چند اہم باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) امت کے لوگوں کو بھی فرشتوں کا دیدار ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ یہ لوگ نیک ہوں اور حسن صوت سے قرآن پڑھنے والے ہوں۔

(۲) قرآن پاک کی رفعت و بلندی بھی نمایاں ہوتی ہے کہ اس کی تلاوت سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور غور وخوض سے سنتے ہیں۔

(٦٧٣٢) مسلم: ٧٩٦ـ احمد: ١١٣٥٧.

(۳) سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا شرف وفضل ظاہر ہوتا ہے۔
(۴) سورت بقرہ کی رات کی نماز میں تلاوت کرنے کی فضیلت بھی نمایاں ہوتی ہے۔
(۵) نماز میں خشوع بہت اچھا عمل ہے اور دنیا میں مشغولیت کبھی بہت زیادہ خیر سے محرومی کا باعث بن جاتی ہے۔
(مرعاۃ المفاتیح: ۳/ ۳۲۷)

٦٧٣٣ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي فَقَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: ﴿اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾؟ ثُمَّ قَالَ لِي: لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا أَرَادَأَنْ يَّخْرُجَ قُلْتُ لَهُ: أَلَمْ تَقُلْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمِ الَّذِي أُوْتِيْتُهُ. (رواه البخاري: ٤٤٧٤)

۶۷۳۳۔ ''سیدنا ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے آواز دی جبکہ میں نماز میں مصروف رہا اور آپ کے پاس نہ آیا۔ بعد میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: تو نے اللہ کا ارشاد نہیں سنا؟ ''اللہ اور اس کے رسول اللہ کی دعوت پر آجاؤ جب اللہ کا رسول اس چیز کے لیے تمہیں بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے) پھر آپ نے فرمایا: میں تجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتاؤں گا اس سے پہلے کہ تو مسجد سے باہر جائے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو میں نے عرض کی: کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ مسجد سے باہر جانے سے پہلے تجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: وہ ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ یہ سات آیات ہیں، جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے ہی دیا گیا ہے۔'' (البخاری)

٦٧٣٤ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ مَوْلَى عَامِرِبْنِ كُرَيْزٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَادٰى أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ لَحِقَهُ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى يَدِهِ وَهُوَ

۶۷۳۴۔ ''عامر بن کریز کے آزاد کردہ غلام ابوسعید سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو آواز دی جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو جب انہوں نے نماز پڑھ لی تو وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ

(٦٧٣٣) بخاري: ٤٤٧٤ـ ابو داود: ١٤٥٨ـ نسائي: ٩١٣ـ ابن ماجه: ٣٧٨٥ـ احمد: ٥٣٠٣ـ دارمي: ١٤٩٢.
(٦٧٣٤) مالك: ١٨٧ـ ترمذي: ٢٨٧٥ـ احمد: ٢٠٥٩١.

يُرِيْدُ أَنْ يَّخْرُجَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ لَا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى تَعْلَمَ سُوْرَةً مَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا، بِنَحْوِهِ.
(رواه مالك: ١٨٧)

مبارک میرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ ہم مسجد سے باہر نہیں جائیں گے یہاں تک کہ تو اس سے پہلے ایک سورت کے متعلق جان لے گا اس کی مثل نہ تو تورات میں نازل کی گئی نہ انجیل میں (اور نہ زبور میں) اور اس کی مثل قرآن مجید میں بھی نہیں ہے۔ باقی مثل حدیث سابق کے ہے۔'' (مالک)

شــــرح: ......ابوسعید بن معلّٰی انصاری رضی اللہ عنہ کا نام رافع بن اوس ہے۔ ''سبع مثانی'' سے مراد سات آیات ہیں جنہیں بار بار دہرایا جاتا ہے اور ہر نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ مثانی کہنے کی ایک یہ وجہ بھی ہے کہ ثنا اور دعا اس میں بار بار دہرائی گئی ہے۔ اور قرآن عظیم اس پر عطف ہے کہ سورت فاتحہ کی عظمت کے پیش نظر اسے قرآنِ عظیم قرار دیا گیا ہے۔
(انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۳۹)

۲۔ سورۂ فاتحہ کو اعظم سورت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآنی معانی اس میں شامل ہیں۔ اللہ کی ثنا اور اس کی بندگی کرنا۔ اس میں وعدہ ہے اور بلیغ انداز میں اللہ کی رحمت کا ذکر ہے اور اس میں وعید بھی ہے اور متفرد اس کی بادشاہی ثابت کی گئی ہے، عبادت و استعانت کا تذکرہ ہے اور سعداء اور اشقیاء کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ بلائیں تو انسان نماز چھوڑ دے، پہلے آپ کی بات سنے۔
(مرعاۃ المفاتیح: ۳/ ۳۲۸)

٦٧٣٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أُمُّ الْقُرْآنِ، وَأُمُّ الْكِتَابِ، وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي.
(رواه أبوداود: ١٤٥٧)

۶۷۳۵۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ام القرآن، ام الکتاب اور وہ سات آیات پر مشتمل سورت ہے جس کو بار بار پڑھا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٦٧٣٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، سَمِعَ نَقِيْضًا مِّنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ فُتِحَ

۶۷۳۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی اور اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا: یہ

(٦٧٣٥) ابو داود: ١٤٥٧ـ صحيح: ١٢٩٣ـ بخاري: ٤٧٠٤ـ ترمذي: ٣١٢٤ـ نسائي: ٩١٤ـ احمد: ٨٤٦٧ـ دارمي: ٣٣٧٢.
(٦٧٣٦) مسلم: ٨٠٦ـ نسائي: ٩١٢.

الْيَـوْمَ، لَـمْ يُـفْتَـحُ قَـطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَـلَكٌ فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الأَرْضِ لَمْ يَـنْـزِلْ قَـطُّ إِلَّا الْيَـوْمَ فَسَلَّمَ وَقَـالَ: أَبْشِـرْ بِـنُـوْرَيْـنِ أُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُوْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَـاتِـحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَـقْـرَأَ بِـحَـرْفٍ مِـنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيْتَـهُ. (رواه مسلم: ٨٠٦)

دروازہ آج کھولا گیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا۔ اس سے ایک فرشتہ اترا تو جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فرشتہ آج زمین پر اترا ہے اور آج کے دن سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ وہ فرشتہ آیا اور اس نے سلام کہا اور عرض کی: آپ کو ان دونوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ ایک فاتحۃ الکتاب ہے اور دوسرا نور سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات ہیں۔ تو ان میں کوئی بھی حرف پڑھے گا تو تجھے اجر دیا جائے گا۔'' (مسلم)

شـرح: ......اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورت فاتحہ اور سورت بقرہ کی آخری آیات جبریل علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور فرشتہ لے کر آیا تھا۔ لیکن علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: انہیں پہلے جبریل علیہ السلام مکہ میں لے کر آئے پھر انہیں یہ فرشتہ لے کر آیا۔ اور انہیں دونور اس لیے کہا گیا ہے کہ ان پر غور کرنے سے سیدھی راہ کی ہدایت حاصل ہوتی ہے اور روز قیامت ایسی روشنی ہوگی جو ان پر غور کرنے والوں کے آگے آگے دوڑے گی اور ان میں جو بھی دعا ہے کہ مجھے سیدھی راہ دکھا، میرا مواخذہ نہ ہو، بوجھ نہ ڈال، رحم کر مدد کر وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں۔ (مرعاۃ: ۳/۳۳۲)

٦٧٣٧ــــ عَـنْ أَبِـي أُمَـامَةَ الْبَـا هِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـقُـوْلُ: اقْـرَؤُا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَـفِيْـعًـا لِأَصْحَابِهِ اقْرَؤُا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُـوْرَةَ آلِ عِـمْـرَانَ فَـإِنَّهُـمَـا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْـقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَـأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَـنْ أَصْـحَـابِهِـمْ اقْـرَؤُا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْـذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيْعُهَا الْبَـطَـلَةُ قَـالَ مُـعَـاوِيَةُ: بَـلَـغَنِي أَنَّ الْبَطَلَةَ السَّحَرَةُ. (رواه مسلم، ٨٠٤)

٦٧٣٧۔ ''سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''قرآن پڑھا کرو یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ دو روشن پھولوں، یعنی البقرہ اور ال عمران کی تلاوت کیا کرو یہ دو سورتیں قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوں گی کہ گویا دو بادل کے ٹکڑے ہیں یا جھنڈے گاڑے ہیں یا پرندوں کے جھنڈ ہیں جو پر پھیلائے ہیں اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرنے والے ہوں گے۔ سورت البقرہ پڑھا کرو اس کا پڑھنا برکت ہے، اس کا ترک کرنا افسوس اور ندامت ہے۔ اس کے پڑھنے کی جادوگر طاقت نہیں رکھتے۔'' معاویہ بن سلام نے کہا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ البطلہ کے معنی جادوگر کے ہیں۔

(٦٧٣٧) مسلم: ٨٠٤۔ احمد: ٢١٦٨٩.

٦٧٣٨ــ زَادَ فِي رِوَايَةٍ: مَا مِنْ عَبْدٍيَقْرَأُ بِهَا فِـي رَكْـعَةٍ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ سَأَلَ اللّٰهَ شَيْئاً إِلَّآ أَعْطَاهُ إِنْ كَادَتْ لَتُحْصَي الدَّيْنَ كُلَّهُ.

٦٧٣٨۔''ایک روایت میں یہ بیان زیادہ ہے: ''جو بندہ سجدہ کرنے سے پہلے پہلے ایک رکعت میں اسے پڑھے پھر اللہ سے کوئی چیز طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا کر دیتا ہے۔ قریب ہے کہ البقرہ سارے قرض چکا دے۔''

شـــرح: ......یعنی قرآن پاک کی تلاوت روزانہ کیا کرو اور اسے غنیمت تصور کرو۔ وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے قاری کے لیے باقاعدہ مجسم ہوکر سفارش کرے گا اور سارے لوگ اس کا وجود دیکھ رہے ہوں گے۔

اور خصوصاً دو روشن سورتیں ایک سورت بقرہ ایک سورت آل عمران جو قرآن میں وہی حیثیت رکھتی ہیں جو آسمان میں آفتاب اور ماہتاب کی ہے۔ ان کے احکام ومواعظ سینوں کے لیے شفاء اور دلوں کے لیے ضیا ہے اور یہ دونوں انہیں پڑھنے والوں کی سفارش کریں گی۔

اور اس سے بھی خاص ترین بات یہ ہے کہ سورت بقرہ پڑھنے میں بہت زیادہ نفع ہے اور اسے نہ پڑھنے سے جو ثواب سے محرومی ہوتی ہے اس پر حسرت ہوگی اور اس کی تیسری خوبی یہ ہے کہ جادوگروں کا اور باطل پرستوں کا نافرمانیوں کی وجہ سے نور دل بجھ جاتا ہے، وہ اس کے حصول کی اہلیت کھو بیٹھتے ہیں اور نہ ان میں اتنی سکت ہوتی ہے کہ سورت بقرہ کا ابطال کرسکیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَ مَا هُمۡ بِضَآرِّيۡنَ بِهٖ مِنۡ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۱۰۲)

''اور یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے مگر اللہ کے حکم کے ساتھ۔'' (مرعاۃ: ۳/ ۳۲۹)

٦٧٣٩ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا وَهُمْ ذُوْ عَدَدٍ فَاسْتَقْرَأَهُمْ فَاسْتَقْرَأَكُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ فَأَتَى عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَحْدَثِهِمْ سِنًّا، فَقَالَ: مَا مَعَكَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: مَعِي كَذَاوَكَذَا وَسُوْرَةُ الْبَقَرَةِ قَالَ: أَمَعَكَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ! قَالَ: فَاذْهَبْ فَأَنْتَ أَمِيرُهُمْ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مَنَعَنِي

٦٧٣٩۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فوج کو روانہ کیا اور وہ معدودے چند افراد تھے، چنانچہ آپ نے ان میں سے ہر ایک سے قرآن سنا اور ہر ایک کو جس قدر قرآن حفظ تھا اس نے پڑھا، پھر ایک شخص جو ان میں سے چھوٹی عمر کا تھا وہ آیا اور آپ نے اس سے پوچھا: تجھے قرآن کتنا یاد ہے؟ اس نے کہا: مجھے فلاں فلاں اور سورۃ البقرہ یاد ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تجھے سورۃ البقرہ یاد ہے؟ اس نے کہا: ہاں! فرمایا: جا اس فوج کا امیر تو ہے۔ ان میں سے ایک شریف آدمی

(٦٧٣٨) احمد: ٢١٦٨٩.

(٦٧٣٩) ترمذی: ٢٨٧٦۔ ضعیف: ٥٤١۔ ابن ماجہ: ٢١٧.

أَنْ أَتَعَلَّمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ إِلَّا خَشْيَةَ أَلَّا أَقُوْمَ بِهَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَعَلَّمُوْا الْقُرْآنَ وَاقْرَؤُوْهُ، فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَرَأَهُ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَّحْشُوٍّ مِّسْكًا يَّفُوْحُ رِيْحُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَيَرْقُدُ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ وُكِئَ عَلَى مِسْكٍ . (رواه الترمذی: ٢٨٧٦)

نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میرے لیے دوسرا کوئی مانع نہیں ہے اور میں نے صرف اس وجہ سے یہ سورت حفظ نہیں کی ہے کہ میں اس کے اندر جو احکام ہیں ان پر عمل نہ کر سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن سیکھو اور اس کو پڑھو (اور اس پر عمل کرو) جو انسان قرآن سیکھتا، پڑھتا اور عمل کرتا ہے اس کی مثال اس تھیلے کی سی ہے جس میں کستوری بھر دی گئی ہو اور اس کی خوشبو ہر طرف مہک رہی ہو اور اس شخص کی مثال جس نے قرآن حفظ کیا اور سوتا رہا تو اس کی مثال اس برتن کی سی ہے جس میں کستوری بھر کر اس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔'' (ترمذی)

یعنی قرآن پڑھو اگر نہ پڑھو گے تو گنہگار ہو گے اور خاص طور پر رات سوتے وقت تمہارا آخری کام بھی اس کی تلاوت ہونا چاہیے۔ وجہ یہ ہے کہ پڑھنے والے کا سینہ ایک تھیلے کی مانند ہے اور اس میں قرآن کستوری کی مانند ہے اور جب اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس کی برکت سامع اور قاری دونوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اسے پڑھتا نہیں اس نے نہ خود برکت حاصل کی نہ دوسرے تک پہنچائی۔ (انجاز الحاجہ: ٢/٩٢)

٦٧٤٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ ، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُفِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ (رواه مسلم: ٧٨٠)

٦٧٤٠۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورت بقرہ پڑھی جاتی ہے۔'' (مسلم)

شرح: ...... گھروں کو قبریں نہ بنانے کا مفہوم یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے خالی نہ رکھو اور تلاوت و اطاعت سے خالی نہ رکھو اور جیسا کہ مردے نہ تو ذکر کرتے ہیں نہ تلاوت کرتے ہیں تم ایسے نہ ہو جاؤ۔ اس میں گھروں کے لیے مفید بات بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جس گھر میں سورت بقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان نہیں آتا۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ سورت لمبی ہے اور اس میں اسمائے الٰہی کثرت سے ہیں۔ اس میں احکام بھی بہت زیادہ ہیں۔ مشہور ہے کہ اس میں ہزار امر ہے، ہزار نہی ہے، ہزار حکم ہے اور ہزار خبر ہے اس لیے اس سے شیطان بھاگتا ہے۔ (مرقاۃ: ٤/٣٤٢)

(٦٧٤٠) مسلم: ٧٨٥۔ ترمذی: ٢٨٧٧۔ ابو داود: ٢٠٤٢۔ احمد: ٨٦٩٨.

٦٧٤١ــ عَـنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوْفُ بِـالْبَيْـتِ فَـذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّـهُ مَنْ قَرَأَ بِـالآيَتَيْـنِ مِـنْ آخِـرِ سُـوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ. (رواه البخاري: ٥٠٥١)

۶۷۴۱۔ ''عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ مجھے علقمہ نے ابو مسعودؓ سے خبر دی اور وہ کہتے ہیں کہ میں انہیں بیت اللہ کا طواف کرنے کی حالت میں ملا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کیا کہ جس نے سورت بقرہ کی آخری دو آیات رات کے وقت پڑھیں تو وہ اس کے لیے کفایت کرتی ہیں۔'' (بخاری)

شــرح: ......سورت بقرہ کی آخری دو آیات امن الرسول سے لے کر آخر تک عشا کے بعد پڑھیں تو یہ اسے رات کے قیام سے کفایت کر جاتی ہیں۔ ایک قول ہے کہ شیطان کی شر سے کفایت کرتی ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر برائی سے کفایت کرتی ہیں اور انسان اور جن دونوں کی شرارتوں سے کفایت کرتی ہیں یا یہ ہے کہ ان کا ثواب دوسرے ہر ثواب سے کفایت کرتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۵/ ۱۵۵)

٦٧٤٢ــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِـكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَفِيْهَا آيَةٌ هِي- سَيِّدَةُ آيِ الْقُرْآنِ هِيَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ. (رواه الترمذي: ٢٨٧٨)

۶۷۴۲۔ سیدنا ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کا کوہان ہوتا ہے اور قرآن کا کوہان سورت بقرہ ہے اور اس میں ایک آیت ہے جو تمام آیات کی سردار ہے اور وہ آیۃ الکرسی ہے۔'' (ترمذی)

٦٧٤٣ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: يَا اَبَا الْمُنْذِرِ! اَتَدْرِيْ أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ الـلّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْـلَـمُ قَالَ: يَا أَبَاالْمُنْذِرِ! أَتَدْرِى أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَـابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: ﴿اَللّٰهُ لَاإِلٰـهَ إِلَّا هُـوَ الْـحَـيُّ الْـقَيُّوْمُ......﴾ قَـالَ: فَـضَـرَبَ فِـي صَدْرِيْ وَقَالَ: وَاللّٰهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَاالْمُنْذِرِ!. (رواه مسلم: ٨١٠)

۶۷۴۳۔ سیدنا ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو منذر کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت تیرے خیال میں سب سے عظیم ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے پھر فرمایا: اے بومنذر! کیا تو جانتا ہے اللہ کی کتاب میں جو تجھے یاد ہے، کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ تو میں نے کہا: ﴿اَللّٰهُ لَاإِلٰـهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ.....﴾ آیۃ الکرسی ہے۔ آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ''تجھے تیرا علم مبارک ہو، اے ابو منذر۔'' (مسلم)

(٦٧٤١) بخاري: ٥٠٥١ـ مسلم: ٨٠٧ـ ترمذي: ٢٨٨١ـ ابو داود: ١٣٩٧ـ ابن ماجه: ١٣٦٨ـ احمد: ١٦٦٤٢ـ دارمي: ١٤٨٧.
(٦٧٤٢) ترمذي: ٢٨٧٨ـ ضعيف، الباني: ٥٣٩.
(٦٧٤٣) مسلم: ٨١٠ـ ابو داود: ١٤٦٠ـ مالك: ١٨٧.

شرح: ......اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے جواب آپ کی طرف سونپا، یہ حسن ادب تھا اور جب سمجھا کہ آپ کے اس علمی سوال کا جواب دینا اچھا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ وہ آیت الکرسی ہے۔ حسن ادب کی برکت سے آپ کا جواب درست نکلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کا سینہ تھپتھپایا اور علم میں رسوخ کی دعا کی اور بغیر مشقت اس کے حصول کی دعا دی۔

آیت الکرسی کو بڑی سورت قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اسمائے الٰہیہ اور صفات الٰہیہ کے اصول بتائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، حیات، علم، ملک، قدرت اور ارادہ بیان ہوئے ہیں۔

اس حدیث میں سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت بیان ہوئی ہے اور ان کی وسعت علمی بیان کی گئی ہے۔

اس میں اپنے ساتھی علما اور فضلا کی تعظیم بجالانے کی ترغیب بھی ہے اور جب مصلحت ہو اور دوسرے کی ریاکاری کا ڈر نہ ہو تو انسان کے سامنے اس کی تعریف کرنے کا جواز ملتا ہے۔ (مرعاة: ۳/۳۳۰)

٦٧٤٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْمِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَارْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِيَ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالاً، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ سَيَعُوْدُ، فَرَصَدْتُّهُ: فَجَاءَ يَحْثُوْمِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَارْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لاَ أَعُوْدُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ

۶۷۴۴۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے فطرانے کی حفاظت پر مجھے متعین کیا تو رات کے وقت ایک آنے والا آیا اور دونوں ہاتھ سے صدقے کا مال اٹھانے لگا۔ میں نے اس کو گرفت میں لے لیا اور میں نے کہا: تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرونگا۔ اس نے کہا: میں بہت محتاج اور عیال دار ہوں اور مجھے بہت ضرورت ہے۔ تو میں نے اس کو جانے دیا، صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تیرا رات کا قیدی کہاں گیا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے شدید ضرورت کی شکایت کی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا، اس نے کہا: میں عیالدار ہوں تو مجھے رحم آ گیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے تجھ سے جھوٹ کہا ہے، وہ پھر آئے گا۔ تو مجھے یقین آ گیا کہ وہ ضرور دوبارہ آئے گا، اس لیے کہ آپ نے فرمادیا ہے۔ اور میں اس کے انتظار میں رہا اور وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے پکڑ کر کہا: میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ضرور حاضر کرونگا

(٦٧٤٤) بخاري تعليقًا، في باب الكفالة.

سَبِيْلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَااَبَاهُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! شَكَاحَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالاًفَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ، فَرَصَدْتُّهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَارْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَهٰذَا آخِرُ ثَلاثِ مَرَّاتٍ، أَنَّكَ تَزْعَمُ لاتَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ ﴿اَللّٰهُ لاَاِلٰهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ حَتَّى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ، فَإِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلايَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ ﴿اَللّٰهُ لاَإِلٰهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلاَ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمَا إِنَّهُ قَدْصَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ، تَعْلَمُ مَنْ

اس نے کہا: مجھے جانے دے میں محتاج، عیالدار اور ضرورت مند ہوں اور آئندہ نہیں آؤں گا۔

مجھے پھر رحم آ گیا اور میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ صبح مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تیرا قیدی کہاں ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے ضرورت کا شکوہ کیا اور عیالداری کا ذکر کیا تو مجھے ترس آ گیا اور میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا، آپ نے فرمایا: یقیناً اس نے جھوٹ کہا ہے، وہ پھر آئے گا۔ تیسری رات میں اس کے انتظار میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور گندم لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا لیا اور کہا: یہ اب تیسری رات ہے اور اب تجھے نبی ﷺ کے پاس ضرور حاضر کر کے رہوں گا تو گمان ظاہر کرتا تھا کہ پھر نہیں آئے گا اور پھر آ نکلا ہے؟ اس نے کہا: تو مجھے چھوڑ دے، میں تجھے چند کلمات بتاتا ہوں اور تجھے ان سے بہت فائدہ ہو گا اور اللہ نفع دے گا۔ میں نے کہا: وہ کون سے کلمات ہیں؟ اس نے کہا: جب تو اپنے بستر پر آئے تو پڑھا کر: ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ تا آخر آیت۔ پس تیرے اوپر اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہو گا جو حفاظت کرے گا اور صبح تک تیرے قریب شیطان نہ آ سکے گا۔ لہٰذا میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ کل کو پھر مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے قیدی نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا: اس نے مجھے بتایا ہے کہ جب تو اپنے بستر پر جگہ پکڑے تو آیت الکرسی پڑھا کر اول تا آخر۔ اور اس نے کہا: ساری رات اللہ کی طرف سے تیرے اوپر محافظ مقرر ہو گا اور صبح تک تیرے قریب شیطان نہیں آئے گا۔ صحابہ مع ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سب ہی اچھی چیز حاصل کرنے کے بڑے حریص تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو اس نے تجھے صحیح بتایا ہے اور وہ ہے

تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاَثِ لَيَالٍ؟ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ! قَالَ: لاَ قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ . (للبخاری تعلیقا)

بہت جھوٹا۔ کیا تجھے علم ہے کہ تین دن سے تو کس سے مخاطب ہو رہا تھا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ شیطان ہے۔'' (البخاری)

شرح:......ایک اشکال یہ ہے کہ جن دیکھا جا سکتا ہے اور قرآن پاک میں ہے:

﴿إِنَّهُ يَرٰيكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف : ۲۷)

''بے شک وہ (جن) یا شیطان تم کو دیکھتا ہے اور اس کا قبیل بھی دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔''

اس کا حل یہ ہے کہ ہم اسے اس کی اصلی حالت میں نہیں دیکھتے جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا ناری جسم ہے جو چھپا رہتا ہے لیکن جب یہ دوسری صورت اختیار کرے تو پھر نظر آ سکتا ہے۔

دوسرا اشکال یہ ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرہ پر ایک دفعہ عفریت جن انگار پھینکنے لگا تھا تو پہلے اسے پکڑنا چاہا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی قدر دانی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تھا اور اس حدیث میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا تھا۔

اس اشکال کا حل یہ ہے کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے لگا تھا وہ جن اپنی اصلی حالت میں تھا جو اس کی پیدائشی تھی اور سلیمان علیہ السلام کی خدمت والے جن بھی اصلی حالت میں تھے۔ اس لیے آپ نے اسے نہ پکڑا تھا۔ تاکہ سلیمان علیہ السلام کی دعا برقرار رہے اور جو جن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا تھا یہ آدمی کی شکل میں تھا اس لیے انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس میں سلیمان علیہ السلام کی مشابہت نہ تھی۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شیطان وہ چیز سکھا دیتا ہے جو ایک مومن کے لیے مفید ہوتی ہے اور حکمت کبھی فاجر سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ اس سے نفع نہیں اٹھاتا اور مومن فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ کافر کبھی سچ بولتا ہے لیکن اس سے وہ مومن نہیں قرار پاتا اور یہ بھی ثابت ہوا جسے کسی چیز کی حفاظت پر مامور کیا جائے وہ اس کا وکیل ہوتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ جن انسانوں والا کھانا بھی کھاتے ہیں اور دھوکا بھی دیتے ہیں اور چوری بھی کرتے ہیں۔

اس میں آیت الکرسی کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عید الفطر کی رات سے کچھ دن پہلے بھی فطرانہ جمع کرنا جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۳۳۲)

٦٧٤٥ــــ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ سَهْوَةٌ فِيهَا تَمْرٌ ، فَكَانَتْ تَجِيْءُ

۶۷۴۵۔ ''سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرا طاقچہ تھا جس میں کھجوریں تھیں اور رات کو مخفی مخلوق میں سے کوئی

(٦٧٤٥) ترمذی: ٢٨٨٥۔ صحیح، البانی: ٢٣٠٩۔ احمد: ٣٣٠٨١.

الْغُوْلُ فَتَأْخُذُ مِنْهُ قَالَ: فَشَكَاذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَاذْهَبْ فَإِذَا رَأَيْتَهَا فَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ أَجِيْبِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَأَخَذَهَا، فَحَلَفَ أَنْ لاَ تَعُوْدَ، بِمِثْلِ قِصَّةِ أَبِي هُرَيْرَةَ. (رواه الترمذی: ٢٨٨)

(غول) آتا اور اس میں سے اٹھا لے جاتا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: تو جا اور جب تو اس کو دیکھے تو کہہ دے: اللہ کے نام سے اے چیز رسول اللہ ﷺ کے پاس چل کر حاضر ہو، چنانچہ میں نے اس کو پکڑا تو اس نے قسم کھائی کہ وہ پھر نہیں آئے گا۔ بقیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قصہ کے مطابق ہے۔ (ترمذی)

٦٧٤٦۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ. (رواه مسلم: ٨٠٩)

٦٧٤٦۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''جس نے سورت الکھف کے ابتدا کی دس آیات حفظ کیں اس کو دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا جائے گا۔''

٦٧٤٧ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ. (رواه مسلم: ٨٠٩)

٦٧٤٧۔ '' اور ایک روایت میں ہے کہ سورۃ کھف کی آخری آیات'' (مسلم)

٦٧٤٨۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَثَلاَثَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. (رواه الترمذی: ٢٨٨٦)

٦٧٤٨۔ ''سیدنا ابو درداء بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے سورت الکھف کی اول تین آیات تلاوت کیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔''

٦٧٤٩ــــ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَدُوْرُ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ. (لمسلم: ٧٩٥)

٦٧٤٩۔ ''سیدنا براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص سورت الکھف پڑھتا تھا اور اس کے قریب دو رسیوں سے گھوڑا باندھا ہوا تھا۔ اس کو بادلوں نے ڈھانپ لیا اور بادل قریب آنے لگے۔ اس کا گھوڑا بدک رہا تھا۔ فجر کو وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ تسکین تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔''

شرح: ...... وجہ یہ ہے کہ اس سورت کے اوّل میں عجائبات اور ایسے واقعات بیان ہوئے ہیں کہ ان میں تدبر کرنے والا دجال کی فتنہ انگیزی سے محفوظ رہے گا اور اس کے آخر میں آیات بھی ایسی ہیں جو فتنہ دجال پر بھاری ہیں۔

(٦٧٤٦) مسلم: ٨٠٩۔ ترمذی: ٢٨٨٦۔ ابو داود: ٤٣٢٣۔ احمد: ٢٦٩٧٠.

(٦٧٤٧) مسلم: ٨٠٩.

(٦٧٤٨) ترمذی: ٢٨٨٦۔ صحیح، البانی، بلفظ من حفظ عشر آیات: ٢٣١٤۔ مسلم: ٨٠٩۔ ابو داود: ٤٣٢٣۔ احمد: ٢٦٩٧٠.

(٦٧٤٩) مسلم: ٧٩٥۔ بخاری: ٤٨٣٩۔ ترمذی: ٢٨٨٥۔ احمد: ١٨١١٨.

فتنہ دجال سے بچانے کی اس میں مناسبت یہ بھی ہے کہ اصحاب کہف ایک جبار و ظالم سے محفوظ رہے تھے۔ اس سورت کو پڑھنے والا دجال کی فتنہ سامانی سے اس کی تلاوت کی برکت سے محفوظ رہے گا۔

اشکال نمبر (۱) یہ ہے کہ اس کی دس آیات کا اور تین آیات پڑھنے کا ذکر ہے۔ اس میں کیا فیصلہ ہے دس پڑھنی ہیں یا تین پڑھنی ہیں؟

اس کا حل یہ ہے کہ اس میں تضاد نہیں، کم تعداد یا زیادہ ٹکرا جائے تو زیادہ پر عمل کیا جائے۔ لہٰذا دس آیات پڑھی جائیں۔

اشکال نمبر (۲) یہ ہے کہ بعض روایات میں آتا ہے سورت کے شروع سے پڑھی جائیں اور بعض میں آتا ہے آخر سے دس پڑھی جائیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ کبھی اوّل سے پڑھی جائیں اور کبھی آخر سے پڑھی جائیں اور زیادہ احتیاط یہ ہے کہ دس اوّل سے پڑھی جائیں اور آخری بھی ساتھ پڑھی جائیں۔ یہ یاد رہے ہر جمعہ کے دن یا جمعہ والی رات میں سورت کہف پڑھنے کی بھی ترغیب ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۳۳۳)

٦٧٥٠ــ عَـنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَشْرَةَ مَرَّاتٍ. (رواه الترمذي ٢٨٨٧)

۶۷۵۰۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورت یٰسٓ ہے اور جس نے اس کو پڑھا اس کے لیے دس بار قرآن پڑھنے کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔'' (الترمذی)

٦٧٥١ــ عَـنْ عَـطَـاءِ بْـنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَ يٰسٓ فِـي صَـدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ. (رواه الدارمي: ٣٤١٨)

۶۷۵۱۔ عطاء بن رباح رحمہ اللہ نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے سورت یٰسٓ دن کے اول حصے میں پڑھی اس کی حاجات پوری کی جاتی ہیں۔'' (دارمی نے مرسل نقل کی ہے)

٦٧٥٢ــ عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ: مَـنْ قَـرَأَ حٰـمٓ الـدُّخَانَ فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ. (رواه الترمذي: ٢٨٨٨)

۶۷۵۲۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رات کے وقت سورت الدخان تلاوت کی تو صبح تک ستر ہزار فرشتہ اس کے لیے بخشش طلب کرتا ہے۔'' (ترمذی نے ضعیف کہا ہے)

(٦٧٥٠) ترمذي: ٢٨٨٧۔ موضوع، الباني: ٥٤٣۔ دارمي: ٣٤١٦.

(٦٧٥١) دارمي: ٣٤١٨.

(٦٧٥٢) ترمذي: ٢٨٨٨۔ موضوع، الباني: ٥٤٤.

٦٧٥٣ـ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ رَفَعَهُ: مَنْ قَرَأَ كُلَّ لَيْلَةٍ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ، وَفِي الْمُسَبِّحَاتِ آية كَأَلْفَ آيَةٍ. (رواه رزين)

۶۷۵۳۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''جس نے سورت الواقعہ ہر رات پڑھی اس پر فاقہ اور بھوک نہیں ہوگی اور مسبحات (وہ سورتیں جن کے شروع میں لفظ سَبَّحَ، یُسَبِّحُ وغیرہ آتا ہے) سورتوں میں ایک آیت ہے جو ہزار آیات کے برابر ہے۔'' (رزین)

٦٧٥٤ـ عَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، وَقَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ مَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا، وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِي، كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ. (للترمذي: ٢٩٢٢)

۶۷۵۴۔ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت تین بار یہ کہا کہ میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ سننے اور جاننے والے کی شیطان مردود سے اور پھر سورت الحشر کی آخری تین آیات تلاوت کیں تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے متعین کر دیتا ہے جو شام تک اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور اگر وہ فوت ہوا تو شہادت کی موت مرے گا اور جس نے رات کو پڑھا تو اس کے لیے یہی درجہ ہے۔'' (ترمذی)

٦٧٥٥ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُوْنَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَلَهُ وَهِيَ سُوْرَةُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ. (رواه الترمذي: ٢٨٩١)

۶۷۵۵۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''قرآن مجید کی ایک سورت کی تیس آیات ہیں وہ پڑھنے والے کی شفاعت کریں گی یہاں تک کہ اس کو بخش دیا جائے گا اور وہ سورۂ ملک ہے۔'' (ترمذی)

٦٧٥٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خِبَاءَهُ عَلَى قَبْرٍ وَهُوَ لَا يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيْهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي

۶۷۵۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے ایک قبر پر اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ اس جگہ قبر ہے۔ تو پھر ان کو ایسا سنائی دیا کہ اس جگہ قبر میں انسان نے سورۂ ملک پڑھنا شروع کر دی ہے اور اختتام تک وہ پڑھتا چلا گیا ہے تو یہ صحابی آیا اور اس نے

(٦٧٥٣) رزين.

(٦٧٥٤) ترمذي: ٢٩٢٢ـ ضعيف: ٥٦٠ـ احمد: ١٩٧٩٥ـ دارمي: ٣٤٢٥.

(٦٧٥٥) ترمذي: ٢٨٩١ـ حسن، الباني: ٢٣١٥ـ ابو داود: ١٤٠٠ـ ابن ماجه: ٣٧٨٦.

(٦٧٥٦) ترمذي: ٢٨٩٠.

ضَرَبْتُ خِبَائِي عَلَى قَبْرٍ وَأَنَا لاَ أَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيْهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ تَبَارَكَ الْمُلْكِ حَتَّى خَتَمَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيْهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (رواه الترمذي: ٢٨٩٠)

آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: یہ قبر کے عذاب کو روکنے اور نجات دینے والی سورت ہے یہ قبر کے عذاب سے نجات دیتی ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......ثابت ہوا جو اسے رات کو یا کسی بھی وقت پڑھتا ہے یہ سورت اس کی سفارش کرے گی اور عذاب سے اس کا دفاع کرے گی بشرطیکہ اس کی تلاوت ہمیشہ کرتا رہے۔ بعض نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ بسم اللہ سورت میں سے نہیں۔ وگرنہ آیات (۳۱) ہو جاتی ہیں۔

یہ استدلال درست نہیں اگرچہ بسم اللہ سورت کی آیت ہے۔ لیکن یہ پہلی آیت کا ہی ایک جزء ہوتی ہے۔ علیحدہ آیت نہیں۔

۲۔ قبر پر خیمہ لگانا یا اس پر بیٹھنا اگرچہ وہ مٹ چکی ہو منع ہے۔ صحابی کو پتہ ہی نہ تھا کہ یہ قبر ہے، بعد میں پتہ چلا۔

نیز اس آدمی کا اسے تلاوت کرنا یہ مکلّف ہونے کی وجہ سے نہ تھا یہ ایک برزخ کا عمل ہے۔ اس سے تکلیف دینے کا معاملہ نہیں جس طرح فرشتے لذت کے حصول کے لیے تسبیح کرتے ہیں یہ بھی لذت انگیزی کے لیے تلاوت کر رہا تھا۔ اللہ نے اس کی عظمت کے پیش نظر دنیا والوں کو سنا دیا۔ یہ عذاب قبر اور آخرت کے عذاب سے نجات دلانے والی ہے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۳۴۶)

٦٧٥٧ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: أَقْرِئْنِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: اقْرَأْ ثَلاثًا مِنْ ذَوَاتِ ﴿الٓر﴾ فَقَالَ: كَبُرَتْ سِنِّي وَاشْتَدَّ قَلْبِي وَغَلُظَ لِسَانِي قَالَ: فَاقْرَأْ ثَلاثًا مِنْ ذَوَاتِ ﴿حٰمٓ﴾ فَقَالَ: مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَالَ: اقْرَأْ ثَلاثًا مِنَ الْمُسَبِّحَاتِ، فَقَالَ: مِثْلَ مَقَالَتِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْرِئْنِي سُوْرَةً جَامِعَةً، فَأَقْرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ

۶۷۵۷۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: مجھے قرآن پڑھایئے۔ آپ نے فرمایا: ﴿الٓر﴾ والی تین سورتیں یاد کرلو۔ اس نے عرض کی: میری عمر بڑی ہو چکی ہے، میرا دل ٹھوس ہو چکا ہے اور میری زبان سخت ہو چکی ہے تو آپ نے فرمایا: ﴿حٰمٓ﴾ والی تین سورتیں یاد کرلو۔ اس نے پھر اپنی پہلی بات کا اعادہ کیا تو آپ نے فرمایا: مسبحات (وہ سورتیں جن کے شروع میں لفظ: سَبَّحَ، يُسَبِّحُ وغیرہ آتا ہے) میں سے تین سورتیں یاد کرلو۔ اس نے پھر وہی بات ذکر کی اور کہا:

(٦٧٥٧) ابو داود: ١٣٩٩۔ ضعيف، الباني: ٣٠٠۔ احمد: ٦٥٣٩.

الأَرْضُ﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لاَ أَزِيْدُ عَلَيْهَا أَبَدًا ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ مَرَّتَيْنِ. (رواه أبوداود: ١٣٩٩)

آپ مجھے کوئی جامع سورت پڑھا دیں۔ چنانچہ آپ نے اس کو سورۂ زلزال پڑھا دی اور مکمل کرادی تو اس شخص نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں اس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں کرونگا، پھر پیٹھ کر چلا گیا تو آپ نے دو بار فرمایا: یہ چھوٹا مرد کامیاب ہوا۔'' (ابوداؤد)

٦٧٥٨ـــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. (رواه البخاري: ٦٦٤٣)

٦٧٥٨۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے کو بار بار سورت: ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے سنا اور صبح کو سننے والا آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ اس تلاوت کو گویا وہ بہت کم تصور کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورت قرآن کے تیسرے حصے کے برابر اجر وثواب کا درجہ رکھتی ہے۔'' (بخاری)

٦٧٥٩ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: احْشُدُوْا فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ، ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ: ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ثُمَّ دَخَلَ، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: إِنِّي أُرَى هٰذَا خَبَرٌ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ، فَذَاكَ الَّذِي أَدْخَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ لَكُمْ: سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَلاَ! إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. (رواه مسلم: ٨١٢)

٦٧٥٩۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیار رہو، میں عنقریب تمہارے سامنے قرآن مجید کا تیسرا حصہ پڑھوں گا۔ پس تیار ہوا جو ہوا۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے سورت: ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی، پھر آپ گھر تشریف لے گئے تو ہم نے ایک دوسرے کو کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ آسمان سے کوئی خبر نازل ہوئی ہے اس لیے آپ گھر تشریف لے گئے ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا: میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں تم پر قرآن کا تیسرا حصہ تلاوت کروں گا پس تم باخبر رہو کہ سورۃ اخلاص قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے۔'' (مسلم وترمذی)

(٦٧٥٨) بخاری: ٦٦٤٣ـ ابو داود: ١٤٦١ـ نسائی: ٩٩٥٠ـ احمد: ١٠٩١٣ـ مالك: ٤٧٧.

(٦٧٥٩) مسلم: ٨١٢ـ ترمذی: ٢٩٠٠ـ ابن ماجه: ٣٧٨٧ـ احمد: ٩٢٥١ـ دارمی: ٣٤٣٢.

٦٧٦٠ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةٍ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوبُ خَمْسِينَ سَنَةً إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَنَامَ عَلٰى يَمِينِهِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ مِائَةَ مَرَّةٍ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَقُولُ لَهُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا عَبْدِي: أُدْخُلْ عَلٰى يَمِينِكَ الْجَنَّةَ. (رواه الترمذي: ٢٨٩٨)

۶۷۶۰۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جس نے سورۃ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ہر دن دوسو بار تلاوت کی اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے سوا اس کے کہ اس پر قرض ہو اور جو آدمی اپنے بستر پر سوئے اور دائیں کروٹ پر لیٹے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ سو بار پڑھے تو قیامت کے دن اس کو رب العزت فرمائے گا: تو اپنے دائیں پہلو پر جنت میں داخل ہو جا۔'' (ترمذی)

٦٧٦١ــ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ عَشَرَ مَرَّاتٍ بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَرَأَ عِشْرِينَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثِينَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا ثَلَاثَةُ قُصُورٍ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِذَنْ لَتَكْثُرَنَّ قُصُورُنَا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللّٰهُ أَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ. (رواه الدارمي: ٣٤٢٩)

۶۷۶۱۔ ''سیدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ مرسل روایت بیان کرتے ہیں: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ دس مرتبہ پڑھی اس کے لیے جنت میں محل بنایا جاتا ہے اور جس نے بیس مرتبہ پڑھی اس کے لیے دو محل تیار کیے جاتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو جنت میں ہمارے بہت زیادہ محل ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ وسعت کا مالک ہے۔'' (الدارمی)

٦٧٦٢ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

۶۷۶۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا تو آپ نے ایک شخص کو سورت: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا: واجب

(٦٧٦٠) ترمذي: ٢٨٩٨۔ ضعيف: ٥٥١۔ دارمي: ٣٤٣٨.

(٦٧٦١) دارمي: ٣٤٢٩.

(٦٧٦٢) ترمذي: ٢٨٩٧۔ صحيح: ٢٣٢٠۔ احمد: ٧٩٥١۔ موطا: ٤٧٤.

وَجَبَتْ قُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: الْجَنَّةُ . (رواه الترمذی: ۲۸۹۷)

ہوا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا چیز؟ آپ نے فرمایا: جنت۔'' (مالک، ترمذی، نسائی)

شرح:......سورت اخلاص کی تلاوت سے قرآن پاک کے تیسرے حصہ کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔

اس بارے میں ایک قول تو یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا یہی فرمان ہے ہمیں بغیر کسی تاویل کے اسے قبول کر لینا چاہیے کہ جو اسے ایک مرتبہ پڑھتا ہے اس نے قرآن پاک کا تیسرا حصہ پڑھ لیا اور جس نے اسے دو مرتبہ پڑھا اس نے دو تہائی پڑھنے کا اجر پالیا جس نے اسے تیسری مرتبہ پڑھا اس نے قرآنِ پاک پورا پڑھ لیا۔

اور اگر کوئی توجیہ کرنا ہے تو سب سے اچھی وہ توجیہ ہے جو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ ثواب قرآن کے معانی کے اعتبار سے ہے۔ قرآن میں: (۱) احکام بیان ہوئے ہیں (۲) اخبار و واقعات ہیں (۳) توحید ہے اور سورت اخلاص توحید پر مشتمل ہے جو قرآن کا تیسرا حصہ ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۳۳۳)

سورت اخلاص توحید و اخلاص پر مشتمل ہے اور توحید ہی جنت کی ضمانت ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۱۳۷)

٦٧٦٣ــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُنْزِلَ أَوْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ: الْمُعَوِّذَتَيْنِ . (رواه مسلم: ٨١٤)

۶۷۶۳۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے اوپر کچھ آیات نازل ہوئی ہیں۔ (اس مضمون میں) ان کی نظیر نہیں ملتی ہے نہ دیکھی گئی ہے: وہ معوذتین ہیں۔'' (مسلم)

٦٧٦٤ــ زَادَ فِي رِوَايَةٍ: مَا سَأَلَ سَائِلٌ بِمِثْلِهِمَا وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيْذٌ بِمِثْلِهِمَا . (رواه النسائی: ٥٤٤٠)

۶۷۶۴۔ ایک روایت میں ہے: ''ان دو کی مثل کسی سائل نے نہ سوال کیا اور نہ کسی پناہ طلب کرنے والے نے پناہ طلب کی ہے۔''

شرح:......ان کے حیرت انگیز اثرات کی یہ بھی دلیل ہے کہ جنوں یا انسانوں کی نظر لگ جانے سے رسول اکرم ﷺ پہلے کچھ اور پڑھتے تھے۔ جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ صرف ان قل سے ہی کام لیتے تھے اور نبی اکرم ﷺ پر جب جادو ہوا تھا تو آپ کو ان کے ذریعے ہی شفا ملی تھی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ دونوں سورتیں خاص شرف وفضل والی ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ دونوں قل قرآن پاک میں سے ہیں اور جو بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ یہ قرآن میں سے نہیں۔ اس کا ایک جواب تو یہ دیا جاتا ہے کہ یہ ان پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔ وہ یہ نظریہ نہ رکھتے تھے۔

(٦٧٦٣) مسلم: ٨١٤۔ ابو داود: ١٤٦٢۔ ترمذی: ٢٩٠٢۔ نسائی: ٥٤٤٠.

(٦٧٦٤) نسائی: ٥٤٣٨۔ مسلم: ٨١٤۔ ترمذی: ٢٩٠٢۔ ابو داود: ١٤٦٢۔ احمد: ١٦٩٩٩۔ دارمی: ٣٤٤١.

دوسری وضاحت یہ ہے کہ وہ اسے قرآن کا حصہ تسلیم کرتے تھے مگر انہیں متواتر اور قطعی نہ مانتے تھے۔ تاہم اگر یہ بھی ہو تو یہ حدیث ان کے موقف کو درست قرار نہیں دیتی۔ (مرعاۃ: ۳/ ۳۳۶)

٦٧٦٥ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: هَلْ تَزَوَّجْتَ يَا فُلاَنُ! قَالَ: لاَوَاللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلاَ عِنْدِي مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ مَعَكَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ قَالَ: أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: رُبُعُ الْقُرْآنِ قَالَ: أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ قَالَ: بَلَى قَالَ: رُبُعُ الْقُرْآنِ قَالَ: أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ....﴾؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: رُبُعُ الْقُرْآنِ قَالَ تَزَوَّجْ. (رواه الترمذی: ٢٨٩٥)

۶۷۶۵۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو فرمایا: اے فلان! تو نے نکاح کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میرے پاس نکاح کرنے کی مالی قوت نہیں جس کے ساتھ نکاح کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس سورت ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ نہیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! (میرے پاس یہ سورت ہے)۔ آپ نے فرمایا: یہ تہائی قرآن ہے۔ فرمایا: تیرے پاس ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ نہیں ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں مجھے حفظ ہے۔ فرمایا: یہ قرآن کا چوتھا حصہ ہے۔ آپ نے فرمایا: تیرے پاس ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: یہ قرآن کا ربع ہے۔ فرمایا: تیرے پاس سورت ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ....﴾ نہیں ہے؟ عرض کی: ہاں! موجود ہے۔ آپ نے فرمایا وہ قرآن کا چوتھا حصہ ہے۔ (جب یہ اتنا کچھ تیرے پاس ہے تو) نکاح کر لے۔

٦٧٦٦ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ إِذَا زُلْزِلَتْ عُدِلَتْ لَهُ بِنِصْفِ الْقُرْآنِ (رواه الترمذی: ٢٨٩٣)

۶۷۶۶۔ '' ایک روایت میں ہے جس نے سورت ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ﴾ تلاوت کی وہ اس کے لیے قرآن کے نصف کے برابر ہوگی۔''

شــــرح: ......سورت زلزال کو نصف قرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دنیا دو حصوں پر ہے۔ ایک مبدا یعنی آغاز دوسرے لفظوں میں آخرت سے پہلے ایک حصہ ہے اور ایک آخرت ہے جسے معاد کہتے ہیں۔ اس سورت میں آخرت کے احوال بیان ہوئے ہیں تو یہ نصف قرآن کے برابر ہوئی۔

سورت الکافرون شرک سے براءت اور توحید کے اثبات کے لیے ہے تو یہ دونوں شرک اور توحید قرآن پاک

(٦٧٦٥) ترمذی: ٢٨٩٥۔ ضعیف، البانی: ٥٤٩۔ احمد: ١٢٠٧٩.

(٦٧٦٦) ترمذی: ٢٨٩٣۔ حسن دون فضل زلزلت، البانی: ٢٣١٧.

کا چوتھا حصہ قرار پاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اشیاء کے حقائق اور خفیہ علوم کی عقدہ کشائی جو نبی اکرم ﷺ نے کی ہے وہ دوسرا بیان نہیں کرسکتا۔ ہم اس بارے میں جتنے بھی گھوڑے دوڑائیں ہم خلل اور لغزش سے مبرا نہیں ہوسکتے مگر رسول اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی مقدار ثواب ہی درست ہے، اگرچہ ہماری عقلیں اس کے فہم سے قاصر ہوں۔

(جائزۃ الاحوذی:۴/ ۱۳۵)

٦٧٦٧ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ. (رواه الترمذي: ٢٨٨٨)

۶۷۶۷۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورت الدخان مکمل پڑھی اور سورت الغافر (المومن) کی ابتدائی آیات حم تا الیہ المصیر۔ اور آیت الکرسی پڑھی جب وہ سونے لگا تو صبح تک اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور اگر ان مذکورہ سورتوں کو صبح کو پڑھا تو رات آنے تک محفوظ رکھا جاتا ہے۔''

٦٧٦٨ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾. (رواه الترمذي: ٣٣٣٣)

۶۷۶۸۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قیامت کے مناظر اس طرح دیکھنا چاہے گویا وہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ پڑھے: سورت ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ اورسورت ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ اورسورت ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾۔''

شرح: ......یعنی اسے پڑھنے سے اور اس پر غور کرنے سے قیامت ایسے لگتی ہے کہ اس کے ہولناک مناظر گویا آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۳۹۹)

٦٧٦٩ـــ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ﴾ وَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: تَفْضُلَانِ عَلٰى كُلِّ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ بِسَبْعِيْنَ حَسَنَةً. (رواه الترمذي: ٢٨٩٢)

۶۷۶۹۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے ضرور پڑھا کرتے تھے: ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ﴾ اور ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ طاؤس نے کہا: اپنی ستر خصوصیات کی وجہ سے یہ دو سورتیں قرآن کی تمام سورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔

(٦٧٦٧) ترمذي: ٢٨٨٨۔ موضوع، الباني: ٥٤٤.

(٦٧٦٨) ترمذي: ٣٣٣٣۔ صحيح، الباني: ٢٦٥٣۔ احمد: ٤٩١٥.

(٦٧٦٩) ترمذي: ٢٨٩٢۔ صحيح: ٢٣١٦۔ الباني، احمد: ١٤٢٤٩۔ دارمي: ٣٤٤١.

٦٧٧٠ــ عَنْ حُمَيْدِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَأَنَّ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا (رواه مالك: ٤٨٥)

٦٧٧٠۔''حمید بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے کہا: ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے اور سورت الملک اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں وکالت کرتی اور جھگڑتی ہے۔''

شـــرح: ......ان کے پڑھنے کا وقت متعین نہیں تھا آپ کی عادت میں یہ شامل تھا کہ یہ سورتیں پڑھتے تو تب سوتے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی:۴/ ۴۳۸)

۲۔ اس دن رب تعالیٰ سخت غصہ میں ہوں گے پھر بھی اس سورت کا بندے کے لیے رب سے تکرار کرنا بہت ہی اہم ہے۔ تو یہ سورت ملک قبر میں اور قیامت کے دن اسے پڑھنے والے سے عذاب کا دفاع کرے گی اور اسے جنت میں داخلے کے لیے سفارش کرے گی۔ (شرح زرقانی:۲/ ۲۵)

٦٧٧١۔عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أُعْطِيْتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ وَأُعْطِيْتُ مَكَانَ الزَّبُوْرَ الْمَئِيْنَ وَأُعْطِيْتُ مَكَانَ الإِنْجِيْلِ الْمَثَانِيَ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ . (رواه أحمد: ١٦٥٣٤ والكبير بالمفصل)

٦٧٧١۔سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تورات کے بدلے سات بڑی سورتیں دی گئی ہیں اور زبور کے بدلے سوسو آیات پر مشتمل سورتیں اور انجیل کے بدلے میں وہ سورتیں عطا کی گئیں جن کی آیات سو سے کم ہیں یا وہ سورتیں جن کو بار بار دہرایا جاتا ہے اور تمام مفصلات (وہ سورتیں جو انتہائی چھوٹی ہیں) کے ذریعے سے مجھے فضیلت دی گئی ہے۔'' (احمد الکبیر)

٦٧٧٢ــ وَلَهُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بِلِيْنٍ رَفَعَهُ: أَعْطَانِي رَبِّي السَّبْعَ الطُّوَالَ مَكَانَ التَّوْرَاةِ وَالْمَئِيْنَ مَكَانَ الأَنْجِيْلِ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ . (رواه الطبراني في الكبير: ٨٠٠٣)

٦٧٧٢۔''الکبیر نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کمزور سند کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے سات طویل سورتیں عطا کیں جو تورات کے برابر ہیں اور سو اور سو سے زائد آیات پر مشتمل سورتیں انجیل کے قائم مقام عطا کر دیں اور مفصلات کے ذریعے سے مجھے فضیلت دیدی۔''

٦٧٧٣ــ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ

٦٧٧٣۔'' عثمان بن عبداللہ بن اوس الثقفی اپنے دادا سے

(٦٧٧٠) موطا: ٤٨٥.

(٦٧٧١) احمد: ١٦٥٣٤۔ طبرانی کبیر.

(٦٧٧٢) طبرانی کبیر: ٨٠٠٣۔ وفیه، لیث بن ابی سلیم وقد ضعفه جماعة ویعتبر بحدیثه۔ وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١١٦٢٦.

(٦٧٧٣) طبرانی کبیر: ٦٠١۔ وفیه ابو سعید بن عون۔ وثقه ابن معین فی روایة وضعفه فی اخری وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ١١٦٦٨.

الثَّقَفِيِّ، عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ: قِرَاءَةَ الرَّجُلِ فِي غَيْرِ الْمُصْحَفِ أَلْفَ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَتُهُ فِي الْمُصْحَفِ تُضَاعَفُ عَلَى ذٰلِكَ أَلْفَ دَرَجَةٍ (رواه الطبرانی في الكبير: ٦٠١ بلين)

مرفوعاً حدیث بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: آدمی کی زبانی قرأت مصحف کے علاوہ ہزار درجہ رکھتی ہے اور مصحف میں دیکھ کر پڑھنے پر اس سے دوگنا ہو کر دو ہزار درجات تک پہنچ جاتی ہے۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

٦٧٧٤ــ عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ: مَنْ عَلَّمَ ابْنَهُ الْقُرْآنَ نَظْرًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، وَمَنْ عَلَّمَهُ آيًا ظَاهِرًا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَيُقَالُ لِابْنِهِ: اِقْرَأْ فَكُلَّمَا قَرَأْ آيَةً رَفَعَ اللّٰهُ الأَبَ بِهَا دَرَجَةً حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلَى آخِرِ مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ. (للاوسط بِخَفِيٍّ)

٦٧٧٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں، فرمایا: جس نے اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن پڑھایا، اللہ تعالیٰ اس کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جس نے حفظ کرایا تو اس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چودھویں کے چاند کی مثل (روشن کر کے) اٹھائے گا اور اس کے بیٹے کو کہا جائے گا: پڑھتا جا اور جب وہ ایک آیت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باپ کا ایک درجہ بلند کر دے گا یہاں تک کہ قرآن سے آخری حصے تک تلاوت کرے گا جو اس کو حفظ ہے۔'' (الاوسط بسند خفی)

مِنْ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ وَسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کی تفسیر

٦٧٧٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ هُوَ بِوَادِي الْقُرَى وَهُوَ عَلَى فَرَسِهِ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ بُلْقِيْنَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: (ﷺ) مَنْ هٰؤُلاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلاءِ الْمَغْضُوْبُ عَلَيْهِمْ وَأَشَارَ إِلَى الْيَهُوْدِ قَالَ: فَمَنْ هٰؤُلاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلاءِ الضَّالِّيْنَ يَعْنِي النَّصَارَى. (رواه أحمد: ١٩٨٣٨)

٦٧٧٥۔ ''عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ نے اس صحابی سے روایت کی جس نے نبی کریم ﷺ سے سنا جبکہ آپ وادئ قری (خیبر کے علاقے) میں تھے اور آپ اپنے اونٹ پر تھے۔ ایک مرد نے آپ سے سوال کیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر غضب کیا گیا ہے؟ تو آپ نے یہود کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس نے پوچھا: گمراہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''نصاریٰ ہیں۔'' (احمد)

٦٧٧٦۔اِبْنُ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ، رَفَعَهُ: مَامِنْ

٦٧٧٦۔ ''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے

(٦٧٧٤) طبرانی اوسط، وفيه، من لم اعرفه، هيثمي: ١١٦٧١.

(٦٧٧٥) احمد: ١٩٨٣٨۔ ورجال الجميع رجال الصحيح، هيثمي: ١٠٨٠٩.

(٦٧٧٦) طبرانی اوسط: ١٧٨٤۔ وفيه، الوليد بن الوليد، وثقه ابو حاتم و ابن حبان و تركه جماعة وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٠٨١٤.

مَّـوْلُـوْدٍ يُـوْلَدُ إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوْبٌ فِي تَشْبِيْكِ رَأْسِـهِ خَـمْـسَ آيَـاتٍ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ . (رواه الطبراني في الأوسط: ١٧٨٤ بلين)

ہیں: جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے سر کے گھیرے میں فاتحہ الکتاب کی پانچ آیات لکھی ہوتی ہیں۔'' (الاوسط سند کمزور ہے)

٦٧٧٧ــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قِيْلَ لِبَنِي إِسْرَائِيْلَ: ﴿ادْخُلُوْا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ . (رواه البخاري: ٣٤٠٣)

٦٧٧٧۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا: ''سجدہ کرتے ہوئے دروازے سے داخل ہو جاؤ اور کہو: اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کر۔'' تو انہوں نے حکم تبدیل کیا اور دروازے سے سرین کے بل داخل ہوئے اور کہا: ''دانہ جو بھوسے میں ہے۔'' (الشیخان اور الترمذی)

شرح: ......یعنی بنو اسرائیل سے کہا گیا دروازے سے سجدہ کرتے گزرو، وہ سرینوں کے بل گزرے اور ان سے کہا گیا کہ گناہوں کی مغفرت مانگو انہوں نے اناج مانگا۔

الغرض جو انہیں عملاً کرنے کا حکم ہوا تھا انہوں نے اس کی بھی مخالفت کی اور جو انہیں قولاً کہنے کا کہا گیا تھا اس کی بھی مخالفت کی تو انہوں نے زبان سے بھی اور عمل سے بھی نافرمانی کی۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ کتاب وسنت کے وہ احکام جو بندگی اور عبادت کے متعلقہ ہیں انہیں بدلنا جائز نہیں، انہیں من وعن بجالانا ہے۔ (فتح الباری: ۸/۳۰۴)

٦٧٧٨ــ وَعَنْهُ رَفَعَهُ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيْلَ لَوْ أَخَذُوْا اَدْنَى بَقَرَةً لَأَجْزَأَتْ عَنْهُمْ . (رواه البزار: ٢١٨٨)

٦٧٧٨۔ انہی سے مروی ہے اور وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: فرمایا: ''اگر بنی اسرائیل کمترین گائے تجویز کرتے تو وہ ان کی طرف سے کفایت کر جاتی۔'' (البزار بسند ضعیف)

٦٧٧٩ــ اِبْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ يَهُوْدَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: هٰذِهِ الدُّنْيَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا نُعَذَّبُ لِكُلِّ أَلْفِ سَنَةٍ يَوْمًا فِي النَّارِ، وَإِنَّمَا

٦٧٧٩۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہود کہا کرتے تھے: یہ دنیا سات ہزار سال ہے اور ہر ہزار سال کے بدلے ہمیں ایک دن کی آگ کی سزا ہوگی اور وہ سات دن شمار کیے

(٦٧٧٧) بخاري: ٣٤٠٣۔ مسلم: ٣٠١٥۔ ترمذي: ٢٩٥٦.

(٦٧٧٨) بزار: ٢١٨٨۔ وفيه عباده بن منصور وهو ضعيف وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٠٨٣٤.

(٦٧٧٩) طبراني كبير: ١١١٦٠۔ هيثمي: ١٠٨٣٦.

هِـيَ سَبْعَةُ أَيَّامٍ مَعْدُوْدَةٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَقَـالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّاأَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً﴾ الآية (رواه الطبراني: ١١١٦٠)

ہوئے ہیں۔ چنانچہ اللہ نے ان کی تردید میں یہ آیت نازل کی ''اور انہوں نے کہا: ہمیں آگ نہیں لگے گی مگر گنے ہوئے دن۔'' آخر آیت تک۔ (الکبیر)

٦٧٨٠ـــ عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِبْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ، فَلَمْ نَدْرِأَيْنَ الْقِبْلَةُ فَصَلَّى كُلُّ رَجُـلٍ مِّـنَّا عَلَى حِيَالِهِ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ: ﴿فَـأَيْنَـمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ (رواه الترمذي: ٣٤٥)

٦٧٨٠۔''سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے ہر آدمی نے (اندھیرے میں) اپنی رائے کے مطابق نماز پڑھی اور اگلے دن فجر کو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ''تم جس طرف منہ پھیرو تو اس طرف اللہ ہی کا چہرہ ہے۔'' (الترمذی)

شرح: ......اس سے یہ ثابت ہوا کہ مسافر یا غیر مسافر جب پوری تحقیق کے بعد قبلہ تصور کر کے کسی جہت میں نماز پڑھتا ہے اور بعد میں ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قبلہ کی سمت نہ تھی تو اس کی نماز درست ہے۔ اسے وقت ہو یا گزر جائے نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور جب قبلہ مشتبہ ہو جائے تو جس طرف بھی نماز پڑھ لی جائے جائز ہے۔ یہ آیہ مبارکہ اور حدیث مبارک اس موقف کی تائید کرتے ہیں۔ (انجاز الحاجہ:۴/۲۳۳)

٦٧٨١ـــ اِبْـنُ عَبَّـاسٍ: ﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِـنْهُـمْ بِـاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ﴾ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ احْتَـجَـرَهَـا دُوْنَ النَّاسِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: وَمَنْ كَفَرَأَيْضًا فَأَنَاأَرْزُقُهُمْ كَمَاأَرْزُقُ الْمُؤْمِنِيْنَ، ﴿أُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلاً ثُمَّ اضْطَرُّهُمْ إِلَى عَذَابِ النَّارِ﴾ ثُمَّ قَرَا ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كُلاًّ نُمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلاَءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ﴾. (رواه الطبراني في الكبير)

٦٧٨١۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں: ''اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس میں آباد ہونے والوں کو پھلوں سے رزق عطا کر جو ان میں سے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے لوگوں کفار و نافرمان کو دعا میں شامل کرنے سے دور رکھا۔ چنانچہ اللہ نے نازل فرمایا: ''جو کوئی کفر کرے گا میں اس کو بھی دنیا کا تھوڑا سامان دوں گا جیسے مومنوں کو رزق دیتا ہوں پھر اس کو آگ کے عذاب کی طرف مجبور کردوں گا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر یہ آیت پڑھی: ''ہر ایک کو ہم مہلت دیتے اور بڑھاتے ہیں۔ اِن کو بھی اور اُن کو بھی۔'' (الکبیر)

(٦٧٨٠) ترمذی: ٣٤٥۔ حسن، البانی: ٢٨٤۔ ابن ماجه: ١٠٢٠.
(٦٧٨١) طبرانی کبیر و رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١٠٨٣٩.

٦٧٨٢ــــ عَــنِ الْبَـرَاءِ بْـنِ عَــازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، كَـانَ أَوَّلَ مَـا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَـلَـى اَجْدَادِهِ أَوْ قَالَ أَخْوَالِهِ مِنَ الأَنْصَارِ ، وَأَنَّـهُ صَـلَّـى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْـرًا أَوْ سَبْـعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَـكُـوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلاَـةٍ صَلاَّهَا صَلاَةَ الْعَصْرِ ، وَصَلَّى مَعَهُ قَـوْمٌ فَـخَـرَجَ رَجُـلٌ مِّـمَّنْ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَـلَـى أَهْـلِ مَسْـجِـدٍ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَـلَ مَـكَّةَ ، فَـدَارُوْا كَـمَـا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَـانَـتِ الْيَهُوْدُ قَدْ اَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّي قِبَـلَ بَيْـتِ الْمَقْدِسِ ، وَأَهْلُ الْكِتَابِ فَلَمَّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ الْبَيْتِ أَنْكَرُوْا ذٰلِكَ . (رواه البخاری:٤١)

٦٧٨٢۔''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ابتداء میں نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو انصار میں اپنے ننھیال والوں میں ٹھہرے یا کہا: اپنے ماموؤں کے پاس اور آپ نے سولہ مہینے یا سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی۔

آپ کو پسند تھا کہ آپ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں اور سب سے پہلی نماز جو آپ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی وہ نماز عصر ہے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ان میں سے ایک آدمی نماز سے فارغ ہو کر گیا اور مدینہ میں ایک مسجد کے قریب سے گذرا تو وہ لوگ مسجد میں نماز کے رکوع میں تھے۔ اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ کعبہ کی طرف نماز پڑھ کر آ رہا ہوں تو وہ جس حال میں تھے اسی میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ یہود کو یہ بات پسند تھی کہ آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور دیگر اہل کتاب بھی یہی پسند کرتے تھے۔ پھر جب آپ نے قبلہ کی طرف منہ پھیرا تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

٦٧٨٣ــ وَفِـى رِوَايَةٍ: أَنَّهُ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ رَجُلاً وَقُتِلُوْا فَلَمْ نَدْرِ مَـا نَـقُـوْلُ فِيْهِـمْ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَــانَ الـلّٰــهُ لِيُـضِيْـعَ إِيْمَـانَكُمْ﴾ . (رواه البخاری: ٤١)

٦٧٨٣۔''اور ایک روایت میں ہے کہ تحویل قبلہ سے پہلے کچھ مرد فوت ہوئے اور کچھ شہید ہوئے تھے اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ ہم ان کے بارے میں کیا کہیں؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا۔''

٦٧٨٤ـ وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ

٦٧٨۴۔'' دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پسند

(٦٧٨٢) بخاری: ٤١ـ مسلم: ٥٢٥ـ ترمذی: ٣٤٠ـ نسائی: ٤٨٨ـ ابن ماجہ: ١٠١٠ـ احمد: ١٨٠٦٨.

(٦٧٨٣) بخاری: ٤١.

(٦٧٨٤) بخاری: ٣٩٩ـ مسلم: ٥٢٥ـ ترمذی: ٣٤٠ـ نسائی: ٤٨٨ـ ابن ماجہ: ١٠١٠ـ احمد: ١٨٠٦٨.

يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ فَتَوَجَّهَ نَحْوَالْكَعْبَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ: وَهُمُ الْيَهُوْدُ ﴿مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ﴾. (رواه البخاري: ٣٩٩)

کرتے تھے کہ آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آ جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''بے شک ہم نے دیکھا تیرے چہرے کو آسمان کی طرف بار بار پلٹتے ہوئے۔'' پس آپ نے منہ کعبہ کی طرف پھیر دیا تو نادان لوگوں نے کہا، یعنی یہود نے: ''ان کو قبلہ سے کس نے ہٹا دیا جس کی طرف یہ پہلے منہ پھیرتے تھے۔ آپ کہہ دیں: اللہ ہی کے لیے ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ وہ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔''

٦٧٨٥ـــ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَنَزَلَتْ: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلُّوْا رَكْعَةً فَنَادَى اَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ فَمَالُوْا كَمَا هُمْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ. (رواه مسلم: ٥٢٧)

٦٧٨٥۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''ہم آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے تھے تو اب ہم آپ کا منہ اس قبلے کی طرف موڑ دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ اب آپ مسجد الحرام کی طرف اپنا منہ پھیر لیں۔'' اس حکم کے بعد ایک آدمی بنوسلمہ کے پاس سے گزرا تو وہ لوگ فجر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے اور انھوں نے ایک رکعت ادا کر لی تھی تو اس نے آواز دی: خبردار قبلہ تبدیل کر کے بیت اللہ کی طرف متعین کر دیا گیا ہے تو وہ لوگ نماز ہی کی حالت میں جیسے تھے بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔''

شرح: ...... انصار کو نبی اکرم ﷺ کے اجداد اور ماموں جو کہا گیا ہے وہ مجازی کہا گیا ہے۔ انصار آپ کی ماں کی وجہ سے قرابتدار ہیں۔ کیونکہ آپ کے دادا عبدالمطلب کی والدہ انصار میں سے تھی جس کا نام سلمیٰ بنت عمرو ہے۔ یہ بنو عدی بن نجار میں سے تھی، نبی اکرم ﷺ بنو مالک بن نجار میں ہجرت کے وقت اترے تھے۔

(٦٧٨٥) مسلم: ٥٢٧۔ ابو داود: ١٠٤٥۔ احمد: ١٣٦٢٠.

۲۔ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی مدت میں اختلاف ہے۔ ایک قول ۱۸ ماہ ہے ایک قول دو یا تین ماہ کا بھی آتا ہے۔ یہ سب اقوال ضعیف ہیں ۱۶ یا ۱۷ ماہ والی بات درست ہے۔ سولہ یا سترہ ماہ کا بھی اختلاف اس وجہ سے ہے کہ آنے والا ماہ اور جس ماہ میں قبلہ تبدیل ہوا ہے ان دنوں کو جس نے شمار کیا ہے اس نے سترہ ماہ کہا ہے اور جس نے نہیں کیا وہ سولہ ماہ کہتا ہے۔

۳۔ سب سے پہلی نماز جو کعبہ کی جانب متوجہ ہو کر پڑھی وہ آپ ﷺ کی نماز عصر تھی صحیح تحقیق شدہ یہی بات ہے اور آپ نے سب سے پہلی نماز ظہر اس وقت بنوسلمہ میں پڑھی تھی جب بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے اور سب سے پہلی نماز عصر آپ نے مسجد نبوی میں پڑھی تھی۔

۴۔ مکہ میں نبی اکرم ﷺ بیت المقدس اور بیت اللہ دونوں کی جانب متوجہ ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ مدینہ میں ایسا ممکن نہ تھا تو یہاں بیت المقدس کی جانب آپ رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ یہودی بہت خوش تھے لیکن جب آپ نے قبلہ کی جانب رخ کیا تو یہودیوں نے اسے تسلیم نہ کیا اس لیے آپ کو تسلی دی گئی کہ ان لوگوں کی باتوں پر توجہ نہ دیں، یہ تبدیلی حق ہے۔

۵۔ قبلہ کی تبدیلی سے پہلے اس دوران دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وفات پا گئے تھے جب بیت المقدس سے قبلہ تبدیل ہو کر کعبہ ہوا تو زندہ مسلمان پریشان ہوئے کہ ہمارے ان فوت ہونے والے بھائیوں کا کیا بنا۔ تو اللہ نے فرمایا: ان کی نمازیں ضائع نہیں ہوئیں۔ وہ قبول ہیں۔

۶۔ مرجہ ایک گمراہ فرقہ ہے ان کا نظریہ ہے کہ دین کے اعمال کو ایمان نہیں کہہ سکتے۔ اس میں ان کی تردید ہے کہ یہاں نماز کو ایمان قرار دیا گیا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ جب مصلحت ہو تو احکام کی تبدیلی کی آرزو کرنا جائز ہے۔ اس میں رسول اکرم ﷺ کی شان مصطفائی اور شرف و فضل بھی بتایا گیا ہے جو آپ نے پسند کیا ہے اللہ نے عطاء کر دیا۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین کی بہت فکر تھی اور وہ اپنے بھائیوں سے بڑی شفقت رکھتے تھے۔ (فتح الباری: ۱/ ۹۸)

٦٧٨٦ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: يَجِيءُ نُوْحٌ وَأُمَّتُهُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ! فَيَقُوْلُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا مَا

۶۷۸۶۔ ''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو لایا جائے گا تو اللہ فرمائے گا: کیا تو نے پیغام پہنچایا ہے؟ وہ کہیں گے، ہاں! میرے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ ان کی

(٦٧٨٦) بخاری: ٣٣٣٩۔ ترمذی: ٢٩٦١۔ ابن ماجه: ٤٢٨٤۔ احمد: ١٠٨٧٨.

جَاءَ نَا مِنْ نَبِيٍّ، فَيَقُوْلُ لِنُوْحٍ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ ﷺ وَأُمَّتُهُ، فَنَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ. (رواه البخاري: ٣٣٣٩)

امت کو فرمائے گا: کیا اس نے تمہیں تبلیغ کی ہے؟ تو وہ کہیں گے: نہیں! ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کو فرمائے گا: تیری گواہی کون دے گا؟ تو وہ کہیں گے محمد ﷺ اور ان کی امت، پھر ہم گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کر دی تھی۔ اس امر کا بیان اس آیت میں ہے: ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا ہے تا کہ تم تمام لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔'' آیت کے لفظ ''وَسَط'' کے معنی ''عادل'' ہیں۔

شرح: ...... اس میں امت محمدیہ کی شان وشوکت بیان ہوئی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کا اتنا تزکیہ کیا ہے کہ سب سے پہلے ان کی شہادت کا ذکر ہے۔ اس شہادت سے اس امت کا دوسری امتوں پر شرف وفضل بیان ہوا ہے۔ ان کا قبلہ قبلوں میں اشرف اور امت کا درجہ امتوں میں افضل ہے۔

یہ پہلے کافروں پر گواہی دے گی کہ ان کے پیغمبروں نے ان تک اللہ کا پیغام پہنچایا ہے اور رسول اللہ ﷺ یہ گواہی دیں گے کہ میں نے اپنی امت تک اللہ کا پیغام پہنچایا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/۳۷۲)

٦٧٨٧ـ اِبْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: ﴿الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ﴾ الآيَةَ: أَخْبَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَسْلَمَ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَرَجَعَ فَاسْتَرْجَعَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ كَتَبَ لَهُ ثَلَاثُ خِصَالٍ: الصَّلَاةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالرَّحْمَةُ، وَتَحْقِيْقُ سَبِيْلِ الْهُدَى، وَقَالَ ﷺ: مَنِ اسْتَرْجَعَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ جَبَرَ اللّٰهُ مُصِيْبَتَهُ وَأَحْسَنَ عُقْبَاهُ. (رواه الطبراني في الكبير)

۶۷۸۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے قول کی تفسیر کرتے ہیں: ''وہ لوگ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے۔'' تا آخر آیت تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک مومن جب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور مصیبت کے وقت ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کہتا ہے تو اس کو تین فضائل عطا کر دیے جاتے ہیں: اللہ کی طرف سے صلوات، نزول رحمت اور ہدایت کے راستہ کی راہنمائی و ادراک اور نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''جس نے بوقت مصیبت ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کہا تو اللہ اس کی مصیبت کو آسان کر دیتا ہے اور اس کا انجام بہتر بنا دیتا ہے۔'' (الکبیر)

٦٧٨٨ـ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ

۶۷۸۸۔ ''جناب عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(٦٧٨٧) طبراني كبير اسناده حسن، هيثمي: ١٠٨٤٦.

(٦٧٨٨) نسائي: ٢٩٦٨ـ صحيح، الباني: ٢٧٧٨ـ بخاري: ٤٤٩٥ـ مسلم: ١٢٧٧ـ ابو داود: ١٩٠١ـ ترمذي: ٢٩٦٥ـ ابن ماجه: ٢٩٨٦ـ احمد: ٢٤٧٧٥ـ موطا: ٨٣٨.

قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَلاَجُنَاحَ عَلَيْهِ أَنَّ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَوَاللّٰهِ! مَا عَلَى أَحْدٍ جُنَاحٌ أَنْ لاَيَطُوْفَ بِالصَّفَاوَالْمَرْوَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ: بِئْسَمَا قُلْتَ يَاابْنَ أُخْتِي! إِنَّ هٰذِهِ الآيَةَ لَوْكَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا كَانَتْ فَلاَجُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لاَ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوْا كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةِ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ عِنْدَ الْمُشَلَّلِ وَكَانَ مَنْ أَهَلَّ لَهَا يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ الصَّفَاوَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِاللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَجُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ثُمَّ قَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا . (رواه النسائی: ۲۹۶۸)

قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرْتُ أَبَابَكْرِبْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ : إِنَّ هٰذَا لَعِلْمٌ مَاكُنْتُ سَمِعْتُهُ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالاًمِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُوْنَ أَنَّ النَّاسَ إِلَّامَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةٍ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ الطَّوَافَ فِى الْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِى الْقُرْآنِ قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نَطُوْفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ

سے سوال کیا: کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں غور کیا ہے: ''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جس نے حج کیا یا عمرہ کیا تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔'' لہٰذا کسی پر گناہ نہ ہوگا اگر ان دونوں کا طواف نہ کرے نہ صفا کا نہ مروہ کا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میری بہن کے بیٹے! تو نے بری بات کہہ دی ہے۔ اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تو نے بیان کیا تو کلام اس طرح ہوتا: ''اس پر گناہ نہ ہوگا اگر وہ ان دونوں کا طواف نہ کرے۔'' اور یہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ اسلام سے پہلے مقام مشلل میں نصب کیے ہوئے بت مناۃ کے لیے احرام باندھتے تھے۔ جو بھی مناۃ کے لیے نیت کرتا اور احرام باندھتا تو وہ صفا و مروہ پر طواف کرنے کو مکروہ تصور کرتا تھا۔ جب وہ اسلام میں داخل ہوئے تو آپ سے سوال کیا اور کہا: یا رسول اللہ! پہلے تو ہم صفا و مروہ پر طواف کرنے کو جرم سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''صفا و مروہ اللہ نشانیوں میں سے ہے۔'' تا آخر آیت۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان طواف سنت قرار دیا ہے۔

زھری نے کہا: میں نے اس اثر کی خبر جب ابو بکر بن عبدالرحمٰن کو دی تو اس نے کہا: ''یہ تو علم ہے اور میں نے اس کو سنا نہیں ہے۔ البتہ میں نے جو کچھ اہل علم سے سنا ہے وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے برعکس اس طرح ہے کہ جو لوگ مناۃ بت کے لیے احرام باندھتے تھے وہ سب ہی صفا اور مروہ کا طواف کرتے تھے اور جب اللہ نے طواف بیت اللہ کا ذکر قرآن میں فرمایا اور صفا و مروہ کے علاوہ طواف کا ذکر نہ کیا تو لوگوں نے سوال کیا:

الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا، فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ الآية قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: فَأَسْمَعُ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي الفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فِي الَّذِيْنَ كَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَّطُوْفُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَاوَالْمَرْوَةِ، وَالَّذِيْنَ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ، ثُمَّ تَحَرَّجُوْا أَنْ يَّطُوْفُوْا بِهِمَا فِي الإِسْلَامِ مِنْ اَجْلِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰي أَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ.

یارسول اللہ! ہم صفا اور مروہ کا طواف کرتے تھے اور اللہ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا ہے اور صفا مروہ کا ذکر نہیں کیا، کیا صفا و مروہ کا طواف کرنے سے ہم پر گناہ تو نہ ہوگا؟ چنانچہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' تا آخر آیت۔ پس ابوبکر نے کہا: میں یہ کہتا ہوں کہ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق بھی ہے جو اسلام سے قبل صفا و مروہ کا طواف کرنا گناہ سمجھتے تھے اور ان کے متعلق بھی ہے جو اسلام سے قبل صفا و مروہ کا طواف کرتے اور اسلام آنے پر اس کو گناہ سمجھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا اور صفا و مروہ کے طواف کا ذکر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ صفا و مروہ کا ذکر فرمایا: بعد اس کے کہ بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا۔''

٦٧٨٩۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوْا قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمُوْا هُمْ وَغَسَّانُ يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةٍ فَتَحَرَّجُوْا أَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ سُنَّةٌ فِي آبَائِهِمْ مَنْ أَحْرَمَ لِمَنَاةٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّهُمْ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ حِيْنَ أَسْلَمُوْا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي ذٰلِكَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾ (رواه مسلم: ١٢٧٧) قُلْتُ:

٦٧٨٩۔ ''عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے خبر دی کہ اسلام سے قبل انصار اور غسانی مناۃ (بت) کے لیے احرام باندھتے تھے اور یہ لوگ صفا و مروہ کا طواف کرنا جرم سمجھتے تھے۔ یہ ان کے باپ دادا سے طریقہ چلا آتا تھا کہ جو مناۃ کے لیے احرام باندھے وہ صفا و مروہ کا طواف نہیں کرتا تھا۔ پھر جب اسلام میں داخل ہوئے تو آپ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، چنانچہ جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے، اور جو شخص خوشی سے کوئی نیکی کرے تو بے شک اللہ قدر کرنے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

(٦٧٨٩) مسلم: ١٢٧٧۔ بخاری: ٤٤٩٥۔ ابو داود: ١٩٠١۔ ترمذی: ٢٩٦٥۔ نسائی: ٢٤٧٧٥۔ ابن ماجہ: ٢٩٨٦۔ احمد: ٢٤٧٧٠۔ موطا: ٨٣٨.

قَوْلُهُ : فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ لَّا نَطُوْفَ بِالصَّفَاوَالْمَرْوَةِ؟ هُوَ سِيَاقُ الْبُخَارِيْ دُوْنَ غَيْرِهِ وَلٰكِنَ الَّذِى فِى الْيُوْنِيْنِيَةِ وَغَيْرِهَا إِنَّمَا هُوَ أَنْ نَّطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بِدُوْنِ لَا كَمَا يَقْتَضِيْهِ الْمَعْنىٰ ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

میں کہتا ہوں: یہ قول کہ کیا ہمارے اوپر کوئی گناہ ہوگا اگر ہم صفا اور مروہ کا طواف نہ کریں؟ یہ سیاق کلام بخاری کا ہے۔ اور یونینیہ وغیرہ میں عبارت یوں ہے کہ ''اگر ہم طواف کریں صفا و مروہ کا'' یعنی لا کے بغیر ہے جیسا کہ اس کے معنی بھی متقاضی ہیں۔'' واللہ اعلم!

شرح: ......اصل بات یہ ہے کہ حج اور عمرے میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا فرض ہے۔

(نصب الرایہ: ۳/ ۵۷)

مگر عروہ رحمہ اللہ نے اس آیہ مبارکہ سے یہ دلیل لی کہ یہ سعی جائز ہے ضروری نہیں۔ انہوں نے استدلال یہ کیا کہ آیت میں ہے کوئی حرج نہیں کہ حج وعمرہ والا سعی کرے تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہایت ہی باریک بینی اور علمی گہرائی سے اس بات کی وضاحت فرمائی اور آیہ کریمہ کے الفاظ کی باریکیوں کی ایسے بہترین انداز پر عقدہ کشائی فرمائی کہ قیامت تک لوگ رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ وضاحت فرمائی کہ اس آیہ مبارکہ میں وجوب سعی یا سعی کے واجب نہ ہونے کا ذکر ہی نہیں۔ یہاں تو سائلوں کے سوال کے مطابق انہیں جواب دیا گیا ہے کہ انہیں یہ وہم تھا کہ ہم یہ کام جاہلیت میں بتوں کے لیے کرتے رہے ہیں اور صفا اور مروہ پر رکھے ہوئے بتوں کے لیے بھی کرتے رہے ہیں۔ اب تو ہم دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اب شاید صفا و مروہ کی سعی بھی جائز نہیں۔ ان کے اس ذہنی انتشار کو ختم کرتے ہوئے قرآن پاک نے اس سعی کے متعلق کہا کہ یہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ سعی کے بغیر بھی حج وعمرہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ تو فرض ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۸/ ۶۴۱)

٦٧٩٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِهٰذِهِ الأُمَّةِ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَىْءٌ﴾ فَالْعَفْوُ أَنْ يَّقْبَلَ

۶۷۹۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بنی اسرائیل میں صرف قصاص کا حکم تھا اور دیت کا حکم نہیں تھا۔ پس ہماری اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔ آزاد، آزاد کے بدلے، غلام، غلام اور عورت، عورت کے بدلے، پھر جس (قاتل) کو اس کا بھائی (مقتول کا ولی) کچھ (قصاص) معاف کر دے تو معروف طریقے سے اتباع (دیت کا

(٦٧٩٠) بخاری: ٤٤٩٨ـ نسائی: ٤٧٨١ .

الـدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْـهِ بِـإِحْسَـانٍ﴾ يَتَّبِـعُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّي بِإِحْسَانٍ ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ مِـمَّـا كُتِـبَ عَـلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ﴿فَمَنِ اعْتَـدٰى بَـعْـدَ ذٰلِكَ فَـلَـهُ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَتَلَ بَعْدَ قَبُوْلِ الدِّيَةِ. (رواه البخاري: ٤٤٩٨)

مطالبہ) ہو۔'' عفو کرنا یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت لے کر قصاص ترک کر دے۔ اور معروف طریقے سے اتباع کرنا اور احسان کے ساتھ اس کی طرف ادا کرنا یہ ہے کہ قتل عمد میں کوئی شخص دیت قبول کرے۔ اور اس کی طرف ادا کرنا احسان کے ساتھ یہ ہے کہ دیت لینے والا معروف طریقے سے مطالبہ کرے اور دیت دینے والا اچھے طریقے سے ادا کرے۔ ''یہ تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تخفیف ہے ان احکام کے اندر جو تم سے پہلی امتوں کو دیے گئے تھے ''اور جو اس کے بعد زیادتی کرے گا'' کا مطلب ہے کہ دیت قبول کرنے کے بعد قتل کر دے۔'' (البخاری والنسائی)

شرح: ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس بیان کا مطلب یہ ہے کہ بنو اسرائیل پر یہ لازم تھا کہ قتل کے قصاص میں قتل ہے۔ تو اس امت پر اس بارے میں تخفیف کر دی گئی ہے کہ اس امت پر دیت لینا بھی جائز کر دیا گیا ہے اور اولیاء بغیر دیت بھی معاف کر سکتے ہیں۔

اور یہ بھی مشہور ہے کہ عیسائیوں پر قصاص لینا منع تھا وہ صرف دیت لے سکتے تھے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہماری شریعت نے معاف کرنا، دیت لینا اور قصاص لینا تینوں کی اجازت دی ہے تو ہماری شریعت نے پہلی شریعتوں کے قانون کو بھی اپنے اندر جمع کر دیا ہے اور افراط وتفریط کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کی ہے اور حکم دیا ہے جو بھی معاملہ طے پا جائے قاتل اور مقتول کے ورثاء اس پر اچھے طریقہ سے عمل کریں اور اس کی خلاف ورزی سے باز رہیں۔

(فتح الباری: ۱۲/ ۲۰۹)

٦٧٩١ـ عَـنْ عَـطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهُ (فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ) قَـالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ: لَيْسَـتْ بِـمَنْسُوْخَةٍ، هُوَ الشَّيْـخُ الْكَبِيْرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيْرَةُ لاَ يَسْتَطِيْعَانِ أَنْ يَّصُوْمَا فَيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا. (رواه البخاري: ٤٥٠٥)

۶۷۹۱۔ ''عطاء رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ قرآن کی آیت اس طرح پڑھ رہے تھے: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَ....﴾ ''اور ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے کھانا مسکین کا۔'' یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ یہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے حق میں ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتے تو اس کے بدلے ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔'' (بخاری)

(٦٧٩١) بخاري: ٤٥٠٥- ابو داود: ٢٣١٨- نسائي: ٢٣١٧.

٦٧٩٢ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامِ مِسْكِيْنٍ﴾ فَكَانَ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يَفْتَدِيَ بِطَعَامِ مِسْكِيْنٍ افْتَدَى وَتَمَّ لَهُ صَوْمُهُ فَقَالَ عزوجل: ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌلَكُمْ﴾ وَقَالَ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾. (رواه أبوداود: ٢٣١٦)

٦٧٩٢۔ ''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ان لوگوں پر جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں (پھر روزہ نہ رکھیں تو کھانا ہے ایک مسکین کا) اس کے تحت جو چاہتا روزہ رکھنے کے بغیر مسکین کو کھانا کھلاتا تو اس کا روزہ مکمل ہو جاتا تھا، پھر فرمایا: ''پھر جس نے نفلی نیکی کی تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔'' اور پھر فرمایا: ''پھر تم میں سے جو اس مہینے میں موجود ہو وہ روزہ رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے ایام سے گنتی پوری کرے۔)'' (ابوداؤد)

٦٧٩٣ــــ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُّفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا. (للبخاري: ٤٥٠٧)

٦٧٩٣۔ ''سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور ان لوگوں پر جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں (تو پھر روزہ نہ رکھیں) تو اس کا فدیہ مسکین کا کھانا ہے۔'' تو جو شخص روزہ رکھنے کا ارادہ نہ کرتا وہ روزہ نہ رکھتا اور وہ فدیہ دیتا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''پس جو اس مہینے میں حاضر ہو تو وہ روزہ رکھے۔''

شرح:...... رمضان المبارک کے روزے کے تین ادوار ہیں:

۱۔ پہلے دس محرم کا روزہ فرض ہوا تھا۔ بعد میں اس کی فرضیت ختم ہوگئی مگر اہمیت باقی رہی۔ اس کی فرضیت رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد ہی ختم ہوئی۔

۲۔ روزے کی فرضیت تو ہوئی مگر روزہ رکھنے کا اختیار تھا۔ چاہے کوئی روزہ رکھے یا فدیہ دے دے اور روزہ نہ رکھے جیسا کہ اس روایت میں آیت (۱۸۴) میں ذکر ہوا ہے۔

۳۔ روزہ میں اختیار ختم کر دیا گیا اور یہ منسوخ ہوا اور اس کی فرضیت کی تاکید کر دی گئی اور فرمایا: جو بیمار اور مسافر نہ ہو وہ روزہ رکھے، یہ اس پر فرض ہے۔

(٦٧٩٢) ابو داود: ٢٣١٦۔ حسن، البانی: ٢٠٣١۔ بخاری: ٤٥٠٥۔ نسائی: ٢٣١٧.

(٦٧٩٣) بخاری: ٤٥٠٧۔ مسلم: ١٤٥۔ ابو داود: ٢٣١٥۔ ترمذی: ٧٩٨۔ نسائی: ٢٣١٦۔ دارمی: ١٧٣٤.

روزہ چونکہ پرمشقت عبادت تھی اس لیے اس کی قانون سازی بتدریج ہوئی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/۱۲۷)

٦٧٩٤ـــ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (رواه الترمذي: ٣٢٤٧) ﴿فَقَالَ أَصْحَابُهُ: أَقَرِيْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِيْهِ، أَمْ بَعِيْدٌ فَنُنَادِيْهِ، فَنَزَلَتْ﴾ ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّي فَإِنِّي قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾. (لِرَزِيْن وَالترمذي وأبي داود بعضه)

۶۷۹۴۔ ''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: دعا عبادت ہے اور یہ آیت تلاوت کی: ''تمہارے رب نے فرمایا ہے: مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔'' تو آپ کے اصحاب نے عرض کی: کیا ہمارا رب قریب ہے؟ تو اس سے خفیہ مناجات کریں یا بعید ہے تو ہم بلند آواز سے پکاریں تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جب میرے بندے میرے متعلق آپ سے سوال کرتے ہیں تو (فرما دیجیے:) میں قریب ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جس وقت مجھے وہ پکارے۔)'' (رزین، ترمذی، اور ابوداؤد نے اس کا بعض حصہ ذکر کیا ہے)

٦٧٩٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ فَكَانَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا صَلَّوُا الْعَتَمَةَ حَرُمَ عَلَيْهِمُ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ وَالنِّسَاءُ وَصَامُوْا إِلَى الْقَابِلَةِ فَاخْتَانَ رَجُلٌ نَفْسَهُ فَجَامَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَلَمْ يُفْطِرْ فَأَرَادَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَ ذٰلِكَ يُسْرًا لِّمَنْ بَقِيَ وَرُخْصَةً وَمَنْفَعَةً فَقَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿عَلِمَ اللّٰهُ

۶۷۹۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ہے: ''اے ایمان دارو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔'' رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب لوگ عشا کی نماز پڑھتے تو ان پر کھانا پینا اور عورتوں سے جماع ممنوع ہو جاتا اور آئندہ شام تک روزہ رکھتے۔ ایک شخص نے اپنے نفس سے خیانت کی اور نماز عشا پڑھنے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کیا اور اگلے دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے آسانی کر دی اور یہ رخصت عنایت فرما دی جو نہایت مفید ہے پس اللہ نے فرمایا: ''اللہ جانتا ہے کہ

(٦٧٩٤) ترمذی: ٣٢٤٧۔ صحیح، البانی: ٢٥٩٠۔ ابن ماجه: ٣٨٢٨۔ رزین، ترمذی، ابو داود.

(٦٧٩٥) ابو داود: ٢٣١٣۔ حسن، صحیح، البانی: ٢٠٢٨.

أَنَّـكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ﴾ الآيَةَ وَكَانَ هٰـذَا مِـمَّـا نَفَعَ اللّٰهُ بِهِ النَّاسَ وَرَخَّصَ لَهُمْ وَيَسَّرَ . (رواه أبو داود: ٢٣١٣)

تم اپنی جان سے خیانت کرتے تھے۔'' تا آخر آیت تو یہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نفع دیا اور چھوٹ دی اور آسانی کی۔'' (ابوداؤد)

٦٧٩٦ـ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُـحَـمَّدٍ ﷺ إِذَا كَـانَ الـرَّجُـلُ صَـائِمًـا فَـحَضَرَ الإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْـلَتَـهُ وَلا يَـوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِـرْمَةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا: أَعِنْدَكِ طَعَامٌ؟ قَالَتْ: لا وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ، وَكَانَ يَـوْمَـهُ يَـعْـمَـلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَـلَـمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: خَيْبَةً لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَفَ الـنَّهَـارُ غُشِـيَ عَـلَيْـهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَـنَــزَلَــتْ هٰـذِهِ الآيَةُ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الـصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ فَفَرِحُوْا بِهَا فَـرَحًـا شَـدِيْدًا وَنَزَلَتْ: ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ﴾ (رواه البخاري: ١٩١٥)

٦٧٩٦۔ ''سیدنا براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے جب کوئی روزے سے ہوتا اور افطار کے وقت کھانا حاضر ہوتا اور وہ روزہ افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو وہ رات کو کھانا نہ کھاتا اور اگلے دن شام تک اسی حال میں رہتا۔ سیدنا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزے سے تھے جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہا: کیا تیرے پاس کھانا ہے؟ اس نے کہا: موجود تو نہیں ہے مگر میں جا کر تیرے لیے تلاش کرتی ہوں۔ وہ دن بھر کام کرتے رہے تھے جس کی وجہ سے آنکھ لگ گئی اور سو گئے۔ بیوی واپس آئی تو اس نے کہا: تیرے لیے مصیبت ہے۔ جب اگلا دن نصف تک پہنچا تو اس پر غشی طاری ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''تمہارے لیے روزوں کی رات میں تمہاری عورتوں کے پاس جانا حلال کیا گیا ہے۔'' لوگوں کو اس پر بڑی خوشی ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی: ''اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو تمہارے لیے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے۔'' (البخاری)

٦٧٩٧ـ عَـنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أُنْزِلَتْ: ﴿وَكُـلُـوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَـضُ مِـنَ الْـخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يَنْزِلْ ﴿مِـنَ الْـفَـجْـرِ﴾ فَـكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوْا

٦٧٩٧۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے'' اور ابھی آیت کا یہ حصہ نازل نہیں ہوا تھا ﴿مِـنَ الْـفَـجْـرِ﴾ ''فجر سے'' تو لوگ جب روزہ

(٦٧٩٦) بخاری: ١٩١٥ـ ابو داود: ٢٣١٤ـ ترمذی: ٢٩٦٨ـ نسائی: ٢١٦٨ـ احمد: ١٨١٣٧ـ دارمی: ١٦٩٣.

(٦٧٩٧) بخاری: ١٩١٧ـ مسلم: ١٠٩١.

الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الأَسْوَدَ وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ: ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. (رواه البخاري: ۱۹۱۷)

رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے پاؤں پر دو دھاگے ایک سیاہ اور ایک سفید باندھتے اور کھاتے پیتے رہتے یہاں تک کہ دو دھاگے صاف نظر آنے لگتے، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ نازل فرمایا: ''فجر سے'' تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن ہے۔'' (الشیخان)

٦٧٩٨ــــ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ﴾ عَمَدْتُ إِلَى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلَى عِقَالٍ أَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلاَ يَسْتَبِيْنُ لِي فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ (رواه البخاري: ۱۹۱٦)

٦٧٩٨۔ ''سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''یہاں تک کہ ظاہر ہو تمہارے لیے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے۔'' تو میں نے ایک سیاہ رنگ اور ایک سفید رنگ کی رسی لے کر اپنے تکیے کے نیچے رکھی اور میں رات کو دیکھتا رہا پھر کل کو میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اپنا حال ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''اس سے تو مراد رات کی تاریکی اور دن کی روشنی ہے۔''

٦٧٩٩ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: إِنَّ وِسَادَكَ إِذًا لَعَرِيْضٌ أَنْ كَانَ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ وَالأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ. (رواه البخاري: ٤٥٠٩)

٦٧٩٩۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو تیرا تکیہ بڑے عرض کا ہے، اگر سفید اور سیاہ دھاگہ (دن کی روشنی اور رات کی تاریکی) تیرے تکیہ کے نیچے ہے۔''

٦٨٠٠ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا ﴿الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ﴾ أَهُمَا الْخَيْطَانِ؟ قَالَ: إِنَّكَ لَعَرِيْضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: لاَ بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ (رواه البخاري: ٤٥١٠)

٦٨٠٠۔ دوسری روایت میں ہے: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے) کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ دو دھاگے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تو تیری گردن بہت چوڑی ہے اگر تو نے ان کو دو دھاگے تصور کیا ہے۔''

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ رات سے سحری تک جو کھانے پینے اور ازدواجی روابط کی پابندی تھی وہ فطرتِ انسانی پر بھاری تھی اس لیے وہ بھی ختم کر دی گئی۔

(٦٧٩٨) بخاری: ١٩١٦۔ مسلم: ١٠٩٠۔ ابو داود: ٢٣٤٩۔ ترمذی: ٢٩٧٠۔ نسائی: ٢١٦٩۔ احمد: ١٨٨٨٠۔ دارمی: ١٦٩١٤.
(٦٧٩٩) بخاری: ٤٥٠٩۔ مسلم: ١٠٩٠۔ ابو داود: ٢٣٤٩۔ ترمذی: ٢٩٧٠۔ نسائی: ٢١٦٩۔ احمد: ١٨٨٨٠۔ دارمی: ١٦٩٤.
(٦٨٠٠) بخاری: ٤٥١٠۔ مسلم: ١٠٩٠۔ ابو داود: ٢٣٤٩۔ ترمذی: ٢٩٧١۔ نسائی: ٢١٦٩۔ احمد: ١٨٨٨٠۔ دارمی: ١٦٩٤.

اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ سحری کا وقت کب تک ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن پاک کی تفسیر حدیث ہی سے ممکن ہے۔ (گوندلوی)

٦٨٠١ــ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا، كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوْا فَجَاؤُا لَمْ يَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ أَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهِ فَكَأَنَّهُ عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوْا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا.﴾ (رواه البخاري: ١٨٠٣)

۶۸۰۱۔ ”سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت ہمارے انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب انصار حج کرتے تو وہ واپسی پر دروازوں کی طرف سے داخل نہ ہوتے۔ پس ایک انصاری دروازے سے داخل ہوا تو اس پر عیب لگایا گیا۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا: ”نہیں ہے نیکی کہ تم گھروں میں پشت کی طرف سے آؤ بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو شخص تقوی اختیار کرے۔“ اور تم گھروں میں دروازوں سے آیا کرو۔“ (الشیخان)

شـــرح: ......دروازے کی چھت سے سارے آتے تھے مگر قریش نہ آتے تھے یہ خود کو حمس کہتے تھے اس لیے یہ اپنی امتیازی حیثیت کی وجہ سے ایسا نہ کرتے تھے۔ اگر کوئی اپنے دروازے سے گزرتا تو اسے فاجر قرار دیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ رسم جاہلیت ختم کر دی۔ (فتح الباری: ۳/ ۶۲۱)

٦٨٠٢ـ عَنْ حُذَيْفَةَ ﴿وَأَنْفِقُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ. (رواه البخاري: ٤٥١٦)

۶۸۰۲۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت: ”اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“ نفقہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (البخاری)

٦٨٠٣ــ وَلِلْكَبِيْرِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، كَانَ الرَّجُلُ يُذْنِبُ فَيَقُوْلُ: لَا يُغْفَرُ لِي، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

۶۸۰۳۔ الکبیر میں سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدمی گناہ کرتا اور کہتا: اب میری بخشش نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

٦٨٠٤ــــ عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نُرِيْدُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةَ وَعَلَى

۶۸۰۴۔ ”اسلم ابو عمران نے کہا: ہم نے مدینہ سے جہاد کے لیے قسطنطنیہ جانے کا ارادہ کیا، ہماری جماعت پر عبدالرحمٰن بن

(٦٨٠١) بخاری: ١٨٠٣ـ مسلم: ٣٠٢٦.

(٦٨٠٢) بخاری: ٤٥١٦.

(٦٨٠٣) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، ورجالهما رجال الصحيح، هيثمی: ١٠٨٤٩.

(٦٨٠٤) ابو داود: ٢٥١٢ـ صحيح، البانی: ٢١٩٣.

الْـجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِبْنِ الْوَلِيْدِ وَالـرُّوْمُ مُـلْـصِـقُـوْا ظُهُـوْرِهِـمْ بِحَـائِطِ الْـمَـدِيْـنَةِ ، فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَقَالَ الـنَّـاسُ: مَـهْ مَهْ ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَـى التَّهْـلُكَةِ ، فَقَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ: إِنَّمَا نَزَلَتْ هٰـذِهِ الآيَةُ فِيْـنَا مَعْشَرَ الاَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ اللّٰهُ نَبِيَّـهُ وَأَظْهَـرَ الإِسْلَامَ قُـلْـنَا: هَلُمَّ نُقِيْمُ فِي أَمْـوَالِـنَـا وَنُـصْـلِـحُـهَـا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَأَنْفِقُوْا فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلاَ تُلْقُوْابِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ فَالإِلْقَاءُ بِأَيْدِيْنَا إِلَى التَّهْلُكَةِ أَنْ نُـقِيْـمَ فِـي أَمْـوَالِـنَـا وَنُـصْلِحَهَا وَنَدَعَ الْـجِهَـادَ ، قَـالَ أَبُـوْ عِـمْرَانَ: فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ أَيُّـوْبَ يُـجَـاهِـدُ فِـي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتَّى دُفِنَ بِالْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ . (رواه أبوداود: ٢٥١٢)

خالد بن ولید افسر تھا۔ اہل روم نے شہر کی دیوار سے اپنی پشت لگا رکھی تھی۔ پس ہمارے ایک آدمی نے دشمن پر حملہ کیا تو لوگوں نے کہا: ٹھہر ٹھہر۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ اس نے اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے تو ابوسیدنا ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت ہم انصار کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اسلام کو غلبہ دیدیا تو ہم نے کہا: اب ہم اپنی جائیداد پر رہیں گے اور اپنے مالوں کی اصلاح کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور نہ ڈالو اپنے ہاتھ ہلاکت میں۔'' ہمارا ہاتھوں کو ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ اپنے مالوں میں رہنا اور جہاد نہ کرنا۔ ابو عمران نے بتایا کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ اللہ کی راہ میں ہمیشہ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں مدفون ہوئے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... ہلاکت خیزی کے جتنے بھی اسباب یہاں بیان ہوئے ہیں یہ سب اس آیہ مبارکہ کی تفسیر ہیں۔

باقی تنہا آدمی کی کثیر تعداد دشمن پر حملہ کرنے کے بارے میں یہ وضاحت ہے کہ اگر اس نے شجاعت کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ دشمن مرعوب بھی ہوگا اور اس سے مسلمانوں میں جرأت پیدا ہوگی تو پھر یہ حملہ درست ہے۔ اور اگر اس کا مقصد صرف اپنی بہادری ظاہر کرنا ہے اور مسلمانوں میں کمزوری کا باعث ہو تو یہ حملہ کرنا ممنوع ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۱۸۵)

٦٨٠٥ـــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَـالَ: كَـانَتْ عُكَاظٌ وَمَجَنَّةٌ وَذُوْالْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَـلَـمَّـا كَـانَ الإِسْلَامُ تَأَثَّمُوْا مِنَ التِّجَارَةِ فِيْهَا فَـأَنْـزَلَ الـلّٰـهُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَـضْلاً مِّـنْ رَبِّكُمْ﴾ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا . (رواه البخاري: ٢٠٩٨)

٦٨٠٥۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز عہد جاہلیت میں بڑے بازار تھے اور جب اسلام آیا تو لوگ موسم حج میں تجارت کرنا گناہ تصور کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو، حج کے موسم میں۔'' ابن عباس نے تفسیری فقرہ (فِـي مَوَاسِمِ الْحَجِّ) ملا کر اس طرح تلاوت کی ہے۔''

(٦٨٠٥) بخاری: ٢٠٩٨۔ ابو داود: ١٧٣٤.

٦٨٠٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ أَهْلَ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ وَلاَيَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ، فَإِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَأَلُوْا النَّاسَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَالزَّادِ التَّقْوَى﴾. (رواه البخاري: ١٥٢٣)

٦٨٠٧ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ التَّيْمِيِّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً أُكْرِيْ فِيْ هٰذَا الْوَجْهِ وَكَانَ نَاسٌ يَقُوْلُوْنَ لِي: إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ، فَلَقِيْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنِّي رَجُلٌ أُكْرِي فِي هٰذَا الْوَجْهِ وَإِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ لِي: إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَلَيْسَ تُحْرِمُ وَتُلَبِّي وَتَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَتُفِيْضُ مِنْ عَرَفَاتٍ وَتَرْمِي الْجِمَارَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: فَإِنَّ لَكَ حَجًّا، جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنْ مِثْلِ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ فَسَكَتَ عَنْهُ، رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَرَأَ عَلَيْهِ هٰذِهِ الآيَةَ وَقَالَ: لَكَ حَجٌّ. (رواه أبوداود: ١٧٣٣)

٦٨٠٦ـ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اہل یمن حج کرتے اور زاد راہ سامان سفر ساتھ نہ لاتے اور کہتے: ہم تو کل کرنے والے ہیں، پھر جب مکہ آتے تو لوگوں سے مانگتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''اور سامان سفر ساتھ لیا کرو پس بہترین سامانِ سفر تقوی ہے)۔'' (بخاری وابوداؤد)

٦٨٠٧ـ ''سیدنا ابو امامہ التیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں کرائے پر سواریاں لے جایا کرتا تھا اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ میرا حج نہیں ہے۔ پس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! میں اس طرف کرائے پر سواریاں لایا کرتا ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ میرا حج نہیں ہے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تو احرام نہیں باندھتا، نیت کر کے تلبیہ نہیں کہتا اور بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا؟ اور عرفات سے نہیں لوٹتا؟ اور کیا تو جمرات کی رمی نہیں کرتا؟ میں نے کہا: یہ تو میں کرتا اور کہتا ہوں، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہی تو حج ہے۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا اور اس نے اس جیسا سوال کیا تھا۔ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنے پرودرگار کا فضل تلاش کرو۔'' پس آپ نے اس کی طرف پیغام ارسال کیا وہ آیا تو اس کو تلاوت سنائی اور آپ نے اس کو فرمایا: ''تیرا حج صحیح ہے۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ...... یہ بھی پتہ چلا کہ نافرمانی والے مقام پر یا جہاں جاہلیت کے کام ہوتے تھے وہاں اطاعت کے کام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتح الباری: ۴/ ۳۲۱)

ا۔ زادراہ نہ لینے والے کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے گھر میں جا رہے ہیں، کیا وہ ہمیں کھانا بھی نہ کھلائے گا؟ اس

(٦٨٠٦) بخاری: ١٥٢٣ـ ابو داود: ١٧٣٠.

(٦٨٠٧) ابو داود: ١٧٣٣ـ صحیح، البانی: ١٥٢٥.

آیت میں بتایا گیا ہے کہ یہ اچھی بات نہیں، زادراہ لو اور لوگوں کو ان سے سوال کے ذریعے اذیت نہ دو یہ گناہ ہے۔
اس سے ثابت ہوا کہ یہ توکل نہیں کہ پہلے اسباب اختیار نہ کیے جائیں اور پھر مانگنا شروع ہو جائے۔ قابل تعریف توکل یہ ہے کہ اسباب حاصل کیے جائیں اور پھر بھی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔ (فتح الباری: ۳/۳۸۴)
یہ بھی ثابت ہوا کہ حج یا عمرہ کے لیے جائیں اور نیت حج عمرہ کی ہو، اگر تجارت کی صورت پیدا ہو جائے تو جائز ہے۔

٦٨٠٨ــــ اِبْـنِ عَبَّـاسٍ ﴿كَـانَ النَّـاسُ أُمَّةً وَاحِـدَـةً﴾ قَـالَ: عَلَى الإِسْلاَمِ كُلِّهِمْ، قَالَ الْـكَـلَبِيُّ: يَعْنِي عَلَى الْكُفْرِ كُلِّهِمْ. (رواه أبو يعلى: ١١٨٣٠ والكبير)

٦٨٠٨۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: ''تھے لوگ ایک ہی جماعت۔'' کہا: سب ہی لوگ پہلے اسلام پر تھے۔ اور کلبی نے کہا: سب پہلے کفر پر تھے۔ (الکبیر، الموصلی)

٦٨٠٩ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلاَ تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ إِلَّا بِالَّتِي هِـيَ أَحْسَـنُ﴾ وَ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَـامَى ظُلْمًا﴾ الآيَةَ انْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيْـمٌ فَـعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرَابَهُ مِنْ شَرَابِهِ فَجَعَلَ يَفْضُلُ مِنْ طَعَامِهِ فَيُحْبَسُ لَهُ حَتَّـى يَـأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَـزَّوَجَـلَّ: ﴿وَيَسْـأَلُـوْنَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلاَحٌ لَّهُـمْ خَيْـرٌ وَإِنْ تُـخَـالِـطُـوْهُـمْ فَـإِخْـوَانُـكُـمْ﴾ فَخَلَطُوْا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِ وَشَـرَابَهُـمْ بِشَـرَابِـهِ. (رواه أبـوداود: ٢٨١٧)

٦٨٠٩۔ ''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اچھے طریقے سے'' اور اللہ کا یہ فرمان: ''وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے ہیں اور وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔'' تو وہ لوگ جن کے پاس یتیم تھے وہ گھر گئے اور یتیم کا کھانا پینا علیحدہ کر دیا، پھر جب یتیم کے کھانے اور پینے کی چیز اس سے بچ رہتی تو وہ رکھ دی جاتی یہاں تک کہ وہ خود کھاتا یا وہ ضائع ہو جاتی تو یہ بات بھی ان پر گراں گذرتی ۔ پس اس چیز کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ آپ سے سوال کرتے ہیں یتیموں کے بارے میں تو آپ کہہ دیں: ان کی اصلاح کرنا ان کے لیے بہت بہتر ہے اور اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔'' تو لوگوں نے یتیموں کا کھانا پینا مشترک کرلیا۔'' (ابوداؤد و نسائی)

(٦٨٠٨) ابو یعلیٰ: ١١٨٣٠۔ طبرانی کبیر و رجال ابی یعلی رجال الصحیح، ھیثمی: ١٠٨٥٧.
(٦٨٠٩) ابو داود: ٢٨١٧۔ حسن، البانی: ٢٤٩٥۔ نسائی: ٣٦٦٩۔ احمد: ٢٩٩٣.

شرح :......اگر کوئی یتیم کا مال کھائے تو یہ تباہ کن کبیرہ گناہ ہے اور اگر اس کے مال کو علیحدہ رکھے اور علیحدہ ہی کھانا پکائے تو اس میں تنگی ہے۔ ان دونوں پریشانیوں سے بچاؤ کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ بھائی کو بھائی سے مل جل کر رہنا چاہیے لیکن مقصد اصلاح ہو تو پھر کوئی تنگی نہیں۔ (عون المعبود:۳/۷۳)

٦٨١٠ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ﴿فَاتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ قَالَ: يَأْتِيهَا فِي . قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: يَعْنِي الْفَرْجَ . (للبخاری تعليقا)

۶۸۱۰۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کی: ''پس تم اپنی کھیتی میں جیسے چاہو اس طرح جاؤ۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عورت کی دبر اور پچھلے حصے کے پاس پچھلی طرف سے شرم گاہ میں جماع کرے۔''

٦٨١١ــ ولرزين' قَالَ ابْنُ عُمَرُ: يَأْتِيْهَا فِي الْفَرْجِ إِنْ شَاءَ مُجْنِبَةً أَوْ مُقْبِلَةً أَوْ مُدْبِرَةً ' غَيْرَأَنَّ ذٰلِكَ فِي صَمَامٍ وَاحِدٍ .

۶۸۱۱۔ ''رزین نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: عورت کے پاس اس کے پہلو پر لٹا کر یا سامنے کی طرف سے یا پیٹھ کی طرف سے جماع کیا جا سکتا ہے، البتہ سوراخ ایک ہی قابل استعمال ہے۔''

٦٨١٢ــ وللأوسط بلين ' قَالَ ابْنُ عُمَرُ :إِنَّمَا أُنْزِلَتْ رُخْصَةً فِي اِتْيَانِ الدُّبُرِ .

۶۸۱۲۔ ''الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: دبر کی طرف سے آنے کی رخصت کے لیے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔''

٦٨١٣ــ وَلَهُ بِلِيْنٍ أَيْضًا: إِنَّ رَجُلًا أَصَابَ امْرَاةً فِي دُبُرِهَا فِي زَمَنِهِ ﷺ' فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ ،فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿نِسَاؤُكُم حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ (للأوسط)

۶۸۱۳۔ اور اوسط ہی میں ضعیف سند کے ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک شخص نے اپنی عورت کی دبر میں فعل کیا تو لوگوں نے عیب گردانا۔ چنانچہ اللہ نے آیت نازل کی: ''تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیت ہیں۔''

٦٨١٤ــ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ: إِذَا جَا مَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلُ فَنَزَلَتْ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ . (رواه البخاري: ٤٥٢٨)

۶۸۱۴۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہود کہتے تھے: اگر عورت کی پشت پر سے جماع کیا جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیت ہیں۔'' تا آخر آیت۔

(٦٨١٠) بخاری تعليقًا.

(٦٨١١) رزين.

(٦٨١٢) طبرانی اوسط، عن شيخه علی بن سعيد بن بشير وهو حافظ وقال فيه الدارقطنی۔ ليس بذاك وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٠٨٦٠.

(٦٨١٣) طبرانی اوسط، وفيه يعقوب بن حميد بن كاسب وثقه ابن حبان وضعفه الاكثرون وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٠٨٦٢.

(٦٨١٤) بخاری: ٤٥٢٨۔ مسلم: ١٤٣٥۔ ابو داود: ٢١٦٣۔ ترمذی: ٢٩٧٧۔ ابن ماجه: ١٩٢٥۔ دارمی: ١١٣٢.

٦٨١٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْتُ، قَالَ: وَمَا أَهْلَكَكَ؟ قَالَ: حَوَّلْتُ رَحْلِي اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا، قَالَ: فَأُنْزِلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الاٰيَةُ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ أَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحِيْضَةَ. (رواه الترمذی: ٢٩٨٠)

٦٨١٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُلَهُ، أَوْهَمَ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ مَعَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ يَهُوْدَ وَهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ وَكَانُوْا يَرَوْنَ لَهُمْ فَضْلاً عَلَيْهِمْ فِي الْعِلْمِ فَكَانُوْا يَقْتَدُوْنَ بِكَثِيْرٍ مِنْ فِعْلِهِمْ وَكَانَ مِنْ أَمْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَنْ لَّا يَأْتُوْا النِّسَاءَ إِلَّا عَلَى حَرْفٍ وَذٰلِكَ اَسْتَرُ مَا تَكُوْنُ الْمَرْأَةُ فَكَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الأَنْصَارِ قَدْ أَخَذُوْا بِذٰلِكَ مِنْ فِعْلِهِمْ وَكَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ يَشْرَحُوْنَ النِّسَاءَ شَرْحًا مُنْكَرًا وَيَتَلَذَّذُوْنَ مِنْهُنَّ مُقْبِلاتٍ وَمُدْبِرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ فَلَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنْهُمُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ فَذَهَبَ يَصْنَعُ بِهَا ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْهُ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: إِنَّمَا كُنَّا نُؤْتَى

۶۸۱۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے ہلاک کیا؟ عرض کی: میں نے رات اپنا کجا وہ تبدیل کر لیا یعنی اپنی عورت کو الٹا لٹا کر۔ پس آپ خاموش ہو رہے۔ پھر اللہ نے آپ پر وحی نازل کی: ''تمہاری عورتیں تمہارے کھیت ہیں پس تم اپنے کھیت میں جیسے چاہو جاؤ۔'' خواہ سامنے سے خواہ پشت سے البتہ دبر کی سوراخ اور حیض کی حالت سے بچتے رہو۔'' (ترمذی)

۶۸۱۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخش دے ان کو وہم ہوا ہے۔ دراصل یہ انصار کا خاندان بت پرست تھا۔ یہ لوگ اس یہودی قوم کے ساتھ رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے تو بت پرست اپنے سے اہل کتاب کو بہتر تصور کرتے تھے اس لیے کہ وہ ذی علم تھے۔ انصار والے بہت سے امور میں اہل کتاب کی پیروی کرتے تھے۔ اہل کتاب عورت کو ایک طرف پر لٹا کر جماع کرتے تھے اور یہ طریقہ عورت کے لیے زیادہ با پردہ تھا۔ اور انصار والوں نے یہ طریقہ ان ہی کے عمل سے اختیار کیا تھا۔ قریش والے عورت کو پوری طرح پھیلاتے تھے اور لذت لیتے عورتوں کے آگے سے، پیچھے سے، پشت کے بل لٹا کر جماع کرتے۔ پھر جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو ان میں سے ایک نے ایک انصاری عورت سے عقد کیا اور اس سے اپنا یہ طریقہ شروع کر دیا تو عورت نے ایسا کرنے کو ناپسند کیا اور کہا: ہم عورتوں سے پہلو کی طرف سے خاوند آتے ہیں تو اگر ایسا کرنا چاہتے تو بہتر ورنہ میرے سے دور ہو جا۔ یہاں تک کہ

(٦٨١٥) ترمذی: ٢٩٨٠ـ حسن، البانی: ٢٣٨١ـ احمد: ٢٦٩٨.

(٦٨١٦) ابو داود: ٢١٦٤ـ حسن: ١٨٩٦.

عَلَى حَرْفٍ فَاصْنَعْ ذٰلِكَ وَإِلاَّ فَاجْتَنِبْنِي حَتَّى شَرِيَ أَمْرُهُمَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ أَيْ مُقْبِلاَتٍ وَمُدْبِرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ يَعْنِي بِذٰلِكَ مَوْضِعَ الْوَلَدِ. (رواه أبوداود: ٢١٦٤)

یہ بات اس جوڑے کی منظر عام پر آ گئی اور رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچ گئی پس اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''تمہاری عورتیں تمہارا کھیت ہیں پس تم اپنے کھیت میں جیسے چاہو جاؤ۔'' یعنی آگے سے، پشت کی طرف سے یا پشت کے بل لٹا کر اور مراد بچہ پیدا ہونے کی جگہ ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... بیوی کی دبر میں آنے کی اجازت کی نسبت جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے۔ اس کے خلاف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان سے یہ نقل کیا ہے کہ کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے کہ دبر میں اجازت ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا بلکہ میرے نزدیک یہ ہے کہ دبر کی جانب سے آئے اور آنا قبل میں ہی ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۱۹۰)

بالفرض اگر یہ نسبت ان کی طرف درست بھی ہو تو نبی اکرم ﷺ کا واضح حکم اس کی تردید کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نہیں دیکھتا جو آدمی کی یا بیوی کی دبر میں آئے۔ (احمد، نسائی، ترمذی) یہودیوں کی تردید کی گئی ہے کہ بیوی سے جس انداز میں چاہو آؤ صرف قبل میں آنا ہے اور حالت حیض میں بھی نہیں آنا۔

(فتح الباری: ۸/ ۱۹۱)

٦٨١٧ـــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ وَلاَ يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾ الآيَةَ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلاَثًا، فَنُسِخَ ذٰلِكَ وَقَالَ: ﴿الطَّلاَقُ مَرَّتَانِ﴾. (رواه أبوداود: ٢١٩٥)

۶۸۱۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''اور طلاق شدہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض کی مدت تک روک رکھیں۔'' اور یہ اس طرح کہ ایک مرد عورت کو جب طلاق دیتا تو وہ رجوع کرنے کا زیادہ حقدار تھا، خواہ اس نے تین بار طلاق دیدی ہو۔ پس اللہ نے اس قاعدے کو منسوخ کر دیا اور فرمایا: ''طلاق دو بار ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... ابتداء میں لوگ بے شمار طلاقیں دیا کرتے تھے۔ آدمی بیوی کو طلاق دیتا، جب اس کی عدت ختم ہونے کے قریب ہوتی تو اس سے رجوع کرتا اور پھر طلاق دے دیتا۔ اس کے بعد یہ حکم آیا کہ طلاق دو مرتبہ ہے۔ اگر تین مرتبہ دے دی تو پھر یہ اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرے اور نکاح بھی ایک رات کے لیے نہیں، مستقل زندگی گزارنے کے لیے کیا ہو۔

(٦٨١٧)

یہ سورت بقرہ کی آیت (۲۲۸) ہے مکمل یوں ہے:
﴿وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾ (البقرة: ۲۲۸)

''ان کے لیے حلال نہیں کہ جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا انہیں چھپائیں، اگر یہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں۔ ان کے خاوند انہیں عدت میں لوٹانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح ہے۔ ان کے لیے اس کی مثل ہے جو ان عورتوں پر ان کا حق ہے اچھے طریقہ سے اور مردوں کے لیے عورتوں پر درجہ ہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔''

ثابت ہوا کہ مطلقہ کی عدت تین ماہواریاں ہے اور اب یہ حکم ہے کہ اگر رجعی طلاق ہوا ایک یا دو ہوں تو خاوند کو عدت میں بیوی سے رجوع کرنے کا حق ہے۔ اگر تین طلاقیں دے دی ہیں تو پھر بیوی سے رجوع کا حق منسوخ ہے۔ اب بے شمار طلاقوں والا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ یاد رہے کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں ایک ہی بار نہ دی گئی ہوں، علیحدہ دی گئی ہوں۔ ایک مجلس میں تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہوگی۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۲۵)

٦٨١٨ـ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ فَأَتَانِي ابْنُ عَمٍّ لِي فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ ثُمَّ طَلَّقَهَا طَلَاقًا لَهُ رَجْعَةٌ، ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، فَلَمَّا خُطِبَتْ إِلَيَّ أَتَانِي يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ! لَا أُنْكِحُهَا أَبَدًا، قَالَ: فَفِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ الآيَةَ قَالَ: فَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ. (رواه أبو داود: ۲۰۸۷)

۶۸۱۸۔ ''سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کی ایک بہن تھی اس کے لیے پیغام نکاح آتا تو میں رشتہ دینے سے نکار کر دیتا۔ پھر میرے چچا کے بیٹے کا پیغام آیا تو میں نے اپنی بہن کا اس سے عقد کیا (تو وہ آباد رہے جس قدر اللہ نے چاہا۔) پھر اس نے طلاق رجعی دیدی اور رجوع کرنے سے خاموش رہا یہاں تک کہ عدت گذری گئی۔ پھر جب میرے پاس اس کے لیے لوگوں کے پیغام آنے شروع ہوئے تو وہ چچا زاد آیا اور دیگر لوگوں کے ساتھ اس نے بھی پیغام نکاح دیا۔ میں نے چچا زاد کو کہا: جب اس کے لیے پیغام آئے تو میں نے لوگوں کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور تجھے ترجیح دے کر تجھ سے عقد کر دیا پھر تو نے طلاق دی تو تجھے رجوع کرنے کا حق تھا مگر تو نے حق رجعت استعمال کرنا ترک کر دیا یہاں تک کہ عدت پوری ہوگئی اور اب لوگ پیغام نکاح دینے لگے تو تو نے بھی ان کے ساتھ پیغام نکاح دیدیا، اللہ کی قسم! میں اب تجھ سے کبھی اس کا عقد نہیں کروں گا، چنانچہ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو

(٦٨١٨) ابو داود: ۲۰۸۷ـ صحیح، البانی: ۱۸۳۸ـ بخاری: ۵۳۳۰ـ ترمذی: ۲۹۸۱.

اور وہ عدت تک پہنچ جائیں تو تم خواتین کو نہ منع کروان کے سابق خاوندوں سے نکاح کرنے سے......'' چنانچہ میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور بہن کا چچا زاد سے دوسری بار نکاح کر دیا۔'' (ترمذی، ابوداؤد، بخاری بلفظہٖ)

شرح: ......سیدنا معقل رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کا نام جُمیل تھا۔ ایک قول ہے لیلیٰ تھا اور جس بہنوئی نے طلاق دی تھی اس کا نام ابوالبداح تھا۔

سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے عدت گزرنے کے بعد، جو کہ طلاق رجعی کی تھی، اپنے بہنوئی ابوالبداح کے مطالبہ نکاح کو رد کر دیا تو قرآن پاک نے انہیں روکا اور ہمیشہ کے لیے قانون بنا دیا کہ اگر عدت گزر جائے اور میاں بیوی رضا مند ہوں تو انہیں نکاح جدید سے نہ روکا جائے۔

اور دوسرا اہم مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ عدت گزرنے کے بعد میاں بیوی کی رضا مندی کی صورت میں اولیائے عورت کو منع کیا جا رہا ہے کہ انہیں نکاح سے مت روکو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا۔ اگر خاتون کو خود ہی نکاح کرنے کی اجازت ہوتی تو پھر اولیاء سے یہ کہنا کہ انہیں نکاح سے نہ روکو یہ بے مقصد ہو جاتا ہے۔

ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ یہاں آیہ مبارکہ میں یہ آتا ہے کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کریں۔ نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے لہٰذا وہ خود بھی نکاح کرسکتی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں بغیر ولی نکاح کی نسبت نہیں بلکہ ان کی اجازت مراد ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ نکاح جدید عورت کی اجازت سے ہوگا۔ مگر ولی کا ہونا لازمی ہے اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ (عون المعبود: ۲/۱۹۲)

٦٨١٩ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ ﴾يَقُوْلُ إِنِّي أُرِيْدُ التَّزْوِجَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ تَيَسَّرَلِي أَمْرَأَةٌ صَالِحَةٌ. (للبخاري تعليقا)

۶۸۱۹۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کی: ''اس صورت میں کہ تم عورتوں سے اشارہ کروان سے پیغام نکاح کا۔'' وہ یہ ہے کہ وہ کہے: میں نکاح کرنا چاہتا ہوں اور مجھے عورتوں کی ضرورت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کوئی نیک عورت میسر آ جائے۔'' (بخاری)

٦٨٢٠ــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الأَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ

۶۸۲۰۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: احزاب کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان (مشرکین) کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے۔ جیسے انہوں نے ہمیں نماز وسطی سے منع کیا

(٦٨١٩) بخاری تعليقًا.

(٦٨٢٠) بخاری: ٢٩٣١ـ مسلم: ٦٢٧ـ ابو داود: ٤٠٩ـ ترمذی: ٢٩٨٤ـ نسائی: ٤٧٣ـ ابن ماجه: ٦٨٤ـ احمد: ١٣١٦ـ دارمی: ١٢٣٢.

الْـوُسْـطَـى حَتَّـى غَابَتِ الشَّمْسُ . (رواه البخاري: ٢٩٣١)

اور مشغول رکھا ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔'' (بخاری)

٦٨٢١ـ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ: شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلاَةِ الْوُسْطَى صَلاَةِ الْعَصْرِ . (رواه مسلم: ٦٢٧)

۶۸۲۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان (مشرکین) نے ہمیں مصروف رکھا درمیانی نماز سے، یعنی نماز عصر سے۔''

٦٨٢٢ـــ وَفِي أُخْــرَى ثُمَّ صَلاَهَـا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ . (رواه مسلم: ٦٢٧)

۶۸۲۲۔ ''ایک دوسری روایت میں ہے: پھر اس نماز کو آپ نے مغرب اور عشا کے درمیان پڑھا۔'' (مسلم)

٦٨٢٣ـــ عَـنْ عَبْـدِاللّٰـهِ قَـالَ: حَبَـسَ الْـمُشْـرِكُـوْنَ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ عَنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ حَتَّى احْمَرَّتِ الشَّمْسُ أَوِاصْفَرَّتْ، فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَـغَلُوْنَا عَنِ الصَّلاَةِ الْـوُسْـطَى صَلاَةِ الْعَصْرِ مَـلأَ اللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُـوْرَهُـمْ نَـارًا أَوْ قَـالَ حَشَااللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا . (رواه مسلم: ٦٢٨)

۶۸۲۳۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مشرکین نے نبی کریم ﷺ کو نماز عصر سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج سرخ ہو گیا یا زرد ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: ''کفار نے ہمیں درمیانی نماز سے مصروف رکھا، یعنی نمازِ عصر سے، اللہ ان کے پیٹ اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔'' یا فرمایا: ''پر کرے ان کے پیٹ اور ان کی قبور کو آگ سے۔'' (مسلم)

٦٨٢٤ــ عَـنْ أَبِـيْ يُوْنُسَ مَوْلَى عَائِشَةَأَنَّهُ قَالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، وَقَـــالَـــتْ: إِذَا بَـلَـغْــتَ هٰــذِهِ الآيَةَ فَآذِنِّي: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْـوُسْطٰـى﴾ فَـلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا ، فَأَمْلَتْ عَـلَـيَّ قَـوْلَـهُ تَـعَـالٰـى: ﴿حَـافِظُوْا عَلَى الـصَّـلَوَاتِ وَالصَّلاَةِ الْوُسْطَى ﴾ وَصَلاَةِ

۶۸۲۴۔ '' ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس کا بیان ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لیے مصحف لکھنے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ جب اس آیت پر میں پہنچوں تو ان کو خبر دوں: ''تمام نمازوں کی حفاظت کرو اور نماز وسطی کی۔'' جب میں اس آیت تک پہنچا تو میں نے ان کو اطلاع دی اور انہوں نے آیت تلاوت کر کے لکھائی: ''تمام نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز۔'' اور عصر کی، کھڑے ہوا کرو اللہ کے لیے فرمانبردار

(٦٨٢١) مسلم: ٦٢٧ـ بخاري: ٤٥٣٣ـ ابو داود: ٤٠٩ـ ترمذی: ٢٩٨٤ـ نسائی: ٤٧٣ـ ابن ماجه: ٦٨٤ـ احمد: ١٣٢٩ـ دارمی: ١٢٣٢.

(٦٨٢٢) مسلم: ٦٢٧.

(٦٨٢٣) مسلم: ٦٢٨ـ ترمذی: ١٨١ـ ابن ماجه: ٦٨٦ـ احمد: ٣٨١٩.

(٦٨٢٤) مسلم: ٦٢٩ـ ابو داود: ٤١٠ـ ترمذی: ٢٩٨٢ـ نسائی: ٤٧٢ـ موطا: ٣١٥.

الْعَصْرِ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم: ٦٢٩)

بن کر۔'' اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح اس آیت کو سنا ہے۔''

٦٨٢٥۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ مُصْحَفًا لِحَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الآيَةَ فَآذِنِّي ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾. (رواه مالك: ٣٢٠)

٦٨٢٥۔ ''عمرو بن رافع کا ؒ بیان ہے کہ وہ ام المومنین سیدہ حفصہ ؓ کے لیے مصحف لکھ رہا تھا تو انہوں نے مجھے کہا: جب تو اس آیت پر پہنچے تو مجھے خبر دیدے۔ چنانچہ میں نے خبر دیدی تو انہوں نے لکھایا: ''نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز اور نماز عصر کی اور کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے تابع فرمان بن کر۔'' (مالک)

٦٨٢٦۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَرَأْنَاهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ نَسَخَهَا اللّٰهُ فَنَزَلَتْ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيْقٍ لَهُ هِيَ إِذَنْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ: قَدْ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. (رواه مسلم: ٦٣٠)

٦٨٢٦۔ ''سیدنا براء بن عازب ؓ نے کہا: یہ آیت اس طرح نازل ہوئی: ''حفاظت کرو نمازوں کی اور نماز عصر کی۔'' ہم نے اس کو پڑھا جب تک اللہ نے چاہا پھر منسوخ کر کے اس طرح نازل کر دیا: ''حفاظت کرو نمازوں کی اور نمازِ وسطی کی۔'' پس ایک مرد نے کہا: اس سے واضح ہے کہ یہ نمازِ عصر ہی ہے۔ سیدنا براء ؓ نے کہا: میں نے تجھے خبر دیدی ہے کہ کیسے نازل ہوئی اور اس کو اللہ نے کیسے منسوخ کیا۔ واللہ اعلم۔'' (مسلم)

٦٨٢٧۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُوْلَانَ: الصَّلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الصُّبْحِ. (رواه مالك)

٦٨٢٧۔ ''امام مالک ؒ کو خبر پہنچی ہے کہ سیدنا علی ؓ اور سیدنا ابن عباس ؓ کہا کرتے تھے: صلوۃ وسطی نماز فجر ہے۔''

(٦٨٢٥) موطا: ٣١٦.
(٦٨٢٦) مسلم: ٦٣٠ـ احمد: ١٨١٩٨.
(٦٨٢٧) موطا.

٦٨٢٨۔ عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلاَةً أَشَدَّ عَلَى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا ، فَنَزَلَتْ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلاَةِ الْوُسْطَى﴾ وَقَالَ: إِنَّ قَبْلَهَا صَلاَتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلاَتَيْنِ . (رواه أبوداود: ٤١١)

٦٨٢٨۔ ''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نمازِ ظہر کو اول وقت میں پڑھتے تھے اور کوئی نماز آپ ﷺ کے اصحاب پر اس نماز سے زیادہ مشکل نہیں تھی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''حفاظت کرو سب نمازوں کی اور نماز درمیانی کی۔'' اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: ظہر سے پہلے بھی دو نمازیں ہیں اور بعد میں بھی دو نمازیں ہیں۔

شرح: ......ان میں مشرکوں کے لیے بددعا کرنے کی اجازت ہے۔ (فتح الباری: ٦/ ١٠٦)

باقی اس میں بہت اختلاف ہے کہ نماز وسطیٰ کون سی ہے۔ لیکن ان میں سے صریح اور مرفوع اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ نماز عصر ہے، یہاں وسطیٰ سے مراد بہتر ہے درمیان والا ہونا نہیں۔ (فتح الباری: ٨/ ١٩٨)

ایک اشکال یہ ہے کہ نماز میں اتنی دیر ہوئی تھی کہ غروب آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے پڑھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ غروب آفتاب کے بعد پڑھی تھیں۔ بلکہ عشاء کا وقت ہو چکا تھا اور ایک روایت میں چار نمازیں قضا ہونے کا بھی آتا ہے۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ چار نمازیں مجازی طور پر کہا گیا ہے۔ عشاء کا وقت ابھی باقی تھا قضا نہ ہوئی تھی۔ ظہر، عصر اور مغرب تھیں جو قضا ہوئیں اور اکیلی نماز عصر کے قضا ہونے کا بھی آتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خندق کی لڑائی کئی دن رہی تھی۔ اس لیے مختلف اوقات میں یہ ساری صورتیں نمودار ہوئی ہیں ان میں کوئی تضاد نہیں۔ ان سے کچھ مزید مسائل حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) فوت شدہ نمازوں کی قضا ترتیب سے دینا بہتر ہے۔

(۲) جب مصلحت ہو اور اطمینان دلانے کی ضرورت ہو تو قسم کا مطالبہ نہ بھی کیا گیا ہو تب بھی قسم اٹھانا جائز ہے۔

(۳) نبی اکرم ﷺ کے حسن اخلاق کا بیان اور ساتھیوں سے جو آپ دل جوئی کا مظاہرہ کرتے تھے اس کا بھی تذکرہ ہے۔

(۴) فوت شدہ نمازیں با جماعت ادا کرنا مستحب ہے۔ (فتح الباری: ٢/ ٧٠)

٦٨٢٩۔ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ

٦٨٢٩۔ ''سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

(٦٨٢٨) ابو داود: ٤١١۔ صحیح، البانی: ٣٩٧۔ احمد: ٢١٠٨٠.

(٦٨٢٩) بخاری: ٤٥٣٠.

عَـفَّـانَ: ﴿وَالَّـذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًـا﴾ قَـالَ: قَدْ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الأُخْرَى فَـلِـمْ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! لاَ أُغَيِّـرُشَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ . (رواه البخاري: ٤٥٣٠)

کو کہا: وہ آیت جو سورۃ البقرہ میں ہے: ''اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہوں اور بیویاں چھوڑ جائیں۔'' دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے تو تم نے پھر اس کو کیوں لکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میرے بھتیجے ہم کسی آیت کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹاتے۔'' (بخاری)

شرح: ......مطلب یہ ہے کہ ناسخ آیت کتابت میں پہلے ہے اور منسوخ آیت کتابت میں بعد ہے لہٰذا یہ شک نہ رہے کہ جس کی تحریر بعد میں ہے وہ ناسخ ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ جس آیت کا حکم منسوخ ہو جائے اسے لکھنے کی ضرورت نہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا نہیں، جیسے ہمیں بتایا گیا ہے وہی ہم نے لکھا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ ان منسوخ شدہ الفاظ کی تلاوت کا ثواب ہوتا ہے اور اس میں اسلاف کی پیروی بھی ہے۔ (فتح الباری: ۸/۱۹۴)

٦٨٣٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَـكُـوْنُ مِـقْــلَاتًـا فَتَجْعَلُ عَلٰى نَفْسِهَا إِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تُهَوِّدَهُ، فَلَمَّا أُجْلِيَتْ بَنُوْا النَّضِيْرِ كَانَ فِيْهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ فَقَالُوْا: لاَنَـدَعُ أَبْـنَاءَ نَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَا إِكْـرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ قَـالَ دَاوُدَ الْـمِـقْلَاتُ: الَّتِـي لاَ يَعِيْـشُ لَهَا وَلَدٌ . (رواه ابوداود: ٢٦٨٢)

۶۸۳۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب کوئی عورت اولاد کی کمی محسوس کرتی تو وہ نذر مانتی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہا تو وہ اس کو یہودی بنائے گی۔ پھر جب بنونضیر کو جلا وطن کیا گیا تو ان میں انصار کے بہت سے بچے موجود تھے تو انہوں نے کہا: ہم اپنے بیٹوں کو یہود کے ساتھ نہیں جانے دیں گے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرما دی: ''دین میں جبر نہیں ہدایت واضح ہو چکی ہے گمراہی سے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ اب واضح قرآنی دلائل سے یہ عیاں ہو چکا ہے کہ ایمان راہ رشد و ہدایت ہے اور کفر گمراہی ہے۔ اگر کوئی مسلمانوں کا انتخاب کرتا ہے اور ان کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے تو اسے یہ اختیار دے دو اور اگر یہ یہودیوں کو پسند کرتا ہے تو پھر اسے بھی جلا وطن کر دو۔

اس سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے کہ اگر کوئی کفر وشرک سے ہٹ کر یہودیت یا نصرانیت کی طرف منتقل ہوتا ہے بشرطیکہ یہ تبدیلی دین اسلام کی آمد سے پہلے آئی ہو تو اس سے مسلمان وہی رویہ رکھیں گے جو یہودیوں اور عیسائیوں سے رکھتے

(٦٨٣٠) ابو داود: ٢٦٨٢ـ صحيح، البانی: ٢٣٣٣.

ہیں یعنی ان سے جزیہ لینا، نکاح کرنے کا جواز اور ان کا ذبیحہ کھانا وغیر۔

اور اگر وہ یہودیت اور عیسائیت کے منسوخ ہونے کے بعد تبدیل ہوا ہے تو پھر اسے یہودیت یا عیسائیت پر برقرار نہ رکھا جائے گا۔

یہ جو دین میں زبردستی نہ کرنے کا آیا ہے یہ حکم یہودیوں تک محدود ہے۔لیکن جو کافر ہیں انہیں دین حق پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ان سے اس وقت تک لڑائی ہوگی جب تک وہ مسلمان نہیں ہو جاتے یا دین کی حاکمیت کو تسلیم کر کے جزیہ نہیں دیتے۔(عون المعبود:۳/۱۱)

٦٨٣١ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْقَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِـي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ أَوَ لَمْ تُـؤْ مِـنْ قَـالَ بَـلٰـى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ وَيَـرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَـدِيْدٍ وَلَوْلَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ . (رواه البخاري: ٣٣٧٢)

۶۸۳۱۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بجائے شک کے زیادہ حقدار ہم ہیں۔جب انہوں نے کہا:''اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو زندہ کیسے کریگا ؟ اللہ نے فرمایا : کیا تو ایمان نہیں لایا؟ اس نے کہا: ہاں ایمان لایا ہوں مگر تا کہ میرا دل مطمئن ہو۔'' اور اللہ رحمت نازل کرے سیدنا لوط علیہ السلام پر وہ مضبوط قوم میں جگہ حاصل کرنے کے خواہش مند تھے۔اگر میں جیل میں اتنا عرصہ رہتا جتنا عرصہ سیدنا یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے تو میں بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا۔''(بخاری)

شــــرح:......(۱) نبی اکرم ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہم سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کا حق رکھتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ یہ بات نبوت سے پہلے کی ہے۔ایک قول ہے کہ جو وسوسہ آتا ہے پھر چلا جاتا ہے اسے شک سے تعبیر کیا ہے۔

اس سوال کا پس منظر یہ بتاتے ہیں کہ مردہ زندہ کر دے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا ایک جانور کو درندے نوچ رہے ہیں تو تعجب سے مردہ زندہ کرنے کا سوال کر دیا۔

ایک پس منظر یہ بھی ہے کہ جب نمرود سے بات ہوئی تو وہاں کہا تھا۔میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔اب شوق پیدا ہوا کہ میں یہ آنکھوں سے دیکھوں۔بات یہی ہے کہ انہیں شک نہ تھا بلکہ آپ عین الیقین حاصل کرنا چاہتے تھے۔رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا معنی یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو شک نہ تھا اگر انہیں شک تھا تو پھر ہمیں بالاولیٰ ہوتا۔جب انہیں نہ تھا تو پھر ہمیں بھی نہ ہونا چاہیے۔

(٦٨٣١) بخاری: ٣٣٧٢۔ مسلم: ١٥١۔ ابن ماجه: ٤٠٢٦۔ احمد: ٨١٢٩.

(۲) اللہ کے نبی لوط علیہ السلام نے جو مضبوط قلعہ میں پناہ کا کہا تھا۔ رُکْنٍ شَدِيْدٍ سے مراد قبیلہ اور خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو قوم کے چوٹی کے افراد میں سے بھیجا ہے۔ قبیلہ کو رکن اس لیے کہا گیا ہے کہ قبیلہ بھی سہارا بنتا ہے۔ جیسے قلعہ حفاظت کا سہارا بنتا ہے۔

لوط علیہ السلام کی قوم میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس کا ان سے نسب ملتا ہو۔ کیونکہ لوط علیہ السلام کی قوم سدوم سے تھی جو کہ شام کے علاقہ میں ہے اور ابراہیم اور لوط علیہما السلام عراق سے تھے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو لوط علیہ السلام نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی۔ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو سدوم والوں کی طرف مبعوث کیا۔

لوط علیہ السلام جب دیکھا کہ لوگوں نے مہمانوں کی توہین کی ہے تو کہنے لگے: کاش میرا قبیلہ ہوتا جو ان کی حفاظت کرتا۔ یہ صرف آرزو تھی، جلدی سے گھبراہٹ کے عالم میں نکل گئی، پناہ انہوں نے اللہ ہی کی پکڑی تھی۔ قبیلہ کی آرزو میں کمزور پن تھا اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان کی مغفرت کرے۔

(۳) سیدنا یوسف علیہ السلام کی قوت صبر کی تعریف فرمائی ہے کہ اتنی دیر جیل میں پڑے رہنے کے باوجود نہایت دور اندیشی سے کہا کہ پہلے مجھ پر الزام کی تحقیق کی جائے تب میں جیل سے باہر آؤں گا۔ یہ بہت عمدہ صبر تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں۔ یہ آپ نے تواضع کے طور پر کہا تھا۔ تواضع سے درجہ کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ (فتح الباری: ۶/ ۴۱۵)

٦٨٣٢ـ عَنْ عُبَيْدِبْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: فِيْمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ: ﴿أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ جَنَّةٌ﴾ قَالُوْا: اللّٰهُ أَعْلَمُ، فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ: قُوْلُوْا نَعْلَمُ أَوْلاَنَعْلَمُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ عُمَرُ: يَا ابْنَ أَخِي! قُلْ: وَلاَ تَحْقِرْ نَفْسَكَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ضُرِبَتْ مَثَلاً لِعَمَلٍ، قَالَ عُمَرُ: أَيُّ عَمَلٍ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ

۶۸۳۲۔ ''سیدنا عبید بن عمیر رحمہ اللہ نے کہا: ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو کہا: اس آیت کو تم کس معنی میں سمجھتے ہو؟ ''کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے لیے باغ ہو کھجور اور انگور کا۔'' تو انہوں نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور کہنے لگے: تم یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں یا ہم نہیں جانتے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میرے دل میں اس کا مفہوم آ تا ہے یا امیر المومنین! عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھتیجے! تو بیان کر اور اپنے آپ کو کم تر نہ شمار کر۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: کونسا عمل؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کوئی بھی عمل، تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک غنی آدمی اللہ کی اطاعت

(٦٨٣٢) بخاري: ٤٥٣٨.

الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِيْ حَتَّى أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ . (رواه البخاري: ٤٥٣٨)

میں اعمال بجالاتا ہے۔ پھر اللہ اس پر شیطان کو بھیج دیتا ہے پھر وہ نافرمانی کے کام کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے اعمال غرق کر دیتا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......اس کا مطلب ہے کہ آدمی ساری عمر خیر کے کاموں میں گزارتا ہے مگر جب عمر فنا ہونے لگتی ہے تو خاتمہ اس کا بدبختی کے کاموں سے ہوتا ہے تو اس نے زندگی برباد کر دی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قوت فہم بہت زیادہ تھی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بلند تھا کہ ان کے نوعمر ہونے کے باوجود انہیں مقدم رکھتے تھے۔

اس روایت میں اس بات کی ترغیب بھی ہے کہ عالم اپنے شاگرد کو اس سے زیادہ عمر رسیدہ لوگوں کی موجودگی میں علمی بات کرنے کی ترغیب دلائے بشرطیکہ اس کی صلاحیت کا علم ہو کیونکہ اس سے شاگرد کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ (فتح الباری: ۲۰۲/۸)

٦٨٣٣ـ عَنِ الْبَرَاءِ ﴿وَلاَ تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِيْنَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ كُنَّا أَصْحَابَ نَخْلٍ، فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي مِنْ نَخْلِهِ عَلٰى قَدْرِ كَثْرَتِهِ وَقِلَّتِهِ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ، فَكَانَ اَحَدُهُمْ إِذَا جَاعَ أَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهُ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ فَيَأْكُلُ، وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لاَ يَرْغَبُ فِي الْخَيْرِ يَأْتِي الرَّجُلُ بِالْقِنْوِ فِيْهِ الشِّيْصُ وَالْحَشَفُ وَبِالْقِنْوِ قَدِ انْكَسَرَ فَيُعَلِّقُهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلاَ تَيَمَّمُوا

۶۸۳۳۔ ''سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ آیت: ''اور ناپاک اور ردی چیز کا ارادہ نہ کیا کرو جس کو تم خرچ کرو۔'' ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ہم لوگ کھجور کے باغات والے تھے اور ہم میں سے ہر آدمی اپنی کھجور کی قلت و کثرت کے اندازے پر لاتا تھا۔ کوئی آدمی ایک گچھا یا دو گچھے لاتا اور مسجد میں لا کر لٹکا دیتا ہے۔ اہل صفہ کے لیے کھانے کا کوئی مستقل انتظام نہیں تھا۔ ان میں سے جس کو بھوک لگتی وہ گچھے کے پاس جا کر اپنی لاٹھی اس پر مار کر کچی پکی کھجور اتارتا اور کھاتا تھا اور وہ لوگ جو نیکی میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے تھے جب وہ کھجور کا گچھا لاتے تو اس میں ناقص اور ردی دانے ہوتے تھے اور کبھی گرا پڑا گچھا بھی لا رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''اے ایمان والو! پاکیزہ اشیا خرچ کیا کرو جو تم کماتے ہو اور جو ہم زمین سے تمہارے لیے نکالتے ہیں اور ان میں سے ناپاک اور ردی چیز (اللہ کی راہ میں دینے)

(٦٨٣٣) ترمذی: ٢٩٨٧۔ صحیح، البانی: ٢٣٨٩، ١٨٢٢.

الْـخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيْهِ إِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْافِيْهِ﴾ قَالَ: لَوْأَنَّ أَحَدَكُمْ أُهْدِيَ إِلَيْهِ مِثْـلُ مَا أَعْطَاهُ لَمْ يَأْخُذْهُ إِلَّا عَلَى إِغْمَاضٍ أَوْ حَيَـاءٍ، قَـالَ: فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ يَأْتِي أَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَهُ. (رواه الترمذی: ٢٩٨٧)

کا قصد نہ کیا کرو اس میں سے جس کو تم خرچ کرو اور خود تم اس کو لینے کے لیے تیار نہیں ہو مگر اس وقت جب تم آنکھیں بند کرو۔''

اس نے کہا: معنی یہ ہے کہ اگر تمہیں اس کے مثل تحفہ و ہدیہ دیا جائے تو تم میں سے اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا مگر صرف آنکھیں بند کر کے یا بوجہ حیا قبول کرے۔ پس اس کے نزول کے بعد ہمارے کسی شخص کے پاس جو بہتر چیز ہوتی وہی لاتا تھا۔

٦٨٣٤ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ: وَإِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَـمَّةً بِـابْنِ آدَمَ وَلِـلْـمَـلَكِ لَـمَّةً، فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْـطَـانِ فَـإِيْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيْبٌ بِالْحَقِّ، وَأَمَّـا لَـمَّةُ الْـمَـلَكِ فَإِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيْقٌ بِـالْـحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ فَـلْيَـحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرَى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَرَأ ﴿الشَّيْطَانُ يَـعِـدُكُمُ الْفَقْرَوَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ﴾ الآيَةَ. (رواه الترمذی: ٢٩٨٨)

٦٨٣٤۔''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں بے شک شیطان ابن آدم کے دل میں خیال ڈالتا ہے۔ اس کے ذریعے سے وہ بدی کا وعدہ دیتا اور نیکی سے دور رکھتا ہے۔ اور فرشتہ بھی القا کرتا ہے، اس میں نیکی کی ترغیب اور حق کی تصدیق ہوتی ہے۔ جب انسان نیکی کی طرف میلان محسوس کرے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو دوسری خواہش محسوس کرے تو شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا اور تمہیں بدی کا حکم دیتا ہے۔)'' تا آخر آیت۔

٦٨٣٥ــ اِبْـنِ عَبَّـاسٍ: ﴿الَّـذِيْـنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْـوَالَهُـمْ بِـالـلَّيْـلِ وَالنَّهَارِسِرًّا وَعَلانِيَةً﴾ نَـزَلَـتْ فِي عَلِيٍّ كَانَتْ عِنْدَهُ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ فَـأَنْفَقَ بِاللَّيْلِ وَاحِدًا وَبِالنَّهَارِ وَاحِدًا وَفِي السِّـرِّ وَاحِـدًا وَفِي الْعَلانِيَةِ وَاحِدًا. (رواه الطبرانی في الكبير: ١١١٦٤ بضعف)

٦٨٣٥۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت: ''جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو رات اور دن کو پوشیدہ کر کے اور ظاہر کر کے،'' علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کے پاس چار درھم تھے۔ رات کو ایک خرچ کیا اور دن کو ایک خرچ کیا۔ ایک پوشیدہ خرچ کیا اور ایک ظاہر خرچ کیا۔'' (الکبیر بسند ضعیف)

(٦٨٣٤) ترمذی: ٢٩٨٨۔ ضعیف: ٥٧٢.

(٦٨٣٥) طبرانی کبیر: ١١١٦٤۔ وفیه، عبدالواحد بن مجاهد وهو ضعیف، هیثمی: ١٠٨٨٤.

٦٨٣٦ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا . (للبخاري تعليقا)

٦٨٣٧ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ بَرَكُوْا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوْا: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلِّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ الصَّلاَةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ، وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هَذِهِ الآيَةُ وَلاَ نُطِيْقُهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُوْلُوْ: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ، قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِي إِثْرِهَا: ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ

۶۸۳۶۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت: ''اگر تم ظاہر کرو جو تمہارے نفسوں میں ہے یا اس کو مخفی رکھو تو حساب لے گا تم سے اللہ تعالیٰ، پھر وہ بخش دے گا جس کو چاہے گا اور وہ عذاب کرے گا جسے چاہے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' اس کو اس کے بعد والی آیت نے منسوخ کیا ہے۔'' (بخاری)

۶۸۳۷۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو تمہارے نفسوں میں ہے یا اس کو مخفی رکھو تو حساب لے گا تم سے اللہ تعالیٰ، وہ جسے چاہے گا بخش دے گا اور وہ جسے چاہے گا عذاب کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اصحاب رسول پر اس کا بھاری اثر پڑا اور وہ زانوں کے بل بیٹھ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم پر احکام فرض کیے گئے ہیں جن کی ہمیں طاقت تھی، جیسے نماز، روزے، جہاد اور زکوٰۃ۔ اور اب جو یہ آیت نازل ہوئی ہے اسکی ہم طاقت نہیں رکھتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ تم کہو وہ بات جو ہر دو اہل کتاب نے تم سے پہلے کہی ہے کہ ہم نے سنا اور ہم نے نا فرمانی کی؟ بلکہ تم کہو: ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں، اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔''

جب قوم نے یہ آیت تلاوت کی اور ان کی زبانوں پر یہ الفاظ جاری ہو گئے تو اللہ نے اس کے بعد یہ آیت نازل فرما دی: ''ایمان لایا اللہ کا رسول اس چیز کے ساتھ جو اس پر اتاری گئی

(٦٨٣٦) بخاری تعلیقًا.

(٦٨٣٧) مسلم: ١٢٥ـ احمد: ٢٧٩٠٤.

رَبِّـهِ وَالْـمُؤْ مِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُّسُلِـهِ وَقَـالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْـمَـصِيْـرُ﴾ فَـلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالَى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَـفْسًـا إِلاَّ وُسْـعَهَا لَهَا مَاكَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَـتْ رَبَّـنَـا لاَ تُـؤَاخِـذْنَـا إِنْ نَسِيْنَا أَوْ أَخْـطَـأْنَـا﴾ قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْـرًا كَـمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ قَـالَ نَـعَـمْ ﴿رَبَّنَاوَلاَ تُحَمِّلْنَا مَالاَ طَاقَةَ لَنَا بِـهِ﴾ قَـالَ نَـعَـمْ ﴿وَاعْفُ عَـنَّـا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَـمْـنَا أَنْتَ مَوْلاَنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ قَالَ نَعَمْ. (رواه مسلم: ١٢٥)

اس کے رب کی طرف سے اور ایمان لائے مومن، ہر ایک ایمان لایا اللہ پر، اس کے ملائکہ پر، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔ ہم فرق نہیں کرتے کسی بھی رسول کے درمیان اور انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، تیری بخشش طلب کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔'' پس جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ نے اسے منسوخ کر دیا اور نازل فرمایا: ''اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، کسی شخص نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو برائی کی اس کا وبال بھی اس پر ہے، اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر۔'' اللہ نے فرمایا: ہاں! ''اے ہمارے رب! نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ جیسا تو نے بوجھ ڈالا ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے تھے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! ''اے ہمارے رب! نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز جس کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔'' تو اللہ نے فرمایا: ہاں! ''ہمیں معاف کر، ہمیں بخش، ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مولا ہے۔ پس تو ہماری امداد فرما کافر قوم کے مقابلے میں۔'' اللہ نے فرمایا: ہاں!'' (مسلم)

٦٨٣٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَـجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسْوَسَتْ أَوْ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْـفُسَهَـا مَـا لَـمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ. (رواه البخاري: ٦٦٦٤)

٦٨٣٨۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دل میں آنے والے خیالات اور وسوسے سے درگزر کر دیا ہے جب تک اس کے بارے میں کلام نہ کرے یا اس پر عمل نہ کرے۔''

شرح: ...... (۱) اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ذہن میں موجود کا اعتبار نہیں۔ قول اور عمل کا اثر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے اس امت کی قدر و منزلت بھی بہت بڑھی ہے کہ دل میں آ کر چلے جانے والے وسوسوں سے درگزر کر دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۵۵۲)

(٦٨٣٨) بخاری: ٦٦٦٤۔ مسلم: ١٢٧۔ ابو داود: ٢٢٠٩۔ ترمذی: ١٨٣۔ نسائی: ٣٤٣٤۔ ابن ماجه: ٢٠٤٠۔ احمد: ٩٨٧٨.

اور خیالات اگر عزم کی صورت کرلیں لیکن انہیں انسان کسی صورت پایہ تکمیل تک نہ پہنچاسکیں تو اس کا بھی مواخذہ ہوگا۔
(۲) پہلے انسان کے دل میں گزرنے والے خیالات اور وسوسوں پر بھی مواخذہ کا حکم نازل ہوا تھا۔ جن کے روکنے پر کوئی انسان قادر نہیں۔ اس لیے صحابہ بجا طور پر پریشان ہوئے۔ تاہم رسول اکرم ﷺ کی ہدایت پر جب انہوں نے سمع و طاعت کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ فرما دیا اور وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف لا یطاق میں مبتلا نہیں کرتا۔ اس لیے اب ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے تمام حکموں کو بجا لائے کیونکہ اب اس کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو انسان کی طاقت سے بالا ہو۔
(شرح ریاض الصالحین: ۱/۲۱۳)

سورة آل عمران

سورت آل عمران

٦٨٣٩- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰـذِهِ الْآيَةَ: (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوْ الْأَلْبَابِ) قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ. (للبخاري: ٤٥٤٧)

٦٨٣٩۔ ''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت: ''وہ ذات جس نے آپ پر کتاب نازل کی اس میں سے کچھ آیات محکم ہیں، وہی اصل کتاب ہیں اور دوسری آیات متشابہات ہیں، جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں فتنہ تلاش کرتے ہیں اور اس کی تاویلات، حالانکہ اللہ کے سوا ان کی تاویل کوئی نہیں جانتا اور جو اپنے علم میں مضبوط ہیں وہ کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے۔ یہ تمام ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر عقل والے۔'' تلاوت کر کے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو متشابہات سے ہے تو وہ لوگ ہیں جن کا نام لے کر اللہ نے فرمایا ہے: لہٰذا تم ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔''

شرح:...... اس میں ان لوگوں سے بچنے کا حکم ہے جو قرآن پاک میں سے متشابہ کا اتباع کرتے ہیں۔

(٦٨٣٩) بخاری: ٤٥٤٧۔ مسلم: ٢٦٦٥۔ ابو داود: ٤٥٦٨۔ ترمذی: ٢٩٩٣۔ ابن ماجہ: ٤٧۔ دارمی: ١٤٥۔ احمد: ٢٥٦٦٥.

یہ کام سب سے پہلے یہودیوں نے کیا کہ حروف مقطعات کی تاویل کی اور جملوں کی تعداد نکال کر اس امت کی مدت بتائی۔ ان کے بعد خارجیوں نے متشابہات قرآنی سے کام لیا۔ ضبیع نامی خارجی کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ یہ متشابہ کی پیروی کرتا ہے تو اس کے سر پر اتنا مارا کہ خون نکلنے لگا۔

متشابہ کے بھی دو مفہوم ہیں۔ ایک وہ جب اسے محکم سے ملایا جائے تو اس کا معنی واضح ہو جاتا ہے، دوسرا متشابہ وہ جس کی معرفت تک رسائی نہیں ہوتی یہ کجرو لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں۔ خود بھی فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی فتنہ پروری میں ڈالتے ہیں۔ ان سے بچاؤ کا حکم ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۱۱)

٦٨٤٠ـ أَنَسٍ وَغَيْرِهِ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: مِنَ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ؟ قَالَ: هُوَمِنْ قُرَّتِ عَيْنِهِ، وَصِدْقِ لِسَانِهِ، وَعَفَّ فَرْجُهُ وَبَطْنُهُ، فَذَاكَ الرَّاسِخُ فِي الْعِلْمِ. (رواه الطبراني في الكبير)(٧٦٥٨)بضعف

۶۸۴۰۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: "الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، زبان سچی ہو، شرم گاہ عفیف ہو اور پیٹ میں حلال کا رزق ہو، تو یہ "الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" ہیں۔'' (طبرانی کبیر)

شرح: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے راسخون فی العلم کی وضاحت یہ کی ہے کہ قرآن پاک جس طرح سنتے ہیں اسی طرح ایمان لاتے ہیں محکم پر بھی اور متشابہ پر بھی اور متشابہ پر ایمان لاتے ہیں اور محکم پر عمل کرتے ہیں اور یہ صائب الرائے لوگ ہیں۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۱۰)

٦٨٤١ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ: ﴿فَلاَأَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلاَيَتَسَاءَلُوْنَ﴾ وَ ﴿أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُوْنَ﴾ وَ ﴿وَلاَ يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ وَ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ فَقَدْكَتَمُوْا فِي هٰذِهِ الْآيَةِ. وَقَالَ: ﴿أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا﴾ إِلَى قَوْلِهِ

۶۸۴۱۔ ''سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا: میں اللہ کی کتاب میں کچھ اشیاء پاتا ہوں جو میرے لیے مختلف ہو کر رہتی ہیں۔ (ابن عباس نے کہا وہ کونسی اشیاء ہیں؟) اس نے کہا: ایک یہ اللہ کا فرمان: ''ان کے درمیان نسب کا اعتبار نہ ہو گا اور نہ وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔'' اور پھر فرمایا: ''وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔'' اور فرمایا: ''وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔'' اور فرمایا: ''وہ کہیں گے:

(٦٨٤٠) طبراني كبير: ٧٦٥٨ـ وفيه عبدالله بن يزيد ضعيف، هيثمي: ١٠٨٨٧.
(٦٨٤١) بخاري تعليقًا.

﴿دَحَاهَا﴾ فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ: ﴿أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿طَائِعِيْنَ﴾ فَذَكَرَفِي هٰذِهِ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ خَلْقِ السَّمَاءِ وَقَالَ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ ، ﴿عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ ، ﴿سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ فَكَأَنَّهُ كَانَ ، ثُمَّ مَضَى فَقَالَ: ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي النَّفْخَةِ الْأُوْلَى ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ (فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ)فَلاَ أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَلاَيَتَسَاءَ لُوْنَ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الآخِرَةِ ﴿أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَ لُوْنَ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهُ: ﴿مَاكُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ وَ ﴿وَلاَيَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ فَإِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلاَصِ ذُنُوْبَهُمْ ، وَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ تَعَالَوْا نَقُوْلُ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِيْنَ ، فَخُتِمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ أَيْدِيْهِمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللّٰهَ لاَ يُكْتَمُ حَدِيْثًا وَعِنْدَهُ . (رواه البخاري تعليقا)

اے ہمارے رب! ہم مشرک نہیں تھے۔'' حالانکہ اس آیت میں تو ذکر ہے کہ وہ اپنے شرک کو چھپائیں گے۔ اور سورت النازعات میں فرمایا: (آسمان کو بنایا) تا قولہ تعالیٰ: (زمین کو بچھایا) پس آسمان کی تخلیق کو زمین کی تخلیق سے پہلے بیان کیا۔ پھر فرمایا: ''کیا تم اس ذاتِ حق کے ساتھ کفر کرتے ہو جس نے زمین کو پیدا کیا دو ایام میں'' اور اس آیت میں زمین کی تخلیق کو آسمان کی تخلیق سے پہلے بتایا گیا ہے اور فرمایا: ''تھا اللہ بخشنے والا مہربان''۔ اور ''تھا اللہ غالب حکمت والا'' اور ''تھا اللہ سننے والا'' تو گویا وہ تھا اور گذر چکا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ا۔نسب کا سوال نفخہ اولیٰ کے وقت نہ ہو گا جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ''پھر پھونکا جائے گا صور میں تو غش کھائے گا جو کوئی آدمی آسمان میں ہے اور وہ جو کوئی زمین میں ہے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔'' پس انساب ان کے درمیان نہ ہو گا۔ اور نہ وہ آپس میں سوال کریں گے اور پھر دوسرا نفخہ ہو گا تو ''اس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کریں گے۔''

۲۔ رہا کفار کا قیامت کو یہ کہنا: ''اے ہمارے رب! ہم مشرک تھے۔ تو (اللہ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضا ان کے تمام اعمال کی خبر دیں گے تو اس وقت سب پر واضح ہو گا کہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائی جاتی اور یہ وقت ہو گا جب بار بار کافر یہ پسند کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

۳۔ اور اللہ نے زمین کو دو ایام میں پیدا کیا۔ پھر آسمان کی طرف ارادہ کیا پس ان کو سات آسمان برابر کر دیا یہ دوسرے دو ایام میں کیا۔ اور پھر زمین کو بچھایا اور اس سے پانی نکالا اور چراہ گاہ بنائیں اور اس میں پہاڑ بنائے، درخت پیدا کیے اور نباتات اگائیں اور دیگر اشیا بھی اور یہ دوسرے ایام کا ذکر اور واقعہ ہے۔ اور اللہ کا قول کہ زمین کو اس کے بعد بچھایا ہے پس زمین اور اس کی تمام اشیا چار ایام میں تخلیق فرمائی ہیں اور آسمان دو ایام میں تخلیق کیا ہے۔

۴۔ اور قولہ تعالیٰ۔ کان اللہ غفورا رحیما۔ اور اللہ جس کام کا ارادہ کرتا ہے وہ کام ہو جاتا ہے۔ تیرے لیے افسوس

ہے قرآن میں اختلاف کا گمان تیرے اوپر آشنہ وارد نہ ہو۔ قرآن اللہ سب کی طرف سے ہے۔'' (البخاری)

٦٨٤٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ جَمَعَ الْيَهُوْدَ فِي سُوْقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ! أَسْلِمُوْا قَبْلَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قُرَيْشًا، قَالُوْا يَامُحَمَّدُ! لَايَغُرَّنَّكَ مِنْ نَفْسِكَ أَنَّكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوْا أَغْمَارًا لَايَعْرِفُوْنَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ لَوْقَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ، وَأَنَّكَ لَمْ تَلْقَ مِثْلَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي ذٰلِكَ ﴿قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ﴾ قَرَأَمُصَرِّفٌ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ بِبَدْرٍ (وَأُخْرَى كَافِرَةٌ). (رواه أبوداود: ٣٠٠١)

٦٨٤٢۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ کو بدر میں جب قریش پر فتح حاصل ہوئی اور آپ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو بنوقینقاع کے بازار میں جمع کیا اور فرمایا: ''اسلام قبول کرو اس سے پہلے کہ تمہیں بھی ہماری طرف سے وہ دکھ پہنچے جو قریش کو پہنچا ہے۔'' انہوں نے کہا: اے محمد! آپ کو اپنے متعلق غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہیے کہ قریش کے چند افراد آپ نے قتل کر دیئے جو لڑنا نہیں جانتے تھے۔ اگر ہم سے آپ کی جنگ ہوگی تو آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا لڑنے والے لوگ ہم ہیں۔ اور آپ نے ہمارے جیسے لوگوں سے مقابلہ نہیں کیا۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل کر دی: ''آپ کافروں کو کہہ دیں عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے'' اللہ کے اس فرمان تک: ''ایک جماعت لڑتی تھی اللہ کی راہ میں، یعنی مقام بدر میں، اور دوسری کافر قوم تھی۔'' (ابوداؤد)

٦٨٤٣۔ الأَعْمَشُ: تَلاَ: ﴿شَهِدَاللّٰهُ أَنَّهُ لاَإِلٰهَ إِلاَّهُوَ...... إِلَى...... الإِسْلاَمِ﴾ ثُمَّ قَالَ: وَأَنَاأَشْهَدُ بِمَا شَهِدَبِهِ اللّٰهُ وَأَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ، وَهِيَ عِنْدَاللّٰهِ وَدِيْعَةٌ، فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْوَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَفَعَهُ: يُجَاءُ بِصَاحِبِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: عَبْدِي عَهِدَ إِلَيَّ وَأَنَا أَحَقُّ مَنْ وَفَّى بِالْعَهْدِ، اَدْخِلُوْا عَبْدِي الْجَنَّةَ. (رواه الطبرانی فی الكبير (١٠٤٥٣) بضعف)

٦٨٤٣۔ ''اعمش رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''گواہی دی اللہ نے کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ معبود ہے'' اس فرمان تک: ''دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے'' پھر اس نے کہا: اور میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی جس کی اللہ نے گواہی دی ہے اور اپنی یہ گواہی اللہ کے پاس امانت رکھتا ہوں اور یہ اللہ کے پاس میری امانت رکھی ہوئی ہے۔ اس سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا: مجھے خبر دی ابووائل نے، وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: اس شہادت والے شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا، پھر اللہ فرمائے گا: میرے

(٦٨٤٢) ابو داود: ٣٠٠١۔ ضعيف الاسناد: ٦٤٧١.

(٦٨٤٣) طبرانی کبير: ١٠٤٥٣۔ وفيهعمر بن المختار وهو ضعيف، هيثمی: ١٠٨٩٠.

اس بندے نے میرے پاس اپنا معاہدہ امانت رکھا ہے اور میں امانت ادا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں ۔ میرے بندے کو جنت میں داخل کردو۔'' (الکبیر بسند ضعیف)

٦٨٤٤ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةٌ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ وَلِيِّي أَبِي وَخَلِيْلُ رَبِّي ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾. (رواه الترمذي: ٢٩٩٥)

٦٨٤٤۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر پیغمبر کے لیے دیگر انبیا میں سے کوئی خصوصی دوست ہوتا ہے (اور میرے دوست میرے باپ اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''سب لوگوں سے زیادہ مستحق ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے ۔ اور یہ نبی ﷺ اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔'' (ترمذی)

٦٨٤٥ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: آلُ اِبْرَاهِيْمَ وَآلُ عِمْرَانَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ عِمْرَانَ وَآلِ يَاسِيْنَ وَآلِ مُحَمَّدٍ . يَقُوْلُ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ﴾ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ. (للبخاري تعليقا)

٦٨٤٥۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: آل ابراہیم ، اور آل عمران سے مومن مراد ہیں۔ آل ابراہیم علیہ السلام، آل عمران، آل یٰس اور آل محمد سب ایماندار ہی مراد ہیں۔ اللہ نے فرمایا: زیادہ حقدار لوگوں میں سے ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور وہ سب مومن تھے اور یہ نبی کریم اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنوں کا دوست ہے۔'' (بخاری نے بلا سند ذکر کیا ہے۔)

شرح: ......یعنی ہر نبی کے ساتھی اور دوست ہوتے ہیں جن سے وہ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ چاہت کرتے ہیں میرے ہاں خاص محبت والے میرے بابا ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام ہیں۔

حضرت خلیل علیہ السلام کے زمانہ میں ان کی اتباع کرنے والے بھی ان کے قریب ترین تھے۔ یا پھر میں محمد ﷺ ہوں کیونکہ ان کی شریعت کے زیادہ تر حصے میں میں ان کا ہمنوا ہوں۔

باقی جو بھی مومن ہے اللہ تعالیٰ اس کا حامی و ناصر ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۱۹۲/۴)

٦٨٤٦ــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (نَذَرْتُ لَكَ مَا

٦٨٤٦۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

(٦٨٤٤) ترمذی: ٢٩٩٥۔ صحیح: ٢٣٩٤۔ احمد: ٣٧٩٠.

(٦٨٤٥) بخاری تعليقًا.

(٦٨٤٦) بخاری تعليقًا.

فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا) لِلْمَسْجِدِ يَخْدُمُهَا. للبخاري تعليقا

''میں نے نذر مانی، وہ چیز جو میرے بطن میں ہے آزاد کی ہوئی۔'' یعنی خالص مسجد کی خدمت کے لیے۔

٦٨٤٧ـــ وَقُوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ (إِذْ يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اقْتَرَعُوْا فَجَرَتِ الْأَقْلَامُ مَعَ الْجِرْيَةِ وَعَالَ قَلَمُ زَكَرِيَّاءَ الْجِرْيَةَ. (للبخاري تعليقا)

۶۸۴۷۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ''جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ کون ان میں سے مریم کی کفالت کرے گا۔'' انہوں نے کہا: وہ قرعہ اندازی کر رہے تھے اور سب کے قلم پانی میں بہہ گئے اور زکریا علیہ السلام کا قلم اوپر آ گیا۔'' یہ بخاری کے تراجم میں مذکور ہے۔

٦٨٤٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ، ثُمَّ تَنَدَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَى قَوْمِهِ سَلُوا لِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ، فَجَاءَ قَوْمُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: إِنَّ فُلَانًا قَدْ نَدِمَ وَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نَسْأَلَكَ هَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ فَنَزَلَتْ: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَأَسْلَمَ. (رواه النسائي: ٤٠٦٨)

۶۸۴۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک مرد مسلمان ہوا اور پھر دین سے مرتد ہو کر اہل شرک سے جا ملا۔ پھر نادم ہوا اور اپنی قوم کی طرف پیغام ارسال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو: کیا میرے لیے توبہ ہے؟ لوگوں نے آپ سے سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اس قوم کو اللہ تعالیٰ کیسے ہدایت دے جس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔'' اللہ کے اس فرمان تک: ''اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔'' اس کی طرف یہ آیت ارسال کی گئی تو وہ اسلام لے آیا۔'' (نسائی)

شرح: ......اس سے یہ ثابت ہوا کہ خاتون مرتد ہو جائے یا آدمی مرتد ہو جائے تو وہ خود توبہ کر لیں یا ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور وہ توبہ کر لیں تو قبول ہے اگر توبہ نہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا تو انہیں کہا: اگر کوئی مرد یا عورت اسلام سے مرتد ہو جائے تو اسے اسلام کی دعوت دو، اگر قبول کر لے تو چھوڑ دو اگر دعوت قبول نہ کرے تو اسے قتل کر دو۔

(تعلیقات سلفیہ: ۱۶۲/۲)

٦٨٤٩ـــ ابْنِ عُمَرَ حَضَرَتْنِي هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾

۶۸۴۹۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے اس آیت کا خیال آیا: ''تم نیکی تک نہیں پہنچو گے یہاں تک کہ خرچ کرو وہ چیز جو تمہیں

(٦٨٤٧) بخاری تعليقًا.

(٦٨٤٨) نسائی: ٤٠٦٨ـ صحيح الاسناد: ٣٧٩٢ـ البانی.

(٦٨٤٩) بزار: ٢١٩٤ـ وفيه من لم اعرفه، هيثمی: ١٠٨٩٢.

فَذَكَرْتُ مَا أَعْطَانِي اللّٰهُ تَعَالَى فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَرْجَانَةٍ جَارِيَةٍ لِي رُوْمِيَةٍ، فَقُلْتُ: هِيَ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ، فَلَوْ أَنِّي أَعُوْدُ فِي شَيْءٍ جَعَلْتُهُ لِلّٰهِ لَنَكَحْتُهَا. (رواه البزار: ٢١٩٤ بخفى)

محبوب ہے) پس مجھے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے میں نے اس پر غور کیا تو مجھے کوئی چیز میری رومی لونڈی مرجانہ سے زیادہ پسند نظر نہ آئی۔ پس میں نے کہا: یہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔ اللہ کی راہ میں دیکر کسی چیز کو میں واپس کرتا ہوتا تو میں اس لڑکی سے نکاح کرتا۔'' (البزار، مخفی سند)

٦٨٥٠ــــ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ﴾ أَنْ يُطَاعَ فَلَا يُعْصٰى، وَأَنْ يُشْكَرَ فَلَا يُكْفَرَ، وَأَنْ يُذْكَرَ فَلَا يُنْسَى. (رواه الطبرانی فی الکبیر: ٨٥٠١)

۶۸۵۰۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کے فرمان کی تفسیر میں کہا: ''اللہ سے ڈرنا جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔'' وہ یہ ہے کہ اللہ ہی کی اطاعت کرے، اس کی نافرمانی نہ کرے اور اسی کا شکر کرے اور ناشکری نہ کرے اور اس کو یاد کرے اور اس کو نہ بھولے۔'' (الکبیر)

٦٨٥١۔ عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: رَأَى أَبُوْ أُمَامَةَ رُءُوْسًا مَنْصُوْبَةً عَلَى دَرَجِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقَالَ أَبُوْ أُمَامَةَ: كِلَابُ النَّارِ، شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ، خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوْهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: لَوْلَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ. (رواه الترمذي: ٣٠٠٠)

۶۸۵۱۔ ''ابو غالب نے کہا: ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کی مسجد کی سیڑھی پر ایک مقتول کی قبر دیکھی تو کہا: یہ آگ کے کتے ہیں۔ آسمان کے نیچے بدترین مقتول یہ ہیں۔ بہترین مقتول وہ ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی: ''جس دن سفید ہوں گے کئی چہرے اور سیاہ ہوں گے کئی چہرے۔'' میں نے کہا: آپ نے یہ بات نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے؟ آپ نے کہا: میں نے ایک بار یا دو بار یا تین بار نہیں سنا سات مرتبہ کا ذکر کیا۔ کہا پھر تو میں تم سے اس کو بیان ہی نہ کرتا مگر میں نے کئی بار سنا ہے۔''

شــرح: ......یعنی جنہیں خارجی شہید کریں وہ شہداء میں سے بہترین ہے اور جو خارجیوں کو قتل کرے تو خارجی بدترین مردہ ہے۔ خارجیوں کو دوزخ کے کتے قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کافر ہیں اور دین سے خارج ہیں۔
(انجاز الحاجہ: ۱/۲۰۰)

(٦٨٥٠) طبرانی کبیر: ٨٥٠١۔ باسنادین رجال احدهما رجال الصحیح والاخر ضعیف، هیثمی: ١٠٨٩٣.
(٦٨٥١) ترمذی: ٣٠٠٠۔ حسن، صحیح، البانی: ٢٣٩٨۔ ابن ماجه: ١٧٦.

٦٨٥٢ــ عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَأُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: إِنَّكُمْ تَتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ. (رواه الترمذي: ٣٠٠١)

۶۸۵۲۔ ''بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم بہتر امت ہو وہ جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے۔'' تم مکمل کرو گے ستر امتیں، تم ان سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک باعزت ہو۔''

٦٨٥٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَأُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ قَالَ: هُمُ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. (رواه أحمد'٢٤٥٩)

۶۸۵۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے نکالی گئی ہو۔'' کہا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے۔

شرح:......یعنی تمہارے سمیت (۷۰) امتیں ہوں گی۔ اس سے تعداد کا حصہ مقصود نہیں بلکہ کثرت بتانا مراد ہے۔

اس میں بتایا گیا ہے جس طرح تمہارے نبی اکرم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح تم آخری امت ہو۔ اس میں دلالت ہے کہ خیر امت سے مراد نبی اکرم ﷺ کی امت کی اکثریت ہے۔ علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیہ مبارکہ میں مذکور اوصاف کی وجہ سے یہ شرف وفضل دیا گیا ہے۔ جن کی وجہ سے یہ دوسری تمام امتوں سے ممتاز اور فوقیت والی ہوگئی ہے۔ یہ لوگوں کی خیر خواہی اور خیر سے محبت، دعوت اور تعلیم وارشاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بنا پر سب پر برتری لے گئی ہے۔

اور اس نے اخلاق کی تکمیل کی ہے اور حسب امکان لوگوں کے لیے مفید چیزیں مہیا کی ہیں اور اس نے انسانیت کو نفسیاتی اور ایمان باللہ کی اور حقوق ایمان کی تکمیل کا گر سکھایا جن کی بنا پر یہ خیر امت قرار پائی۔

(تیسیر الکریم الرحمٰن: ۱/ ۴۰۹)

٦٨٥٤ــ اِبْنِ عَبَّاسٍ: لَمَّاأَسْلَمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَثَعْلَبَةُ ابْنُ سَعْيَةَ وَأَسَدُبْنُ عُبَيْدٍ'

۶۸۵۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب عبداللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعیہ، اسد بن عبید اور دیگر لوگ یہود میں سے

(٦٨٥٢) ترمذی: ٣٠٠١۔ حسن: ٢٣٩٩۔ ابن ماجه: ٤٢٨٧۔ احمد: ١٩٥٢٠۔ دارمی: ٢٤٦٠.

(٦٨٥٣) احمد: ٢٤٥٩۔ طبرانی، ورجال احمد رجال الصحيح، هيثمی: ١٠٨٩٨.

(٦٨٥٤) طبرانی کبير: ١٣٨٨۔ ورجاله ثقات، هيثمی: ١٠٨٩٨.

وَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ يَهُوْدَ،قَالَتْ أَحْبَارُهُمْ:مَاآمَنَ بِمُحَمَّدٍ إِلَّاأَشْرَارُنَا وَلَوْكَانُوْامِنْ خِيَارِنَا مَاتَرَكُوْا دِيْنَ آبَائِهِمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَيْسُوْا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ اِلَى ﴿مِنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ . (رواه الطبراني في الكبير: ١٣٨٨)

اسلام لائے۔تو یہود کے علما نے کہا محمد (ﷺ) پر ہمارے وہ لوگ ایمان لائے ہیں جو ہم میں سے زیادہ شریر تھے۔ اگر وہ لوگ ہمارے اچھے لوگوں میں سے ہوتے تو اپنے آباء کا دین ترک نہ کرتے۔پس اللہ نے یہ آیت نازل کی:''وہ سب برابر نہیں ہیں، اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ہیں جو حق پر قائم ہیں وہی نیکوں میں سے ہیں۔'' (الکبیر)

٦٨٥٥۔ أَبُوْأُمَامَةَ: رَفَعَهُ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاتَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِنْ دُوْنِكُمْ﴾ . . اِلَى . . ﴿تَعْقِلُوْنَ﴾قَالُوْا:هُمُ الْخَوَارِجُ . (رواه الطبراني في الكبير: ٨٠٤٧)

٦٨٥٥۔''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''اے ایمان والو! نہ بناؤ دلی دوست اپنوں کے سوا کسی کو، دوسرے لوگ تمہیں برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ...... اگر تم عقل رکھتے ہو۔) کہا کہ اس سے مراد خوارج ہیں۔'' (الکبیر)

٦٨٥٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ فِيْنَا نَزَلَتْ: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ قَالَ: نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ: بَنُوْحَارِثَةَ وَبَنُوْسَلِمَةَ وَمَانُحِبُّ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَمَايَسُرُّنِي أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ . (رواه البخاري: ٤٥٥٨)

٦٨٥٦۔''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے:''جب تم میں سے دو جماعتوں نے جنگ سے پھسلنے کا ارادہ کیا جبکہ اللہ ان دونوں کا والی ہے۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ دو گروہ تھے: بنو حارثہ اور بنو سلمہ اور مجھے اس آیت کے متعلق یہ پسند نہیں ہے کہ یہ نازل نہ ہوتی اس لیے کہ اللہ نے یہ بھی فرمایا: ''اللہ ان دو گروہوں کا دوست ہے۔'' (الشیخان)

٦٨٥٧۔ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرَأَيْتَ قَوْلَهُ: ﴿وَجَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ﴾ فَأَيْنَ النَّارُ؟قَالَ:أَرَأَيْتَ اللَّيْلَ فَالْتَبَسَ كُلَّ شَيْءٍ فَأَيْنَ النَّهَارُ؟ قَالَ

٦٨٥٧۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: یہ تو بتاؤ کہ اللہ کا ارشاد ہے: ''اور جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جیسی ہے'' تو پھر آگ کہاں ہوگی؟

(٦٨٥٥) طبراني كبير: ٨٠٤٧۔ واسناده جيد، هيثمي: ١٠٩٠٠.

(٦٨٥٦) بخاري: ٤٥٥٨۔ مسلم: ٢٥٠٥.

(٦٨٥٧) بزار: ٢١٩٦۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١٠٩٠٢.

حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ:قَالَ فَكَذٰلِكَ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ. (رواه البزار: ٢١٩٦)

فرمایا: ''کیا تو نے رات پر غور کیا کہ اس نے ہر چیز ڈھانپ لی تو دن کہاں چلا جاتا ہے؟'' اس نے کہا: جہاں اللہ چاہے، تو فرمایا: ''اسی طرح آگ بھی جہاں اللہ چاہے۔'' (البزار)

٦٨٥٨ـــ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَمَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ عَلَى صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَّامٍ فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾. (رواه البخاري: ٤٠٧٠)

٦٨٥٨۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے سنا کہ رسول اکرم ﷺ فجر کی نماز کی آخری رکعت میں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: ''اے اللہ! فلاں، فلاں اور فلاں پر لعنت فرما۔ آپ یہ بددعا: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے بعد کرتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی: ''آپ کو کسی معاملے کا کوئی اختیار نہیں...... بے شک وہی ظالم ہیں۔'' حنظلہ بن سفیان کا بیان ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمر اور حارث بن ہشام کے لیے ہلاکت کی بددعا کرتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''تیرے لیے اس امر میں کوئی اختیار نہیں ہے...... بے شک وہ ظالم ہیں۔'' (البخاری)

٦٨٥٩ـــ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَالَ: اللّٰهُمَّ! الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا يَدْعُوْ عَلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْيَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْيُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَo﴾. (رواه النسائي: ١٠٧٨)

٦٨٥٩۔ ''جناب سالم رحمہ اللہ اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، جب آپ نے صبح نماز کی دوسری رکعت سے سر اٹھایا تو فرمایا: اے اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت فرما، آپ منافقین کی جماعت کے لیے بددعا فرما رہے تھے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ''آپ کے لیے اس امر میں کوئی اختیار نہیں ہے یا ان پر اللہ رجوع کرے گا یا ان کو عذاب دیگا۔'' (نسائی)

(٦٨٥٨) بخاری: ٤٠٧٠۔ صحیح، احمد: ٥٩٦١.

(٦٨٥٩) نسائی: ١٠٧٨۔ صحیح، البانی: ١٠٣٣۔ بخاری: ٤٥٥٩۔ ترمذی: ٣٠٠٥۔ احمد: ٥٦٤١.

شرح:......اس آیہ مبارکہ کے سبب نزول میں ایک سبب تو یہی ہے جو ان احادیث میں مذکور ہے۔
دوسرا یہ ہے کہ جنگ احد میں نبی اکرم ﷺ کے دانت مبارک توڑ دیے گئے، آپ کا مبارک چہرہ زخمی ہوا، خون آپ کے چہرے پر بہہ رہا تھا اور آپ خون صاف کر رہے تھے اور آپ مبارک زبان سے کہتے:
وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا رخ تاباں خون سے رنگین کر دیا ہے اور وہ انہیں رب کی طرف بلا رہا ہے۔
تو یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر آپ کی یہ بد دعا قبول ہو جاتی تو یہ ہلاک ہو جاتے لیکن ایسا ہوا کہ یہی لوگ جنہوں نے زخمی کیا تھا وہ فتح مکہ پر مسلمان ہو کر آپ کے دست و بازو بنے۔
آپ کے رخسار سے لوہے کی خود کا ٹکڑا نکالتے ہوئے خون نکلا تو مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے وہ خون اپنے منہ میں نگل لیا تو آپ نے فرمایا: مالک آگ آپ کو ہرگز نہ چھوئے گی۔
سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کسی کے قتل کرنے کی اتنی حرص کبھی پیدا نہیں ہوئی جتنی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کی حرص تھی کیونکہ اس نے احد میں رسول اکرم ﷺ کو زخمی کیا تھا لیکن وہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۳۶۵)

٦٨٦٠۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النِّسَاءَ كُنَّ يَوْمَ أُحُدٍ خَلْفَ الْمُسْلِمِيْنَ يُجَهِّزْنَ عَلَى جَرْحَى الْمُشْرِكِيْنَ فَلَوْ حَلَفْتُ يَوْمَئِذٍ رَجَوْتُ أَنْ أَبَرَّ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَّا يُرِيْدُ الدُّنْيَا حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ﴾. (رواه أحمد: ٤٤٠٠ والكبير)

۶۸۶۰۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: احد کے دن عورتیں مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے تھیں جو مشرکوں کے زخمیوں کو مار ڈالتی تھیں، چنانچہ اگر میں اس روز قسم اٹھاتا تو مجھے امید تھی کہ میری قسم سچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی شخص دنیا کا ارادہ نہیں کرتا ہوگا یہاں تک کہ ہمارے بارے میں احد کے دن یہ آیت نازل ہوئی: ''تم میں سے وہ شخص ہے جو دنیا کا ارادہ کرتا تھا اور وہ شخص ہے جو آخرت کا ارادہ کرتا تھا، پھر اللہ نے تمہیں کافروں کے مقابلے میں پسپا کر دیا تا کہ وہ تمہاری آزمائش کرے۔'' (احمد، الکبیر)

٦٨٦١۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ﴾ فِي قَطِيْفَةٍ حَمْرَاءَ فُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ بَعْضُ

۶۸۶۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کا یہ فرمان: ''کسی نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مالِ غنیمت میں خیانت کرے۔'' یہ آیت ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی

(٦٨٦٠) احمد: ٤٤٠٠۔ طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، احمد فی حدیث طویل تقدم فی وقعة احد، ورجال الطبرانی ثقات، هیثمی: ١٠٩٠٤.
(٦٨٦١) ابو داود: ٣٩٧١۔ صحیح، البانی: ٣٣٦٠۔ ترمذی: ٣٠٠٩.

النَّاسِ: لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَخَذَھَا، فَأَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَاكَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ﴾ إِلَی آخِرِالاٰيَةِ. (رواه أبوداود: ٣٩٧١)

جو بدر میں گم ہوگئی۔ کسی نے کہا: ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لی ہو، چنانچہ اللہ نے یہ آیت نازل کر دی۔'' (ترمذی و ابوداود)

شـــرح: ......اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ جب میدان احد میں نبی اکرم ﷺ نے تیر انداز درہ پر بٹھائے اور انہیں کہا کہ یہ مرکر ہرگز نہ چھوڑنا۔ جب غلبہ ہوا تو لوگوں نے یہ خیال کیا کہ ہمیں مال غنیمت نہ ملے گا جیسا کہ بدر میں نہ ملا تھا اور سمجھا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے خود ہی رکھنا ہو۔ یہ لوگ غنیمت اکٹھی کرنے میں مصروف ہوگئے۔ جب آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائی لوٹنے لگے تھے ہم بھی شروع ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا خیال تھا کہ ہم خیانت کریں گے۔تو قرآن پاک نے ان کی غلط فہمی اس آیت کے ذریعے دور کی۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۶)

٦٨٦٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿حَسْبُنَااللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ قَالَهَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِيْنَ قَالُوْا: ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْجَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾. (للبخاري: ٤٥٦٣)

۶۸۶۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیت: ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ کلمہ ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا جب وہ آگ میں ڈالے گئے۔ اور یہ کلمہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کہا: ''جب لوگوں نے اطلاع دی اور کہا کہ کفار لوگ تمہارے خلاف جمع ہو چکے ہیں، لہٰذا تم ان سے ڈر جاؤ تو ان کا ایمان بڑھ گیا اور انہوں نے کہا: ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔'' (البخاری)

شرح: ......سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا تو ان کا آخری کلام یہ دعا تھی اور بعض روایات میں آتا ہے کہ سب سے اول یہ دعا تھی۔ ثابت ہوا کہ آگ میں جانے سے پہلے اول وآخر یہ دعا کی تھی۔

لوگوں کے جمع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ابوسفیان نے قریش کو لے کر دوبارہ حملہ آور ہونے کا اعلان کیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ مدینہ سے کچھ فاصلہ پر جانے کے بعد انہیں پشیمائی ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام زخمی تھے، انہیں مزید نقصان پہنچایا جاسکتا تھا۔ یہ سوچ کر انہوں نے پیغام بھیجا کہ ہم دوبارہ حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہیں۔ یہ پیغام لانے والے نعیم بن مسعود اشجعی تھے یہ بعد میں اچھے مسلمان ہوگئے تھے۔

یہاں سے علمائے تفسیر نے یہ دلیل لی ہے الناس (لوگ) جمع کا صیغہ بول کر ایک آدمی مراد لیا جاسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب یہ خوفناک اطلاع ملی تو انہوں نے کہا: ہمیں ہمارا اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۲۹)

(٦٨٦٢) بخاري: ٤٥٦٣.

٦٨٦٣ـ عَنْ أَبِيْ سَعْيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَاخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اعْتَذَرُوْا إِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَأَحَبُّوْا أَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ: ﴿لاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُحْمَدُوْا بِمَالَمْ يَفْعَلُوْا﴾ الآيَةَ. (رواه البخاري: ٤٥٦٧)

٦٨٦٣ـ ''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ غزوات میں جاتے تو کچھ منافق مرد آپ کے ساتھ نہ جاتے بلکہ آپ کی مرضی کے خلاف پیچھے بیٹھ رہنے پر خوش ہوتے اور جب آپ واپس آتے تو آپ کے سامنے معذرت کرتے اور قسم کھاتے اور پسند کرتے کہ ان کی تعریف کی جائے اس عمل پر جو انہوں نے نہیں کیا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''مت گمان کر ان لوگوں کو جو خوش ہوئے اس چیز پر جس کا وہ ارتکاب کرتے ہیں اور پسند کرتے کہ ان کی تعریف ہو ایسے عمل پر جو انہوں نے نہیں کیا ہے۔'' آیت کے آخر تک۔ (الشیخان)

شرح: ......یعنی یہ تو ایک فطرتی بات ہے کہ اچھا فعل سرانجام دے کر اگر اس پر کوئی تعریف کرتا ہے تو مسرت ہوتی ہے۔ یہ اس آیت کی زد میں نہیں آتا۔ قابل مذمت وہ ہیں جو حق کو چھپاتے ہیں اور اس پر تعریف چاہتے ہیں جیسا کہ یہود کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے اوصاف چھپاتے تھے اور بڑی خوشی سے لہک کر کہتے تھے کہ ہم دین ابراہیم پر ہیں، ہمارے لیے یہی فخر کافی ہے۔ (فتح الباری: ٨/ ٢٣٥)

٦٨٦٤ـ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ: اذْهَبْ يَارَافِعُ! إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْ: لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَاأُوْتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَالَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُوْنَ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَالَكُمْ وَلِهٰذِهِ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ ﷺ يَهُوْدَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهِ فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَأَلَهُمْ وَفَرِحُوْا

٦٨٦٤ـ ''حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے کہ مروان نے اپنے دربان کو کہا: اے رافع! تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جا کر ان کو کہہ دے کہ اگر ہر آدمی کو عذاب دیا جائے اس بات پر کہ وہ اپنے عمل پر خوش ہوتا ہے اور اس پر وہ اپنی تعریف کرانا پسند کرتا ہے جو اس نے نہیں کیا تو پھر ہم سب ہی کو عذاب ہوگا؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تمہارا اس آیت کریمہ سے یہ مفہوم لینا بے معنی ہے۔ دراصل نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو بلایا اور ان سے کسی شے کی بابت دریافت فرمایا تو انہوں نے اس کو چھپا لیا اور غلط جواب دے دیا اور گمان کیا کہ انہوں نے جو خبر

(٦٨٦٣) بخاری: ٤٥٦٧ـ مسلم: ٢٧٧٧.

(٦٨٦٤) بخاری: ٤٥٦٨ـ مسلم: ٢٧٧٨ـ ترمذی: ٣٠١٤ـ احمد: ٢٧٠٧.

بِـمَاأُوْتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِذْ أَخَـذَاللّٰهُ مِيْثَـاقَ الَّـذِيْـنَ أُوْتُـوْا الْـكِتَـابَ﴾ كَـذٰلِكَ حَتّٰى قَوْلِهِ: ﴿يَفْرَحُوْنَ بِـمَـا أَتَـوْا وَّيُـحِبُّـوْنَ أَنْ يُـحْـمَدُوْا بِمَالَمْ يَفْعَلُوْا﴾ . (رواه البخاري: ٤٥٦٨)

دی ہے، جو آپ نے ان سے پوچھا تھا، اس پر ان کی تعریف ہو گی اور وہ چھپا کر اپنے عمل پر خوش ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی: ''جب اللہ نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ جو ان کو کتاب دی گئی ہے اس کو وہ لوگوں کے سامنے بیان کریں گے۔ تا آخر آیت۔'' اور انہوں نے یہ آیت بھی تلاوت کی: ''مت گمان کر ان لوگوں کو جو خوش ہوتے اس پر جو انہوں نے ارتکاب کیا اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے اس عمل پر جو انہوں نے نہیں کیا۔'' (الشیخان والترمذی)

٦٨٦٥ـ اِبْـنِ عَبَّـاسٍ: مَامِنْ بَرٍّوَلاَفَاجِرٍإِلَّا وَالْـمَوْتُ خَيْرٌلَهُ . ثُمَّ تَلاَ: ﴿إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَـزْدَادُوْا إِثْـمًـا﴾ وَتَلاَ ﴿وَمَـا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌلِلْاَبْرَارِ﴾ . (رواه رزين)

٦٨٦٥۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہر نیکو کار اور ہر بدکار کے لیے موت بہتر ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''ہم ان کو اس لیے مہلت دیتے ہیں تا کہ وہ مزید گناہ میں بڑھ جائیں۔'' اور یہ آیت تلاوت کی: ''اور جو چیز الہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے نیکو کاروں کے لیے۔'' (الرزین)

٦٨٦٦ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لاَأَسْـمَعُ اللّٰهَ ذَكَرَالنِّسَاءَ فِي الْهِجْرَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَـعَـالَـى: ﴿إِنِّـي لاَأُضِيْـعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّـنْـكُـمْ مِـنْ ذَكَـرٍأَوْأُنْثَـى بَـعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ﴾ . (رواه الترمذي: ٣٠٢٣)

٦٨٦٦۔ ''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اللہ کے کلام میں عورتوں کی ہجرت کے متعلق کوئی ذکر نہیں سنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''میں ضائع نہیں کرتا کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا وہ عورت ہو تمہارے بعض سے ہیں۔'' (ترمذی)

شرح: ......یعنی دین کی نصرت میں اور اس سے محبت میں کوئی بھی عمل کرے مرد ہو یا عورت ہو تو میں اسے ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت ہو اس کا اجر دیتا ہوں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۰۶)

(٦٨٦٥) رزين.

(٦٨٦٦) ترمذي: ٣٠٢٣ـ صحيح، الباني: ٢٤٢٠.

سورة النساء

سورۂ نساء

٦٨٦٧ــ عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ ﷞: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامَى﴾ قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُأَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا، فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّاأَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ: وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَاكَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوْا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَاكَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ، قَالَ: فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَاإِلَّاأَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ. (رواه البخاري: ٥٠٩٢)

٦٨٦٧۔ ”سیدہ عائشہ ﷞ سے عروہ نے سوال کیا اللہ کے اس قول کے بارے میں: ”اگر تم خوف کھاؤ کہ تم عدل نہ کرو گے عورتوں کے ساتھ۔“ انہوں نے کہا: اے میری بہن کے بیٹے! یہ اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے کسی وارث کے زیر سایہ اور اس کی کفالت میں رہتی تھی جو اس کی صورت، جمال اور مال میں دلچسپی رکھتا تھا اور ارادہ یہ کرتا تھا کہ اس کا مہر کم کر دے تو ایسے وارثوں کو ان سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا، الا یہ کہ وہ یتیم لڑکیوں کو مہر مکمل کر دینے میں عدل کریں ورنہ ان کو حکم دیا گیا کہ وہ دیگر عورتوں سے نکاح کریں۔

سیدہ عائشہ ﷞ نے کہا: پھر لوگوں نے آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: ”آپ سے عورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ...... اور تم رغبت رکھتے ہو ان سے نکاح کرنے کی۔“ تو اللہ نے ان کے لیے بیان کر دیا کہ یتیم لڑکی جب مال اور جمال کی وجہ سے نکاح کرنے کے لیے پسند ہوتی ہے تو اس کو مہر پورا ادا کرتے ہیں اور مال اور جمال کی قلت کی وجہ سے نکاح کے لیے مرغوب نہیں ہوتی تو اس کو ترک کر دیتے ہیں اور اس کی بجائے دوسری عورت تلاش کرتے ہیں۔ پس جیسا یتیم لڑکی کو ناپسند کرنے کی وجہ سے اس کو ترک کرتے ہیں اسی طرح ان کے لیے یتیم لڑکی سے نکاح کرنے کا بھی کوئی حق نہیں پہنچتا جب وہ اسے پسند کرتے اور رغبت رکھتے ہیں مگر صرف اس صورت میں جب کہ اس کا مہر پورا پورا ادا کریں اور اس کو دیدیں۔“

(٦٨٦٧) بخاری: ٥٠٩٢۔ مسلم: ٣٠١٨۔ ابو داود: ٢٠٦٨۔ نسائی: ٣٣٤٦.

٦٨٦٨ــ عُـرْوَةُ بْـنُ الـزُّبَيْـرِ أَنَّـهُ سَـأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَـنْ قَـوْلِ اللهِ تَـعَالَى: ﴿وَإِنْ خِـفْتُـمْ أَنْ لَّا تُـقْسِـطُوْا﴾ إِلَى ﴿وَرُبَـاعَ﴾ فَـقَـالَـتْ: يَـا ابْنَ أُخْتِي! هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِـي حَـجْـرِ وَلِيِّهَـا تُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَـالُهَـا وَجَـمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِـغَيْـرِ أَنْ يُـقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَـا يُـعْطِيْهَا غَيْرُهُ فَنُهُوْا أَنْ يَنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُـقْسِـطُـوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِـنَ الـصَّـدَاقِ وَأُمِرُوْا أَنْ يَّنْكِحُوْا مَاطَابَ لَهُـمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَـائِشَةُ: ثُـمَّ إِنَّ الـنَّـاسَ اسْتَـفْتَوْا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَـعْـدَ هٰـذِهِ الْآيَةِ فَـأَنْـزَلَ اللهُ: ﴿وَيَسْتَـفْتُـوْنَكَ فِـي الـنِّسَـاءِ﴾ إِلَى قَوْلِـهِ: ﴿وَتَـرْغَبُـوْنَ أَنْ تَـنْـكِـحُـوْهُنَّ﴾ وَالَّذِي ذَكَـرَ اللهُ أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُوْلَـى الَّتِـي قَـالَ فِيْهَـا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُـقْسِـطُـوْا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَـكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللهِ فِـي الْآيَةِ الْأُخْـرَى: ﴿وَتَـرْغَبُـوْنَ أَنْ تَـنْـكِـحُـوْهُـنَّ﴾ يَـعْنِي هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ لِيَتِيْـمَتِـهِ الَّتِي تَكُوْنُ فِي حَجْرِهِ حِيْنَ تَكُوْنُ قَـلِيْـلَةَ الْـمَـالِ وَالْجَمَالِ فَنُهُوْا أَنْ يَنْكِحُوْا مَـا رَغِبُـوْا فِـي مَـالِهَـا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى

٦٨٦٨۔ ''عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کے فرمان: (اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے...... چار چار۔'' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میری بہن کے بیٹے! یہ آیت اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے وارث کے زیر سایہ رہتی ہو۔

جو مال میں اس کے ساتھ شریک ہے اور وارث کو اس کا مال اور اس کا جمال مرغوب ہے اور وہ اسے مہر پورا دیے بغیر نکاح کرنے کی رغبت رکھتا ہے اور پورا مہر دیتا نہیں ہے جو مہر اس کے علاوہ کوئی دوسرا اس لڑکی کو دیتا ہے تو اس لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا مگر اس صورت میں کہ اس کے ساتھ عدل کریں اور پورا مہر ادا کریں جو اس نوعیت کی لڑکیوں کا اعلیٰ تر مہر ہوا کرتا ہے اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان عورتوں کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کر لیں جو انہیں اچھی لگیں۔ عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بعد دریافت فرمایا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں...... اورتم ان سے نکاح کی رغبت رکھتے ہو'' اور اس روایت میں وہ کہتی ہیں کہ وہ آیت جس کا اللہ تعالیٰ نے حوالہ دیا ہے کہ وہ تم پر کتاب میں پڑھی گئی ہے یہ وہ آیت ہے جس میں بیان ہے: ''اور اگر تم ڈرتے ہو کہ تم یتیم عورتوں کے بارے میں عدل نہیں کرو گے تو نکاح کر ان سے جو تمہیں پسند ہو عورتوں میں سے۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کا فرمان دوسری آیت میں: ''اور تم ان عورتوں سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔) یعنی تمہاری

(٦٨٦٨) بخاری: ٢٤٩٤۔ مسلم: ٣٠١٨۔ ابو داود: ٢٠٦٨۔ نسائی: ٣٣٤٦.

النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ . (رواه البخاري: ٢٤٩٤)

رغبت اس یتیم لڑکی سے نکاح کرنے کی جو تمہارے زیر کفالت ہے اور مال اور جمال میں قلت کی حامل ہے تو ان کو اس کے نکاح کرنے سے منع کیا گیا جس سے مال و جمال کی وجہ سے رغبت ہے مگر اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ عدل کریں جیسا رغبت نہ ہونے کی صورت میں ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، نسائی)

شرح: ......عورتوں کے زبردستی وارث بننے اور انہیں نکاح سے روکنے سے منع کیا گیا ہے۔ ایسا لوگ جاہلیت میں کرتے تھے اور یہ صورت حال شروع اسلام تک جاری تھی۔ ہوتا یوں تھا کہ اس عورت کے قرابتدار یا ولی اگر چاہتے تو خود اس سے نکاح کر لیتے اور اگر ولی چاہتا تو اس کا آگے نکاح کر دیتا اور اگر چاہتے تو نکاح نہ کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔

ایک قول ہے کہ اس بارے میں ایک خاص واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ ایک خاتون جس کا نام کبشہ بنت معن تھا۔ یہ قیس بن اسلت کے نکاح میں تھی۔ قیس وفات پا گیا تو قیس کے بیٹے نے اس سے نکاح کرنے کا میلان ظاہر کیا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور یہ بات آپ کو بتائی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا۔

جاہلیت میں یہ بھی کرتے تھے کہ اگر آدمی فوت ہوتا تو اس کی بیوہ پر اس کا کوئی دوست یا رشتہ دار کپڑا ڈال دیتا اور اسے روک لیتا۔ اگر وہ خاتون حسین و جمیل ہوتی تو وہ اس سے شادی کر لیتا اور اگر وہ بدصورت ہوتی تو اسے شادی سے روک دیتا حتیٰ کہ وہ مر جاتی اور یہ اس کا وارث بن جاتا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے روکا ہے کہ ان عورتوں کے زبردستی وارث نہ بنو اور اولیاء کو بھی روکا ہے کہ تم ان کی جائیداد کے وارث بننے کے لیے انہیں نکاح سے نہ روکو۔ یہ بہت بڑا کارستم ہے۔ (عون المعبود: ۲/۱۹۳)

٦٨٦٩ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ إِذَا كَانَ فَقِيرًا أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ بِمَعْرُوفٍ . (رواه البخاري: ٤٥٧٥)

۶۸۶۹۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ کے فرمان: ''جو غنی ہے وہ بچے اور جو غریب ہے وہ معروف طریقے سے کھائے۔'' سے مروی ہے کہ یہ یتیم کے وارث کے لیے حکم نازل ہوا ہے کہ اگر وہ فقیر ہے تو اس کی نگرانی کے عوض معروف طریقے سے یتیم کے مال سے بطور اجرت کھا لے۔'' (الشیخان)

شرح: ......اس میں یتیم کے والی کو اجازت دی گئی ہے۔ والی سے مراد ہے جو اس کی نگرانی کرتا ہے اور اس کے

(٦٨٦٩) بخاري: ٤٥٧٥۔ مسلم: ٣٠١٩.

مال کی اصلاح اور نگہداشت کرتا ہے کہ اگر وہ فقیر ہے تو معروف طریقے سے یتیم کے مال سے کچھ لے سکتا ہے۔ یعنی اتنا لے جس سے اپنی بھوک مٹالے یا ستر چھپالے۔

اس کی وضاحت ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ کی مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا میرے پاس ایک یتیم ہے، اس کا مال ہے اور میرے پاس کچھ نہیں۔ کیا میں اس کے مال سے کھا سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا؛ ہاں! معروف طریقے سے کھا سکتے ہو۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۴۱)

٦٨٧٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ﴿وَإِذَا حَضَرَالْقِسْمَةَ أُولُوالْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ﴾ إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نُسِخَتْ وَلاَوَاللّٰهِ! مَا نُسِخَتْ وَلٰكِنَّهَا مِمَّاتَهَاوَنَ النَّاسُ هُمَاوَالِيَانِ: وَالٍ يَرِثُ وَذَاكَ الَّذِي يَرْزُقُ وَوَالٍ لاَيَرِثُ فَذَاكَ الَّذِيْ يَقُوْلُ بِالْمَعْرُوْفِ يَقُوْلُ لاَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ . (رواه البخاري: ٢٧٥٩)

۶۸۷۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے متعلق کہا: ''جب حاضر ہوں تقسیم (وراثت) کے وقت قرابت والے، یتیم یا مساکین تو انہیں کچھ نہ کچھ دے دو۔'' کچھ لوگ اس آیت کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے۔ ہرگز نہیں اللہ کی قسم! یہ منسوخ نہیں ہوئی، البتہ لوگوں نے اس کے ساتھ سستی سے کام لیا ہے اور اس پر عمل چھوڑ دیا ہے۔ اور مراد اس سے دو قسم کے ورثا ہیں: ایک وہ جو وارث بن کر میراث حاصل کرتے ہیں ان کو دیا جائے، دوسرے وہ جو میراث حاصل نہیں کرتے ان کو قول معروف کہا جائے کہ تیرے لیے شرعی اختیار مجھے دینے کا نہیں ہے۔''

شرح: ...... بعض علمائے کرام کا خیال تھا کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اسے وراثت والی آیت نے منسوخ کیا ہے۔ یہ موقف درست نہیں۔ یہ منسوخ نہیں۔ لوگوں نے اس پر عمل میں سستی کی ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ جب وراثت تقسیم ہو رہی ہو اور اس دوران میت کے قرابتدار جو کہ وارث نہیں وہ آجائیں یتیم اور مسکین آجائیں تو ان کا فرض حصہ تو نہیں ہے۔ تاہم انہیں کچھ دے دو تو یہ بہتر ہے کیونکہ یہ فطرتی بات ہے۔ نفوس انسانی میں مال کا طمع ہوتا ہے خصوصاً جب مال زیادہ ہو تو انہیں بطور نیکی اور احسان کچھ دے دیں یہ استحبابی حکم ہے۔ (فتح الباری: ۸/۲۴۲)

٦٨٧١۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعُ أَخَوَاتٍ ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۶۸۷۱۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مرض میں مبتلا ہوا اور میرے پاس میری سات بہنیں موجود تھیں۔ رسول اللہ ﷺ

(٦٨٧٠) بخاری: ٢٧٥٩.

(٦٨٧١) ابو داود: ٢٨٨٧۔ صحیح، البانی: ٢٥١٠۔ بخاری: ٦٧٤٣۔ مسلم: ١٦١٦۔ ترمذی: ٢٠٩٧۔ ابن ماجه: ٢٧٢٨۔ احمد: ١٣٧٧٤۔ دارمی: ٧٣٣.

فَنَفَخَ فِي وَجْهِي فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلاَ أُوْصِي لِاَخَوَاتِي بِالثُّلُثِ؟ قَالَ: اَحْسِنْ، قُلْتُ: الشَّطْرُ، قَالَ: أَحْسِنْ، ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي فَقَالَ: يَاجَابِرُ! لاَ أَرَاكَ مَيِّتًا مِنْ وَجَعِكَ هٰذَا وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَنْزَلَ فَبَيَّنَ الَّذِي لِاَخَوَاتِكَ فَجَعَلَ لَهُنَّ الثُّلُثَيْنِ قَالَ: فَكَانَ جَابِرُ يَقُوْلُ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيَّ: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلاَلَةِ﴾. (رواه أبو داود: ٢٨٨٧)

میرے پاس آئے اور میرے منہ پر پھونکا (دم کیا) تو مجھے افاقہ ہوا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی بہنوں کے لیے ایک تہائی جائیداد کی وصیت نہ کروں؟ فرمایا: احسان کر۔ میں نے کہا: پھر نصف کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا: احسان ہی کر، پھر آپ میرے پاس سے چلے گئے اور فرمایا: اے جابر! میں تجھے اس مرض سے مرنے والا گمان نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے تیری بہنوں کے لیے دو تہائی مال کا فیصلہ نازل کر دیا ہے۔ پس جابر کہا کرتے تھے: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے: ''اے نبی! لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کلالہ کے بارے میں، کہہ دیجیے: اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔''

٦٨٧٢ـ وَفِي رِوَايَةٍ: كُنَّ لِي تِسْعَ أَخَوَاتٍ. (رواه البخاري: ٤٠٥٢)

۶۸۷۲۔ ''اور ایک روایت میں ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بہنیں نو تھیں۔''

٦٨٧٣ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مَرِيْضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ أَوْقَالَ: صُبُّوْا عَلَيْهِ، فَعَقَلْتُ، فَقُلْتُ: لاَيَرِثُنِي إِلَّاكَلاَلَةٌ فَكَيْفَ الْمِيْرَاثُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ. (رواه البخاري: ٥٦٧٦)

۶۸۷۳۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں بیمار تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، آپ نے وضو فرمایا اور مجھ پر وضو کا پانی چھڑکا یا فرمایا: تم اس پر پانی چھڑکو تو مجھے ہوش آ گیا پس میں نے کہا: میری میراث بصورت کلالہ تقسیم ہو گی تو میراث کیسے تقسیم ہو گی؟ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''تمہیں اللہ وصیت کرتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں۔''

٦٨٧٤ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمْ يَرُدَّعَلَيَّ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ(يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ

۶۸۷۴۔ '' اور دوسری روایت ہے: پس آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت میراث نازل ہوئی: ''لوگ

(٦٨٧٢) بخاری: ٤٠٥٢ـ مسلم: ٧١٥ـ ابو داود: ٣٥٠٥ـ ترمذی: ١١٠٠ـ نسائی: ٤٥٩٠ـ ابن ماجه: ٢٧٢٨ـ احمد: ١٣٧٧٤ـ دارمی: ٧٣٣.

(٦٨٧٣) بخاری: ٥٦٧٦ـ مسلم: ٣٠٣١ـ ابو داود: ٢٨٨٧ـ ترمذی: ٢٠٩٧ـ نسائی: ١٣٨ـ ابن ماجه: ٢٧٢٨ـ احمد: ١٣٨٨٦ـ دارمی: ٧٣٣.

(٦٨٧٤) مسلم: ١٦١٦ـ بخاری: ٦٧٤٣ـ ابو داود: ٣٠٩٦ـ ترمذی: ٣٠١٥ـ نسائی: ١٣٨ـ ابن ماجه: ٢٧٢٨ـ احمد: ١٤٥٩٣ـ دارمی: ٧٣٣.

اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلاَلَةِ﴾. (رواه مسلم: ١٦١٦)

٦٨٧٥ـــ وَفِي أُخْرَى: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَيْفَ أَقْسِمُ مَالِي بَيْنَ وَلَدِي؟ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا فَنَزَلَتْ: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلاَدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ الآيَةَ. (رواه الترمذي: ٢٠٩٦)

٦٨٧٦ـــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى جِئْنَا امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْأَسْوَاقِ، فَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ بِابْنَتَيْنِ لَهَا فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَاتَانِ بِنْتَا ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ قُتِلَ مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدِ اسْتَفَاءَ عَمُّهُمَا مَالَهُمَا وَمِيْرَاثَهُمَا كُلَّهُ فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالاً إِلَّاأَخَذَهُ، فَمَا تَرَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَوَاللّٰهِ لاتُنْكَحَانِ أَبَدًا إِلَّاوَلَهُمَا مَالٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَقْضِي اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ قَالَ: وَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ الآيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُدْعُوْا لِيَ الْمَرْأَةَ وَصَاحِبَهَا فَقَالَ لِعَمِّهِمَا أَعْطِهِمَا الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَلَكَ. (رواه أبوداد: ٢٨٩١)

آپ سے سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں: تمہیں اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے کلالہ کے بارے میں۔‘‘

٦٨٧٥۔ دوسری روایت میں ہے: میں نے کہا: اللہ کے نبی! میں اپنا مال اولاد کے درمیان کیسے تقسیم کروں گا؟ تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ’’تمہیں اللہ وصیت کرتا ہے۔‘‘ (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

٦٨٧٦۔ ’’سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بازار گئے، وہاں انصار کی ایک عورت اپنی دو بیٹیاں ساتھ لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! یہ دو بیٹیاں ثابت بن قیس کی ہیں جو آپ کے ساتھ احد میں شہید ہوئے تھے اور ان کے چچا نے ان دونوں کا مال اور سامان سب ہی اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور جو کچھ ان کے باپ نے چھوڑا تھا سب لے لیا ہے، اللہ کے رسول! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ اللہ کی قسم! ان کا عقد بھی تب ہی ہو گا جب کہ ان کے پاس مال ہو گا۔ پس آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی کوئی فیصلہ فرمائے گا، پھر سورت النساء نازل ہوئی: ’’تمہیں اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔‘‘ تا آخر آیت۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس اس عورت کو بلا کر لاؤ اور اس کے مدعیٰ علیہ کو بھی تو آپ نے ان کے چچا کو فرمایا: ’’جائیداد کی دو تہائی ان لڑکیوں کے دیدے اور آٹھواں حصہ بیوہ کو دیدے اور جو بچے وہ تیرے لیے ہے۔‘‘

(٦٨٧٥) ابو داود: ٢٨٩١ـ صحيح، الباني: ٢٤١٣ـ بخارى: ١٩٤ـ مسلم: ١٦١٦ـ ابو داود: ٢٨٨٧ـ ابن ماجه: ٢٧٢٨ـ احمد: ١٣٧٧٤ـ دارمى: ١٣٨٨٦.

(٦٨٧٦) ابو داود: ٢٨٩١ـ حسن، البانى: ٢٥١٤ـ لكن ذكر ثابت بن قيس فيه خطأٌ ـ والمحفوظ انه سعد بن الربيع، ترمذى: ٢٠٩٢ـ ابن ماجه: ٢٧٢٠.

٦٨٧٧ــــ وَفِـي رِوَايَةٍ: [أَنَّ امْـرَأَةَ سَعْدِ بْنِ الـرَّبِيْعِ قَالَتْ: إِنَّ سَعْدًا هَلَكَ وَتَرَكَ ابْنَتَيْنِ بِـنَـحْـوِهِ . لِأَبِـي دَاوُدَ وَقَـالَ: هٰـذَا هُـوَالـصَّـوَابُ] لـلترمذي: [جَاءَ تِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الـرَّبِيْعِ بِـابْنَتَيْهَامِنْ سَعْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ].

٦٨٧٧۔ ''ایک روایت میں ہے کہ [سعد بن ربیع کی بیوی نے کہا: سعد فوت ہوا اور دولڑکیاں چھوڑ دیں۔''مثل اس کے ہے) ابوداؤد نے کہا یہ صحیح ہے۔] ترمذی میں ہے کہ [سعد بن ربیع کی عورت دولڑکیاں ساتھ لے کر جو سعد کی بیٹیاں تھیں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ بقیہ مثل حدیث سابق ہے۔]''

شــــرح: ......(۱) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ان کی تیمارداری کے لیے نبی اکرم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیدل آنے کا ذکر خاص طور پر کیا ہے۔اس میں وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تکلف نہ تھا، ان کی زندگیاں سادگی کا نمونہ تھیں۔ وگرنہ تیمارداری تو پیدل بھی جائز ہے اور سوار ہو کر بھی جائز ہے۔

(۲) غشی ایک مرض ہے جو زیادہ تھکاوٹ کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔اِغْـمَـاء بھی غشی ہے، اس میں عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔ جنون میں عقل مسلوب ہو جاتی ہے کہ باقی رہتی ہی نہیں اور نیند میں عقل مستور ہو جاتی ہے۔

(۳) اس میں نبی اکرم ﷺ کے متبرک ہونے کا ثبوت بھی ہے۔

(۴) نبی اکرم ﷺ کے لیے احکام میں اجتہاد کرنا جائز ہے لیکن اس بارے میں آپ کے اجتہاد نے کوئی واضح رہنمائی نہ کی تھی جس کی وجہ سے آپ نے سائل کو جواب نہ دیا اور وحی کا انتظار کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے سورت نساء کے اول میں اور پھر آخر میں کلالہ کی وراثت بیان کی۔ (انجاز الحاجہ: ۸/۲۲۴)

(۵) سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ تھیں جنہوں نے اپنے دیور کے سارے مال پر قبضہ کرنے کا ذکر کیا تھا۔ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوہ نہ تھیں۔ یہ کسی راوی سے خطا ہوئی ہے کیونکہ احد میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے ثابت رضی اللہ عنہ تو یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے تھے جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی ہے۔

تو اس حدیث میں دلیل ہے کہ میت کی دو بیٹیاں ہوں تو انہیں وراثت کا ۲/۳ حصہ ملتا ہے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف قول منسوب ہے تین یا تین سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو تب ۲/۳ حصہ بنتا ہے یہ موقف غلط ہے۔ یہ حدیث اس کی تردید کرتی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ دو یا اس سے زیادہ ہوں تو پھر بھی ۲/۳ حصہ ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۸۵)

٦٨٧٨ــــ اِبْـنِ عَبَّـاسٍ: ﴿وَاللَّاتِي يَـأْتِيْنَ الْـفَـاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ﴾ قَالَ: كُنَّ يُحْبَسْنَ

۶۸۷۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور وہ عورتیں جو فحش کام کریں تمہاری عورتوں میں سے۔'' کے بارے

(٦٨٧٧) ابو داود: ، حسن، البانی: ٢٥١٥ـ بنحوه، حسن، البانی: ١٧٠١.

(٦٨٧٨) بزار، طبرانی عن شيخه عبدالله بن محمد بن سعيد بن ابی مريم وهو ضعيف، رجاله رجال الصحيح غير موسى ابن اسحق بن موسىٰ الانصاری وهو ثقة، هيثمی: ١٠٩١٦.

فِـي الْبُيُـوْتِ حَتَّى يَمُتْنَ، فَلَمَّا نَزَلَتْ سُوْرَةُ النُّـوْرِ وَنَـزَلَـتِ الْحُدُوْدُ نَسَخَتْهَا. (رواه البزار: ٢١٩٩)

میں فرماتے ہیں: ان کو ابتدا میں گھروں میں بند رکھا جاتا یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائیں۔ جب سورۃ النور نازل ہوئی اور حدود کے احکام نازل ہوئے تو یہ طریقہ منسوخ کیا گیا۔'' (البزار)

٦٨٧٩۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خُـذُوْا عَـنِّي، خُذُوْا عَنِّي قَـدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلاً الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِـائَةٍ وَنَـفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ. (رواه مسلم: ١٦٩٠)

٦٨٧٩۔ ''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے سے لے لو، میرے سے لے لو پس اللہ نے عورتوں کے لیے حل نکال دیا ہے۔ کنواری عورت کنوارے مرد کے ساتھ (بدفعلی کریں تو) سو کوڑے اور ایک سال قید۔ اور شادی شدہ عورت شادی شدہ مرد کے ساتھ (برائی کریں تو) سو کوڑا اور رجم ہے۔'' (مسلم)

شــــرح: ...... کنواری اور کنوارہ زنا کریں تو سو کوڑے مارے جائیں اور سال بھر کے لیے جلا وطن کیا جائے۔ اگر عورت کو جلا وطن کیا جائے تو اس کے ساتھ ذی محرم بھی ہونا چاہیے۔

اگر زانی یا زانیہ شادی شدہ ہوں تو ایک قول ہے کہ انہیں پہلے سو کوڑے مارے جائیں پھر سنگسار کیا جائے۔ دوسرا قول ہے کہ سنگسار کے ساتھ سو کوڑوں کی ضرورت نہیں۔

زیادہ طاقت والی بات یہی ہے کہ سنگسار کرنے والی سزا سے پہلے کوڑے لگانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب مختلف سزائیں ہوں اور ان میں قتل کی سزا بھی ہو تو پھر قتل کی سزا ہی کافی ہے۔ ائمہ اربعہ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر رضی اللہ عنہما اور نبی اکرم ﷺ سے بھی یہی ثابت ہے۔ آپ نے سیدنا ماعز بن مالک اور غامد قبیلہ کی عورت کو رجم کیا تھا کوڑے نہیں لگائے تھے۔

اگر مرد شادی شدہ ہے اور عورت غیر شادی شدہ ہے تو مرد رجم ہوگا، عورت کو سو کوڑے لگیں گے اور اگر عورت شادی شدہ ہے اور مرد کنوارہ ہے تو عورت رجم ہوگی اور مرد کو سو کوڑے لگیں گے۔

شادی شدہ کے لیے اتنی سخت سزا اس لیے تجویز کی گئی ہے کہ اس کے پاس بیوی ہے وہ پھر بھی زنا کا اقدام کرتا ہے۔ یہ چیز اس کے نفس کی بنیادی شرارت کی دلیل ہے۔ اس کے برعکس جو غیر شادی شدہ ہے وہ اس نعمت سے محروم ہے۔ اس پر شہوت کا غلبہ ہوسکتا ہے۔ اس کے اس عذر کو سامنے رکھ کر اس کی سزا میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۵۹۴)

٦٨٨٠۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَـنُـوْا لَا يَـحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوْا النِّسَاءَ كَرْهًا

٦٨٨٠۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے: ''اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں ہے

(٦٨٧٩) ابو داود: ٤٤١٥۔ ترمذي: ١٤٣٤۔ ابن ماجه: ٢٥٥٠۔ احمد: ٢٢٢٧٤۔ دارمي: ٢٣٢٧.

(٦٨٨٠) بخاري: ٤٥٧٩۔ ابو داود: ٢٠٨٩.

وَلاَ تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ قَالَ: كَانُوْا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقُّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَاءُوْا زَوَّجُوْهَا وَإِنْ شَاءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةَ فِي ذٰلِكَ. (رواه البخاري: ٤٥٧٩)

کہ تم عورتوں کے جبر کے ساتھ وارث بنو اور ان کو پابند نہ کرو تا کہ تم نے جو دیا ہے اس سے میں کچھ واپس لو۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب کوئی مرد فوت ہوتا تو اس مرد کے اولیاء (رشتہ دار) اس عورت کے حقدار ہوتے۔ اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو خود اس سے نکاح کر لیتا یا آگے اس کا نکاح کر دیتا اور چاہتا تو نکاح نہ کرتا، البتہ عورت کے رشتہ داروں کی بجائے زیادہ حقدار وہی ہوتے۔ پس اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔'' (بخاری وابوداؤد)

٦٨٨١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوْا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلاَ تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَرِثُ امْرَأَةَ ذِي قَرَابَتِهِ فَيَعْضُلُهَا حَتّٰى تَمُوْتَ أَوْ تَرُدَّ إِلَيْهِ صَدَاقَهَا فَأَحْكَمَ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ. (رواه أبوداود: ٢٠٩٠)

٦٨٨١۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے فرمان: ''تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بنو اور انہیں مت روکو کہ تم بعض وہ مال لے لو جو تم نے انہیں دیا ہے، مگر اس شرط پر کہ وہ ظاہری بے حیائی کا ارتکاب کریں۔'' یہ ایسے کہ ایک مرد اپنی قرابت دار عورت کی میراث حاصل کرتا پس وہ اسے روکتا حتیٰ کہ اسے موت آ جاتی یا اس سے مہر واپس لیتا تھا پس اس کے بارے میں اللہ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا اور اس سے منع فرمایا۔''

٦٨٨٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لاَ تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ فَكَانَ الرَّجُلُ يَحْرَجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فَنَسَخَ ذٰلِكَ الآيَةُ الَّتِي فِي النُّوْرِ قَالَ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ إِلَى قَوْلِهِ أَشْتَاتًا﴾ كَانَ الرَّجُلُ الْغَنِيُّ يَدْعُوْ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ قَالَ إِنِّي

٦٨٨٢۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کا فرمان ہے: تم اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ مگر جب تجارت ہو باہمی رضا سے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہر مرد کسی کے گھر سے کھانے پینے کو گناہ تصور کرنے لگا تو اس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کیا جو سورۃ النور میں ہے جس میں فرمایا: ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے......۔''
جب غنی آدمی کو اس خاندان سے کوئی مدعو کرتا تو وہ کہتا ہے: میں یہ کھانا کھانے میں حرج سمجھتا ہوں۔ تجنح کے معنی حرج کے

(٦٨٨١) ابو داود: ٢٠٩٠ـ حسن، صحیح، البانی: ١٨٤٠ـ بخاری: ٤٥٧٩.
(٦٨٨٢) ابو داود: ٣٧٥٣ـ حسن الاسناد: ٣١٩٢.

لَا تَجَنَّحُ أَنْ آكُلَ مِنْهُ وَالتَّجَنُّحُ الْحَرَجُ وَيَقُوْلُ الْمِسْكِيْنُ أَحَقُّ مِنِّي فَأُحِلَّ فِي ذٰلِكَ أَنْ يَأْكُلُوْا مِمَّاذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَأُحِلَّ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ . (رواه أبوداود: ۳۷۵۳)

ہیں اور کہتا کہ اس کھانے کے حقدار مساکین ہیں۔ پس آیت نور نے اس تو ہم کو دور کر دیا جس کو منسوخ کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے کہ وہ کھائیں اس کو جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ اور اہل کتاب کا کھانا (ذبیحہ) حلال کیا گیا۔'' (ابوداؤد)

٦٨٨٣ـــ قَالَ: اِنَّهَا مُحْكَمَةٌ مَانُسِخَتْ . (رواه الطبرانی فی الكبير: ۱۰۰٦۱)

۶۸۸۳۔'' الکبیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت محکم ہے، منسوخ نہیں ہے۔''

٦٨٨٤ـــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَغْزُوْالرِّجَالُ وَلاتَغْزُوْالنِّسَاءُ وَإِنَّمَا لَنَانِصْفُ الْمِيْرَاثِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تُبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَلا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: وَأَنْزَلَ فِيْهَا: ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ......﴾ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَوَّلَ ظَعِيْنَةٍ قَدِمَتِ الْمَدِيْنَةَ مُهَاجِرَةً . (رواه الترمذی: ۳۰۲۲)

۶۸۸۴۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مرد جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد نہیں کرتیں اور ہمارے لیے میراث میں بھی نصف حصہ ہے۔ چنانچہ اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''اور نہ تمنا کرو اس چیز کی جو اللہ نے فضیلت دی تم میں سے بعض کو بعض پر۔'' اور مجاہد نے کہا: اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں......'' اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جو اونٹ پر سوار ہو کر ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔'' ترمذی نے اس کو مرسل کہا ہے۔

شرح: ......دنیا یا دین میں برتری کی آرزو نہ کرو کیونکہ یہ چیز آپس میں بغض اور حسد کا باعث بن سکتی ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی یہ تمنا نہ کرے کہ کاش میرے پاس فلاں جیسا مال ہوتا یا بیوی ہوتی، اسی طرح عورتوں سے کہا گیا ہے کہ وہ بھی ایسی آرزو نہ کریں۔ صرف اللہ سے اس کے فضل کا سوال کریں۔ (تفسیر: ۱/ ۶۳۸)

٦٨٨٥ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ: وَرَثَةً ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَمَّاقَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الأَنْصَارِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلِكُلٍّ

۶۸۸۵۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں بیان کیا: ''اور ہر ایک کے ہم نے موالی بنائے۔'' آیت میں مَوَالِيْ کی تفسیر وارث سے کی ہے اور آیت: ''وہ لوگ کہ گرہ لگائی تمہاری قسموں نے۔'' کی تفسیر کی کہ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو مہاجرین و انصار ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور ان کے قرابت دار وارث نہیں ہوتے تھے، بھائی وہ ہوتا

(٦٨٨٣) طبرانی کبیر: ١٠٠٦ـ ورجاله ثقات، هیثمی: ١٠٩٢١.
(٦٨٨٤) ترمذی: ٣٠٢٢ـ صحيح الاسناد: ٢٤١٩ـ احمد: ٢٦١٩٦.
(٦٨٨٥) بخاری: ٤٥٨٠ـ ابو داود: ٢٩٢١.

جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نُسِخَتْ، ثُمَّ قَالَ: ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيْحَةِ وَقَدْذَهَبَ الْمِيْرَاثُ وَيُوْصِي لَهُ. (رواه البخاري: ٤٥٨٠)

جسے رسول اللہ ﷺ نے اس کا بھائی بنایا ہوتا اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ''ہم نے ہر ایک کے لیے وارث بنائے ہیں۔'' تو یہ منسوخ ہوگیا، پھر فرمایا: ''جو تمہاری قسموں نے پختہ کی ہے۔'' وہ مدد کرنا یا فائدہ پہنچانا یا خیرخواہی کرنا باقی ہے اور میراث کا حق باقی نہیں ہے، البتہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وصیت کرسکتا ہے۔'' (بخاری ابوداؤد)

٦٨٨٦ـ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أُمِّ سَعْدٍ بِنْتِ الرَّبِيْعِ وَكَانَتْ يَتِيْمَةً فِي حِجْرِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَرَأْتُ ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ فَقَالَتْ: لَاتَقْرَأْ ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حِيْنَ أَبَى الْأَسْلَامَ فَحَلَفَ أَبُوْبَكْرٍ أَلَّا يُوَرِّثَهُ فَلَمَّا أَسْلَمَ أَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامَ أَنْ يُؤْتِيَهُ نَصِيْبَهُ. (رواه أبوداود: ٢٩٢٣). زاد في رواية: فَمَا أَسْلَمَ حَتَّى حَمَلَ عَلَى الإِسْلَامِ بِالسَّيْفِ.

٦٨٨٦ـ ''داؤد بن الحصین کہتے ہیں کہ میں ام سعد بن ربیع کو قرآن سنایا کرتا تھا اور وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان کی ربیبہ تھی جب میں نے پڑھا: ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ تو اس نے کہا: اس طرح نہ پڑھو بلکہ عاقدت پڑھو۔ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب عبدالرحمٰن نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس کو میراث کا وارث نہیں بنایا جائے گا۔ پس جب عبدالرحمٰن نے اسلام قبول کیا تو نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو میراث میں حصہ دیدے۔ عبدالرحمٰن اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا جب تک کہ اس نے اسلام کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی۔'' (ابوداؤد)

٦٨٨٧ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: فِي الْحَكَمَيْنِ اللَّذَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيْدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾ إِنَّ إِلَيْهِمَا الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا

٦٨٨٧ـ ''امام مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی ہے کہ سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے دو حاکموں کے متعلق فرمایا، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر تمہیں خوف ہو خاوند و بیوی کے درمیان اختلاف کا تو ایک حاکم مرد کے خاندان سے اور ایک حاکم عورت کے خاندان سے روانہ کرو، اگر وہ دونوں اصلاح کی نیت کریں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت پیدا کردے گا۔

(٦٨٨٦) ابو داود: ٢٩٢٣ـ ضعيف، البانی: ٦٢٦.
(٦٨٨٧) موطا.

وَالاِجْتِمَاعَ، قَالَ مَا لَكَ: وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْحَكَمَيْنِ يَجُوْزُ قَوْلُهُمَا بَيْنَ الرَّجُلِ وَامْرَأَتِهِ فِي الْفُرْقَةِ وَالاِجْتِمَاعِ. (رواه مالك)

اللہ جاننے والا، خبردار ہے۔'' اور ان دو حاکموں کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اہل علم کی میں نے سب سے اچھی بات یہی سنی کہ ان حاکموں کا فیصلہ خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی یا اکٹھ کے لحاظ سے جاری ہوگا۔''

٦٨٨٨ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطَى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزَى بِهَا فِي الآخِرَةِ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا أَفْضَى إِلَى الآخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا. (رواه مسلم: ٢٨٠٨)

٦٨٨٨۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے فرمان: ''اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اس کو دوگنا کرتا ہے۔'' کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن کے ساتھ اس کی نیکی کے بارے میں ظلم نہیں کرتا۔ اس کے بدلے میں دنیا میں بھی دیتا ہے اور اس کے بدلے آخرت میں بھی عطا کرے گا۔ اور کافر کو اس کے اعمال، جو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے، دنیا ہی میں بدلہ دے دیتا ہے اور جب آخرت میں پہنچے گا تو اس کے ساتھ کوئی نیکی باقی نہ ہوگی کہ اس کو اس کا بدلہ دیا جائے۔''

٦٨٨٩ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا، فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ فَأَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَدَّمُوْنِي، فَقَرَأْتُ: [قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾. (رواه الترمذی: ٣٠٢٦)

٦٨٨٩۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا اور ہمیں بلایا پس ہم نے کھانا کھایا اور ہمیں انہوں نے شراب بھی پلا دی (جب کہ شراب حرام نہیں کی گئی تھی۔) تو شراب نے ہمیں مخمور کر دیا اور نماز کا وقت آیا تو سب نے مجھے آگے کھڑا کیا تو میں نے قراءت میں پڑھا: ''اے کافرو! میں عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور ہم عبادت کرتے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو'' پس میں نے آیت غلط کر دی تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو کہ تم کیا کہتے ہو۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

(٦٨٨٨) مسلم: ٢٨٠٨۔ احمد: ١١٨٥٥.

(٦٨٨٩) ترمذی: ٣٠٢٦۔ صحیح، البانی: ٢٤٢٢۔ ابو داود: ٣٦٧١.

شرح: ......اس کے بعد بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی تھی کہ اللہ کریم شراب کی حرمت کے بارے میں شافی حکم نازل فرما، پھر یہ حکم آیا کہ شراب اور جوا ناپاک ہے اس سے باز آجاؤ۔ (عون المعبود: ۳/۳۶۴)

٦٨٩٠۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: مَافِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَيَغْفِرُأَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾. (رواه الترمذي: ٣٠٣٧)

۶۸۹۰۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآنی آیات میں سے یہ آیت مجھے بہت ہی محبوب ہے: ''اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا بخشتا ہے جس کو چاہے۔'' (ترمذی)

٦٨٩١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الأَمْرِمِنْكُمْ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنُ قَيْسِ بْنِ عَدِيِّ إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. (رواه البخاري: ٤٥٨٤)

۶۸۹۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت: ''اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے حاکموں کی۔'' عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کو نبی ﷺ نے سریہ پر روانہ کیا تھا۔''

شرح: ......سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جب اس دستے کو لے کر نکلے تو وہ کسی وجہ سے اس دستہ سے ناراض ہوئے تو حکم دیا کہ آگ جلاؤ اور اس میں داخل ہو جاؤ۔ بعض رک گئے اور بعض نے آگ میں کودنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ جو آگ میں کودنے سے باز رہے ان کا موقف تھا کہ آگ سے راہِ فرار کرتے ہوئے تو ہم ایمان لائے ہیں۔ ہم کیوں آگ میں کودیں اور جنہوں نے کودنے کا ارادہ کیا تھا انہوں نے یہ خیال کیا کہ ہمیں امیر کی اطاعت کا حکم ہے لہٰذا ہمیں آگ میں کود پڑنا چاہیے۔ یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ اگر کسی چیز میں تمہارے درمیان تنازع ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی طرف لوٹاؤ۔ (فتح الباری: ۸/۲۵۴)

٦٨٩٢۔ وَعَنْهُ: ﴿وَمَا لَكُمْ لاَتُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ﴾ الآيَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ. (رواه البخاري: ٤٥٨٧)

۶۸۹۲۔ ''آیت: ''اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور وہ لوگ جو ضعیف ہیں: مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے، وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! اس بستی سے ہمیں نکال جس کے باشندے ظالم ہیں۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''میں اور میری ماں بھی ضعیفوں میں سے ہیں۔'' (بخاری)

(٦٨٩٠) ترمذي: ٣٠٣٧۔ ضعيف الاسناد: ٥٨٠.

(٦٨٩١) بخاري: ٤٥٨٤۔ مسلم: ١٨٣٤۔ ابو داود: ٢٦٢٤۔ ترمذي: ١٦٧٢۔ نسائي: ٤١٩٤.

(٦٨٩٢) بخاري: ٤٥٨٧.

شــــــرح: ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ کا اسم گرامی لبابہ بنت حارث ہلالیہ تھا۔ کنیت ام فضل تھی۔ یہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مسلمان والدین کی پیروی میں ہوگا۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۵۶)

٦٨٩٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَأَصْحَابًا لَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا فِي عِزٍّ وَنَحْنُ مُشْرِكُوْنَ، فَلَمَّا آمَنَّا صِرْنَا أَذِلَّةً فَقَالَ: إِنِّي أُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا، فَلَمَّا حَوَّلَنَا اللّٰهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ أَمَرَنَا بِالْقِتَالِ فَكَفُّوْا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ﴾. (رواه النسائی: ٣٠٨٦)

۶۸۹۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور دیگر اس کے رفقا مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ! ہم باعزت تھے جب ہم مشرک تھے۔ اور جب ہم ایمان لائے تو ہم ذلیل ہو گئے پس آپ نے فرمایا: ''مجھے معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس تم قتال نہ کرو۔ پھر جب اللہ نے آپ کو مدینہ میں منتقل کر دیا اور قتال کا حکم دیا گیا تو یہ لوگ لڑنے سے باز رہے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''کیا تو نے دیکھا ان لوگوں کو جن کو کہا گیا تھا اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو۔'' (النسائی)

٦٨٩٤۔ وَعَنْهُ: كَانَ أَبُوْبَرْزَةَ الأَسْلَمِيُّ كَاهِنًا يَقْضِيْ بَيْنَ الْيَهُوْدَ فِيْمَا تَنَافَرُوْا إِلَيْهِ فَتَنَافَرَ إِلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَنَزَلَ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُمْ آمَنُوْا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ...... إِلَى ...... وَتَوْفِيْقًا﴾ (رواه الطبرانی فی الكبير: ١٢٠٤٥)

۶۸۹۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو برزہ اسلمی کاہن تھا اور یہود کے باہمی جھگڑے میں فیصلے کیا کرتا تھا۔ چنانچہ کچھ مسلمان اس کے پاس فیصلے کے لیے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اس چیز کے ساتھ جو تیری طرف نازل کی گئی ہے اور اس چیز کے ساتھ جو نازل کی گئی ہے آپ سے پہلے وہ چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ شیطان چیلوں سے کرائیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ ایسے شیطانوں کا انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کر کے دور پھینک دے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور آؤ رسول کی طرف تو آپ منافقوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں۔ پھر ان کا کیا حال ہوتا ہے جب ان کے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آ پڑتی ہے، پھر وہ قسمیں کھاتے ہوئے آپ کے پاس آ کر کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے تو بھلائی اور صلح صفائی کا ارادہ کیا تھا۔''

(٦٨٩٣) نسائی: ٣٠٨٦۔ صحيح الاسناد: ٢٨٩١.

(٦٨٩٤) طبرانی كبير: ٢٠٤٥۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٠٩٣٤.

٦٨٩٥ــ عَـائِشَةَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـقَـالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَاحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَـفْسِي وَمِنْ وَلَدِي، وَإِنِّي لَأَكُوْنُ فِي الْبَيْتِ فَـأَذْكُـرُكَ فَـمَاأَصْبِرُ حَتَّى آتِيَ فَأَنْظُرَ إِلَيْكَ، وَإِذَا ذَكَـرْتُ مَوْتِي وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَـلْـتَ الْجَنَّةَ رَفَعْتَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ، وَأَنِّي إِذَا دَخَـلْـتُ الْـجَـنَّـةَ خَشِيْـتُ أَنْ لَاأَرَاكَ، فَلَمْ يَـرُدَّعَلَيْهِ شَيْئًاحَتَّى نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ الآيَةِ: ﴿وَمَـنْ يُـطِـعِ اللّٰهَ وَالـرَّسُوْلَ فَأُوْلٰئِكَ مَعَ الَّـــذِيْـــنَ أَنْـعَـــمَ اللّٰهُ عَـلَيْهِـمْ إِلَـــى ...... وَالـصَّـــالِـحِيْـنَ﴾. (رواه الـطبـرانی فی الأوسط: ٤٨٠، والصغير)

٦٨٩٥۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان اور میرے بیٹوں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور میں جب اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپ یاد آ جاتے ہیں تو میں صبر نہیں کر سکتا یہاں تک کہ آپ کے پاس آ تا ہوں اور آپ کو دیکھتا ہوں۔ اور جب میں اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں جانتا ہوں کہ آپ جب جنت میں داخل ہوں گے تو آپ بلند ترین مقام پر ہوں گے اور دیگر انبیاء کے ساتھ رہیں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے یہ خوف ہے کہ میں آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔ آپ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے: ''جو اطاعت کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی تو وہ لوگ ہوں گے ان کے لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔'' (یعنی) انبیاء، صدیقین، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔''

٦٨٩٦ــــ الْـحَسَـنُ: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَـحَيُّـوْا بِـأَحْسَـنَ مِنْهَـا﴾ لِأَهْلِ الإِسْلَامِ ﴿أَوْرُدُّوْهَــا﴾ عَـلَـى أَهْلِ الشِّرْكِ. (رواه أبويعلى: ١٥٣١)

٦٨٩٦۔ ''حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت: ''جب تم کو تحفہ دیا جائے تو تم تحفہ دو زیادہ بہتر اس سے۔'' یعنی یہ حکم اہل اسلام کے لیے ہے) یا ''اتنا ہی لوٹا دو۔'' یعنی اہل شرک پر۔'' (ابو یعلی الموصلی)

٦٨٩٧۔عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْـنَ ثَـابِتٍ فِي هٰذَا الْمَكَانِ يَقُوْلُ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَـالِـدًا فِيْهَا﴾ بَعْدَالَّتِي فِي الْفُرْقَانِ: ﴿وَالَّذِيْنَ

٦٨٩٧۔ '' خارجہ بن زید نے کہا: میں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس مقام میں سنا، وہ کہہ رہے تھے یہ آیت: ''اور جو عمداً مومن کو قتل کر دے پس اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔'' سورت الفرقان کی آیت: ''اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے

(٦٨٩٥) طبرانی اوسط: ٤٨٠۔ طبرانی صغیر، اور اوسط، ورجاله له رجال الصحيح غير عبدالله بن عمران العابدی وهو ثقة، هيثمی: ١٠٩٣٧.

(٦٨٩٦) ابو يعلىٰ: ١٥٣١۔ ورجاله ثقات، هيثمی: ١٠٩٣٨.

(٦٨٩٧) ابو داود: ٤٢٧٢۔ منكر، البانی: ٩١٩۔ نسائی: ٤٠٠٧.

لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَايَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ بِسِتَّةِأَشْهُرٍ. (رواه أبوداود: ٤٢٧٢)

اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود، اور قتل نہیں کرتے اس نفس کو کہ اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔'' سے چھ ماہ بعد نازل ہوئی تھی۔'' (ابوداؤد، النسائی)

٦٨٩٨ــ وَفِي رِوَايَةٍ: بِثَمَانِيَةِ أَشْهُرٍ. (رواه النسائي: ٤٠٠٧)

٦٨٩٨۔''اور ایک روایت میں ہے:''آٹھ ماہ بعد۔''

٦٨٩٩ــ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: نَزَلَتْ: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا﴾ أَشْفَقْنَا مِنْهَا فَنَزَلَتْ الآيَةُ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَايَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّابِالْحَقِّ﴾. (رواه النسائي: ٤٠٠٨)

٦٨٩٩۔''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب سورت النسا کی آیت نازل ہوئی تو ہم ڈر گئے۔پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورت الفرقان میں ہے۔''

٦٩٠٠ــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَلِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: فَتَلَوْتُ عَلَيْهِ هٰذِهِ الآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَايَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّابِالْحَقِّ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ قَالَ: هٰذِهِ آيَةٌ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا﴾. (لمسلم: ٣٠٢٣)

٦٩٠٠۔'' سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: جو شخص مومن کو قتل کر دے اس کے لیے توبہ ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہے۔ میں نے ان کو سورت الفرقان کی آیت پڑھ کر سنائی تو انہوں نے کہا: یہ مکی آیت ہے اور اس کو مدنی (سورۃ النساء کی) آیت نے منسوخ کیا ہے۔ جس میں ہے:''جو مومن کو عمداً قتل کرے گا تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔'' (بخاری، مسلم)

٦٩٠١ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ بِمَكَّةَ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا أَخَرَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مُهَانًا﴾ فَقَالَ

٦٩٠١۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی:''اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود، اور نہیں قتل کرتے کسی

(٦٨٩٨) نسائی: ٤٠٠٧۔ حسن، صحیح: ٣٧٤٢۔ و لفظ ستة اشهر اصح.

(٦٨٩٩) نسائی: ٤٠٠٨۔ منکر، البانی: ٢٦٤.

(٦٩٠٠) مسلم: ٣٠٢٣۔ بخاری: ٤٧٦٥۔ ابو داود: ٤٢٧٣۔ نسائی: ٤٠٠٥.

(٦٩٠١) بخاری: ٤٧٦٥۔ ابو داود: ٤٢٧٣۔ نسائی: ٤٠٠٥.

الْـمُشْـرِكُـوْنَ: وَمَا يُغْنِي عَنَّا الإِسْلَامُ، وَقَدْ عَـدَلْـنَـا بِاللّٰهِ، وَقَتَلْنَاالنَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ، أَتَيْـنَـا الْـفَوَاحِشَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِلَّامَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا﴾ الآية . زَادَ فِـي رِوَايَةٍ: فَـأَمَّا مَنْ دَخَلَ فِي الإِسْلَامِ وَعَــقَــلَـــهُ، ثُــمَّ قُتِــلَ فَلاتَــوْبَةَ لَهُ . (لمسلم ٣٠٢٣)

نفس کو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ذلیل رہیں گے۔'' مشرکین نے کہا: اگر ہم اسلام قبول بھی کریں تو ہمیں وہ کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ ہم نے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو مساوی بھی بنایا ہے، اور ہم نے اس نفس کو قتل بھی کیا ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور ہم نے فحش کاموں کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ تو انہی لوگوں کی برائیوں کو اللہ اچھائیوں سے بدل دے گا اور اللہ غفور (اور) رحیم ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اور وہ شخص جس نے اسلام میں داخل ہو کر اس کو سمجھ کر پھر قتل کیا تو اس کے لیے توبہ نہیں ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، النسائی)

٦٩٠٢ـــ عَـنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَنَّ ابْنَ عَبَّـاسٍ سُـئِـلَ عَمَّنْ قُتِلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَـابَ وَآمَـنَ وَعَـمِـلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى، فَـقَـالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنَّى لَهُ التَّوْبَةُ؟ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَـقُـوْلُ يَـجِـيْءُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ تَشْـخَـبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ! سَلْ هٰـذَا فِيْـمَ قَتَـلَنِي؟ ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْأَنْزَلَهَا اللّٰهُ ثُـمَّ مَـانَسَـخَهَـا . (رواه النسـائـي: ٣٩٩٩)

٦٩٠٢۔ ''جناب سالم بن ابو الجعد کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ وہ شخص جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا، پھر اس نے توبہ کی، ایمان لایا اور اچھے اعمال کیے، پھر ہدایت پر گامزن رہا۔ تو ابن عباس نے کہا: اس کے لیے توبہ کہاں؟ میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: مقتول کو قاتل کے ساتھ معلق کر کے لایا جائے گا اور اس کے زخموں سے خون جاری ہوگا اور وہ کہے گا: اے میرے رب! اس سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا ہے؟ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس آیت کو اللہ نے نازل کیا اور پھر منسوخ نہیں کیا۔'' (نسائی)

٦٩٠٣ـــ عَـنْ أَبِـيْ مِجْلَزٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ يَـقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ قَالَ:

٦٩٠٣۔ ''ابو مجلز نے اللہ کے فرمان: ''جو کوئی مومن کو قتل کرے جان بوجھ کر تو اس کی جزا جہنم ہے۔'' کے بارے میں نے کہا:

(٦٩٠٢) نسائی: ٣٩٩٩۔ صحیح، البانی: ٣٧٤٠۔ بخاری: ٤٧٦٦۔ مسلم: ٣٠٢٣۔ ابو داود: ٤٢٧٥۔ ترمذی: ٣٠٢٩۔ ابن ماجه: ٢٦٢١.

(٦٩٠٣) ابو داود: ٤٢٧٦۔ حسن، مقطوع، البانی: ٣٥٩٥.

هِـيَ جَـزَاؤُهُ فَـإِنْ شَـاءَ اللهُ أَنْ يَتَجَاوَزَعَنْهُ فَعَلَ . (رواه أبو داود: ٤٢٧٦)

اس کی سزا جہنم ہے چنانچہ اگر اللہ چاہے کہ اس کی سزا معاف کر دے تو وہ معاف بھی کر دے گا۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مشہور قول یہ ہے کہ مومن کو قصداً قتل کرنے والے کی توبہ نہیں۔

لیکن جمہور سلف کا نظریہ یہ ہے کہ اس بارے میں دوزخ کی اور توبہ نہ ہونے کی جتنی بھی قاتل کی سزائیں بیان ہوئی ہیں یہ سب وعید پر محمول ہیں اور ان سے سختی کرنا مقصد ہے۔ اگر قاتل توبہ کر لیتا ہے تو وہ قبول ہوگی۔ اسے مقتول کے ورثاء سے معافی مل جائے یا دیت کے ذریعے یا قصاص کی صورت میں اگر یہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۴۹۶)

٦٩٠٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَقِيَ نَاسٌ مِنَ الْـمُسْـلِمِيْـنَ رَجُلاً فِـي غُنَيْمَةٍ لَهُ، فَقَالَ: السَّلاَمُ عَـلَيْـكُـمْ فَأَخَذُوْهُ فَقَتَلُوْهُ وَأَخَذَوْا تِـلْكَ الْـغُـنَيْـمَةَ فَنَزَلَتْ: ﴿وَلاَتَقُوْلُوْا لِمَنْ أَلْـقٰـى إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ وَقَرَأَهَا ابْـنُ عَبَّـاسٍ ﴿السَّلاَمَ﴾. (رواه مسـلـم: ٣٠٢٥)

۶۹۰۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مسلمانوں کی جماعت کو ایک آدمی اپنی تھوڑی سی بکریوں میں ملا تو اس نے کہا: السلام علیکم! تو انہوں نے اس کو پکڑا اور قتل کر دیا اور اس کی بکریاں بھی قبضے میں لے لیں اور یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جو شخص تمہاری طرف کلمہ سلام ڈالے تو تم اس کو نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں سَـلَـمَ کے بجائے سَلاَمَ پڑھا ہے۔'' (الشیخان ترمذی، وابوداوٗد)

شـــرح:...... جنہوں نے قتل کیا تھا وہ مقداد رضی اللہ عنہ تھے جو مقتول ہوا اس کا نام مرداس بن نہیک تھا۔ اس کے تحت ایک سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کا واقعہ بھی ہے۔ اور ایک محلم بن جثامہ کا بھی آتا ہے۔ بہر صورت یہ آیت سب پر چسپاں ہوتی ہے۔

اس میں یہ دلیل ہے کہ جو اسلام کی ظاہری علامات کا اظہار کرتا ہے اس کا خون بہانا حلال نہیں حتی کہ اس کی آزمائش کر لی جائے جیسا کہ السلام علیکم کہنا ہے۔ یہ اسلامی علامت ہے، اس کے بعد اسے قتل نہ کیا جائے۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۵۹)

٦٩٠٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ﴿لاَ يَسْتَوِي

۶۹۰۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''نہیں برابر

(٦٩٠٤) مسلم: ٣٠٢٥ـ بخاری: ٤٥٩١ـ ابو داود: ٣٩٧٤ـ ترمذی: ٣٠٣٠ـ احمد: ٢٤٥٨.

(٦٩٠٥) بخاری: ٣٩٥٤ـ ترمذی: ٣٠٣٢.

الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ إِلَى بَدْرٍ. (رواه البخاري: ٣٩٥٤)

بیٹھنے والے مومن۔'' مراد ہیں اس سے بدر میں جانے والے اور نہ جانے والے۔''

٦٩٠٦ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ إِلَى بَدْرٍ لَمَّا نَزَلَتْ غَزْوَةُ بَدْرٍ قَالَ: عَبْدُاللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ إِنَّا أَعْمَيَانِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَهَلْ لَنَا رُخْصَةٌ فَنَزَلَتْ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ﴾ وَ﴿فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً﴾ فَهٰؤُلَاءِ الْقَاعِدُوْنَ غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ ﴿وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ أَجْراً عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ﴾ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرِ أُولِي الضَّرَرِ. (رواه الترمذي: ٣٠٣٢)

٦٩٠٦۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کا فرمان ہے: ''نہیں برابر پیچھے بیٹھ رہنے والے مومن بغیر کسی عذر کے۔'' اس سے مراد ہے بدر کی طرف جانے والے اور نہ جانے والے، پھر جب بدر کی جنگ پیش آئی تو عبداللہ بن جحش اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم دونابینا ہیں تو کیا ہمارے لیے شامل جہاد نہ ہونے کی رخصت ہے؟ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''نہیں برابر بیٹھنے والے مومن جو صاحب عذر نہ ہوں۔'' اور ''فضیلت دی اللہ نے جہاد کرنے والوں کو جو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے ہیں بیٹھ رہنے والوں پر۔'' یہ لوگ جہاد سے پیچھے رہنے والے صاحب عذر نہیں۔ ''اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو پیچھے بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑا اجر ہے۔ درجات اللہ کی طرف سے۔'' ان مومنوں پر ہیں جو بغیر عذر کے بیٹھنے والے ہیں۔''

شرح:...... اس میں ایک تو معذور کو جہاد میں نہ جانے کی اجازت ثابت ہوئی۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوا کہ کاتب رکھنا جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ علم کو بذریعہ تحریر محفوظ کیا جائے۔ (فتح الباری: ۸/۲۶۲)

٦٩٠٧ـــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُوْالْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ

٦٩٠٧۔ ''محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا: اہل مدینہ سے ایک فوج مرتب کر کے علیحدہ کی گئی اور میرا نام بھی اس میں لکھا گیا۔ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے ملا تو اس نے بڑی شدت سے منع کیا، پھر اس نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مشرکین کے ساتھ تھے جس سے ان کی نفری زیادہ ظاہر ہوتی

(٦٩٠٦) ترمذی: ٣٠٣٢۔ صحیح، البانی: ٢٤٢٨۔ دون قوله لما نزلت، بخاری: ٣٩٥٤.

(٦٩٠٧) بخاری: ٤٥٩٦.

يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى بِهِ فَيُصِيْبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْيَضْرِبُ فَيُقْتَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تُوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾ الآيَةَ . (رواه البخاري: ٤٥٩٦)

تھی۔ پس ان مسلمانوں کو تیر آ لگتا اور ان کو قتل کر دیتا یا ان کو تیر مارتے تو وہ قتل ہو جاتے۔ ان کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''وہ لوگ جن کی روح فرشتے قبض کرتے ہیں جب کہ وہ (جان بوجھ کر کافروں میں رہ کر) اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں: تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں: ہم زمین میں کمزور تھے، تب فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟......'' (بخاری)

شرح:...... اس میں یہ دلیل ہے کہ جس سرزمین میں نافرمانی ہوتی ہو اس سے ہجرت کرنا واجب ہے۔

اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ مسلمانوں سے لڑائی کرنا بھی منع ہے اور جو مسلمانوں سے لڑ رہا ہے اگر چہ ان کی حمایت میں نہ بھی لڑ نا ہوا ان کی تعداد بڑھانے کے لیے بھی ان کے ساتھ جانا منع ہے۔ (فتح الباری: ۸/۲۶۳)

٦٩٠٨ــــ اِبْنِ عَبَّاسٍ: خَرَجَ ضَمْرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ مُهَاجِرًا، قَالَ لأَهْلِهِ: احْمَلُوْنِي مِنْ أَرْضِ الْمُشْرِكِيْنَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَمَاتَ فِي الطَّرِيْقِ، فَنَزَلَ: ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ إِلَى...... ﴿رَحِيْمًا﴾ . (رواه أبويعلى: ٢٦٧٩)

۶۹۰۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ضمرہ بن جندب نے ہجرت کی اور اس نے اپنے گھر والوں کو کہا: مجھے مشرکین کے علاقہ سے نکال کر رسول اللہ ﷺ کی طرف لے جاؤ، پس وہ راستہ میں فوت ہو گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اس کے رسول کی طرف گیا، پھر اسے راستے میں موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا......'' (الموصلی)

٦٩٠٩ــــ عَنْ يَعْلَى بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْامِنَ الصَّلاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ فَقَدْأَمِنَ النَّاسُ، فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ

۶۹۰۹۔ ''سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ فرماتا ہے: ''نہیں تم پر کوئی گناہ کہ تم نماز قصر کرو اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں فتنے میں ڈالیں گے۔'' اور اب تو لوگوں کو امن میسر آ چکا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بھی اس چیز سے تعجب آیا تھا جس سے تجھے تعجب آیا ہے تو میں

(٦٩٠٨) ابو يعلىٰ: ٢٦٧٩ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ١٠٩٤٩.

(٦٩٠٩) مسلم: ٦٨٦ـ ابو داود: ١١٩٩ـ ترمذي: ٣٠٣٤ـ نسائي: ١٤٣٣ـ ابن ماجه: ١٠٦٥ـ احمد: ١٧٥ـ دارمي: ١٥٠٥.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ. (رواه مسلم: ٦٨٦)

رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے پس تم اس کا صدقہ قبول کرو۔'' (مسلم واصحاب سنن)

شــرح:...... اس میں جو سفر میں خوف کی قید لگائی گئی ہے یہ اتفاقی ہے۔ اس وقت عموماً جنگ کے لیے سفر ہوتا تھا اس لیے یہ قید لگائی گئی ہے اب اس کا کوئی مفہوم نہیں۔ جب بھی سفر ہوگا نماز قصر ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اجازت دی ہے تاکہ اس کے بندے مشقت سے بچ جائیں۔

اب اس میں ایک بات اور وضاحت طلب ہے کہ سفر میں قصر کرنا ضروری ہے یا انسان پوری نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔ پوری پڑھنے کے بارے میں جتنی بھی روایات آتی ہیں وہ حجت کے قابل نہیں۔

شوکانی رحمہ اللہ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ راجح قول یہی ہے کہ سفر میں نماز قصر کرنا واجب ہے اور یہ دعویٰ کرنا کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا افضل ہے۔ یہ دعویٰ بہت غلط ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے تمام سفروں میں قصر ہی نماز پڑھی ہے۔ پوری نہیں پڑھی یہ نہیں ہوسکتا کہ نبی اکرم ﷺ عمر بھر غیر افضل کام ہی کرتے رہیں اور افضل چھوڑ دیں۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۲۲۷)

٦٩١٠ـ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَّا يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ أُبَيْرِقٍ بِشْرٌ وَبُشَيْرٌ وَمُبَشِّرٌ وَكَانَ بُشَيْرٌ رَجُلاً مُنَافِقًا يَقُوْلُ الشِّعْرَ يَهْجُوْ بِهِ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يَنْحَلُهُ بَعْضَ الْعَرَبِ ثُمَّ يَقُوْلُ: قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا: قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا: فَإِذَا سَمِعَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ الشِّعْرَ قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا يَقُوْلُ هٰذَا الشِّعْرَ إِلَّا هٰذَا الْخَبِيْثُ أَوْ كَمَا قَالَ الرَّجُلُ وَقَالُوْا ابْنُ الأُبَيْرِقِ قَالَهَا قَالَ وَكَانُوْا أَهْلَ بَيْتِ حَاجَةٍ وَفَاقَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالإِسْلَامِ وَكَانَ النَّاسُ إِنَّمَا طَعَامُهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ التَّمْرُ وَالشَّعِيْرُ وَكَانَ

۶۹۱۰۔'' قتادہ بن نعمان نے کہا: ہمارے لوگوں میں سے ایک گھر والے تھے ان کو بنو اُبَیرق کہا جاتا تھا۔ وہ بِشر، بُشَیر اور مبشر تھے۔ ان میں سے بُشَیر منافق شخص تھا اور اشعار میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا، پھر اس کی نسبت بعض عرب شعراء کی طرف کر دیتا کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں نے ایسا کہا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے سنا تو انہوں نے کہا: واللہ! یہ اشعار یہی خبیث کہتا ہے یا اس طرح کا کلمہ کہتا۔ اور وہ کہتے: یہ ابن اُبَیرق ہی کہتا ہے۔ راوی نے کہا: یہ گھر کفر اور اسلام ہر دور میں بھوکا اور حاجت مند رہا تھا اور اہل مدینہ کی خوراک کھجور اور جو کی روٹی ہوا کرتی تھی۔ اگر کوئی آدمی مالدا ہوتا اور تجارتی قافلہ آجاتا تو گندم کا وہ سفید آٹا خرید کر اپنے لیے مخصوص کر دیتا اور اہل وعیال کی خوراک

(٦٩١٠) ترمذی: ٣٠٣٦ـ حسن، البانی: ٢٤٣٢.

الرَّجُلُ إِذَا كَانَ لَهُ يَسَارٌ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ مِنَ الدَّرْمَكِ ابْتَاعَ الرَّجُلُ مِنْهَا فَخَصَّ بِهَا نَفْسَهُ وَأَمَّا الْعِيَالُ فَإِنَّمَا طَعَامُهُمُ التَّمْرُ وَالشَّعِيرُ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ فَابْتَاعَ عَمِّي رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ حِمْلاً مِنَ الدَّرْمَكِ فَجَعَلَهُ فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ وَفِي الْمَشْرَبَةِ سِلاَحٌ وَدِرْعٌ وَسَيْفٌ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْبَيْتِ فَنُقِبَتِ الْمَشْرَبَةُ وَأُخِذَ الطَّعَامُ وَالسِّلاَحُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَانِي عَمِّي رِفَاعَةُ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! إِنَّهُ قَدْعُدِيَ عَلَيْنَا فِي لَيْلَتِنَا هٰذِهِ فَنُقِبَتْ مَشْرَبَتُنَا وَذُهِبَ بِطَعَامِنَا وَسِلاَحِنَا قَالَ: فَتَحَسَّسْنَا فِي الدَّارِ وَسَأَلْنَا فَقِيْلَ لَنَا قَدْرَأَيْنَا بَنِي أُبَيْرِقٍ اسْتَوْقَدُوْا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَلاَنَرَى فِيْمَا نَرَى إِلَّاعَلَى بَعْضِ طَعَامِكُمْ قَالَ وَكَانَ بَنُوْأُبَيْرِقٍ قَالُوْا: وَنَحْنُ نَسْأَلُ فِي الدَّارِ وَاللّٰهِ مَانَرَى صَاحِبَكُمْ إِلَّالَبِيْدَبْنَ سَهْلٍ رَجُلٌ مِنَّالَهُ صَلاَحٌ وَإِسْلاَمٌ فَلَمَّا سَمِعَ لَبِيْدٌاخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَقَالَ: أَنَا أَسْرِقُ فَوَاللّٰهِ لَيُخَالِطَنَّكُمْ هٰذَا السَّيْفُ أَوْلَتُبَيِّنُنَّ هٰذِهِ السَّرِقَةَ قَالُوْا: إِلَيْكَ عَنْهَا أَيُّهَا الرَّجُلُ! فَمَا أَنْتَ بِصَاحِبِهَا فَسَأَلْنَا فِي الدَّارِحَتَّى لَمْ نَشُكُّ أَنَّهُمْ أَصْحَابُهَا فَقَالَ لِي عَمِّي: يَا ابْنَ أَخِي! لَوْأَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتَ ذٰلِكَ لَهُ قَالَ قَتَادَةُ: فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

وہی جو اور کھجور ہوا کرتی ہے۔ شام سے قافلہ آیا اور میرے چچا رفاعہ بن زید نے ایک اونٹ کا بوجھ گندم کا آٹا خریدا اور اپنے مخصوص کمرے میں رکھ دیا۔ اسی کمرے میں اسلحہ، زریں اور تلواریں بھی رکھی تھیں۔ رات کے وقت کمرے میں سرنگ لگا کر آٹا اور اسلحہ چوری کیا گیا۔ فجر کو میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا: میرے بھائی کے بیٹے! آج رات تو ہم پر زیادتی کی گئی، ہمارے کمرے میں سرنگ لگائی گئی اور ہمارا آٹا اور ہتھیار چوری کیا گیا۔ پوچھا اور پتہ چلایا تو ہمیں کہا گیا کہ آج رات بنو اُبَیرق نے آگ جلائی رکھی ہے اور کہنے والوں نے کہا: گمان ہے کہ تمہارے آٹے پر ہی وہ مصروف تھے۔ جب ہم محلے میں پوچھ رہے تھے تو بنو اُبَیرق ہمیں کہتے تھے: واللہ! ہمارا خیال ہے کہ تمہارا مال اٹھانے والا دوسرا کوئی نہیں مگر ہمارے خیال میں صرف لبید بن سہل ہی ہوسکتا ہے اور وہ ہمارے لوگوں میں صالح مسلمان اور نیک انسان تھا۔

جب لبید نے بات سنی تو اس نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور کہا: کیا میں چوری کرتا ہوں؟ اللہ کی قسم! یہ تلوار تمہارے درمیان چلے گی یا تم یہ چوری ظاہر کردو۔ تو لوگوں نے اس کو کہا: اے مرد! تو ہمارا چور نہیں ہے ہم سے دور ہوجا، پھر ہم نے تحقیق حال کی تو محلے میں ہمیں اس گھر کے سوا کوئی چور نظر نہ آیا اور ہمیں کوئی شک نہ رہا کہ دراصل ہمارے چور بنوابیرق ہیں۔

راوی نے کہا: میرے چچا نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! اگر تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہوکر آپ سے اس کا ذکر کردے تو بہتر ہوگا۔ میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: ہمارے اپنے ایک گھر والے ظالم لوگ ہیں، انہوں نے رفاعہ بن زید کے گھر ایک کمرے میں سرنگ لگا کر ہتھیار اور آٹا

فَقُلْتُ: إِنَّ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَّا أَهْلَ جَفَاءٍ عَمَدُوْا إِلَى عَمِّي رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ فَنَقَبُوْا مَشْرَبَةً لَهُ وَأَخَذُوْا سَلاَحَهُ وَطَعَامَهُ فَلْيَرُدُّوْا عَلَيْنَا سَلاَحَنَا فَأَمَّا الطَّعَامُ فَلاَحَاجَةَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَآمُرُفِي ذٰلِكَ فَلَمَّا سَمِعَ بَنُوْأُبَيْرِقٍ أَتَوْا رَجلاً مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَيْرُبْنُ عُرْوَةَ فَكَلَّمُوْهُ فِي ذٰلِكَ، فَاجْتَمَعَ فِي ذٰلِكَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ وَعَمَّهُ عَمَدَا إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ مِنَّا أَهْلِ إِسْلاَمٍ وَصَلاَحٍ يَرْمُوْنَهُمْ بِالسَّرِقَةِ مِنْ غَيْرِبَيِّنَةٍ وَلاَثَبَتٍ قَالَ قَتَادَةُ: فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمْتُهُ، فَقَالَ: عَمَدْتُ إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ ذُكِرَمِنْهُمْ إِسْلاَمٌ وَصَلاَحٌ تَرْمِهِمْ بِالسَّرِقَةِ عَلَى غَيْرِثَبَتٍ وَلاَبَيِّنَةٍ، قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْ بَعْضِ مَالِي وَلَمْ أُكَلِّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَأَتَانِي عَمِّي رِفَاعَةُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! مَا صَنَعْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَاقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ نَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَلاَتَكُنْ لِلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا﴾ بَنِي أُبَيْرِقٍ ﴿وَاسْتَغْفِرِاللّٰهِ﴾ أَيْ مِمَّا قُلْتَ لِقَتَادَةَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًارَحِيْمًا وَلاَتُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ

چوری اٹھایا ہے، وہ ہمارے ہتھیار واپس کر دیں تو آٹے کی ہمیں پروانہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: میں جلد ہی کوئی فیصلہ کروں گا۔

بنوابیرق نے سنا تو وہ اپنے ایک مرد کے پاس گئے اس کو اُسَیر بن عروہ کہتے تھے۔ اس بارے میں اس سے گفتگو کی، اس محلے کے لوگوں کو ساتھ لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! قتادہ اور اس کا چچا جان بوجھ کر ہم اہل اسلام کے نیک لوگوں پر بغیر ثبوت اور بغیر شہادت چوری کا الزام لگا رہے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں: میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بات کی تو آپ نے فرمایا: تو نے قصداً ایک مسلمان گھرانے پر بغیر ثبوت و شہادت چوری کا الزام لگا دیا ہے۔ میں واپس لوٹا اور مجھے یہ پسند تھا کہ کاش میرا اپنا کچھ بھی چلا گیا ہوتا اور میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو نہ کی ہوتی۔

میرے پاس میرا چچا آیا اور کہا: میرے بھتیجے! تو کیا کر کے آیا؟ میں نے اس کو خبر دی اس بات کی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔ تو چچا نے کہا: اللہ ہی سے مدد طلب کی گئی ہے۔ پس ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ قرآن نازل ہوا: ”ہم نے تیرے اوپر کتاب نازل کی ہے حق کے ساتھ تا کہ تو لوگوں کے درمیان فیصلہ دے اس چیز کے ساتھ جو تجھے اللہ تعالیٰ نے حق دکھایا ہے اور تو خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑا کرنے والا نہ ہونا (یعنی بنوابیرق کی طرف سے۔ اور اللہ سے مغفرت طلب کر (یعنی اس سے جو تو نے قتادہ کو کہا) اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کرو جنہوں نے اپنی جان میں خیانت کی ہے۔ بے شک اللہ پسند نہیں کرتا

يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لاَيُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلاَيَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ أَيْ لَوِ اسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ لَغَفَرَلَهُمْ ﴿وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِثْمًا مُبِيْنًا﴾ قَوْلَهُ لِلَبِيْدٍ ﴿وَلَوْلاَفَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالسِّلاَحِ فَرَدَّهُ إِلَى رِفَاعَةَ ، فَقَالَ قَتَادَةُ: لَمَّا أَتَيْتُ عَمِّي بِالسِّلاَحِ وَكَانَ شَيْخًا قَدْ عَشَاأَوْعَسَى فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكُنْتُ أُرَى إِسْلاَمَهُ مَدْخُوْلاً فَلَمَّا أَتَيْتُهُ بِالسِّلاَحِ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! هُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَعَرَفْتُ أَنَّ إِسْلاَمَهُ كَانَ صَحِيْحًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ لَحِقَ بُشَيْرٌبِالْمُشْرِكِيْنَ ، فَنَزَلَ عَلَى سُلاَفَةَ بِنْتِ سَعْدِ ابْنِ سُمَيَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَسَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَ تْ مَصِيْرًا إِنَّ اللّٰهَ لاَيَغْفِرُأَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيْدًا﴾ فَلَمَّا نَزَلَ عَلَى سُلاَفَةَ رَمَاهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ بِأَبْيَاتٍ مِنْ شِعْرِهِ فَأَخَذَتْ رَحْلَهُ فَوَضَعَتْهُ عَلَى رَأْسِهَا ثُمَّ

اس کو جو خیانت کرنے والا مجرم ہو۔ وہ لوگوں سے مخفی رہتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپ سکتے ہیں۔...... اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔'' یعنی اگر وہ اللہ سے مغفرت طلب کرتے تو ان کو وہ بخش دیتا۔ ''اور جس نے جرم کیا تو اس کا جرم اس کی اپنی جان پر ہے۔'' تا قولہ تعالیٰ: ﴿إِثْمًا مُبِيْنًا﴾ اور ان کا وہ الزام مراد ہے جو انہوں نے لبید کے متعلق کیا۔ ''اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی...... تو عنقریب ہم اس کو اجر عظیم عطا کریں گے۔'' جب قرآن نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ کے پاس ہتھیار واپس کیے گئے۔ آپ نے وہ رفاعہ کو واپس کرائے قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں وہ ہتھیار اپنے چچا کے پاس لایا، میرا چچا عہد جاہلیت میں گذر چکا تھا اور میں اس کے اسلام قبول کرنے کو بھی وقتی تصور کرتا تھا اور جب ہتھیار میں اس کے پاس واپس لایا تو اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! یہ ہتھیار میری طرف سے فی سبیل اللہ وقف ہیں تو اب مجھے پتہ چلا کہ اس کا اسلام قبول کرنا درست تھا۔ جب قرآن نازل ہوا تو بشیر شاعر مشرکین سے جا ملا اور وہ سلافہ بنت سعد ابن سمیہ کے ہاں ٹھہرا تو اللہ نے نازل فرمایا: ''جو بھی راہ واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور غیر مومنوں کے طریقے پر چلے تو ہم اس کو اسی راہ پر چلنے دیں گے جو اس نے اختیار کی، بالآخر اسے جہنم میں دھکیل دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ بے شک اللہ شرک کو نہیں بخشے گا اور اس سے کم درجہ گناہ جس کو چاہے بخش دے۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ پرلے درجے کا گمراہ ہو گیا۔'' جب وہ سلافہ کے ہاں ٹھہرا تو سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے چند اشعار میں اس عورت پر غیر محرم مرد ٹھہرانے کا الزام دیا تو اس عورت نے اس کا سامان سر پر اٹھایا اور لے

خَرَجَتْ بِهِ فَرَمَتْ بِهِ فِي الْأَبْطَحِ، ثُمَّ قَالَتْ: أَهْدَيْتَ لِي شِعْرَحَسَّانَ مَاكُنْتَ تَأْتِيْنِي بِخَيْرٍ. (رواه الترمذي: ٣٠٣٦)

جا کر مقام ابطح میں پھینک دیا اور کہا: تو میرے پاس کوئی نیکی اور بھلائی لے کر نہیں آیا۔'' (ترمذی)

٦٩١١ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَبِهِ﴾ بَلَغَتْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مَبْلَغًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فَفِي كُلِّ مَايُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ حَتَّى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا أَوِالشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا. (رواه مسلم: ٢٥٧٤)

۶۹۱۱۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''جو بدی کرے گا وہ سزا پائے گا۔'' تو مسلمانوں پر شدید اثر پڑا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریب رہو، سیدھے رہو۔ مسلمان کو جو بھی ایذا پہنچتی ہے اس کے لیے وہ کفارہ ہے حتیٰ کہ کوئی چھوٹی مصیبت یا کانٹا ہی لگے۔'' (بخاری ومسلم وترمذی)

٦٩١٢ــ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَبِهِ وَلاَيَجِدْ لَهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلاَ نَصِيْرًا﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أَبَابَكْرٍ! أَلاَأُقْرِئُكَ آيَةً أُنْزِلَتْ عَلَيَّ؟ قُلْتُ: بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَأَقْرَأَنِيْهَا فَلاأَعْلَمُ إِلَّاأَنِّي قَدْكُنْتُ وَجَدْتُ انْقِصَامًا فِي ظَهْرِي فَتَمَطَّأْتُ لَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاشَأْنُكَ يَاأَبَابَكْرٍ! قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! وَأَيُّنَالَمْ يَعْمَلْ سُوْءًا وَإِنَّا لَمُجْزَوْنَ بِمَا عَمِلْنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَابَكْرٍوَالْمُؤْمِنُوْنَ فَتُجْزَوْنَ بِذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَلَيْسَ لَكُمْ ذُنُوْبٌ

۶۹۱۲۔ ''سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا جب یہ آیت نازل ہوئی: ''جو بدی کرے گا اس کو سزا ہوگی اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار پائے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! کیا میں تجھے ایک آیت نہ پڑھادوں جو میرے اوپر اتاری گئی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں، اے اللہ کے رسول! پس آپ نے مجھے آیت پڑھ کر سنائی تو میں نے یوں محسوس کیا گویا میری پشت ٹوٹ چکی ہے اور اس وجہ سے میری پشت ٹیڑھی ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! ہم میں سے کون ہوگا جس نے کوئی بدی نہ کی ہوگی۔ اور ہمیں اپنے اعمال پر سزا بھی ضرور دی جائے گی۔ پس آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تو اور دیگر تمام اہل ایمان تو دنیا میں ہی سزا پاتے ہیں، جب اللہ کے پاس تم جاؤ گے اور ملاقات کرو گے تو

(٦٩١١) مسلم: ٢٥٧٤۔ بخاری: ٥٦٤٢۔ ترمذی: ٣٠٣٨۔ احمد: ٧٣٣٩.

(٦٩١٢) ترمذی: ٣٠٣٩۔ ضعیف الاسناد: ١٥٨١۔ احمد: ٢٤.

وَأَمَّـا الآخَـرُوْنَ فَيُـجْـمَعُ ذٰلِكَ لَهُمْ حَتَّى يُـجْـزَوْابِـهِ يَـوْمَ الْقِيَامَةِ . (رواه الترمذی: ٣٠٣٩)

٦٩١٣ـــــ عَـنْ عَـلِـيِّ بْـنِ زَيْـدٍ عَنْ أُمَيَّةَ أَنَّهَاسَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿إِنْ تُبْـدُوْا مَـافِي أَنْفُسِكُمْ أَوْتُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِـهِ اللّٰهُ﴾ وَعَـنْ قَـوْلِـهِ: ﴿مَـنْ يَعْمَلْ سُوْءً ايُـجْـزَبِـهِ﴾ فَـقَـالَتْ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ مُـنْـذُسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَـقَالَ: هٰذِهِ مُـعَـاتَبَةُ اللّٰهِ الْـعَبْدَ فِيْمَا يُصِيْبُهُ مِنَ الْحُمَّى وَالـنَّـكْبَةِ حَتَّـى الْبِـضَـاعَةُ يَضَعُهَا فِي كُمِّ قَـمِيْـصِهِ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْزَعُ لَهَاحَتَّى إِنَّ الْعَبْدَ لَيَـخْـرُجُ مِـنْ ذُنُـوْبِـهِ كَـمَـا يَـخْـرُجُ التِّبْـرُالأَحْـمَـرُمِنَ الْكِيْرِ . (رواه الترمذی: ٢٩٩١)

تمہارے اوپر کوئی بدی باقی نہ رہے گی۔ اور دوسری قوموں کے گناہ جمع کیے جاتے ہیں اور ان کو آخرت میں سزا دی جائے گی'' (الترمذی بسند ضعیف)

۶۹۱۳۔ ''علی بن زید نے اپنی ماں سے روایت کی کہ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اللہ کا فرمان ہے: ''اگر تم ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے یا تم اس کو مخفی رکھو تم سے اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا۔'' اور اللہ کا یہ قول: ''جو بدی کرے گا وہ سزا پائے گا۔''

تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب سے میں نے ان آیات کا رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اس کے بعد سے آج تک میرے سے اس آیت کے بارے میں سوال نہیں کیا گیا۔ میرے سوال پر آپ نے فرمایا تھا: یہ وہ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو سزا دیتا ہے اور بندے کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ بخار ہو یا کوئی مصیبت یہاں تک کہ وہ اپنا سامان اپنی قمیص کی آستین میں رکھ کر اور اس کو مفقود پا کر خوف زدہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ بندہ جب دنیا سے نکلتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہوتا ہے جیسے سونا بھٹی سے صاف ہو کر نکلتا ہے۔''

شرح: ...... ایک روایت میں آتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس آیت کو سن لینے کے بعد صلاح کیسے ہوگی۔

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، کیا تم بیمار یا غمزدہ نہیں ہوتے؟ انہوں نے کہا: یہ تو ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہی تو بدلہ ہے۔

ثابت ہوا کہ مصیبت مومن کے لیے خطاؤں کو مٹاتی ہے اور نیکیاں بناتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر اس سے کوئی خطا ہوئی ہو تو وہ اس سے مٹ جاتی ہے۔ اگر خطا نہ ہو تو پھر اس پریشانی کے مطابق اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔
(فتح الباری: ۱۰/ ۱۰۵)

(٦٩١٣) ترمذی: ٢٩٩١۔ ضعیف الاسناد: ٥٧٤۔ احمد: ٢٥٣٠٧.

٦٩١٤ــــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَـالَ: خَشِيَتْ سَـوْدَةُ أَنْ يُـطَـلِّقَهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَـقَـالَتْ: لاتُـطَـلِّـقْـنِـي وَأَمْسِـكْـنِي وَاجْعَلْ يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَفَعَلَ فَنَزَلَتْ: ﴿فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ فَمَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ جَائِزٌ كَأَنَّهُ مِـنْ قَـوْلِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ. (رواه الترمذی: ٣٠٤٠)

۶۹۱۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو خوف لاحق ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ان کو طلاق دیدیں گے تو وہ آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے آپ طلاق نہ دیں اپنی زوجیت میں رکھیں اور میری باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدیں۔ پس آپ نے ایسا ہی کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح کریں اور صلح ہی بہتر ہے۔'' اور فریقین جس چیز پر بھی مصالحت کریں وہ جائز ہے۔''

شرح: ......اصل میں نبی اکرم ﷺ نے طلاق کا نہ کہا تھا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے خود یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا اس لیے پھر اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تو قرآن پاک نے ساری امت کی خواتین کے لیے صلح کا یہ طریقہ رائج کر دیا کہ اگر عورت اپنے خاوند کی صحبت میں رہنے کے لیے کچھ چھوڑ دیتی ہے تو ایسا کر سکتی ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ وہ اس کا دوسرا حق پورا کرے۔ اگر نہیں کر سکتا تو اس سے جدا ہو جائے، ناچاقی اور روگردانی اور فرقت و جدائی سے بہر صورت صلح بہتر ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۱۶)

سورة المائدة

سورۂ مائدہ

٦٩١٥ــــ اِبْـنُ عَـمْـرِو بْنِ الْعَاصِ: أُنْزِلَتْ عَـلَى النَّبِيِّ ﷺ سُـوْرَةُ الْمَائِدَةِ وَهُوَ رَاكِبٌ عَـلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَحْمِلَهُ فَنَزَلَ عَنْهَا. (رواه أحمد: ٦٦٠٥)

۶۹۱۵۔ ''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ سورۂ مائدہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی اور اس وقت آپ اپنی سواری پر سوار تھے اور وہ آپ کو اٹھانے سے عاجز آ گئی تو آپ سواری سے اترے آئے۔'' (احمد)

٦٩١٦ــــ عَـنْ طَـارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: جَاءَ رَجُـلٌ مِـنَ الْيَهُـوْدِ إِلَـى عُـمَرَ فَقَالَ: يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُ وْنَهَا لَوْعَلَيْنَا نَـزَلَـتْ مَـعْشَرَالْيَهُوْدِ لاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ

۶۹۱۶۔ ''جناب طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ ایک یہودی شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھا کرتے ہو، اگر وہ ہم یہود قوم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔

(٦٩١٤) ترمذی: ٣٠٤٠۔ صحیح، البانی: ٢٤٣٤.
(٦٩١٥) احمد: ٦٦٠٥۔ وفیه ابن لهیعة ولاأكثر علیٰ ضعفه وقد یحسن حدیثه وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ١٠٩٦٢.
(٦٩١٦) مسلم: ٣٠١٧۔ بخاری: ٤٦٠٦۔ ترمذی: ٣٠٤٣۔ نسائی: ٣٠٠٢۔ احمد: ١٨٩.

عِيْدًا قَالَ: وَأَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ الْيَوْمَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيْهِ، وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيْهِ، نَزَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ. (رواه مسلم: ٣٠١٧)

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو کس آیت کا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا: یہ آیت: ''آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور اسلام کو تمہارے لیے دین بطور پسند کیا۔'' پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا ہوں اس دن کو جس میں یہ آیت اتری اور اس مقام کو جس میں یہ نازل ہوئی اور دن جمعۃ المبارک تھا۔'' (الشیخان، النسائی، الترمذی)

٦٩١٧ــ وَلَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَالَ لَهُ يَهُوْدِيٌّ: لَوْأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ.

۶۹۱۷۔ ''مسلم ہی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کو ایک یہودی نے کہا: اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (مجھے معلوم ہے) وہ ہماری دو عیدوں کے دن نازل ہوئی: ایک تو وہ جمعہ کا دن تھا، دوسرے عرفہ کا دن تھا۔''

شرح:...... ایک سوال ہوسکتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ تو بتا دیا تھا کہ اس آیت کے اترنے کا وقت اور مکان کیا ہے۔ اسے عید بنانے کا نہیں کہا۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ اس روایت میں اشارے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں باقاعدہ واضح آتا ہے کہ یہ آیت جمعہ کے دن اتری ہے اور عرفات کا دن تھا اور بحمد اللہ یہ دونوں دن ہماری عید کے ہیں۔

(جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۱۷)

٦٩١٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوْا أَوْيُصَلَّبُوْا أَوْتُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْيُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْمُشْرِكِيْنَ فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ

۶۹۱۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت: ''سزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، انہیں قتل کیا جائے، سولی دی جائے، ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں ملک بدر کیا جائے ...... بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' مشرکین کے بارے میں

(٦٩١٧) مسلم: ٣٠١٧.

(٦٩١٨) ابو داود: ٤٣٧٢ـ حسن، البانی: ٣٦٧٥ـ نسائی: ٤٠٤٦.

قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ أَنْ يُقَامَ فِيْهِ الْحَدُّ الَّذِيْ أَصَابَهُ . (لأبي داود: ٤٣٧٢)

نازل ہوئی ہے۔ پس ان میں سے جس نے توبہ کی پہلے اس کے کہ اس پر قدرت حاصل ہوئی ہو۔ حاکم کے لیے کوئی چیز مانع نہ ہوگی کہ جس جرم کا اس نے ارتکاب کیا ہے اس پر اس کو حد لگائے۔'' (ابوداؤد، نسائی)

شرح:...... کچھ لوگ مسلمان ہوئے، پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا۔ آپ کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا اور مرتد ہو گئے۔ انہیں گرفتار کر کے لایا گیا تو آپ نے قصاص کے طور پر ان سے وہی سلوک کیا جو انہوں نے کیا تھا۔ یہ آیت ان کے بارے میں اتری ہے۔

اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف کی تفصیل ہے کہ یہ آیت کافر اور مسلمان جو بھی اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ کرے گا اور اس پر قابو سے پہلے وہ تائب ہو جائے تو اسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ گرفت سے پہلے تائب نہیں ہوتا تو یہ مجرم خواہ مسلمان ہو خواہ مشرک ہو، اسے یہ سزائیں اسے دی جائیں گی۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۳۵)

٦٩١٩ـ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مُرَّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَهُوْدِيٍّ مُحَمَّمٍ مَجْلُوْدٍ فَدَعَاهُمْ، فَقَالَ: هٰكَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِي؟ فَقَالُوْا: نَعَمْ . بِنَحْوِ أَحَادِيْثَ مَرَّتْ فِي الْحُدُوْدِ . وَفِيْهِ: فَأَمَرَبِهِ فَرُجِمَ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَقُوْلُوْنَ إِنْ أُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ فِي الْيَهُوْدِ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾ فِي الْيَهُوْدِ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ: هِيَ فِي

۶۹۱۹۔ ''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک یہودی لایا گیا جس کا منہ سیاہ کیا گیا اور چند کوڑے مارے گئے تھے۔ آپ نے ان کو بلا کر فرمایا: کیا تم زانی کو یہ سزا دیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! بقیہ مثل ان احادیث کے جو حدود کے باب میں گذر چکی ہیں۔

اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے اس کو رجم کیا اور یہ آیت نازل ہوئی: ''اے رسول! آپ کو غم میں نہ ڈالیں وہ لوگ جو کفر میں جلدی کرتے ہیں...... وہ کہتے: اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو لے لو۔'' (وہ کہتے تھے کہ جاؤ محمد ﷺ کے پاس اگر منہ سیاہ کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم دے دیں تو قبول کرو) اور اگر یہ حکم نہ دیا جائے تو ان سے الگ رہو (اگر رجم کرنے کا فتویٰ دیں تو اس سے بچ جاؤ)۔ یہ بھی یہود کے بارے میں ہے۔ آگے اللہ کے فرمان: ''پس جو فیصلہ نہ کرے اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ لوگ کافر ہیں۔'' اور جو نہ

(٦٩١٩) ابو داود: ٤٤٤٨ـ صحيح، البانی: ٣٧٣٨ـ مسلم: ١٧٠٠ـ ابن ماجه: ٢٣٢٧ـ احمد: ١٨٠٥٤.

الْكُفَّارِ كُلِّهَا، يَعْنِي هٰذِهِ الْآيَةَ. (رواه أبو داود: ٤٤٤٨)

فیصلہ کرے اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ لوگ ظالم ہیں اور جو نہ فیصلہ کرے اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ لوگ فاسق ہیں یہ سب کفار کے متعلق آیات ہیں۔''

شرح:...... زنا کی حد میں یہودی زانی اور زانیہ کا منہ کالا کر دیتے تھے۔ یہ تحریف تھی۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کا علم تھا کہ تورات میں یہ سزا نہیں بلکہ رجم ہے۔ اس لیے الزامی انداز میں ان سے پوچھا کہ تورات میں زنا کی کیا حد ہے۔ آپ کو بذریعہ وحی یا کسی مسلمان ہونے والے یہودی کے ذریعے پتہ تھا کہ رجم تورات میں موجود ہے۔

آپ نے ان کے عالم عبداللہ بن صوریا کو بلایا اس نے بتایا کہ معزز پر ہم حد نہ لگاتے تھے منہ کالا کرتے تھے اور گھٹیا پر حد لگاتے تھے۔ اب چونکہ ہمارے اونچے درجہ کے لوگوں میں یہ چیز عام ہے اس لیے ہم نے سزا تبدیل کر دی ہے۔

ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ یہودیوں سے حد قائم کرنے سے پہلے یہ سوال ہوا تھا کہ تورات میں زانی کی کیا سزا ہے۔ ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے حد قائم کر لی تھی بعد میں سوال ہوا تھا۔

اس کا حل یہ ہے کہ یہ متعدد آدمی تھے۔ جن سے سوال ہوا وہ اور افراد تھے اور جنہوں نے کوڑے مارے وہ اور افراد تھے۔ لہٰذا ایک وقت میں ایک گروہ سے سوال نہ ہوا تھا۔ مطابقت کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ انہوں نے آدمی کو پہلے کوڑے مار لیے تھے۔ پھر ان کے سامنے یہ بات آئی کہ اس کا حکم پوچھ لیں، چنانچہ انہوں نے آپ کے سامنے وہ عورت بھی پیش کی اور ان کے زنا کا واقعہ بتایا تو آپ نے کہا: تمہاری کتاب میں کیا حکم ہے؟ انہوں نے غلط بیانی کی تب آپ نے بتایا کہ تمہاری کتاب میں بھی رجم لکھا ہے۔

اور یہودی آپس میں کہتے تھے اور جسے بھی رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجتے تو اسے کہتے تھے۔ اگر زنا کی حد کے بارے میں آپ منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا کہیں تو یہ لے لینا، اور اس پر عمل کرنا، اگر وہ رجم کرنے کا حکم دیں تو اسے قبول کرنا نہ ہی اس پر عمل کرنا۔ آپ ان کے اس رویہ سے رنجیدہ خاطر ہوتے تھے تو نہایت بلیغ انداز سے قرآن نے کہا ہے کہ آپ کیوں غمزدہ ہوتے ہیں۔ ان کا یہ رویہ کچھ نہیں کرسکتا، نہ یہ آپ کا اور نہ ہی اللہ کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ یہ ساری آیات یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ وہ احکام الٰہیہ میں تبدیلی کرتے تھے اور ان کی حکم عدولی کرتے تھے۔

تاہم ان کا حکم عام ہے۔ یہودی اور غیر یہودی جو بھی ان کی زد میں آئے گا وہ اس پر چسپاں ہوں گی۔ سبب اگرچہ خاص ہے مگر ان کا حکم عام ہے۔ (عون المعبود: ۴/۲۶۳)

٦٩٢٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيْرُوَكَانَ النَّضِيرُأَشْرَفُ مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَانَ إِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْظَةَ رَجُلاًمِنَ النَّضِيْرِ قُتِلَ بِهِ وَإِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيْرِ رَجُلاً مِنْ قُرَيْظَةَ فُوْدِيَ بِمِائَةِ وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ، فَلَمَّابُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيْرِ رَجُلاًمِنْ قُرَيْظَةَ فَقَالُوْا ادْفَعُوْهُ إِلَيْنَا نَقْتُلُهُ فَقَالُوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَوْهُ فَنَزَلَتْ: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ وَالْقِسْطُ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ﴾. (رواه ابوداود: ٤٤٩٤)

۶۹۲۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: قریظہ اور بنونضیر دو قبائل یہود تھے اور بنونضیر زیادہ طاقت ور تھے، چنانچہ اگر بنو قریظہ بنونضیر کا کوئی آدمی قتل کر دیتے تو اس کے عوض میں بنو قریظہ کا آدمی قتل کیا جاتا اور جب بنونضیر کے آدمی کو بنوقریظہ کا آدمی قتل کرتا تو بنوقریظہ کے آدمی کو سو وسق کھجور فدیہ دیدیا جاتا۔ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو بنونضیر کے آدمی نے قریظہ کے آدمی کو قتل کیا تو انہوں نے کہا: قاتل ہمارے حوالے کرو، ہم اس کو قتل کریں گے تو بنونضیر نے کہا: ہمارے اور تمہارے درمیان جو فیصلہ بھی ہو گا نبی ﷺ کریں گے۔ چنانچہ فریقین آپ کے پاس آئے تو یہ آیت نازل ہوئی: (اگر ان کے درمیان آپ فیصلہ کریں تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیجیے۔'' اور عدل نفس بدلے نفس کے ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''کیا وہ لوگ جہالت کے فیصلہ تلاش کرتے ہیں؟۔'' (النسائی، ابوداوٗد)

٦٩٢١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿فَإِنْ جَاءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ فَنُسِخَتْ قَالَ: ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاأَنْزَلَ اللّٰهُ﴾. (رواه ابوداود: ٣٥٩٠)

۶۹۲۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے، اللہ نے فرمایا: ''پس اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیں ان سے منہ پھیر لیں۔'' پھر اس کو منسوخ کیا اس آیت نے: ''آپ فیصلہ کریں ان کے درمیان اس چیز کے مطابق جو اللہ نے نازل کی ہے۔''

٦٩٢٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّانَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَإِنْ جَاءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْأَعْرِضْ عَنْهُمْ...... وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ الْآيَةَ قَالَ: كَانَ بَنُوْالنَّضِيْرِإِذَا قَتَلُوْا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَدَّوْا

۶۹۲۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اگر وہ آپ کے پاس آئیں آپ فیصلہ کریں ان کے درمیان یا منہ پھیر لیں ان سے ......اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' عدل کے ساتھ۔

(٦٩٢٠) ابو داود: ٤٤٩٤ـ صحيح، البانی: ٣٧٧٢ـ نسائی: ٤٧٣٢.

(٦٩٢١) ابو داود: ٣٥٩٠ـ حسن الاسناد: ٣٠٦١.

(٦٩٢٢) ابو داود: ٣٥٩١ـ حسن، صحيح الاسناد، البانی: ٣٠٦٢ـ نسائی: ٤٧٣٢.

نِصْفَ الدِّيَةِ وَإِذَا قَتَلَ بَنُوْقُرَيْظَةَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِأَدُّوْا إِلَيهِمُ الدِّيَةَ كَامِلَةً فَسَوَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمْ . (رواه أبوداود: ٣٥٩١)

تا مقسطین بنونضیر جب بنوقریظہ کا آدمی قتل کرتے تو نصف دیت ادا کرتے اور بنوقریظہ اگر قتل کرتے تو پوری دیت ادا کرتے پس نبی کریم ﷺ نے ان کے درمیان مساوات قائم کر دی۔"

شرح: ...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہل کتاب کے درمیان فیصلہ کرنے یا نہ کرنے کا حکم منسوخ ہے۔ اب اگر یہ اہل کتاب آپ کے پاس کوئی معاملہ لے کر آتے ہیں تو ان کے درمیان فیصلہ کرنا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۳۰)

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ بنونضیر اپنے شرف کے مطابق بنوقریظہ سے اپنے مقتول کی دیت پوری لیتے تھے اور بنوقریظہ کو نصف دیت دی جاتی تھی۔ یہ ناانصافی تھی۔ اس سے بچنے کے لیے وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس فیصلہ لاتے تاکہ عدل وانصاف ملے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے درمیان عدل کا حکم دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے درمیان دیت کو برابر قرار دیا۔

جب آپ نے ان کے خون برابر قرار دیے تو انہوں نے یہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ یہ اسلام کے باوجود جاہلیت کی تلاش کرتے ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۸۶)

٦٩٢٣ـــ جَابِرٍ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ﴾ قَالَ: هٰؤُلاَءِ قَوْمٌ مِنَ الْيَمَنِ، ثُمَّ مِنْ كِنْدَةَ، ثُمَّ مِنَ السَّكُوْنِ، ثُمَّ مَنْ تُجِيْبُ . (رواه الطبراني فى الأوسط: ١٤١٤)

۶۹۲۳۔ "سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ "عنقریب اللہ تعالیٰ ایک قوم کو لائے گا جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔" تو وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: "وہ یمن کی قوم ہوگی پھر بنوکندہ سے پھر بنوسکون سے اور پھر بنوتجیب سے ہوں گے۔" (الاوسط)

٦٩٢٤ـــ عَمَّارِبْنِ يَاسِرٍ: وَقَفَ عَلٰى عَلِيٍّ سَائِلٌ وَهُوَرَاكِعٌ فِى تَطَوُّعٍ، فَنَزَعَ خَاتَمَهُ فَأَعْطَاهُ السَّائِلَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْلَمَهُ، فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّمَاوَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ﴾ فَقَرَأَهَا ﷺ ثُمَّ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ، اللّٰهُمَّ! وَالِ مَنْ

۶۹۲۴۔ "سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل اس وقت آ حاضر ہوا جب وہ نفلی نماز کے رکوع میں تھے۔ پس انہوں نے اپنی انگوٹھی اتار کر سائل کو دیدی اور پھر حاضر ہو کر نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: "تمہارا دوست اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔" پس

(٦٩٢٣) طبراني اوسط: ١٤١٤ـ و اسناده حسن، هيثمي: ١٠٩٧٧.

(٦٩٢٤) طبراني اوسط، وفيه من لم اعرفهم، هيثمي: ١٠٩٧٨.

وَالاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. (رواه الطبراني في الأوسط بخفي)

رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاوت کی اور پھر فرمایا: ''میں جس کا مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے۔ اے اللہ! دوست رکھ تو اس کو جو اس کو دوست رکھتا ہے اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھتا ہے۔'' (طبرانی اوسط، سند مخفی ہے)۔

٦٩٢٥ــ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ: إِنَّ رَبَّكَ بَخِيْلٌ لاَيُنْفِقُ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ يَنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾. (رواه الطبراني في الكبير: ١٢٤٩٧)

۶۹۲۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہود میں سے ایک آدمی نے کہا: تیرا رب بخیل ہے، خرچ نہیں کرتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''کہا یہود نے اللہ کا ہاتھ بند ہے بلکہ ان کے ہاتھ بند کیے گئے ہیں اور ان پر لعنت کی گئی ہے اس وجہ سے جو انہوں نے بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں وہ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔'' (الکبیر)

٦٩٢٦ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْرَسُ حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ فَأَخْرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ فَقَالَ لَهُمْ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! انْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِيَ اللّٰهُ. (رواه الترمذي: ٣٠٤٦)

۶۹۲۶۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ کی رات کے وقت نگرانی کی جاتی تھی یہاں تک کہ قرآن کا یہ حصہ نازل ہوا: ''اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔'' تو آپ نے اپنے حجرہ سے سر باہر نکال کر فرمایا: ''لوگو! اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔'' (الترمذی)

شرح:...... مطلب ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو کفار سے محفوظ رکھے گا۔

ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا سر اقدس زخمی ہوا اور احد کے دن آپ کا مبارک دانت شہید ہوا اور آپ کو کئی دیگر اذیتوں سے دو چار کیا گیا تو اللہ کی عصمت وحفاظت کے باوجود ایسا کیوں ہوا؟

اس شبے کا حل یہ ہے کہ ایک قول تو یہ ہے کہ یہ آیت آپ کے زخمی ہونے کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو حفاظت الٰہی کا وعدہ تکالیف سے دو چار نہ کرنے کا نہیں بلکہ اس میں وعدہ ہے کہ کفار آپ کے قتل پر قادر نہ ہوں گے۔ اس عصمت کا اللہ نے ذمہ اٹھایا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۱۹)

٦٩٢٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ

۶۹۲۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک مرد نے عرض

(٦٩٢٥) طبراني كبير: ١٢٤٩٧۔ ورجاله ثقات، هيثمي: ١٠٩٧٩.
(٦٩٢٦) ترمذي: ٣٠٤٦۔ حسن، البانی: ٢٤٤٠.
(٦٩٢٧) ترمذي: ٣٠٥٤۔ صحيح، البانی: ٢٤٤١.

فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي إِذَا أَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَأَخَذَتْنِي شَهْوَتِي فَحَرَّمْتُ عَلَيَّ اللَّحْمَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَاأَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَاتَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ o وَكُلُوْا مِمَّارَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا﴾. (رواه الترمذي: ٣٠٥٤)

کی: یا رسول اللہ! میں جب بھی گوشت کھاتا ہوں تو میرے اندر عورتوں کی طرف انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور میری شہوت میرے اوپر غالب آ جاتی ہے۔ لہٰذا میں اپنے اوپر گوشت کو حرام قرار دیتا ہوں۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل کردی: ''اے ایمان والو! حرام نہ قرار دوان پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کر دی ہیں اور تم حد سے نہ گزرو، بے شک اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اللہ نے تمہیں جو حلال اور پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ۔''

شرح:...... یہ حدیث حکم دے رہی ہے کہ حلال چیز ہو اور لذت انگیز ہو اس سے خود کو یوں کنارہ کش نہ رکھو جیسا کہ ایک حرام چیز سے کنارہ کش ہوتے ہو اور تکلف یا خشک زہد کی وجہ سے اسے حرام قرار نہ دو۔ یہ حدودِ الٰہی سے زیادتی ہے۔

اس آیہ مبارکہ نے اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنے اور حرام کو حلال قرار دینے سے منع کیا ہے۔

(جائزة الاحوذی: ۴/ ۲۲۰)

٦٩٢٨ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّانَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوْا﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قِيْلَ لِي أَنْتَ مِنْهُمْ. (رواه مسلم: ٢٤٥٩)

۶۹۲۸۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''ان لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے اچھے اعمال کیے ہیں کوئی گناہ نہیں ہے اس چیز میں جو وہ کھا پی چکے ہیں جبکہ وہ آدمی آئندہ پرہیزگاری اختیار کریں اور ایمان پر قائم رہیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے۔''

٦٩٢٩ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الَّذِيْنَ مَاتُوْا وَهُمْ يَشْرِبُوْنَ الْخَمْرَلَمَّا نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ؟ فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا

۶۹۲۹۔ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ کہنے والے نے کہا: یا رسول اللہ! ان لوگوں کا حال بتایئے جو فوت ہو چکے ہیں اور وہ شراب پیا کرتے تھے، جب کہ شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نہیں ہے کہ ان لوگوں پر

(٦٩٢٨) مسلم: ٢٤٥٩۔ ترمذی؛ ٣٠٥٣.

(٦٩٢٩) ترمذی: ٣٠٥٢۔ صحیح، البانی: ٢٤٤٥.

الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوْا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ﴾. (رواه الترمذي: ٣٠٥٢)

کوئی گناہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیے اس چیز میں جو وہ کھا پی چکے جبکہ وہ آئندہ پرہیزگاری اختیار کریں اور ایمان لائیں اور اچھے اعمال کریں......“ (ترمذی)

٦٩٣٠ـ عَنْ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: اللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِبَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ الْآيَةَ فَدُعِيَ عُمَرُفَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَافِي الْخَمْرِبَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي النِّسَاءِ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاتَقْرَبُوْا الصَّلاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى﴾ فَدُعِيَ عُمَرُفَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ! بَيِّنْ لَنَافِي الْخَمْرِبَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ فَدُعِيَ عُمَرُفَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ: انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا. (رواه الترمذي: ٣٠٤٩)

لِأَصْحَابِ السُّنَنِ، زَادَ أَبُوْدَاوُدَ: بَعْدَ ﴿وَأَنْتُمْ سُكَارَى﴾ فَكَانَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلاةُ يُنَادِي: أَلاَ لاَيَقْرَبَنَّ الصَّلاةَ سَكْرَانُ.

٦٩٣٠ـ ”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے سلسلے میں واضح بیان نازل فرما۔ پس وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ البقرہ میں ہے: ”آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تو کہہ دیجیے: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فائدہ ہے لوگوں کے لیے۔“ تو عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کو یہ آیت سنائی گئی: تو انہوں نے کہا: یا اللہ! شراب کے بارے میں ہم پر واضح حکم نازل فرما۔ تو وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ النسا میں ہے: ”تم نماز کے قریب نہ جاؤ نشے کی حالت میں“ تو عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس کو یہ آیت سنائی گئی تو انہوں نے کہا: یا اللہ! شراب کے بارے میں پورا شافی حکم نازل فرما دے۔

پس وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ المائدہ میں ہے: ”بے شک شیطان ارادہ کرتا ہے کہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے......تو کیا تم باز آنے والے ہو۔“

پس عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی تو انہوں نے کہا: ہم باز آئے ہم باز آئے۔ (اصحاب سنن)

ابوداؤد نے مزید بیان کیا ہے کہ ﴿أَنْتُمْ سُكَارَى﴾ نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ کا منادی اعلان کرتا تھا جب نماز کی اقامت ہوتی تھی: خبردار کوئی شخص نماز بحالت نشہ ادا نہ کرے۔

شرح:...... شراب اور جوا کی حرمت ۸ھ فتح مکہ کے سال نازل ہوئی تھی۔ ایک تو اس میں تین دفعہ تقویٰ کا حکم ہے۔

(۱) تقویٰ سے مراد شرک سے بچنا ہے۔ (۲) محرمات سے بچاؤ ہے۔

(۳) شبہات سے بچنا ہے۔

(٦٩٣٠) ترمذی: ٣٠٤٩ـ صحیح، البانی: ٢٤٤٢ـ ابو داود: ٣٦٧٠ـ نسائی: ٥٥٤٠.

اس میں سات وجوہات بیان ہوئی ہیں جو شراب کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں:

۱۔ اسے رجس اور نجس کہا گیا ہے۔

۲۔ اسے شیطان کا عمل قرار دیا گیا ہے اور شیطان کا عمل حرام ہے۔

۳۔ اس سے اجتناب کا حکم ہے۔ جس سے اللہ اجتناب کا حکم دیں وہ کام حرام ہوتا ہے۔

۴۔ شراب سے اجتناب کا حکم فلاح کا باعث ہے۔ اگر اس سے اجتناب نہ کیا جائے تو ایسا کرنا حرام ہے۔

۵۔ شراب عداوت اور بغض کا باعث ہے جو کہ حرام ہے۔

۶۔ یہ نماز اور ذکر الٰہی سے روکتی ہے۔ جو چیز ذکر الٰہی اور نماز سے روکے وہ حرام ہے۔

۷۔ اس میں حکم ہے کہ باز آ جاؤ۔ جس چیز کے پاس اللہ نے آنے سے منع کیا ہو اسے کرنا حرام ہے۔

(جائزۃ الاحوذی: ۴/۲۲۲، ۲۲۱)

٦٩٣١ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى لَهُمْ صَلاَةَ الظُّهْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ قَبْلَهَا أُمُوْرًا عِظَاماً ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَنِي عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْنِي عَنْهُ فَوَاللّٰهِ! لاَتَسْأَلُوْنَنِي عَنْ شَيْءٍ إِلاَّأَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَادُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِي، فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: أَبُوْكَ حُذَافَةُ فَلَمَّا أَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِي بَرَكَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالأَسْلاَمِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً قَالَ: فَسَكَتَ

۶۹۳۱۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس وقت باہر آئے جب سورج زائل ہوا اور آپ نے نمازِ ظہر پڑھی، پھر آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا: اس سے پہلے بڑے بڑے امور ظاہر ہوں گے، پھر فرمایا: جو شخص کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہو تو وہ سوال کرے۔ جو سوال تم کرو گے میں تمہیں اس کی خبر دونگا جب تک میں اس مقام پر رہوں گا۔ چنانچہ لوگوں نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا اور آپ بکثرت فرماتے جاتے تھے کہ مجھ سے سوال کرو۔ سیدنا عبداللہ بن حذافہ اسہمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں سوال کیا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے، پھر بکثرت فرماتے تھے مجھ سے سوال کرو۔ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دو زانوں پر بیٹھ کر کہا: ہم اللہ کو رب مان کر راضی ہوئے اور ہم اسلام کو دین مان کر راضی ہوئے اور ہم محمد ﷺ کو اپنا نبی مان کر راضی ہوئے ہیں۔ جب آپ ﷺ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ سنا تو آپ خاموش ہو گئے۔

(٦٩٣١) مسلم: ٢٣٥٩۔ بخاری: ٥٤٠۔ ترمذی: ٣٠٥٦۔ احمد: ١٣٢٥٤.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَوْلَى وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُذَافَةَ مَا سَمِعْتَ بِابْنٍ قَطُّ أَعَقَّ مِنْكَ أَأَمِنْتَ أَنْ تَكُوْنَ أُمُّكَ قَدْ قَارَفَتْ بَعْضَ مَا تُقَارِفُ نِسَاءُ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَفْضَحَهَا عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ: وَاللّٰهِ! لَوْ أَلْحَقَنِي بِعَبْدٍ أَسْوَدَ لَلَحِقْتُهُ. (رواه مسلم: ٢٣٥٩)

پھر فرمایا: اس دیوار کی عرض پر مجھے جنت اور آگ کا منظر اسی وقت دکھایا گیا ہے، پس اتنی خیر اور اتنا شر میں نے اس دن کی مثل کبھی نہیں دیکھا۔

ابن شہاب کہتے ہیں: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی ماں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کہا: میں نے تجھ سے زیادہ نافرمان کوئی نہیں سنا۔ اگر تیری ماں نے وہ کچھ کام کیے ہوتے جو عہد جاہلیت میں لوگ کرتے تھے تو پھر اپنی ماں کو تو نے سب لوگوں کے سامنے رسوا کر دیا ہوتا۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر محمد ﷺ میرا باپ کسی سیاہ غلام کو بتاتے تو میں اسی سے اپنا الحاق کرتا۔'' (الشیخان)

٦٩٣٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوْكَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. (رواه الترمذي: ٣٠٥٦)

٦٩٣٢۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ فلاں ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! نہ سوال کرو ایسی اشیاء کے بارے میں اگر وہ تمہارے لیے ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں گی۔'' (الترمذی)

٦٩٣٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتِهْزَاءً فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ: مَنْ أَبِي؟ وَيَقُوْلُ الرَّجُلُ: تَضِلُّ نَاقَتُهُ أَيْنَ نَاقَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ

٦٩٣٣۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک قوم مزاح کے انداز میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتی۔ ان کا کوئی شخص کہتا: میرا باپ کون ہے؟ اور جس کی اونٹنی گم ہوتی وہ کہتا: میری اونٹنی کہا ہے؟ پس اللہ نے ان کے متعلق یہ ہدایت نازل فرمائی: ''اے ایمان والو! تم نہ سوال کرو ان اشیاء کے

(٦٩٣٢) ترمذی: ٣٠٥٦۔ صحیح، البانی: ٢٤٤٧۔ بخاری: ٧٢٩٤۔ مسلم: ١٨٥٦۔ احمد: ١٢٢٤٨۔

(٦٩٣٣) بخاری: ٤٦٢٢۔

تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا . (رواه البخاري: ٤٦٢٢)

متعلق کہ اگر وہ تمہارے لیے ظاہر کی گئیں تو تمہیں بری محسوس ہوں گی......تا آخر آیت۔''

شرح:......(۱) یہ ثابت ہوا کہ نماز ظہر کا وقت آفتاب کے زوال سے شروع ہو جاتا ہے۔

(۲) بے مقصد سوالات، فرضی مسائل اور پیش نا آمدہ حالات کے متعلق لوگ سوال کرتے تھے اور بعض اوقات لوگ ایسے اصرار سے سوال کرتے کہ حلال چیز بھی حرام ہو جاتی۔ اس لیے مفروضہ جات سے منع کیا گیا ہے۔

(۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کا بہت خیال رکھتے تھے اور جب آپ حالت غضب میں ہوتے تو سخت خوفزدہ ہو جاتے تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر اندیشہ نہ ہو تو نیک آدمی کے پاؤں چوم لینا جائز ہے۔ یہ کبھی ہو، اسے عادت نہ بنایا جائے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نصیحت کرتے ہوئے غضبناک ہونا جائز ہے اور طالب علم گھٹنوں کے بل بیٹھ کر استاد سے مستفید ہوسکتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۲۷۰)

٦٩٣٤ــــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ فَلاَيَحْلُبُهَا أَحَدٌمِنَ النَّاسِ ، وَالسَّائِبَةُ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لآلِهَتِهِمْ لاَيُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: رَأَيْتُ عَمْرَوبْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّقُصْبَهُ فِي النَّارِكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَالْوَصِيْلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُتُبَكِّرُفِي أَوَّلِ نِتَاجِ الإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُبِأُنْثَى وَكَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌوَالْحَامُ فَحْلُ الإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُوْدَ فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوْهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمَّوْهُ الْحَامِيَ . (رواه البخاري: ٤٦٢٣)

۶۹۳۴۔''جناب سعید بن مسیّب نے کہا: بحیرہ وہ اونٹنی تھی جس کا دودھ بتوں کے لیے مخصوص کر دیتے تھے۔ پس دوسرا کوئی ان کو دوہتا نہ تھا۔ اور سائبہ وہ اونٹنی جس کو اپنے معبودان باطلہ کے لیے منسوب کرتے تھے اور بوجھ نہیں لادا جاتا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عمرو بن عامر الخزاعی کو آگ میں اپنی آنت کھینچتے دیکھا ہے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے سانڈھ آزاد کیا ہے۔ وصیلہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جو اول مرتبہ مادہ بچہ دیتی اور پھر مادہ ہی دیتی اور اس کو اپنے بتوں کے نام کر دیتے تھے۔ اگر دو مادہ کے درمیان نر پیدا نہ ہوتا اور وہ متصل پیدا ہوتیں۔ حام: نر اونٹ تھا جو ایک مخصوص تعداد کے بچوں کا باپ بن جاتا۔ جب اس کی تعداد پوری ہو جاتی تو اس کو بتوں کے نام پر آزاد کر دیتے اور بوجھ ڈالنے سے آزاد کر دیتے اور اس کو حام کہتے ہیں۔'' (بخاری)

(٦٩٣٤) بخاری: ٤٦٢٣۔ مسلم: ٢٨٥٦.

٦٩٣٥ــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيِّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبَا بَنِي كَعْبٍ هٰؤُ لاَءِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ . (رواه مسلم: ٢٨٥٦)

۶۹۳۵۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف بنو کعب کے جدامجد کو دیکھا کہ وہ آگ میں اپنی آنت کھینچتا تھا

شرح:...... عمرو بن لحی کی یہ سزا اس وجہ سے تھی کہ اس نے یہ بت قائم کیے تھے اور یہ ان کا موجد تھا اور اس نے ملت ابراہیم کو تبدیل کیا تھا۔ اس وجہ سے اسے یہ سنگین سزا دی گئی۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۸۵)

٦٩٣٦ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَـالَ: خَرَجَ رَجُـلٌ مِـنْ بَـنِـي سَهْـمٍ مَـعَ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ وَعَـدِيِّ بْـنِ بَـدَّاءٍ فَـمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْـسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوْا جَـامـاً مِّـنْ فِـضَّةٍ مُـخَوَّصـاً مِنْ ذَهَـبٍ فَأَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِـمَـكَّةَ فَقَالُوْا ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلاَنِ مِـنْ أَوْلِيَائِهِ فَحَلَفَا ﴿لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾ وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيْهِـمْ نَـزَلَـتْ هٰـذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَـنُـوْا شَهَـادَةُ بَيْـنِـكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ . (رواه البخاري: ٢٧٨٠)

۶۹۳۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرد بنوسہم میں سے تیم داری اور عدی بن بدا کے ساتھ سفر پر گیا اور سہمی شخص اس جگہ فوت ہوا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا۔ جب وہ سفر سے واپس آئے اور اس کا ترکہ پیش کیا تو چاند کا ایک پیالہ مفقود تھا جس کے اطراف پر سونے کا پترا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے قسم لی، پھر وہ جام مکہ میں پایا گیا، لوگوں نے پوچھا تو خریدار نے بتایا کہ ہم نے یہ تمیم اور عدی سے خریدا ہے، چنانچہ متوفی کے ورثا میں سے دو مرد اٹھے اور انہوں نے قسم کھائی اور کہا: ''ہماری گواہی ان دو کی گواہی سے زیادہ سچی ہے'' اور یہ پیالہ ان کے متوفی کا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں: ''اے ایمان والو! تمہارے درمیان شہادت ہے جب تمہیں موت (کی مصیبت) آ پہنچے۔'' (بخاری، ابوداود، ترمذی)

٦٩٣٧ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا شَهَادَةُ

۶۹۳۷۔ ''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: اس آیت: ''اے ایمان

(٦٩٣٥) مسلم: ٢٨٥٦۔ بخاری: ٣٥٢١۔ احمد: ٧٦٥٣.

(٦٩٣٦) بخاری: ٢٧٨٠۔ ترمذی: ٣٠٦٠۔ ابو داود: ٣٦٠٦.

(٦٩٣٧) ترمذی: ٣٠٥٩۔ ضعیف الاسناد جدا، البانی: ٥٨٦.

بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ قَالَ: بَرِئَ مِنْهَا النَّاسُ غَيْرِي وَغَيْرَ عَدِيّ بْنِ بَدَّاءٍ وَكَانَا نَصْرَانِيَّيْنِ يَخْتَلِفَانِ إِلَى الشَّامِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فَأَتَيَا الشَّامَ لِتِجَارَتِهِمَا وَقَدِمَ عَلَيْهِمَا مَوْلًى لِبَنِيْ سَهْمٍ يُقَالُ لَهُ بُدَيْلُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ بِتِجَارَةٍ وَمَعَهُ جَامٌ مِنْ فِضَّةٍ يُرِيْدُ بِهِ الْمَلِكَ وَهُوَ عُظْمُ تِجَارَتِهٖ فَمَرِضَ فَأَوْصَى إِلَيْهِمَا وَأَمَرَهُمَا أَنْ يُبَلِّغَا مَا تَرَكَ أَهْلَهُ قَالَ تَمِيْمُ: فَلَمَّا مَاتَ أَخَذْنَا ذٰلِكَ الْجَامَ فَبِعْنَاهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ اقْتَسَمْنَاهُ أَنَا وَعَدِيُّ بْنُ بَدَّاءٍ، فَلَمَّا قَدِمْنَا إِلَى أَهْلِهٖ دَفَعْنَا إِلَيْهِمْ مَاكَانَ مَعَنَا وَفَقَدُوْا الْجَامَ فَسَأَلُوْنَا عَنْهُ فَقُلْنَا: مَاتَرَكَ غَيْرَ هٰذَا وَمَا دَفَعَ إِلَيْنَا غَيْرَهُ قَالَ تَمِيْمُ: فَلَمَّا أَسْلَمْتُ بَعْدَقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ تَأَثَّمْتُ مِنْ ذٰلِكَ، فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ وَأَدَّيْتُ إِلَيْهِمْ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَنَّ عِنْدَ صَاحِبِي مِثْلَهَا فَأَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُمُ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ يَجِدُوْا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَحْلِفُوْهُ بِمَا يَقْطَعُ بِهٖ عَلَى أَهْلِ دِيْنِهٖ فَحَلَفَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ إِلَى قَوْلِهٖ: ﴿أَوْ يَخَافُوْا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ فَقَامَ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ آخَرَ فَحَلَفَا فَنُزِعَتِ الْخَمْسُ

والو! جب تمہیں موت (کی مصیبت) آ پہنچے تو تمہاری آپس کی شہادت ہونی چاہیے۔'' کے شان نزول سے میرے اور عدی بن بدا کے سوا سب لوگ لاتعلق ہیں۔ یہ دونوں نصرانی تھے اور اسلام قبول کرنے سے پہلے تجارت کے لیے شام جایا کرتے تھے۔ وہ دونوں تجارت کے لیے شام آئے تو ان کے پاس بنوسہم کا غلام آیا جس کا نام بدیل بن ابی مریم تھا۔ وہ اپنی تجارت کے ساتھ آیا، اس کے پاس چاندی کا پیالہ تھا وہ اس کو لے کر بادشاہ کے پاس جا رہا تھا اور اس کا یہی بڑا مال تجارت تھا۔

وہ بیمار پڑ گیا اور ان دونوں کو وصیت کی کہ اس کا متروکہ سامان اس کے گھر والوں کو دیدیں۔ تمیم کہتے ہیں: جب وہ فوت ہو گیا تو ہم نے اس کے جام کو ہزار درھم میں فروخت کر دیا، پھر میں نے اور عدی نے وہ درھم تقسیم کر لیے۔ جب ہم اس کے گھر والوں کے پاس آئے تو جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم نے ان کو دیدیا اور انہوں نے پیالہ مفقود پایا۔ ہم سے پوچھا تو ہم نے کہا: اس سامان کے علاوہ کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ جب میں نے اسلام قبول کیا تو میں نے اس چیز کو گناہ تصور کیا۔ چنانچہ میں نے اس کے گھر والوں کے پاس جا کر واقعہ بیان کیا اور پانچ سو درھم بھی دیدیے، اور ان کو خبر دی کہ میرے دوسرے رفیق کے پاس بھی اتنے درھم ہیں۔ تو وہ لوگ اس کو نبی ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے ان سے گواہ طلب کیا۔ ان کے پاس گواہ نہیں تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ اپنے دین کے مطابق جو تم فیصلہ کرتے ہو، اس سے قسم لو تو عدی قسم اٹھا گیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ''اے ایمان والو! تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے، اور وصیت کے وقت اپنے (مسلمانوں)

مِـائَةِ دِرْهَـمٍ مِنْ عَدِيّ بْنِ بَدَّاءٍ . (للترمذي: ٣٠٥٩، وَقَالَ: لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيْحٍ)

میں سے دو انصاف والے گواہ بنا لو، یا اگر تم زمین میں سفر پر نکلے ہو اور (راستے میں) موت پیش آ جائے تو غیر قوم کے دو گواہ بھی کافی ہوں گے، پھر اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد (مسجد میں) روک لو تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے بدلے کوئی قیمت نہیں لے رہے اور کوئی ہمارا رشتے دار بھی ہو تو ......'' پس عمرو بن العاص اور ایک دوسرا مرد اٹھا اور دونوں نے قسم کھائی۔ تو عدی سے پانچ سو درھم لے لیے گئے۔'' (ترمذی نے کہا اس کی سند صحیح نہیں ہے)

٦٩٣٨۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَلَحْمًا وَأُمِرُوْا أَنْ لَايَخُوْنُوْا وَلَايَدَّخِرُوْا لِغَدٍ فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا وَرَفَعُوْا لِغَدٍ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ . (رواه الترمذي: ٣٠٦١)

۶۹۳۸۔ ''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آسمان سے دستر خوان میں روٹی اور گوشت نازل ہوا تھا اور ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ خیانت نہ کریں اور ذخیرہ بھی نہ کریں۔ تو انہوں نے خیانت بھی کی، ذخیرہ بھی کیا اور کل کے لیے اٹھا رکھا تو ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا گیا۔'' (ترمذی)

سورة الأنعام

سورت الانعام

٦٩٣٩۔ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ: نَزَلَتْ سُوْرَةُ الأَنْعَامِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَادَتْ مِنْ ثِقْلِهَا أَنْ تُكْسِرَ عَظْمُ النَّاقَةِ . (رواه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ١٧٨) بلين .

۶۹۳۹۔ ''سیدہ اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سورت الانعام پوری کی پوری ایک بار ہی نازل ہوئی ہے اور نبی کریم ﷺ پر جب نازل ہوئی تو آپ کی اونٹنی کی ہڈیاں اس کے ثقل کی وجہ سے ٹوٹنے کے قریب پہنچ گئیں۔'' (الکبیر سند کمزور ہے۔)

٦٩٤٠۔ وللصغير بضعف عن عمر رفعه: نَزَلَتْ عَلَيَّ سُوْرَةُ الأَنْعَامِ جُمْلَةً وَاحِدَةً يَشِيْعُهَا سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ، لَهُمْ زَجَلٌ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ . (رواه الطبراني في الصغير: ١٢٢٠)

۶۹۴۰۔ ''طبرانی صغیر میں ضعیف سند کے ساتھ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع راویت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میرے اوپر سورت الانعام بیک مرتبہ نازل ہوئی۔ اس کی معیت میں ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ ان کی تسبیحات اور حمد و ثنا کی آواز بہت پر کشش تھی۔

(٦٩٣٨) ترمذي: ٣٠٦١۔ ضعيف الاسناد: ٥٨٧.

(٦٩٣٩) طبراني كبير: ٢٤/ ١٧٨۔ وفيه شهر بن حوشب وهو ضعيف وقد وثق، هيثمي.

(٦٩٤٠) طبراني صغير: ٢٢٠۔ وفيه يوسف بن عطية الصفا، وفيه ضعيف، هيثمي: ١٠٩٩١.

٦٩٤١ـــ اِبْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ﴾ نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ، كَانَ يَنْهَى عَنْ أَذَى النَّبِيِّ ﷺ، وَيَنْأَى عَنْ اتِّبَاعِهِ. (للكبير: ١٢٦٨٢) بلين

۶۹۴۱۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ''اور وہ دوسروں کو روکتے ہیں اور خود دور رہتے ہیں۔'' ابو طالب لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی سے منع کرتے تھے اور خود آپ کا اتباع کرنے سے دور رہتے تھے۔''(الکبیر سند کمزور ہے)

٦٩٤٢ـــ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّا لَانُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَإِنَّهُمْ لَايُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظَّالِمِيْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾. (رواه الترمذي: ٣٠٦٤)

۶۹۴۲۔''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوجہل نے نبی کریم ﷺ سے کہا: ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے ہیں، البتہ جو چیز آپ لے کر آئے ہیں ہم اس کی تکذیب کرتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''وہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے ہیں مگر ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔''(ترمذی)

٦٩٤٣ـــ وَلِلْكَبِيْرِ بِضَعْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ﴾ مُخَفَّفَةً وَكَذٰلِكَ كَانُوْا يَقْرَؤُنَهَا وَقَالَ: لَايَقْدِرُوْنَ عَلَى أَنْ لَاتَكُوْنَ رَسُوْلًا، وَلَاعَلَى أَنْ لَايَكُوْنَ الْقُرْآنُ قُرْآنًا، فَأَمَّا إِنْ يُكَذِّبُوْنَكَ بِأَلْسِنَتِهِمْ فَهُمْ يُكَذِّبُوْنَكَ، وَذَاكَ الإِكْذَابُ وَذَاكَ التَّكْذِيْبُ.

۶۹۴۳۔الکبیر میں بسند ضعیف سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ لَا يَكْذِبُوْنَكَ مخفف (ذال پر شد نہیں) ہے اور لوگ اس قرأت کے ساتھ پڑھتے بھی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ یہ اندازہ نہیں لگا سکتے تھے کہ آپ رسول ﷺ نہ ہونگے، نہ یہ اندازہ لگا سکتے تھے قرآن آپ پر پڑھا ہوا نہیں ہے۔ اگر وہ زبان سے تکذیب کرتے تھے تو ان کا یہ انکار ہی تھا اور تکذیب ہی تھی۔''

٦٩٤٤ـــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيْهِ مَايُحِبُّ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ، ثُمَّ تَلَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ

۶۹۴۴۔''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ ایک بندے کو اللہ تعالیٰ اس کی معصیت کے باوجود اس کی خواہش کے مطابق نعمتیں دے رہا ہے تو دراصل یہ آہستہ آہستہ گرفت میں لینے کا طریقہ ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''پس جب وہ بھول گئے وہ

(٦٩٤١) طبراني كبير: ٢٦٨٢ـ وفيه قيس بن ربيعه وثقه شعبة وغيره وضعفه ابن معين وغيره وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٠٩٩٤.
(٦٩٤٢) ترمذی: ٣٠٦٤ـ ضعيف الاسناد: ٥٩٠ـ وحديث اسحق بن منصور ضعيف ايضًا.
(٦٩٤٣) طبرانی كبير، وفيه بشر بن عمارة وهو ضعيف، هيثمي: ١٠٩٩٥.
(٦٩٤٤) احمد: ١٦٨٦٠ـ طبرانی كبير.

حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ﴾. (رواه أحمد: ١٦٨٦٠) والكبير وزاد.
﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ﴾.

چیز جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے۔ حتیٰ کہ جب وہ ان چیزوں پر اترانے لگے جو انہیں دی گئی تھیں تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا، پھر وہ نا امید ہو کر رہ گئے۔'' اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں مزید یہ ایک آیت بھی ذکر کی ہے: ''پھر کاٹ دی گئی جڑ اس قوم کی جنہوں نے ظلم کیا اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔''

٦٩٤٥ـ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اطْرُدْهٰؤُلاءِ لاَيَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْنَا، قَالَ: وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَبِلاَلٌ وَرَجُلاَنِ لَسْتُ أُسَمِّيْهِمَا، فَوَقَعَ فِي نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقَعَ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلاَ تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ﴾. (رواه مسلم: ٢٤١٣)

٦٩٤٥۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ افراد نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ پس مشرکین نے کہا: ان کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دو تا کہ یہ ہمارے اوپر جرأت نہ کر سکیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، ابن مسعود تھا، ایک مرد بنو ہذیل سے اور بلال رضی اللہ عنہم تھے اور دو شخص دوسرے تھے جن کا نام میں عمداً بیان نہیں کرتا ہوں۔
رسول اللہ ﷺ کے دل مبارک میں، جو اللہ نے چاہا، خیال پیدا ہوا اور آپ نے اپنے دل مبارک میں کوئی بات سوچی تھی۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''ان لوگوں کو جدا نہ کر اپنے سے جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔'' (مسلم)

شــــرح:...... قریش کی ایک جماعت نبی اکرم ﷺ کے قریب سے گزری۔ آپ کے پاس صہیب، عمار اور بلال رضی اللہ عنہم تھے۔ ابو جہل نے کہا: ان ضعفاء کو دور کر دو تب بات سنیں گے۔ جن بڑوں نے یہ مطالبہ ان کے نام کیا تھا، اقرع بن حابس تمیمی، عیینہ بن حصن فزاری، عیینہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، مطعم بن عدی، حارث بن نوفل اور قرظہ بن عبد عمرو تھے اور جن کو دور کرنے کا مطالبہ کیا تھا اوپر مذکور صحابہ کرام کے علاوہ سالم مولیٰ ابو حذیفہ، صبیح مولیٰ اسید، عمرو بن عبد عمرو ذوالشمالین، مرثد بن ابو مرثد اور ابو مرثد رضی اللہ عنہم تھے۔ ان میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ کفار نے سب صحابہ کو دور کرنے کا کہا تھا۔ ضروری نہیں کہ ایک ہی حدیث میں سب نام آ جائیں۔

(٦٩٤٥) مسلم: ٢٤١٣ـ ابن ماجه: ٤١٢٨.

اس گروہ نے کہا: محمد ﷺ! تم ان لوگوں کے ساتھ خوش ہو۔ کیا یہ ہیں وہ جن پر آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے احسان کیا ہے؟ کیا ہم ان بے نواؤں کی پیروی کریں؟ ایسا نہیں ہوسکتا خواہ کچھ بھی ہو، انہیں پہلے دور کرو تب ہم آپ کی اتباع کریں گے۔ ان کے اسلام لانے کے طمع کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ ان کا مطالبہ قبول کرلیں اور جب یہ ضعفاء نہ ہوں گے آپ منفرد ان قریش سے ملیں گے۔ بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر دستاویز لکھنے کی تیاری ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعے ان وفا کیشوں کو دور کرنے سے نبی کریم ﷺ کو روک دیا۔

(انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۵۱، ۱۵۰)

٦٩٤٦ــ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمَا إِنَّهَا كَائِنَةٌ وَلَمْ يَأْتِ تَأْوِيْلُهَا بَعْدُ. (رواه الترمذي: ٣٠٦٦)

۶۹۴۶۔ ''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت میں: ''کہہ دیجیے وہ اللہ قادر ہے کہ تم پر عذاب نازل کرے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے......'' پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا ہو کر رہے گا اس کی تاویل ابھی سامنے نہیں آئی۔'' (ترمذی)

٦٩٤٧ــ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي قَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿هُوَالْقَادِرُعَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًامِنْ فَوْقِكُمْ﴾ الْآيَةَ: قَالَ هُنَّ أَرْبَعٌ وَكُلُّهُنَّ عَذَابٌ وَكُلُّهُنَّ وَاقِعٌ لَامَحَالَةَ، فَمَضَتِ اثْنَتَانِ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِخَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً فَأُلْبِسُوْا شِيَعاً وَذَاقَ بَعْضُهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ وَثِنْتَانِ وَاقِعَتَانِ لَامَحَالَةَ الْخَسْفُ وَالرَّجْمُ. (رواه أحمد: ٢٠٧٢١)

فِي الأَصْلِ الظَّاهِرُ أَنَّ قَوْلَهُ فَمَضَتِ اثْنَتَانِ إِلَى آخِرِهِ مِنْ قَوْلِ رَفِيْعٍ، فَإِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ لَمْ يَتَأَخَّرْإِلَى زَمَنِ الْفِتْنَةِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۶۹۴۷۔ ''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آیت: ﴿قل هو القادر﴾ کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چار اشیا ہیں اور ان میں سے ہر ایک عذاب کا ذکر ہے۔ اور چاروں ہو کر رہیں گی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پچیس سال گذرنے پر فرقے وجود میں آ گئے ہیں اور آپس کی جنگ بھی واقع ہوگئی اور دو امور باقی ہیں جو یقیناً ہو کر رہیں گے: زمین میں دھنسنا اور پتھر برسنا۔'' (احمد)

اصل حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (دو امور گذر چکے آخر تک) یہ قول رفیع کا ہے اس لیے کہ ابی رضی اللہ عنہ فتنے کے دور تک زندہ نہیں رہے۔ واللہ اعلم۔

(٦٩٤٦) ترمذی: ٣٠٦٦۔ ضعيف الاسناد: ٥٩٢۔ احمد: ١٤٦٩.

(٦٩٤٧) احمد: ٢٠٧٢١۔ رجاله ثقات، هيثمی: ١٠٩٩.

٦٩٤٨ــــ أَنَ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّانَزَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ﴿قُلْ هُوَالْقَادِرُعَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَاباً مِنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿أَوْيَلْبَسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْأَيْسَرُ . (رواه البخاري: ٧٣١٣)

۶۹۴۸۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی: ''کہہ دے اے میرے پیغمبر! وہ قادر ہے اس بات پر کہ تم پر عذاب نازل کرے تمہارے اوپر سے'' تو آپ نے دعا کی: یا اللہ! تیرے چہرہ اقدس کے ذریعے میں پناہ طلب کرتا ہوں۔ پھر پڑھا ''یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔'' تو آپ نے دعا کی: میں پناہ طلب کرتا ہوں تیرے چہرہ اقدس کی۔ پس نازل ہوا: ''یا وہ تمہیں فرقوں میں تقسیم کر دے اور تمہارے بعض کو بعض کی جنگ چکھائے۔'' تو آپ نے فرمایا: یہ دو آسان اور قابل برداشت ہیں۔'' (بخاری وترمذی)

شرح :...... اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی دعا کا جواب دیا ہے کہ میں آپ کی امت کو عذاب سے جڑ سے نہ ماروں گا۔ لیکن یہ بات قبول نہیں کی کہ ان کی فرقہ بندی نہ ہوگی۔ یہ ہوگی، جنگ اور قتل کے ذریعے یہ ایک دوسرے کے لیے عذاب بنیں گے مگر اللہ ان کا کلی استیصال نہ کرے گا۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۲۹۶)

٦٩٤٩ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّانَزَلَتْ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَا نَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّنَا لايَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: لَيْسَ ذٰلِكَ إِنَّمَا هُوَالشِّرْكُ . أَلَمْ تَسْمَعُوْا مَاقَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَيَعِظُهُ: ﴿يَابُنَيَّ لاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ . (رواه البخاري: ٣٤٢٩)

۶۹۴۹۔''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہ کیا'' تو یہ امر مسلمانوں کے لیے نہایت شاق تھا اور انہوں نے کہا: ہم میں سے کون ہوگا جس نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا: ''اے بیٹا! شرک نہ کرنا شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

شرح :...... ظلم کی کئی اقسام ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑی قسم شرک ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ظلم سے مراد نافرمانیوں کی انواع سمجھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا انکار نہیں کیا، صرف ظلم کی سب سے بڑی قسم بتا دی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا وہ امن میں رہے گا اور وہی ہدایت یافتہ ہے۔

ایک سوال ہوسکتا ہے کہ عاصی کو کبھی عذاب ہوتا ہے تو اسے امن اور ہدایت کیسے حاصل ہوئی؟

(٦٩٤٨) بخاری: ٧٣١٣ـ ترمذی: ٣٠٦٥ـ احمد: ١٣٩٠٤.

(٦٩٤٩) بخاری: ٣٤٢٩ـ ترمذی: ٣٠٦٧ـ مسلم: ١٢٤ـ احمد: ٤٢٢٨.

اس کا جواب ہے کہ اگر مشرک نہیں صرف گنہگار رہے تو وہ آگ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ آخر جنت کی راہ پالے گا۔ (فتح الباری: ۱/ ۸۹)

٦٩٥٠ـــ وَعَنْـهُ: فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ، مُسْتَوْدَعُهَا فِي الدُّنْيَا، وَمُسْتَقَرُّهَا فِي الرَّحِمِ. (رواه الطبراني في الكبير)

۶۹۵۰۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ کی تفسیر میں منقول ہے کہ بندے کا مستودع دنیا میں رہنے کا ٹھکانہ ہے اور مستقر سے مراد رحم مادر ہے۔'' (الکبیر)

٦٩٥١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَى أُنَاسٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَأْكُلُ مَا نَقْتُلُ وَلَا نَأْكُلُ مَايَقْتُلُ اللّٰهُ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿فَكُلُوْا مِمَّاذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِيْنَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾. (رواه الترمذي: ٣٠٦٩)

۶۹۵۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: یا رسول اللہ! جس چیز کو ہم قتل (ذبح) کرتے ہیں اس کو ہم کھاتے ہیں اور جس چیز کو خود اللہ قتل کرتا (مارتا) ہے اس کو نہیں کھاتے اس کا کیا مطلب؟ پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''پس تم کھاؤ اس چیز کو جس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے، اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس (حلال جانور) کا گوشت نہیں کھاتے جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہو؟ حالانکہ اللہ نے ان (سب جانوروں) کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا ہے جو اس نے تم پر حرام کیے ہیں، مگر جسے تم کھانے پر مجبور ہو جاؤ (تو تم پر گناہ نہیں) اور بے شک اکثر لوگ اپنی خواہشات سے بغیر علم کے دوسروں کو بہکاتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب حد سے گزرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور تم کھلے اور چھپے گناہ چھوڑ دو۔ بے شک جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو ان (عملوں) کی جلد سزا ملے گی جو وہ کرتے رہے ہیں۔ اور تم اس (جانور) کا گوشت مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ پڑھا گیا ہو کیونکہ یہ (کھانا) یقیناً نافرمانی ہے۔ اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے ذہنوں میں شبے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو بلاشبہ تم بھی ضرور مشرک ہو گے۔'' (الترمذی)

شرح: ......ایک روایت میں ہے کہ یہودی آئے تھے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ غلط ہے۔ کیونکہ یہودی بھی مردار کو حلال نہ کہتے تھے۔ دوسرا یہ کہ سورت انعام مکی ہے جبکہ یہودی مدینہ میں تھے۔ تیسری بات یہ ہے کہ صحیح حدیث میں یہ آرہا ہے کہ کچھ لوگ آئے تھے اس میں یہودیوں کا ذکر نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۲۳۱)

یہ چونکہ ایک بے ہودہ سا سوال تھا۔ اس لیے اسی پر اکتفا کیا گیا ہے کہ شیطان ایسے لوگوں میں یہ بات پھیلاتا ہے۔

(٦٩٥٠) طبرانی کبیر۔ ورجاله رجال الصحیح الا ان ابراهیم لم یدرك بن مسعود، هیثمی: ١١٠٠٠.

(٦٩٥١) ترمذی: ٣٠٦٩۔ صحیح، البانی: ٢٤٥٤۔ ابو داود: ٢٨١٩.

یہ بات توجہ سے گری ہوئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۳۱)

راقم کہتا ہے کہ طبی طور پر بھی یہ درست ہے کہ جانور ذبح کرنے سے اس کا خون سارا خارج ہو جاتا ہے جو صحت کے لیے مفید ہے اور طبعی موت والے جانور میں خون گوشت میں جم جاتا ہے جو نقصان رساں ہے۔ (گوندلوی)

٦٩٥٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ و ﴿وَلَاتَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ فَنُسِخَ وَاسْتَثْنَى مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾. (رواه أبوداود: ٢٨١٧)

۶۹۵۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں: ''پس تم کھاؤ اس چیز میں سے جس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔'' اور فرمان ہے: ''اور نہ کھاؤ اس چیز میں سے جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے۔'' یہ منسوخ ہے، پھر اس سے استثنیٰ کیا اور فرمایا: ''اور کھانا اہل کتاب کا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔'' (اصحاب سنن)

شرح:...... وطعام الذین الخ سے مراد اہل کتاب کا ذبیحہ ہے یعنی یہودی یا عیسائی جو ذبح کریں وہ مسلمانوں کے لیے حلال ہے اگرچہ ان کے عقیدہ میں شرک ہے مگر وہ ذبیحہ کو اللہ کے نام پر ہی ذبح کرتے ہیں۔

اہل کتاب کے علاوہ دیگر کفار یا مشرکوں کا ذبیحہ حلال نہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۵۹)

٦٩٥٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ فِي سُوْرَةِ الْأَنْعَامِ: ﴿قَدْخَسِرَالَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِعِلْمٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿قَدْ ضَلُّوْا وَمَاكَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾. (رواه البخاري: ٣٥٢٤)

۶۹۵۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، فرماتے ہیں: اگر تجھے عربوں کی جہالت معلوم کرنا پسند ہو تو سورت الانعام کی ایک سوتیس سے اوپر کی آیات تلاوت کر: ''بے شک خسارہ پایا ان لوگوں نے جنہوں نے اپنی اولاد قتل کی نادانی سے بغیر علم کے اور اللہ نے انہیں جو رزق دیا اللہ پر جھوٹ باندھ کر اسے حرام ٹھہرا لیا۔ یقیناً وہ گمراہ ہو گئے اور ہدایت یافتہ نہیں ہوئے۔'' (بخاری)

٦٩٥٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الصَّحِيْفَةِ الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلْيَقْرَأْ هٰذِهِ الْآيَاتِ: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾. (رواه الترمذي: ٣٠٧٠)

۶۹۵۴۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کو پسند ہو کہ اس صحیفے کو دیکھے جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت ہو تو وہ یہ آیت تلاوت کرے: ''اے نبی! تو کہہ دے: لوگو! آؤ میں تم پر پڑھوں وہ چیز جو تم پر حرام کی تمہارے رب نے...... تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔'' (ترمذی)

(٦٩٥٢) ابو داود: ٢٨١٧ـ حسن، البانی: ٢٤٤٣ـ نسائی: ٤٤٣٧ـ ابن ماجه: ٣١٧٦.
(٦٩٥٣) بخاری: ٣٥٢٤.
(٦٩٥٤) ترمذی: ٣٠٧٠ـ ضعیف الاسناد، البانی: ٥٩٣.

٦٩٥٥ــــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلاَثٌ إِذَا خَـرَجْـنَ لاَ يَـنْـفِعُ نَفْسًـا إِيْـمَـانُهَالَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْـمَـانِهَـا خَيْـرًا: طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الأَرْضِ. (رواه مسلم: ١٥٨)

۶۹۵۵۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین امور جب ظاہر ہوں گے تو پھر کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا: (۱) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۲) دجال کا خروج (۳) اور دابۃ الارض کا ظاہر ہونا۔'' (مسلم)

٦٩٥٦ــــ عَـنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَـوْلِ اللّٰهِ عَـزَّوَجَلَّ: ﴿أَوْ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ قَـالَ: طُـلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا. (رواه الترمذي: ٣٠٧١)

۶۹۵۶۔''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ جس کو انہوں نے مرفوع بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''یا تیرے رب کی بعض آیات آ جائیں۔'' سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔''

٦٩٥٧ــــ عَـنْ عَـائِشَةَ: ﴿إِنَّ الَّـذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْـنَهُـمْ وَكَانُوْا شِيَعًا﴾ هُمْ أَصْحَابُ الْبِدَعِ وَالأَهْـوَاءِ، لَيْـسَ لَهُـمْ تَوْبَةٌ، أَنَا مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَهُـمْ مِـنِّـى بُـرَاءٌ. (الـمـعـجـم الصغير للطبراني)

۶۹۵۷۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور وہ فرقے بن گئے۔'' ان سے خواہشات والے اور بدعات والے لوگ مراد ہیں، ان کے لیے توبہ نہیں ہے۔ میں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں۔'' (معجم الصغیر)

٦٩٥٨ــــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: يَـقُـوْلُ اللّٰهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْـدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّـئَةً فَلاَتَـكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا، فَإِنْ عَـمِـلَـهَـا فَـاكْتُبُـوْهَـا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْـلِـي فَـاكْتُبُـوْهَا لَـهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَـعْـمَـلَ حَسَـنَةً فَـلَـمْ يَـعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَالَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبعِ مِائَةِ ضِعْفٍ. (للبخاري: ٧٥٠١)

۶۹۵۸۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ (لکھنے والے فرشتوں کو) فرماتا ہے: جب میرا بندہ ارادہ کرتا ہے بدی کرنے کا تو اس کو نہ لکھو یہاں تک کہ وہ بدی کر گذرے۔ پس اگر عمل کرے تو اس کو لکھ دو جتنی ایک بدی ہے۔ اور اگر میرے خوف کی وجہ سے بدی (کا ارادہ) ترک کر دے تو اس کی ایک نیکی لکھ دو۔ اور اگر نیکی کا ارادہ کرے اور نیکی نہ کرے تو ایک نیکی لکھ دو۔ اور اگر اس ارادے پر عمل کرے تو دس گنا لکھو

(٦٩٥٥) مسلم: ١٥٨۔ بخاری: ٧١٢١۔ ابو داود: ٤٣١٢۔ ترمذی: ٣٠٧٢۔ ابن ماجه: ٤٠٨٦۔ احمد: ١٠٤٧٦.

(٦٩٥٦) ترمذی: ٣٠٧١۔ صحیح، البانی: ٢٤٥٥.

(٦٩٥٧) طبرانی صغیر واسناده جید، هیثمی: ١١٠٠٨.

(٦٩٥٨) بخاری: ٧٥٠١۔ مسلم: ١٣٠۔ ترمذی: ٣٠٧٣۔ احمد: ١٠٠٨٨.

وَلِلشَّيْخَيْنِ وَالتِّرْمِذِيِّ، وَزَادَ: ثم قرأ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ .

سات سو گنا تک۔'' الشیخان، الترمذی، اور ترمذی نے زیادہ روایت کی کہ پھر آپ نے تلاوت کی: ''جو ایک نیکی کرے گا اس کے لیے دس گنا کا اجر ہوگا۔''

٦٩٥٩ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ . (للبخاري: ٦٤٩١)

۶۹۵۹۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے جو اس کی مثل ہے اور اس میں ہے: ''سو گنا سے کئی سو گنا تک۔''

شـــرح: ...... خالی ارادے سے ہی نیکی لکھ دی جاتی ہے کیونکہ خیر کا ارادہ بھی خیر ہے۔ یہ ارادہ ہی عمل خیر کا باعث بنتا ہے، نیز خیر کا ارادہ دل کا عمل ہے۔ دل کا عمل کرنے سے نیکی ایک ہی ہوتی ہے اعضاء کے عمل سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ فرشتہ آدمی کے دل میں خیالات سے مطلع ہوتا ہے یا تو اسے اللہ تعالیٰ اطلاع دیتے ہیں یا اللہ تعالیٰ اس سے اسے باخبر کرنے کے لیے علمی ادراک دیتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲۳۲/۴)

سورة الأعراف وسورة الأنفال

سورت الاعراف اور سورت الانفال

٦٩٦٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ، فَتَقُوْلُ: مَنْ يُعِيْرُنِي تِطْوَافًا تَجْعَلُهُ عَلَى فَرْجِهَا وَتَقُوْلُ: الْيَوْمَ يَبْدُوْ بَعْضُهُ أَوْكُلُّهُ فَمَا بَدَامِنْهُ فَلاأُحِلُّهُ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَكُلِّ مَسْجِدٍ﴾ . (رواه مسلم: ٣٠٢٨)

۶۹۶۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک عورت ننگے بدن بیت اللہ کا طواف کرتی اور کہتی: مجھے طواف کے لیے کون کپڑا دے گا جسے وہ اپنی شرمگاہ پر رکھے؟ اور وہ کہتی: آج کے دن بدن کا بعض حصہ یا سب کا سب ہی ننگا ہے۔ جو حصہ ننگا ہے اس کا دیکھنا میں کسی کے لیے جائز نہیں قرار دیتی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اپنی زینت اور لباس ہر مسجد کے پاس (نماز کے لیے) استعمال میں رکھو۔'' (مسلم ونسائی)

شـــرح: ...... کتنی زیادہ جہالت تھی کہ برہنہ یہ شعر گنگناتی تھی کہ آج کے دن میں طواف کر رہی ہوں۔ میری شرمگاہ ساری یا اس کا بعض حصہ کھلا ہوگا۔ یہ اس لیے نہیں کہ کوئی اسے دیکھے بلکہ یہ میں نے طواف کی ضرورت کے لیے برہنہ کیا ہے۔ (تعلیقات: ۳۳/۲)

(٦٩٥٩) بخاری: ٦٤٩١۔ مسلم: ١٣١۔ احمد: ٣٣٩٢.

(٦٩٦٠) مسلم: ٣٠٢٨۔ نسائی: ٢٩٥٦.

٦٩٦١۔ أَبُوْسَعِيْدٍ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَصْحَابِ الأَعْرَافِ؟ فَقَالَ:هُمْ رِجَالٌ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُمْ عُصَاةٌ لآبَائِهِمْ، فَمَنَعَتْهُمُ الشَّهَادَةُ أَنْ يَدْخُلُوْا النَّارَ، وَمَنَعَتْهُمُ الْمَعْصِيَةُ أَنْ يَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، وَهُمْ عَلَى سُوْرٍبَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِحَتَّى تَذْبُلَ لُحُوْمُهُمْ وَشُحُوْمُهُمْ، حَتَّى يَفْرُغَ اللّٰهُ مِنْ حِسَابِ الْخَلائِقِ فَإِذَافَرَغَ مِنْ حِسَابِ خَلْقِهِ فَلَمْ يَبْقَ غَيْرُهُمْ، تَغَمَّدَهُمْ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ فَأَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ. (للأوسط والصغيربضعف)

۶۹۶۱۔ ''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ سے اصحاب اعراف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ وہ مرد ہیں جو راہ خدا میں قتل کیے گئے اور وہ اپنے باپ دادا کے نا فرمان تھے۔ شہادت نے دخول جہنم سے باز رکھا اور نافرمانی نے دخول جنت سے روکدیا اور وہ جنت اور جہنم کے درمیان کی دیوار پر رہیں گے اور ان کا گوشت اور چربی پژمردہ ہوکر رہ جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے درمیان فیصلہ کر دے گا اور ان کے بغیر کوئی نہ رہے گا تو اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لے گی اور اللہ اپنی رحمت کے ساتھ انہیں جنت میں داخل کر دے گا۔'' (معجم الاوسط والصغیر بسند ضعیف)

٦٩٦٢۔ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ:خَرَجْتُ مِنْ حُمْصٍ فَآوَانِيْ اللَّيْلُ إِلَى الْبُقَيْعَةِ، فَحَضَرَنِي مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ فَقَرَأْتُ: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِى خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضَ﴾ الآيَةَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: احْرِسُوْهُ الآنَ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّاأَصْبَحْتُ رَكِبْتُ دَابَّتِي.

۶۹۶۲۔ ''سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حمص سے چل کر ایک چٹیل میدان میں ٹھہرا تو میرے پاس اس زمین کی مخلوق آئی (جنات وغیرہ) پس میں نے پڑھا: ''تمہارا رب وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ......۔'' تو ان کے بعض نے بعض کو کہا: اب تم اس کی صبح تک حفاظت کرو۔ جب صبح طلوع ہوئی تو میں سواری پر سوار ہوا۔''

٦٩٦٣۔ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّاخَرَجَ إِلَى حُنَيْنٍ مَرَّبِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ يُعَلِّقُوْنَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اجْعَلْ لَنَاذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَالَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! هٰذَاكَمَا قَالَ

۶۹۶۳۔ ''سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب غزوہ حنین کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا جو مشرکین نے ذات انواط کے نام سے موسوم کر رکھا تھا اور وہ اس پر اپنے ہتھیار نصب کرتے تھے۔ نومسلم لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے بھی متبرک انواط تجویز کر دیجیے جیسا کہ ان کا انواط ہے۔ آپ نے فرمایا:

(٦٩٦١) طبراني اوسط، طبراني صغير، وفيه، محمد بن مخلد الرعيني وهو ضعيف، هيثمى: ١١٠١٣.

(٦٩٦٢) حواله مذكور.

(٦٩٦٣) ترمذى: ٢١٨٠۔ صحيح، البانى: ١٧٧١۔ احمد: ٢١٣٩٠.

قَوْمُ مُوْسَى: اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. (رواه الترمذي: ٢١٨٠)

''سبحان اللہ! یہ تو وہی بات ہوئی جو قوم موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہی تھی: اے موسیٰ! ہمارے لیے کوئی معبود تجویز کر جیسا ان کا معبود ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کا ضرور ارتکاب کرو گے۔'' (ترمذی)

٦٩٦٤ــــ زَادَ رَزِيْنٌ: حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَالْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ حَتَّى إِنْ كَانَ فِيهِمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ يَكُوْنُ فِيْكُمْ، فَلاَ أَدْرِي أَتَعْبُدُوْنَ الْعِجْلَ أَمْ لاَ.

۶۹۶۴۔ ''رزین زائد بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جیسا ایک جوتا دوسرے جوتے کے اور ایک کان دوسرے کان کے برابر ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی شخص اپنی ماں سے بدفعلی کا مرتکب ہوا ہے تو تم میں سے کوئی ایسا کرے گا اور مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ تم بچھڑے کی عبادت بھی کرو گے یا نہیں۔''

شـرح: ......یعنی جس طرح پہلی امتوں نے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد ان کے دین میں تغیر و تبدل کیا' اپنی کتاب میں تحریف کی بدعات گھڑیں اور ہوا و ہوس کی پرستش کی، تم بھی کرو گے۔ نافرمانیوں میں اور انبیاء کی مخالفت میں موافقت ہوگی۔

اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بیان ہوا ہے، جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی ہے وہی ہوا ہے۔

(جائزۃ الاحوذی: ۳/۴۶۰)

٦٩٦٥ــــ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا﴾ قَالَ حَمَّادٌ: هٰكَذَا وَأَمْسَكَ سُلَيْمَانُ بِطَرَفِ إِبْهَامِهِ عَلَى أَنْمُلَةِ إِصْبَعِهِ الْيُمْنَى، قَالَ: فَسَاخَ الْجَبَلُ ﴿وَخَرَّ مُوْسَى صَعِقًا﴾. (رواه الترمذي: ٣٠٧٤)

۶۹۶۵۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: ''پس جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ظاہر کی تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔'' حماد نے کہا: اس طرح ...... اور سلیمان نے اپنے انگوٹھے کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں پر رکھا اور کہا کہ پہاڑ دھنس گیا اور ''موسیٰ علیہ السلام غش میں آ گئے اور گر پڑے۔'' (ترمذی)

٦٩٦٦ــــ اِبْنُ عَبَّاسٍ: سَأَلَ مُوْسَى عليه السلام مَسْأَلَةً فَأَعْطِيَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ، قَوْلَهُ: ﴿وَاخْتَارَ

۶۹۶۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جو سوال موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کیا وہ مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا

(٦٩٦٤) رزین.
(٦٩٦٥) ترمذی: ٣٠٧٤۔ صحیح، البانی: ٢٤٥٨۔ احمد: ١٢٧٦٦.
(٦٩٦٦) بزار وفیه عطاء بن السائب وقد اختلط وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١١٠١٨.

مُـوْسَـى قَوْمَهُ سَبْعِيْنَ رَجُلاً ...... فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ﴾ . (رواه البزاربلين)

کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر افراد ساتھ لیے ہماری ملاقات کے لیے، پھر جب ان کو زلزلے نے آ پکڑا تو موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی انہیں اور مجھے بھی ہلاک کر دیتا، کیا تو اس وجہ سے ہمیں ہلاک کرتا ہے کہ جو ہم میں سے بے وقوفوں نے کیا؟ یہ تیری طرف سے آزمائش کے سوا کچھ نہیں، تو اس (آزمائش) سے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، تو ہی ہمارا کارساز ہے، لہٰذا ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، اور تو ہی بہترین بخشنے والا ہے۔ اور تو ہمارے لیے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بھلائی لکھ دے۔ بے شک ہم نے تیری ہی طرف رجوع کیا ہے۔ اللہ نے کہا: میں جسے چاہتا ہوں اپنا عذاب پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، چنانچہ عنقریب میں دو جہاں میں رحمت ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں......۔)'' (البزار سند کمزور)

٦٩٦٧۔ عَـنْ مُسْـلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُـمَـرَبْـنَ الْـخَـطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿وَإِذْ أَخَـــذَرَبُّكَ مِــنْ بَــنِــي آدَمَ مِــنْ ظُهُـوْرِهِـمْ﴾ قَالَ: قَرَأَ الْقَعْنَبِيُّ الآيَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْهَا، فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ عَـزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِيْنِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْـهُ ذُرِّيَّةً فَـقَـالَ: خَـلَـقْـتُ هٰـؤُلاَءِ لِـلْـجَـنَّةِوَبِـعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ، ثُمَّ مَسَـحَ ظَهْـرَهُ فَـاسْتَـخْـرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ: خَـلَـقْـتُ هٰـؤُلاَءِ لِـلـنَّـارِوَبِـعَـمَلِ أَهْلِ الـنَّـارِيَعْمَلُوْنَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَفِيْمَ الْعَمَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ عَـزَّوَجَـلَّ إِذَا خَـلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِـعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوْتَ عَلَى عَمَلٍ

٦٩٦٧۔ ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا: ''جب تیرے رب نے آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی۔'' انہوں نے کہا: اس آیت کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کی پشت پر دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے اس کی اولاد نکالی اور پھر فرمایا: یہ اہل جنت ہیں اور میں نے اہل جنت ہی کے اعمال کے ساتھ ان کو تخلیق کیا ہے یہ وہی عمل کریں گے۔ پھر اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس کی اولاد نکالی اور فرمایا: یہ میں نے جہنم کے لیے پیدا کئے ہیں اور اہل جہنم کے اعمال ہی کے ساتھ پیدا کیے گئے ہیں یہ وہی اعمال کریں گے۔

پس ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر عمل کرنے کا کیا فائدہ؟ فرمایا: جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے اس کو اہل جنت کے اعمال پر لگا دیتا ہے یہاں تک کہ اہل جنت کے عمل کے ساتھ فوت ہوتا ہے، پس اس کو اللہ تعالیٰ جنت

(٦٩٦٧) ابو داود: ٤٧٠٣۔ صحیح، البانی: ٣٩٣٦۔ الامسح الظهر، ترمذی: ٣٠٧٥۔ احمد: ٣١٣۔ مالك: ١٦٦١.

مِـنْ أَعْـمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَـلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِاسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الـنَّـارِحَتَّـى يَـمُوْتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْـلِ الـنَّـارِ فَيُـدْ خِـلَـهُ بِـهِ النَّـارَ . (رواه أبواداود: ٤٧٠٣)

میں داخل کر دیتا ہے۔ اور جب کسی بندے کو اس نے آگ کے لیے پیدا کیا ہے تو اس کو آگ والوں کے اعمال پر لگا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ آگ والوں کے عمل پر فوت ہوتا ہے پس اس عمل کے ساتھ اللہ اس کو آگ میں داخل کر دے گا۔'' (ابو داؤد، مالک، ترمذی، احمد)

٦٩٦٨ـ عَـنْ أُبَـيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَـزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِذْ أَخَذَرَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُـوْرِهِـمْ ذُرِّيَّـاتِهِـمْ وَأَشْهَـدَهُـمْ عَلَـى أَنْـفُسِهِـمْ﴾ الآيَةَ قَـالَ: جَـمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَرْوَاحًـا، ثُـمَّ صَـوَّرَهُـمْ فَـاسْتَـنْـطَقَهُمْ فَتَـكَلَّمُوْا، ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالَ فَـإِنِّـي أُشْهِـدُ عَـلَيْـكُـمُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَالأَرَضِيْـنَ السَّبْـعَ وَأُشْهِـدُ عَلَيْكُمْ أَبَاكُمْ آدَمَ عَـلَيْهِ السَّلاَمُ أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَـعْلَمْ بِهٰذَا اعْلَمُوْا أَنَّهُ لاَإِلٰهَ غَيْرِي وَلاَرَبَّ غَيْـرِي فَلاَتُشْـرِكُوْا بِي شَيْئًا وَإِنِّي سَأُرْسِلُ إِلَيْـكُـمْ رُسُلِي يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِي وَمِيْثَاقِي وَأُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِي قَالُوْا شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبُّنَا وَإِلٰهُنَا لاَرَبَّ لَنَا غَيْرُكَ فَأَقَرُّوْا بِذٰلِكَ وَرَفَعَ عَـلَيْهِمْ آدَمَ يَنْظُرُإِلَيْهِمْ فَرَأَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيْرَ وَحَسَـنَ الـصُّوْرَةِ وَدُوْنَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: رَبِّ لَـوْلاَسَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ؟ قَالَ: إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُشْـكَـرَوَرَأَى الأَنْبِيَاءَ فِيهِمْ مِثْلُ السُّرُجِ

٦٩٦٨ـ ''سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ''جب تیرے رب نے وعدہ لیا...... الایہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے ان کو جمع کیا اور ارواح بنایا، پھر ان کی شکلیں تیار کیں اور ان کو گویائی دے کر بلایا تو انہوں نے اللہ سے کلام کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے پختہ وعدہ لیا اور ان کو ان کی جان پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: ہاں! فرمایا: میں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ بناتا ہوں اور میں تم پر تمہارے باپ آدم کو گواہ بناتا ہوں تاکہ تم قیامت کو یہ نہ کہو کہ اے اللہ! تو نے ہمیں بتایا نہیں ہے۔ خوب جان لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی میرے سوا رب ہے اور تم میرے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ کرنا۔ عنقریب تمہارے پاس میں اپنے رسول ارسال کروں گا جو تمہیں میرا عہد و میثاق یاد کرائیں گے، اور میں تم پر اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ تو سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب اور ہمارا معبود ہے۔ تیرے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ ہی کوئی ہمارا الہ ہے۔ پس سب نے اقرار کیا۔

آدم علیہ السلام کو اللہ نے ان پر عیاں کیا تاکہ وہ ان کو دیکھیں۔ پس آدم علیہ السلام نے مالدار بھی دیکھے اور مفلس بھی، خوبصورت بھی دیکھے اور برعکس بھی۔ تو آدم علیہ السلام نے عرض کی: یا اللہ! ان سب

(٦٩٦٨) احمد: ٢٠٧٢٦ـ عبدالله بن احمد عن شيخه محمد بن يعقوب الرباني.

عَلَيْهِمُ النُّوْرُ خُصُّوْا بِمِيْثَاقٍ آخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ﴾ كَانَ فِي تِلْكَ الأَرْوَاحِ فَأَرْسَلَهُ إِلَى مَرْيَمَ، فَحَدَّثَ عَنْ أُبَيٍّ أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ فِيْهَا. (رواه أحمد، ٢٠٧٢٦)

کو یکساں کیوں نہیں بنایا؟ فرمایا: اس لیے تا کہ میرا شکر یہ ادا کیا جائے۔ اور ان میں سے انبیاء علیہ السلام کو ان پر سورج کی مثل چمکتے دیکھا اور انبیاء صلوات اللہ علیہم سے اللہ تعالیٰ نے مخصوص میثاق کے ساتھ رسالت و نبوت کا عہد لیا، فرمایا: ''جب ہم نے انبیاء سے ان کا عہد لیا۔ اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے بھی۔'' عیسیٰ بھی اُن ارواح کے ساتھ تھے پس اللہ نے اس کو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا پس وہ اس میں منہ کی طرف سے داخل ہوا۔ یہ بات ابی نے بیان کی۔'' (احمد)

٦٩٦٩ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيْصًا مِنْ نُوْرٍ، ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى آدَمَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ! مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ، ذُرِّيَّتُكَ، فَرَأَى رَجُلاً مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِيْصُ مَابَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ آخِرِ الأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ فَقَالَ: رَبِّ! كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ؟ قَالَ: سِتِّيْنَ سَنَةً، قَالَ: أَيْ رَبِّ! زِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَلَمَّا قُضِيَ عُمْرُ آدَمَ، جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ: أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ أَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ؟ قَالَ: فَجَحَدَ آدَمُ

٦٩٦٩۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت کو مسلا اور اس پشت سے ہر اس شخص کی روح باہر آ گئی جو تا قیامت پیدا ہونے والا اور اس کی اولاد میں تھا۔ اور ہر انسان کی دو آنکھوں کے درمیان نور کا نشان رکھا، پھر ان سب کو آدم پر پیش کر دیا تو انہوں نے فرمایا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ سب تیری اولاد ہیں ۔ پھر آدم نے ان میں سے ایک مرد کو دیکھا جوان کو بہت پیارا نظر آیا اور اس کی دو آنکھوں کے درمیان کا نشان بھی بہت پسند آیا تو کہا: اے میرے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا: داؤد ہے: عرض کی: اے میرے رب! تو نے اس کی عمر کتنی لکھی ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال۔ عرض کی یا رب تعالیٰ! اس کو میری عمر میں سے چالیس سال عطا کر دے۔

پھر جب آدم علیہ السلام نے اپنی عمر پوری کر دی تو صرف چالیس سال باقی رہے تو اس کے پاس ملک الموت حاضر ہوا تو آدم علیہ السلام

(٦٩٦٩) ترمذی: ٣٠٧٦۔ صحیح، البانی، شرح عقیده طحاویه وجدت له اربعة طرق، بعضها عند ابن ابی عاصم فی السنة.

فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنُسِّيَ آدَمُ فَنُسِّيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطِئَ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ . (رواه الترمذي: ٣٠٧٦)

نے کہا: کیا چالیس سال میری عمر میں سے باقی نہیں ہیں؟ فرشتے نے کہا: کیا آپ نے وہ اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دی؟ پس آدم نے جھگڑا کیا اور ان کی اولاد بھی جھگڑا کرتی ہے۔ آدم علیہ السلام بھول گئے اور ممنوع درخت سے کھایا تو ان کی اولاد بھی بھولنے لگی ۔ اور انہوں نے خطا کی پس ان کی اولاد بھی خطا کرتی ہے۔"

شرح:...... اس پر ایک اشکال آتا ہے کہ قرآن میں ہے ظہور بنو آدم سے اولاد آدم نکالی اور ان سے مراد اگر آدم کی ظہر (پشت) ہوتی تو پھر واحد آنا چاہیے تھا یہ جمع ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ بعض اولاد بعض اولاد کی پشت سے ہے اور یہ سارے آدم علیہ السلام کی پشت سے تھے۔ قرآن و حدیث دونوں کا مطلب درست ہے۔ آیت میں قصے کا ایک حصہ بتایا گیا ہے، حدیث نے اس کی تکمیل کی ہے کہ آدم کی اولاد سے بھی نکلے تھے اور یہ سارے آدم کی پشت سے نکلے تھے جیسا کہ حدیث نے بتایا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

٦٩٧٠ـــ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا إِبْلِيْسُ وَكَانَ لَا يَعِيْشُ لَهَا وَلَدٌ فَقَالَ: سَمِّيْهِ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَسَمَّتْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَأَمْرِهِ . (رواه الترمذي: ٣٠٧٧)

۶۹۷۰۔ "سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حوا حاملہ تھیں تو ان کے پاس شیطان آیا، ان کا بچہ زندہ نہیں رہتا تھا تو اس نے کہا: اس بچے کا نام عبدالحارث رکھنا تو انہوں نے وہی نام رکھا اور وہ زندہ رہا اور یہ شیطانی وحی تھی اور اس کا کام تھا۔" (ترمذی، احمد)

٦٩٧١ـــ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا﴾ قَالَ هُوَ بَلْعَمُ أَوْ قَالَ: بَلْعَامٌ . (رواه الطبراني في الكبير)

۶۹۷۱۔ "سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت: "اور پڑھ ان پر خبر اس شخص کی جس کو ہم نے اپنی آیات دی تھیں۔" کی تفسیر میں کہا: یہ بلعم (بن باعورہ) تھا یا کہا بلعام تھا۔" (الکبیر)

٦٩٧٢ـــ وَلَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أُمَيَّةَ ابْنِ أَبِي الصَّلْتِ . (رواه الطبراني في الكبير)

۶۹۷۲۔ " اور اسی کی روایت ہے، ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت امیہ بن ابی الصلت کے بارے میں نازل ہوئی۔"

انتباہ:...... یہ دونوں پر چسپاں ہوتی ہے۔ (گوندلوی)

(٦٩٧٠) ترمذی: ٣٠٧٧ـ ضعیف، البانی: ٥٩٥ـ احمد: ١٩٦١٠.
(٦٩٧١) طبرانی کبیر و رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١١٠٢١.
(٦٩٧٢) طبرانی کبیر و رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١١٠٢٢.

٦٩٧٣ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ. (رواه البخاري: ٤٦٤٤)

۶۹۷۳۔ ''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت: ''عفوو درگذر کا طریقہ اختیار کر، اچھی بات کا حکم دے اور جاہل لوگوں سے منہ پھیر۔'' لوگوں کی بداخلاقی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

٦٩٧٤ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أُمِرَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ. (رواه أبوداود: ٤٧٨٧)

۶۹۷۴۔ ''ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کی بداخلاقی سے درگذر فرمائیں۔'' (بخاری، ابوداؤد)

شـــرح: ...... مکارم اخلاق میں یہ بہترین آیت ہے۔ اس میں رب تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس سے صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس سے درگزر کر۔

قوائے انسانی کے اعتبار سے اخلاق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)عقلیہ (۲)شہویہ (۳)غضبیہ

عقلیہ قویٰ کا منبع حکمت ہے، اس میں امر بالمعروف آتا ہے۔ شہویہ سے عفت جنم لیتی ہے اور درگزر بھی اسی سے ہے اور غضبیہ سے شجاعت کا تعلق ہے اس کا تقاضا ہے کہ جاہلوں سے اعراض کیا جائے اس آیت میں یہی تین چیزیں ہیں جو بیان ہوئی ہیں۔ (فتح الباری: ۸/ ۳۰۷)

٦٩٧٥ـــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: سُوْرَةُ الأَنْفَالِ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ. (رواه البخاري: ٤٦٤٥)

۶۹۷۵۔ ''سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورت الانفال کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: یہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔'' (الشیخان)

٦٩٧٦ـــ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جِئْتُ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ أَوْ نَحْوَ هٰذَا هَبْ لِي هٰذَا السَّيْفَ فَقَالَ: هٰذَا لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ فَقُلْتُ:

۶۹۷۶۔ ''جناب مصعب بن سعد کہتے ہیں: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بدر کے دن میں ایک تلوار لے کر آیا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ نے میرے دل کو مشرکین کے قتل ہونے سے شفا بخشی ہے اور اس نوعیت کی باتیں کر کے عرض کی: یہ تلوار مجھے دیدیں۔ آپ نے فرمایا: یہ نہ میری ہے نہ تیری ہے۔ میں نے

(٦٩٧٣) بخاری: ٤٦٤٤۔ ابو داود: ٤٧٨٧.

(٦٩٧٤) ابو داود: ٤٧٨٧۔ صحیح، البانی: ٤٠٠٤۔ بخاری: ٤٦٤٤.

(٦٩٧٥) بخاری: ٤٦٤٥۔ مسلم: ٣٠٣١.

(٦٩٧٦) ترمذی: ٣٠٧٩۔ حسن، صحیح، البانی: ٢٤٦٠۔ مسلم: ١٧٤٨۔ ابو داود: ٢٧٤٠۔ احمد: ١٦١٧.

عَسَى أَنْ يُعْطَى هٰذَا مَنْ لَايُبْلِي بَلَائِي فَجَاءَنِي الرَّسُوْلُ فَقَالَ: إِنَّكَ سَأَلْتَنِي وَلَيْسَ لِي وَإِنَّهُ قَدْصَارَلِي وَهُوَلَكَ قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾ الْأٰيَةَ . (رواه الترمذي: ٣٠٧٩)

دل میں کہا: یہ تلوار شاید اس کو دیدیں جس نے میرے جیسی جدو جہد نہیں کی ہوگی۔ پھر میرے پاس آپ کا قاصد آیا اور آپ نے بلا کر فرمایا: تو نے یہ تلوار طلب کی تھی اور اس وقت میرے اختیار میں نہیں تھا اور اب یہ میرے لیے ہو چکی ہے اور یہ تیری ہے۔ اور یہ آیات نازل ہوئیں: ''اے نبی! آپ سے مالِ غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں ......۔'' (مسلم وابوداؤد وترمذی)

شرح: ...... بعض نے کہا کہ یہ مال غنیمت مہاجروں کا ہے یا انصار کا ہے۔ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے کہا گیا ہے یہ اللہ کا فضل وعطا ہے۔ وہ جسے چاہے دے۔ کسی کو اس میں اختیار نہیں نہ ہی اس کی تقسیم میں کسی کی رائے کی حیثیت ہے۔ اس میں جو اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۳۵)

٦٩٧٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿إِنَّ شَرَّالدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَايَعْقِلُوْنَ﴾ قَالَ: هُمْ نَفَرٌمِنْ بَنِي عَبْدِالدَّارِ . (رواه البخاري: ٤٦٤٦)

۶۹۷۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت عبدالدار کے چند افراد کے متعلق نازل ہوئی ہے: بے شک بدترین جاندار اللہ کے نزدیک بہرے گونگے لوگ ہیں......۔'' (بخاری)

انتباہ: ...... اس میں ہر کافر شامل ہے لیکن بنوعبدالدار کے کچھ افراد مراد لیے گئے ہیں۔ (فتح الباری: ۸/ ۳۰۸)

٦٩٧٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ أَبُوْجَهْلٍ: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَالْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْعَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَاكَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَالَهُمْ أَنْ لَايُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ الْأٰيَةَ . (رواه البخاري: ٤٦٤٨)

۶۹۷۸۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوجہل نے کہا: اے اللہ! اگر محمد اور اس کا دین تیری جانب سے حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا ہمارے پاس دردناک عذاب لے آ۔'' تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ ان کو کوئی عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ان کے درمیان رہیں گے اور اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک وہ بخشش مانگتے رہیں گے۔ اور اللہ ان کو عذاب کیوں نہ دے حالانکہ انہوں نے مسجد حرام سے روکا ہے۔'' (الشیخان)

(٦٩٧٧) بخاری: ٤٦٤٦.
(٦٩٧٨) بخاری: ٤٦٤٨.

شــــرح: ......ایک قول یہ ہے کہ نضر بن حارث نے یہ کہا تھا۔ اس میں تعارض نہیں، دونوں نے کہا ہوگا۔ تاہم ابوجہل کی طرف اسے منسوب کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کا نام بخاری میں ہے۔ صبح انہوں نے اس بد دعا کی جرأت و جہالت تو کر لی۔ مگر شام کو پشیمان ہو کر کہنے لگے: غُفْرَانَكَ اَللّٰهُمَّ۔ اے اللہ! ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر دو امان کی چیزیں اتاری ہیں۔

(۱) میرا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اطہر (۲) استغفار کرنا

یہی وجہ ہے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے عذاب نہ آیا اور جب آپ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تو باقی مکہ میں رہنے والے مسلمان استغفار کرتے رہے۔ جب یہ بھی مدینہ چلے گئے اور مشرکوں نے ان سے عناد رکھنا شروع کر دیا اور مسجد حرام سے روکا اور استغفار کی صورت میں جو پشیمانی کی تھی اس سے دستبردار ہو گئے تو ان پر عذاب الٰہی اتر پڑا۔

(فتح الباری: ۸/ ۳۰۹)

٦٩٧٩ــ عَـنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُـوَعَـلَـى الْـمِنْبَرِيَقُوْلُ: ﴿وَأَعِـدُّوْا لَهُمْ مَااسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ أَلَاإِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَاإِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَاإِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ . (رواه مسلم: ١٩١٧)

۶۹۷۹۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ منبر پر تھے، آپ نے فرمایا: ''اور تیار کرو ان کے لیے جو تم طاقت رکھتے ہو۔'' فرمایا: ''خبردار رہو! قوت سے مراد دشمن پر تیرے برسانا ہے۔'' تین بار فرمایا۔'' (مسلم وترمذی، ابوداؤد)

شرح: ...... اس میں تیر اندازی کی ترغیب ہے۔ اسے استحباب کا درجہ دیا گیا ہے اور آیت میں جو دشمن کے خلاف قوت تیار کرنے کا کہا گیا ہے اس کی تفسیر ہے کہ اس سے مراد تیر اندازی ہے اس میں بندوق، بم، میزائل وغیرہ جو بھی جدید اسلحہ ہے سب شامل ہے اور اس میں اسلحہ کی ٹریننگ بھی مستحب ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ اس کے بغیر تیاری ممکن نہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۳۸)

٦٩٨٠ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما لَـمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنْ يَـكُـنْ مِنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِـائَتَيْـنِ وَإِنْ يَـكُـنْ مِـنْـكُمْ مِائَةٌ﴾ فَكُتِبَ عَـلَيْهِـمْ أَنْ لَايَـفِـرَّوَاحِـدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَقَالَ سُـفْيَـانُ: غَيْرَ مَـرَّةٍ أَنْ لَايَـفِـرَّعِشْرُوْنَ مِنْ

۶۹۸۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔'' تو مسلمانوں پر فرض تھا کہ ایک مسلمان دس کفار سے نہ بھاگے اور بیس مسلمان دو سو کفار سے نہ بھاگیں، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''اب اللہ نے تم پر بوجھ ہلکا

(٦٩٧٩) مسلم: ١٩١٧ـ ابو داود: ٢٥١٤ـ ترمذی: ٣٠٨٣ـ ابن ماجه: ٢٨١٣ـ دارمی: ٢٤٠٤ـ احمد: ١٦٩٧٩.

(٦٩٨٠) بخاری: ٤٦٥٢ـ ابو داود: ٢٦٤٦.

مِـائَتَيْـنِ ، ثُـمَّ نَـزَلَـتْ: ﴿الآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَـنْكُـمْ﴾ الآيَةَ فَـكَتَـبَ أَنْ لايَفِرَّ مِائَةٌ مِنْ مِائَتَيْنِ . (رواه البخاري: ٤٦٥٢)

کر دیا پس فرض کر دیا کہ ایک سو مسلمان دو سو کفار سے نہ بھاگیں۔“

٦٩٨١ــــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَـالَ لَـمَّـانَـزَلَـتْ: ﴿إِنْ يَـكُـنْ مِـنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَـابِـرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْـمُسْـلِمِيْـنَ حِيْـنَ فُـرِضَ عَـلَيْهِـمْ أَنْ لايَـفِـرَّوَاحِـدٌ مِـنْ عَشَـرَةٍ فَجَاءَ التَّخْفِيْفُ فَـقَـالَ: ﴿الآنَ خَـفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيْـكُـمْ ضُـعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ قَالَ: فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِـنَ الْـعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِبِقَدْرِمَا خُفِّفَ عَنْهُمْ . (رواه البخاري: ٤٦٥٣)

۶۹۸۱۔ ”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ”اگر تم میں سے بیس ہوں صبر کرنے والے وہ دو سو کفار پر غالب آئیں گے۔“ تو یہ حکم مسلمانوں پر شاق گذرا کہ دس کافروں کے مقابلے میں ایک مسلمان میدان چھوڑ کر نہ بھاگے، تو یہ آیت نازل ہوئی: ”اب اللہ نے تخفیف کر دی تم پر اور جان لیا کہ تم میں کمزوری ہے، چنانچہ اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو کفار پر بھاری ہوں گے۔“ فرماتے ہیں: جس قدر اللہ نے ان پر تعداد میں تخفیف کی اسی قدر ان کے صبر میں کمی کر دی۔“ (بخاری، ابوداؤد)

شرح:...... یہاں تکلیف میں تخفیف کرنے کا بتایا گیا ہے یہ نہیں کہ تکلیف کا حکم اٹھا لیا گیا ہے کہ تکلیف نہ ہوگی۔ اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب دو کافروں کے مقابلہ میں صف آراء ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ثابت قدم رہے اس پر راہِ فرار اختیار کرنا حرام ہے۔ (فتح الباری: ۸/۱۳، ۳۱۱)

٦٩٨٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْـنُ الْـخَـطَّابِ قَالَ: لَمَّاكَانَ يَوْمُ بَدْرٍفَأَخَذَ يَـعْنِي النَّبِيَّ ﷺ الْـفِدَاءَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَـاكَـانَ لِـنَبِـيٍّ أَنْ يَـكُوْنَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْـخِـنَ فِي الأَرْضِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿لَمَسَّكُمْ فِيْـمَا أَخَذْتُمْ﴾ مِنَ الْفِدَاءِ ثُمَّ أَحَلَّ لَهُمُ اللّٰهُ الْغَنَائِمَ . (رواه أبوداود: ٢٦٩٠)

۶۹۸۲۔ ”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب بدر کے دن نبی کریم ﷺ نے کفار سے فدیہ وصول کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ”نبی کریم ﷺ کے لیے جائز نہیں ہے کہ آپ کے پاس قیدی ہوں یہاں تک کہ زمین میں کفار کا خون بہایا جائے...... البتہ پہنچتا تم کو اس چیز پر جو تم نے وصول کی ہے بڑا عذاب۔“ پھر ان کے لیے اللہ نے مال غنیمت جائز قرار دیا۔“

(٦٩٨١) بخاری: ٤٦٥٣۔ ابو داود: ٢٦٤٦.

(٦٩٨٢) ابو داود: ٢٦٩٠۔ حسن، صحیح، البانی: ٢٣٣٩۔ مسلم: ١٧٦٣۔ احمد: ٢٢١.

٦٩٨٣ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَالَّذِيْنِ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا﴾ وَ ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا﴾ فَكَانَ الأَعْرَابِيُّ لاَيَرِثُ الْمُهَاجِرَ وَلاَيَرِثُهُ الْمُهَاجِرُ فَنَسَخَتْهَا فَقَالَ: ﴿وَأُولُوْالأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ﴾. (رواه أبوداود: ٢٩٢٤)

۶۹۸۳۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ دو آیات ہیں: ایک یہ ہے: ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی'' اور دوسری: ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی۔'' ان دو آیات کی وجہ سے کوئی دیہاتی قرابت دار مہاجر کا وارث نہیں ہوا کرتا تھا اور نہ مہاجر اس (دیہاتی) کا وارث ہوا کرتا، پھر ان کا حکم منسوخ کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی: (اور قرابت دار ذی رحم ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔''

شرح:...... مقصد یہ ہے کہ ہجرت کی بنیاد پر وراثت ہوتی تھی۔ مہاجر اور انصار آپس میں وارث بنتے تھے۔ رشتہ دار محروم کر دیے جاتے تھے۔ اگر کوئی ایمان بھی لاتا اور ہجرت نہ کرتا تو یہ اپنے قریبی رشتہ دار مہاجر کا وارث نہ بنتا تھا۔

جب مکہ فتح ہوا اور ہجرت منقطع ہوئی تو پھر یہ حکم منسوخ ہوا کہ جو ہجرت کرے گا وہی وارث ہوگا۔ اب یہ حکم ہوا کہ رشتہ داری کی بنا پر وراثت ہوگی خواہ یہ کسی جگہ بھی ہوں۔ (عون المعبود: ۳/ ۸۹)

سورة براءة

سورت براءت

٦٩٨٤ــ حُذَيْفَةَ قَالَ: الَّتِي تُسَمُّوْنَهَا سُوْرَةَ التَّوْبَةِ هِيَ سُوْرَةُ الْعَذَابِ، وَمَا تَقْرَءُوْنَ مِنْهَا مِمَّاكُنَّانَقْرَأُ إِلَّارُبْعَهَا. (رواه الطبراني في الأوسط)

۶۹۸۴۔''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ سورت جس کو تم سورت توبہ کہتے ہو وہ عذاب کی سورت ہے اور ہم اس سورت کو جس قدر پڑھتے تھے تم اس سورت کو صرف اس کی چوتھائی کے بقدر پڑھتے ہو۔'' (الاوسط)

٦٩٨٥ــ اِبْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: مَاحَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُّمْ إِلَى الأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي وَإِلَى بَرَاءَةٍ وَهِيَ مِنَ الْمِئِيْنَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوْا بَيْنَهُمَا

۶۹۸۵۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کہا: تمہیں کس چیز نے اس امر پر مجبور کیا کہ سورت الانفال جو مثانی سورت ہے اور تم نے اس کو سورت براءۃ سے ملا دیا جو مئین سورتوں میں ہے۔ اور لکھا بھی ملا کر

(٦٩٨٣) ابو داود: ٢٩٢٤۔ حسن، صحيح، البانی: ٢٥٣٧۔ دارمی: ٦٧٤٧.

(٦٩٨٤) طبرانی اوسط، ورجاله ثقات، هيثمی: ١١٠٣٥.

(٦٩٨٥) ترمذی: ٣٠٨٦۔ ضعيف، البانی: ٥٩٩۔ ابو داود: ٧٨٦۔ احمد: ٥٠١.

سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُمُوْهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ مَاحَمَلَكُمْ عَلَى ذٰلِكَ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يَأْتِي عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ تَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ: ضَعُوْا هٰؤُلاَءِ الآيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا وَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الآيَةُ فَيَقُوْلُ: ضَعُوْا هٰذِهِ الآيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ الأَنْفَالُ مِنْ أَوَائِلِ مَاأُنْزِلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةٌ مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا فَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ. (رواه الترمذي: ٣٠٨٦)

اور تم نے نہ لکھی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اور اس کو تم نے سات طویل سورتوں میں رکھ دیا: تمہیں اس امر پر کس چیز نے مجبور کیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ پر ایک وقت تک کئی کئی سورتیں نازل ہوتی رہتی تھیں۔ جب کسی سورت کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ کا تبانِ وحی میں سے کسی کو طلب فرما کر لکھنے کا حکم دیتے اور فرماتے: یہ فلاں سورت میں فلاں اور فلاں جگہ میں لکھ دو۔ سورت انفال مدینہ کی اوائل سورتوں میں سے ہے اور سورت براء ت قرآن کے آخری وقتِ نزول میں اتری ہے۔ اس کا اندازِ بیان اور اس کے واقعات اس کے ساتھ یکسانیت اور مشابہت رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ نے ہمارے لیے یہ بیان نہ فرمایا کہ اس سورت میں سے ہے تو مشابہت کی وجہ سے ہم نے اس کو اس کے ساتھ ملا دیا ہے اور اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر بھی نہیں لکھی ہے۔ اس کو سبع طوال میں بھی اسی وجہ سے رکھ دیا ہے۔'' (الترمذی، ابوداؤد)

شرح: ...... صحیح بات یہ ہے کہ اس میں بسم اللہ اس لیے نہیں لکھی گئی کہ جبریل علیہ السلام یہ لے کر نہ اترے تھے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ بسم اللہ قرآن میں ثابت ہے جو کہ سورتوں کے شروع میں آتی ہے اور سورت فاتحہ میں بھی قرآن کا حصہ ہے۔ کیونکہ اگر یہ قرآن میں سے نہ ہوتی تو اسے قرآنی خط میں نہ لکھا جاتا۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۸۸)

٦٩٨٦ـــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: سُوْرَةُ التَّوْبَةِ قَالَ: اَلتَّوْبَةُ قَالَ: بَلْ هِيَ الفَاضِحَةُ مَازَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ

٦٩٨٦۔ ''جناب سعید بن جبیر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: سورت توبہ: اس نے کہا بلکہ رسوا کرنے والی فاضحہ ہے۔ یہ سورت کہتی رہی ہے: اور ان میں سے ۔ یہاں تک کہ لوگوں کو

(٦٩٨٦) مسلم: ٣٠٣١ـ بخاری: ٤٨٨٣.

حَتَّى ظَنُّوْا أَنْ لَايَبْقَى مِنَّاأَحَدٌ إِلَّاذُكِرَفِيْهَا قَالَ: قُلْتُ: سُوْرَةُ الأَنْفَالِ قَالَ: تِلْكَ سُوْرَةُ بَدْرٍقَالَ: قُلْتُ فَالْحَشْرُ؟ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيْرِ . (رواه مسلم: ٣٠٣١)

گمان ہوا کہ یہ سورت سب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر دے گی اور اس میں سب کا ذکر آ جائے گا۔ میں نے کہا: سورت انفال: کہا وہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں نے کہا سورت الحشر؟ اس نے کہا: وہ بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔‘‘(الشیخان)

شرح:...... مقصد یہ ہے کہ سورت توبہ کا نام فاضحہ رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں منافقوں کی عادات بد کی پردہ کشائی کی گئی ہے۔ جیسا کہ آتا ہے ان میں سے وہ ہیں جو اللہ سے عہد کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ان میں سے وہ ہیں جو صدقات کرنے پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتے ہیں وغیرہ۔ منافقوں کا ایک ایک راز کھول کر یہ سورت بتاتی ہے اور سورت انفال میں جنگ بدر پر تبصرہ ہے۔

اور سورت حشر کا نام حشر کی بجائے سورت بنونضیر رکھا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حشر کہنے سے قیامت کے دن سے مشابہت ہوتی ہے، بنونضیر کی جلاوطنی والی سورت کہنے سے یہ مشابہت نہیں رہتی۔ (فتح الباری: ۸/ ۶۲۹)

٦٩٨٧ــــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُوْبَكْرٍفِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ ، يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى أَنْ لَايَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَايَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ .

۶۹۸۷۔’’سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر روانہ کیا جس میں انہیں رسول اللہ ﷺ نے امیر حج مقرر فرمایا۔ وہ حج پہلے تھا حجۃ الوداع سے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا کہ عید کے دن اعلان کر دیں: اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی ننگے بدن بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کرے گا۔‘‘

٦٩٨٨ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِفِي أَهْلِ مِنًى بِبَرَاءَةٍ وَأَنْ لَايَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَايَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ . (هُمَالِلْبُخَارِيِّ: ٤٦٥٥)

۶۹۸۸۔’’ اور ایک روایت میں ہے: پھر اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ براءت کا اعلان کریں۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ اعلان کیا اور براءت کی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ حج کرے گا نہ بیت اللہ کا ننگے بدن طواف کرے گا۔‘‘

(٦٩٨٧) بخاری: ٤٦٥٥۔ مسلم: ١٣٤٧۔ ابو داود: ١٩٤٦۔ نسائی: ٢٩٥۔ دارمی: ١٤٣٠۔ احمد: ٧٩١٧.

(٦٩٨٨) بخاری: ٤٦٥٥۔ مسلم: ١٣٤٧۔ ابو داود: ١٩٤٦۔ نسائی: ٢٩٥۔ دارمی: ١٤٣٠۔ احمد: ٧٩١٧.

٦٩٨٩ـــ عَـنْ أَبِي هُـرَيْـرَةَ قَـالَ: بَـعَثَنِي أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْـمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى لَايَـحُـجُّ بَـعْـدَ الْـعَـامِ مُشْرِكٌ وَلَايَطُوْفُ بِـالْبَيْـتِ عُـرْيَـانٌ وَيَـوْمُ الْـحَجِّ الْأَكْبَرِيَوْمُ الـنَّـحْـرِوَإِنَّـمَـا قِيْـلَ الْأَكْبَرُمِنْ أَجْلِ قَوْلِ الـنَّـاسِ الْـحَـجُّ الْأَصْـغَـرُفَنَبَذَأَبُوْبَكْرٍإِلَى الـنَّاسِ فِي ذٰلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْـوَدَاعِ الَّـذِي حَجَّ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مُشْرِكٌ. (رواه البخاري: ٣١٧٧).

٦٩٨٩۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: یوم حج اکبر قربانی کا دن ہے اور حج اکبر سے مراد حج ہے اور اس کو حج اکبر اس لیے کہا گیا ہے کہ لوگ عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے یوم النحر کو منی کے میدان میں اعلان کرنے والوں کے ساتھ یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے، چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سال لوگوں کو بتا دیا اور آئندہ سال حجۃ الوداع جب آپ نے ادا کیا تو کوئی مشرک شریک نہ ہوا۔''

(وَاَنْـزَلَ اللّٰهُ فِـي الْـعَـامِ الَّـذِي نَبَذَفِيْـهِ اَبُـوْبَكْرٍإِلَى الْمُشْرِكِيْنَ: ﴿يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّـمَـا الْـمُـشْـرِكُـوْنَ نَجَـسٌ﴾ الآيَةَ، وَكَانَ الْـمُـشْـرِكُـوْنَ يُـوَافُوْنَ بِالتِّجَارَةِ فَيَنْتَفِعُ بِهَا الْمُسْلِمُوْنَ، فَلَمَّاحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يَقْرَبُوْا الْمَسْجِدَ الْحَرَمِ وَجَدَالْمُسْلِمُوْنَ فِـي أَنْـفُسِهِمْ مِمَّا قُطِعَ عَلَيْهِمْ مِنَ التِّجَارَةِ كَـانَ الْـمُشْـرِكُـوْنَ يُوَافُوْنَ بِهَا، فَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِـفْتُـمْ عَيْـلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنَ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ﴾ ثُمَّ أَحَلَّ فِي الْآيَةِ الَّتِي تَتْبَعُهَا الْجِزْيَةُ وَلَمْ تُؤْخَذْ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَجَعَلَهَا عِوَضًا مِمَّا مَنَعَهُمْ مِنْ مَوَافَاةِ الْمُشْرِكِيْنَ بِتِجَارَاتِهِمْ، فَقَـالَ: ﴿قَـاتِلُـوْا الَّـذِيْـنَ لَايُؤْمِنُوْنَ بِـاللّٰهِ وَلَابِالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ الآيَةَ، فَلَمَّا أَحَلَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ لِـلْـمُـسْـلِمِيْنَ عَرَفُوْا أَنَّهُ عَاضَهُمْ اَفْضَلَ مِمَّا

جس سال ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان مشرکین میں کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ''ایمان والو! مشرکین تو ناپاک ہیں......'' مشرکین کی یہ عادت تھی کہ وہ وافر مالِ تجارت لاتے تھے اور مسلمان نفع کماتے تھے۔ پس جب اللہ نے مشرکین کو حج بیت اللہ سے منع کیا تو مسلمانوں نے دل میں سمجھا کہ ان پر تجارت کی سبیل منقطع ہوگئی ہے جو مشرکین کے آنے سے تجارت ہوا کرتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر افلاس سے ڈرتے ہو تو عنقریب تمہیں اللہ تعالیٰ غنی کر دے گا اپنے فضل کے ساتھ اگر وہ چاہے گا۔'' پھر اس کے بعد کی آیت میں کفار سے جزیہ لینے کو جائز قرار دیا جب کہ اس سے قبل جزیہ نہیں لیا جاتا تھا تو جزیہ دراصل معاوضہ ہے مشرکین کی تجارت بند ہونے کا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لڑو ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لائے۔'' جب اللہ نے مسلمانوں پر یہ جائز کیا تو ان کو علم ہوا کہ وہ جس چیز سے ڈرتے تھے اللہ نے

(٦٩٨٩) بخاري: ٣١٧٧۔ مسلم: ١٣٤٧۔ ابو داود: ١٩٤٦۔ نسائي: ٢٩٥٨۔ دارمي: ١٤٣٠۔ احمد: ٧٩١٧.

خَافُوْا وَوَجَدُوْا عَلَيْهِ، مِمَّا كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يُوَافُوْنَ بِهِ مِنَ التِّجَارَةِ).

اس کا بہتر معاوضہ دے دیا ہے اور مشرکین سے جو تجارت کرتے تھے اس کا نعم البدل ان کو حاصل ہو چکا ہے۔''

٦٩٩٠ـــ عَنْ زَيْدِ بْنِ أُثَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ؟ قَالَ: بِأَرْبَعٍ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّانَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَلَايَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَايَجْتَمِعُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ فَعَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ وَمَنْ لَامُدَّةَ لَهُ فَأَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ. (رواه الترمذي: ٨٧)

۶۹۹۰۔''جناب زید بن اُثیع کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کو اس حج میں کس چیز کے ساتھ ارسال کیا گیا تھا؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: چار مسائل کے ساتھ (۱) صرف مسلمان جان جنت میں داخل ہو گی۔ (۲) بیت اللہ کا آئندہ ننگے بدن طواف نہ ہو گا۔ (۳) اس سال کے بعد مسلمان اور مشرکین اکٹھے نہ ہوں گے۔ (۴) اور جس کا نبی کریم ﷺ سے معاہدہ ہے وہ اس کی مدت تک رہے گا اور جس کا معاہدہ نہیں اس کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے۔'' (ترمذی)

٦٩٩١ـــ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ رَجَعَ مِنْ عُمْرَةِ الْجِعِرَّانَةِ بَعَثَ أَبَابَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ فَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَاكَانَ بِالْعَرْجِ ثُوِّبَ بِالصُّبْحِ، ثُمَّ اسْتَوَى لِيُكَبِّرَ فَسَمِعَ الرَّغْوَةَ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَوَقَفَ عَلَى التَّكْبِيْرِ، فَقَالَ: هٰذِهِ رَغْوَةُ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجَدْعَاءِ لَقَدْبَدَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَجِّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنُصَلِّيَ مَعَهُ فَإِذَا عَلِيٌّ عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ أَبُوْبَكْرٍ: أَمِيْرٌ أَمْ رَسُوْلٌ؟ قَالَ: لَابَلْ رَسُوْلٌ أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَرَاءَةٍ أَقْرَؤُهَا عَلَى النَّاسِ فِي مَوَاقِفِ الْحَجِّ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ قَامَ أَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه،

۶۹۹۱۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جعرانہ سے عمرہ ادا کر کے (مدینہ) واپس آئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ کیا۔ ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ گئے۔ جب مقام عَرْج میں پہنچے اور نماز فجر کی اقامت کہی گئی اور وہ تکبیر کہنے کو تیار ہوئے تو انہوں نے اپنے پیچھے اونٹ کی آواز سنی۔ وہ تکبیر کہنے سے رک گئے اور کہا: یہ تو آپ کی ناقہ جدعاء کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کو حج کے بارے میں نیا حکم آیا ہو گا اور ممکن ہے آپ خود تشریف لا رہے ہوں تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ اونٹنی آئی تو اس پر علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم امیر ہو یا قاصد؟ انہوں نے کہا: میں قاصد ہوں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے سورت براءت دے کر روانہ کیا ہے تا کہ میں حج کے مقام پر لوگوں کو پڑھ کر سناؤں۔ ہم لوگ مکہ گئے تو آٹھ ذوالحجہ سے ایک دن پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

(٦٩٩٠) ترمذی: ٨٧١۔ صحیح، البانی: ٦٩١.
(٦٩٩١) نسائی: ٢٩٩٣۔ ضعیف الاسناد: ١٩٥۔ دارمی: ١٩٥١.

فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ قَامَ أَبُوبَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَأَفَضْنَا فَلَمَّا رَجَعَ أَبُوبَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ وَعَنْ نَحْرِهِمْ وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّفْرِ الأَوَّلِ قَامَ أَبُوبَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفِرُوْنَ وَكَيْفَ يَرْمُوْنَ فَعَلَّمَهُمْ مَنَاسِكَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ بَرَاءَةَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى خَتَمَهَا. (رواه النسائي: ٢٩٩٣)

خطبہ دیا اور لوگوں کو حج کے مسائل بتائے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سورت براءت تلاوت کی یہاں تک کہ ختم کر دی۔ پھر ہم آپ کے ساتھ گئے یہاں تک کہ جب عرفہ کا دور ہوا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں حج کے مسائل بیان کیے، جب فارغ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر سورت براءت لوگوں کو پڑھ کر سنائی حتیٰ کہ اسے مکمل کیا، پھر جب قربانی کا دن آیا تو ہم چل پڑے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور عرفات سے لوٹنے کا طریقہ، قربانی کا طریقہ اور دیگر احکام بتائے اور جب وہ فارغ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور سورت براءت لوگوں کو پڑھ کر سنائی اور پوری سورت ختم کی۔ پھر جب رخصت ہونے کا پہلا دن آیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور بتایا کہ کیسے رخصت ہوں اور کیسے رمی کریں اور لوگوں کو مسائل بتائے۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سورت توبہ ساری سنائی یہاں تک کہ ختم کر دی۔'' (النسائی)

شــــرح: ...... اصل میں یہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی امیر بنایا تھا اور سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ مامور ہی تھے لیکن آپ نے یہ پابندی کا اعلان کرنے کی ذمہ داری سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی لگائی تھی اور یہ اعلان کرنا اکیلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے بہت مشکل تھا۔ آپ کے ساتھ معاون تھے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے معاون تھے ایک سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے پیغام رسانی کے لیے اس لیے بھیجا تھا کہ آپ پر وحی آئی تھی کہ بیت اللہ میں مشرک نہ آئے اور اس کا طواف عریاں نہ کیا جائے الخ۔ اس پابندی کا اعلان یا تو آپ خود فرمائیں یا پھر آپ کے خاندان کا آدمی ہو۔ اس وجہ سے صرف اس پابندی کے اعلان کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھیجے گئے تھے۔ (فتح الباری: ۸/ ۳۱۸)

٦٩٩٢ـــ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ: مَابَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هٰذِهِ

۶۹۹۲۔ ''جناب زید بن وہب نے کہا: ہم سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے کہا: اس آیت میں جو مذکور ہیں ان

(٦٩٩٢) بخاري: ٤٦٥٨.

الآيَةِ: ﴿فَقَاتِلُوْا أَئِمَّةَ الْكُفْرِإِنَّهُمْ لاَأَيْمَانَ لَهُمْ﴾ إِلَّاثَلاَثَةٌ وَلاَمِنَ الْمُنَافِقِيْنَ إِلَّاأَرْبَعَةٌ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: إِنَّكُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ تُخْبِرُوْنَافَلاَنَدْرِي فَمَا بَالُ هٰؤُلاَءِ الَّذِيْنَ يَبْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ أَعْلاَقَنَا؟ قَالَ: أُوْلٰئِكَ الْفُسَّاقُ أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّاأَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌلَوْشَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَّاوَجَدَ بَرْدَهُ. (للبخاري: ٤٦٥٨)

میں سے تین ائمہ کفر باقی ہیں: ''قتال کرو کفر کے سرداروں کے ساتھ'' اور اس نے کہا: منافقین میں سے چار آدمی باقی ہیں: تو ایک اعرابی نے کہا: تم اصحاب محمد ﷺ ہو اور تم وہ باتیں کرتے ہو جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔تم گمان کرتے ہو کہ منافق چار افراد ہی باقی ہیں تو پھر ہمارے گھروں میں سرنگیں لگانے والے لوگ کون ہیں جو ہمارا سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ لوگ فاسق و بدکار ہیں اور میں پھر کہتا ہوں: ان منافقین میں سے صرف چار افراد ہی باقی ہیں اور ایک ان میں سے بہت بوڑھا مرد ہے وہ اگر ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کو ٹھنڈک محسوس نہ ہوگی۔'' (البخاری)

شرح: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے ان کے نام نہیں مل سکے۔اس بوڑھے کے نام کا بھی پتہ نہیں چل سکا جسے پانی کا احساس نہیں ہوتا۔

پانی کا احساس نہ ہونے کا مطلب ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کا معدہ خراب ہو چکا ہے اور اس کی خواہش مر چکی ہے وہ ذائقے کا فرق محسوس نہیں کرتا اور یہ جو ضرب المثل ہے کہ ہمارے بند دروازوں میں نقب لگاتے ہیں۔اس سے مراد ہے کہ اس آیہ مبارکہ میں کہ آئمہ کفر کو قتل کرو صرف کافر اور منافق ہی مراد نہیں بلکہ فاسق بھی اس میں شامل ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۳۲۳)

٦٩٩٣ـ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: مَاأُبَالِي أَنْ لاَأَعْمَلَ عَمَلاً بَعْدَالإِسْلاَمِ إِلَّاأَنْ أَسْقِيَ الْحَاجَّ وَقَالَ آخَرُ: مَا أُبَالِي أَنْ لاَأَعْمَلَ عَمَلاًبَعْدَ الإِسْلاَمِ إِلَّاأَنْ أَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَقَالَ آخَرُ: الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُوَقَالَ: لاَ تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ

۶۹۹۳۔''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے منبر کے پاس تھا۔تو ایک مرد نے کہا: میں تو اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی عمل کرنے کی پروا نہیں کرتا مگر یہ کہ میں حاجیوں کو پانی پلاؤں۔ دوسرے نے کہا: میں کسی عمل کو اہمیت نہیں دیتا مگر یہ کہ میں مسجد حرام کی تعمیر (آباد کرنے) میں حصہ لوں۔تیسرے نے کہا: اللہ کی راہ میں جہاد ان اعمال سے زیادہ افضل ہے جن کا تم نے ذکر کیا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹ پلائی اور کہا: جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس

(٦٩٩٣) مسلم: ١٨٧٩ـ احمد: ٣٧٦٣٣.

مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلٰكِنْ إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الأَخِرِ﴾ الآيَةَ إِلَى آخِرِهَا. (رواه مسلم: ١٨٧٩)

آواز بلند نہ کرو۔ جب میں نے (رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں) نماز پڑھ لی تو آپ کے پاس وہ مسائل لے کر گیا جس میں تم نے اختلاف کیا ہے۔

پس یہ آیت نازل ہوئی: ”کیا تم برابر کرتے ہو حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر کرنا مثل اس شخص کے جو ایمان لایا اللہ پر......“ (مسلم)

٦٩٩٤ــ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَفِي عُنُقِي صَلِيْبٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: يَاعَدِيُّ! اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُفِي سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ: ﴿اتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ قَالَ: أَمَّا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَإِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ. (رواه الترمذي: ٣٠٩٥)

۶۹۹۴۔ ”سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی تو آپ نے فرمایا: اے عدی! یہ بت اپنے اوپر سے اتار دے۔ اور میں نے سنا کہ آپ نے پڑھا: ”انہوں نے اپنے علماء اور فقیروں کو اللہ کے سوا رب بنایا ہے۔“ فرمایا: وہ ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے، البتہ جب وہ کوئی چیز ان کے لیے جائز قرار دیتے تو وہ بھی اسے جائز سمجھتے اور جو چیز وہ حرام قرار دیتے تو وہ بھی حرام ہی سمجھتے تھے۔“ (ترمذی)

٦٩٩٥ــ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ: مَاأَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هٰذَا؟ قَالَ: كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ أَنَاوَمُعَاوِيَةُ فِي ﴿الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَيُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ قَالَ مُعَاوِيَةُ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقُلْتُ: نَزَلَتْ فِيْنَا وَفِيْهِمْ، فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي ذَاكَ وَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ يَشْكُوْنِي فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ أَنِ اقْدَمِ

۶۹۹۵۔ ”سیدنا زید بن وہب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں زبذہ (مقام) کے پاس سے گذرا تو وہاں ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ میں نے کہا: آپ کو اس جگہ کس چیز نے لاٹھہرایا ہے؟ انہوں نے کہا: میں شام میں تھا تو میرا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس آیت میں اختلاف ہوا ”وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔“ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، میں نے کہا: ہمارے بارے میں اور ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے متعلق میرے اور ان کے درمیان مکالمہ ہوا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف میری

(٦٩٩٤) ترمذی: ٣٠٩٥۔ حسن، البانی: ٢٤٧١.

(٦٩٩٥) بخاری: ١٤٠٦.

الْمَدِيْنَةَ ، فَقَدِ مْتُهَا ، فَكَثُرَعَلَيَّ النَّاسُ حَتَّى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذٰلِكَ ، فَذَكَرْتُ ذَاكَ لِعُثْمَانَ ، فَقَالَ لِي: إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ ، فَكُنْتُ قَرِيْبًا فَذَاكَ الَّذِيْ أَنْزَلَنِي هٰذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْأَمَّرُوْا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ . (للبخاري: ١٤٠٦)

شکایت لکھ کر روانہ کی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے مدینہ میں چلے آنے کا حکم دیا۔ میں مدینہ میں آ گیا تو لوگ میرے پاس اتنے جمع ہوئے گویا انہوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہیں تھا۔ میں نے اس کا ذکر عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ نے مجھے کہا: اگر تو چاہے تو لوگوں سے تنہائی میں کسی قریب مقام پر چلا جا تو یہ وجہ ہے کہ میں یہاں ٹھہرا ہوں اور اگر میرے اوپر حبشی غلام کو بھی امیر بنا دیں تو میں اس کی بھی سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔'' (بخاری)

٦٩٩٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ قَالَ: كَبُرَذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ أَنَا أُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّهُ كَبُرَعَلَى أَصْحَابِكَ هٰذِهِ الآيَةُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّالِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ وَإِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَكَبَّرَعُمَرُ ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَلاَ أُخْبِرُكَ بِخَيْرِمَايَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَإِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ . (رواه ابوداود: ١٦٦٤)

٦٩٩٦۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو سونا چاندی خزانہ بناتے ہیں۔'' تو مسلمانوں پر یہ آیت شاق گذری۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہاری تکلیف کا ازالہ کرتا ہوں، پھر عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس گئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ کے اصحاب پر یہ آیت بہت بھاری محسوس ہوئی ہے، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے زکوٰۃ فرض کی ہے تاکہ تمہارے بقیہ مال پاک کر دے اور اللہ نے میراث بھی فرض کی ہے تاکہ مال تمہارے بعد آنے والوں تک جائے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے خبر دوں کہ ایک مرد کے لیے سب سے بہتر خزانہ کیا ہے؟ وہ ہے نیک عورت کہ جب اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے، جب اس کو حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب وہ حاضر نہ ہو تو اس کی ہر چیز کی حفاظت کرے۔''

شرح:...... سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ جو خوراک سے مال بچ جائے یا گزران سے فالتو ہو تو یہ کنز ہے، اس کی قرآن پاک میں مذمت کی گئی ہے۔ یہ نظریہ درست نہیں تھا ان کی غلط فہمی کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ جب ایک حدیث رسول اکرم ﷺ سے سنتے تو اس پر کاربند ہو جاتے تھے۔ حالانکہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے اس میں رخصت دے دی ہوتی تھی جبکہ یہ رخصت چھوڑ کر پہلی بات پر اصرار کرتے تھے۔

(٦٩٩٦) ابو داود: ١٦٦٤.

یہی وجہ ہے ان کے اس نظریہ میں جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مخالفت کی تھی اور انہوں نے یہ کنز پر جو دوزخ کی وعید ہے اسے اس پر چسپاں کیا ہے جو زکوۃ روکتا ہے۔ وہ شخص اس وعید میں شامل نہیں ہے جو زکاۃ ادا کرتا ہے اور پھر بھی اس کے پاس مال بچتا ہے، تو یہ کنز نہیں نہ ہی قرآنی وعید اس پر چسپاں ہوتی ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آئمہ کو علمائے کرام سے مہربانی کا رویہ اپنانا چاہیے جیسا کہ باوجود غلط موقف کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے نرمی اختیار کی۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آئمہ کے خلاف خروج اور بغاوت نہ کی جائے اور فساد سے اجتناب کرتے ہوئے ان کی اطاعت کی جائے تاوقتیکہ اعلانیہ کفر نہ ہو۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ اجتہاد میں اختلاف کا جواز ہے، واضح کتاب وسنت سے اختلاف جائز نہیں۔

(فتح الباری:۳/ ۲۷۵،۲۷۱)

دوسری حدیث کے آخر میں ایک نہایت ہی مفید بات بتائی گئی ہے کہ سونا یا مال جسے جمع کرتے ہو یہ تب آپ کو فائدہ دے گا جب اسے خود سے جدا کرو گے اور اسے خرچ کرو گے جبکہ نیک بیوی ہمیشہ ساتھ دیتی ہے۔ یہ رفیقہ حیات ہے، تم اسے دیکھو گے تو یہ مسرت رساں ہوگی اور یہ آپ کی حاجت برآری کرے گی۔ اگر کوئی پیچیدگی پیدا ہوگی تو یہ مشورہ دے گی، راز داری کرے گی اور تمہارے حکم کے سامنے سرنگوں ہوگی اور جب آپ گھر نہ ہوں گے تو آپ کے مال کی اور اہل وعیال کی نگرانی کرے گی وغیرہ۔ (عون المعبود:۲/ ۵۰)

٦٩٩٧ــــ اِبْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: كَانَتِ الْعَرَبُ يُحِلُّوْنَ عَاماً شَهْرًا وَعَاماً شَهْرَيْنِ، وَلاَ يُصِيْبُوْنَ الْحَجَّ إِلاَّ فِي كُلِّ سِتٍّ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً مَرَّةً، وَهُوَ النَّسِيءُ الَّذِيْ ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ، فَلَمَّا كَانَ عَامٌ حَجَّ أَبُوْبَكْرٍ بِالنَّاسِ، وَافَقَ ذٰلِكَ الْعَامَ الْحَجَّ فَسَمَّاهُ اللّٰهُ الْحَجُّ الأَكْبَرُ، ثُمَّ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الأَهِلَّةَ، فَقَالَ ﷺ: إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ، قُلْتُ: لَعَلَّهُ

۶۹۹۷۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کہا: عرب لوگ ایک سال ایک مہینہ اور ایک سال دو مہینے حرمت والا قرار دیتے اور اس طرح حج کے اصل مہینے ذوالحجہ میں چھبیس سال بعد ہی حج کا موقع آتا تھا۔ یہ ان کی کمی بیشی کرنا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

جب وہ سال آیا جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر حج مقرر کیے گئے تھے تو اس سال حج اصل مہینے کے موافق آ گیا۔ پس اس کو اللہ تعالی نے حج اکبر کا نام دیا۔ پھر آئندہ سال نبی ﷺ نے حج کیا اور لوگوں نے چاند اپنے سامنے پائے تو نبی ﷺ نے فرمایا: زمانہ گھوم کر اپنی اس اصل شکل پر آ چکا ہے جس پر زمین

(٦٩٩٧) طبراني اوسط و رجاله ثقات، هيثمي: ١١٠٣٨.

اِلَّافِی كُلِّ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً، لِأَنَّ الْبَاعِثَ لَهُمْ عَلَى الْإِنْسَاءِ وَهُوَ أَنْ يَأْتِيَ الْحَجُّ كُلَّ عَامٍ فِي زَمَنِ الثِّمَارِ لِيَجْلِبَهَا عَلَيْهِمُ الْحُجَّاجُ، إِنَّمَا يَقْتَضِي أَنْ يَسْتَدِيْرَ الْحَجُّ فِي تِسْعِ ذِي الْحَجَّةِ فِي كُلِّ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ تَقْرِيْبًا، فَلَوْ أَحَلُّوْا مُحَرَّمًا فِي عَامٍ وَمُحَرَّمًا وَصَفَرَ فِي الثَّانِي، وَمُحَرَّماً فَقَطُّ فِي الثَّالِثِ وَحَجُّوْا فِي تَاسِعِ ذِي الْحِجَّةِ فِي الْأَعْوَامِ الثَّلَاثَةِ، ثُمَّ أَحَلُّوْا صَفَرَوَرَبِيْعَ فِي الرَّابِعِ وَصَفَرَفَقَطُّ فِي الْخَامِسِ، وَصَفَرَ وَرَبِيْعَ فِي السَّادِسِ، وَحَجُّوْا فِي تَاسِعِ الْمُحَرَّمِ فِي هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ، وَهٰكَذَا فِي بَقِيَّتِهَا، فَإِنَّ عَوْدَ الْحَجِّ إِلَى تَاسِعِ ذِيْ الْحِجَّةِ إِنَّمَا يَكُوْنُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ، وَبِهٰذَا يَكُوْنُ لِلْحَدِيْثِ مَعْنًى صَحِيْحٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. (رواه الطبراني في الاوسط)

آسمان پیدا کرتے وقت اللہ نے مقرر کیا تھا۔
میں کہتا ہوں: شاید چھتیس سال بعد ذوالحجہ میں حج ہوتا ہوگا، اس لیے کہ حج کا موسم تبدیل کرنے کے لیے کمی بیشی کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حج کا موسم پھلوں کے اوقات میں آئے تا کہ حاجی ان کے لیے پھل لے کر آئیں۔ حساب کا تقاضا یہ ہے کہ نو ذوالحجہ کو حج چھتیس سال بعد ہی آئے گا۔
پس اگر ایک سال وہ محرم کو حلال قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال محرم اور صفر ہر دو کو اور پھر تیسرے سال صرف محرم کو اور نو ذوالحجہ کو تینوں سال میں حج کرتے۔ پھر صفر اور ربیع کو چوتھے سال میں اور صرف صفر کو پانچویں سال میں اور صفر اور ربیع کو چھٹے سال میں اور ان تینوں تبدیلیوں کے ساتھ حج نو ذوالحجہ ہی کو ادا کرتے اور اسی طریقے سے بقیہ مہینوں میں بھی کرتے تو حج کا دن چکر لگا کر اس مدت میں نو ذوالحجہ کو ٹھہرتا ہے اور اس تخمینے سے حدیث ابن عمرو بن العاص کا مفہوم درست قرار پا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔"

٦٩٩٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ الْآيَةَ نَسَخَتْهَا الَّتِي فِي النُّوْرِ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ (رواه أبوداود: ٢٧٧١)

٦٩٩٨ـ "سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آیت: "آپ سے اجازت طلب نہیں کرتے وہ لوگ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس کو منسوخ کیا اس آیت نے جو سورۃ النور میں ہے: "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسول پر۔" (ابوداود)

شرح:...... ان کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک تو نظریہ یہی ہے جو یہاں بیان ہوا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں۔ ان آیات میں یوں تطبیق ہوگی کہ ایماندار، اللہ کی اطاعت کے کاموں میں اور دشمن سے جہاد کرنے میں سرگرم ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو عذر لاحق ہو تو آپ اسے پیچھے رہنے میں اختیار دیے گئے تھے کہ اگر چاہیں تو اختیار

(٦٩٩٨) ابو داود: ٢٧٧١ـ حسن، البانی: ٢٤٠٩.

دیں چاہیں تو اختیار نہ دیں۔

چونکہ منافق بلا عذر اجازت طلب کرتے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے شرم دلائی ہے۔ (عون المعبود: ۴۴/۳)

٦٩٩٩۔ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالُوْا: مُرَائِيٌّ وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ، فَقَالُوْا: إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا فَنَزَلَتْ: ﴿الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَايَجِدُوْنَ إِلَّاجُهْدَهُمْ﴾ الآيَةَ. (رواه البخاري: ١٤١٥)

۶۹۹۹۔ ''سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت زکوۃ نازل ہوئی تو ہم اپنی پشت پر بوجھ اٹھا کر محنت و مزدوری کرتے تھے (تاکہ صدقہ کریں)۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے مالِ کثیر زکوۃ میں دے دی تو منافق لوگوں نے کہا: یہ ریا کاری کرنے والا ہے۔ پھر ایک مرد صرف ایک صاع (ایک پیمانہ) لایا اور صدقہ دیا تو لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کو اس کے صاع کی ضرورت بھی کیا ہے؟ تو آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو اطاعت شعار اہل ایمان پر زکوۃ و صدقات کے بارے میں الزام لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی عیب لگاتے ہیں جو صرف اپنی مزدوری میں سے دیتے ہیں......۔''

شرح:...... صدقہ کی آیت اترنے کا جو اشارہ دیا گیا ہے اس سے مراد یہ آیت ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ (التوبه: ١٠٣)

''ان کے مالوں سے صدقہ لو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کے لیے اتنی محنت کی کہ اپنی کمر پر بوجھ اٹھا کر مزدوری کی کہ اس کمائی سے صدقہ کریں اور جو خوشحال تھے انہوں نے بھی بڑے اعلیٰ جذبہ سے کام لیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آٹھ ہزار درہم صدقہ کیا۔ اور سیدنا ابوعقیل رضی اللہ عنہ نے مزدوری کر کے ایک صاع، بعض روایات میں چند صاع کا بھی آتا ہے، وہ لائے۔

تو منافقوں نے سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے عمل کو ریا کاری قرار دیا اور سیدنا ابوعقیل رضی اللہ عنہ کے کارنامہ پر تنقید کی کہ اس کی کیا ضرورت تھی۔

مگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں کہ یہ مقدور بھر اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اپنے اللہ کو راضی کرتے ہیں۔

اور انسان کو ترغیب دلائی ہے کہ صدقہ کم ہو یا زیادہ ہو اسے حقیر تصور نہ کیا جائے یہ دوزخ سے پردے کا باعث ہے۔ (فتح الباری: ۲۸۴/۳)

(٦٩٩٩) بخاری: ١٤١٥۔ مسلم: ١٠١٨۔ نسائی: ٢٥٢٩۔ ابن ماجه: ٤١٥٥.

٧٠٠٠ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا: تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ قَمِيْصَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِيْهِ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ، فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهِ فَقَالَ: تُصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ؟ قَالَ: إِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ أَوْ أَخْبَرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ فَقَالَ: سَأَزِيْدُهُ عَلَى سَبْعِيْنَ، قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾. (رواه البخاري: ٤٣٩٥)

٧٠٠٠۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب عبداللہ منافق فوت ہوا، یعنی ابن ابی ابن سلول۔ تو اس کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور عرض کی کہ آپ اپنا کرتا دیدیں تا کہ اس میں وہ اپنے باپ کو کفن پہنائے) تو آپ نے اپنا کرتا دیدیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس میں اسے کفن دے پھر (اس نے سوال کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں تو) آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے تب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپ کا دامن پکڑا اور کہا: یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں جب کہ یہ منافق ہے اور اللہ نے آپ کو منع بھی کیا ہے کہ اس کے لیے استغفار کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے یا فرمایا: اللہ نے مجھے خبر دی ہے: '' تو مغفرت طلب کر ان کے لیے یا ان کے لیے مغفرت نہ کر اگر تو نے مغفرت طلب کی ان کے لیے ستر بار تو میں ان کو تب بھی نہیں بخشوں گا۔'' لیکن میں ستر بار سے زیادہ کروں گا۔ پس آپ نے نماز جنازہ پڑھی تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نہ نماز (جنازہ) پڑھو کسی ایک پر ان میں سے جو بھی فوت ہو جائے اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ حالت فسق ہی میں فوت ہوئے۔'' (الشیخان)

٧٠٠١ـ وَلِلْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ عَنْ عُمَرَ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: تُصَلِّي عَلَى ابْنِ أَبِي وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، أُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: أَخِّرْ عَنِّي يَا

٧٠٠١۔ ''بخاری اور ترمذی کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت ہے اور اس میں ہے: میں نے عرض کی: آپ ابن ابی پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں، حالانکہ اس نے فلاں دن یوں کہا اور فلاں دن یوں کہا اور یہ یہ کہا۔ میں گن گن کر آپ کو شمار

(٧٠٠٠) بخاری: ٤٣٩٥۔ مسلم: ٢٤٠٠۔ ترمذی: ٣٠٩٨۔ نسائی: ١٩٠٠۔ ابن ماجہ: ١٥٢٣۔ احمد: ٤٤٥١.

(٧٠٠١) نسائی: ١٩٦٦۔ صحیح، البانی: ١٨٥٧۔ بخاری: ١٣٦٦۔ ترمذی: ٣٠٩٧۔ احمد: ٩٦.

عُـمَـرُ! فَـلَـمَّـا أَكْثَـرْتُ عَلَيْـهِ قَالَ: إِنِّي قَدْ خُيِّـرْتُ فَـاخْتَرْتُ فَلَوْعَلِمْتُ أَنِّي لَوْ زِدْتُّ عَـلَـى السَّبْعِيْنَ غُفِرَلَهُ لَزِدْتُّ عَلَيْهَا فَصَلَّى عَـلَيْـهِ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُـمَّ انْـصَرَفَ فَلَمْ يَـمْـكُـثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتَّى نَزَلَتِ الآيَتَانِ مِنْ بَـرَاءَ ـةٍ: ﴿وَلَا تُـصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَـدًا وَلَا تَـقُـمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُـوْلِـهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ فَعَجِبْتُ بَـعْـدُ مِـنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْ مَـئِذٍ وَاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. (رواه النسائي: ١٩٦٦)

کراتا رہا تو آپ مسکراتے گئے اور فرمایا: عمر! مجھے چھوڑ دو۔ جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا ہے تو میں نے (استغفار کو) اختیار کر لیا ہے، چنانچہ اگر مجھے علم ہو کہ میرے ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو زیادہ مرتبہ بھی کروں گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ سورت براءت کی دو آیتیں نازل ہوئیں: ''اے نبی! ان میں سے کسی پر نماز (جنازہ) نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ اس لیے کہ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا، اور ان کی موت کفر کی حالت پر ہوئی ہے۔'' چنانچہ اس کے بعد اس دن جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے جرات کی، اس پر مجھے تعجب ہوتا رہا۔ اور اللہ اور اس کے رسول ہی کو بہتر علم ہے۔''

٧٠٠٢ــ اِبْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الأَعْـرَابِ مُـنَـافِـقُـوْنَ وِمِـنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَـرَدُوْا عَـلَى النِّفَاقِ﴾ إِلَى قَوْله: ﴿عَظِيْمٍ﴾ قَـامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـوْمَ الْـجُمُعَةِ خَطِيْبًا فَـقَـالَ: قُـمْ يَـا فُلَانُ! فَـاخْرُجْ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ، أُخْـرُجْ يَـا فُلَانُ! فَـإِنَّكَ مُنَافِقٌ، وَأَخرَجَهُمْ بِـأَسْـمَائِهِمْ فَفَضَحَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُشَهِدَ تِـلْكَ الْـجُـمُـعَةَ لِحَاجَةٍ كَانَتْ لَهُ، فَلَقِيَهُمْ عُـمَـرُوَهُـمْ يَـخْـرُجُـوْنَ مِـنَ الْـمَسْجِدِ فَـاخْتَبَأَمِنْهُمْ اسْتِحْيَاءً أَنَّهُ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ وَظَـنَّ أَنَّ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوْا، وَاخْتَبَؤُوْا هُمْ

٧٠٠٢۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور تمہارے آس پاس اعراب (دیہات) میں منافق ہیں اور اہل مدینہ سے کچھ لوگ نفاق پر ڈٹے ہوئے ہیں...... پھر انہیں بڑے عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا۔'' تو نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دینے کو کھڑے ہوئے۔ فرمایا: اے فلاں! اُٹھ کر چلا جا، تو منافق ہے۔ اے فلاں! تو بھی اٹھ کر چلا جا تو منافق ہے۔ آپ نے نام لے لے کر ان کو نکالا اور ان کو رسوا کیا۔ کسی ضرورت کی وجہ سے اس جمعہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شامل نہیں تھے پس منافق لوگ مسجد سے نکلے تو راستہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ اپنے شرم سے ان سے چھپ گئے کہ جمعہ میں شامل نہیں ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ نے

(٧٠٠٢) طبراني اوسط: ٧٩٦۔ وفيه الحسين بن عمرو بن محمد العنقزي وهو ضعيف، هيثمي: ١١٠٥٣.

مِـنْ عُمَرَ وَظَنُّوْا أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ بِأَمْرِهِمْ فَدَخَلَ عُـمَـرُ الْـمَسْـجِدَ، فَإِذَا النَّاسُ لَمْ يَنْصَرِفُوْا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَبْشِرْ يَا عُمَرُ! فَقَدْ فَضَحَ اللّٰهُ الْـمُـنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ، فَهٰذَا يَوْمُ الْعَذَابِ الأَوَّلِ وَالْـعَذَابُ الثَّانِي عَذَابُ الْقَبْرِ. (للأوسط: ٧٩٦) بضعف

گمان کیا کہ لوگ جمعہ ادا کر کے لوٹ چکے ہیں اور منافق جاتے ہوئے عمر سے شرما کر چھپ گئے۔ ان کا گمان تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے بارے میں علم ہو چکا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ مسجد داخل ہوئے تو لوگ ابھی جمعہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے اور ایک مرد نے کہا: عمر! تمہیں بشارت ہو آج اللہ نے منافقین کو رسوا کر دیا یہ ان پر عذاب کا پہلا دن ہے، دوسرا عذاب قبر میں ہوگا۔'' (الاوسط سند ضعیف ہے)

شرح:...... یہاں ایک اشکال آتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے قمیض اسے دفن کرنے سے پہلے پہنائی تھی۔ اور دوسری میں ہے کہ عبداللہ منافق کو قبر میں داخل کر دیا گیا تھا، اسے قبر سے باہر نکال کر پھر قمیض پہنائی تھی۔

اس کا حل ایک تو یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوا تھا کہ عبداللہ منافق کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قمیض آپ سے طلب کی اور آپ نے اسی وقت دے دی بلکہ جب اس نے آپ سے قمیض کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا کہ میں قمیض دوں گا۔ اتنی دیر میں اسے قبر میں اتار دیا گیا۔ بعد میں جب آپ تشریف لائے تو اسے قبر سے نکال کر وعدہ پورا کیا اور اسے قمیض پہنائی۔

دوسرا حل یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے آنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی کوئی اور قمیض عنایت کی تھی اور بعد میں خود جا کر عبداللہ منافق کو قبر سے نکال کر اپنی قمیض پہنائی اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی۔ اس سے آپ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روکا مگر آپ نے نماز جنازہ پڑھی تو فوراً یہ حکم آیا کہ آپ نہ تو ان کی نماز جنازہ پڑھیں اور نہ ہی کسی منافق کی قبر پر کھڑے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی قمیض ایک تو برکت کے لیے پہنائی تھی دوسری بات یہ تھی کہ بدر کے قیدیوں میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے تو عبداللہ بن ابی نے انہیں قمیض پہنائی تھی۔ اس احسان کو چکانے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کو اپنی قمیض پہنائی تھی۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ میت کو ضرورت کے وقت قبر میں داخل کرنے کے بعد باہر نکالنا جائز ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں سے کتنی زیادہ محبت اور شفقت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب کا بہت زیادہ پاس و لحاظ کرتے تھے۔ کسی بھی ملک اور قوم کے رہنما اور لیڈر اسے اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۵۸۱)

٧٠٠٣ـــ عَـنْ عَـلِـيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا

۷۰۰۳۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک مرد کو اس کے

(٧٠٠٣) ترمذی: ٣١٠١ـ حسن، البانی: ٢٤٧٧ـ نسائی: ٢٠٣٦ـ احمد: ١٠٨٨.

يَسْتَغْفِرُ لأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَان، فَقُلْتُ لَهُ: أَتَسْتَغْفِرُ لأَبَوَيْكَ وَهُمَا مُشْرِكَان؟ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيْمُ لأَبِيْهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ؟ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ: ﴿مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ يَسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾. (رواه الترمذي: ۳۱۰۱)

مشرک ماں باپ کے لیے مغفرت طلب کرتے سنا تو میں نے کہا: تو اپنے مشرک ماں باپ کے لیے مغفرت طلب کر رہا ہے؟ اس نے کہا: ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے مشرک باپ کے لیے مغفرت طلب کی ہے۔ میں نے اس کا یہ قول نبی ﷺ سے ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ”نہیں جائز نبی کے لیے اور مومنوں کے لیے کہ وہ مغفرت طلب کریں مشرکین کے لیے۔“ (ترمذی، ونسائی)

شرح:...... ایک وجہ اس آیت کے اترنے کی یہ بھی ہے، دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ جب نبی ﷺ کا چچا ابو طالب یہ اعلان کر کے فوت ہوا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر فوت ہو رہا ہوں تو نبی ﷺ نے کہا کہ میں چچا کے لیے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے منع نہیں کیا جاتا تو اس آیت میں منع کر دیا گیا پھر آپ رک گئے تھے۔

(ایسر التفاسیر: ۵۸۳)

۷۰۰٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدُ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ قَالَ: كَعْبٌ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّافِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَأَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍوَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ عِيْرَقُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِمِيْعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الإِسْلاَمِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍوَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا،

۷۰۰۴۔ ”عبداللہ بن کعب بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے، کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے وہی اپنے والد کعب کا ہاتھ پکڑ کر چلاتے تھے جب وہ نابینا ہو گئے تھے، فرماتے ہیں: میں نے سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ غزوۂ تبوک کا واقعہ سنا رہے تھے، فرماتے ہیں: میں کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہا سوائے غزوۂ تبوک کے، البتہ غزوہ بدر میں بھی شامل نہیں تھا اور بدر میں جو لوگ شامل تھے آپ نے ان پر غصہ نہیں ظاہر فرمایا۔ اس موقع پر آپ صرف قریش کے قافلے کے لیے تشریف لے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا دشمن سے مقابلہ کرا دیا اور بغیر متعین کرنے کے ایسا ہوا۔ میں بیعت عقبہ کی رات بھی حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر اتفاق کیا تھا اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ اس کے بدلے مجھے بدر کی حاضری مل جائے باوجود یہ کہ لوگوں میں بدر کا چرچا زیادہ ہے۔

(۷۰۰٤) بخاری: ٤٤١٨۔ مسلم: ۲۷٦۹۔ ابو داود: ٤٦۰۰۔ ترمذی: ۳۱۰۲۔ نسائی: ۳۸۲۵۔ احمد: ۲٦٦۳٤.

كَانَ مِنْ خَبَرِي أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلاَأَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ! مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّاوَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرٌوَلاَ يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ ، يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ ، قَالَ كَعْبٌ: فَمَارَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّاظَنَّ أَنْ سَيَخْفَى لَهُ مَالَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُوَالظِّلاَلُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ فَطَفِقْتُ أَغْدُوْ لِكَيْ أَتَجَهَّزَمَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ، فَأَقُوْلُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌعَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَازِيْ شَيْئًا فَقُلْتُ: أَتَجَهَّزُبَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْيَوْمَيْنِ ، ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ، ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ

میری خبر یہ ہے کہ غزوہ تبوک سے غیر حاضری کے وقت میرے مالی حالات اتنے بہتر تھے کہ اس وقت سے زیادہ آسودہ حالات میرے کبھی نہیں تھے، اس اچھے وقت میں آپ سے میں پیچھے رہا۔ اللہ کی قسم! میرے پاس دوسواریاں کبھی نہیں جمع ہوئیں اور اس بار دوسواریاں موجود تھیں۔

رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے پر جاتے تو دوسری کوئی سمت ظاہر فرماتے تھے، البتہ اس غزوے کے وقت گرم ترین موسم اور دور دراز کا سفر تھا اور دشمن کی تعداد بھی زیادہ تھی تاکہ مسلمان اپنے جہاد کی خوب تیاری کر سکیں، اس لیے ان کو وہ طرف بھی بتادی جس طرف جانا مطلوب تھا۔

اس بار نبی ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی بڑی تعداد جمع تھی اور حاضری رجسٹر بھی نہیں تھا۔ جو شخص چھپنا چاہتا وہ چھپ سکتا تھا۔ ہر کوئی یہ گمان کرتا تھا کہ چھپے گا تو اسی وقت تک جب تک وحی نازل نہیں ہوتی۔ یہ غزوہ اس موسم میں تھا کہ پھل پکنے والے اور سائے بھی اس موسم میں اچھے لگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ صبح صبح میں تیاری کے لیے نکلتا کہ میں تیار ہو کر ان کے ساتھ جا سکوں مگر ویسے ہی لوٹ آتا کچھ تیاری نہ کرتا، خیال یہی تھا کہ میں نے کون سی زیادہ تیاری کرنی ہے۔ بس یہی خیال بار بار آتا رہا حتیٰ کہ صحابہ کرام تیار ہو چکے تھے۔ ایک صبح رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ روانہ ہو گئے اور میں بالکل تیاری نہ کر سکا۔ میں نے یہی سوچا کہ ایک دو روز میں تیار ہو کر ان کے ساتھ جا ملوں گا۔ لشکر کی روانگی کے بعد میں پھر تیاری کے لیے نکلا لیکن میں کچھ نہ کر سکا۔ اگلے دن پھر اسی طرح ہوا اور کئی دن تک معاملہ ایسے ہی چلتا رہا اور قافلہ تیزی سے دور نکلتا چلا گیا۔ میں نے دل

وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ، فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذٰلِكَ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيهِمْ أَحْزَنَنِي أَنِّي لاأَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ أَوْرَجُلاً مِمَّنْ عَذَرَاللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوْكَ، فَقَالَ: وَهُوَجَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ كَعْبٌ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِي عِطْفِهِ، فَقَالَ مُعَاذُبْنُ جَبَلٍ: بِئْسَ مَاقُلْتَ، وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلاً حَضَرَنِي هَمِّي وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُوْلُ بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَداً وَاسْتَعَنْتُ عَلَى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍبَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا

میں ارادہ تو کیا کہ سوار ہو کر پہنچ جاؤ مگر کاش میں نے ایسا کیا ہوتا! میرے مقدور سے یہ کام نکل گیا۔

آپ کے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تو مجھے پریشانی لاحق ہوتی۔ بلا اجازت پیچھے رہنے والے لوگوں میں کوئی بھی قابل پیروی نظر نہیں آتا تھا۔ جس کو دیکھتا اس کے نفاق کی علامات ظاہر نظر آتیں، البتہ وہ لوگ جو ضعیف تھے یا وہ معذور تھے۔

نبی ﷺ نے میرے متعلق تبوک پہنچنے سے قبل کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ تبوک میں لوگوں کے درمیان بیٹھے تو فرمایا: کعب بن مالک نے کیا کر دیا۔ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! اس کے لباس اور عورتوں کے چہرے نے اس کو غافل رکھا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے بری بات کہہ دی۔ یا رسول اللہ! ہم تو اس کے بارے میں نیکی کے سوا کوئی علم نہیں رکھتے پس آپ خاموش ہو رہے۔

اس محفل میں آپ نے دیکھا کہ سراب میں ایک مرد کی سفیدی حرکت کرتی دکھائی دی تو آپ نے کہا: اللہ کرے ابوحیثمہ ہو۔ تو ابوحیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ ہی تھے یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنی محنت کی کمائی سے ایک پیمانہ صدقہ کیا تھا اور منافقین نے ان پر طعن کیا تھا کب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب مجھے خبر موصول ہوئی کہ نبی ﷺ تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں تو میرے اوپر غم طاری ہو گیا۔ اور جھوٹے بہانے تراشنے اور یاد کرنے لگا کہ کسی وجہ سے آپ کی ناراضی سے بچ جاؤں۔ میں اپنے گھر کے تمام اہل دانش افراد سے مشورے طلب کرنے لگا۔ جب کہا گیا کہ نبی ﷺ جلدی پہنچنے والے ہیں تو میرے جھوٹ کے تمام پردے چاک ہونے لگے اور مجھے یقین ہو گیا

يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلاً، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَلَهُمْ وَوَكَّلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ، فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ: تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: مَا خَلَّفَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدِابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى إِنِّي وَاللّٰهِ! لَوْجَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَالَرَأَيْتَ أَنْ سَأَخْرُجَ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍوَلَقَدْ أَعْطِيْتُ جَدَلاً وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كِذْبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوْشَكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُعَلَيَّ فِيْهِ إِنِّي لَارْجُوْفِيْهِ عَفْوَاللّٰهِ لاَ وَاللّٰهِ! مَاكَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ، وَاللّٰهِ! مَاكُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلاَأَيْسَرَمِنِّي حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ للّٰهِ ﷺ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ، فَقُمْتُ وَثَاررِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَاتَّبَعُوْنِي فَقَالُوْا لِي: وَاللّٰهِ! مَاعَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لاَتَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَإِلَيْهِ الْمُتَخَلَّفُوْنَ، قَدْكَانَ كَافِيْكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ فَوَاللّٰهِ! مَازَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِي حَتَّى أَرَدْتُّ أَنْ

کہ کسی جھوٹے سہارے سے میں نجات نہیں حاصل کر سکتا۔ چنانچہ میں نے سچ بولنے کا ارادہ پختہ کر لیا۔ پھر آپ تشریف لے آئے اور آپ جب بھی سفر سے تشریف لاتے تو مسجد میں آ کر دو رکعات نماز پڑھتے اور ملاقاتیوں کے لیے بیٹھ جاتے۔ جب آپ نے لوگوں کے لیے ملاقات کا موقع دیا تو پیچھے رہنے والے لوگوں نے عذر پیش کر کے قسمیں کھائیں۔ یہ اسی (۸۰) سے زیادہ مرد تھے۔ آپ نے ان کے ظاہر کو قبول کیا، ان سے بیعت لی اور ان کے لیے مغفرت طلب کی اور ان کے مخفی اسرار اللہ کے حوالے کر دیے۔ میں حاضر ہوا اور میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے مگر یہ غصے کا مسکرانا تھا اور پھر فرمایا: آ جا تو میں بھاری قدموں چل کر آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ رہا۔ فرمایا: کس چیز نے تجھے باز رکھا، کیا تو نے سواری خریدی نہیں تھی؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! اگر آپ کے علاوہ کسی دوسرے انسان کے سامنے پیش ہوتا تو میں عذر بنا کر اس دنیادار کے غصے سے بچ نکلتا۔

مگر میں بخوبی جانتا ہوں کہ اگر آج جھوٹی بات کر کے بچ جاتا تو قریب تھا کہ اللہ آپ کو پھر میرے اوپر ناراض کر دے گا اور اگر سچی بات کرتا ہوں تو آپ مجھ پر ناراض ہوتے ہیں مگر اس میں مجھے اللہ سے بخشش کی امید ہے۔ اللہ کی قسم! میرا کوئی عذر نہیں۔ واللہ! میں اتنا خوشحال اور آسودہ کبھی نہ تھا جس قدر اس موقع پر آسودہ حال تھا۔ جب میں آپ سے پیچھے رہا۔ آپ نے فرمایا: اس نے سچ سچ بیان کر دیا ہے۔ تو چلا جا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کر دے۔

میں اٹھ کر چلا آیا اور بنوسلمہ کے چند مرد میرے پیچھے آئے اور کہا: اللہ کی قسم! ہم تو یہ جانتے ہیں کہ تو نے کوئی جرم نہیں کیا۔ تو

أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ أَحَدٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ رَجُلاَنِ قَالاَمِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَامِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلاَلُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، فَذَكَرُوْا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا أُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ، وَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلاَمِنَا أَيُّهَا الثَّلاَثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَاحَتَّى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِي الْأَرْضُ، فَمَا هِيَ الَّتِيْ أَعْرِفُ فَلَبِثْنَاعَلَى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَان، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلاَةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَطُوْفُ فِي الأَسْوَاقِ وَلاَيُكَلِّمُنِي أَحَدٌ، وَآتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلاَةِ فَأَقُوْلُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلاَمِ عَلَيَّ أَمْ لاَ، ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيْبًا مِنْهُ فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلاَتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَحَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ،

اتنا بھی نہ کر سکا کہ آپ کے سامنے کوئی عذر پیش کرتا جیسا دیگر پیچھے رہنے والوں نے عذر پیش کیے۔ تیرے جرم کے لیے نبی ﷺ کا مغفرت طلب کرنا کافی ہوتا۔ وہ مجھے اس طرح کی باتیں کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ واپس جا کر اپنے بیان کی تکذیب کر دوں اور آپ کے سامنے کوئی عذر پیش کروں۔

پھر میں نے کہا: کیا یہ معاملہ میرے علاوہ بھی کسی کے ساتھ پیش آیا؟ تو انہوں نے کہا: دو مرد تیرے ساتھ ہیں۔ انہوں نے بھی وہی کہا جو تو نے کہا اور ان کو بھی وہی حکم دیا گیا جو تجھے دیا گیا۔ میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: ایک مرارہ بن ربیع العمری رضی اللہ عنہ اور دوسرا ہلال بن امیہ الواقفی رضی اللہ عنہ ہے۔ انہوں نے دو ایسے نیک آدمیوں کا تذکرہ کیا جو بدر میں شریک ہوئے تھے اور وہ دونوں میرے لیے اچھا نمونہ ہیں۔ چنانچہ ان کا سن کر میں غلط ارادے سے باز آ گیا۔

نبی ﷺ نے ہم تینوں ہی کے ساتھ کلام کرنے سے مسلمانوں کو منع کر دیا اور دیگر پیچھے رہنے والے لوگوں سے ایسا نہیں کیا۔ پس لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے یا کہا کہ لوگ ہمارے لیے تبدیل ہو گئے۔ یہاں تک کہ یہ سرزمین میرے لیے بدل گئی گویا یہ وہ زمین نہیں رہی جس کو میں جانتا تھا۔ اس حال پر ہم پچاس روز تک رہے۔ میرے دوست اور رفیق تو تھک ہار کر گھروں میں بیٹھ گئے اور رونا اور زاری کرنا شروع کر دیا۔ میں ان میں سے چھوٹی عمر کا اور مضبوط تھا اور میں نمازوں میں جا کر حاضر ہوتا اور بازار میں پھرتا رہتا اور میرے ساتھ کوئی آدمی کلام نہیں کرتا تھا۔

میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آتا اور سلام کہتا تھا جبکہ

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ! مَارَدَّعَلَيَّ السَّلاَمَ، فَقُلْتُ: يَاأَبَاقَتَادَةَ! أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ لَهُ فَنَشَدْتُّهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ لَهُ فَنَشَدْتُّهُ، فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ. قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّأمِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهُ بِالْمَدِيْنَةِ، يَقُوْلُ مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ نِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ فَإِذَا فِيْهِ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ بِدَارِهَوَانٍ وَلاَ مَضِيْعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ، فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا وَهٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلاَءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِيْنَ إِذَا رَسُوْلُ رُسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِنِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ، فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لاَبَلِ اعْتَزِلْهَا وَلاَ تَقْرَبْهَا وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَتَكُوْنِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هَذَا الأَمْرِ. قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلاَلِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هِلاَلَ بْنَ

آپ بعد نماز بیٹھے ہوتے تھے۔ میں دل میں خیال کرتا کہ میرے سلام کا جواب دینے کے لیے لب مبارک کو حرکت دی ہے یا نہیں دی۔ میں آپ کے قریب نماز پڑھتا اور چھپی نگاہوں سے آپ کو دیکھتا۔ اگر میں نماز میں مصروف ہوتا تو آپ دیکھتے اور جب میں دیکھتا تو آپ اعراض فرما دیتے۔ جب مسلمانوں کا اعراض طول پکڑ گیا تو میں نے دیوار پر جا کر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو سلام کہا، وہ میرے چچا کا بیٹا اور میرا عزیز ترین آدمی تھا۔ اس نے بھی مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں کہا: اے ابو قتادہ! کیا تو جانتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش ہورہا، میں نے دوسری مرتبہ پھر کہا تو بھی وہ خاموش رہا، میں نے تیسری مرتبہ اس کو قسم دے کر کہا تو اس نے صرف اتنا کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

اب میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں دیوار پر سے اتر آیا۔ پھر اتفاقاً مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ اہل شام میں سے ایک شخص قوم نبط میں سے گندم فروخت کرنے مدینہ میں آیا تھا وہ بولا: کعب بن مالک کا پتہ مجھے کون بتائے گا؟ تو لوگوں نے اس کو اشارہ کر کے بتایا۔ وہ میرے پاس آیا اور اس نے ایک خط دیا جو غسانی بادشاہ کی طرف سے لکھا تھا۔ میں خود کاتب تھا، میں نے خط پڑھا تو اس میں لکھا تھا: اما بعد! مجھے خبر پہنچی ہے تیرے سردار نے تیرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اللہ تجھے ذلت کے گھر اور تنگی میں نہ رکھے! تو ہمارے پاس آ جا ہم تیرے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ خط پڑھ کر میں نے کہا: یہ مزید آزمائش ہے تو میں تنور پر گیا اور وہ خط تنور میں ڈال دیا۔ پچاس راتوں میں جب چالیس گذر گئیں اور ہمارے متعلق وحی نہیں

أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قَالَ: لاَوَلٰكِنْ لاَ يُقَرِّبُكِ، قَالَتْ: إِنَّهُ وَاللّٰهِ مَابِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ وَاللّٰهِ! مَازَالَ يَبْكِيْ مُنْذُكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هٰذَا، فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوِاسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي امْرَأَتِكَ كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلاَلِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لاَأَسْتَأْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يُدْرِيْنِي مَايَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيْهَا؟ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ حَتَّى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنِ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلاَمِنَا، فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلاَةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةٍ وَأَنَا عَلَى ظَهْرِبَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى جَبَلِ سَلْعٍ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَاكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ! أَبْشِرْ قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى صَلاَةَ الْفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ فَأَوْفَى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ

آئی تھی، رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تو اپنی بیوی سے جدا رہنا۔ میں نے کہا: طلاق دیدوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: صرف علیحدہ رہنے کا حکم دیا ہے، اس کے قریب نہ جاؤ۔

میرے دوسرے رفقاء کے پاس بھی یہ پیغام پہنچا تھا۔ میں نے اپنی عورت کو کہا: تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا اور ان کے پاس ٹھہر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمادے۔ پس ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: ہلال ضائع ہو جائے گا۔ اس کے پاس دوسرا کوئی خادم نہیں ہے تو کیا آپ ناپسند کرتے ہیں کہ میں اس کی خدمت کروں؟ فرمایا: نہیں مگر وہ تیرے قریب نہ ہو۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! وہ کسی چیز کی طرف کوئی حرکت نہیں کرتا قسم اللہ کی! وہ روتا ہی رہتا ہے جب سے یہ معاملہ پیش آیا ہے اس وقت سے رو رہا ہے۔

مجھے لوگوں نے کہا: اگر تو بھی اپنی عورت کو پاس رکھنے کی اجازت طلب کرتا؟ آپ نے ھلال کی بیوی کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ میں نے کہا: اجازت طلب نہیں کروں گا میں جوان آدمی ہوں اور معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ کیا جواب دیں گے۔ مزید اس حال میں دس روز گذر گئے اور پچاس راتیں ہم پر مکمل ہوگئیں جب سے کلام بند کی گئی تھی۔ پچاس راتوں کے بعد فجر کی نماز میں نے پڑھی اور اپنے گھر کی چھت پر پڑھی۔

میں ایسی حالت پر تھا کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ ”زمین اپنی وسعت کے باوجود ہم پر تنگ آ چکی تھی۔“ میں نے بلند آواز سے ندا کرتے سنا کوئی شخص سلع پہاڑ پر سے آواز دے رہا ہے: اے کعب بن مالک! تجھے بشارت ہو۔ پس میں

الْـفَرَسِ فَلَمَّا جَاءَ نِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّـرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبِي، فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا بِبُشْـرَاهُ وَالـلّٰـهِ! مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعَـرْتُ ثَـوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَـوْجًا يُهَنُّوْنِي بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ الـلّٰـهِ عَـلَيْكَ، قَـالَ كَـعْبٌ: حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ الـنَّـاسُ، فَـقَـامَ إِلَـيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَـرْوِلُ حَتَّـى صَـافَحَنِي وَهَنَّانِي وَاللّٰهِ! مَا قَـامَ إِلَـيَّ رَجُـلٌ مِـنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرَهُ وَلاَ أَنْسَـاهَـا لِطَلْحَةَ . قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَـلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ، أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَـوْمٍ مَـرَّ عَـلَيْكَ مُـنْذُوَلَدَتْكَ أُمُّكَ، قَـالَ: قُـلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمْ مِنْ عِنْدِ الـلّٰــهِ؟ قَـالَ: لاَبَـلْ مِـنْ عِنْدِ اللّٰـهِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَـرَّ اسْتَنَارَوَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَـلَسْـتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ مِـنْ تَـوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى الـلّٰــهِ وَإِلَـى رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ، قَـالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: أَمْسِكْ عَـلَيْكَ بَـعْـضَ مَـالِكَ فَهُـوَخَيْـرٌلَكَ، قُـلْتُ: فَإِنِّي أَمْسِكُ سَهْمِي الَّذِيْ بِخَيْبَرَ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ

سجدے میں گر گیا اور جان گیا کہ وسعت آ پہنچی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا جب آپ نے فجر کی نماز پڑھی تھی ۔ پس لوگ ہمیں بشارت دینے کے لیے چلے آئے اور میرے دو رفیقوں کے پاس بھی بشارت دینے والے گئے۔

میری طرف ایک مرد نے گھوڑا دوڑایا مگر بنو اسلم کے ایک مرد نے پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی اور آواز گھوڑے والے سے پہلے پہنچ آئی۔ پس جس کی سب سے پہلے آواز میں نے سنی تھی وہ میرے پاس آیا تو میں نے اپنا لباس دو کپڑے اتار کر اس کو دیے۔ میرے پاس دوسرا لباس نہیں تھا تو میں نے مستعار کپڑے لے کر پہنے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے چل پڑا اور راستے میں لوگ مبارک باد دیتے رہے اور وہ کہتے تھے: تیری توبہ کے قبول ہونے کی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ ہم مسجد میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے آس پاس لوگ جمع تھے۔ مہاجرین میں صرف طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ میری طرف دوڑ کر آئے اور مبارک باد دی اور اللہ کی قسم! دیگر کوئی فرد مہاجرین میں سے میری طرف نہیں اُٹھا اور میں طلحہ کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام پیش کیا تو آپ نے فرمایا: جس دن سے تجھے تیری ماں نے جنا ہے اس سے آج تک تیرے اوپر جتنے ایام گذرے ان سب ایام میں سے بہتر دن کی تجھے بشارت ہو اور آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا۔ میں نے عرض کی: آپ کی طرف سے یا اللہ رب العالمین کی طرف سے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: بلکہ اللہ رب العالمین کی طرف سے اور رسول اللہ ﷺ جب خوش

إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لاأُحَدِّثَ إِلَّاصِدْقاً مَا بَقِيْتُ، فَوَاللّٰهِ! مَاأَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْلاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ مِمَّاأَبْلانِي مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كِذْباً، وَإِنِّي لَارْجُوْأَنْ يَحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَارِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَوَاللّٰهِ! مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَأَنْ هَدَانِي لِلإِسْلامِ أَعْظَمُ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لاأَكُوْنَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَاهَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّمَا قَالَ لأَحَدٍ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ لايَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الفَاسِقِيْنَ﴾ قَالَ كَعْبٌ: وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَلَهُمْ وَأَرْجَأَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللّٰهُ فِيْهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَعَلَى الثَّلاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَاللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا

ہوتے تو آپ کا چہرہ اقدس چاند کی مانند چمکنے لگتا تھا اور اس بات کو ہم سمجھتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! میری توبہ کا شکر ہے کہ میں اپنے سارے مال کو اللہ اور اس کے رسول کے قبضے میں دے کر صدقہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کچھ مال اپنے پاس رکھ، یہ تیرے لیے بہتر ہوگا تو میں نے کہا: پھر میں اپنا خیبر کا حصہ باقی رکھتا ہوں۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کی وجہ سے نجات ملی ہے پس میری توبہ میں شامل ہے کہ میں ہمیشہ تا حیات سچ بولتا رہوں گا۔ میرے علم کی حد تک سچ کہنے کی جتنی مدد اللہ نے میری کی ہے اتنی شاید ہی کسی کی مدد کی ہوگی۔ اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کی ہے کبھی عمداً میں نے جھوٹ نہیں بولا اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی اللہ میری حفاظت فرمائے گا جب تک بقید حیات رہوں گا۔ پس اللہ نے یہ آیات نازل کیں: ”بے شک اللہ نے رجوع کیا نبی پر اور مہاجرین وانصار پر جنہوں نے اس کی پیروی کی تنگی کے وقت میں......اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“

اللہ کی قسم! اللہ نے اسلام لانے کے بعد کوئی دوسرا بڑا احسان میرے اوپر نہیں کیا جو میرے خیال اور دل میں اس احسان سے بڑا ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سچ سچ کہہ دیا۔ اور میں نے جھوٹ نہ کہا ورنہ تو میں بھی ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوتا جنہوں نے جھوٹ بولا تھا۔ جب اللہ نے وحی نازل فرمائی تو جھوٹ کہنے والوں کو برے القاب سے ذکر کیا۔ اور فرمایا: ”عنقریب وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف واپس جاؤ گے تاکہ تم ان سے اعراض کرو...... بے شک اللہ فاسق قوم سے کبھی راضی نہ ہوگا۔“

عَنِ الْغَزْوِ إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ. (رواه البخاري: ٤٤١٨)

کعب کہتے ہیں: ہم تین افراد پیچھے رہ گئے تھے، ان لوگوں نے جب قسمیں کھائیں اور جھوٹے عذر پیش کیے تو ان کا عذر رسول اللہ ﷺ نے ان کی قسموں کے بعد قبول کیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لیے مغفرت طلب کی۔ اور ہمارے بارے میں معاملہ مؤخر کر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود فیصلہ فرمایا، اسی کے بارے میں فرمایا: ''ان تین کی (توبہ بھی قبول فرمائی) جن کو پیچھے رکھا گیا۔'' اس پیچھے رکھنے سے مراد ہمارا غزوے سے پیچھے رہنا نہیں ہے بلکہ ہمارے معاملے کو پیچھے رکھنا مراد ہے جو ہمیں تخلیہ میں رکھا گیا تھا ان لوگوں کے علاوہ جنہوں نے قسمیں اٹھائیں اور عذر پیش کیا اور ظاہری طور پر ان کا عذر قبول کیا گیا تھا۔''

٧٠٠٥ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ فَلاَ يُصَلِّي عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ أَوْيَمُوْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَكُوْنَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلاَ يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلاَ يُصَلِّي وَلاَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ حِيْنَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي شَأْنِي مَعْنِيَّةً فِي أَمْرِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أُمَّ سَلَمَةَ! تِيْبَ عَلَى كَعْبٍ قَالَتْ: أَفَلاَ أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ؟ قَالَ: إِذًا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَاللَّيْلَةِ. (رواه البخاري: ٤٦٧٧)

٧٠٠٥۔ ''ایک روایت میں ہے: سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے اہم ترین بات میرے نزدیک یہ تھی کہ اگر اس حالت پر میں فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ میری نمازِ جنازہ ادا نہیں کریں گے اور اگر رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں پھر لوگوں میں اسی مرتبے پر رہوں گا کہ نہ میرے ساتھ کوئی کلام کرتا ہوگا نہ سلام کہتا ہوگا اور نہ میری نماز جنازہ کوئی پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر ہماری توبہ کا حکم رات کے تیسرے حصے میں نازل کر دیا تھا جب آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ وہ میرے اوپر احسان کرنے والی ماں تھی اور میرے معاملے میں معاون تھی۔ پس آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! کعب کی توبہ قبول کی جا چکی ہے۔ انہوں نے کہا: کیا میں اس کو بشارت دینے کے لیے کوئی قاصد روانہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''ایسا کرو گی تو لوگ تمہارے پاس آ نکلیں گے اور ساری رات تمہیں نیند سے محروم رکھیں گے۔''

٧٠٠٦ـ وَفِي أُخْرَى، قَالَ كَعْبٌ أَوْ أَبُوْلُبَابَةَ

٧٠٠٦۔ ''ایک اور روایت میں ہے: کعب، ابولبابہ یا جس کو

(٧٠٠٥) بخاری: ٤٦٧٧ـ مسلم: ٢٧٦٩ـ ابو داود: ٣٣٢١ـ ترمذی: ٣١٠٢ـ نسائی: ٣٨٢٥ـ احمد: ٢٦٦٣٧.

(٧٠٠٦) ابو داود: ٣٣١٩ـ صحیح الاسناد: ٢٨٤١ـ بخاری: ٢٧٥٨ـ مسلم: ٧١٦ـ نسائی: ٧١٣ـ احمد: ١٥٣٤٣ـ دارمی: ١٥٢٠.

أَوْمَـــنْ شَـــاءَ الـلّـٰــهُ: إِنَّ مِـنْ تَـوْبَتِـي أَنْ أَهْـجُـرَدَارَقَـوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيْهَا الذَّنْبَ وَأَنْ أَنْـخَـلِـعَ مِـنْ مَـالِـي كُلِّهُ صَدَقَةً قَالَ: يُــجْـزِئُ عَـنْكَ الثُّـلُـثُ . (رواه أبـو داود: ٣٣١٩)

اللہ نے چاہا اس نے کہا: میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنی اس قوم کے گھر میں رہنا بھی ترک کر دوں جس کے درمیان میں مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور یہ کہ میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا: تیری طرف سے مال کا ایک ثلث ہی کفایت کرتا ہے۔'' (ابوداود، بخاری، مسلم، نسائی وغیرہ)

شرح:...... ان سے چند اہم باتوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس بات پر غور کیا جائے کہ ان تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ تو حرام مال کھایا، نہ خون ناحق بہایا اور نہ زمین میں فساد برپا کیا اس کے باوجود کہ صرف جہاد میں سستی کی تھی تو ان پر زمین تنگ ہوگئی، جو لوگ برائیوں، کبیرہ گناہوں اور بے حیائیوں کے دلدادہ ہیں اور اللہ کی طرف نہیں آ رہے وہ اپنے انجام پر خبردار ہو جائیں۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نفع بخش خیر کے حصول کے لیے ہمیشہ کمربستہ رہو اور توبہ قبول ہو جائے تو صدقہ کیا جائے۔

اور اس میں ایک اہم بات یہ بھی ثابت ہوئی ہے کہ سچی بات کرنا اور اخلاص وصدق سے عمل کرنا یہ دونوں چیزیں دنیا وآخرت کی سعادت کا باعث ہیں۔ (فتح الباری: ۱۲۴/۸)

۷۰۰۷۔ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿إِلَّا تَنْفِرُوْا يُـعَـذِّبْـكُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا﴾ وَ ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْـمَـدِيْنَةِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَعْلَمُوْنَ﴾ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الَّتِـي تَـلِيْهَـا: ﴿وَمَـا كَـانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً﴾ . (رواه أبوداود: ٢٥٠٥)

۷۰۰۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک یہ آیت: ''اگر تم قتال کے لیے نہ نکلتے تو تمہیں اللہ دردناک عذاب دیتا۔'' اور دوسری یہ آیت: ''نہیں جائز اہل اہل مدینہ کے لیے اور اس کے آس پاس کے اعراب کے لیے وہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہیں۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ان دونوں کو اس آیت نے منسوخ کر دیا ہے: ''نہیں ہے لائق اہل ایمان کے کہ وہ سب ہی جہاد کے لیے جائیں۔''

۷۰۰۸۔ عَنْ نَجْدَةَ بْنِ نُفَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّـاسٍ عَـنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِلَّاتَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَـذَابًـا أَلِيْـمًـا﴾ قَالَ: فَأَمْسَكَ عَنْهُمُ الْمَطَرَ وَكَانَ عَذَابُهُمْ . (رواه أبوداود: ٢٥٠٦)

۷۰۰۸۔ ''ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نجدہ بن نفیع نے اس آیت کے متعلق سوال کیا: ''اگر تم قتال کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔'' تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر بارش بند کر دے تو یہ ان پر عذاب ہے۔''

(۷۰۰۷) ابو داود: ۲۵۰۵۔ حسن، البانی: ۲۱۸۷.

(۷۰۰۸) ابو داود: ۲۵۰۶۔ ضعیف، البانی: ۵۳۹.

شــــرح: ...... یعنی سورت توبہ کی آیت (۱۲۰) سورت توبہ ہی کی آیت (۱۲۲) سے منسوخ ہے۔ اس آیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک قول ہے کہ شروع اسلام میں جب مسلمانوں کی تعداد کم تھی تو یہ حکم تھا کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد پر جانے سے کوئی بھی پیچھے نہ رہے بلکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ پیچھے نہ رہنے کی پابندی اس وقت تھی کہ جب رسول اکرم ﷺ بنفس نفیس غزوہ کے لیے تشریف لے جائیں تو پھر تم میں سے کوئی بھی عذر کے بغیر غزوہ میں جانے سے پیچھے نہ رہے۔ جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی تو اب غزوہ میں جانے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جس آیت میں یہ حکم ہے کہ جہاد کے لیے نکلو یہ عام حکم ہے اور جس میں یہ ہے کہ ایک گروہ ہونا چاہیے جو انہیں دین میں فقاہت کا درس دے یہ خاص حکم ہے کہ سارے نہ جائیں، کچھ تعلیم کے لیے غزوہ سے پیچھے رہیں، لہٰذا منسوخ کوئی بات نہیں۔ باقی یہ جو آیا ہے کہ اگر تم نہ نکلے تو عذاب ہوگا، یہ وعید اس کے لیے ہے جسے رسول اکرم ﷺ نکلنے کا حکم دیں اور وہ بلا عذر نہ جائے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۱۸)

۷۰۰۹ـــ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَتَى الْحَارِثُ بْنُ خَزَمَةَ بِهَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ بَرَاءَةَ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: مَنْ مَعَكَ عَلَى هٰذَا؟ قَالَ: لَاأَدْرِي وَاللّٰهِ! إِلَّاأَنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَعَيْتُهَا وَحَفِظْتُهَا فَقَالَ عُمَرُ: وَأَنَا أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْكَانَتْ ثَلَاثَ آيَاتٍ لَجَعَلْتُهَا سُوْرَةً عَلَى حِدَةٍ فَانْظُرُوْا سُوْرَةً مِنَ الْقُرْآنِ فَضَعُوْهَا فِيْهَا فَوَضَعْتُهَا فِي آخِرِبَرَاءَةَ. (رواه أحمد: ۱۷۱۷) بِتَدْلِيْسِ ابْنِ إِسْحَاقَ.

۷۰۰۹۔ ''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: سورت براءت کی آخری دو آیات لے کر حارث بن خزیمہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا: ''بے شک تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ تمہارے نفسوں میں سے آیا ہے......) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے ساتھ دوسرا گواہ کون ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا: اور قسم ہے اللہ کی! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان آیات کو سنا اور ان کو یاد رکھا اور ان کو حفظ کیا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ تو نے ان کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ پھر کہا: اگر یہ تین آیات ہوتیں تو میں ان کو علیحدہ سورت بنا دیتا۔''

پھر حفاظ کاتبین کو کہا: قرآن کی کسی صورت میں غور کر کے ان آیات کو رکھ دو۔ پس ہم کاتبین نے ان کو سورت توبہ کے آخر میں رکھا۔'' اس کو احمد نے ابن اسحاق کی تدلیس کے ساتھ بیان کیا۔

۷۰۱۰ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيٍّ قَالَ: آخِرُ

۷۰۱۰۔ ''سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخری آیت جو

(۷۰۰۹) احمد: ۱۷۱۷ـ وفيه، اسحاق وهو مدلس وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ۱۱۰۶۲.

(۷۰۱۰) ابن احمد: ۲۰۶۱۰ـ طبراني، وفيه، علي بن زيد بن جدعان وهو ثقة، سئي الحفظ وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ۱۱۰۶٤.

آيَةٍ نَزَلَتْ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ الآيَةَ. (لابن أحمد: ٢٠٦١٠، والكبير بلين)

نازل ہوئی: ''بے شک آیا تمہارے پاس ایک رسول تمہارے نفسوں میں سے......'' (ابن احمد الکبیر، سند کمزور ہے)

٧٠١١ــ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُمْ جَمَعُوْا الْقُرْآنَ فِي مَصَاحِفَ فِي خِلافَةِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ رِجَالٌ يَكْتُبُوْنَ وَيُمْلِي عَلَيْهِمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلَى هٰذِهِ الآيَةِ مِنْ سُوْرَةِ بَرَاءَةٌ ﴿ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لايَفْقَهُوْنَ﴾ فَظَنُّوْا أَنَّ هٰذَا آخِرُمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَالَ لَهُمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْرَأَنِي بَعْدَهَا آيَتَيْنِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌعَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ﴾ إِلَى ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ ثُمَّ قَالَ: هٰذَا آخِرُمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ. قَالَ فَخُتِمَ بِمَا فُتِحَ بِهِ بِاللّٰهِ الَّذِي لاإِلٰهَ إِلَّاهُوَ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ إِلايُوْحَى إِلَيْهِ أَنَّهُ لاإِلٰهَ إِلَّاأَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾. (رواه أحمد: ٢٠٧٢٠)

٧٠١١۔ ''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں قرآن جمع کیا اور مصحف میں مکمل کیا گیا۔ کاتب لوگ لکھتے تھے اور ابی رضی اللہ عنہ لکھاتے تھے اور جب اس آیت پر پہنچے: ''پھر وہ منہ پھیر گئے تو اللہ نے ان کے دل پھیر دیے اس لیے کہ وہ ایسی قوم ہے جو نہیں سمجھتی ہے۔'' تو لوگوں نے گمان کیا کہ یہ نزول کے لحاظ سے قرآن کی آخری آیت ہے۔ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد دو آیات مزید پڑھائی ہیں: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ ......الْعَظِيْمِ﴾ اور کہا یہ آخری آیت ہے جو قرآن میں نازل ہوئی ہے۔ پس قران اسی کے ساتھ ختم کیا جس کے ساتھ شروع کیا تھا۔ قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں ارسال کیا مگر اس کی طرف یہ وحی کی گئی کہ نہیں کوئی معبود مگر میں ہوں۔ پس تم میری ہی عبادت کرو۔'' (احمد)

سورة يونس وهود ويوسف والرعد وإبراهيم

سورت یونس، ہود، یوسف، رعد اور ابراہیم کی تفسیر

٧٠١٢ــ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ:

٧٠١٢۔ ''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے

(٧٠١١) احمد: ٢٠٧٢٠۔ رواه عبدالله بن احمد، وفيه، محمد بن جابر الانصاری وهو ضعيف، هيثمی: ١١٠٦٣.

(٧٠١٢) ترمذی: ٧٠١٢۔ صحيح، البانی: ٢٤٨٢۔ مالك: ١٧٨٣.

سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ فَقَالَ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرَكَ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرَكَ مُنْذُ أُنْزِلَتْ، هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ. (رواه الترمذي: ٢٢٧٣)

بارے میں سوال کیا گیا: ''ان کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں۔'' اس نے کہا جب سے رسول اللہ ﷺ سے میں نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا تا حال کسی نے اس کے بارے میں مجھ سے نہیں پوچھا۔ اور آپ نے فرمایا: جب سے یہ نازل ہوئی ہے تیرے سوا کسی نے اس کے متعلق مجھ سے نہیں پوچھا۔ فرمایا: یہ اچھا خواب ہے جس کو ایک مسلمان خود دیکھتا ہے یا اس کے لیے دکھایا جاتا ہے۔'' (الترمذی)

٧٠١٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَمَّا أَغْرَقَ اللّٰهُ فِرْعَوْنَ قَالَ: ﴿آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُوْإِسْرَائِيلَ﴾ فَقَالَ جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ! فَلَوْرَأَيْتَنِي وَأَنَا آخِذٌ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَأَدُسُّهُ فِي فِيهِ مَخَافَةَ أَنَّهُ تُدْرِكُهُ الرَّحْمَةُ. (الترمذي: ٣١٠٧)

۷۰۱۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تو اس نے کہا: ''میں ایمان لایا کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔'' تو جبریل علیہ السلام نے کہا: یا محمد! اگر آپ مجھے دیکھتے جب میں نے سمندر کا گارا فرعون کے منہ میں ٹھونس دیا، اس خوف سے کہ اس کو رحمت ربانی آ پہنچے گی۔''

٧٠١٤۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ جِبْرِيلَ ﷺ جَعَلَ يَدُسُّ فِي فِي فِرْعَوْنَ الطِّينَ خَشْيَةَ أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ. (رواه الترمذي: ٣١٠٨)

۷۰۱۴۔ ''ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرعون کے منہ میں گارا اس خوف سے ٹھونس دیا کہ وہ کہہ دے گا لاَ إِلٰــهَ إِلَّا اللّٰهُ تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کر دے گا۔''

شـــرح:...... اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت ایمان یا توبہ قبول کرتے ہیں جب عذاب یا موت نہ آئے اس لیے فرعون کی توبہ قبول نہیں ہوئی کہ اس پر عذاب کا نزول ہو چکا تھا۔ اس نے فرشتوں کو دیکھ لیا تھا اور ایمان کی قبولیت کی مہلت ختم ہو چکی تھی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۵۸)

ایک تو توبہ کا وقت نہ رہا تھا دوسری بات یہ ہے کہ فرعون دہریہ تھا اللہ خالق کا منکر تھا۔ اس لیے اس نے یہ کہا تھا کہ میں اس اللہ کے ساتھ ایمان لایا ہوں جس کے ساتھ بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اس شک کی بنا پر بھی اس کے ایمان نے فائدہ نہ دیا تھا۔

(٧٠١٣) ترمذی: ٣٠١٧۔ صحیح، البانی: ٢٤٨٣۔ احمد: ٢٨١٦.

(٧٠١٤) ترمذی: ٣٠١٨۔ صحیح الاسناد: ٢٤٨٤۔ احمد: ٢١٤٥.

ایک اعتراض ہوتا ہے کہ فرعون جب غرق ہو رہا تھا جبرئیل علیہ السلام نے اس کے منہ میں مٹی ڈالی حالانکہ انہیں اس کے ایمان لانے پر تعاون کرنا چاہیے تھا۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ یہ بالکل درست ہے ایسا ہی ہوا ہے کیونکہ یہ حدیث جو مٹی ڈالنے والی ہے بالکل صحیح ہے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اس میں شک کرنا غلط ہے۔

اصل میں جبریل علیہ السلام نے یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں اور ایمان کے درمیان حائل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ﴾ (الانفال: ٢٤)

''جان لو! اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔''

اور قرآن پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر کی وجہ سے مہر لگا دیتے ہیں۔ (النساء: ۱۵۵)

جس طرح کفر سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگاتے ہیں یہی صورت فرعون کے منہ میں مٹی ڈالنے کی ہے کہ اس کے سابقہ کفر کی وجہ سے اسے یہ بدلہ دیا گیا ہے اور اب قبولیت ایمان کا وقت نہ رہا تھا اس لیے بطور سزا اس کے منہ میں خاک ڈالی گئی۔ (تفسیر خازن: ۲/ ۳۳۱)

٧٠١٥ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رضي الله عنه: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ شِبْتَ. قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ. (رواه الترمذي: ٣٢٩٧)

۷۰۱۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ تو بوڑھے ہوئے جاتے ہیں۔ فرمایا: ''مجھے سورت ھود، الواقعہ، المرسلات، عم یتساء لون اور اذا لشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔''

شرح:...... بظاہر اس حدیث سے یہ اشتباہ پڑتا ہے کہ شاید آپ کے بال کثرت سے سفید ہو گئے تھے۔ ایسا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں تقریباً چودہ بال سفید تھے۔

اس سے یہ مراد ہے کہ ضعف کے آثار بڑھاپے سے پہلے ہی نمودار ہو گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سورتوں کو بڑھاپے کا سبب قرار دیا۔ ان میں چونکہ قیامت کی ہولناکیاں اور گذشتہ امتوں پر اترنے والے مصائب کا تذکرہ ہے جن پر غور کی وجہ سے میں بڑھاپے سے پہلے ہی بوڑھا نظر آ رہا ہوں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۷۲)

(٧٠١٥) ترمذی: ٣٢٩٧۔ صحیح، البانی: ٢٦٢٧.

٧٠١٦ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُوْرَهُمْ﴾ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ: أُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَاءِ وَأَنْ يُجَامِعُوْا نِسَاءَ هُمْ فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ. (للبخاري: ٤٦٨١)

۷۰۱۶۔ ''محمد بن عباد بن جعفر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا، انہوں نے تلاوت کی: ''خبردار وہ اپنے سینے دہرے کرتے ہیں۔'' ان سے اس آیت کا مفہوم پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: لوگ جب تخلیہ میں ہوتے تو آسمان کے سامنے آنے سے شرماتے تھے اور اگر اپنی عورتوں سے جماع کرتے تو آسمان کی طرف سے سامنے ہونے سے شرماتے تھے تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔'' (البخاری)

٧٠١٧ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ: لَا تَسْأَلُوْا الآيَاتِ وَقَدْ سَأَلَهَا قَوْمُ صَالِحٍ فَكَانَتْ تَرِدُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ وَتَصْدُرُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَعَقَرُوْهَا فَكَانَتْ تَشْرِبُ مَاءَ هُمْ يَوْمًا وَيَشْرَبُوْنَ لَبَنَهَا يَوْمًا فَعَقَرُوْهَا فَأَخَذَتْهُمْ صَيْحَةٌ أَهْمَدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ تَحْتِ أَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْهُمْ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا كَانَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قِيْلَ مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُوَ أَبُوْ رِغَالٍ فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْحَرَمِ أَصَابَهُ مَا أَصَابَ قَوْمَهُ. (رواه أحمد: ١٣٧٤٦) والأوسط والبزار.

۷۰۱۷۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ جب مقام حجر (صالح علیہ السلام کی بستی) پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اپنے نبی سے معجزات کا مطالبہ نہ کرنا۔ اس قوم نے اپنے نبی سے سوال کیا تھا کہ ان کے درمیان ایک اونٹنی لائے۔ تو پھر وہ اونٹنی اس وسیع راستے پر اترتی تھی اور اپنے پانی پر وارد ہونے کی باری میں اس قوم کا پانی پی جاتی تھی۔ وہ لوگ اس پانی کے برابر دودھ لیتے تھے اور پھر اس راستے سے وہ چلی جاتی تھی۔ لوگوں نے اس کی پچھلی ٹانگیں کاٹ دیں تو اللہ نے تین ایام کی مہلت دی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ غلط نہیں تھا۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک چیخ آئی تو زمین و آسمان کے درمیان وہ جتنے لوگ تھے اللہ نے سب ہی ہلاک کر دیے مگر ان میں سے ایک مرد حرم والی زمین میں تھا تو اللہ کے عذاب سے حرم زمین مانع آئی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ وہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا: ابو رغال۔ پھر جب وہ حرم سے باہر نکلا تو اسے بھی وہی عذاب آ پہنچا جو قوم کو پہنچا تھا۔'' (الاوسط، البزار اور احمد کی روایت مثل اس کے ہے)

(٧٠١٦) بخاري: ٤٦٨١.

(٧٠١٧) احمد: ١٣٧٤٦ـ طبراني اوسط، بزار، ورجاله جال الصحيح، هيثمي: ١١٠٧٨.

۷۰۱۸ــ عَـنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: إِنَّ اللّٰـهَ لَيُـمْلِي لِلْظَالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَـذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنْ أَخْذَهُ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ . (رواه البخاری: ٤٦٨٦)

۷۰۱۸۔ ''سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو اس کو گرفت سے نکلنے نہیں دیتا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اسی طرح ہے تیرے رب کی پکڑ جب وہ کسی بستی کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظلم کرنے والی ہے۔ بے شک اس کی گرفت شدید دردناک ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

۷۰۱۹ــ عَـنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلاً أَصَابَ مِـنِ امْـرَأَـةٍ قُبْـلَةً فَـأَتَـى رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلاَةَ طَـرَفَـيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتَ يُـذْهِبْـنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ قَـالَ الـرَّجُلُ أَلِيَ هٰذِهِ؟ قَالَ: لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي . (رواه البخاری: ٤٦٨٧)

۷۰۱۹۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کا بوسہ لیا، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور جرم بتایا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نماز قائم کر دن کے دو اطراف میں اور رات کی گھڑیوں میں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔'' تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ میرے ہی لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت میں سے جس نے اس کے ساتھ عمل کیا اس کے لیے ہے۔''

۷۰۲۰ــ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي عَالَجْتُ امْـرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَـادُوْنَ أَنْ أَمَسَّهَـا فَـأَنَـا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِـئْـتَ ، فَقَالَ لَـهُ عُمَرُ: لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ نَفْسَكَ قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً دَعَـاهُ وَتَلاَ عَلَيْهِ الآيَةَ: ﴿أَقِمِ الصَّلاَةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ

۷۰۲۰۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک مرد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں نے مدینہ کی دوسری جانب ایک عورت سے چھیڑ چھاڑ کی اور جماع کے علاوہ سب کچھ کیا تو اب میں حاضر ہوں پس میرے بارے میں جو چاہے فیصلہ کیجیے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا: اللہ تعالیٰ نے تیرے اوپر پردہ ڈالا تھا کاش تو اپنے اوپر پردہ رہنے دیتا۔ اور نبی ﷺ نے کچھ بھی نہیں فرمایا تو وہ آدمی اٹھ کر چلا گیا پس اس کے پیچھے نبی کریم ﷺ نے ایک مرد روانہ کیا اور وہ بلا کر لایا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے سامنے یہ تلاوت کی: ''اور نماز قائم کر

(۷۰۱۸) بخاری: ٤٦٨٦۔ مسلم: ٢٥٨٣۔ ترمذی: ٣١١٠۔ ابن ماجه: ٤٠١٨.

(۷۰۱۹) بخاری: ٤٦٨٧۔ مسلم: ٢٧٦٣۔ ابو داود: ٤٤٦٨۔ ترمذی: ٣١١٢۔ ابن ماجه: ١٣٩٨۔ احمد: ٤٢٧٨.

(۷۰۲۰) مسلم: ٢٧٦٣۔ بخاری: ٥٢٦۔ ابو داود: ٤٤٦٨۔ ترمذی: ٣١١٤۔ ابن ماجه: ٤٢٥٤۔ احمد: ٤٢٧٨.

السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! هٰذَا لَهُ خَاصَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً. (رواه مسلم: ٢٧٦٣)

دن کے دو اطراف میں اور رات کی گھڑیوں میں، بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔''
پس لوگوں میں سے ایک مرد نے عرض کی: یا نبی اللہ! کیا یہ آیت اس کے لیے خاص ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ سب ہی لوگوں کے لیے ہے۔''

٧٠٢١۔ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ قَالَ: أَتَتْنِي امْرَأَةٌ تَبْتَاعُ تَمْرًا فَقُلْتُ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ تَمْرًا أَطْيَبَ مِنْهُ فَدَخَلَتْ مَعِي فِي الْبَيْتِ فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَتَقَبَّلْتُهَا فَأَتَيْتُ أَبَابَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ قَالَ اسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلاَتُخْبِرْ أَحَداً فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَلاَتُخْبِرْ أَحَدًا فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَخَلَفْتَ غَازِياً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فِي أَهْلِهِ بِمِثْلِ هٰذَا حَتَّى تَمَنَّى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ إِلاَّ تِلْكَ السَّاعَةَ حَتَّى ظَنَّ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ وَأَطْرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَوِيْلاً حَتَّى أَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلاَةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًامِنَ اللَّيْلِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ذِكْرَى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ قَالَ أَبُوالْيَسَرِ: فَأَتَيْتُهُ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلِهٰذَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ عَامَّةً. (رواه الترمذی، ٣١١٥)

٧٠٢١۔ ''سیدنا ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اس نے کہا: ایک عورت میرے پاس کھجور خریدنے آئی تو میں نے اس کو کہا: گھر میں اس سے اچھی کھجور موجود ہے تو وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہوئی اور میں نے اس کو بوسہ دیا۔ پھر میں ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے کہا: اپنے اوپر پردہ ڈالے رکھنا اور توبہ کرنا اور کسی کو نہ بتانا۔ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا: پردہ رکھ اور تائب ہو اور کسی کو مت بتا۔ پس مجھے صبر نہیں آیا اور میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: تو نے غازی کے اہل کے ساتھ ایسا معاملہ کیا؟ یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ میں آج ہی اسلام لایا ہوتا اور اس وقت ہی مسلمان ہوا ہوتا یہاں تک کہ گمان پیدا ہوا کہ وہ اہل النار میں سے ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے طویل ساعت تک سر جھکائے رکھا اور آپ پر وحی نازل ہوئی: ''اور نماز قائم کر دن کے دونوں اطراف میں اور رات کی گھڑیوں میں ...... یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔'' پس میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے اوپر یہ آیت تلاوت کی۔ آپ کے اصحاب نے عرض کی: کیا یہ آیت اس کے لیے خاص ہے یا سب لوگوں کے لیے عام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ لوگوں سب کے لیے عام ہے۔''

(٧٠٢١) ترمذی: ٣١١٥۔ حسن، البانی: ٢٤٨٩.

٧٠٢٢ـ اِبْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ صَحَابِيًا كَانَ يُحِبُّ امْـرَأَةً، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَذِنَ لَـهُ، فَـانْـطَلَقَ فِي يَوْمٍ مَطِيْرٍ فَإِذَا هُوَ بِالْمَرْأَةِ عَـلَـى غَـدِيْـرِ مَاءٍ تَغْتَسِلُ، فَلَمَّا جَلَسَ مِنْهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَرْأَةِ. ذَهَبَ يُحَرِّكُ ذَكَرَهُ، فَإِذَا هُـوَ بِـهِ هُـدْبَةٌ، فَـقَـامَ فَـأَتَـى النَّبِـيَّ ﷺ فَـذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: صَلِّ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ، فَـنَـزَلَ: ﴿أَقِمِ الصَّلاَةَ﴾ الآية . (رواه البزار: ٢٢١٩)

٧٠٢٢ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک صحابی ایک عورت سے محبت کرتا تھا، اس نے آپ سے اجازت طلب کی اور کسی کام کے لیے گیا۔ بارش برسنے کا دن تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ عورت کنویں پر غسل کر رہی ہے۔ پس جب وہ اس جگہ بیٹھا جہاں مرد عورت کے پاس بیٹھتا ہے اور اپنے ذکر کو حرکت دی تو وہ کپڑے کے کونے کی مانند بے جان تھا۔ پس یہ اٹھا اور نبی ﷺ کے پاس آیا اور واقعہ عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا: چار رکعات پڑھ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''نماز قائم کر......'' (البزار)

شرح:...... ان سے ثابت ہوا کہ نیکیاں گناہوں کو مٹاتی ہیں اور کبیرہ گناہ سے توبہ ضروری ہے، صغیرہ گناہ نیکیوں سے ہی مٹ جاتے ہیں۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اجنبی عورت سے بوس و کنار سے حد نہیں لگتی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ معمولی گناہ کرنے والا جو تعزیر لگانے کے قابل ہو اگر وہ تائب ہو کر آجائے اور نادم ہو جائے تو اسے تعزیر لگانے کی ضرورت نہیں۔
(فتح الباری: ٨/ ٣٥٧)

٧٠٢٣ـــ اِبْـنُ مَسْـعُـوْدٍ: ﴿وَشَـرَوْهُ بِثَمَنٍ بِخْسٍ﴾ كَانَ مَا اشْتَرَى بِهِ يُوْسُفُ عِشْرِيْنَ دِرْهَـماً، وَكَانَ أَهْلُهُ حِيْنَ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ بِمِصْرَ ثَلاثَةٌ وَتِسْعِيْنَ إِنْسَانًا، رِجَالُهُمْ أَنْبِيَاءُ، وَنِسَـاؤُهُمْ صِدِّيْقَاتٌ، وَاللّٰهِ مَا خَرَجُوْا مَعَ مُـوْسَـى حَتَّى بَلَغُوْا سِتَّمِائَةِ أَلْفٍ وَسَبْعِيْنَ أَلْفًا . (للكبير: ٩٠٦٨)

٧٠٢٣ـ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس فرمان: ''اور فروخت کیا اس کو کھوٹے درھموں سے'' کے بارے میں کہا: جن درھموں سے یوسف کو فروخت کیا وہ بیس درھم تھے اور جو یوسف علیہ السلام کے گھر کے افراد اس نے مصر میں آنے کے لیے طلب کیے تھے وہ سب ترانوے انسان تھے۔ مرد انبیا تھے اور عورتیں صدیقات تھیں۔ اور اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جب وہ نکلے تو ان کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔'' (الکبیر)

٧٠٢٤ـــ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ

٧٠٢٤ـ ''جناب عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے

(٧٠٢٢) بزار: ٢٢١٩ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١١٠٨١.

(٧٠٢٣) طبراني كبير: ٩٠٦٨ـ ورجاله رجال الصحيح الا ان ابا عبيدة لم يسمع من ابيه، هيثمي: ١١٠٨٥.

(٧٠٢٤) بخاري: ٤٦٩٦.

لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾ قَالَ: قُلْتُ: أَكَذَبُوْا أَمْ كُذِّبُوْا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: كُذِّبُوْا قُلْتُ: فَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَبُوْهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ: أَجَلْ لَعَمْرِي لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا: وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْكُذِبُوْا قَالَتْ: مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا. قُلْتُ: فَمَا هٰذِهِ الآيَةُ قَالَتْ: هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلاَءُ وَاسْتَأْخَرَعَنْهُمُ النَّصْرُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْكَذَّبُوْهُمْ جَاءَ هُمْ نَصْرُاللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ. (للبخاري: ٤٦٩٦)

اس قول کے بارے میں سوال کیا: ''یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مایوس ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا'' کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا ان سے جھوٹ کہا گیا یا انہیں جھٹلایا گیا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: انہیں جھٹلایا گیا، میں نے کہا: انہیں یقین تھا کہ ان کی قوم انہیں جھٹلائے گی تو یہ گمان تو نہ ہوا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہاں اللہ کی قسم! انہیں اس کا یقین ہو گیا تھا، میں نے پھر کہا: اللہ کی قسم! ان کو یقین تھا کہ ان کی تکذیب قوم نے کر دی ہے اور ظن ان کو نہیں تھا۔ تو انہوں نے کہا: ہاں اے عروہ! ان کو یہ یقین تھا: میں نے کہا شاید یہ کذبو ہے ان کو جھوٹ بتایا گیا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: معاذ اللہ! رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے بارے میں یہ گمان نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے کہا: پھر آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ رسولوں کے پیروکار تھے جو اپنے رب پر ایمان لاتے تھے اور آیات کا دور طویل ہو گیا اور ان کا امداد حاصل ہونا بھی مؤخر ہو گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تکذیب کرنے والی قوم سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ان کے پیروکار بھی ان کی تکذیب کر دیں گے تو اللہ کی مدد آ گئی۔''

٧٠٢٥ــ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْكُذِبُوْا﴾ خَفِيفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ وَتَلاَ: ﴿حَتَّى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهُ مَتَى نَصْرُاللّٰهِ أَلاَإِنَّ نَصْرَاللّٰهِ قَرِيبٌ﴾ فَلَقِيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِفَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَعَاذَاللّٰهِ وَاللّٰهِ! مَا وَعَدَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلاَّ عَلِمَ

٧٠٢٥۔ ''ایک روایت ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''جب رسول مایوس ہو گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا۔'' یہ حقیقی معنوں میں ہے۔ راوی نے کہا: وہ اس جانب گئے اور یہ آیت پڑھی: ''یہاں تک کہ کہا رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے: اللہ کی مدد کب آئے گی۔''
پس میں عروہ سے ملا اور اس سے ذکر کیا تو اس نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی پناہ، اللہ کی قسم! اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے جو

(٧٠٢٥) بخاري: ٤٥٢٥.

أَنَّـهُ كَـائِـنٌ قَبْـلَ أَنْ يَـمُوْتَ وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلِ الْبَلَاءُ بِـالـرُّسُـلِ حَتَّى خَافُوْا أَنْ يَكُوْنَ مَنْ مَعَهُمْ يُكَذِّبُوْنَهُمْ فَكَانَتْ تَقْرَؤُهَا: ﴿وَظَنُّوْا أَنَّهُـمْ قَـدْكُـذِّبُوْا﴾ مُثَقَّلَةً . (رواه البخاري: ٤٥٢٥)

وعدہ کیا، پس نبی نے جان لیا کہ یہ امر اس کی موت سے پہلے ہو کر رہے گا۔ البتہ رسولوں کے ساتھ آزمائش جاری رہی یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ ان کے ساتھ قوم میں سے جو لوگ ایمان لائے وہ بھی ان کی تکذیب کر دیں گے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس لفظ کو کُذِّبُوا ذال کی شد کے ساتھ تلاوت کرتی تھیں۔'' (بخاری)

شرح:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ تھا کہ یہ كُذِّبُوْا ذال کی تشدید کے ساتھ ہے لیکن دوسری قراءت كَذَبُوْ بغیر تشدید کے بھی ہے۔ اگرچہ سیدہ کے علم میں نہیں۔

اور اس میں جھوٹ بولنے کی نسبت انبیاء کی طرف نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہو چکے تھے اور قوم نے یہ خیال کیا کہ انبیاء نے ان سے جھوٹ بولا ہے۔ تو كَـذَبُـو۔ (انہوں نے جھوٹ بولا) سے مراد قوم ہے، انبیاء نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔

اور كُـذِّبُـوْا (تکذیب کی انہوں نے) سے مراد ہے کہ انبیاء نے جو وعدہ و وعید کیا تھا لوگوں نے اس کی تکذیب کی۔ (فتح الباری: ۸/ ۳۶۸)

٧٠٢٦ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَـوْلِـهِ: ﴿وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الأُكُـلِ﴾ قَـالَ الـدَّقَلُ وَالْفَارِسِيُّ وَالْحُلْوُا وَالْحَامِضُ . (للترمذي: ٣١١٨)

۷۰۲۶۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اللہ کے فرمان: ''اور ہم فضیلت دیتے ہیں بعض کو بعض کھانے میں۔'' کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد ردی اور عمدہ کھجور، میٹھا اور ترش پھل ہے۔'' (ترمذی)

٧٠٢٧ــ عَـنْ عَـلِـيٍّ فِي قَوْلِهِ: ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌوَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُنْذِرُ وَالْهَادِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ . (لأحمد: ١٠٤٤ ، والصغير والأوسط)

۷۰۲۷۔''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اے نبی! آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ایک ہادی ہے۔'' کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد بنی ہاشم سے ایک ڈرانے والا اور ایک ہادی ہے۔''

٧٠٢٨ــ أَنَـسٍ: بَـعَـثَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً مِنْ

۷۰۲۸۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٧٠٢٦) ترمذی: ٣١١٨۔ حسن، البانی: ٢٤٩٣.

(٧٠٢٧) احمد: ١٠٤٤۔ طبرانی صغیر، اوسط، ورجال المسند ثقات، هیثمی: ١١٠٩٠.

(٧٠٢٨) بزار: ٣٣٤١۔ طبرانی اوسط، ابو یعلی موصلی، طبرانی کبیر اور بزار کے رجال رجال الصحیح غیر دیلم بن غزوان وهو ثقة، وفی رجال ابی یعلیٰ والطبرانی علی بن ابی سارة وهو ضعیف، هیثمی: ١١٠٩٢.

أَصْحَابِهِ إِلَى رَجُلٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ يَدْعُوْهُ إِلَى اللّٰهِ، فَقَالَ: إِيْشٍ رَبُّكَ الَّذِي تَدْعُوْنِي إِلَيْهِ؟ مِنْ حَدِيْدٍ هُوَ مِنْ نُحَاسٍ هُوَ مِنْ فِضَّةٍ هُوَمِنْ ذَهَبٍ هُوَ؟ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَعَادَهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَرْسَلَهُ إِلَيْهِ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَرْسَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ صَاعِقَةً فَأَحْرَقَتْهُ فَقَالَ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَرْسَلَ عَلَى صَاحِبِكَ صَاعِقَةً فَأَحْرَقَتْهُ، فَنَزَلَ: ﴿وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ﴾ (للبزار: ٣٣٤١، والأوسط والموصلی والكبير)

نے اپنے اصحاب میں سے ایک کو جاہلیت کے ایک بڑے سردار کے پاس اللہ کی طرف دعوت دینے کے لیے روانہ کیا۔ اس نے کہا: تیرا رب کیا چیز ہے جس کی طرف مجھے دعوت دیتے ہو؟ وہ لوہے سے ہے یا تانبے سے ہے؟ وہ چاندی سے ہے یا وہ سونے سے ہے؟ تو صحابی آپ کے پاس آیا اور اس کے قول کی اطلاع دی۔ آپ نے پھر روانہ کیا تو اس نے پھر وہی بات کہی تو صحابی پھر آپ کے پاس آیا اور اس کے قول کی خبری دی۔ آپ نے اس کی طرف تیسری بار اس کو ارسال کیا تو اس نے پھر وہ قول کہا۔ صحابی نے آ کر آپ کو خبر دی پس اللہ تعالیٰ نے اس پر صاعقہ (شعلہ) نازل کر دیا اور اس نے اس کو جلا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابی کو خبر دی کہ تیرے دشمن رفیق پر اللہ نے آگ کا شعلہ نازل کر دیا اور اس نے اس کو جلا دیا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''یا وہ شعلے نازل کر دے اور پھر ان کو پہنچائے جس کو چاہے اور اس کے بارے میں وہ جھگڑتے ہیں اور وہ مضبوط طاقت والا ہے۔'' (اللبزار، الاوسط، الموصلی، الکبیر)

٧٠٢٩ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيْدٍ يَتَجَرَّعُهُ﴾ قَالَ يُقَرَّبُ إِلَى فِيْهِ فَيَكْرَهُهُ فَإِذَا أُدْنِيَ مِنْهُ شَوَى وَجْهَهُ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَأْسِهِ فَإِذَا شَرِبَهُ قَطَعَ أَمْعَاءَهُ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ: ﴿وَسُقُوْا مَاءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾ وَيَقُوْلُ: ﴿وَإِنْ يَسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾. (رواه الترمذی: ٢٥٨٣)

٧٠٢٩۔ ''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اللہ کے فرمان: ''اس کو پیپ پلایا جائے گا اور وہ اس کو گلے سے اتارے گا۔'' کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ یعنی اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ اس سے کراہت کرے گا اور جب منہ کے قریب کرے گا تو اس کا چہرہ جھلس جائے گا اور سر کے بال اطراف سے گر جائیں گے اور جب پیے گا تو اس کی آنتیں کٹ کر دبر سے نکل جائیں گی۔ اللہ کا فرمان ہے کہ ''ان کو گرم پانی پلایا جائے گا تو وہ ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔'' اور فرمایا: ''اگر وہ پانی طلب کریں گے تو ان کو گرم تانبے جیسا

(٧٠٢٩) ترمذی: ٢٥٨٣۔ ضعیف، البانی: ٤٧٧۔ احمد: ٢١٧٨٢.

پانی دیا جائے گا جو چہروں کو جھلس دے گا۔ وہ بدترین پینا ہوگا اور بدترین رفاقت ہوگی۔''

٧٠٣٠ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطَبٌ فَقَالَ مَثَلُ: ﴿كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾ قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ ﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الأَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ قَالَ: هِيَ الْحَنْظَلُ . (رواه الترمذي: ٣١١٩)

٧٠٣٠۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کھجور کا گھچا لایا گیا جس میں تازہ کھجوریں تھیں۔ پس آپ نے فرمایا: ''کلمہ طیبہ کی مثال ایک درخت کی سی ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان تک پھیلی ہیں، وہ ہر موسم میں پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے۔'' فرمایا: ''یہ کھجور کا درخت ہے۔ اور ناپاک کلمے کی مثال ایک ردی درخت کی سی ہے جو زمین پر پڑا رہتا ہے اور وہ سیدھا کھڑا نہیں ہوتا۔'' فرمایا: یہ تمہ ہے۔''

شرح:...... یہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک مرفوع ضعیف ہے صحابی کا قول ہے جو کہ موقوف ہے موقوف صحیح ہے۔

کھجور کا درخت سال میں ایک مرتبہ پھل دیتا ہے اور اندرائن کا درخت زمین میں مضبوط بھی نہیں ہوتا اور سخت کڑوا ہوتا ہے۔

اسی طرح کلمہ طیبہ بہر صورت مفید ہے اور شرک وغیرہ بہر صورت نقصان دہ ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۶۵)

٧٠٣١ـ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ فَيُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ﴾ . (رواه مسلم: ٢٨٧١)

٧٠٣١۔ ''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو ثابت قدم کر دے گا مضبوط قول کے ساتھ'' یہ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قبر میں میت سے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تو مومن کہے گا میرا رب اللہ ہے اور میرا نبی محمد ﷺ ہیں۔''

(٧٠٣٠) بخاری: ١٣٦٩ـ ابو داود: ٤٧٥٠ـ ترمذی: ٣١٢٠ـ نسائی: ٢٠٥٦ـ ابن ماجه: ٤٢٦٩ـ احمد: ١٨١٠٤ـ ترمذی: ٣١١٩ـ ضعيف مرفوع، البانی: ٦٠٥.

(٧٠٣١) مسلم: ٢٨٧١.

شــرح:...... قول ثابت سے مراد ہے کلمہ توحید، یعنی ان لوگوں نے اپنے دین کی خاطر آزمائشوں میں رہنے کے باوجود دین میں شک نہیں کیا۔

اور آخرت میں یعنی قیامت کے دن بھی یہ ثابت قدم رہیں گے۔ ڈگمگائیں گے نہیں۔ اس آیہ مبارکہ میں عذاب قبر کا ذکر ہے۔ حالانکہ اس میں عذاب قبر کا ذکر نہیں ہے مگر قبر بھی آخرت کی منزل ہے اس لیے کہ اس میں خوف ہوتا ہے اور قبر ہولناک مقام ہے اور وحشت کا گھر ہے اور اس میں انسان کی فرشتوں سے ملاقات ہوگی۔ اس لیے عذاب قبر کو اس آیہ مبارکہ میں مراد لیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۳/۲۳۴)

٧٠٣٢ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّـاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ﴿الَّـذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ قَالَ: هُمْ وَاللّٰهِ! كُفَّارُ قُـرَيْشٍ قَالَ عَمْرٌو: هُمْ قُرَيْشٌ وَمُحَمَّدٌ ﷺ نِعْمَةُ اللّٰهِ ﴿وَأَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ قَالَ النَّارُ يَوْمَ بَدْرٍ . (رواه البخاري: ٣٩٧٧)

۷۰۳۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کا فرمان ہے: ''کیا تو نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے تبدیل کیا نعمت کو کفر کے بدلے؟'' اس نے کہا: اس سے مراد کفار قریش ہیں ۔ اور عمرو نے کہا: تبدیل کرنے والے قریش ہیں اور اللہ کی نعمت سے مراد محمد ﷺ ہیں اور کہا: ''اور اتار انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔'' سے مراد آگ ہے بدر کے دن۔'' (بخاری)

٧٠٣٣ـ عَنْ عَلِيٍّ: نَزَلَتْ فِي الأَفْخَرِيْنَ مِنْ بَـنِـي مَـخْزُوْمٍ وَبَنِي أُمَيَّةَ، فَأَمَّا بَنُوْا مَخْزُوْمٍ فَـقَـطَعَ اللّٰهُ دَابِرَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ، وَأَمَّا بَنُوْا أُمَيَّةَ فَمَتَّعُوْا إِلَى حِيْنٍ . (للأوسط: ٧٨٠)

۷۰۳۳۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے : مذکورہ بالا روایت میں جس آیت کا ذکر ہے اس کے متعلق علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت فخر وتکبر کرنے والے آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ایک بنو مخزوم میں سے تھا اور دوسرا بنو امیہ میں سے تھا۔ بنو مخزوم کی بدر کے دن اللہ نے جڑ کاٹ دی ہے اور بنو امیہ کو ایک وقت تک سامان دیا گیا ہے۔''

٧٠٣٤ــ عَـنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ عَـنْ قَـوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْـرَ الأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ﴾ فَأَيْنَ

۷۰۳۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا: ''جس دن تبدیل کی جائے گی زمین اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی'' میں نے عرض

(٧٠٣٢) بخاری: ٣٩٧٧.

(٧٠٣٣) طبرانی اوسط: ٧٨٠۔ وفیه، عمروذ و مرة۔ ولم یرو عنه غیر ابی اسحٰق السبیعی وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ١١١٠٢.

(٧٠٣٤) مسلم: ٢٧٩١۔ ترمذی: ٣١٢١۔ ابن ماجه: ٤٢٧٩۔ احمد: ٢٥٣٠٠٠۔ دارمی: ٢٨٠٩.

يَـكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟! فَقَالَ: عَلَى الصِّرَاطِ . (رواه مسلم: ٢٧٩١)

کی: اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: پل صراط پر ہوں گے۔'' (مسلم وترمذی)

شــرح:...... یہ تبدیلی ذاتی اور صفاتی دونوں طرح ممکن ہے۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین اور آسمان ختم کر دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ دوسری زمین اور آسمان پیدا کریں گے اور لوگ تبدیلی کے وقت پل صراط پر ہوں گے۔ یہ تبدیلی اس وقت ہوگی جب لوگ سرزمین دنیا سے موقف محشر کی جانب منتقل ہوں گے۔ (فتح الباری؛۱۱/ ۳۷۶)

سورة الحجر والنحل والإسراء

سورت الحجر، النحل اور بنی اسرائیل کی تفسیر

٧٠٣٥۔ أَبُوْ مُوْسَى' رَفَعَهُ: إِذَا اجْتَمَعَ أَهْلُ النَّـارِوَمَعَهُمْ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ' قَـالَ الْـكُـفَّـارُلِـلْـمُـسْـلِـمِيْنَ: أَلَمْ تَكُوْنُوْا مُسْـلِـمِيْـنَ؟ قَـالُـوْا: بَلَى! قَالُوْا: فَمَا أَغْنَى عَنْكُمْ إِسْلَامُكُمْ وَقَدْ صِرْتُمْ مَعَنَا فِي النَّارِ؟ قَـالُـوْا: كَانَتْ لَنَاذُنُوْبٌ فَأُخِذْنَا بِهَا' فَسَمِعَ اللّٰـهُ مَـا قَـالُوْا' فَأَمَرَبِمَنْ كَانَ فِي النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْـقِبْلَةِ فَأُخْرِجُوْا' فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ مَنْ بَقِـيَ مِـنَ الْـكُفَّارِفِي النَّارِقَالُوْا: يَالَيْتَنَا كُنَّا مُسْلِمِيْنَ' فَنُخْرَجُ كَمَا خَرَجُوْا' ثُمَّ قَرَأَ ﷺ: ﴿الرٰتِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِيْنٍ﴾ اِلَى ﴿مُسْلِمِيْنَ﴾ . (للكبير بلين)

٧٠٣٥۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب اہل جہنم جمع ہوں گے تو ان کے ساتھ، جنہیں اللہ چاہے، اہل قبلہ سے بھی کچھ ہوں گے۔ پس کفار اہل قبلہ مسلمانوں کو کہیں گے: کیا تم لوگ مسلمان نہیں تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہاں! کفار کہیں گے: تمہارا اسلام تمہیں کام نہ آیا اور تم ہمارے ساتھ آگ میں رہو گے۔ تو مسلمان کہیں گے: ہمارے کچھ گناہ تھے ہمیں ان کے بدلے پکڑا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کا مکالمہ سن کر حکم دے گا کہ جو بھی اہل قبلہ میں سے آگ میں ہے اس کو نکال دو۔ جب آگ میں رہنے والے کفار یہ صورت حال دیکھیں تو کہیں گے: ہائے افسوس! ہم بھی مسلمان ہوتے تو ہم بھی نکالے جاتے جیسے وہ نکالے گئے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''الـر۔ یہ کتاب اور بیان کرنے والے قرآن کی آیات ہیں...... مسلمین۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

٧٠٣٦۔ وَلَـهُ بِخَفِيٍّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَفَعَهُ:

٧٠٣٦۔ ''اور الکبیر کی مخفی سند کے ساتھ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے

(٧٠٣٥) طبرانی کبیر۔ وفیه، خالد بن نافع الاشعری۔ قال ابو داود، متروك، قال الذهبی۔ هذا انجاوز فی الحد، فلا یستحق الترك فقد حدچ عنه احمد بن حنبل غیره وبقية رجاله ثقات، هیثمی: ١١١٠٤.

(٧٠٣٦) طبرانی کبیر: ٨٠٤٨۔ وزكریا والراوی عنه لم اعرفهما، هیثمی: ١١١٠٥.

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ نَزَلَتْ فِي الْخَوَارِجِ حِيْنَ رَأَوْا تَجَاوَزَاللّٰهُ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَنِ الأَئِمَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، قَالُوْا: يَالَيْتَنَاكُنَّا مُسْلِمِيْنَ. (للكبير: ٨٠٤٨)

مرفوع روایت ہے: ''کئی بار کفار تمنا کریں گے کہ کاش! وہ مسلمان ہوتے'' یہ آیت خوارج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے خلفاء سے اور اہل سنت والجماعت سے درگذر رفرماتا اور ان کے گناہ بخشتا ہے تو وہ کہیں گے: افسوس ہے! ہمارے لیے کہ ہم بھی مسلمان ہوتے۔''

۷۰۳۷۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُبِنُوْرِاللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي ذٰلِكَ لآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾. (رواه الترمذی: ٣١٢٧)

۷۰۳۷۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست اور بصیرت سے بچتے رہو اس لیے کہ وہ اللہ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''بے شک اس میں علامات ہیں نشان دیکھنے والوں کے لیے۔'' (ترمذی)

۷۰۳۸۔ اِبْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: ﴿أَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ﴾ مَاهَلَكَ قَوْمُ لُوْطٍ إِلاَّ فِي وَقْتِ أَذَانِ الْفَجْرِوَهُوَ وَقْتُ الاسْتِغْفَارِوَالدُّعَاءِ. (للطبراني)

۷۰۳۸۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''ان کو صبح کے وقت چیخ نے پکڑا'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوط علیہ السلام کی قوم کو نہیں پکڑا گیا مگر فجر کی اذان کے وقت اور یہ تو دعا اور استغفار کا وقت ہے۔'' (طبرانی)

۷۰۳۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُوْتِيَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي السَّبْعَ الطُّوَلَ. (رواه النسائی: ٩١٥)

۷۰۳۹۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ کو سات بار بار دہرائی جانے والی جو دی گئی ہیں وہ سات طویل ترین سورتیں ہیں۔'' (النسائی)

شرح:...... سبع مثانی (سات دہرائی جانے والی آیات) سے مراد سورت فاتحہ ہے، یہ طوال (لمبی سورتوں میں شامل نہیں۔ اور سبع مثانی طوال (سات لمبی سورتوں سے مراد) یہ سورتیں ہیں۔ البقرہ، آل عمران، النساء، مائدہ، انعام، اعاف (انفال، توبہ) یہ دونوں ایک ہی شمار ہوتی ہیں۔ اس طرح یہ سات لمبی سورتیں مراد ہیں۔ (عون المعبود: ۱/ ۵۴۵)

۷۰۴۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: هُمْ أَهْلُ

۷۰۴۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ''وہ لوگ

(۷۰۳۷) ترمذی: ۳۱۲۷۔ ضعیف، البانی: ٦٠٧.
(۷۰۳۸) طبرانی کبیر و رجاله ثقات، هیثمی: ١١١١٥.
(۷۰۳۹) نسائی: ۹۱۵۔ صحیح، البانی: ۸۷۸۔ ابو داود: ١٤٥٩.
(۷۰٤۰) بخاری: ٣٩٤٥.

الْـكِتَابِ جَزَّءُ وْهُ أَجْزَاءً فَآمَنُوْا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهِ، يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوْا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ﴾. (رواه البخاري: ٣٩٤٥)

جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا'' سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں جنہوں نے کتاب کے کئی اجزا بنا دیے، بعض پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا۔'' (بخاری)

٧٠٤١ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِـي قَـوْلِـهِ: ﴿لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ عَمَّاكَانُوْا يَـعْـمَـلُـوْنَ﴾ قَـالَ: عَـنْ قَـوْلِ لَاإِلٰـهَ إِلَّااللّٰهُ. (رواه الترمذي: ٣١٢٦)

۷۰۴۱۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ہم ان سب سے سوال کریں گے اس چیز کے بارے میں جو وہ عمل کرتے رہے۔'' یعنی کلمہ لا الــہ الا الـلـہ کے بارے میں سوال ہوگا۔'' (ترمذی)

٧٠٤٢ـ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ: ﴿زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْـعَـذَابِ﴾ قَـالَ: زِيْـدُوْا عَـقَـارِبَ أَنْيَابُهَا كَالنَّخْلِ الطِّوَالِ. (للكبير: ٩١٠٣)

۷۰۴۲۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کے فرمان: ''ہم زیادہ کریں گے عذاب پر عذاب'' کی تفسیر یوں کی کہ اللہ فرمائے گا: بچھو زیادہ کردو جن کے دانت طویل کھجوروں کی مانند ہوں گے۔'' (الکبیر)

٧٠٤٣ــ وَلِلْمَوْصِلِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: هِيَ خَـمْسَةُ أَنْهَـارٍ تَـحْـتَ الْـعَـرْشِ يُعَذَّبُوْنَ بِبَـعْـضِهَـا بِـالـلَّـيْـلِ وَبِبَـعْـضِهَا بِالنَّهَارِ. (للموصلي: ٢٦٦٠)

۷۰۴۳۔ ''الموصلی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ یہ پانچ دریا ہیں جو عرش کے نیچے سے جاری ہوتے ہیں۔ بعض کے ساتھ رات کو اور بعض کے ساتھ دن کو عذاب دیا جائے گا۔''

٧٠٤٤ــ عَـنْ عُثْـمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ كُـنْـتُ عِـنْـدَ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ جَـالِسًـا إِذْ شَـخَّـصَ بِبَـصْـرِهِ ثُـمَّ صَوَّبَهُ حَتَّى كَادَأَنْ يُـلْـزِقَـهُ بِـالأَرْضِ قَالَ: ثُمَّ شَخَّصَ بِبَصَرِهِ فَقَالَ: أَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضَـعَ هٰـذِهِ الآيَةِ بِهٰـذَا الْـمَوْضِعِ مِنْ هٰذِهِ السُّـوْرَةِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُبِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ

۷۰۴۴۔ ''سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا، پھر انہیں جھکا لیا اور قریب تھا کہ زمین کے ساتھ ہی نظریں ٹک جاتیں، پھر سر اوپر اٹھایا اور دیکھا تو فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: یہ آیت اس سورت کی فلاں جگہ رکھو: ''بے شک اللہ انصاف اور احسان اور قرابت داروں کو عطا کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے تاکہ

(٧٠٤١) ترمذی: ٣١٢٦ـ ضعيف الاسناد، البانی: ٦٠٨.

(٧٠٤٢) طبرانی كبير: ٩١٠٣ـ واسانيد رجال بعضها رجال الصحيح، هيثمی: ١١١٨.

(٧٠٤٣) ابو يعلی موصلی: ٢٦٦٠ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١٨٦٠١.

(٧٠٤٤) احمد: ١٧٤٥٩ـ واسناده حسن، هيثمی: ١١١٢٠.

وَإِيْتَـاءِ ذِي الْـقُـرْبَـى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْـمُـنْـكَـرِ وَالْبَـغْـيِ يَـعِـظُـكُـمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾. (رواه أحمد: ١٧٤٥٩)

تم نصیحت حاصل کرو۔“

٧٠٤٥ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَالَ فِي سُوْرَةِ الـنَّـحْـلِ: ﴿مَـنْ كَـفَرَبِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مَـنْ أُكْـرِهَ﴾ إِلَـى قَـوْلِـهِ: ﴿لَهُمْ عَذَابٌ عَـظِيْـمٌ﴾ فَـنُسِخَ وَاسْتَثْنَى مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ﴿ثُـمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِـلَّـذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِـنُـوْا ثُـمَّ جَـاهَدُوْا وَصَبَرُوْا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَـعْـدِهَـا لَـغَفُوْرٌرَحِيْمٌ﴾ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَـعْـدِ بْـنِ أَبِـي سَـرْحٍ الَّذِي كَـانَ عَلَـى مِـصْـرَ كَـانَ يَكْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَزَلَّهُ الشَّيْطَانَ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِفَأَمَرَبِهِ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَلَـهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَجَارَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه النسائى: ٤٠٦٩)

۷۰۴۵۔ ”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ نحل کی آیت کی تفسیر کی: جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ایمان لانے کے بعد مگر وہ جس پر جبر کیا گیا ...... ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔“ کہ اس سے استثنیٰ کیا: ”پھر تیرا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ہجرت کی فتنے میں پڑنے کے بعد، پھر جہاد کیا اور صبر کیا تو بے شک تیرا رب اس کے بعد معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“ اور اس سے مراد عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہے جو مصر پر حاکم رہا ہے ۔ نبی کریم ﷺ کے لیے وحی لکھتا تھا اور شیطان نے گمراہ کیا اور یہ کفار سے جا ملا۔ پس نبی ﷺ نے مکہ فتح کرنے کے دن اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے امن طلب کیا، چنانچہ نبی ﷺ نے اس کو امن دے دیا۔“ (النسائی)

شـــرح:...... تاہم اگر آدمی کی دلی کیفیت درست ہو اور ایمان کی وجہ سے اس پر ظلم کیا اور اسے کلمہ کفر پر مجبور کیا جائے اور یہ زبان سے کفر کہہ دے دل ایمان پر مطمئن ہو تو پھر گرفت نہ ہوگی۔ (گوندلوی)

٧٠٤٦ـــ عَـنْ أُبَـيِّ بْـنِ كَعْبٍ قَالَ: لَمَّاكَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أُصِيْبَ مِنَ الأَنْصَارِأَرْبَعَةٌ وَسِتُّوْنَ رَجُلًا وَمِـنَ الْـمُهَا جِرِيْنَ سِتَّةٌ فِيْهِمْ حَمْزَةُ فَـمَثَّـلُوْا بِهِمْ، فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: لَئِنْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ يَوْمًا مِثْلَ هٰذَا لَنُرْبِيَنَّ عَلَيْهِمْ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ

۷۰۴۶۔ ”سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے دن انصار میں سے چونسٹھ شہید ہوئے اور مہاجرین میں سے چھ نفوس شہید ہوئے۔ ان میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کا مثلہ کیا گیا تھا۔ پس انصار نے کہا: اگر کسی دن ہم ان پر غالب آئے تو ان سے دو گنا افراد کا مثلہ کریں گے، پھر جب مکہ فتح کا دن تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اگر تم انتقام لو تو مثل اس

(٧٠٤٥) نسائی: ٤٠٦٩۔ صحيح الاسناد، البانی: ٣٧٩٣۔ ابو داود: ٤٣٥٨.

(٧٠٤٦) ترمذی: ٣١٢٩۔ حسن، صحیح الاسناد، البانی: ٢٥٠١۔ احمد: ٣٠٧٢٣.

عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ﴾ فَقَالَ رَجُلٌ: لاَ قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُفُّوْا عَنِ الْقَوْمِ إِلَّا أَرْبَعَةً. (رواه الترمذي: ٣١٢٠)

کے لو جو تم سے انتقام لیا گیا تھا اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔'' ایک مرد نے کہا: آج کے بعد قریش نہیں رہیں گے۔ آپ نے حکم دیا کہ چار کے علاوہ دیگر لوگوں سے ہاتھ روک۔'' (الترمذی)

٧٠٤٧ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِي بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطٰهٰ وَالأَنْبِيَاءِ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الأُوْلِ وَهُنَّ مِنْ تِلاَدِي. (رواه البخاري: ٣٩٩٤)

۷۰۴۷۔''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سورت بنی اسرائیل، سورت الکھف، سورت مریم، سورت طہ اور سورت الانبیا یہ اوائل میں نازل ہونے والی سورتیں ہیں اور یہ میری طرف پہلی پہلی دولت ہے۔'' (بخاری)

شرح:...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ سورتیں مکہ میں نازل ہوئی ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں بھی یہ اسی ترتیب سے ہیں جس ترتیب سے یہ مصحف عثمان رضی اللہ عنہ میں ہیں۔ اور یہ اترنے میں مقدم ہیں لیکن مصحف میں انہیں موخر لکھا گیا ہے۔

اور انہیں عتاق کہا گیا ہے جس کا مفہوم ہی یہ ہے کہ پہلے نازل ہونے والی سورتیں ہیں۔ (فتح الباری: ۴۲/۹)

تِلَادی کا معنی بھی یہی ہے کہ قدیم ترین سرمایہ ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن میں سے انہیں سب سے پہلے سیکھا گیا ہے اور ان کا یہ شرف وفضل ہے کہ ان میں قِصَصْ اور انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات و واقعات اور پہلی امتوں کے عبرت ناک سانحات بیان ہوئے ہیں۔ (فتح الباری: ۸/ ۳۸۸)

٧٠٤٨ـ قَوْلُهُ: ﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا﴾ الآيَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمِرَ بَنُوْ فُلاَنَ. (رواه البخاري: ٤٧١١)

۷۰۴۸۔''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اَمَرْنَا مُتْرَفِیهَا کی تفسیر منقول ہے کہ عہد جاہلیت میں جب کوئی خاندان افراد کی کثرت میں بڑھ جاتا تو ہم کہتے اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ۔ فلاں لوگ کثرت میں آ چکے ہیں۔'' (بخاری)

٧٠٤٩ـ أَبُوْ سَعِيْدٍ: لَمَّا نَزَلَتْ:﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ﴾ دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ فَأَعْطَاهَا فَدَكَ. (للكبير بضعف)

۷۰۴۹۔''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: (اور قرابت دار کو اس کا حق دیجیے) تو آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر باغ فدک دے دیا۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

(٧٠٤٧) بخاری: ٤٩٩٤.

(٧٠٤٨) بخاری: ٤٧١١.

(٧٠٤٩) طبرانی کبیر، وفيه، عطية العوفي وهو ضعيف متروك، هيثمی: ١١١٢٥.

۷۰۵۰ـــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ: ﴿أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ يَـدْعُـوْنَ يَبْتَـغُوْنَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ قَالَ كَـانَ نَفَرٌمِنَ الإِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ فَـأَسْـلَمَ النَّفَرُمِنَ الْجِنِّ وَاسْتَمْسَكَ الإِنْسُ بِـعِبَـادَتِهِمْ فَنَزَلَتْ: ﴿أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَـغُـوْنَ إِلَـى رَبِّهِـمُ الْـوَسِيْلَةَ﴾ . (رواه مسلم: ۳۰۳۰)

۷۰۵۰۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں: ''یہ وہ لوگ ہیں جو پکارتے ہیں اور اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔'' کہا: کچھ لوگ انسانوں میں سے جنات کے بعض افراد کی عبادت کرتے تھے پس وہ جنات اسلام لے آئے تو کفار نے جنات کی عبادت جاری رکھی، پس یہ آیت نازل ہوئی: ''یہ لوگ پکارتے اور اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔'' (الشیخان)

۷۰۵۱ـــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِـي قَوْلِـهِ تَـعَالَى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْـنَةً لِـلـنَّـاسِ﴾ قَـالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيهَا رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْـلَةَ أُسْـرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْـمَـقْـدَسِ قَالَ: ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْـقُـرْآنِ﴾ قَـالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ . (رواه البخاري: ۳۸۸۸)

۷۰۵۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''ہم نے نہیں بنایا اس دیکھنے کو جو ہم نے آپ کو (معراج کی رات) دکھایا مگر اس کو لوگوں کے لیے آزمائش (بنا دیا)۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: اس سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے جو معراج کی رات میں آپ کو دیکھا گیا تھا اور الشَّـجَـرَةَ الْمَلْعُونَه سے مراد درخت زقوم ہے۔'' (بخاری وترمذی)

شرح:...... یہ جو آپ ﷺ کو دکھایا گیا تھا یہ وہ نشانیاں ہیں جو بیت المقدس کی راہ میں دیکھی تھیں۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جو آپ ﷺ نے دیکھا ہے کہ میں اور میرے صحابہ کرام مکہ میں داخل ہو رہے ہیں اور جب مشرک رکاوٹ بنے تو بعض لوگ فتنہ میں پڑ گئے۔

ایک قول اس بارے میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے بنو امیہ کو دیکھا ہے وہ میرے اس منبر کی طرف چڑھائی کر رہے ہیں۔

ایک قول ہے کہ آپ کو دکھایا گیا تھا کہ لوگ دنیا کثرت سے پائیں گے اور فتنہ میں پڑیں گے یہ سب باتیں ضعیف ہیں۔ بیت المقدس کی راہ والی نشانیاں دکھانے کی تفسیر سب سے زیادہ درست ہے کہ آپ نے جب وہ بتائیں تو کافر لوگ فتنہ میں پڑ گئے اور ملعون درخت سے بعض نے حکم بن ابی العاص اور اس کی اولاد لی ہے۔ یہ ضعیف تفسیر ہے۔ صحیح تفسیر یہ ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ محمد ﷺ ہمیں بتاتے ہیں کہ آگ میں درخت ہوگا حالانکہ آگ تو درخت کو کھا جاتی ہے یہی ان کا فتنہ تھا۔

(۷۰۵۰) مسلم: ۳۰۳۰۔ بخاری: ۲۷۱۵.

(۷۰۵۱) بخاری: ۳۸۸۸۔ ترمذی: ۳۱۳٤۔ احمد: ۱۹۱۹.

زقوم ایک جنگل کا درخت ہے اس کے پتے چھوٹے اور گول ہوتے ہیں اس کے کانٹے نہیں ہوتے۔ یہ سفید شگوفے والا ہوتا ہے۔ یہ ایک جست سے ہی اگ آتا ہے اور نہایت کمزور ہوتا ہے اس پر شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے اس درخت کا سرا بہت قبیح ہے۔(فتح الباری: ۸/ ۳۹۸)

۷۰۵۲ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ نَدْعُوْكُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ قَالَ: يُدْعَى أَحَدُهُمْ فَيُعْطَى كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا وَيُبَيَّضُ وَجْهُهُ وَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ يَتَلَالَا ، فَيَنْطَلِقُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَيَرَوْنَهُ مِنْ بَعِيْدٍ فَيَقُوْلُوْنَ: اللّٰهُمَّ! ائْتِنَا بِهٰذَا وَبَارِكَ لَنَا فِي هٰذَا حَتَّى يَأْتِيَهُمْ فَيَقُوْلُ: أَبْشِرُوْا لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلُ هَذَا قَالَ: وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُسَوَّدُ وَجْهُهُ وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا عَلَى صُوْرَةِ آدَمَ فَيُلْبَسُ تَاجًا فَيَرَاهُ أَصْحَابُهُ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا اللّٰهُمَّ! لَا تَأْتِنَا بِهٰذَا قَالَ: فَيَأْتِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ: اللّٰهُمَّ! أَخْزِهِ فَيَقُوْلُ: أَبْعَدَكُمُ اللّٰهُ فَإِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلَ هٰذَا. (رواه الترمذی: ۳۱۳۶)

۷۰۵۲۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے اللہ کے فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں: ''جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے۔'' فرمایا: ہر ایک کو بلا کر اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ طویل کر دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ روشن کر دیا جائے گا۔ اس کے سر پر موتیوں سے چمکتا ہوا تاج پہنایا جائے گا، پھر وہ اپنے رفقا کے پاس جائے گا اور وہ اس کے لیے جمع ہوں گے اور دور سے آتے کو دیکھ کر کہیں گے: اے اللہ! اس کو ہمارے پاس پہنچا دے، وہ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا: تم سب کو بشارت ہو۔ سب کے لیے اس کے مثل ہے جو اس کے امام کو دیا گیا ہے جس نے حق کی پیروی کی ہے۔ اور کافر کو اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ سیاہ کیا جائے گا اور جسم ساٹھ ہاتھ طویل کیا جائے گا۔ اور سر پر آگ کا تاج رکھا جائے گا۔ جب اس کے رفقاء اس کو دیکھیں گے تو کہیں گے: ہم اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ یا اللہ! اس کو ہمارے پاس نہ پہنچا۔ تو وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ کہیں گے: اے اللہ! اس کو ذلیل کر دے تو وہ ان کو کہے گا: تمہیں اللہ دور کر دے۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے اس کی مثل ہے۔'' (ترمذی)

۷۰۵۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ:

۷۰۵۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: دُلُوْكُ الشَّمْسِ

(۷۰۵۲) ترمذی: ۳۱۳۶۔ ضعیف الاسناد، البانی: ۶۱۰.

(۷۰۵۳) مؤطا: ۲۰.

دُلُـوْكُ الشَّـمْسِ إِذَا فَاءَ الْفَيْءُ وَغَسَقُ الَّيْلِ اجْتِمَاعُ اللَّيْلِ وَظُلْمَتُهُ . (رواه مالك: ٢٠)

سے مراد نصف النہار کا سایہ مکمل ہونے کے بعد کا وقت ہے۔ اور غَسَـقُ الَّيْلِ سے مراد رات اور اس کی تاریکی جمع ہونے کا وقت ہے۔'' (مالک)

٧٠٥٤ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَـوْلِـهِ: ﴿وَقُـرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُـوْدًا﴾ قَـالَ: تَشْهَـدُهُ مَلائِـكَةُ الـلَّيْلِ وَمَلائِكَةُ النَّهَارِ . (رواه الترمذی: ٣١٣٥)

٧٠٥٤۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: قولہ تعالیٰ: ''فجر کا قرآن حاضر کیا گیا ہے، یعنی فرشتے رات اور دن کے حاضر ہو جاتے ہیں۔''

شرح:......اس کا پہلا حصہ ہے۔ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ۔

اس میں اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو مکمل طور پر نماز قائم کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور اوقات میں ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

دلوک سے مراد ہے زوال کے بعد جب سورج مغربی افق میں مائل ہو تو نماز پڑھو۔ اس میں نماز ظہر اور نماز عصر دونوں شامل ہوئیں۔

غسق اللیل سے رات کی تاریکی مراد ہے۔ اس میں نماز مغرب اور نماز عشاء شامل ہے اور قرآن الفجر سے مراد نماز فجر ہے کیونکہ اس میں قراءت طویل کی جاتی ہے اور رات اور دن کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اسے یہ شرف دیا گیا ہے کہ فجر کا قرآن کہا ہے۔ مراد نماز ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں پانچوں نمازوں کے اوقات بیان ہوئے ہیں کہ ان اوقات میں ادا ہونے والی نمازیں فرض ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وقت نماز کی صحت کے لیے شرط ہے تاہم عذر کی وجہ سے جیسا کہ سفر وغیرہ ہے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء جمع کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان اوقات کو ایک دوسرے میں شامل کیا ہے تو انہیں عذر کی وجہ سے جمع کرنے کی اجازت کا اشارہ ہے جس پر نبی ﷺ نے خود بھی عمل کیا ہے اور امت کو بھی اجازت دی ہے۔

اس حدیث میں فجر کی نماز میں قراءت طویل کرنے کی فضیلت پر بھی دلالت ہے۔ (تیسیر الکریم الرحمٰن: ۴/ ۳۰۶)

٧٠٥٥ـ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ

٧٠٥٥۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں قولہ تعالیٰ: ''قریب ہے تیرا رب تجھے مقام محمود میں پہنچا دے۔'' مراد اس

(٧٠٥٤) ترمذی: ٣١٣٥۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٥٠٧۔ بخاری: ٦٤٩۔ مسلم: ٦٤٩.

(٧٠٥٥) ترمذی: ٣١٣٧۔ صحیح، البانی: ٢٥٠٨۔ احمد: ١٠٤٥٨.

مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ سُئِلَ عَنْهَا قَالَ: هِيَ الشَّفَاعَةُ . (للترمذي: ٣١٣٧)

سے شفاعت ہے۔''

شرح :...... ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ وہ کارنامے سر انجام دیں جو میں نے کرنے کا آپ کو حکم دیا ہے تو میں روز قیامت آپ کو مقام محمود پر فائز کروں گا۔

جب آپ وہاں کھڑے ہوں گے تو خود اللہ تبارک وتعالیٰ اور ساری مخلوق آپ کی ستائش کریں گے۔ (تفسیر: ۳/ ۷۶)

مقام محمود وہ بلند درجہ ہے جب لوگ اس روز قیامت کی ہولنا کیوں اور شدتوں میں غم کے طوفانوں میں گھرے ہوں گے تو آپ ان کے حساب کے لیے اس مقام پر کھڑے ہوکر سفارش کریں گے جس کی وجہ سے انہیں اس نفسانفسی کے عالم سے نجات ملے گی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۷۵)

٧٠٥٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا﴾ . (رواه الترمذي: ٣١٣٩)

۷۰۵۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب نبی کریم ﷺ مکہ میں تھے اور آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اور تو کہہ دے اے میرے رب! داخل کر مجھے سچائی کے داخل ہونے کی جگہ اور نکال مجھے سچائی کے ساتھ اور مجھے اپنے پاس سے مدد دینے والا غلبہ عطا کر۔''

٧٠٥٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيْبٍ ، فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَتَسْأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَأَلُوْهُ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيْبِ وَأَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوْحَى إِلَيْهِ فَقَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوْتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلاَّ قَلِيْلاً﴾ فَقَالَ

۷۰۵۷۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں سے گزر رہا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ لاٹھی کی ٹیک لگائے ہوئے چٹائی پر بیٹھے تھے۔ آپ کے قریب سے یہود کے چند افراد گزرے اور انہوں نے ایک دوسرے کو کہا: ان سے روح کے بارے میں سوال کرو۔ بعض نے کہا: ان سے نہ پوچھو ممکن ہے کہ وہ تمہیں ایسی بات نہ سنا دیں جو تمہیں ناگوار ہو۔ تاہم وہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے ابوالقاسم! ہمیں روح کے متعلق بتاؤ۔

(٧٠٥٦) ترمذی: ٣١٣٩۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٦١١.

(٧٠٥٧) بخاری: ٧٤٥٦۔ مسلم: ٢٧٩٤۔ ترمذی: ٣١٤١۔ احمد: ٤٢٣٦.

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لاَ تَسْأَلُوْهُ. (رواه البخاري: ٧٤٥٦)

آپ تھوڑی ساعت ٹھہر گئے تو میں جان گیا کہ وحی نازل ہو رہی ہے۔ پس میں دور رہا یہاں تک کہ وحی کے بعد جبرئیل علیہ السلام اوپر چلے گئے۔ پھر آپ نے تلاوت کی: ''اور تجھ سے سوال کرتے ہیں روح کے بارے میں، تو کہہ دے: روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا'' تو یہود نے ایک دوسرے کو کہا: ہم نے پہلے ہی تمہیں کہا تھا ان سے سوال نہ کرو۔''

شـــرح :...... اس آیت میں ایک تو یہ رائے ہے کہ یہ مکی ہے اور دوسری رائے ہے کہ یہ مدنی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں اقوال میں یہ مطابقت ہے کہ اس کا نزول دو بار ہوا ہے، ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۴۰۱)

روح کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ اس سے روح انسانی مراد ہے حیوان کی روح مراد ہے۔ (۳) جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ (۴) عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ (۵) قرآنِ کریم مراد ہے۔ (۶) وحی مراد ہے۔ (۷) وہ فرشتہ مراد ہے جو روز قیامت اکیلا ہی صف باندھے گا۔ (۸) اس سے وہ فرشتہ مراد ہے جس کے گیارہ ہزار پر ہیں اور اتنے ہی منہ ہیں۔ (۹) اس سے بنو آدم کی مانند مخلوق مراد ہے جسے روح کہا جاتا ہے وہ انسان کی مانند ہی کھاتی پیتی ہے۔

جنید نے اس روح کے بارے میں کہا ہے کہ یہ سب تاویلات ہیں۔ صحیح موقف یہی ہے کہ اس کی تاویل سے خاموشی اختیار کی جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ادب سکھایا ہے کہ جس طرح قرآنِ پاک نے بیان کیا ہے اسی طرح اسے تسلیم کر لیا جائے۔ اسے خفیہ رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ آدمی کی بے بسی ثابت کی جائے کہ جب یہ اپنی ذات کی حقیقت کشائی سے عاجز ہے تو یہ حق تعالیٰ کی حقیقت کی گہرائی کیا جانے گا۔ قرآن پاک میں جو لفظ روح استعمال ہوا ہے۔ اس سے قرآن، جبریل، وحی اور قوت مراد لی گئی ہے۔ یہاں اس آیہ مبارکہ میں کیا مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ ان مخالفین نے جو بھی پوچھا تھا۔ ان کی رہنمائی کر دی گئی ہے کہ اس کا علم اللہ کو ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ عالم کھڑا ہوا سی حالت میں یا چل رہا ہو اسی حالت میں اس سے سوال کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ اس پر بوجھل نہ بنا دیا جائے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت زیادہ ادب کرتے تھے اور ظن غالب کے مطابق عمل کرتے تھے۔ جب واضح حکم شریعت ہوتا تو پھر اجتہاد کے گھوڑے نہ دوڑاتے تھے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض چیزوں کا علم جو ہے اس کی حقیقت صرف اللہ جانتا ہے اس کے متعلق مطالبہ نہ کیا جائے۔ (فتح الباری: ۸/۴۰۴)

٧٠٥٨ـ وَفِي رِوَايَةٍ: وَمَا أُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا. قَالَ الأَعْمَشُ: هٰكَذَا فِي قِرَاءَتِنَا. (رواه البخاري: ١٢٥)

۷۰۵۸۔ ''اور ایک روایت میں ہے: اور وہ نہیں دیے گئے علم سے مگر تھوڑا۔ امام اعمش نے کہا: ہماری قراءت اسی طرح ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

(٧٠٥٨) بخاري: ١٢٥ـ مسلم: ٢٧٩٤ـ ترمذي: ٣١٤١ـ احمد: ٤٢٣٦.

۷۰۵۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: قَالُوْا: أُوْتِيْنَا عِلْمًا كَثِيْرًا، أُوْتِيْنَا التَّوْرَاةَ وَمَنْ أُوْتِيَ التَّوْرَاةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا فَأُنْزِلَتْ: ﴿قُلْ لَوْكَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ. (رواه الترمذي: ۳۱٤۰)

۷۰۵۹۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ یہود نے کہا: ہمیں بہت زیادہ علم دیا گیا ہے، ہمیں تورات دی گئی ہے اور جس کو تورات دی گئی اس کو خیر کثیر عطا کی گئی تو یہ آیت نازل ہوئی: ''کہہ دو: اگر میرے رب کے کلمات کے لیے سارے سمندر سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے۔''

۷۰٦۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ﴿وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ: أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَارَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوْا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ، وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلاَتَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَتُخَافِتْ بِهَا﴾. ﴿لاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ﴾ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلاَ تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً﴾ أَسْمِعْهُمْ وَلاَتَجْهَرْ حَتَّى يَأْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْآنَ. (رواه البخاري: ۷٤۹۰)

۷۰٦۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''نہ بلند آواز سے اپنی نماز پڑھ اور نہ نماز کو خفیہ ہی پڑھ۔'' کہا! یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ میں چھپے ہوئے تھے۔ جب آپ آواز بلند کرتے تو آواز کو مشرکین سنتے تھے تو قرآن کو اور قرآن نازل کرنے والے کو اور جو قرآن لے کر آیا اس کو برے الفاظ کہتے تھے۔ پس اللہ نے فرمایا: ''نہ بلند کر اپنی نماز، یعنی اپنی قراءت اس قدر کہ مشرکین سن سکیں اور نہ اتنی آواز پست کر کہ تیرے اصحاب بھی نہ سن پائیں اور اس کے درمیان کی راہ اختیار کر۔ اپنے اصحاب کو سنا اور جہر نہ کرتا کہ صحابہ تجھ سے قرآن حفظ کریں۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

شرح:...... یہ جو بظاہر ٹکراؤ نظر آرہا ہے کہ یہ آیت قرآن کی تلاوت کے بارے میں اتری۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ دعا آہستہ کرنے کے بارے میں اتری۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ نماز میں دعا خفیہ کی جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے نزدیک نماز پڑھتے تو دعا کے لیے آواز بلند کرتے تھے۔ تو یہ آیت اتری کہ نماز میں دعا کرتے ہوئے آہستہ آواز رکھیں۔ اس طرح دونوں روایات باہم مطابق ہو جاتی ہیں کہ نماز میں تلاوت اور دعا زیادہ بلند آواز سے نہ کریں تا کہ دشمن کی بدزبانی سے حفاظت رہے۔ (فتح الباری: ۸/ ٤۰٦)

(۷۰۵۹) ترمذی: ۳۱٤۰۔ صحیح الاسناد: ۲۵۱۰۔ احمد: ۲۳۰۹۔

(۷۰٦۰) بخاری: ۷٤۹۰۔ ترمذی: ۳۱٤٦۔ مسلم: ٤٤٦۔ نسائی: ۱۰۱۲۔ احمد: ۱۸۵٦۔

سورة الكهف ومريم

سورت الکہف اور سورت مریم کی تفسیر

٧٠٦١ـ اِبْـنِ عَبَّـاسٍ: كَانَ يَرَى الاسْتِثْنَاءَ وَلَـوْبَـعْـدَ سَـنَةٍ ثُمَّ قَرَأَ:﴿وَلاَ تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّـى فَـاعِـلٌ ذٰلِكَ غَـدًا إِلَّا أَنْ يَشَـاءَ اللّٰـهُ وَاذْكُـرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ﴾يَقُوْلُ إِذَا ذَكَرْتَ. (للكبير والأوسط)

۷۰۶۱۔"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما استثنا جائز قرار دیتے تھے، خواہ سال بعد استثنا کی جائے اور پھر یہ پڑھتے تھے: "اور ہرگز نہ کہو کسی چیز کے بارے میں کہ میں اس کو کل کو کروں گا مگر یہ کہ جو چاہے اللہ۔ اور اگر تو بھول جائے تو جب یاد آئے اپنے رب کو یاد کر۔" وہ کہتے تھے کہ استثنا جائز ہے جب یاد آئے۔" (الکبیر، الاوسط)

٧٠٦٢ـ وَعَـنْـهُ: ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ﴾ قَالَ: إِذَا نَسِيْـتَ الاسْتِثْنَاءَ فَاسْتَثْنِ إِذَا ذَكَرْتَ، قَالَ: هِـيَ خَـاصَّةً لِـلنَّبِيِّ ﷺ وَلَيْـسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَسْتَثْنِيَ إِلَّا فِي صِلَةِ يَمِيْنٍ. (للطبراني)

۷۰۶۲۔"انہی سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اپنے رب کو یاد کر۔ انہوں نے کہا: جب تو استثنا کرنا بھول جائے تو استثنا کر جب تجھے یاد آئے اور انہوں نے کہا: یہ وسعت نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص ہے اور دوسرے کسی کے لیے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ استثنا کرے مگر قسم کے ساتھ متصل استثنا کر سکتا ہے۔" (الطبرانی)

٧٠٦٣ـ وَعَـنْـهُ:﴿مَـا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ﴾ قَـالَ: أَنَـا مِـنْ أُوْلٰـئِكَ الْـقَلِيْلُ، مَكْسُلِمِيْنَا، وَتَـمْـلِيْـخَـا، وَهُـوَ الْـمَبْعُوْثُ بِالْوَرِقِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَمَرْطُوْنَسُ، وَيَنْبُوْنَسُ، وَدردونس، وكـنا سطيطوس، ومنطيو سيسونس وهو الراعي، وَالْكَلْبُ اسْمُهُ قِطْمِيْرُ، قَالَ أَبُوْعَبْدِ الـرَّحْـمٰـنِ: قَـالَ أَبْلَغَنِيْ أَنَّهُ مَنْ كَتَبَ هَذِهِ الأَسْـمَـاءَ فِـي شَـيْءٍ وَطَـرَحَـهُ فِي حَرِيْقٍ سَكَنَ الْحَرِيْقُ. (للأوسط بضعف)

۷۰۶۳۔"انہی سے روایت ہے: اللہ کا فرمان ہے: "ان کو نہیں جانتے مگر تھوڑے۔" انہوں نے کہا: میں ان تھوڑے لوگوں میں سے ہوں اور میں اصحاب کہف کی تعداد جانتا ہوں مکسلینا اور تملیخا اس کو سکہ دے کر شہر روانہ کیا تھا۔ مرطوس، ینبونس، دردونس، کناسطیطوس اور منطیو سیسونس یہ ریوڑ والا ہے اور کتے کا نام قطمیر ہے۔ ابو عبدالرحمٰن نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جو شخص ان اسما کو لکھ کر جلتی چیز پر ڈال دے تو جلنے سے ٹھہر جائے۔" (الاوسط سند ضعیف ہے)

٧٠٦٤ـ عَـنْ سَـعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ قَالَ

۷۰۶۴۔"سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا: الباقیات الصالحات

(٧٠٦١) طبراني كبير، طبراني اوسط، ورجال ثقات، هيثمي: ١١١٤٨.

(٧٠٦٢) طبراني في ثلاثة وفيه، عبد العزيز بن حصين وهو ضعيف، هيثمي: ١١١٤٩.

(٧٠٦٣) طبراني اوسط وفيه يحيىٰ بن ابى روق، وهو ضعيف، هيثمي: ١١١٥٠.

(٧٠٦٤) مؤطا: ٤٨٩.

فِـي: ﴿البَـاقِيَـاتُ الـصَّالِحَاتُ﴾ إِنَّهَا قَوْلُ الْـعَبْدِ: اللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلاَ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَلاَ حَـوْلَ وَلاَ قُـوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ . (رواه مالك: ٤٨٩)

یہ کلمات ہیں جب بندہ کہتا ہے! اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔" (مالک)

٧٠٦٥ـــ عَـنْ سَعِيـدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْـنِ عَبَّـاسٍ إِنَّ نَـوْفًـا الْبَـكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُـوسَـى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَى صَـاحِـبَ بَـنِـي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَـذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَـمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ إِنَّ مُوسَى قَامَ خَـطِيبًـا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْـلَـمُ فَـقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْـعِـلْـمَ إِلَيْـهِ فَـأَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اِنَّ لِيْ عَبْدًا بِـمَـجْـمَـعِ الْبَـحْـرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُـوْسَـى يَـا فَـكَيْفَ لِيْ بِهِ قَالَ تَأْخُذُ مَعَكَ حُـوْتًـا فَتَـجْـعَـلُهُ فِي مِكْتَلٍ حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْـحُـوتَ فَهُـوَ ثَـمَّ فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِـكْتَـلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعُ بْـنُ نُـونٍ حَتَّـى إِذَا أَتَيَـا الـصَّـخْرَةَ وَضَعَا رُئُـوسَـهُـمَـا فَـنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْـمِـكْتَـلِ فَـخَـرَجَ مِـنْـهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ (فَـاتَّـخَـذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا) فَأَمْسَكَ الـلّٰـهُ عَـنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْـلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ

٧٠٦٥۔ "سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ جن موسیٰ کی خضر کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی وہ بنی اسرائیل کے رسول سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کے دشمن نے غلط کہا ہے۔ مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ انسانوں میں سب سے زیادہ علم کسے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا کیونکہ انہوں نے علم کی اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعے بتایا کہ دو دریاؤں کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں ان تک کیسے پہنچ پاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی لے لو اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لو۔ وہ جہاں گم ہو جائے میرا وہ بندہ وہیں ملے گا۔ چنانچہ آپ نے مچھلی لی اور زنبیل میں رکھ کر روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے خادم یوشع بن نون بھی تھے۔ جب یہ دونوں چٹان کے پاس آئے تو سر رکھ کر سو گئے۔ ادھر مچھلی زنبیل میں تڑپی اور باہر نکل گئی اور اس نے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔ مچھلی جہاں گری تھی اللہ تعالیٰ نے وہاں پانی کی

(٧٠٦٥) بخاری: ٤٧٢٥۔ ترمذی: ٣١٤٩۔ مسلم: ٢٣٨٠۔ احمد: ٢٠٦١١.

يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوْسَى (لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَائَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا) قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ (أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا) قَالَ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ لَهُ مُوسَى (ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا) قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ (إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا) يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى (سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا) فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ (فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا) فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوْهُمْ

روانی کو روک دیا اور اس پر پانی ایک طاق کی طرح بن گیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو یوشع ان کو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گئے۔ اس لیے دن اور رات کا جو حصہ باقی تھا اس میں چلتے رہے۔ دوسرے دن موسیٰ علیہ السلام نے خادم سے فرمایا کہ اب کھانا لاؤ، سفر نے ہمیں بہت تھکا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت تک نہیں تھکے تھے جب تک وہ اس مقام سے نہ گزر چکے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ خادم نے ان سے کہا: آپ نے نہیں دیکھا کہ جب ہم چٹان کے پاس تھے تو میں مچھلی کے متعلق بتانا بھول گیا اور شیطانوں نے یاد رہنے نہیں دیا۔ اس نے تو عجیب طریقے سے اپنا راستہ بنا لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کو تعجب ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہی جگہ تھی جس کی ہم تلاش میں تھے۔ چنانچہ دونوں حضرات یہاں سے واپس لوٹے۔ دونوں اپنے نقش قدم پر چلتے چلتے آخر اس چٹان تک پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک صاحب وہاں کپڑے میں لپٹے ہوئے بیٹھے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا۔ خضر علیہ السلام نے کہا: تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آ گیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا: بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں، آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ جو ہدایت کا علم آپ کو حاصل ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: موسیٰ! آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ مجھے اللہ کی طرف سے ایک خاص علم ملا ہے جسے آپ نہیں جانتے اور آپ کو جو علم اللہ کی طرف سے ملا ہے وہ میں نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں

فَعَرَفُوْا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ بِالْقَدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا (لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِي صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِي عُسْرًا) قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتِ الْأُوْلَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُسْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلا مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هَذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى (أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا) قَالَ وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى (قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ) قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ

آپ کے خلاف نہیں کروں گا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو کسی چیز کے متعلق سوال نہ کرنا۔ یہاں تک کہ میں خود آپ کو اس کے متعلق بتاؤں۔ اب یہ دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ اتنے میں ایک کشتی گزری انہوں نے کشتی والوں سے بات کی کہ انہیں بھی اس پہ سوار کرلیں۔ کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کسی کرائے کے بغیر انہیں سوار کرلیا۔ جب یہ دونوں کشتی پر بیٹھ گئے تو خضر علیہ السلام نے کلہاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو خضر علیہ السلام سے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرائے کے اپنی کشتی میں سوار کیا ہے اور آپ نے ان کی کشتی چیر ڈالی تاکہ سارے مسافر ڈوب جائیں۔ آپ نے بڑا ناگوار کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے آپ سے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جو بات میں بھول گیا تھا اس پر آپ مجھے معاف کردیں اور میرے معاملے میں تنگی نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پہلی مرتبہ موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کو ٹوکا تھا۔

اتنے میں ایک چڑیا آئی اور اس نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر سمندر کے پانی میں اپنی چونچ ماری تو خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے اور آپ کے علم کی حیثیت اللہ کے علم کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جتنا اس چڑیا نے سمندر کے پانی سے کم کیا ہے۔ پھر یہ دونوں کشتی سے اتر گئے۔ ابھی وہ سمندر کے کنارے چل ہی رہے تھے کہ خضر علیہ السلام نے ایک بچے کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے اس بچے کا سر اپنے ہاتھ میں دبایا اور اسے سر سے جدا کردیا اور اس کی جان لے لی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے ایک بے گناہ کی

الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا (لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ) إِلَى قَوْلِهِ (ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ.

جان بغیر کسی جان کے بدلے لے لی۔ یہ آپ نے بڑا ناپسندیدہ کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ یہ کام تو پہلے سے بھی زیادہ سخت تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس مرتبہ بھی معذرت کی کہ اگر میں نے اس کے بعد بھی آپ سے کوئی سوال کیا تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیے گا۔ آپ میرا بار بار عذر سن چکے ہیں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کہا کہ ہمیں اپنا مہمان بنا لو، لیکن انہوں نے میزبانی سے انکار کیا۔ پھر انہیں بستی میں دیوار دکھائی دی جس بس گرنے ہی والی تھی، وہ جھک رہی تھی۔ خضر علیہ السلام کھڑے ہوئے اور دیوار اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں کے ہاں ہم آئے اور ان سے کھانے کے لیے کہا تو انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کر دیا۔ اگر آپ چاہتے تو دیوار سیدھا کرنے کی اجرت وصول کر سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم تو چاہتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا ہوتا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تلاوت کرتے تھے۔ کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو چھین لیا کرتا تھا اور اس کی بھی آپ تلاوت کرتے تھے کہ وہ غلام کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔

٧٠٦٦ــ وفي رواية: بَيْنَمَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْمِهِ يُذَكِّرُهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ وَأَيَّامُ اللَّهِ نَعْمَاؤُهُ وَبَلَاؤُهُ إِذْ قَالَ مَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ رَجُلًا خَيْرًا وَأَعْلَمَ مِنِّي. وفيه: حُوتًا مَالِحًا. وفيه: مُسَجًّى ثَوْبًا مُسْتَلْقِيًا عَلَى الْقَفَا أَوْ قَالَ عَلَى حَلَاوَةِ الْقَفَا. وفيه: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى لَوْلَا أَنَّهُ عَجَّلَ لَرَأَى الْعَجَبَ وَلَكِنَّهُ أَخَذَتْهُ مِنْ صَاحِبِهِ ذَمَامَةٌ ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا

٧٠٦٦۔ ''ایک روایت میں ہے: ایک دن موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں ان کو اللہ کے ایام یاد کرا رہے تھے، اللہ کے ایام سے مراد اللہ کے سابقہ امتوں پر انعام یا دیگر عذاب ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں زمین پر زیادہ بہتر یا زیادہ ذی علم اپنے علاوہ کسی کو نہیں جانتا۔ اور اس روایت میں ہے کہ مچھلی کو نمک لگایا گیا تھا، یعنی بھنی ہوئی تھی۔ اور اس میں ہے: کپڑا تان کر گردن کے بل لیٹا تھا۔ اور اس میں ہے: اللہ کی ہم پر اور موسیٰ پر رحمت نازل ہو۔ اگر وہ جلدی نہ کرتے تو عجائبات دیکھتے مگر ان کو اپنے ساتھی کی کفالت میں رہنا پسند نہ آیا اور

(٧٠٦٦) مسلم: ٢٣٨٠.

تُـصَـاحِبْـنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا﴾ . وَفِيْـهِ: ﴿فَـانْـطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ﴾ لِـئَـامًا فَطَافَا فِي الْمَجَالِسِ فَ ﴿اسْتَطْعَمَا أَهْـلَهَـا فَـأَبَـوْا أَنْ يُّـضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِـدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْشِئْتَ لاَتَّـخَـذْتَ عَـلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْـنِكَ﴾ وَفِيْــهِ: ﴿أَمَّــا السَّـفِيْنَةُ فَكَـانَتْ لِـمَسَـاكِيْـنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ، فَـإِذَا جَـاءَ الَّـذِيْ يُسَخِّرُهَا وَجَدَهَا مُـنْـخَرِقَةً فَتَجَاوَزَهَا فَأَصْلَحُوْهَا بِخَشَبَةٍ . وَفِيْهِ: ﴿وَأَمَّا الْغُلاَمُ﴾ فَطُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا وَكَـانَ أَبَـوَاهُ قَـدْ عَـطَـفَاعَلَيْهِ فَلَوْأَنَّهُ أَدْرَكَ أَرْهَـقَهُـمَـا طُـغْيَـانًا وَكُفْرًا . (رواه مسلم: ٢٣٨٠)

٧٠٦٧ــ وَمِـنْهَا: وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُـقَـالُ لَهَا الْحَيَاةُ لاَيُصِيْبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ إِلاَّحَيِـيَ فَـأَصَـابَ الْـحُوْتَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْـعَيْـنِ قَـالَ فَتَـحَـرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ . (رواه البخاري: ٤٧٢٧)

٧٠٦٨ــ وَمِـنْهَـا: أَنَّـهُ قِيْلَ لَهُ: خُذْنُوْنًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَـهُ فِـي مِـكْتَـلٍ فَـقَـالَ لِفَتَاهُ: لاَأُكَلِّفُكَ إِلاَّ أَنْ تُـخْبِـرَنِـي بِـحَيْـثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ قَالَ: مَاكَلَّفْتَ كَثِيْرًا .

''کہہ دیا کہ اگر اس کے بعد میں تجھ سے کوئی سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا میری جانب سے تیرے پاس عذر موجود ہوگا۔'' اس میں ہے کہ ''وہ چلے یہاں تک کہ وہ ایک بستی میں آئے۔'' یعنی بخیلوں کی بستی میں آئے اور ان کے علاقوں میں گھومے پھرے کھانا طلب کیا تو انہوں نے مہمانی (کھانے) کا انکار کر دیا، پھر انہیں وہاں ایک دیوار نظر آئی جو گرنے کے قریب تھی تو اس نے اسے درست کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اگر تو چاہتا تو اس کی اجرت لے لیتا۔ خضر علیہ السلام نے کہا: یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے۔) اور اس میں ہے کہ ''کشتی مساکین کی تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے......'' جب کشتیاں غصب کرنے والا آیا تو ٹوٹی پھوٹی کشتی دیکھ کر گذر گیا اور کشتی والوں نے تختہ لگا کر پھر درست کر دی۔ اور اس میں ہے: اور لڑکا فطرتاً کافر تھا۔ اور ماں باپ اس پر مہربان تھے پس اگر جوان ہو جاتا تو ان کو سرکشی اور کفر کی طرف لے جاتا۔''

۷۰۶۷۔ ''اور ایک روایت میں ہے: اور چٹان کے نیچے چشمہ تھا جس کو آبِ حیات کہا جاتا تھا، جو چیز وہ پانی پی لیتی وہ زندہ ہو جاتی تھی۔ پس مچھلی کو اس چشمے کا پانی پہنچا تو وہ حرکت میں آ گئی اور سمندر میں پھسل گئی۔'' (بخاری)

۷۰۶۸۔ ''ان میں سے ہے: موسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا تھا کہ ایک مردہ مچھلی آپنے ساتھ رکھو یہاں تک کہ اس میں روح پھونکی جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے مچھلی لے کر اپنی ٹوکری میں رکھ دی اور اپنے جوان کو کہا: تیرے ذمہ کوئی کام نہیں لگاؤں گا مگر یہ کہ تو مجھے صرف یہ بتا کہ مچھلی تیرے پاس سے کہاں جدا ہوئی؟ تو اس نے کہا: یہ

(٧٠٦٧) بخاری: ٤٧٢٧۔ مسلم: ٢٣٨٠۔ ترمذی: ٣١٤٩۔ احمد: ٢٠٦١١.

(٧٠٦٨) بخاری: ٤٧٢٦۔ مسلم: ٢٣٨٠۔ ترمذی: ٣١٤٩۔ احمد: ٢٠٦١١.

وَفِيْهِ: فَوَجَدَا خَضِرًا عَلَى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ، وَأَنَّ الْخَضِرَ قَالَ: أَمَا يَكْفِيْكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيْكَ؟ يَامُوْسَى! إِنَّ لِي عِلْمًا لاَيَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لاَيَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ. وَفِيْهِ: فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّيْنِ. وَفِيْهِ: ﴿فَخَشِيْنَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾ أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبُّهُ عَلَى أَنْ يُتَابِعَاهُ عَلَى دِيْنِهِ ﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً﴾. (رواه البخاري: ٤٧٢٦)

کوئی بڑی ذمہ داری نہیں ہے۔ اور اس میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کو سمندر پر سبز چادر بچھا کر لیٹا ہوا پایا۔ اور خضر نے کہا: اے موسیٰ! کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ تورات تیرے پاس ہے اور تیرے پاس وحی بھی آتی ہے؟ اے موسیٰ! میرے پاس جو علم ہے وہ تیرے لیے حاصل کرنا مناسب نہیں ہے اور تیرے پاس جو علم ہے میرے لیے حاصل کرنا مناسب نہیں۔ اور اس میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے لڑکے کو لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا۔ اور اس میں ہے کہ ”ہمیں خوف تھا کہ یہ ماں باپ کو سرکشی اور کفر میں لیجائے گا“ یعنی اس محبت ان دونوں کو اس کے دین کی طرف مائل کر دے گی اور وہ اس کی پیروی کریں گے۔ چنانچہ ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر، پاکیزہ بیٹا عطا کرے گا۔“

٧٠٦٩ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوْسَى، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّبِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هٰذَا فِي صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِي سَأَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ إِلَى لُقِيِّهِ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: بَيْنَمَا مُوْسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمُ مِنْكَ؟ قَالَ مُوْسَى: لاَ! فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى مُوْسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ بِنَحْوِهِ. (رواه البخاري: ٧٤)

٧٠٦٩۔ ”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس بن حصن الفزاری کے درمیان جھگڑا ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کا وہ رفیق کون تھا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وہ خضر علیہ السلام تھے۔ اتنے میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کے قریب سے گذرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو آواز دی اور کہا: اے ابو طفیل! میرااور میرے رفیق کا موسیٰ علیہ السلام کے اس رفیق کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے جس کی ملاقات کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے راستے کا سوال کیا تھا تو کیا آپ نے ان کے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں؟ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس دوران کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سرداروں میں بیٹھے تھے کہ ایک مرد نے آ کر سوال کیا: کیا تجھے اپنے سے بڑا عالم کوئی معلوم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمادیا: نہیں۔ پس اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میرا بندہ حضر تجھ سے زیادہ صاحب علم ہے۔“

٧٠٧٠ـ وَمِنْهَا :فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا لَقِيَا غِلْمَانًا

٧٠٧٠۔ ”اور ایک روایت میں ہے: پس وہ دونوں چلتے رہے

(٧٠٦٩) بخاری: ٧٤۔ مسلم: ٢٣٨٠۔ ترمذی: ٣١٤٩۔ احمد: ٢٠٦١١.

(٧٠٧٠) مسلم: ٢٣٨٠۔ بخاری: ٧٤۔ ترمذی: ٣١٤٩۔ ابو داود: ٣٩٨٤۔ احمد: ٢٠٦٠٦.

يَـلْـعَبُـوْنَ قَـالَ: فَانْطَلَقَ إِلَى أَحَدِهِمْ بَادِيَ الـرَّأْيِ فَـقَتَـلَـهُ فَـذُعِرَعِنْدَهَا مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَعْـرَـةً مُـنْـكَـرَـةً (قَـالَ أَقَتَلْـتَ نَفْساًزَاكِيَةً) بِنَحْوِهِ. (رواه مسلم: ٢٣٨٠)

یہاں تک کہ دونوں کو کچھ لڑکے کھیلتے نظر آئے پس خضر علیہ السلام ان میں سے ایک کی طرف گئے اور جلد ہی قتل کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام خوف زدہ ہو گئے اور شدید انکار کیا اور کہا: تو نے تو ایک بے گناہ پاپا کباز آدمی قتل کر دیا ہے۔'' (مثل سابقہ روایت کے ہے)

٧٠٧١ــ وَفِي رِوَايَةٍ:(قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَـطِيْـعَ مَعِيَ صَبْرًا)كَانَتِ الأُوْلَى نِسْيَانًا وَالْـوُسْـطَـى شَـرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا. (رواه الترمذي: ٢٧٢٨)

۷۰۷۱۔''ایک اور روایت میں ہے، کہا: ''کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا؟'' چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا سوال بھول سے تھا دوسرا بطور شرط تھا اور تیسرا سوال جان بوجھ کر کیا تھا۔''

٧٠٧٢ـ وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَ الْحُوْتُ قَدْأُكِلَ مِـنْـهُ فَـلَـمَّـا قُطِرَعَلَيْهِ الْمَاءُ عَاشَ. (رواه الترمذي: ٣١٤٩)

۷۰۷۲۔''ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مچھلی کا کچھ حصہ کھایا گیا تھا اور جب اس پر پانی کا قطرہ ٹپکا تو وہ زندہ ہو گئی۔'' (الشیخان والترمذی)

٧٠٧٣ــ وَلَـهُ عَـنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَفَعَهُ' كَانَ الْكَنْزُ ذَهَبًا وَفِضَّةً. (للترمذي: ٣١٥٢)

۷۰۷۳۔'' ترمذی کی ایک روایت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے اور اس میں ہے کہ خزانہ سونا اور چاندی تھا۔''

شرح :...... ان احادیث سے درج ذیل اہم مسائل حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ علم میں اضافے کی حرص رکھنا مستحب عمل ہے۔

۲۔ علمائے کرام کی طرف طلب علم کے لیے جانا اور اس بارے میں مصائب اٹھانا انبیاء کا شیوہ ہے۔

۳۔ آزاد آدمی سے خدمت لینا جائز ہے اور خادم اپنے مخدوم کی فرمانبرداری کرے اور اگر کسی نے بھول کر کوئی عمل کیا جو خلاف طبع ہو تو اس بھول سے درگزر کیا جائے۔

۴۔ خضر علیہ السلام نبی تھے۔ انہوں نے کشتی میں سوراخ کرنے، بچے کو قتل کرنے اور دیوار درست کرنے کی وجہ بیان کرنے کے بعد کہا تھا کہ یہ میں نے خود نہیں کیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ خضر علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔

۵۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بیماری یا تھکاوٹ کے وقت یہ کہنا کہ مجھے تکلیف ہے یہ خلاف صبر نہیں۔ تاہم اللہ کی تقدیر پر ساتھ رضا مندی ہو اس کا گلہ نہ ہو۔ یہ کہہ کر صرف دوسرے سے معاونت لینا مقصد ہو۔

(٧٠٧١) بخاري: ٢٧٢٨ـ مسلم: ٢٣٨٠ـ ترمذي: ٣١٤٩ـ احمد: ٢٠٦١١.

(٧٠٧٢) ترمذي: ٣١٤٩ـ صحيح، الباني: ٢٥١٧ـ بخاري: ٧٤٧٨ـ مسلم: ٢٣٨٠ـ ابو داود: ٤٧٠٧ـ احمد: ٢٠٦٢٨.

(٧٠٧٣) ترمذي: ٣١٥٢ـ ضعيف جدًا، الباني: ٦١٤.

٦۔ ضیافت کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے جب اشد ضرورت ہو۔

٧۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ادب کا درس بھی ہے کہ قباحت والی بات اس کی طرف منسوب نہ کی جائے اگر چہ ہر حسن وقبیح اسی کی طرف سے ہوتا ہے۔ دیکھیے خضر علیہ السلام نے کشتی میں عیب کرنے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور خیر کی نسبت اللہ کی طرف کی ہے کہ تیرے رب نے ارادہ کیا ہے کہ یتیم بلوغت تک پہنچیں اور اپنا خزانہ لیں، یہ خیر ہے جو اللہ کی طرف کی ہے۔ (فتح الباری: ۴۲۲/۸)

٧٠٧٤ــ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ: لاَإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فَتَحَ الْيَوْمُ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ. (رواه البخاري: ٣٣٤٦)

۷۰۷۴۔ ''ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس خوف زدہ حالت میں داخل ہوئے اور کہا: نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ، عربوں کے لیے ہلاکت ہے اس شر کی جو قریب آ چکا ہے۔ آج کے دن یا جوج ماجوج کی دیوار سے اس مقدار کا حصہ کھولا گیا ہے۔ اور انگھوٹھے اور اس کے ساتھ کی انگلی کا حلقہ بنایا۔ وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں ہلاک کیا جائے گا جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں جب خباثت زیادہ ہو جائے گی۔''

٧٠٧٥ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّدِّ قَالَ: يَحْفِرُوْنَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوْا يَخْرِقُوْنَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمِ: ارْجِعُوْا فَسَتَخْرِقُوْنَهُ غَدًا، فَيُعِيْدُهُ اللّٰهُ كَأَشَدِّ مَاكَانَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مُدَّتَهُمْ وَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَالَ الَّذِيْ عَلَيْهِمِ: ارْجِعُوْا فَسَتَخْرِقُوْنَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَاسْتَثْنَى قَالَ: فَيَرْجِعُوْنَ فَيَجِدُوْنَهُ كَهَيْئَتِهِ حِيْنَ تَرَكُوْهُ

۷۰۷۵۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ دیوار میں ہر روز کھدائی کرتے ہیں اور جب دیوار توڑنے کے قریب پہنچ جاتے ہیں تو ان کا نگران کہتا ہے: آج واپس جاؤ تم کل اس کو گراؤ گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔ جب انکی مقررہ مدت پوری ہو گی اور اللہ تعالیٰ ان کو انسانوں پر چھوڑنا چاہے گا تو ان کا سردار کہے گا: آج لوٹ جاؤ کل ان شاء اللہ تم کھول دو گے۔ جب وہ ان شاء اللہ کہیں گے اور اگلے

(٧٠٧٤) بخاری: ٣٣٤٦۔ مسلم: ٢٨٨٠۔ ترمذی: ٢١٨٧۔ احمد: ٢٦٨٧٠۔ ابن ماجه: ٣٩٥٣.

(٧٠٧٥) ترمذی: ٣١٥٣۔ صحیح، البانی: ٢٥٢٠۔ ابن ماجه: ٤٠٨٠.

فَيَخْرِقُوْنَهُ فَيَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُوْنَ الْـمِيَاهَ وَيَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْمُوْنَ بِسِهَامِهِمْ فِـي السَّـمَـاءِ فَتَـرْجِـعُ مُـخَضَّبَةً بِالدِّمَاءِ، فَيَقُوْلُوْنَ: قَهَرْنَا مَنْ فِي الأَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِي السَّمَاءِ قَسْوَةً وَعُلُوًّا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نَـغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَهْلِكُوْنَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُـحَـمَّـدٍ بِيَـدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الأَرْضِ تَسْـمَـنُ وَتَبْـطَـرُ وَتَشْكَرُ شَكَرًا مِنْ لُحُوْمِهِمْ. (رواه الترمذي: ٣١٥٣)

دن واپس آ کر دیکھیں گے تو جیسی دیوار چھوڑ کر گئے تھے ویسی ہی موجود ہوگی پس توڑ کر لوگوں پر حملہ آ وار ہونگے۔

پانی پئیں گے اور لوگ ان سے بھاگ جائیں گے۔ وہ آسمان کی طرف اپنے تیر چلائیں گے تو وہ خون آلودہ ہو کر زمین پر واپس آئیں گے۔ پس یاجوج ماجوج کہیں گے: ہم زمین پر بھی غالب آ چکے ہیں اور آسمان سے بھی بلند تر بن چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردن میں پھوڑا پیدا کر دے گا اور وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کھا کر بہت موٹے تازے ہوں گے اور بہت زیادہ شکر کریں گے۔'' (ترمذی)

شــرح:...... (۱) ایک شبہ یہ ہوسکتا ہے کہ قرآن پاک میں یہ ہے کہ جب یہ دیوار ذوالقرنین نے بنائی تو انہوں نے کہا:

﴿فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَ مَااسْتَطَاعُوْالَهٗ نَقْبًاo﴾ (الكهف: ۹۷)

''انہیں طاقت نہیں کہ اس دیوار پر چڑھ جائیں اور نہ ہی انہیں اس میں سوراخ کی طاقت ہے۔''

جبکہ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ وہ اس دیوار کو کرید یں گے یہ مخالفت ظاہر ہو رہی ہے۔ اس کا ازالہ یوں ہے کہ آیت گذشتہ وقت بتا رہی ہے کہ اب وہ اس پر نہ چڑھ سکیں گے، نہ اسے کرید سکیں گے۔ اور حدیث بتا رہی ہے کہ مستقبل میں ایسا ہوگا کہ وہ اسے کرید سکیں گے کیونکہ حدیث ہی یہ بتا رہی ہے کہ جب اللہ کا ارادہ ہوگا کہ یہ نکلیں تو تب کرید لیں گے اور قرآن پاک میں بھی ہے:

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ﴾ (الكهف: ۹۸)

''جب تیرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے ریزہ ریزہ کر دے گا۔''

اور دوسری جگہ بھی قرآن پاک اس کی تائید کر رہا ہے:

﴿حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَo﴾ (الانبياء: ۹۶)

''یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے نکل آئیں گے۔''

ثابت ہوا کہ انہوں نے جب علامت قیامت بن کر کھلنا ہے اس وقت یہ دیوار ٹوٹ جائے گی۔ اس صورت میں قرآن اور حدیث کے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہا۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۸۹)

(۲) یہاں ویل للعرب کہا گیا ہے کہ ان کے لیے افسوس ناک صورت حال ہے۔عرب کو اس بارے میں خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کا زیادہ تر حصہ یہی تھے اور شر سے مراد یہ ہے جو آپ ﷺ کے بعد فتنے بپا ہوئے تھے۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت، اس کے بعد مسلمانوں کی حالت یہ ہوگئی کہ عرب امت کھانے والوں کا لقمہ بن گئی اور بھوکے اسے کھانے کے لیے جھپٹ پڑے۔

دوسری صورت میں شر سے مراد یہ بھی ہوسکتی ہے جس میں عرب اور غیر عرب سب شامل ہیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا رات کو کتنے ہی فتنے اتارے گئے ہیں۔اس سے ادھر اشارہ تھا جو آپ کے بعد فتوحات ہوئیں اور مال کی فراوانی ہوئی اور آپس میں مقابلہ آرائی ہوئی اور یہ چیز فتنہ انگیزی کا باعث ہوگئی اور حکومت و امارت کے حصول میں دوڑ لگ گئی اور قتل و غارت ہوئی یہ بھی اس سے مراد ہے۔

اور ہاتھ سے حلقہ بنا کر اشارہ دیا تھا کہ یاجوج اور ماجوج کی دیوار کھلنے میں معمولی رکاوٹ رہ جائے گی تو وہ دوسرے دن ٹوٹ جائے گا اور یہ نکل کر دنیا میں پھیل جائے گی۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہِ طور میں محفوظ کرلیں گے اور یاجوج ماجوج زمین کا پانی پی جائے گی۔اس وقت بیل کی سری سو دینار سے قیمتی ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردن میں ایک پھنسی نکالے گا کہ یہ سب مر جائیں گے پھر ان کی لاشوں کو پرندے اٹھا کر لے جائیں گے اور ان کی چربی کی بدبو دور کرنے کے لیے بارش بھیجیں گے۔ زمین شیشے کی مانند شفاف ہوگی۔ یہ بڑی سرکش قوم تھی جو ختم کی گئی۔ جب لوگ ان سے بچنے کے لیے چھپ جائیں گے تو یہ کہیں گے: ہم نے زمین والے تو مار دیے اب آسمان والوں کو مارتے ہیں۔ یہ آسمان پر تیر پھینکیں گے۔ وہ خون آلود واپس آئے گا۔ یہ کہیں گے: آسمان والے بھی مار دیے ہیں۔ تب انہیں تباہ کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد زمین میں بڑی برکت ہوگی۔ایک انار ایک جماعت کھائے گی۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک ہوا کے ذریعے سے ہر مسلمان کی روح قبض کرلیں گے اور زمین پر فاسق و فاجر رہ جائیں گے۔ان پر قیامت بپا ہوگی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب خباثت زیادہ ہو جائے اور اسے روکا نہ جائے تو یہ اچھے لوگوں کو بھی برباد کر دیتی ہے، بعد میں انہیں نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (فتح الباری:۱۳/ ۱۰۹)

٧٠٧٦ـ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالاً﴾ هُمُ الْحَرُوْرِيَّةُ قَالَ: لاَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارَى أَمَّا الْيَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ

۷۰۷۶۔ ''مصعب بن سعد نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سوال کیا اللہ کے اس قول کے بارے میں: ''کیا ہم تمہیں خبر دیں اعمال میں خسارہ پانے والوں کی'' کہ اس سے حروری خارجی مراد ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں بلکہ یہود ونصاریٰ مراد

(٧٠٧٦) بخاري: ٤٧٢٨.

وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَاطَعَامَ فِيْهَا وَلَاشَرَابَ وَالْحُرُوْرِيَّةُ ﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهِ﴾ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيْهِمُ الْفَاسِقِيْنَ. (رواه البخاري: ٤٧٢٨)

ہیں یہود نے محمد ﷺ کی تکذیب کی ہے اور نصاری نے جنت کی بھی نفی کر دی ہے اور کہتے ہیں کہ نہ اس میں کھانا ہوگا اور نہ پینا ہوگا۔ اور حروری فرقے نے اللہ سے عہد کر کے توڑا ہے) اور سعد رضی اللہ عنہ ان کو فاسق کہا کرتے تھے۔'' (بخاری)

شرح:...... حروراء ایک بستی ہے۔ خارجیوں نے سب سے پہلے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف یہاں سے ہی بغاوت کی تھی۔

اس آیہ مبارکہ کا مصداق یہ خارجی اور دیگر بدعت پسند اس لیے قرار پاتے ہیں کہ انہوں نے بے بنیاد عبادات کی ہیں۔ انہوں نے اپنی عمریں بدعات کی ایجاد میں گزار دیں اور نتیجہ پھر خسارہ ہی نکلا۔ (فتح الباری: ۸/ ۴۲۶)

خارجیوں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے بدکلامی کی تھی۔ ایک خارجی نے کہا کہ تم کفر کے سرغنہ ہو۔ انہوں نے کہا: جھوٹ بولتے ہو میں تو کفر کے سر پرستوں کو مارنے والا ہو۔ (حوالہ مذکور)

٧٠٧٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَايَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا ﴿فَلَانُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾. (رواه البخاري: ٤٧٢٩)

۷۰۷۷۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایک موٹا تازہ آدمی لایا جائے گا اور اللہ کے نزدیک مچھر کے پر برابر بھی اس کا وزن نہ ہوگا اور کہا: یہ آیت پڑھو: ''تو ہم ان کے لیے قیامت کے دن ترازو قائم نہیں کریں گے۔''

٧٠٧٨ـ عَنْ أَبِيْ سَعْدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَارَيْبَ فِيْهِ نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ. (رواه الترمذي: ٣١٥٤)

۷۰۷۸۔ ''ابوسعد بن فضالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اور وہ صحابہ میں سے ہیں، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس دن کے لیے جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں ہے تو منادی کرنے والا منادی کرے گا: جس نے کوئی عمل اللہ کے لیے کیا تھا اور اس میں غیر اللہ کو شریک بنایا تھا وہ اس عمل کا اجر وثواب شریک ہی سے طلب کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ شرکاء کو شریک رکھنے سے غنی ہے۔'' (ترمذی)

(٧٠٧٧) بخاري: ٤٧٢٩ـ مسلم: ٢٧٨٥.

(٧٠٧٨) ترمذي: ٣١٥٤ـ حسن، الباني: ٢٥٢١ـ ابن ماجه: ٤٢٠٣.

۷۰۷۹ــ اِبْــنِ عُمَرَ رَفَعَهُ: إِنَّ السُّرَى الَّذِيْ قَـالَ الـلّٰـهُ تَـعَالَى لِمَرْيَمَ:﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَـحْتَكِ سَـرِيًّـا﴾ نَهْـرٌ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَتَشْرَبَ مِنْهُ . (للكبير: ۱۳۳۰۳ ، بضعف)

۷۰۷۹۔''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا: وہ چشمہ جس کا اللہ تعالیٰ نے مریم رضی اللہ عنہا کو فرمایا: ''بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے چشمہ بنا دیا ہے۔'' وہ ایک دریا اللہ نے نکال دیا تھا تا کہ وہ اس سے پانی پیئے۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے۔)

۷۰۸۰ــ عَـنِ الْـمُـغِيْـرَـةِ بْنِ شُعْبَةَ قَـالَ: لَـمَّـا قَـدِمْـتُ نَجْرَانَ سَأَلُوْنِي فَقَالُوْا إِنَّكُمْ تَـقْرَءُ وْنَ ﴿يَا أُخْتَ هَارُوْنَ﴾ وَمُوْسَى قَبْلَ عِيْسَى بِكَذَا وَكَذَا فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَـأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَـمُّـوْنَ بِـأَنْبِيَـائِهِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ . (رواه مسلم: ۲۱۳۵)

۷۰۸۰۔''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نجران گیا تو لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ تم پڑھتے ہو: ﴿یَـا أُخْـتَ هَـارُوْنَ﴾ اے ہارون کی بہن!'' اور ہارون موسیٰ تو مسیح علیہ السلام سے اتنا عرصہ پہلے گذر چکے تھے۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا تو میں نے آپ سے یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا: وہ لوگ اپنے پہلے کے انبیا اور صالح لوگوں کے نام پر نام رکھا کرتے تھے۔'' (مسلم و ترمذی)

شـــرح :...... مطلب یہ ہے کہ آیہ مبارکہ میں مذکور ہارون سے مراد سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام نہیں۔ یہ بنو اسرائیل سے ایک دوسرے صالح آدمی مراد ہیں۔ بلکہ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی نے یہ لکھا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ سیدہ مریم کے حقیقی بھائی تھے۔ (تیسیر الکریم الرحمٰن: ۵/۱۰۲)

۷۰۸۱ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَـالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِـجِبْـرِيْـلَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَـزُوْرَنَـا أَكْثَـرَ مِـمَّـا تَزُوْرُنَا؟ فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَـنَـزَّلُ إِلَّا بِـأَمْـرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ . (رواه البخاري: ٤٧٣١)

۷۰۸۱۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو کہا: تمہیں کیا چیز مانع ہے کہ تم ہماری ملاقات کے لیے جتنی بار آتے ہو اس سے زیادہ نہیں آتے؟ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اور ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم کے ساتھ......'' (بخاری و ترمذی)

شـــرح :...... یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام اللہ کے حکم سے ہی اترتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے یہ اس وقت کہا تھا جب کسی وجہ سے وہ (۴۰) دن وحی لے کر نہ آئے، فرمایا: جبریل میں ملاقات کا سخت شوق رکھتا ہوں آپ آئے کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے بھی شوق ملاقات نے بے تاب کر رکھا تھا مگر ہم اجازت الٰہی کے بغیر نہیں آتے۔ (فتح الباری: ۸/ ۴۲۹)

(۷۰۷۹) طبراني كبير: ۱۳۳۰۳۔ وفيه، يحيىٰ بن عبداللّٰه البابلتي وهو ضعيف، هيثمي: ۱۱۱۵٦.
(۷۰۸۰) مسلم: ۲۱۳۵۔ ترمذي: ۳۱۵۵.
(۷۰۸۱) بخاري: ٤٧٣١۔ ترمذي: ۳۱۵۸۔ احمد: ۳۳۵۵.

اور بین ایدینا سے مراد دنیا کا معاملہ ہے کہ یہ اللہ ہی جانتا ہے اور وما خلقنا سے مراد آخرت کا معاملہ ہے کہ یہ بھی وہی اللہ جانتا ہے۔(جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۸۸)

٧٠٨٢۔ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ عِنْدَ حَفْصَةَ: لَايَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا قَالَتْ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَانْتَهَرَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّاوَارِدُهَا﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ثُمَّ نُنْجِي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُالظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا. (رواه مسلم: ٢٤٩٦)

۷۰۸۲۔ ''سیدہ ام مبشر انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیان فرما رہے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے میرے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا، حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول! تو آپ نے انہیں ڈانٹ دیا، تب حفصہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: تو پھر اللہ کے اس فرمان: ''اور نہیں کوئی تم میں سے مگر وہ آگ پر اترے گا۔'' کا کیا مفہوم ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جو متقی ہیں اور ہم ظالموں کو زانوؤں کے بل گرے پڑے رہنے دیں گے۔'' (مسلم)

شرح:...... یہاں ورود سے مراد دوزخ میں داخل ہونا نہیں۔ یہاں وارد ہونے سے مراد ہے کہ پل صراط سے گزریں گے۔ اگرچہ وارد ہونے کا معنی داخل ہونا بھی ہے مگر یہاں مراد گزرنا ہے کہ کفار اور نافرمان گزرتے ہوئے دوزخ میں گر جائیں گے۔ پھر ان میں سے کبیرہ گناہوں والے ایمانداروں کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام ایماندار اور فرشتے سفارش کریں گے انہیں دوزخ سے ان کی سفارش سے نکال دیا جائے گا حتی کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے چوتھے حصے کے برابر بھی ایمان ہوگا اسے بھی دوزخ سے نکالا جائے گا بلکہ جس نے صرف کلمہ پکارا ہوگا، کبھی نیک عمل تک نہیں کیا اسے بھی نکال دیا جائے گا۔ دوزخ میں وہی رہے گا جو ابدی جہنمی ہے۔ اور توحید پرست اور نیکوکار اس سے اپنے نیک اعمال کی نسبت سے تیز رفتاری سے گزر جائیں گے۔(انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۳۶۷)

٧٠٨٣۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ

۷۰۸۳۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ آگ پر جا اتریں گے اور پھر اعمال

(٧٠٨٢) مسلم: ٢٤٩٦۔ ابو داود: ٥٢٧٤۔ احمد: ٢٦٨١٦۔ ابن ماجه: ٤٢٨١.

(٧٠٨٣) ترمذی: ٣١٥٩۔ صحيح، البانی: ٢٥٢٦۔ دارمی: ٢٨١٠.

يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَحُضْرِالْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ. (رواه الترمذى: ٣١٥٩)

کے مطابق وہاں سے گذریں گے، چنانچہ اول جماعت بجلی کی چمک کی مثل گذرے گی۔ دوسری جماعت ہوا کی تیز حرکت کے مثل اور پھر گھوڑے کی رفتار کے مانند، پھر اونٹ سوار کے مانند، پھر مرد کی تیز چال کے برابر اور پھر پیادہ چلنے کے برابر۔" (ترمذی)

٧٠٨٤ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَهْوَى بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ قَالَ: صُمَّتَاإِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْوُرُوْدُالدُّخُوْلُ لاَيَبْقَى بَرٌّوَلاَ فَاجِرٌإِلاَّ دَخَلَهَا فَتَكُوْنُ عَلَى الْمُؤْمِنِ بَرْدًا وَسَلاَمًا كَمَا كَانَتْ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ حَتَّى إِنَّ لِلنَّارِأَوْ قَالَ لِجَهَنَّمَ ضَجِيْجًا مِنْ بَرْدِهِمْ ثُمَّ يُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَيَذَرُالظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا. (رواه أحمد: ١٤١١١)

٧٠٨٤۔ "سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے دونوں کانوں کی طرف اپنی دو انگلیاں اُٹھائیں اور کہا: یہ دونوں بہرے ہوں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنا ہو۔ آپ نے فرمایا: الورود کا معنی جہنم میں داخل ہونا ہے۔ نہ نیک رہے گا اور نہ بدکار مگر وہ اس میں داخل ہوگا اور وہ مومن کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گی جیسے ابراہیم علیہ السلام پر تھی یہاں تک کہ جہنم کی آگ کی آواز پیدا ہو گی اہل ایمان کی ٹھنڈک سے، پھر اللہ نجات دے گا تقویٰ والوں کو اور اس میں ظالموں کو زانوؤں کے بل چھوڑ دے گا۔"

٧٠٨٥ــ عَنْ خَبَّابِ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِي لاَأَقْضِيْكَ حَتَّى تَكْفُرَبِمُحَمَّدٍ، قَالَ: قُلْتُ: لَنْ أَكْفُرَبِهِ حَتَّى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ، قَالَ: وَإِنِّي لَمَبْعُوْثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيْكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالاًوَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلاَّسَنَكْتُبُ مَايَقُوْلُ وَنَمُدُّلَهُ مِنَ الْعَذَابِ

٧٠٨٥۔ "سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں عہد جاہلیت میں لوہار کا کسب کرتا تھا تو میں نے عاص بن وائل کے لیے تلوار بنائی تھی۔ میں قیمت لینے گیا تو اس نے کہا: میں قیمت ادا نہیں کروں گا یہاں تک کہ محمد ﷺ کے ساتھ کفر کر دے تو میں نے کہا: قسم اللہ کی! میں تو محمد ﷺ کے ساتھ کفر ہرگز نہیں کرونگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا اور مار کر پھر زندہ کرے گا۔ اس نے کہا: کیا میں مروں گا اور پھر اٹھایا جاؤنگا؟ میں نے کہا: ہاں! تو اس نے کہا: پھر تو مجھے چھوڑ دے یہاں تک کہ میں مر جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر میرا مال اور میری اولاد مجھے دی جائے تو میں تیرا قرض ادا کروں گا۔

(٧٠٨٤) احمد: ١٤١١١۔ ورجاله ثقات، هيثمى: ١١١٥٩.

(٧٠٨٥) بخارى: ٤٧٣٥۔ مسلم: ٢٧٩٥۔ ترمذى: ٣١٦٢۔ احمد: ٦٠٥٧٠.

مَـدًّا وَنَـرِثُـهُ مَايَقُوْلُ وَيَأْتِيْنَافَرْدًا﴾. (رواه البخاري: ٤٧٣٥)

یہ آیت نازل ہوئی: ''کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کے ساتھ کفر کیا اور اس نے کہا: مجھے مال اور اولاد دی جائے گی۔ کیا اس کو غیب کی خبر ہے یا اس نے رحمٰن سے کوئی عہد لیا ہے۔ ہرگز نہیں عنقریب ہم لکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور اس کے لیے عذاب زیادہ کریں گے۔ جو وہ کہتا ہے ہم اس کے وارث ہیں اور وہ ہمارے پاس قیامت کو اکیلا ہی آئے گا۔'' (الشیخان، الترمذی)

سورة طه والأنبياء والحج والمؤمنون

سورت طہ، الانبیاء، الحج اور المومنون

٧٠٨٦ــ أَبُـوْهُـرَيْـرَةَ' رَفَعَهُ: إِنَّ اللّٰهَ قَرَأَطٰهٰ وَيٰس قَبْـلَ أَنْ يَـخْلُقَ آدَمَ بِأَلْفِ عَامٍ' فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلائِكَةُ الْقُرْآنَ قَالُوْا: طُوْبٰى لِأُمَّةٍ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ' وَطُوْبٰى لأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا' وَطُـوْبٰـى لِأَلْسِـنٍ تَـكَلَّمُ بِهٰذَا . (للأوسط بلين)

٧٠٨٦۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورت طٰہ اور سورت یٰسین ہزار سال آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پڑھی اور جب فرشتوں نے یہ قرآن سنا تو انہوں نے کہا: خوشخبری ہے اس امت کے لیے جن پر یہ سورتیں نازل ہوں گی اور مبارک باد ہو ان دلوں کو جن میں یہ محفوظ ہونگی اور بشارت ہے ان زبانوں کے لیے جو یہ کلام پڑھیں گی۔'' (الاوسط، سند میں کمزوری ہے۔)

٧٠٨٧ــ عَـلِـيٌّ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُرَاوِحُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ' يَقُوْمُ عَلَى كُلِّ رِجْلٍ' حَتّٰى نَزَلَتْ(مَا أَنْـزَلْنَاعَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى) . (رواه البزار: ٢٢٣٢ ، بلين)

٧٠٨٧۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ باری باری دو پاؤں کو آرام کراتے تھے کبھی ایک پر اور کبھی دوسرے پر کھڑے ہوتے تھے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''ہم نے تیرے اوپر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تو مشقت میں پڑ جائے۔'' (البزار سند کمزور ہے)

٧٠٨٨ــ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلامَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ بِأَهْلِهِ الضَّيْفُ' أَمَرَهُمْ بِالصَّلاةِ' ثُمَّ قَـرَأَ ﴿وَأْمُـرْ أَهْلَكَ بِـالـصَّلاةِ وَاصْـطَبِرْ

٧٠٨٨۔ ''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو آپ اہل بیت کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے پھر پڑھتے: ''حکم دے اپنے

(٧٠٨٦) طبراني اوسط، وفيه ابراهيم بن مهاجرين مسمار وضعفه البخاري بهذا الحديث ووثقه ابن معين، هيثمي: ١١١٦٣.

(٧٠٨٧) بزار: ٢٢٣٢ـ وفيه يزيد بن بلال. قال البخاري فيه نظر وكسان بن عمر وثقه ابن حبان وضعفه ابن معين وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١١١٦٣.

(٧٠٨٨) طبراني اوسط: ٨٩٠ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ١١١٧٣.

عَلَيْهَا﴾ . الآية . (للأوسط: ٨٩٠)

٧٠٨٩ــــ اِبْــنِ مَسْــعُــوْدٍ، بَلَغَــهُ: أَنْ مَرْوَانَ يَقُوْلُ: ﴿وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ﴾ أُوْتِي أَهْـلَـهَ بِـأَعْيَانِهِمْ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ . (للكبير: ٩٠٨٥ ، بضعف)

٧٠٩٠ـ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذْهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ ﴿لاَ إِلٰـهَ إِلَّا أَنْـتَ سُبْـحَـانَكَ إِنِّـي كُـنْـتُ مِنَ الظّٰـالِـمِيْـنَ﴾ فَـإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ . (رواه أحمد: ١٤٦٥)

٧٠٩١ــــ اِبْنِ عَبَّاسٍ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَـعْبُـدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَـا وَارِدُوْنَ﴾ قَـالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزِّبَعْرِيُّ: أَنَـا أَخْـصُـمُ لَـكُمْ مُحَمَّداً فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَلَيْسَ فِيْمَا اَنْزَلَ عَلَيْكَ ﴿ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِـنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ الآية؟ قَـالَ: نَعَمْ قَالَ فَهٰذِهِ الـنَّـصَارٰى تَعْبُدُ عِيْسَى، وَهٰذِهِ الْيَهُوْدُ تَعْبُدُ عُـزَيْـرًا، وَهٰـذِهِ بَـنُـوْتَـمِيْمٍ تَعْبُدُ الْمَلائِكَةَ، فَهٰـؤُلاَءِ فِـى الـنَّارِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ الَّـذِيْـنَ سَبَـقَـتْ لَهُـمْ مِنَّا الْحُسْنٰى أُولٰئِكَ عَـنْهَــامُبْـعَـدُوْنَ﴾ . (للكبير: ١٢٧٣٩ ، بلين)

اہل کو نماز کا اور خود بھی اس پر پابندی کر......۔'' (الاوسط)

۷۰۸۹۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ مروان اللہ کے فرمان کے بارے میں کہا کرتا تھا: ''اور ہم نے اس (ایوب علیہ السلام) کو دیا اس کا اہل بعینہ اور ان کے مثل ان کے ساتھ اور بھی۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

۷۰۹۰۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مچھلی والے کی دعا جو مچھلی کے پیٹ میں اس نے کی: ''نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر تو پاک ہے تو بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔'' جو مسلمان اس کے ساتھ دعا کرے گا اس کی دعا ضرور قبول کی جائے گی۔'' (مسند احمد)

۷۰۹۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جہنم کا بالن بن جاؤ گے اور تم اس میں اترنے والے ہو'' تو عبداللہ بن زبعری نے کہا: میں تمہارے لیے محمد ﷺ سے مخاصمت اور جھگڑا کرتا ہوں۔ پھر اس نے کہا: یا محمد! تیرے اوپر جو چیز نازل ہوئی ہے کیا اس میں یہ آیت نہیں ہے؟ ''تم اور وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو......'' آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: یہ نصرانی عبادت کرتے ہیں عیسیٰ کی اور یہود عبادت کرتے ہیں عزیر کی اور بنو تمیم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں تو کہا: یہ معبود بھی جہنم میں جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی سبقت کر چکی ہے ان کو آگ سے دور کر دیا جائے گا۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے۔)

(٧٠٨٩) طبرانی کبیر: ٩٠٨٥ـ واسناده منقطع ويحيى الحمانى ضعيف، هيثمى: ١١١٧٦.

(٧٠٩٠) احمد: ١٤٦٥ـ ورجاله رجال الصحيح غير ابراهيم بن محمد بن سعد بن ابى وقاص وهو ثقة، هيثمى: ١١١٧٨.

(٧٠٩١) طبرانی کبیر: ١٢٧٣٩ـ وفيه عاصم بن بهدلة وضعفه جماعة، هيثمى: ١١١٧٨.

٧٠٩٢ـ وَعَنْهُ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ: مَنْ تَبِعَهُ كَانَ لَهُ رَحْمَةً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ لَمْ يَتَّبِعْهُ عُوْفِيَ مِمَّا بُلِيَ بِهِ سَائِرُ الأُمَمِ مِنَ الْخَسْفِ وَالْمَسْخِ وَالْغَرَقِ. (للكبير: ١٢٣٥٨، بضعف)

۷۰۹۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہے: قولہ تعالیٰ: اور ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر ارسال کیا ہے۔'' اس نے کہا: جس نے آپ کی پیروی کی آپ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں رحمت ہیں۔ اور جس نے آپ کی پیروی نہیں کی اس کو بھی ان بلاؤں سے امن دیا گیا جن میں دوسری امتیں مبتلا کی گئیں، مثلاً: زمین میں دھنسنا، شکلیں مسخ ہونا اور پانی میں غرق ہونا۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

٧٠٩٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلَى حَرْفٍ﴾ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَقْدُمُ الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَيْلُهُ قَالَ: هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهُ قَالَ: هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ. (رواه البخاري: ٤٧٤٢)

۷۰۹۳۔ ''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے: قولہ تعالیٰ: ''لوگوں میں سے وہ کوئی بھی ہے جو ایک طرف پر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کوئی شخص مدینہ میں آتا اور اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کے گھوڑوں کی نسل پیدا ہوتی تو وہ کہتا: یہ دین عمدہ ہے۔ اور اس کی عورت کی اولاد نہ ہوتی اور گھوڑوں کی نسل نہ بڑھتی تو کہتا یہ دین برا ہے۔''

٧٠٩٤ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ: وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ: ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِي رَبِّهِمْ﴾ قَالَ: هُمُ الَّذِيْنَ بَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ. (رواه البخاري: ٤٧٤٤)

۷۰۹۴۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: قیامت کے دن سب سے پہلے رحمٰن کے سامنے دو زانوں ہو کر میں بیٹھوں گا اور جھگڑوں گا اور قیس بن عباد نے کہا: یہ آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی: ''یہ دونوں جھگڑنے والے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔'' کہا: یہ لوگ بدر کے دن ایک دوسرے کے مد مقابل لڑنے والے مرد ہیں۔ علی، حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم، اور شیبہ ابن ربعیہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ۔''

شرح:...... اس آیہ مبارکہ کا شان نزول اگرچہ اس حدیث میں خاص ہی بتایا گیا ہے کہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

(٧٠٩٢) طبراني كبير: ٢٣٥٨ـ وفيه ايوب بن سويد وهو ضعيف جدًا وقد وثقه ابن حبان بشروط فيمن يروى عنه، وقال انه كثير الخطأ والمسعودى قد اختلط، هيثمى: ١١١٨٠.

(٧٠٩٣) بخارى: ٤٧٤٢.

(٧٠٩٤) بخارى: ٤٧٤٤.

اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے مد مقابل کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ قیامت کے دن یہ دلائل سے کافروں پر غلبہ پائیں گے۔

مگر یہ سبب رکاوٹ نہیں کہ اس میں اہل کتاب کے کفار اور مسلمان بھی شامل ہیں کہ یہ بھی آپس میں جھگڑیں گے اور دیگر کافر اور مومن بھی قیامت کے دن آپس میں جھگڑیں گے۔ میدان بدر میں مبارزہ کرنے والے کافر اور مسلمان بھی جھگڑا کریں گے اور کافروں کا ہر فریق اور مسلمانوں کا ہر فریق سب آپس میں جھگڑیں گے۔ (فتح الباری: ۸/۴۴۴)

۷۰۹۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: وَرَفَعَهُ فِي قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيْهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ لَوْأَنَّ رَجُلاً هَمَّ فِيْهِ بِإِلْحَادٍ وَهُوَبِعَدَنِ أَبْيَنَ لأَذَاقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَذَابًا أَلِيْمًا. (رواه أحمد: ٤٠٦٠، والموصلي والبزار)

۷۰۹۵۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، قولہ تعالیٰ: ''اور جو شخص اس حرم میں الحاد اور بے دینی کا ارادہ کرے گا ظلم کے ساتھ۔'' فرمایا: اگر کوئی شخص مقام عدن میں رہتے ہوئے کعبہ میں گمراہی کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی دردناک عذاب چکھائے گا۔'' (احمد، الموصلی، البزار)

شرح: ...... یعنی دنیا کے کسی بھی مقام میں اگر کسی نے بدنیت کی ہے تو درگزر ہوسکتی ہے مگر بیت اللہ میں جو بھی ارادہ ہی کرتا ہے کہ شرک یا دیگر نافرمانیاں کرے گا اس میں کفر یا ظلم کا متمنی ہوگا تو اس کی سزا دردناک ہوگی۔ یہ خود کرے یا کسی دوسرے پر کرے ظلم کی اسے سزا ملے گی۔ (ایسر التفاسیر: ۹۴۷)

۷۰۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّمَا سُمِّيَ الْبَيْتُ الْعَتِيْقِ لأَنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَّارٌ. (رواه الترمذي: ٣١٧٠)

۷۰۹۶۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیت اللہ کو بیت عتیق اس لیے کہا گیا کہ اس پر کوئی جابر قبضہ نہیں کر سکا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... اگرچہ یہ سند مرسل ہے تاہم اس کا معنی ثابت ہے کیونکہ یہ گھر سب سے پہلا ہے اور یہ سرکشوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہا ہے۔ اس نے ابرہہ جیسے ہٹ دھرم کی گردن توڑ دی اور آج تک یہ اللہ کا گھر ہے۔ دنیا کے فرمانروا اس کے خادم تو ہیں مگر کوئی مالک نہیں۔ یہ کسی کی بھی ملکیت سے آزاد ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۹۷)

۷۰۹۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ إِنَّا لِلّٰهِ وِإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ لَيَهْلِكُنَّ

۷۰۹۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکالے گئے تو سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا: ﴿إِنَّا لِلّٰهِ......﴾ ''ہم اللہ ہی کے لیے

(۷۰۹۵) احمد: ٤٠٦٠۔ موصلی، بزار، ورجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١١١٨٤.

(۷۰۹٦) ترمذی: ٣١٧٠۔ ضعیف، البانی: ٦١٩.

(۷۰۹۷) نسائی: ٣٠٨٥۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٨٩٠۔ ترمذی: ٣١٧١.

فَنَزَلَتْ: ﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ قِتَالٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَهِيَ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ. (رواه النسائي: ٣٠٨٥)

ہیں اور ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔'' پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن سے جنگ کی گئی ہے......'' اس سے میں نے یہ بات سمجھی کہ لڑائیاں ہوں گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جہاد کے سلسلے میں یہ پہلی آیت ہے جو نازل ہوئی۔'' (ترمذی ونسائی)

شــــرح: ......لڑائی کے بارے میں یہ سب سے پہلی آیہ مبارکہ ہے جو نازل ہوئی۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایمانداروں کی مظلومیت اب اللہ تعالیٰ کو برداشت نہیں ہوئی۔ اس لیے اب انہیں جہاد کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کی خود ہی حفاظت اور مدد کرسکتا ہے لیکن اس کا ارادہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی جدوجہد کو آزمائے کہ یہ میری اطاعت میں کتنی زیادہ محنت کرتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۹۷)

۷۰۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوَا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ؟ قَالَ: لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ! وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ، أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ. (رواه الترمذي: ٣١٧٥)

۷۰۹۸۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کا فرمان ہے: ''وہ لوگ جو دیتے ہیں (اللہ کی راہ میں) جو کچھ وہ دیتے ہیں تو اس طرح ان کے دل خوف زدہ ہوتے ہیں۔'' کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اے صدیق کی بیٹی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے اور صدقہ دیتے ہیں اور وہ ڈرتے ہیں کہ ان سے قبول نہ ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نیک اعمال میں جلدی اور پہل کرتے ہیں۔''

شــــرح: ...... اس کا مطلب ہے کہ یہ نیکوکار لوگ اطاعت کے سب اعمال سرانجام دیتے ہیں اور انہیں پوری جانفشانی سے ادا کرتے ہیں اس کے باوجود وہ لرزہ براندام ہوتے ہیں اور خوف الٰہی سے اتنے زیادہ لرزاں و ترساں ہوتے ہیں کہ کہیں یہ ہماری نیکیاں ہمارے اوپر مسترد نہ ہو جائیں۔ اصل میں یہی لوگ ہیں نیکیوں کے پھولوں سے دامن بھرنے کے لیے سرپٹ دوڑتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۹۸)

۷۰۹۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۷۰۹۹۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: قولہ تعالیٰ:

(۷۰۹۸) ترمذی: ۳۱۷۵۔ صحیح، البانی: ۲۵۳۷۔ ابن ماجہ: ٤١٩٨.

(۷۰۹۹) ترمذی: ۲۵۸۷۔ ضعیف، البانی: ٦٢١۔ احمد: ١١٤٢٦.

قَالَ: ﴿وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ﴾ قَالَ تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ. (رواه الترمذی: ۲۵۸۷۰)

''وہ اس میں بدشکل ہوں گے۔'' فرمایا: چہروں کو آگ جھلساتی ہوگی پس اوپر کا لب درمیان سر تک سکڑ جائے گا اور نیچے کا لب ناف تک جا پہنچے گا۔''

سورة النور

سورت النور کا بیان

۷۱۰۰۔ عَمْرُوبْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرْثَدُ بْنُ أَبِيْ مَرْثَدٍ وَكَانَ رَجُلاً يَحْمِلُ الأَسْرٰى مِنْ مَكَّةَ حَتَّى يَأْتِيَ بِهِمُ الْمَدِيْنَةَ، قَالَ: وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيقَةً لَهُ، وَإِنَّهُ كَانَ وَعَدَ رَجُلاً مِنْ أُسَارَى مَكَّةَ يَحْمِلُهُ، قَالَ: فَجِئْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى ظِلِّ حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ قَالَ فَجَاءَتْ عَنَاقُ فَأَبْصَرَتْ سَوَادَ ظِلِّي بِجَنْبِ الْحَائِطِ فَلَمَّا انْتَهَتْ إِلَيَّ عَرَفَتْهُ فَقَالَتْ: مَرْثَدٌ؟ فَقُلْتُ: مَرْثَدٌ؟ فَقَالَتْ مَرْحَبًا وَأَهْلاً هَلُمَّ فَبِتْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا عَنَاقُ! حَرَّمَ اللّٰهُ الزِّنَا قَالَتْ: يَا أَهْلَ الْخِيَامِ! هٰذَا الرَّجُلُ يَحْمِلُ أَسْرَاكُمْ قَالَ: فَتَبِعَنِي ثَمَانِيَةٌ وَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى كَهْفٍ أَوْغَارٍ فَدَخَلْتُ فَجَاءُوْا حَتَّى قَامُوْا عَلَى رَأْسِي فَبَالُوْا فَظَلَّ بَوْلُهُمْ عَلَى رَأْسِي وَأَعْمَاهُمُ اللّٰهُ عَنِّي، قَالَ: ثُمَّ رَجَعُوْا

۷۱۰۰۔ ''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا نام مرثد بن ابی مرثد تھا اور وہ مکہ سے قیدی اٹھا کر مدینہ میں لاتا تھا۔ مکّہ میں ایک بدکار عورت تھی اس کو عناق کہتے تھے اور وہ اس مرد کی دوست تھی۔ مرثد نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک مرد سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کو اُٹھا لے جائے گا۔ مرثد نے کہا: میں چاندنی رات میں مکہ کے گھروں کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سائے میں پہنچ گیا۔ عناق آئی اور دیوار کے پہلو میں میرا سایہ دیکھا اور میرے پاس آئی تو مجھے پہچان گئی اور کہا: ''تو مرثد ہے؟'' میں نے کہا: ''میں مرثد ہوں۔'' اس نے خوش آمدید کہا اور کہا: آئیں، رات ہمارے ہاں ٹھہریں تو میں نے کہا: ''اے عناق! زنا تو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ عورت نے آواز دی: ''اے خیموں کے رہنے والو! یہ ایک مرد تمہارے قیدی اٹھانے کے لیے آیا ہوا ہے۔'' آٹھ مرد میرے تعاقب میں دوڑ پڑے اور میں ایک وادی میں دوڑ پڑا اور ایک غار میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ آ کر میرے سر پر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے پیشاب کیا جو میرے سر پر آن پڑا اور اللہ نے ان کی آنکھیں مجھ سے بند رکھیں۔ وہ واپس

(۷۱۰۰) ترمذی: ۳۱۷۷۔ حسن الاسناد، البانی: ۲۵۳۸ ابو داود: ۲۰۵۱۔ نسائی: ۳۲۲۸.

وَرَجَعْتُ إِلَى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ وَكَانَ رَجُلاً ثَقِيْلًا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الإِذْخِرِ فَفَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهُ فَجَعَلْتُ أَحْمِلُهُ وَيُعْيِيْنِي حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْكِحُ عَنَاقًا: فَأَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَتْ ﴿الزَّانِي لاَيَنْكِحُ إِلاَّ زَانِيَةً أَوْمُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لاَيَنْكِحُهَا إِلاَّ زَانٍ أَوْمُشْرِكٌ وَحَرَّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَامَرْثَدُ! (الزَّانِي لاَ يَنْكِحُ إِلاَّزَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لاَ يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْمُشْرِكٌ) فَلاَ تَنْكِحْهَا.
(رواه الترمذی: ۳۱۷۷)

چلے گئے۔ میں لوٹ کر گیا اور اپنے رفیق کو اُٹھایا تو وہ بھاری بدن آدمی تھا۔ میں اذخر گھاس تک پہنچ گیا، پھر میں نے اس کی بیڑیاں کھول دیں۔ مجھے اس کے اُٹھانے میں تھکاوٹ ہو چکی تھی یہاں تک کہ میں اس کو مدینہ منورہ لے آیا۔
پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں عناق سے نکاح کروں؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور یہ آیت نازل ہوئی: ''زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانی عورت سے یا مشرکہ عورت سے اور زانی عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر زانی مرد یا مشرک مرد اور یہ مومنوں پر حرام قرار دیا گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت میرے اوپر تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ تو اس عورت سے نکاح نہ کر۔''
(ترمذی، نسائی اور ابوداود)

شرح:...... اصل بات یہ ہے کہ پاکدامن آدمی زانیہ سے نکاح نہ کرے حتیٰ کہ وہ توبہ کرلے۔ اگر وہ توبہ کر لیتی ہے تو پھر نکاح درست ہے۔ اور پاکدامن عورت بھی زانی مرد سے نکاح نہ کرے حتیٰ کہ یہ توبہ کرے۔

ابن عربی کہتے ہیں۔ جب عورت نے زنا کیا ہو تو اس کا نکاح صرف دو شرطوں سے ہے۔

۱۔ اگر وہ زنا سے حاملہ ہے تو وضع حمل کرے۔ اس سے پہلے اس کا نکاح کرنا حلال نہیں۔ اگر حاملہ نہیں تو استبرائے رحم کرلیا جائے یعنی کم از کم ایک حیض گزر جائے۔

۲۔ وہ زنا سے توبہ کرلے۔

جب یہ دونوں شرطیں پائی جائیں گی تو پھر جس کے ساتھ زنا کیا ہے اس کے ساتھ نکاح ہو جائے یا کسی دوسرے سے ہو جائے، جائز ہے۔ (الاحکام ابن عربی: ۸۶/۲)

۷۱۰۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ لِعَانٍ كَانَ فِي الإِسْلاَمِ أَنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ

۷۱۰۱۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اسلام میں لعان کا آغاز یوں ہوا کہ ھلال بن امیہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس

(۷۱۰۱) نسائی: ۳۴۶۹۔ صحیح الاسناد: ۳۲۴۶۔ مسلم: ۱۴۹۶۔ احمد: ۱۲۰۴۲.

قَـذَفَ شَـرِيْكَ بْـنَ السَّـحْـمَـاءَ بِـامْرَأَتِـهِ، الْحَدِيْثَ الْمُتَقَدِّمُ فِي اللِّعَانِ وَفِيْهِ نُزُوْلُ آيَةِ الـلِّـعَانِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ إِلَى آخِرِالآيَةِ. (رواه النسائی، ٣٤٦٩)

آ کر اپنی عورت پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ یہ حدیث باب لعان میں گذر چکی ہے اور اس حدیث میں اس آیت کی شان نزول بیان ہوئی ہے۔ ''وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو تہمت لگاتے ہیں......'' (نسائی)

شرح:...... جاہلیت میں لوگ یہ کرتے تھے کہ اگر کوئی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگاتا تو پھر وہ کاہنوں کے پاس جاتا تھا۔ وہ بہت نقصان پہنچاتے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے اور لوگ اسے سچ مان کر آپس میں فساد کرتے تھے۔ لعان کا آغاز کر کے شریعت نے بہترین طریقہ کار وضع کر دیا۔ (حجۃ اللہ البالغہ:۲/ ۱۴۱)

۷۱۰۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْـنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُـوْدٍ عَنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ الـنَّبِيِّ ﷺ حِيْـنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوْا: وَكُلُّهُمْ حَـدَّثَـنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيْثِهَا وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَـى لِـحَـدِيْثِهَـا مِـنْ بَعْضٍ وَأَثْبَتُ لَـهُ اقْتِـصَاصًا وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَـدِيْثِهِـمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَـى لَـهُ مِـنْ بَـعْضٍ قَالُوْا: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِـهِ فَـأَيُّهُـنَّ خَـرَجَ سَهْـمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْـنَـنَـا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِي فَـخَـرَجْـتُ مَـعَ رَسُـوْلِ الـلّٰهِ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ

۷۱۰۲۔ ''زہری رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے عروہ بن زبیر نے، سعید بن میسّب نے علقمہ بن وقاص نے اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے روایت کی، انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے، اہل بہتان نے ان پر جو بہتان عظیم لگایا اس کی روایت کی ہے۔

زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مذکورہ بالا راویان میں سے ہر ایک نے اس واقعے کا کچھ کچھ حصہ بیان کیا ہے اور ان میں سے بعض دوسرے سے حفظ کرنے اور یاد رکھنے میں زیادہ قوی تھا اور میں نے ہر ایک سے حدیث یاد کی جو انہوں نے ام المؤمنین سے روایت کی اور ان کی روایات ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔

ام المؤمنین نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کراتے۔ جس کا قرعہ نکلتا اسی کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ ایک غزوے میں قرعہ نکالا تو میرا قرعہ نکلا، چنانچہ میں آپ ﷺ کے ساتھ گئی اور یہ واقعہ نزول حجاب کے بعد کا ہے۔ میں پالکی میں اُٹھائی جاتی اور اسی میں اُتاری جاتی تھی۔ ہم گئے اور جب آپ ﷺ غزوے سے فارغ ہوئے اور واپسی پر مدینہ منورہ

(۷۱۰۲) بخاری: ٤١٤١۔ مسلم: ٢٧٧٠۔ ابو داود: ٢١٣٨۔ ابن ماجه: ١٩٧٠۔ دارمی: ٢٢٠٨۔ احمد: ٢٥٠٩٥.

فِيْهِ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَإِذَا عِقْدٌلِي مِن جَزْعِ ظَفَارِقَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ قَالَتْ: وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُرَحِّلُوْنِي فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِي فَرَحَلُوْهُ عَلَى بَعِيْرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّي فِيْهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذَا ذَاكَ خِفَافاً لَمْ يَهْبُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرُالْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَحَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنّ فَبَعَثُوْا الْجَمَلَ فَسَارُوْا ووَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَااسْتَمَرَّالْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلاَمُجِيْبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِي فَيَرْجِعُوْنَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سِوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٌ فَعَرَفَنِي حِيْنَ رَآنِي وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ

کے قریب آئے تو ایک رات آپ ﷺ نے بوقت شب کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ میں فوج کی چھاؤنی سے رفع حاجت کرنے باہر گئی۔ رفع حاجت کے بعد واپس اپنے خیمے میں آئی اور سینے پر ہاتھ رکھا تو میرا گلے کا ہار گر چکا تھا۔ میں لوٹ کر گئی اور ہار تلاش کیا اور اس کی تلاش کرنے میں تاخیر ہوگئی۔ جو لوگ میری پالکی اُٹھا کر اونٹ پر رکھتے تھے وہ آئے اور پالکی اُٹھا کر اونٹ پر رکھی اور ساتھ لے کر چل دیے۔ ان کا یہ گمان تھا کہ میں پالکی میں موجود ہوں۔ اس زمانے میں خواتین زیادہ بھاری بدن اور پر گوشت نہیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ صرف چند لقمے کھانا کھاتی تھیں۔ اس لیے میرا ھودج (پالکی) اُٹھانے والے میرے متعلق محسوس نہ کر سکے کہ آیا میں موجود ہوں یا نہیں۔ اس کے علاوہ میں نو خیز لڑکی سی تھی، بھاری بدن نہیں تھ، لہٰذا انہوں نے اُونٹ اُٹھایا اور لے کر جاتے رہے۔

فوج جانے کے بعد میرا ہار مجھے مل گیا اور میں فوج کی جگہ آئی تو وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ میں اپنے ٹھکانے پر گئی جس جگہ میں رات کو ٹھہری تھی اور میں نے گمان کیا کہ جب مجھے مفقود پائیں گے تو میری طرف آئیں گے۔ میں بیٹھ رہی اور آنکھوں پر نیند غالب آ گئی اور میں سوگئی۔

صفوان بن معطل اسلمی الذکوانی رضی اللہ عنہ فوج جانے کے بعد اسی جگہ ٹھہرا تھا۔ تاریکی ختم ہوئی اور اس نے ہمارے ٹھہرنے کی جگہ انسان سویا پڑا دیکھا تو میرے قریب آیا اور پہچان گیا۔ اس نے نزولِ حجاب سے پہلے مجھے دیکھا تھا۔ اس کے کلمۂ استرجاع (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) پڑھنے سے میں بیدار ہو گئی۔ اور میں نے اپنی بڑی چادر اپنے اُوپر لے لی۔ اللہ کی قسم! اس نے نہ تو میرے ساتھ کوئی بات کی نہ میں نے کلمہ استرجاع

حِيْـنَ عَـرَفَـنِـي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَوَاللّٰـهِ مَـاتَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلاَ سَمِعْتُ مِنْهُ كَـلِـمَةً غَيْـرَ اسْتِـرْجَاعِهِ وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِـلَتَـهُ فَـوَطِـئَ عَـلَى يَدِهَا فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُبِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْـجَيْـشَ مُـوْغِـرِيْنَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ وَهُمْ نُـزُوْلٌ قَالَتْ: فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَـوَلَّـى كِبْـرَ الإِفْكِ عَبْـدُ الـلّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنِ سَـلُـوْلَ قَـالَ: عُرْوَةُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَـحَـدَّثُ بِـــهِ عِـنْـدَهُ فَيُـقِـرُّهُ وَيَسْتَمِعُـهُ وَيَسْتَـوْشِيْـهِ وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا: لَمْ يُسَمِّ مِنْ أَهْلِ الإِفْكِ أَيْـضًـــا إِلاَّحَسَّـانُ بْنُ ثَـابِتٍ وَمِسْـطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَـاسٍ آخَـرِيْـنَ لاَعِـلْـمَ لِـي بِهِمْ غَيْرَأَنَّهُمْ عُـصْبَةٌ كَـمَـاقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: وَإِنَّ كِبْرَذٰلِكَ يُـقَـالُ لَـهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ قَالَ عُـرْوَـةُ كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّـــانُ وَتَـقُـوْلُ إِنَّـهُ الَّذِيْ قَـالَ فَـإِنَّ أَبِي وَوَالِـدَهُ وَعِـرْضِـى لِـعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَـاءُ قَــالَـتْ عَــائِشَةُ: فَـقَدِمْنَـا الْمَدِيْنَةَ فَـاشْتَـكَيْـتُ حِيْـنَ قَـدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُـفِيْـضُـوْنَ فِـي قَـوْلِ أَصْحَـابِ الإِفْكِ لاَ أَشْـعُـرُبِشَـيْءٍ مِـنْ ذٰلِكَ وَهُـوَ يَـرِيْبُنِي فِي وَجَـعِـي أَنِّـي لاَأَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الـلُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِي

کے سوا اس سے کچھ سنا۔اس نے اپنا اُونٹ لا کر بٹھایا تو میں سوار ہوگئی اور اس نے اونٹ کی مہار پکڑی اور چل دیا یہاں تک کہ ہم فوج کے پاس پہنچ گئے۔ وہ منزل پر اتر چکے تھے اور دوپہر کا وقت آ چکا تھا، پس میرے بارے میں ہلاک ہوا جس نے ہلاک ہونا تھا۔ اس بہتان کی سر پرستی عبداللہ بن ابی بن سلول کرتا تھا۔ عروہ نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ عبداللہ بن اُبی خبریں پھیلاتا تھا۔ اس کے پاس خبریں بیان کی جاتی تھیں۔ انہیں وہ برقرار رکھتا اور غور سے سنتا تھا اور ان باتوں پر بحث کرتا تھا۔ عروہ نے یہ بھی بتایا کہ افک میں شریک لوگوں میں حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش تھے۔ ان کے علاوہ کچھ دوسرے لوگ بھی تھے جن کا مجھے علم نہیں، البتہ وہ بھی ایک گروہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس گروہ کا سرغنہ عبداللہ بن اُبی تھا۔ عروہ نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے کو ناپسند کرتی تھیں اور کہتی تھیں یہی وہ شخص ہے جس نے نبی ﷺ کی تعریف میں کہا تھا: ”بے شک میرا والد اور اس کا والد اور میری عزت محمد (ﷺ) کی عزت پر قربان ہو۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مدینہ میں آ کر میں ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان تراش لوگوں کی باتوں میں لگے رہے اور مجھے کوئی علم نہیں تھا۔ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ میرے بیمار پڑنے پر پہلے جو شفقت کرتے تھے آپ میں وہ بات نظر نہیں آتی تھی۔ آپ ﷺ آتے، سلام کہتے، پھر فرماتے: ”تمہارا کیا حال ہے؟“ اور پھر واپس چلے جاتے۔ یہ چیز میری بیماری میں اضافہ کرتی تھی مگر اصل صورتِ حال سے میں بے خبر تھی۔

میں کمزور ہو چکی تھی اور ام مسطح رضی اللہ عنہا کے ساتھ میں رفع حاجت

إِنَّمَا يَدْخَلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ يَرِيْبُنِي وَلاَ أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ حِيْنَ نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لاَ نَخْرُجُ إِلاَّ لَيْلاً إِلَى لَيْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا قَالَتْ: وَأَمْرُنَا أَمْرُالْعَرَبِ الأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ وَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا، قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِبْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي حِيْنَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَاقُلْتِ أَتَسُبِّيْنَ رَجُلاً شَهِدَ بَدْرًا؟ فَقَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهُ! وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَقُلْتُ: مَا قَالَ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ، قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تِيْكُمْ؟ فَقُلْتُ لَهُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِي أَبَوَيَّ؟ قَالَتْ: وَأُرِيْدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَمِنْ قِبَلِهِمَا، قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُوْلُ

کے لیے گئی۔ ہم رفع حاجت کے لیے منافع کے علاقے میں جاتے تھے۔ وہاں ہم رات کے وقت جایا کرتے تھے۔ اس وقت ہمارے گھروں میں بیت الخلاء نہیں تھے اور ہم پرانے عرب معاشرے کی طرح رفع حاجت کرنے باہر ہی جاتے تھے۔ ہمیں گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے اذیت محسوس ہوتی تھی۔

میں ام مسطح رضی اللہ عنہا کے ساتھ گئی اور وہ ابورھم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہے اور اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے۔ اور مسطح بن اُثاثہ بن عباد بن مطلب ہے۔ جب فارغ ہوکر ہم واپس لوٹے تو ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنی چادر میں پاؤں پھنسنے کی وجہ سے گر پڑی تو اس نے کہا: ''مسطح ہلاک ہو۔'' میں نے کہا: ''تو نے بری بات کہہ دی ہے، تو بدری صحابی کو بدی سے یاد کرتی ہے؟'' اس نے کہا: ''نادان! تجھے پتہ نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے؟'' میں نے پوچھا: ''کیا کہا؟'' تو اس نے مجھے خبر دی اور اہل افک کی کہانی سنائی تو میں پہلے سے زیادہ بیمار پڑ گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا: ''تیرا کیا حال ہے'' تو میں نے کہا: ''مجھے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجیے۔'' میرا مقصد تھا کہ میں اس خبر کی ان دونوں سے یقینی صورتِ حال معلوم کروں۔ پس آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں والدین کے ہاں گئی اور اپنی ماں کو کہا: ''امی جان! لوگ کیا باتیں کرتے ہیں؟''

اس نے کہا: ''بیٹی! حوصلہ رکھو۔ جو عورت اپنے خاوند کو عزیز ہو اور اس کی سوتنیں بھی موجود ہوں تو اس نوعیت کی کثیر باتیں ہوا کرتی ہیں۔'' میں نے کہا: ''سبحان اللہ! اللہ پاک ہے، کیا لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں'' میں اس رات بہت روئی اور فجر تک

اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ لأُمِّي: يَا أُمَّتَاهُ! مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَابُنَيَّةُ! هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ! لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلاَّ كَثَّرْنَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لاَيَرْقَأُلِي دَمْعٌ وَلاَأَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي قَالَتْ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيْرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَعَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلَكَ وَلاَنَعْلَمُ إِلاَّخَيْرًا وَأَمَّاعَلِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، قَالَتْ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرِيْرَةَ فَقَالَ: أَيْ بَرِيْرَةُ! هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيْبُكِ فَقَالَتْ لَهُ بَرِيْرَةُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَارَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ غَيْرَأَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، قَالَتْ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَمِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ:

آنسو جاری رہے، نیند بھی نہیں پڑی اور صبح کو بھی روتی رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا جب وحی آنے میں تاخیر ہوئی تو مشورہ لیا کہ اپنی اہلیہ کو جدا کر دیں؟ اسامہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے خاندان کی صفائی اور ان سے جو اس کو الفت تھی اس کے پیش نظر یہ کہا کہ یارسول اللہ! وہ آپ ﷺ کی اہلیہ ہیں اور ہمیں اس کے بارے میں خیر و بھلائی کے سوا کوئی علم نہیں ہے۔'' علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ! بہرصورت آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کوئی دشواری اور تنگی نہیں آنے دے گا۔اس کے علاوہ بھی خواتین موجود ہیں۔تحقیق حال کے لیے مزید یہ کہا کہ اس لڑکی سے پوچھیں وہ آپ ﷺ کو صحیح بتائے گی۔پس آپ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو طلب کیا اور فرمایا: ''اے بریرہ! کیا اس میں تو نے کوئی مشکوک بات محسوس کی ہے؟'' اس نے کہا: ''قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں نے کوئی ایسی بات محسوس تک نہیں کی سوا اس کے کہ وہ نوعمر ہیں سوجاتی ہیں اور اس کا تیار کردہ گھر کا آٹا بکری کھا جاتی ہے۔'' پس اس دن رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے متعلق فرمایا: ''اس کی ایذا رسانی سے کون تحفظ دے گا؟ اس کی ایذا حد سے متجاوز ہو چکی ہے اور میری اہلیہ پر بہتان تراشتا ہے اور جس مرد کے اُوپر الزام لگایا ہے میں اس کے بارے میں بھی خیر اور نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔اگر وہ میرے گھر کبھی آیا تو میرے ساتھ داخل ہوا اور میرے ساتھ باہر نکلا ہے۔''

سعد بن معاذ نے کہا: ''یا رسول اللہ! میں اس کو روکتا ہوں۔اگر وہ بہتان تراش اَوس خاندان سے ہے تو ہم اس کی گردن مار

يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! مَنْ يَعْذُرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْبَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ خَيْرًا وَلَقَدْذَكَرُوْا رَجُلًامَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلاَّ خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ مَعِي قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُوْبَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتِ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُالْخَزْرَجِ قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجلاً صَالِحًا وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُاللّٰهِ لاتَقْتُلُهُ وَلاَ تَقْدِرُعَلَى قَتْلِهِ وَلَوْكَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَاأَحْبَبْتَ أَنْ يُقْتَلَ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍوَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُاللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ، قَالَتْ: فَثَارَالْحَيَّانِ الأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوْا أَنْ يَقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوْا وَسَكَتَ، قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذٰلِكَ كُلَّهُ لاَيَرْقَأُلِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي

دیتے ہیں اور اگر وہ بنوخزرج سے ہے اور آپ ﷺ حکم دیتے ہیں تو ہم اس کی گردن بھی مار دیں گے۔

سعد بن عبادہ اُٹھے وہ خزرج کے سردار تھے اور حسان رضی اللہ عنہ کی ماں اس کے چچا کی بیٹی ہے۔ سعد نیک انسان تھے مگر خاندان کی حمایت میں آ گئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو کہا: ''تو غلط کہتا ہے تو نہ تو خزرجی کو قتل کرے گا اور نہ ایسا کرنے پر قادر ہو سکے گا۔'' اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا کا بیٹا ہے۔ اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو کہا تو غلط کہتا ہے۔ ہم اس کو قتل کریں گے۔ تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف داری کر رہا ہے۔''

اوس وخزرج میں فساد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ یہاں تک کہ وہ لڑنے پر تیار ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ان کو روکتے رہے یہاں تک کہ لوگ خاموش ہو گئے۔ میں اس دن بہت روئی، نہ آنسو تھے اور نہ نیند کا سرمہ ڈالا۔ صبح کو میرے والدین میرے پاس تھے اور میں روتی رہی تھی اور گمان ہو چلا تھا کہ میرا جگر پھٹ پڑے گا۔ اتنے میں ایک انصاری عورت نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو میں نے اجازت دیدی اور وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔ اتفاقاً ہم اسی حالت میں تھے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے، سلام کہا اور بیٹھ گئے۔ جب سے میرے اُوپر بہتان لگایا گیا تھا آپ ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک ماہ سے آپ پر وحی بھی نہیں نازل ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے بیٹھنے کے بعد کلمہ تشہد (خطبہ) پڑھا اور فرمایا: اما بعد اے عائشہ! مجھے تیرے بارے ایسی ویسی باتیں پہنچی ہیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بری کر دے گا اگر تو ان باتوں سے بری ہو گی۔ اور اگر تیرے

وَقَـدْ بَـكَيْـتُ لَيْـلَتَيْنِ وَيَوْمًا لاَيَرْقَأُلِي دَمْعٌ وَلاَأَكْتَـحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَـالِـقٌ كَبِدِي، فَبَيْنَا أَبَوَايَ جَالِسَان عِنْدِي وَأَنَـا أَبْـكِـي، فَـاسْتَـأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْـصَـارِ فَـأَذِنْـتُ لَهَـا، فَـجَلَسَتْ تَبْكِي مَـعِـي، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلَيْنَا فَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَسَ، قَـالَـتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُقِيْلَ مَاقِيْلَ قَبْـلَهَـا وَقَـدْ لَبِـثَ شَهْـرًا لاَيُوْحَى إِلَيْهِ فِي شَـأْنِـي بِشَـيْءٍ، قَـالَـتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْـنَ جَلَسَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَـرِيْـئَةٍ فَسَيُبَـرِّئُكِ الـلّٰـهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِـذَنْـبٍ فَـاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْـعَبْـدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، قَـالَتْ: فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهُ قَـلَـصَ دَمْـعِـي حَتَّـى مَـا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَـقُـلْـتُ لأَبِي: أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّي فِيْمَا قَالَ: فَقَالَ أَبِي: وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي مَاأَقُوْلُ لِـرَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَـقُـلْـتُ لِأُمِّي: أَجِيْبِي رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْـمَـا قَـالَ، قَالَتْ أُمِّي: وَالـلّٰهِ! مَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لاَأَقْرَأُ مِنَ الْـقُـرْآنِ كَثِيْـرًا إِنِّـي وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَـمِـعْتُـمْ هٰـذَا الْـحَـدِيْثَ حَتَّى اسْتَقَرَّفِي

سے گناہ صادر ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر اور توبہ کر، بندہ جب گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتا ہے۔

جب آپ ﷺ اپنی بات پوری کر چکے تو میرے آنسو بھی تھم گئے اور ایک قطرہ پھر نہیں آیا اور میں نے اپنے باپ کو کہا: ''رسول اللہ ﷺ کو جواب دو'' تو انہوں نے کہا: ''میں نہیں جانتا کہ میں آپ ﷺ کو کیا جواب دوں'' پھر میں نے اپنی ماں کو کہا ''تم جواب دو'' تو اس نے بھی کہا: ''اللہ کی قسم میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں؟'' میں ابھی چھوٹی عمر کی تھی اور قرآن مجید بھی زیادہ نہیں پڑھا تھا۔ میں نے کہا: ''قسم اللہ کی! میں جانتی ہوں کہ تم نے لوگوں کی باتیں سنی ہیں اور وہ تمہارے دل میں ٹھہر چکی ہیں اور تمہارے دل نے ان باتوں کی تصدیق کر دی ہے، لہٰذا اگر میں کہوں کہ میں بری ہوں ،تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر میں کسی جرم کا اعتراف کرلوں جب کہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو تم فوراً تصدیق کر دو گے۔ پس قسم اللہ کی! میری اور تمہاری صرف ایک ہی مثال ہے جو یوسف علیہ السلام کے باپ نے کہا ہے: ''صبر ہی بہتر ہے اور اللہ مدد طلب کیا گیا ہے اس بات پر جو تم بیان کرتے ہو۔''

پھر میں لوٹ کر اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی اور میں جانتی تھی کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ تعالیٰ میری براءت کر دے گا مگر یہ گمان بھی نہ تھا کہ قرآن نازل ہوگا جو تلاوت کیا جائے گا اور میں اپنی ذات کو اس سے فروتر تصوّر کرتی تھی کہ اللہ رب العزت میرے بارے میں کلام کرے گا۔ میرا گمان تھا کہ سچے خواب کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو میری

أَنْـفُسِـكُـمْ وَصَـدَّقْتُمْ بِهِ ، فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ: إِنِّـي بَرِيْئَةٌ لاتُصَدِّقُوْنِي وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِـأَمْـرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي ، فَوَاللّٰهِ! لاأَجِدُلِي وَلَكُمْ مَثَلاً إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ حِيْـنَ قَـالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَـلَـى مَـا تَـصِـفُـوْنَ﴾ ثُـمَّ تَـحَـوَّلْـتُ وَاضْـطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنَزِّلٌ فِي شَأْنِي وَحَيًـا يُتْلَى لَشَأْنِي فِي نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُوْأَنْ يَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي الـلّٰـهُ بِهَـا فَـوَالـلّٰـهِ مَا رَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَجْلِسَهُ وَلاخَرَجَ أَحَدٌمِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْـزِلَ عَـلَيْـهِ فَـأَخَـذَهُ مَـا كَـانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُـرَحَـاءِ حَتَّـى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْـلُ الْـجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ ، قَالَتْ: فَسُرِّيَ عَنْ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُـوَ يَـضْحَكُ ، فَكَانَتْ أَوَّلُ كَـلِـمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: يَا عَائِشَةُ! أَمَّا الـلّٰـهُ فَـقَـدْ بَرَّأَكِ ، قَالَتْ: فَقَالَتْ لِي أُمِّي: قُـوْمِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لاأَقُوْمُ إِلَيْهِ فَإِنِّي لاأَحْـمَـدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ، قَالَتْ: وَأَنْزَلَ الـلّٰـهُ تَـعَـالَى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالإِفْكِ عُـصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الآيَاتِ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ

براءت کر دے گا۔ پس قسم اللہ کی! آپ ﷺ اپنی مجلس سے نہیں اٹھے تھے اور گھر کے اندر موجود افراد میں سے کوئی باہر نہیں نکلا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی نازل کر دی۔ آپ ﷺ کو وحی نازل ہونے کے وقت جو کیفیت لاحق ہوتی تھی وہ لاحق ہوئی اور جیسا شدید سردی کے وقت بھی آپ ﷺ کو پسینہ جاری ہوتا اور کلام ربانی کے ثقل سے کیفیت ہوا کرتی تھی وہ پیدا ہوئی، جب وحی جاتی رہی تو آپ ﷺ ہنس دیے اور پہلی جو بات کہی وہ یہ تھی: یا عائشہ! اللہ کا شکر ادا کر اللہ نے تیری براءت کر دی ہے۔''

پس میری ماں نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ۔'' میں نے کہا: ''میں تو ان کی طرف نہیں جاؤں گی، میں صرف اللہ ہی کا شکر ادا کروں گی جس نے میری صفائی نازل فرمائی ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ﴿بے شک وہ لوگ جو بہتان تراش لائے ہیں وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے۔﴾ دس آیات تک۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو مسطح بن اثاثہ کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مدد کرتے تھے اس کی قرابت اور اس کے افلاس کی وجہ سے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ مالی امداد یہ کہہ کر روک دی کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو کہا ہے اس کے بعد اللہ کی قسم! اس کی میں کوئی مدد نہیں کروں گا۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''اور قسم نہ کھائیں وہ لوگ جو تم میں سے فضیلت اور وسعت والے ہیں قرابت داروں اور مسکینوں پر اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ کرنے کی، انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

هٰـذَا فِـي بَـرَاءَ تِـي ، قَالَ أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ: وَكَـانَ يُـنْـفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِـنْـهُ وَفَـقْـرِهِ ، وَاللّٰهِ! لاَأُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْـئًـا أَبَـدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلاَيَأْتَلِ أُوْلُوالْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ إِلَـى قَـوْلِـهِ: ﴿غَـفُورٌ رَحِيْمٌ﴾ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ الـصِّدِّيْـقُ: بَـلَـى وَالـلّٰـهِ! إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَاللّٰهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحِ النَّفَقَةَ الَّتِي كَـانَ يُـنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ: وَاللّٰهِ! لاَأَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَـدًا قَـالَـتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَل زَيْـنَـبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي ، فَقَالَ لِـزَيْـنَـبَ: مَـاذَا عَـلِـمْتِ أَوْرَأَيْتِ ، فَقَالَتْ: يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللّٰهِ! مَـا عَلِمْتُ إِلاَّ خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيْنِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا الـلّٰـهُ بِـالْـوَرَعِ قَـالَتْ: وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُـحَـارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ . قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيْثِ هٰؤُلاَءِ الرَّهْطِ . (رواه البخاري: ٤١٤١)

کہا: ''اللہ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے'' اور مسطح کو جو امداد پہلے دیتے تھے وہ جاری رکھی اور کہا اللہ کی قسم! میں اس کی یہ امداد کبھی نہیں روکوں گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میرے متعلق آپ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے بھی پوچھا تھا: ''اے زینب! تو نے کیا جانا اور کیا دیکھا؟'' تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کہا: ''یا رسول اللہ! میں اپنے کان اور آنکھیں بچاتی ہوں، اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتی ہوں۔''

''دراصل ازواج مطہرات میں سے میرے مدمقابل وہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی وجہ سے ان کو بچایا۔ اور ان کی بہن حمنہ اپنے گمان میں اس کی جنگ لڑ کر ان لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوگئی جو ہلاک ہوئے اور بہتان میں شامل ہوئے۔''

ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا: راویان کی ایک جماعت سے یہ حدیث مجھے پہنچی ہے۔''

٧١٠٣ــ وَمِنْ رِوَايَاتِهِ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللّٰهِ إِنَّ الـرَّجُـلَ الَّـذِى قِيْـلَ لَــهُ مَاقِيْلَ لَيَقُوْلُ: سُبْـحَــانَ اللّٰهِ فَـوَاللّٰهِ الَّـذِى نَـفْسِي بِيَدِهِ مَـاكَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثَيٰ ، ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ . (رواه البخاري: ٤١٤١)

۷۱۰۳۔ ''اس کی روایات میں سے ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اللہ کی قسم! وہ مرد جس کے بارے میں کہا گیا جو کہا گیا۔ اس نے کہا: ''سبحان اللہ! مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ اور پھر وہ مرد فی سبیل اللہ قتل ہوا ہے۔'' (البخاری)

(٧١٠٣) بخاري: ٤١٤١ـ مسلم: ٢٤٤٥ـ ابو داود: ٢١٣٨ـ ابن ماجه: ١٩٧٠ـ احمد: ٢٤٣١٣ـ دارمي: ٢٢٠٨.

٧١٠٤ـ وَمِنْهَا: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيَّ خَطِيْباً فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّابَعْدُ! أَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوْا أَهْلِي وَأَيْمُ اللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوْءٍ وَأَبَنُوْهُمْ بِمَنْ؟ وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَايَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّاوَأَنَاحَاضِرٌوَلَاغِبْتُ فِي سَفَرٍإِلَّاغَابَ مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ بِنَحْوِهِ.

وَفِيْهِ: فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ: أَيْ أُمِّ! تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ أُمِّ! أَتَسُبِّيْنَ ابْنَكِ؟ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ، فَقَالَت تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَاأَسُبُّهُ إِلَّافِيْكِ فَقُلْتُ: فِي أَيِّ شَأْنِي؟ قَالَتْ: فَبَقَرَتْ لِي الْحَدِيْثَ فَقُلْتُ: وَقَدْكَانَ هٰذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَاللّٰهِ! فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَانَ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لاأَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلاًوَلاكَثِيْرًا وَوُعِكْتُ.

وَفِيْهِ: وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُوْبَكْرٍصَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ، فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّي: مَا شَأْنُهَا قَالَتْ: بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَمِنْ شَأْنِهَا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، قَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيْ

۷۱۰۴۔ "اور اس کی روایات میں سے ہے کہ میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، کلمہ شہادت پڑھا اور پھر فرمایا: اما بعد! مجھے ان لوگوں کے متعلق مشورہ دو جنہوں نے میری اہلیہ پر الزام لگایا ہے اور اللہ کی قسم! میں اپنی اہلیہ کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ اور جس مرد پر الزام لگایا گیا ہے اس کے متعلق بھی میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا اور نہ اس کی کوئی برائی میرے سامنے کبھی آئی ہے۔ وہ میرے گھر میں صرف میری موجودگی میں داخل ہوا ہے اور جب میں سفر میں گیا تو وہ بھی میرے ساتھ ہی سفر میں گیا۔ تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا۔ مثل حدیث سابق۔

اور اس کی روایت میں سے ہے: جب اس دن کی شام آئی تو میں اپنی ضرورت کے لیے گھر سے باہر گئی اور میرے ساتھ ام مسطح رضی اللہ عنہا بھی گئیں۔ اس کو ٹھوکر لگی اور اس نے کہا: "مسطح ہلاک ہوا۔" میں نے کہا: "اے ماں! کیا تو اپنے بیٹے کو بدی سے یاد کرتی ہے؟" تو وہ خاموش ہو رہی۔ اس کو دوسری مرتبہ ٹھوکر لگی تو اس نے کہا: "مسطح رضی اللہ عنہ ہلاک ہوا" میں نے کہا: "اے ماں! تو اپنے بیٹے کو ملامت کرتی ہے؟" تو وہ خاموش ہو گئی، پھر اس کو تیسری مرتبہ ٹھوکر لگی تو اس نے کہا: "مسطح ہلاک ہوا" تو میں نے اس کو ڈانٹ کر منع کیا۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں تیری وجہ سے اس کو بدی سے یاد کرتی ہوں۔ میں نے کہا: میرے بارے میں کس بات پر؟ تو اس نے بات تفصیل سے بیان کی۔ میں نے کہا: یہ بات کہی گئی ہے تو اس نے کہا: ہاں میں اپنے گھر کو لوٹ آئی اور جس مقصد کے لیے گئی تھی، اس میں سے نہ تھوڑا اور نہ زیادہ

(٧١٠٤) بخاری تعليقًا.

بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ: لَاوَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلُ خَمِيْرَهَا أَوْعَجِيْنَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اصْدُقِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَسْقَطُوْا لَهَا بِهِ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّامَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِالذَّهَبِ الأَحْمَرِ.

وَفِيْهِ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ فَلَمْ يَزَالَا حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

وَفِيْهِ: وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوْبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّاأَبَايُوْسُفَ.

وَفِيْهِ: أَبْشِرِيْ يَا عَائِشَةُ! فَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَكِ، قَالَتْ: وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِي أَبَوَايَ: قُوْمِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ: لَاوَ اللّٰهِ! لَاأَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَاأَحْمِدُهُ وَلَاأَحْمِدُكُمَا وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوْهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوْهُ. (للبخاری تعلیقا)

کچھ بھی محسوس نہ ہوا اور مجھے بخار آ گیا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ میں روئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ مکان کی چھت پر تلاوت کر رہے تھے، سن کر اُتر آئے اور میری ماں سے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا؟ میری ماں نے کہا: اس کو وہ بات پہنچی ہے جو کہی گئی ہے۔ پس ان کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے اور کہا: بیٹی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنے گھر واپس چلی جا، تو میں واپس چلی آئی۔''

رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے اور خادمہ سے پوچھا تو اس نے کہا: قسم اللہ کی! میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا صرف یہ کہ وہ سو جاتی ہیں اور بکری آ کر ان کا آٹا یا روٹی کھا جاتی ہے۔'' اور اس کو آپ ﷺ کے ایک صحابی نے ڈانٹ کر کہا: رسول اللہ ﷺ کو سچ سچ بات بتانا اور پھر وہ آپ ﷺ کے لیے بار بار اس سے بات کرتے رہے تو اس نے کہا: ''سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے اس پر کوئی عیب نہیں دیکھا مگر جیسے سونے پر سنار دیکھا کرتا ہے تو گرد و غبار کو صاف کر دیتا ہے۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ صبح کو میرے والدین میرے پاس ہی تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ مثل حدیث سابق۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نے یعقوب علیہ السلام کا نام یاد کرنا چاہا تو مجھے یاد نہ آیا اور میں نے ابو یوسف علیہ السلام کہہ کر ان کے قول کی مثال دی۔

اور اس میں یہ بھی ہے کہ اے عائشہ! تجھے بشارت ہو، اللہ نے تیری صفائی نازل کر دی ہے۔ انہوں نے کہا: میں بہت غصے میں تھی۔ میرے ماں باپ نے کہا آپ ﷺ کے پاس اٹھ کر جاؤ۔ میں نے کہا: قسم اللہ کی! میں ان کے پاس اُٹھ کر نہ جاؤں گی اور نہ اُن کا شکر ادا کروں گی اور نہ تم دونوں کا مگر میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری برأت نازل کی ہے۔ تم سب نے میرے بارے میں باتیں سنیں، نہ تم نے ان پر انکار کیا اور نہ تم نے ان کو ردّ کیا۔''

٧١٠٥ــ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ لِيَ الْوَلِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: أَبَلَغَكَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ قُلْتُ: لَاوَلٰكِنْ قَدْأَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُوْ بَكْرِبْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُمَاكَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِي شَأْنِهَا . (رواه البخاری: ٤١٤٢)

۷۱۰۵۔"امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھ سے ولید بن عبدالملک اموی نے پوچھا: "کیا تجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والوں میں شامل تھے؟ زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے کہا: ہرگز نہیں بلکہ مجھے خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ھشام نے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو خبر دی کہ علی رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق افک کے سلسلے میں کلی طور پر سلامت ومحفوظ رہے تھے۔"

٧١٠٦ـ وَمِنْهَا: أَنَّهُ لَمْ يُسَمِّ مِنْ أَهْلِ الإِفْكِ إِلَّاابْنَ أُبَيٍّ، وَحَسَّانَ وَمِسْطَحَ وَحَمْنَةَ، وَأَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَكْرِهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُوْلُ: إِنَّهُ الَّذِي قَالَ:

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَتِي وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءٌ

(رواه البخاری: ٤١٤١)

۷۱۰۶۔"اوران روایات میں سے ہے کہ اہل افک میں کسی کا نام ذکر نہیں کیا گیا مگر ابن اُبی منافق کا۔اور صحابی حسان رضی اللہ عنہ، مسطح رضی اللہ عنہ بدری، اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نام ذکر کیا گیا ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ناپسند کرتی تھیں کہ ان کے پاس حسان رضی اللہ عنہ کو برائی سے یاد کیا جائے اور وہ کہتی تھیں کہ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا ہے: پس میرا باپ اور میری ماں اور میرا حسب ونسب، تمہارے ظلم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لیے بچاؤ ہے۔"

٧١٠٧ــ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ قَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ . قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَأْذَنِيْنَ لَهُ أَنْ

۷۱۰۷۔"مسروق نے کہا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو ان کو حسان اشعار سنا رہا تھا جو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدح میں کہے: وہ پاک دامن پاک سیرت ہیں جن پر کوئی شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا۔وہ صبح کو اس حال رہتی ہیں کہ بے خبر عورتوں کا گوشت نوچنے سے ان کا پیٹ خالی ہوتا ہے۔تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مگر تو اے حسان! ایسا نہیں ہے۔"
مسروق نے کہا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: "کیا آپ اس

(٧١٠٥) بخاری: ٤١٤٢.

(٧١٠٦) بخاری: ٤١٤١ـ مسلم: ٢٤٤٥ـ ابو داود: ٢١٣٨ـ ابن ماجه: ١٩٧٠.

(٧١٠٧) بخاری: ٤١٤٦ـ مسلم: ٢٤٨٨.

يَـدْخُـلَ عَـلَيْكِ وَقَـدْ قَـالَ الـلّٰـهُ تَعَـالَى: ﴿وَالَّـذِي تَـوَلَّـى كِبْـرَهُ مِـنْهُـمْ لَـهُ عَذَابٌ عَـظِيْـمٌ﴾ فَـقَـالَـتْ: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْـعَمَى؟ قَالَتْ لَهُ: إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ أَوْيُهَاجِي عَـنْ رَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ. (رواه البـخاري: ٤١٤٦)

کو اپنے پاس حاضر ہونے سے منع نہیں کرتی ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ ''وہ شخص جو اس بہتان میں بڑے کردار کا حامل ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہے'' تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نابینا ہونے سے زیادہ عذاب کیا ہوگا؟ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کے طعنوں کا جواب دیتا تھا۔'' (الشیخان)

٧١٠٨۔ عَنْ أُمِّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَـتْ: بَيْنَاأَنَا قَاعِدَةٌ أَنَا وَعَائِشَةُ إِذْ وَلَجَتِ امْـرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِفَقَالَتْ: فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلاَنٍ وَفَـعَـلَ. فَقَالَتْ أُمُّ رُوْمَانَ: وَمَا ذَاكَ قَالَتِ ابْـنِـي فِيْـمَـنْ حَـدَّثَ الْـحَدِيْثَ۔ قَـالَـتْ: وَمَـاذَاكَ؟ قَـالَـتْ: كَذَا وَكَذَا قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَتْ: وَأَبُـوْبَـكْـرٍ؟ قَـالَـتْ: نَعَمْ. فَخَرَّتْ مَغْشِيًا عَـلَيْهَافَمَا أَفَاقَتْ إِلاَّوَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ فَـطَـرَحْـتُ عَـلَيْهَـاثِيَـابَهَـا فَغَطَّيْتُهَا فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَاشَأْنُ هٰذِهِ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ الـلّٰهِ! أَخَذَتْهَا الْحُمَّى بِنَافِضٍ. قَالَ: فَلَعَلَّ فِـي حَدِيْثٍ تُحُدِّثُ بِهِ قَالَتْ: نَعَمْ فَقَعَدَتْ عَـائِشَةُ فَـقَـالَ وَالـلّٰـهِ! لَـئِـنْ حَـلَفْـتُ لاَتُصَدِّقُوْنِي وَلَئِنْ قُلْتُ لاَ تَعْذِرُوْنِي مَثَلِي وَمَثَـلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَاتَصِفُوْنَ﴾ بِنَحْوِهِ. (رواه البخاري: ٤١٤٣)

٧١٠٨۔ ''ام رومان جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں، نے کہا: میں اور عائشہ بیٹھی تھیں کہ اتنے میں انصار کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا: ''فلاں اور فلاں کو اللہ یہ کر دے۔ ام رومان نے کہا: یہ کیوں؟ اس نے کہا: ''میرا بیٹا بھی ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے یہ جھوٹ کہا ہے۔ اس نے کہا: وہ بات کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ اور یہ بات ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ بات سنی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سنی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا غش کھا کر گر گئیں جب ہوش میں آئیں تو بخار تیز ہو چکا تھا۔ اور وہ کانپ رہی تھیں تو ان کی والدہ نے ان پر کپڑے ڈال کر لپیٹ دیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''اس کو کیا ہوا؟'' میں نے کہا: کپکپی لگنے کے ساتھ بخار ہوا ہے۔ فرمایا: ''شاید اس بات کی وجہ سے جو بیان کی گئی ہے؟'' تو اس نے کہا: ہاں۔ پس عائشہ رضی اللہ عنہا اُٹھ بیٹھیں اور کہا: قسم اللہ کی! اگر میں قسمیں بھی کھاؤں تو تم تصدیق نہ کرو گے اور کوئی بات کروں تو تم عذر قبول نہیں کرو گے۔ میری اور تمہاری وہی مثال ہے جو یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی ہے۔ پس اللہ ہی امداد طلب کیا گیا ہے اس بات پر جو تم بیان کرتے ہو۔ مثل سابقہ حدیث کے۔

(٧١٠٨) بخاری: ٤١٤٣.

٧١٠٩۔ عَائِشَةَ، كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُسَافِرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ بِنَحْوِحَدِيْثِهَا . وَفِيْهِ: فَسَأَلَنِي يَعْنِي صَفْوَانُ عَنْ أَمْرِي فَسَتَرْتُ عَنْهُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، وَأَخْبَرْتُهُ عَنْ أَمْرِي، فَقَرَبَ بَعِيْرَهُ فَوَطِئَ عَلَى ذِرَاعِهِ فَوَلَّانِي قَفَاهُ حَتَّى رَكِبْتُ وَسَوَّيْتُ ثِيَابِي، ثُمَّ بَعَثَهُ فَأَقْبَلَ يَسِيْرُبِي حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ نِصْفَ النَّهَارِأَوْنَحْوَهُ. وَفِيْهِ، فَقُلْتُ: لِأُمِّ مِسْطَحٍ خُذِي الأَدَاوَةَ فَامْلَئِيْهَا مَاءً فَاذْهَبِي بِهِ إِلَى الْمَنَاصِعِ، فَأَخَذَتْهَا وَخَرَجَتْ فَعَثَرَتْ، بِنَحْوِهِ.

٧١٠٩۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب آپ ﷺ سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کراتے۔ مثل حدیث سابق۔ اور اس روایت میں ہے کہ صفوان نے میرے سے سوال کیا تو میں نے منہ پر چادر سے پردہ کیا اور پھر میں نے پیچھے رہنے کی وجہ بیان کی تو اس نے اپنا اُونٹ قریب کیا اور اس کو بٹھایا۔ میں اونٹ پر بیٹھی اور میں نے اپنے کپڑے لپیٹ کر پردہ کیا۔ اس نے اونٹ اٹھایا اور مہار پکڑ کر آگے چلنے لگا یہاں تک کہ دن کے نصف ہونے تک ہم مدینہ میں داخل ہو گئے یا اس کی مثل کہا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے ام مسطح کو کہا: یہ برتن لے کر پانی ڈال کر رفع حاجت کرنے کی جگہ تک لے جاؤ۔ تو اس نے برتن اُٹھایا اور اس کو ٹھوکر لگی۔ مثل گذشتہ حدیث کے۔

٧١١٠ــــ وَفِي أُخْرَى: وَقَعَدَ صَفْوَانُ بْنُ الْمَعَطَّلِ لِحَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ بِالسَّيْفِ فَضَرَبَهُ ضَرْبَةً، فَقَالَ صَفْوَانُ حِيْنَ ضَرَبَهُ:

تَلْقِ ذُبَابَ السَّيْفِ عَنْكَ فَإِنَّنِي
غُلَامٌ هُوَجِيْتُ لَسْتُ بِشَاعِرٍ
وَلٰكِنَّنِي أَحْمَى حِمَايَ وَأَنْتَقِمْ
مِنَ البَاهَتِ الرَّامِي الْبَرَاةِ الطَّوَاهِرِ

فَصَاحَ حَسَّانُ، فَاسْتَغَاثَ النَّاسَ، فَلَمَّا جَاءَ النَّاسُ فَرَّصَفْوَانُ، فَجَاءَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَعْدَاهُ عَلَى صَفْوَانَ فِي ضَرْبَتِهِ إِيَّاهُ فَسَأَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَهَبَ لَهُ ضَرْبَةَ صَفْوَانَ

٧١١٠۔ ''دوسری روایت میں ہے: صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ تلوار لے کر حسان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو تلوار مار کر کہا: میری طرف سے تلوار کی نوک وصول کر میں تیری باتوں کا یہی عوض چکا سکتا ہوں جب میری ہجو بیان کی جائے، میں شاعر نہیں ہوں۔ مگر میں اپنی عزت کی حمایت کرنا بھی جانتا ہوں اور پاکدامن بے گناہ خواتین پر بہتان باندھنے والے سے انتقام بھی لے سکتا ہوں۔ تو حسان رضی اللہ عنہ چیخ اٹھے اور لوگوں کو مدد کے لیے بلایا اور لوگ آئے تو صفوان بھاگ گیا۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ آئے اور نبی ﷺ کے سامنے صفوان کی تلوار مارنے کی خبر دی اور قصاص طلب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صفوان کی ضرب مجھے چھوڑ دے، چنانچہ حسان نے آپ ﷺ کی وجہ سے معافی

(٧١٠٩) حوالہ مذکور.

(٧١١٠) طبرانی کبیر: ٢٣/ ١١١۔ ورجاله رجال الصحيح الا ان بعض هذا ايخالف ما فى الصحيح، هيثمى: ١٥٢٩٨.

اِيَّاهُ فَوَهَبَهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَعَاضَهُ ﷺ حَائِطاًمِنْ نَـخْلٍ عَظِيْمٍ وَجَارِيَةً تُدْعَى سِيْرِيْنَ وَلَدَتْ لِـحَسَّــانَ ابْـنَــهُ عَبْـدَالرَّحْمٰنِ الشَّـاعِرَ . (للكبير: ٢٣/ ١١١)

وَفِيْهِ: فَقِيْلَ فِي اَصْحَابِ الإِفْكِ أَشْعَارٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍلِمِسْطَحٍ وَكَانَ يُدْعَى عَوْفًا:

يَـاعَـوْفُ وَيْـحَكَ هَلاَّ قُلْتَ عَارِفَةً
مِـنَ الْـكَلاَمِ وَلَـمْ تَبْـغِـي بِـهِ طَمَعًا
هَلاَّ حَرِبْتَ مِنَ الاَقْوَامِ اِذْحَسَدُوْكَ
فَلاتَـقُـلْ وَغَـنْ عَــادَ يَتْهُـمْ قَذَعًـا
لَـمَّــارَمَيْـتَ حِـصَــانًـا غَيْرَمُقْرِفَةٍ
أَمِيْـنَةُ الْـجَيْـبِ لَمْ تَعْلَمْ لَهَا خَضَعًا
فَـأَنْـزَلَ اللّٰهُ عُـذْرَهَــا فِي بَرَائَتِهَـا
وَبَيْـنَ عَـوْفٍ وَبَيْـنِ اللّٰهِ مَـاصَنَعَـا
فَـإِنَّ أَعِـشْ أَجْـزِي عَوْفًا فِي مَقَالَتِهِ
سُـوْءَ الْـجَـزَاءِ بِـمَــاأَلْفَيْتَـهُ تَبَعـاً

وَقَالَتْ أُمُّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ:

شَهِــدَالاَوْسُ كَهْـلَهَــا وَفَتَــاهَــا
وَالْـخُـمَـاسِـيُّ مِنْ نَسْلِهَا وَالْعَظِيْمُ
أَنَّ بِـنْـتَ الـصِّـدِّيْـقِ كَانَتْ حِصَانًا
عَـفَــتِ الْـجِيْــبُ دِيْـنُهَـا مُسْتَقِيْمٌ
تَتَّـقِـي اللّٰهَ فِـي الْـمُـغِيْـبِ عَلَيْهَـا
نِــعْــمَةُ اللّٰهِ سِــرُّهَــا مَــا يُـرِيْـمُ
خَيْــرُهَـدْيِ الـنِّسَـاءَ حَـالاًوَنَفْسًـا
وَأَبَــالِـلْــعَلاَ نَـمَــاهَــا كَـرِيْـمُ

دیدی اور نبی کریم ﷺ نے معاوضے میں حسان رضی اللہ عنہ کو کھجور کا ایک بڑا باغ دیا اور ایک لونڈی دی جس کو سیرین کہا جاتا تھا تو اس لونڈی سے حسان رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا جو شاعر تھا۔اور اس روایت میں ہے کہ واقعہ افک کے بارے میں اشعار بھی کہے گئے ،چنانچہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مسطح سے کہا اور اس کو عوف بھی کہا جاتا تھا۔

(۱) اے عوف! تیرے اوپر افسوس ہے تو نے دانشمندی کی بات کی ہوتی اور تو لالچ میں نہ آتا۔

(۲) تو حسد کرنے والے لوگوں سے متحارب کیوں نہ ہوا۔اور دشمنی کرتے ہوئے بھی تو گندی بات نہ کہتا۔

(۳) غیر محرم پاکدامن جیب وگریبان کی امانت دار عاجزی سے بےخبر کو تو الزام نہ لگاتا۔

(۴) تو ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے الزام لگایا اور تم بہتان تراش جماعت ہو،تم ناک چڑھا کر گندی بات کرتے رہے۔

(۵) پس اللہ نے اس کی برأت اور صفائی میں قرآن نازل کیا۔اور یہ معاملہ ہم نے عوف کے اور اللہ کے درمیان چھوڑ دیا۔

(۶) اگر میں زندہ رہا تو اس کو اس کے قول کا بُرا بدلہ دونگا اگر میں بدلہ دینا پسند کرونگا۔

ام سعد بن معاذ رضی اللہ عنہا نے کہا:

(۱) بنو اوس بوڑھے اور جوان سب اور ان کے طاقتور حمایتی باعظمت لوگ جمع ہوئے۔

(۲) صدیق کی بیٹی پاکدامن ،گریبان کی امانت دار ہے اور اس کا دین سیدھا ہے۔

(۳) وہ پس پردہ اللہ سے ڈرتی ہے اور اس پر اللہ کی نعمت ہے کہ اس کی مخفی سیرت کو بھولنا اور عیب تلاش کرنا بے سود ہے۔

لَيْتَ سَعْدًا وَمَنْ رَمَاهَا بِسُوْءٍ
فِي كَظَاظٍ حَتَّى يَئُوْبَ الظَّلُوْمُ

(۴) وہ عورتوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اپنے حالات، اپنی جان اور اپنے باپ کے بلند مقام کے سائے تلے باعزت نشو ونما حاصل کرنے میں۔
(۵) کاش اگر وہ لوگ جو اس پر برے الزام لگاتے ہیں جنگ کی تنگ گھاٹی میں پڑتے تو ان کا ظلم ان پر لوٹ جاتا۔

قَالَ حَسَّانُ مُعْتَذِرًا:

حسان رضی اللہ عنہ نے عذرخواہی کے طور پر کہا:

حِصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَا مِنْ لُحُومِ الغَوَافِلِ
خَلِيْلُهُ خَيْرُ النَّاسِ دِيْنًا وَمَنْصَبًا
نَبِيُّ الْهُدٰى وَالْمُكَرَّمَاتِ الْغَوَاضِلِ

(۱) وہ پاک دامن سخاوت کرنے والی، ان پر شک وشبہ نہیں کیا جاتا اور وہ بدی سے بے خبر خواتین کے گوشت سے اپنا پیٹ بچا کر رکھتی ہیں۔
(۲) دین اور منصب کے بہترین مرتبہ پر فائز، نبی ہدایت، صاحب کرامات واہل فضائل شخصیت کی چہیتی بیوی ہیں۔

إِلٰى أَنْ قَالَ:

دیگر اشعار کے بعد آگے چل کر وہ کہتے ہیں:

فَإِنْ كَانَ مَاقَدْجَاءَ عَنِّي مَاقُلْتُهُ
فَلَارَفَعْتُ سَوْطِي إِلَى أَنَامُلِي
وَإِنَّ الَّذِي قَدْ قِيْلَ لَيْسَ بِلائِطٍ
بِكِ الدَّهْرَ بَلْ قَوْلُ امْرَءٍ عَيْنٍ مَاحِلٌ

(۳) میری جانب سے جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بے فائدہ تھا۔ میری انگلیوں کے پورے میرا کوڑا میری طرف بلند نہیں کر سکتے۔
(۴) جو کچھ ان کو کہا گیا وہ ان پر چسپاں نہ ہوا اور پورا زمانہ ایسا نہ ہوگا بلکہ ایک آنکھیں بند کر کے کہنے والے کا بے کار قول ہی رہے گا۔

وقال في الذين جلدوا:

اور اس نے ان لوگوں کے بارے میں کہا جن کو حد قذف کی سزا دی گئی اور کوڑے مارے گئے۔

لَقَدْ ذَاقَ عَبْدُاللّٰهِ مَا كَانَ أَهْلَهُ
وَحَنَّةُ إِذْ قَالُوْا هَجِيْرًا وَمِسْطَحُ
تَعَاطَوْ بِرَحْمِ الْغَيْبِ زَوْجَ نَبِيِّهِمْ
وَسَخْطَةِ ذِيْ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ فَأَبْرَحُوْا
فَأَذَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْهَا وَعَمَّمُوْا
مَخَازِيْ سُوْءٍ حَلَّلُوْهَا وَفَضَّجُوْا

(للكبير: ۲۳/ ۱۱۱)

(۱) عبداللہ جس چیز کے قابل تھا اس نے وہی چیز چکھی ہے۔ حمنہ نے اور مسطح نے بھی اپنا انجام پایا۔ یہ بلند آواز سے غلط افواہ پھیلاتے تھے۔
(۲) انہوں نے بن دیکھے ایک دوسرے سے لے کر اپنے نبی کی زوجہ پر بہتان لگایا تو صاحب عرش کریم کے غصے اور غضب میں کھل کر سامنے آ گئے اور سزا پائی۔
(۳) انہوں نے محترمہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچائی اور بدی کا محاذ کھول کر اس میں اترے اور وہ خود

ہی رسوا ہوئے۔'' (الکبیر)

٧١١١ــ أَبُــوْ هُرَيْرَةَ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَـفَـرًا أَقْـرَعَ بَيْـنَ نِسَائِهِ، فَأَصَابَتْ عَائِشَةَ الْـقُرْعَةُ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَلَمَّاكَانَ فِـي جَـوْفِ الـلَّيْلِ انْطَلَقَتْ عَائِشَةُ لِحَاجَةٍ فَـانْـحَـلَّـتْ قَلادَتُهَـا وَذَهَـبَـتْ فِـي طَلَبِهَا بِـنَـحْـوِهِ . وَفِيْهِ:فَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ يَتَـخَـلَّفُ عَـنِ الـنَّـاسِ فَيُـصِيْـبُ الْقَدْحَ وَالْـجِرَابَ وَالاَدَاوَةَ فَيَحْمِلُهُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ عَائِشَةَ . (للبزار: ٢٦٦٣)

٧١١١۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے ۔پس غزوہ بنو مصطلق میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قرعہ نکلا۔نصف رات کو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی حاجت کے لیے گئیں تو ان کے گلے کا ہار کھل کر گر گیا تو وہ اس کی تلاش کی خاطر گئیں۔مثل سابقہ حدیث کے۔اور اس روایت میں ہے:صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ فوج کے پیچھے رہا کرتے تھے۔ان کو پیالہ،تھیلہ ،یا کوئی برتن ملتا تو وہ اس کو اُٹھالاتے۔مثل حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔'' (البزار،الکبیر)

٧١١٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهَ: إِذَاكَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ حَدَّاللّٰهُ الَّذِيْنَ شَتَمُوْا عَائِشَةَ ثَمَانِيْنَ ثَـمَانِيْنَ عَلَى رُءُوْسِ الْخَلائِقِ، فَنَسْتَوْهِبُ رَبِّـى الْـمُهَـاجِـرِيْـنَ مِـنْهُـمْ، فَأَسْتَأَمِرُكِ يَا عَــائِشَةُ! فَبَـكَـتْ وَقَــالَتْ: وَالَّذِى بَعَثَكَ بِــالْـحَـقِّ نَبِيًّـا لَسُـرُوْرُكَ أَحَـبُّ إِلَـيَّ مِنْ سُرُوْرِى، فَتَبَسَّمَ ﷺ ضَـاحِـكاً وَقَالَ: ابْنَةُ أَبِيْهَا . (للكبير: ٢٣/ ١٦٣ ، بضعف)

٧١١٢۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والوں کو ساری مخلوق کے سامنے اَسّی، اَسّی کوڑے حد لگائی جائے گی۔ پس میں مہاجرین کے لیے معافی طلب کروں گا۔اور اے عائشہ! میں تجھ سے ان کے بارے میں مشورہ لیتا ہوں پس وہ رونے لگیں اور کہا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آپ ﷺ کی خوشی مجھے اپنی خوشی سے زیادہ پسند ہے۔پس رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور ہنس دیئے اور فرمایا: ''یہ اپنے باپ کی بیٹی ہے۔'' (الکبیر،سندضعیف ہے)

٧١١٣ـــ اَلْـحَـكَـمُ بْـنُ عُتْبَةَ: لَمَّا خَاضَ الـنَّاسُ فِي أَمْرِعَائِشَةَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى

٧١١٣۔ ''حکم بن عتبہ کہتے ہیں: جب لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں باتیں کرنا شروع کر دیں تو رسول اللہ ﷺ

(٧١١١) بزار: ٢٦٦٣۔ وفيه محمد بن عمرو وهو حسن الحديث وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٥٢٩٦.

(٧١١٢) طبراني كبير: ٢٣/ ١٦٣۔ وفيه عبدالله ابو هارون ابو علقمه للفروى وهو ضعيف، هيثمي: ١٥٣٠٥.

(٧١١٣) طبراني كبير: ٢٣/ ١٦٠۔ مرسلا، ورجاله رجال الصحيح وان كان سليمان المبهم سليمان بن عبدالرحمن الدمشقي والظاهر انه هو۔ قال الدرويش ليس فى اسناده سليمان الذى ذكره، هيثمي: ١١٢٢٤.

عَـائِشَةَ: فَـجِئْتُ وَأَنَا أَنْتَفِضُ مِنْ غَيْرِ حُمَّى فَـقَـالَ: يَـا عَـائِشَةُ مَايَقُوْلُ النَّاسُ؟ فَقَالَتْ: وَالَّـذِي بَـعَثَكَ بِالْحَقِّ! لاَ أَعْتَذِرُ مِنْ شَيْءٍ قَـالُوْا حَتَّى يَنْزِلَ عُذْرِي مِنَ السَّمَاءِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا خَمْسَ عَشَرَةَ آيَةً مِنْ سُوْرَةِ النُّوْرِ، ثُـمَّ قَـرَأَ الْـحَـكَـمُ حَتَّى بَلَغَ ﴿الْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِـلـطَّيِّبِيْـنَ وَالـطَّيِّبُـوْنَ لِـلـطَّيِّبَـاتِ، قَـالَ: فَـالْـخَبِيْثَـاتُ مِـنَ الـنِّسَـاءِ لِـلْـخَبِيْثِيْنَ مِنَ الـرِّجَالِ وَالْخَبِيْثُوْنَ مِنَ الرِّجَالِ لِلْخَبِيْثَاتِ مِـنَ الـنِّسَاءِ، وَالطَّيِّبَاتُ مِنَ النِّسَاءِ لِلطَّيِّبِيْنَ مِـنَ الـرِّجَـالِ. (لـلـكبيـر: ٢٣/ ١٦٠، مرسلا)

نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام ارسال کیا۔ وہ کہتی ہیں: میں آئی اور بخار کے بغیر ہی مجھے کپکپی لگی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ لوگ کیسی باتیں کرتے ہیں؟'' انہوں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں لوگوں کی کسی بات کا عذر پیش نہیں کروں گی یہاں تک کہ میری صفائی آسمان سے نازل ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ آیات سورت نور کی نازل فرما دیں۔ پھر حکم نے تلاوت کی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا: ''ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں۔ پاک باز مردوں کے لیے پاک باز عورتیں ہیں اور پاک باز عورتوں کے لیے پاک باز مرد ہیں۔'' پھر حکم نے کہا: خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور طیب عورتیں طیب مردوں کے لیے ہیں۔ (الکبیر روایت مرسل ہے۔

٧١١٤ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلاَ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَبِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ. (رواه الترمذي: ٣١٨١)

۷۱۱۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب میری صفائی نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اس واقعے کا تذکرہ کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی اور آپ ﷺ نے حکم دیا اور دو مردوں اور ایک عورت کو حدِ قذف کے کوڑے مار کر سزا دی گی۔'' (ترمذی)

شرح:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے بعد لوگوں کی چار اقسام تھیں۔

۱۔ اکثر لوگوں نے اپنی زبانوں اور کانوں کو محفوظ رکھا۔ قطعاً اس بارے میں بات نہیں کی۔ اگر بولے ہیں تو بھلائی والی بات کی، اس تہمت کی تصدیق نہیں کی۔

۲۔ وہ لوگ تھے جنہوں نے سنتے ہی اس تہمت کی تردید کی جیسا کہ سیدنا ابوایوب انصاری اور ان کی اہلیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

(٧١١٤) ترمذي: ٣١٨١۔ حسن، الباني: ٢٥٤٢۔ بخاري: ٤١٤١۔ مسلم: ٢٧٧٠۔ احمد: ٢٥٠٩٥۔ ابن ماجه: ٢٥٦٧.

۳۔ وہ مسلمان تھے جنہوں نے تہمت تو نہیں لگائی نہ اس میں شامل تھے۔لیکن انہوں نے اس طوفان بدتمیزی کی نہ تو تصدیق کی نہ تردید کی۔مگر جو یہ بہتان طراز کہتے تھے اسے معمولی کام سمجھ کر اس بات کو بیان کرتے اور تصور کرتے تھے کہ ان بہتان بازوں کی تہمت کو بیان کرنے سے ہم تہمت میں شامل نہیں اس لیے وہ اسے آگے بیان کر دیتے تھے جیسا کہ حمنہ اور حسان اور مسطح رضی اللہ عنہم ہیں۔

۴۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے رفقاء منافق جو اس طوفان کے بانی تھے۔

ان چوتھی قسم والے منافقوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاک باز اور برائی سے غافل ایماندار عورتوں پر تہمت لگانے والوں کے لیے دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور بہت بڑا عذاب ہے اور جو اس طوفان بدتمیزی میں شامل تو نہ تھے نہ ہی اس کی تصدیق کرتے تھے صرف زبانوں سے اسے بیان کرتے تھے ان تینوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی (۸۰) اسی (۸۰) کوڑے لگائے۔(تفہیم الاسلام: ۲/۶۱۴)

تاہم احادیث سے اخذ کردہ اہم مسائل درج ذیل ہیں:

(۱) اس سے قرعہ کے جواز کی دلیل ہے خواہ وہ بیویوں کے درمیان ہو یا اس کے علاوہ دیگر معاملات میں ہو اور خواتین کی ضرورت کے تحت جہاد میں جاتے ہوئے یا کسی اور غرض سے سفر میں لے کر جانے کے جواز کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(۲) خواتین پردہ میں ہوں تو اجنبی مردوں سے خدمت لینا جائز ہے اور خواتین ایسے کپڑے سے پردہ کرسکتی ہیں جو بدن کے علاوہ ہے۔

(۳) خواتین پردہ میں رہ کر دوران سفر زیورات پہن سکتی ہیں۔

(۴) مصیبت کے وقت انا للہ الخ کہا جائے اور عورت کا چہرہ پردہ میں ہونا چاہیے۔

(۵) اس میں یہ درس بھی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دفاع کرے خصوصاً جب مسلمان صاحب فضل ہو تو اس کے دفاع کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

(۶) اس میں ام مسطح رضی اللہ عنہا کی فضیلت کی جھلک بھی نظر آتی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اپنے بیٹے کو برا بھلا کہہ رہی ہیں اور سیدہ کی عظمت کی طرفداری کر رہی ہیں بیٹے کی پروا نہیں کی۔

(۷) جب یہ پتہ ہو کہ ایک بات جھوٹ ہے تو اس پر سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔

(۸) اس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی اور معاملہ فہمی کی نمایاں جھلک ہے کہ ایک ماہ تک بیٹی کے خلاف حالات طغیانی اختیار کرتے جا رہے ہیں مگر کسی موقع پر ڈگمگائے نہیں۔

(۹) اگر پریشانی آئے اور اللہ سے مربوط رہیں تو آسانی ضرور آتی ہے۔(فتح الباری: ۸/۴۸۰)

٧١١٥۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا. (للبخاری تعليقا)

۷۱۱۵۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ پہلی مہاجر عورتوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے، جب اللہ نے یہ حکم نازل کیا: ''عورتیں اپنی چادریں اپنے گریبانوں پر ڈالیں.....'' تو انہوں نے اپنی بڑی چادریں پھاڑ کر سر کی چھوٹی چادریں تیار کیں اور انہیں سر پر اوڑھا۔'' (بخاری وابوداؤد)

شرح:...... ایک روایت میں انصار کی خواتین کا بھی ذکر ہے کہ انہوں نے اوڑھنیاں لیں اور یہاں مہاجرات کا ذکر ہے تو مطابقت یوں ہے کہ زیادہ جلدی سے انصار کی خواتین نے پردے کے حکم کی اطاعت کی اور مہاجر خواتین نے ان کے بعد اوڑھنیاں بنائی تھیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دور جاہلیت میں خواتین اپنے سروں پر اوڑھنیاں ڈالتی تھیں اور دائیں کندھے پر پھینک دیتی تھیں جس سے ان کا پچھلا حصہ تو پردہ میں ہو جاتا اور سامنے سے سینہ برہنہ رہتا۔ اسے ختم کرنے کے لیے اوڑھنیوں کا حکم دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۴۹۰)

٧١١٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ الآيَةَ فَنُسِخَ وَاسْتَثْنَىٰ مِنْ ذٰلِكَ ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَايَرْجُوْنَ نِكَاحًا﴾ الآيَةَ. (رواه أبوداود: ٤١١١)

۷۱۱۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس آیت کو ''اور کہہ دو مومن خواتین کو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں۔ الایہ۔'' اس کو منسوخ کر کے اس سے استثنیٰ کی گئی: ''بیٹھنے والی وہ خواتین جو نکاح کرنے کی امید نہیں رکھتیں۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... یعنی وہ خواتین جو حیض اور اولاد سے بوجہ عمر رسیدہ ہونے سے اب مایوس ہو چکی ہیں اور وہ اب نکاح سے بھی مایوس ہیں۔ پہلے تو یہ بھی پردہ کرنے کے حکم میں شامل تھیں اب اس آیہ مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد کہ ان خواتین پر جو نکاح سے ناامید ہیں اور زینت نہ کریں تو یہ پردہ نہ بھی کریں تو اجازت ہے اور اگرچہ پردہ کرنا ہی ان کے حق میں بہتر ہے۔ مگر اب یہ پردہ کی پابندی سے باہر ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۰۸)

٧١١٧۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلٍ يَقُوْلُ لِجَارِيَةٍ لَهُ اذْهَبِي

۷۱۱۷۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول اپنی ایک لونڈی کو کہتا تھا: جا کر ہمارے لیے کچھ وصول کر کے لے

(٧١١٥) بخاری تعليقاً: ٤٧٥٨.

(٧١١٦) ابو داود: ٤١١١۔ حسن الاسناد، البانی: ٣٤٦٤.

(٧١١٧) مسلم: ٣٠٢٩.

فَـابْـغِـيْـنَـا شَيْـئًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلاَ تُـكْـرِهُـوْا فَتَيَـاتِـكُـمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَـحَـصُّنًا لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُـكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِإِكْرَاهِهِنَّ﴾ لَهُنَّ ﴿غَفُوْرٌرَحِيْمٌ﴾ . (رواه مسلم : ٣٠٢٩)

آ۔پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''تم اپنی لونڈیوں کو گناہ پر مجبور نہ کرو جب وہ پاکدامن رہنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔'' (الایۃ)

٧١١٨ــ عَـنْ جَابِرٍأَنَّ جَارِيَةً لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ يُقَالُ لَهَا مُسَيْكَةُ وَأُخْرٰى يُقَالُ لَهَـا أُمَيْمَةُ فَكَانَ يُكْرِهُهُمَا عَلَى الزِّنٰى فَشَكَتَا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلاتُكْرِهُوْا فَتَيَـاتِـكُـمْ عَـلَـى الْبِغَاءِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ . (رواه مسلم: ٣٠٢٩)

۷۱۱۸۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی اس کو مسیکہ کہتے تھے اور اس کی ایک دوسری لونڈی تھی، اس کو اُمیمہ کہتے تھے۔ وہ ان کو زنا کرانے پر مجبور کرتا تھا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو......'' (مسلم)

شــــرح:...... یعنی مال کی خاطر تم اتنا گھناؤنا جرم کرنے پر لونڈیوں کو آمادہ نہ کرو جس مال کی خاطر تم یہ دھندہ کرواتے ہو یہ تو ختم ہو جائے گا اور اس کا وبال تمہارے سر رہے گا۔

اگر تم باز نہ آؤ گے اور ان پر جبر کرتے ہوئے انہیں مجبور کرو گے تو ان مجبوروں پر کوئی گناہ نہیں اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے گا۔ اس کے بعد وہ منافق رک گیا تھا۔ (ایسر التفاسیر:۱۰۰۳)

٧١١٩ـ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ: رَأَى نَاسًا مِنَ السُّوْقِ سَـمِعُوْا الأَذَانَ فَتَرَكُوْا أَمْتِعَتَهُمْ وَقَامُوْا إِلَى الـصَّلاَةِ، فَـقَـالَ: هٰؤُلاَءِ الَّذِيْنَ قَالَ تَعَالَى: ﴿لاتُـلْهِيْهِـمْ تِجَارَةٌ وَلاَبَيْعٌ عَنْ ذِكْرِاللّٰهِ﴾ (للكبير: ٩٠٧٩ ، براولم يسم)

۷۱۱۹۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بازار کے لوگوں کو دیکھا کہ جب انہوں نے اذان سنی تو سامانِ تجارت چھوڑ کر نماز کی طرف چل دیے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ''ان کو تجارت اور خرید وفروخت غافل نہیں کرتی اللہ کی یاد سے۔'' (الکبیر۔ راوی کا نام ذکر نہیں کیا)

شــرح:...... یعنی یہ ایسے مومن صادق اور اصحاب تقویٰ اور نیکوکار ہیں کہ تجارت جیسی مشغولیت بھی ان کے دلوں کو غفلت میں نہیں ڈال سکی۔ اس میں بھی ان کی زبانیں ذکر الٰہی سے تر رہتی ہیں اور ان کی دنیا کی زیبائش ان کی آخرت کی آزمائش نہیں بن سکی۔ (ایسر التفاسیر:۱۰۰۵)

(٧١١٨) مسلم: ٣٠٢٩.

(٧١١٩) طبراني كبير: ٩٠٧٩ـ وفيه را ولم يسم وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي : ١١٢٣٤.

٧١٢٠ــ عَـنْ عِـكْـرِمَةَ أَنَّ نَـفَرًا مِنْ أَهْلِ الْـعِرَاقِ قَالُوْا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! كَيْفَ تَرَى فِي هٰـذِهِ الآيَةِ الَّتِـي أُمِـرْنَـا فِيهَـا بِمَـا أُمِرْنَـا وَلاَيَـعْمَلُ بِهَا أَحَدٌ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِيَسْتَـأْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ أَيْـمَـانُـكُـمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلاَثَ مَـرَّاتٍ مِـنْ قَبْـلِ صَلاَةِ الْفَجْرِوَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلاَةِ الْـعِشَـاءِ ثَلاَثُ عَـوْرَاتٍ لَـكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلاَ عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُوْنَ عَلَيْكُمْ﴾ قَـرَأَ الْـقَـعْنَبِيُّ إِلَى ﴿عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّـاسٍ: إِنَّ الـلّٰـهَ حَـلِيْـمٌ رَحِيْمٌ بِالْمُؤْمِنِيْنَ يُـحِـبُّ السَّتْـرَوَكَـانَ الـنَّاسُ لَيْسَ لِبُيُوتِهِمْ سُتُـوْرٌوَلاَحِـجَـالٌ فَـرُبَّـمَـا دَخَلَ الْخَـادِمُ أَوِالْـوَلَدُ أَوْ يَتِيْمَةُ الرَّجُلِ وَالرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ فَـأَمَرَهُـمُ اللّٰهُ بِالاِسْتِئْذَانِ فِي تِلْكَ الْعَوْرَاتِ فَـجـاَءَ هُـمُ الـلّٰهُ بِالسُّتُوْرِ الْخَيْرِفَلَمْ أَرَأَحَدًا يَعْمَلُ بِذٰلِكَ بَعْدُ. (رواه أبوداود: ٥١٩٢)

۷۱۲۰۔''عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اہل عراق میں سے بعض لوگوں نے پوچھا: آپ کا اس آیت کے بارے میں کیا خیال ہے کہ اس میں جو حکم دیا گیا ہے اس پر کسی نے عمل نہیں کیا؟ ''اے ایمان والو! تم سے اجازت طلب کریں وہ لوگ جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں......'' تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ تحمل والا مؤمنوں کے ساتھ مہربان ہے، وہ پردے کو پسند کرتا ہے۔ لوگوں کے اُس دور میں گھروں میں پردے نہیں تھے اور نہ کوئی رکاوٹ ہوا کرتی تھی۔ پس آدمی کا غلام، بیٹا، آدمی، گھر میں پرورش پانے والی یتیم بچی داخل ہوتی اور مرد اپنی بیوی کے ساتھ حالتِ خاص میں ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ پردے کے ان اوقات میں اجازت لی جائے۔ پھر اللہ نے ان کو پردے بھی دے دیے اور مال و دولت بھی عنایت کر دی تو پھر بعد میں، میں نے کسی کو عمل کرتے نہیں دیکھا۔''

٧١٢١ــ عَـنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ سَمِعَ ابْـنَ عَبَّـاسٍ يَـقُوْلُ لَمْ يُؤْمَرْبِهَا أَكْثَرُالنَّاسِ آيَةَالإِذْنِ وَإِنِّي لَآمُرُجارِيَتِي هٰذِهِ تَسْتَأْذِنُ. (رواه أبوداود: ٥١٩١)

۷۱۲۱۔''عبیداللہ بن ابو یزید کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا، وہ فرما رہے تھے: آیت اِذن پر عمل کرنے کا اکثر لوگوں کو حکم نہیں دیا گیا تھا اور میں تو اپنی اس لونڈی کو بھی حکم دیتا ہوں کہ میرے پاس اجازت لے کر ہی آیا کرے۔'' (ابوداؤد)

(٧١٢٠) ابو داود: ٥١٩٢۔ حسن الاسناد موقوف، البانی: ٤٣٢٤.

(٧١٢١) ابو داود: ٥١٩١۔ صحیح الاسناد موقوف: ٤٣٢٣.

۷۱۲۲ــ عُـقْبَةَ بْـنِ عَامِرٍ: وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَئٍ عَـلِيْمٌ، رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَهٰذِهِ الآيَةَ فِي خَاتِمَةِ سُوْرَةِ النُّوْرِ وَهُوَجَاعِلٌ إِصْبَعَيْهِ تَـحْتَ عَيْنَيْهِ، يَقُوْلُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَئٍ بَصِيْرٌ. (للكبير: ۱۷/ ۲۸۲، بلين)

۷۱۲۲۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: آیت: ﴿وَاللّٰـهُ بِـكُـلِّ شَـيْءٍ عَـلِيْمٌ﴾ کو میں نے سورۃ النور کے آخر میں پڑھتے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کو دو اپنی انگلیاں اپنی دو آنکھوں کے نیچے رکھتے دیکھا اور آپ کہتے تھے: اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

شـــرح:...... اس آیہ مبارکہ میں تین اوقات میں چھوٹے بچوں اور خادموں اور قریب ترین رشتہ داروں کو بھی اجازت کا حکم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پردہ پوش ہیں اور پردہ ہی کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت لوگوں کے گھروں پر پردے نہ ہوتے تھے نہ ہی ان کے گھروں میں میاں بیوی کے لیے باقاعدہ عروسی کمرے ہوتے تھے تو کبھی ایسا ہوتا کہ خادم یا بچہ اور بیٹا اچانک آجاتا تو بہت شرمندگی ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے ان پردہ کے اوقات میں انہیں اجازت لینے کا حکم دیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ لوگ اس پر ایمان نہیں لائے یا اس آیت پر عمل چھوڑ دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اسے قرآنی حکم سمجھ کر پھر بھی نہیں مانتے اور اس پر عمل ضد کی وجہ سے نہیں کرتے۔

بلکہ اس کا مطلب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فراوانی دی، لوگوں نے پردے ڈال لیے اور عروسی کمرے علیحدہ سے تیار کر لیے تو اب لوگوں نے خود ہی یہ سمجھ لیا کہ ان تین اوقات میں اجازت لینے کی جو وجہ تھی اب وہ ختم ہوئی۔ یہ پردے اور میاں بیوی کے خصوصی خواب خانے موجود ہیں اس لیے اب ان تین اوقات میں اجازت کی ضرورت نہیں رہی۔

جہاں وہ پہلے دور والی صورت حال ہو وہاں اس آیہ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اجازت لینا ہوگی۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۱۵)

سورة الفرقان والشعراء والنمل والقصص والعنكبوت

سورت الفرقان، الشعراء، النمل، القصص اور العنکبوت

۷۱۲۳ــ اِبْـنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَـلَـى يَـدَيْـهِ﴾ قَـالَ: الـظَّالِمُ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ ﴿يَقُوْلُ يَالَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً، يَـاوَيْـلَتَـى لَيْتَـنِـي لَمْ أَتَّخِذْ فُلاَنًـا خَـلِيْلاً﴾ يَـعْنِي أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَقِيْلَ أُبَيٌّ. (رواه رزين)

۷۱۲۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت: ''جس دن ظالم اپنے ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا۔'' کے متعلق کہا: ظالم سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے جو کہے گا: افسوس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ راستہ اختیار کرتا۔ ہائے افسوس! میں فلاں کو دوست نہ بناتا، یعنی امیہ بن خلف کو اور کہا گیا ہے کہ اُبی کو۔''

(۷۱۲۲) طبرانی کبیر: ۱۷/ ۲۸۲۔ وفیه ابن لهیعة وهو شيء الحفظ وفيه ضعف وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ۱۱۲۳۹.
(۷۱۲۳) رزين.

٧١٢٤ـــ وَعَـنْـهُ: صَنَعَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِىْ مُعَيْطٍ طَعَامًا، فَدَعَا أَشْرَافَ قُرَيْشٍ، وَكَانَ فِيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَامْتَنَعَ ﷺ أَنْ يُطْعِمَ أَوْيَشْهَدَ عُقْبَةُ شَهَادَةَ التَّوْحِيْدِ، فَفَعَلَ، فَأَتَاهُ أُبَيٌّ أَوْ أُمَيَّةَ وَكَانَ خَلِيْلُهُ فَقَالَ: أَصَبَأْتَ؟ قَالَ: لاَوَلَكِنِ اسْتَحَيَيْتُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ مَنْزِلِي أَوْيُطْعِمَ مِنْ طَعَامِي، فَقَالَ: مَاكُنْتُ أَرْضَى أَوْتُبْصِقَ فِي وَجْهِهِ، فَفَعَلَ عُقْبَةُ، وَقُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ صَبْرًا كَافِرًا . (رواه رزين)

۷۱۲۴۔ ''انہی (ابن عباس رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے کھانا تیار کیا۔ اس نے سردارانِ قریش کو دعوت دی اور نبی کریم ﷺ بھی مدعو تھے۔ پس آپ ﷺ کھانا کھانے سے رُک گئے یہاں تک کہ عقبہ کلمہ توحید کی شہادت دیدے تو اس نے کلمہ شہادت کہہ دیا۔ پس اس کے پاس اُبی یا اُمیہ آیا۔ یہ اس کا دوست تھا۔ اس نے کہا: تو صابی (دین چھوڑ دیا ہے) ہو چکا ہے؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں مگر مجھے شرم آئی کہ میرے گھر سے وہ نکل جائے یا میرا کھانا کھائے بغیر جائے۔ اس نے کہا: میں تو راضی نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو ان کے چہرے پر تھوک دے۔ پس عقبہ نے ایسا ہی کیا، چنانچہ وہ بدر کے دن بندھا ہوا قتل ہوا۔''

شرح: ...... یعنی ندامت اور حسرت سے کافر، ظالم اور مشرک ہاتھوں کو کاٹے گا کہ میں نے دنیا میں جو کوتاہی کی ہے کہ نہ ایمان لایا نہ نیک اعمال کیے۔ کاش کہ ایسا نہ کرتا۔ میں قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے نجات کی راہ اختیار کرتا۔ یہ تب ہی ممکن تھا کہ میں ایمان وتقویٰ اپناتا۔

یہ آیت عام ہے تاہم اگر اس سے عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف مراد لیں تو پھر یہ دونوں عذاب شدہ ہو چکے ہیں کہ امیہ کو خود رسول اکرم ﷺ نے قتل کیا اور عقبہ بھی قتل ہوا اور دونوں جہنم رسید ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ معجزہ بھی ہوا، جیسے آپ نے بتایا تھا اسی طرح یہ کافر مارے گئے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۰۲۵)

٧١٢٥ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ: قَالَ: ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيَّةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: أَنْ تُزَانِيَ

۷۱۲۵۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا آپ سے سوال کیا گیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے جب کہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا: یہ تو بڑا گناہ ہے اور اس کے بعد کیا ہے؟ فرمایا: تو اپنا بیٹا اس خوف کی

(٧١٢٤) رزين.

(٧١٢٥) بخاری: ٤٧٦١ـ مسلم: ٨٦ـ ابو داود: ٢٣١٠ـ ترمذی: ٣١٨٢ـ نسائی: ٤٠١٥ـ احمد: ٤٤٠٩.

بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾. (رواه البخاري: ٤٧٦١)

وجہ سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ میں نے کہا: پھر کونسا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کے قول کی تصدیق کر دی: ''وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہیں پکارتے ،اور وہ قتل نہیں کرتے اس نفس کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور وہ زنا نہیں کرتے۔'' (الشیخان وابوداؤد)

شرح:...... یعنی اپنے ہی رب سے اپنی حاجات کی تکمیل کا سوال کرتے ہیں اور اپنے رب کی عبادات میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔

اور جیسا کہ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ ناجائز قتل نہیں کرتے، کسی نے قتل کیا ہو قصاص میں اسے قتل کرتے ہیں یا زانی شادی شدہ کو سنگسار کرتے ہیں یا پھر مرتد ہونے والے کو قتل کرتے ہیں یعنی حرام قتل نہیں کرتے جائز قتل کرتے ہیں۔

اور زنا جیسی فاحشہ کا ارتکاب نہیں کرتے اور خصوصاً ہمسائے کی عورت سے زنا تو دس گنا بڑھ جاتا ہے۔

(ایسر التفاسیر: ۱۰۳۶)

٧١٢٦ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الأَقْرَبِيْنَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا ، بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُوْلاً لِيَنْظُرَ مَاهُوَ فَجَاءَ أَبُوْلَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُكُمْ لَوْأَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلاً بِالْوَادِي تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟ قَالُوْا: نَعَمْ! مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقاً قَالَ فَإِنِّي نَذِيْرٌلَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ أَبُوْلَهَبٍ: تَبًّالَكَ

۷۱۲۶۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور ڈرا اپنے قریبی رشتہ داروں کو'' تو نبی ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور لوگوں کو بلانا شروع کر دیا۔ اے بنو فہر! اے بنو عدی! قریش کے تمام خاندانوں کو بلایا یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے۔کوئی شخص اگر خود نہ آ سکا تو اس نے قاصد روانہ کیا تا کہ وہ معلوم کرے کہ بات کیا ہے؟ پس ابولہب سمیت تمام قریش آ گئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں خبر دوں کہ اس وادی میں گھوڑوں پر سوار فوج موجود ہے جو تم پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟'' سب نے کہا: ہاں! ہم نے تیری صداقت کے سوا کوئی تجربہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے شدید عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔''

(٧١٢٦) بخاری: ٤٧٧٠۔ مسلم: ٢٠٨۔ ترمذی: ٣٣٦٣۔ احمد: ٢٧٩٨.

سَائِرَ الْيَوْمِ، أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ فَنَزَلَتْ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ० مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾. (رواه البخاري: ٤٨٠١)

تو ابولہب نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو، کیا اس بات کے لیے تو نے ہمیں جمع کیا ہے؟ پس یہ سورت نازل ہوئی: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ خود ہلاک ہو جائے، اس کے کام نہ آیا اس کا مال اور نہ وہ جو اس نے کمایا (اولاد)......''

٧١٢٧ــ وَفِي رِوَايَةٍ فَصَعِدَ الْجَبَلَ فَنَادَى يَاصَبَاحَاهُ. (رواه البخاري: ٤٨٠١)

۷۱۲۷۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ پہاڑ پر چڑھے پس آواز دی: ''اے لوگو! صبح کے وقت حملہ ہو گیا......''

٧١٢٨ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلَصِيْنَ. (رواه البخاري: ٤٩٧١)

۷۱۲۸۔ ''دوسری روایت ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی: اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا......'' اور اپنے مخلص لوگوں کو بلا۔ (الشیخان والترمذی)

٧١٢٩ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ! سَلِيْنِي مَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا. (رواه النسائي: ٣٦٤٦)

۷۱۲۹۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور ڈرا اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔'' تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے قریش کی جماعت! یا اس نوعیت کا کوئی کلمہ کہا، تم اپنے نفسوں کو بچا لو میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تیرے لیے اللہ کی طرف سے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! تجھے اللہ کی گرفت سے میں نہیں بچا سکتا۔ اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال سے جو بھی تو چاہتی ہے طلب کر لے، میں تیرے لیے اللہ کی طرف سے کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔''

٧١٣٠ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾

۷۱۳۰۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت نازل ہوئی: ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔'' آپ ﷺ

(٧١٢٧) بخاري: ٤٨٠١ـ مسلم: ٢٠٨ـ ترمذي: ٣٣٦٣ـ احمد: ٢٥٤٠.

(٧١٢٨) بخاري: ٤٩٧١ـ مسلم: ٢٠٨ـ ترمذي: ٣٣٦٣ـ احمد: ٢٧٩٨.

(٧١٢٩) نسائي: ٣٦٤٦ـ صحيح، الباني: ٣٤٠٨ـ بخاري: ٤٧٧١ـ مسلم: ٢٠٦ـ ترمذي: ٣١٨٥ـ دارمي: ٢٧٣٢ـ احمد: ١٠٣٤٧.

(٧١٣٠) مسلم: ٢٠٤ـ بخاري: ٤٧٧١ـ ترمذي: ٣١٨٥ـ نسائي: ٣٦٤٧ـ دارمي: ٢٧٣٢ـ احمد: ١٠٣٤٧.

دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ: يَابَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِيَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِيَابَنِي عَبْدِ شَمْسٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِيَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَابَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَافَاطِمَةُ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِفَإِنِّي لاَ أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَأَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلاَلِهَا . (رواه مسلم: ٢٠٤)

نے قریش کو بلایا، وہ جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے عام اور خاص سب کو بلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے کعب بن لوی کی اولاد! اپنی جان آگ سے بچاؤ۔ اے مرہ بن کعب کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنوعبدالشمس! اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنوعبدمناف! اپنی جان آگ سے بچاؤ۔ اے بنو ہاشم! اپنی جان آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اپنی جان آگ سے بچاؤ۔ میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، البتہ تمہارا میرے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہے جس کی میں پوری رعایت کروں گا۔''

٧١٣١۔ وَفِي أُخْرَى بِنَحْوِهِ وَقَالَ لِكُلِّ وَاحِدٍ: فَإِنِّي لاَأَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ ضَرًّاوَلاَ نَفْعًا . (رواه الترمذي: ٣١٨٥)

۷۱۳۱۔ ''ایک دوسری روایت میں اس کی مثل ہے اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ہر ایک سے فرمایا: ''میں تیرے لیے اللہ کی طرف سے کسی نقصان کا مالک ہوں اور نہ نفع کا۔''

٧١٣٢۔ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيرِبْنِ عَمْرٍو قَالاَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِلَى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلاَ أَعْلاَهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِمَنَافَاهْ إِنِّي نَذِيْرٌإِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ أَهْلَهُ فَخَشِيَ أَنْ يَسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ . (لمسلم: ٢٠٧)

۷۱۳۲۔ ''قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور ڈرا اپنے خاندان قرابت دار کو۔'' تو آپ ﷺ بڑے پہاڑ پر چڑھے اور آواز دی: ''اے بنوعبد مناف! میں تمہارے لیے ڈرانے والا ہوں۔ میری اور تمہاری مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے دشمن کو دیکھا اور وہ اپنے اہل کو بچانے کے لیے دوڑا اور اس کو خوف لاحق ہوا کہ اس سے پہلے دشمن پہنچ جائے گا، چنانچہ اس نے آواز دینا شروع کر دی: صبح کی آفت۔''

(٧١٣١) ترمذي: ٣١٨٥۔ صحيح، الباني: ٢٥٤٦۔ بخاري: ٢٧٥٣۔ مسلم: ٢٠٤۔ نسائي: ٣٦٤٤۔ احمد: ٨١٩٧۔ دارمي: ٢٧٣٢.

(٧١٣٢) مسلم: ٢٠٧۔ احمد: ٢٠٠٨٢.

شــــرح:...... ان احادیث میں بعض اہل مکہ کو خطاب ہے۔ بعض ایسے افراد ہیں جن سے مدینہ میں خطاب ممکن ہے۔ ان میں مطابقت کی یہ صورت ہے کہ یہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ مکہ میں کوہ صفا پر کھڑے ہو کر قریش کو آواز دی، پھر مدینہ منورہ میں بھی جا کر دوبارہ اپنے پیاروں سے یہ کہا۔ اس میں زبردست انداز میں عمل کی ترغیب ہے کہ اس کے بغیر نجات ممکن نہیں خواہ کوئی بھی ہو۔ قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کا راز یہ ہے کہ جب ان پر حق کی حجت واضح کر دی جائے تو پھر دوسروں پر اس کے اثرات دور رس پڑتے ہیں۔ دوسرے متاثر ہوتے ہیں وگرنہ بات موثر نہیں رہتی۔ پھر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اپنوں سے مہربانی کا سلوک ہو رہا ہے اور ہمیں دعوت دے کر تنگ کیا جا رہا ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے آپ کو حکم ہوا کہ قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ (فتح الباری: ۵۰۲/۸)

شارح عرض پرداز ہے کہ جو لوگ اپنے کمزور سہاروں کی بدولت نجات کی امید لگائے بیٹھے ہیں اور شریعت کے احکام پر عمل نہیں کرتے یہ احادیث ان کے لیے تازیانہ عبرت ہیں۔

٧١٣٣ــــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ﴾ فَنَسَخَ مِنْ ذٰلِكَ وَاسْتَثْنَى فَـقَالَ ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ . (لأبى داود: ٥٠١٦)

۷۱۳۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اور شعراء کی پیروی گمراہ ہی کرتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے استثنیٰ کیا اور فرمایا: ''جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کیا۔'' (ابوداؤد)

شــرح:...... اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو کافر ہیں اور جنوں میں سے اور انسانوں میں سے جو گمراہ شاعر ہیں یہ ان کی اتباع کرتے ہیں۔

یہ آیہ مبارکہ سن کر سیدنا عبداللہ بن رواحہ، سیدنا کعب بن مالک اور سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم روتے ہوئے نبی ﷺ کے پاس آئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایماندار شاعر اور ذکر الٰہی کرنے والے اور نبی اکرم ﷺ کا دفاع کرنے والے ان سے مستثنیٰ ہیں۔ (عون المعبود: ۴۶۲/۴)

٧١٣٤ــــ عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَـخْـرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا خَـاتَـمُ سُـلَيْـمَانَ وَعَصَامُوْسَى فَتَجْلُوْ وَجْهَ الْمُؤْمِنِ وَتَخْتِمُ أَنْفَ الْكَافِرِبِالْخَاتَمِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ الْخُوَانِ لَيَجْتَمِعُوْنَ فَيَقُوْلُ هَاهَا يَامُؤْمِنُ

۷۱۳۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دابہ خارج ہوگا اس کے پاس سلیمان علیہ السلام کی مہر ہوگی اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا، پس مومن کا چہرہ روشن ہوگا اور کافر کی ناک پر وہ مہر لگائے گا اس مہر کے ساتھ۔ یہاں تک کہ ایک دسترخوان پر جب وہ جمع ہوں گے تو کوئی کہے گا:

(٧١٣٣) ابو داود: ٥٠١٦ـ حسن الاسناد: ٤١٩٤ـ البانى.

(٧١٣٤) ترمذى: ٣١٨٧ـ ضعيف، البانى: ٦٢٢ـ بخارى: ٧٤ـ ابن ماجه: ٤٠٦٦ـ احمد: ٩٩٨٨.

وَيُقَالُ هَاهَايَاكَافِرُوَيَقُوْلُ هٰذَا يَامُؤْمِنُ وَيَقُوْلُ هٰذَايَاكَافِرُ. (الترمذي: ٣١٨٧)

یا مؤمن بات یہ ہے اور اے کافر! بات یہ ہے۔'' (ترمذی)

٧١٣٥ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلَنِي يَهُوْدِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْحِيْرَةِ أَيَّ الأَجَلَيْنِ قَضَى مُوْسٰى قُلْتُ لاَأَدْرِي حَتَّى أَقْدَمَ عَلَى حَبْرِالْعَرَبِ فَأَسْأَلَهُ فَقَدِمْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَضَى أَكْثَرَهُمَا وَأَطْيَبَهُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ فَعَلَ. (رواه البخاري: ٢٦٨٤)

۷۱۳۵۔ ''سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے ایک یہودی نے کہا، جو حیرہ کے رہنے والوں میں سے تھا: موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ میں نے کہا: میں تو نہیں جانتا، البتہ میں عرب کے بڑے عالم کے پاس جاؤں گا اور اس سے سوال کروں گا، پھر میں نے جا کر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے کہا: جو مدت زیادہ اور بہتر تھی وہ پوری کی۔ اللہ کے رسول جو بات کہتے تھے وہ پوری کرتے تھے۔'' (بخاری)

شرح :...... اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ وعدہ وفا کیا جائے۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام نے دوٹوک وعدہ نہ کیا تھا کہ میں دس سال اجرت کروں گا اس کے باوجود انہوں نے دس سال پورے کیے۔ اگر وہ دوٹوک طے کر لیتے تو پھر کس قدر پابندی سے وعدہ پورا کرتے۔ کہتے ہیں کہ جب شعیب علیہ السلام کو یہ اجرت طے کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کی فکر دس سال کی تمنائی ہے تو ان کے اخلاق کریمانہ نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے حسن ظن کی خلاف ورزی کریں اس لیے انہوں نے دس سال اجرت کی۔ (فتح الباری: ۵/۲۹۱)

٧١٣٦ـ عُقْبَةَ بْنِ الْمُنْذِرِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيَّ الأَجَلَيْنِ قَضَى مُوْسَى؟ قَالَ: أَبَرَّهُمَا وَأَوْفَاهُمَا، ثُمَّ قَالَ: لَمَّاأَرَادَ مُوْسَى فِرَاقَ شُعَيْبٍ أَمَرَامْرَأَتَهُ أَنَّهُ تَسْأَلُ أَبَاهَا أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ غَنَمِهِ مَا يَعِيْشُوْنَ بِهِ، فَأَعْطَاهَا مَا وَلَدَتْ مِنْ غَنَمِهِ فِي ذٰلِكَ الْعَامِ مِنْ قَالِبِ لَوْنٍ، فَمَامَرَّتْ شَاةٌ إِلَّاضَرَبَ جَنْبَتَيْهَا مُوْسَى بِعَصَاهُ، فَوَلَدَتْ قَوَالِبَ أَلْوَانُهَا

۷۱۳۶۔ ''سیدنا عقبہ بن منذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ آپ نے فرمایا: جو مدت ان میں سے زیادہ عمدہ تھی اور وفائے عہد میں اکمل تھی۔ پھر فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام سے جدا ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی اہلیہ سے کہا کہ اپنے باپ سے چند بکریاں طلب کرو تاکہ ہم زندگی بسر کر سکیں۔ جو بکری بھی سامنے سے گذرتی، موسیٰ علیہ السلام اس کے پہلو پر اپنا عصا لگاتے تھے۔
تمام بکریوں نے سرخ رنگ کے بچے دے دیئے۔ دو دو اور تین

(٧١٣٥) بخاري: ٢٦٨٤.

(٧١٣٦) بزار: ٢٢٤٦ـ طبراني كبير وفي اسنادهما ابن لهيعة وفيه ضعف، فقد يحسن حديثه وبقية رجالهما رجال الصحيح، هيثمي: ١١٢٥١.

كُلِّهَا، وَوَلَدَتِ اثْنَتَيْنِ وَثَلاَثَةً كُلُّ شَاةٍ لَيْسَ فِيْهَا فَشَوَّشَ، وَلاَضَبُوْبَ، وَلاَكَمَشَةٌ، تَفُوْتُ الْكَفُّ وَلاَ ثُعُوْلُ وَقَالَ ﷺ: إِذَا افْتَتَحْتُمُ الشَّامَ فَإِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ بَقَايَامِنْهَا وَهِيَ السَّامِرِيَّةُ. (للبزار: ٢٢٤٦، والكبير)

تین بچے دیئے۔ ان میں سے نہ تو کوئی کمزور پیدا ہوا نہ تھن کے تنگ سوراخ والی بکری پیدا ہوئی اور نہ چھوٹے تھن والی پیدا ہوئی۔ ان کے کُھر کی ہتھیلی مفقود اور غیر تکلیف دہ پیدا ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم شام فتح کرو گے تو اس نسل کی بکریاں گندمی رنگ کی تم پاؤ گے۔'' (البزار، الکبیر)

٧١٣٧ــ أَبُوْذَرٍّ، رَفَعَهُ: إِذَا سُئِلْتَ أَيُّ الْمَرْأَتَيْنِ تَزَوَّجَ؟ فَقُلْ الصُّغْرَى مِنْهُمَا، وَهِيَ الَّتِي جَاءَتْ فَقَالَتْ: ﴿يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ﴾ قَالَ: مَا الَّذِيْ رَأَيْتِ مِنْ قُوَّتِهِ؟ قَالَتْ: أَخَذَ حَجَرًا ثَقِيْلاً فَأَلْقَاهُ عَلَى الْبِئْرِ، قَالَ: وَمَا الَّذِيْ رَأَيْتِ مِنْ أَمَانَتِهِ، قَالَتْ: قَالَ: امْشِيْ خَلْفِي وَلاَتَمْشِي أَمَامِي. (للبزار: ٢٢٤٤، والأوسط والصغير مطولا)

۷۱۳۷۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: جب تجھ سے پوچھا جائے کہ دو عورتوں میں سے کس کے ساتھ تیرا عقد کیا جائے تو تو کہہ دے کہ چھوٹی سے۔ اور چھوٹی ہی آئی تھی اور اس نے کہا تھا: ''اے ابا جان! اس مرد کو اجرت پر رکھو۔'' انہوں نے کہا: تجھے اس کی قوت کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے کہا: اس نے بھاری پتھر اُٹھا کر کنویں پر رکھا ہے۔ کہا: تو نے اس کی امانت کیا دیکھی؟ تو اس نے کہا: اس نے مجھ سے کہا: میرے پیچھے چل اور میرے سامنے نہ چل۔'' (البزار، الاوسط، الصغیر طویل روایت)

٧١٣٨ــ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِي عَشَرَةَ رَهْطٍ أَنَا أَحَدُهُمْ ﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾. (للكبير: ٤٥٦٣)

۷۱۳۸۔ ''سیدنا رفاعہ القرظی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت دس افراد کے متعلق نازل ہوئی ہے اور ان میں سے میں ایک ہوں۔ آیت یہ ہے ''اور یقیناً ہم نے ان کے لیے قول فیصل بیان کیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔'' (الکبیر)

شرح:...... یعنی ہم ان مشرکوں کو مسلسل گذشتہ حالات و واقعات پہنچا رہے ہیں۔ ان لوگوں پر جو ہم نے عذاب نازل کیا، ان سے انتقام لیا، ان کے کفر کی بدولت ہم نے سنگین سزاؤں سے دو چار کیا یہ ہم واضح طور پر آپ کے ذریعے سے ان تک پہنچا رہے ہیں تاکہ یہ نصیحت پکڑیں اور عذاب سے بچ کر جنت میں داخلے کی فکر کریں۔

(ایسر التفاسیر: ۱۱۱۰)

٧١٣٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۷۱۳۹۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیت: ''بے شک تو ہدایت

(٧١٣٧) بزار: ٢٢٤٤ـ طبراني كبير: ٤٥٦٣ـ وفيه اسحاق بن ادريس وهو متروك طبراني صغير كبير، هيثمي: ١١٢٥٢.
(٧١٣٨) طبراني كبير: ٤٥٦٣ـ احدهما متصل ورجاله ثقات وهو هذا والأخر منقطع الاسناد، هيثمي: ١١٢٥٥.
(٧١٣٩) مسلم: ٢٥ـ ترمذي: ٣١٨٨ـ احمد: ٩٣٩٤.

لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ: قُلْ لاَإِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَبَى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ(إِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ) الآيَةَ . (رواه مسلم: ٢٥)

نہیں دیتا جس کو تو پسند کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کے متعلق نازل ہوئی جب آپ اپنے چچا ابو طالب سے اصرار کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے تا کہ وہ اسلام قبول کرے۔'' (مسلم)

شرح:...... یعنی اے ہمارے نبی ﷺ! جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ کون اس سے ہدایت طلب کرتا ہے اور کون اس سے بے رغبت ہے لہٰذا اللہ کے علم میں جن کے لیے ہدایت جگہ پا چکی ہے وہی ہدایت پائیں گے۔ ابولہب اور ابو طالب نے ہدایت کی رغبت نہیں کی اس لیے یہ ہدایت سے ہمکنار نہ ہوں گے۔

(ایسر التفاسیر:۱۱۱۲)

٧١٤٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ﴾ قَالَ إِلَى مَكَّةَ . (رواه البخاري: ٤٧٧٣)

۷۱۴۰۔ قرآن کی آیت: ''تجھے (اللہ) لوٹائے گا تیرے لوٹنے کی جگہ کی طرف۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر کی کہ اس سے مراد مکہ کی طرف لوٹنا ہے۔ (بخاری)

٧١٤١ــ وللكبير: قَالَ إِلَى الْجَنَّةِ . (للكبير: ١٢٢٦٧)

۷۱۴۱۔ ''معجم الکبیر للطبرانی میں ہے: اس سے مراد جنت کی طرف لوٹنا ہے۔''

٧١٤٢ــ فِي رِوَايَةٍ: إِلَى الْمَوْتِ . (للكبير: ١٢٢٦٨)

۷۱۴۲۔ ''طبرانی کبیر ہی کی ایک روایت میں ہے کہ اس سے مراد موت ہے۔''

٧١٤٣ــ وَلِلْمُوْصِلِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ: مَعَادُهُ:آخِرَتُهُ .

۷۱۴۳۔ ''ابو یعلی موصلی کی روایت ہے، جس کے راوی ابوسعید ہیں کہ آپ ﷺ کی معاد آپ کی آخرت ہے۔''

شرح:...... یعنی جس اللہ نے آپ پر قرآن پاک اتارا ہے، اس کی تلاوت فرض کی ہے اور آپ کے ذمہ اس کی تبلیغ لگائی ہے اور جو اس میں موجود ہے اس پر عمل کرنے کی آپ کی ذمہ داری لگائی ہے یہ آپ کو دوبارہ مکہ میں لوٹائے گا حالانکہ آپ کے مخالفوں نے وہاں سے آپ کو نکال دیا ہے۔ آپ کا یہ شوق ان شاء اللہ دنیا میں پورا ہوگا، چنانچہ ٹھیک آٹھ برس بعد اس خوشخبری کا ظہور ہوا اور آپ فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئے۔

اور آپ کی وفات کے بعد آپ کو جنت میں لوٹایا جائے گا اور معراج کی رات بھی آپ کو جنت میں لوٹایا گیا ہے۔

تو اس آیہ مبارکہ میں بذریعہ وحی آپ کی نبوت کا اثبات کیا گیا ہے۔ (ایسر التفاسیر:۱۱۲۴)

(٧١٤٠) بخاری: ٤٧٧٣.

(٧١٤١) طبرانی کبیر: ١٢٢٦٨۔ باسنادین رجال احدهما رجال الصحیح غیر خصیف وهو ثقة وفیه ضعف، هیثمی: ١١٢٥٧.

(٧١٤٢) طبرانی کبیر: ١٢٢٦٨۔ باسنادین رجال احدهما رجال الصحیح غیر خصیف وهو ثقة وفیه ضعف، هیثمی: ١١٢٥٧.

(٧١٤٣) موسلی، طبرانی، باسنادین رجال احدهما رجال الصحیح، هیثمی: ١١٢٥٨.

٧١٤٤ــ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ ﴿وَتَأْتُوْنَ فِي نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ قَالَ: كَانُوْا يَخْذِفُوْنَ أَهْلَ الأَرْضِ وَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ. (رواه الترمذي: ٣١٩٠)

۷۱۴۴۔ ''سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ''تم اپنی محفلوں میں بدی ظاہر کرتے ہو'' وہ لوگ زمین پر چلنے والوں کو کنکر مارتے اور ان کا مذاق اُڑاتے تھے۔'' (ترمذی)

٧١٤٥ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلاَنًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا يَقُوْلُ. (رواه أحمد: ٩٤٨٦)

۷۱۴۵۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ایک مرد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح ہوتے ہی چوری کرتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ وہ کہتا اور پڑھتا ہے وہ اس کو روک دے گا۔'' (احمد)

٧١٤٦ــ اِبْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾ ذَكَرُ الْعَبْدِ اللّٰهِ بِلِسَانِهِ كَبِيْرٌ، وَذِكْرُهُ وَخَوْفُهُ مِنْهُ إِذَا أَشْفَى عَلَى ذَنْبٍ فَتَرَكَهُ مِنْ خَوْفِهِ أَكْبَرُ مِنْ ذِكْرِهِ بِلِسَانِهِ مِنْ غَيْرِ نَزْعٍ عَنِ الذَّنْبِ. (رواه رزين)

۷۱۴۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے: آیت: ''اور البتہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔'' کی تفسیر کی کہ بندے کا اپنی زبان کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا اور اس کا ذکر کرنا بڑا ہے اور وہ ذکر کرتا اور ڈر کر جب گناہ ترک کرتا ہے تو یہ اس کے زبانی ذکر سے بھی بڑا ذکر ہے۔ اس زبانی ذکر سے جب کہ اس نے گناہ ترک نہ کیا ہو۔'' (رزین)

شرح:...... اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، یہ نماز سے بھی بڑی چیز ہے کیونکہ نماز قائم کرنے کے دوران بے حیائی اور منکر سے اتنی دیر ہی دور رہتا ہے جتنی دیر وہ نماز میں ہے، اس سے فارغ ہو کر اس کی تاثیر کمزور پڑ سکتی ہے۔

لیکن ذکر الٰہی جب دل میں اور زبان میں جاری رہے تو یہ ہر وقت بندے کو بے حیائی اور منکر سے بچاؤ میں رکھتا ہے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۱۴۲)

سورة الروم ولقمان والسجدة والأحزاب

سورت الروم، لقمان، سجدہ اور احزاب کا بیان

٧١٤٧ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلَى فَارِسَ فَأَعْجَبَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَنَزَلَتْ: ﴿الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾

۷۱۴۷۔ ''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن رومی اہل فارس پر غالب آئے تو مؤمنوں کو یہ چیز پسند آئی۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ''الٓمٓ مغلوب کیے گئے ہیں رومی...... اس

(٧١٤٤) ترمذي: ٣١٩٠۔ ضعيف الاسناد جدًا: ٦٢٣۔ الباني، احمد: ٢٦٨٣٧.

(٧١٤٥) احمد: ٩٤٨٦۔ ورجاله رجال الصحيح الا ان الاعمش قال ارئ ابا صالح عن ابي هريرة، هيثمي: ١١٢٥٩.

(٧١٤٦) رزين.

(٧١٤٧) ترمذي: ٢٩٣٥۔ صحيح، الباني: ٢٥٥٠.

إِلَـى قَـوْلِـهِ ﴿يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ قَالَ فَفَرِحَ الْـمُـؤْمِـنُـوْنَ بِـظُهُوْرِ الرُّوْمِ عَلَى فَارِسَ . (لـلـتـرمـذي: ٢٩٣٥) . وَقَـالَ: هٰكَذَا قَالَ نَصْرُبْنُ عَلِيّ: غُلِبَتْ .

دن مؤمن خوش ہوں گے۔'' پس جب اہل روم غالب آئے اہل فارس پر تو مؤمن خوش ہوئے۔ (ترمذی)

٧١٤٨ـ عَـنْ نَيَّارِ بْنِ مُكْرَمِ الأَسْلَمِيِّ قَالَ لَـمَّـا نَـزَلَـتْ: ﴿الم غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِي أَدْنَى الأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِي بِـضْـعِ سِـنِيْـنَ﴾ فَكَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هٰـذَا الآيَةُ قَاهِرِيْنَ لِلرُّوْمِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُـحِبُّوْنَ ظُهُوْرَ الرُّوْمِ عَلَيْهِمْ لأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ أَهْـلُ كِتَـابٍ وَفِـي ذٰلِكَ قَـوْلُ الـلّٰهِ تَعَالَى ﴿وَيَـوْمَـئِـذٍ يَـفْـرَحُ الْـمُـؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَـنْـصُـرُمَـنْ يَشَـاءُ وَهُـوَ الْـعَزِيْزُالرَّحِيْمُ﴾ وَكَـانَـتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُوْرَفَارِسَ لأَنَّهُمْ وَإِيَّـاهُـمْ لَيْسُـوْا بِـأَهْلِ كِتَـابٍ وَلاَإِيْمَـانٍ بِبَـعْـثٍ ، فَـلَـمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى هٰذِهِ الآيَةَ خَـرَجَ أَبُـوْبَـكْرٍ الصِّدِّيْقِ ﷺ يَـصِيْحُ فِي نَـوَاحِـي مَـكَّةَ ﴿الم غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِي أَدْنَى الأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِي بِـضْـعِ سِنِيْنَ﴾ قَالَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ لأَبِي بَـكْـرٍ فَذٰلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ زَعَمَ صَاحِبُكَ أَنَّ الـرُّوْمَ سَتَـغْـلِـبُ فَـارِسَ فِـي بِضْعِ سِنِيْنَ أَفَلاَنُرَاهِنُكَ عَلَى ذٰلِكَ قَالَ بَلَى وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الرِّهَانِ فَارْتَهَنَ أَبُوْبَكْرٍوَالْمُشْرِكُوْنَ

۷۱۴۸۔''نیار بن مکرم الاسلمی کا بیان ہے کہ جب نازل ہوئی: ''آلـــــمّ۔ مغلوب ہوئے رومی قریب زمین میں اور مغلوب ہونے کے بعد عنقریب وہ غالب آئیں گے چند سالوں میں۔'' جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت اہل فارس غالب تھے اور رومی مغلوب تھے۔ اور مسلمان اہل روم کے غالب آنے کو پسند کرتے تھے اس لیے کہ مسلمان اور رومی دونوں آسمانی کتاب رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے اللہ کا یہ ارشاد ہوا کہ: اس دن مؤمن خوش ہوں گے اللہ کی مدد کے ساتھ، وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے، وہ غالب ہے مہربان۔'' قریش اہل فارس کا غلبہ پسند کرتے تھے اس لیے کہ نہ تو یہ اہل کتاب تھے اور نہ وہ اہل کتاب تھے اور یہ دونوں فریق آخرت پر بھی ایمان نہیں رکھتے تھے۔

جب یہ آیت اتری تو سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ مکہ کے اطراف میں بلند آواز سے پڑھتے پھرتے تھے: الٓمّ غُلِبَتِ الرُّوْمُ تا سِـنِيْنَ۔ تو قریش کے بعض افراد نے کہا: ہمارے اور تمہارے درمیان یہ فیصلہ کُن بات ہوگی۔ تمہارا نبی کہتا ہے کہ اہل روم چند سالوں میں اہل فارس پر غالب آئیں گے تو ہم اس بات پر تیرے ساتھ کیوں شرط نہ لگائیں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، اور یہ بات شرط کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین نے شرط رکھ دی اور انہوں نے کہا:

(٧١٤٨) ترمذی: ٣١٩٤۔ حسن، البانی: ٢٥٥٢.

وَتَوَاضَعُوْا الرِّهَانَ وَقَالُوْا لأَبِي بَكْرٍكَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعُ ثَلاَثُ سِنِيْنَ إِلَى تِسْعَ سِنِيْنَ فَسَمِّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهِي إِلَيْهِ قَالَ فَسَمُّوْا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِيْنَ قَالَ فَمَضَتِ السِّتُّ سِنِيْنَ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرُوْا فَأَخَذَ الْمُشْرِكُوْنَ رَهْنَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلَى فَارِسٍ فَعَابَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْمِيَةَ سِتِّ سِنِيْنَ لأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ فِي بِضْعِ سِنِيْنَ وَأَسْلَمَ عِنْدَ ذٰلِكَ نَاسٌ كَثِيْرٌ. (رواه الترمذی: ٣١٩٤)

تین یا نو سال میں سے لفظ (بِضْعٌ) چند کی تعین کر دو اور ہمارے اور اپنے درمیان طے کر لو کہ اس مدت پر پہنچ کر ہم رک جائیں۔ پس آپس کے مشورے سے چھ سال رکھ دیئے اور اہل روم کے غالب آنے سے قبل ہی یہ چھ سال بیت گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشرکین نے شرط وصول کی۔ جب ساتواں سال داخل ہوا تو اہل روم غالب آ گئے اور اہل فارس مغلوب ہو گئے، پس مسلمانوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھ سال کا نام تجویز کرنے پر عار دلائی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بضع (چند) سال کا ذکر کیا ہے تو انہوں نے کم مدت کیوں بتائی۔ اس پیش گوئی کی تصدیق ہونے پر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔

٧١٤٩۔ أَبُوْرَزِيْنٍ: خَاصَمَ نَافِعُ بْنُ الأَزْرَقِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: تَجِدُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ الْمَغْرِبَ، وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ الصُّبْحَ، وَعَشِيًّا الْعَصْرَ، وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ الظُّهْرَ، وَمِنْ بَعْدِ صَلاَةِ الْعِشَاءِ. (للكبير: ١٠٥٩٦، بضعف)

۷۱۴۹۔ ''ابورزین رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا اور کہا: کیا تم پانچ نمازوں کے بارے میں اللہ کی کتاب میں حکم پاتے ہو؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی: ''پس اللہ کی پاکی بیان کرو جب تم شام کرو (نماز مغرب) اور تم صبح کرو (نمازِ فجر) اور (پچھلے پہر نمازِ عصر) اور جب دوپہر ہو۔ (نماز ظہر) اور بعد نماز عشاء کے۔ (نماز عشاء)۔'' (الکبیر بضعیف)

شرح: ...... یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر مفسرین نے یہی مرادلیا ہے۔ تُمْسُوْنَ: شام کرتے ہو میں مغرب اور عشاء کی نماز ہے۔ تُصْبِحُوْنَ: صبح کرتے ہو سے صبح کی نماز مراد ہے اور عَشِيًّا اس سے مراد عصر کی نماز کا وقت ہے اور تُظْهِرُوْن سے مراد ظہر کا وقت ہے۔

ان اوقات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور عبادات میں سب سے افضل عبادت، نماز ہے کیونکہ یہ ذکر وشکر پر مبنی ہے۔ (ایسر التفاسیر: ١١٥٦)

(٧١٤٩) طبرانی کبیر: ١٠٥٩٦۔ عن شیخه عبدالله بن محمد بن سعید بن ابی مریم وهو ضعیف.

٧١٥٠ــ عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَـفَـاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَـرَأَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ . (رواه البخاري: ٤٧٧٨)

۷۱۵۰۔ ''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غیب کی کنجیاں اللہ کی کتاب میں پانچ ہیں، پھر یہ آیت تلاوت کی: ''بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم ......'' (بخاری)

شرح: ...... غیب یہ ہے کہ حواس خمسہ کے علاوہ کسی چیز کی اطلاع دینا۔ نہ تو ہاتھ سے اسے چھوا ہو۔ نہ اسے زبان سے چکھا ہو، نہ ناک سے سونگھا ہو، نہ ہی آنکھ سے دیکھا ہو پھر اس کی خبر دینا یہ غیب ہے۔ یہ صرف اللہ کا ہی خاصہ ہے۔

باقی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جو خبر دیتے تھے کہ لوگ یہ کھا کر آئے ہیں اور یہ انہوں نے ذخیرہ کیا ہے تو یہ معجزہ تھا۔ یہ ممکن ہے اور یہ وحی کی ایک قسم ہے۔

اور بعض اوقات اللہ کا ولی بھی غیب کی بات کر دیتا ہے جو اسی طرح پوری وہ جاتی ہے تو یہ کرامت ہے۔ ولی اس پر بذریعہ الہام یا خواب مطلع کیا جاتا ہے۔ یہ اس کا ذاتی فعل نہیں ہوتا، لہٰذا غیب کی چابیاں صرف اللہ کے پاس ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۵۱۴)

٧١٥١ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ نَزَلَتْ فِـي انْتِـظَـارِ الـصَّلاَةِ الَّتِي تُدْعَى الْعَتَمَةَ . (رواه الترمذي: ٣١٩٦)

۷۱۵۱۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت: ''وہ اپنے پہلو بستر سے جدا رکھتے ہیں۔'' اس نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس کا تم انتظار کرتے ہو، اس کو تم عتمہ (عشاء) کہتے ہیں۔'' (ترمذی)

٧١٥٢ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿تَتَـجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُـمْ خَـوْفًـا وَطَـمَـعًـا وَمِـمَّـا رَزَقْنَاهُمْ يُـنْـفِـقُـوْنَ﴾ قَالَ كَـانُـوْا يَتَيَـقَّظُوْنَ مَابَيْنَ الْـمَـغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يُصَلُّوْنَ وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُوْلُ قِيَامُ اللَّيْلِ . (رواه أبوداود: ١٣٢١)

۷۱۵۲۔ ''سیدہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ آیت: ''ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید کے ملے جلے جذبے سے پکارتے ہیں اور ہم نے جو رزق انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' وہ لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھتے تھے۔ اور حسن بصری نے کہا: مراد اس سے (قیام الیل) رات کا اُٹھنا ہے۔''

شـــرح: ...... اس سے وہ لوگ بھی مراد ہیں جو نماز عشاء کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ جو نماز عشاء پڑھ کر سو جاتے

(٧١٥٠) بخاری: ٤٧٧٨۔ احمد: ٦٠٠٧.

(٧١٥١) ترمذی: ٣١٩٦۔ صحیح، البانی: ٢٥٥٤۔ ابو داود: ١٣٢١.

(٧١٥٢) ابو داود: ١٣٢١۔ صحیح، البانی: ١١٧٣۔ ترمذی: ٣١٦٩.

ہیں اور پھر نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں ان کی بھی یہی شان ہے۔ اور اس سے نماز تہجد پڑھنے والے بھی مراد ہوسکتے ہیں۔ ان کے اس طرح بستروں سے الگ ہوکر عبادت کا مقصد کیا ہے وہ یہ ہے کہ دوزخ سے نجات ملے اور جنت میں داخلہ ہوجائے۔ (ایسر التفاسیر)

٧١٥٣ــــ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الأَدْنَىٰ دُوْنَ الْعَذَابِ الأَكْبَرِ﴾ قَالَ مَصَائِبُ الدُّنْيَا وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ أَوِالدُّخَانُ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فِي الْبَطْشَةِ أَوِ الدُّخَانِ. (رواه مسلم: ٢٧٩٩)

۷۱۵۳۔ ''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آیت: ''اور ہم ان کو کم عذاب چکھائیں گے بڑے عذاب سے پہلے۔'' کی تفسیر میں کہا: یہ مصائب دنیا ہیں۔ جیسے الروم کا معاملہ، بڑی پکڑ یا دھواں ہے۔ شعبہ کو شک ہوا ہے۔'' (مسلم)

شــرح:...... ادنیٰ عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے کہ قحط آجائے، مہنگائی ہوجائے، قتل ہوجائیں، قید ہوجائیں اور جو اس زیر شرح حدیث میں بتایا گیا ہے اس کے ذریعے عذاب ہوجائے اور آخرت کا عذاب تو بڑا ہوگا۔

یہ اس لیے بتایا جارہا ہے کہ لوگ تائب ہوجائیں اور ایمان و توحید اختیار کریں تا کہ عذاب سے نجات پا کر جنت میں داخل ہوجائیں۔ (ایسر التفاسیر: ۱۱۹۲)

٧١٥٤ــــ قَابُوْسُ بْنُ أَبِي ظَبْيَانَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾ مَا عَنَى بِذٰلِكَ قَالَ قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يُصَلِّي فَخَطَرَ خَطْرَةً فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ مَعَهُ أَلَاتَرَى أَنَّ لَهُ قَلْبَيْنِ قَلْبًامَعَكُمْ وَقَلْبًا مَعَهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾. (رواه الترمذي: ٣١٩٩)

۷۱۵۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ابوظبیان نے کہا: کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں غور کیا ہے: ''اللہ نے ایک مرد کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو اس میں بھول لگی۔ پس نماز میں شامل جو منافق تھے انہوں نے کہا: کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان کے دو دل ہیں۔ ایک دل تمہارے ساتھ ہے اور ایک دل ان کا ان لوگوں کے ساتھ ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نہیں بنائے اللہ نے کسی مرد کے لیے دو دل اس کے سینے میں۔'' (ترمذی)

شــرح:...... دل ایک چھوٹا سا گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے محل علم بنایا ہے اور یہ خطرات اور وسوسوں کا بھی محل ہے۔ صدق و یقین اور کذب و شک، بے قراری اور اطمینان کا بھی یہی محل ہے۔

(٧١٥٣) مسلم: ٢٧٩٩.

(٧١٥٤) ترمذی: ٣١٩٩۔ ضعيف الاسناد: ٦٢٥۔ اور عبد بن حمید کی حدیث بھی ضعیف ہے۔ احمد: ٢٤٠٦.

ایک آدمی کے اندر اگر دو دل ہوں تو یہ آپس میں ٹکرا سکتے ہیں۔ اس سے انسان کی زندگی میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ جمیل بن معمر فہری نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس کے دو دل ہیں۔ یہ اس لیے کہتا تھا کیونکہ وہ بہت ذہین تھا اور ماہر تھا۔ اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ میری عقل محمد ﷺ کی عقل سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کی تردید کی گئی ہے کہ کسی پیٹ میں دو دل نہیں ہوتے یہ جھوٹ ہے۔ دل ایک ہے جس میں اللہ کی محبت اور اس کے دشمن کی محبت اکٹھی نہیں ہوسکتی اور نہ اللہ کی اطاعت اور اس کے دشمن کی اطاعت اکٹھی ہوسکتی ہے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۱۹۷)

٧١٥٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ إِلَّا زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿أُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾. (رواه البخاري: ٤٧٨٢)

۷۱۵۵۔ ''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: بے شک زید بن حارثہ، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام کو ہم لوگ زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا: ''ان کو بلاؤ اُن کے باپوں کی نسبت سے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٧١٥٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، اقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالاً فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوْا فَإِنْ تَرَكَ دَيْناً أَوْ ضِيَاعاً فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ. (رواه البخاري: ٤٧٨١)

۷۱۵۶۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں ہے کوئی مؤمن مگر میں زیادہ حقدار ہوں اس کا دنیا اور آخرت میں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ''نبی کریم ﷺ ایمان والو کا زیادہ حقدار ہے ان کی جانوں سے۔'' پس جس ایماندار نے مال چھوڑا تو اس کا جو عصبہ ہوگا وہی اس کا وارث ہوگا اور جس نے قرض چھوڑا یا ضعیف عیال چھوڑا تو وہ میرے پاس آجائے میں ان کا مولیٰ ہوں۔''

شرح:...... یعنی نبی ﷺ دین اور دنیا کے تمام امور میں لوگوں کی جانوں سے بھی زیادہ اولیٰ ہیں۔

لہٰذا لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ بھی انہیں ان کی جانوں سے بھی زیادہ پیارے ہوں اور آپ کا حکم ان کی جانوں کے حکم سے بھی زیادہ نافذ کریں اور آپ کا حق ان کے حقوق سے بھی زیادہ ترجیح والا ہو اور جتنے یہ اپنی جانوں پر شفیق ہوتے ہیں ان سے بھی زیادہ آپ سے شفقت کریں۔

جب آپ کا حق سب سے فائق تصور کرلیا جائے تو اب آپ ﷺ کی مشفقی کا تقاضا تھا کہ آپ ان کے قرض ادا کریں۔ (جائزة الاحوذی: ۲/ ۳۵۱)

(٧١٥٥) بخاري: ٤٧٨٢ـ مسلم: ٢٤٢٥ـ ترمذي: ٣٢٠٩ـ احمد: ٥٤٥٥.

(٧١٥٦) بخاري: ٤٧٨١ـ مسلم: ١٦١٩ـ ابو داود: ٢٩٥٥ـ ترمذي: ١٠٧٠ـ نسائي: ١٩٦٣ـ ابن ماجه: ٢٤١٥ـ دارمي: ٢٥٩٤ـ احمد: ٩٦٥٩.

۷۱۵۷ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا: ﴿إِذْ جَاءُ وْ كُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ﴾ قَالَتْ: كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ . (رواه البخاري: ٤١٠٣)

۷۱۵۷۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کی تفسیر کی: ''جب دشمن تمہارے اُوپر کی طرف سے اور تمہاری نیچے کی جانب سے تم پر حملہ آور ہوئے۔......'' یہ خندق کا دن ہے۔''

شرح:...... اوپر سے آنے والا عیینہ بن حصن تھا اور نیچے سے آنے والا ابوسفیان بن حرب تھا۔ ان کے اترنے کی کیفیت یہ تھی کہ قریش دس ہزار افراد دے کر سیلاب کے سنگم سے آیا تھا اور عیینہ اور اس کے ساتھی احد کی جانب سے باب نعمان سے آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر سلع پہاڑ کو پشت پر لے کر تشریف لائے تھے۔ خواتین اور بچے ٹیلوں میں رکھے تھے۔ (فتح الباری: ۷/ ۴۰۰)

محاصرے سے اتنی شدت پیدا ہوگئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کو مدینہ کا کچھ پھل دے کر صلح پر آمادہ ہوئے تھے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم انہیں کچھ نہیں دیں گے ہم نے تو انہیں کبھی جاہلیت میں بھی ایک دانہ نہ دیا تھا، اب کیوں دیں۔ لیکن آپ نے ایسا نہ کیا۔ (حوالہ مذکور)

۷۱۵۸ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ لَوْكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الآيَةَ ﴿وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾ يَعْنِي بِالإِسْلاَمِ ﴿وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ يَعْنِي بِالْعِتْقِ فَأَعْتَقْتَهُ ﴿أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ أَمْرُاللّٰهِ مَفْعُوْلاً﴾ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّاتَزَوَّجَهَا قَالُوْا تَزَوَّجَ حَلِيْلَةَ ابْنِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿مَاكَانَ مُحَمَّدٌ أَبَاأَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ

۷۱۵۸۔ ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحی میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے: ''جب تو نے اس شخص سے کہا جس پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یعنی اسلام کی دولت دے کر۔ اور تو نے اس پر انعام کیا۔ اس کو آزاد کر کے پس تو نے اس کو آزاد کیا تھا کہ تو اپنی بیوی کو نکاح میں رکھ اور اللہ سے ڈر۔ اور تو نے دل میں رکھا جس چیز کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے۔ ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ ...... مفعولا﴾ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (زینب) سے نکاح کیا: تو لوگوں نے کہا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ ......''

(۷۱۵۷) بخاری: ٤١٠٣۔ مسلم: ٣٠٢٠.

(۷۱۵۸) ترمذی: ٧٢٠٧۔ ضعیف الاسناد جدًا، البانی: ٦٢٨۔ مسلم: ١٧٧.

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيْرٌ فَلَبِثَ حَتَّى صَارَ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿اُدْعُوْهُمْ لآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوْا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ فُلاَنٌ مَوْلَى فُلاَنٍ وَفُلاَنٌ أَخُوْ فُلاَنٍ ﴿هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ يَعْنِي أَعْدَلُ. (رواه الترمذي: ٣٢٠٧)

اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو منہ بولا بیٹا بنا یا تھا جب وہ چھوٹی عمر کا تھا۔اور وہ جوان مرد بنا تو اس کو زید بن محمد ﷺ کہا جانے لگا، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''تم ان کو پکارو ان کے باپ دادے کی نسبت سے۔ یہ (تمہارے لیے) اللہ کے ہاں زیادہ مناسب ہے۔اگر تمہیں ان کے باپ دادا کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔'' یعنی فلاں فلاں کا مولیٰ ہے اور فلاں فلاں کا مولیٰ ہے۔''یہ چیز زیادہ انصاف کی ہے اللہ کے نزدیک''، یعنی زیادہ عدل اور مناسب ہے۔'' (ترمذی)

٧١٥٩۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ أَنَسٌ لَوْكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهِ قَالَ فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخُرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ. (رواه البخاري: ٧٤٢٠)

٧١٥٩۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ آیا اور اس نے اپنی بیوی کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو آباد رکھ۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ کوئی حصہ وحی کا چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے اور زینب رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی دوسری ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تمہارا عقد رسول اللہ ﷺ سے تمہارے وارثوں نے کیا ہے اور میرا عقد ان سے اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اُوپر سے کیا ہے۔'' (بخاری، ترمذی، نسائی)

شـــرح:...... جس چیز کو نبی کریم ﷺ نے چھپا کر رکھا تھا وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی تھی کہ یہ عن قریب یعنی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کی بیوی بننے والی ہے تو آپ کو یہ اندیشہ تھا کہ لوگ کہیں گے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل ارادہ تھا کہ جاہلیت کی اس رسم بد کو ختم کریں کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح منع ہے اور پھر جب سب سے بڑی ہستی اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھوں اس کی زنجیریں کٹ جائیں گی تو یہ زیادہ موثر طریقہ تھا۔

بعض لوگوں نے آپ کی خشیت کے متعلق بہت ہفوات لکھی ہیں کہ آپ کو زینب رضی اللہ عنہا پسند آئی تھیں۔ یہ سب جھوٹی بات ہے۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جب عدت گزاری تو انہیں بتایا گیا کہ آپ ﷺ تمہیں یاد فرما رہے ہیں اور نکاح کا معاملہ ہے

(٧١٥٩) بخاري: ٧٤٢٠۔ مسلم: ٨٦۔ ترمذي: ٣٢١٨.

انہوں نے کہا: میں اپنے رب سے استخارہ کے بعد کچھ کروں گی۔ اتنی دیر میں اللہ نے آسمان سے نکاح کر دیا اور رسول اکرم ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گئے۔

یہ ثابت ہوا کہ منگنی کے پیغام کے وقت عورت استخارہ کرلے اور بعد میں قبول کرلے۔ جو بھی اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں زیادہ نصیب والا کر دیتے ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۵۲۴)

۷۱۶۰ــ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِسِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَدَمْتُهُ عَشَرَسِنِيْنَ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَكُنْتُ أَعْلَمُ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَا أَنْزَلَ فِي مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَطَالُوْا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشَى النَّبِيُّ ﷺ وَمَشَيْتُ حَتَّى جَاءَ عُتْبَةُ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَقُوْمُوْا فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ

۷۱۶۰۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں آئے تو انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی اور میری ماں اور نانی ہمیشہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت پر لگائے رکھتی تھیں، چنانچہ میں نے دس سال آپ ﷺ کی خدمت کی۔ آپ کی وفات ہوئی تو میری عمر بیس سال ہو چکی تھی۔ پردے کے بارے میں سب لوگوں سے میں زیادہ علم رکھتا تھا۔

سب سے پہلے حجاب کا حکم اس وقت نازل ہوا جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ اپنے گھر لائے اور آپ دلہا تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو دعوت ولیمہ دی اور کھانا کھا کر دیگر لوگ چل دیئے اور چند افراد بیٹھے رہے۔ وہ طویل وقت ٹھہرے۔ پس رسول اللہ ﷺ اُٹھ کر باہر نکلے تو میں بھی ساتھ ہی نکل گیا تا کہ یہ لوگ بھی چلے جائیں۔ آپ ﷺ گئے اور میں بھی ساتھ گیا اور آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے تک گئے۔ پھر آپ ﷺ نے گمان کیا کہ وہ جا چکے ہوں گے تو آپ واپس آ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا۔ جب آپ ﷺ زینب کے پاس گئے تو وہ لوگ ابھی تک بیٹھے تھے اور نہ اُٹھے تھے اور آپ ﷺ واپس گئے۔ میں بھی ساتھ ہی چلا گیا یہاں تک کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے

(۷۱۶۰) بخاری: ۵۱٦٦۔ مسلم: ۱٤۲۸۔ ترمذی: ۳۲۱۹.

قَـدْخَـرَجُوْا فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْـنِي وَبَيْنَهُ بِـالسِّتْـرِ وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ . (رواه البخاري: ٥١٦٦)

دروازے تک گئے۔ پھر آپ ﷺ نے گمان کیا کہ وہ نکل گئے ہوں گے پس آپ ﷺ لوٹے اور میں ساتھ ہی لوٹ آیا۔ اب وہ لوگ جا چکے تھے۔ پس آپ ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا دیا اور حجاب کا حکم نازل ہوا۔“

٧١٦١ــ وَمِنْ رواياتِهِ: قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِـالْـحِـجَـابِ ، كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ . (رواه البخاري: ٥٤٦٦)

۷۱۶۱۔”ان کی روایات میں سے ہے کہ انہوں نے کہا: میں سب لوگوں سے زیادہ احکامِ حجاب کا علم رکھتا ہوں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے سوال کرتے اور مسائل حجاب پوچھتے تھے۔“

٧١٦٢ــ وَمِـنْهَـا: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عَـرُوْسًا بِـزَيْـنَـبَ فَـقَـالَـتْ لِـي أُمُّ سُلَيْمٍ لَوْأَهْدَيْنَا لِـرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَـدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا: افْعَلِي فَـعَـمَدَتْ إِلَى تَمْرٍوَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِـي بُـرْمَةٍ فَـأَرْسَـلَـتْ بِهَا مَعِيَ إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِي ضَعْهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَـقَـالَ ادْعُ لِي رِجَالاً سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِي مَنْ لَـقِيْـتَ قَالَ فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَـإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِـهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَـعَ يَـدَيْهِ عَلَي تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَـا شَـاءَ الـلّٰـهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوعَشَرَةً عَشَرَةً يَـأْكُـلُـوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمُ اذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَـأْكُـلْ كُـلُّ رَجُـلٍ مِـمَّـا يَلِيْـهِ قَالَ حَتَّى تَصَدَّعُوْا كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَـقِيَ نَفَرٌيَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ

۷۱۶۲۔”سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایات میں سے ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے وقت دلہا تھے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی تحفہ پیش کرنا چاہیے۔ میں نے کہا: کچھ کردو۔ تو انہوں نے کھجور، گھی اور پنیر سے پتھر کی ہنڈیا میں حلوئی تیار کیا اور میرے ہاتھ آپ ﷺ کو ارسال کر دیا۔ میں اس کو لے کر آپ ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا: اس کو رکھ دے، پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ فلاں اور فلاں کو بلا کر لے آ۔ آپ ﷺ نے ان کا نام لے کر بتایا اور فرمایا: جو بھی تجھے ملے اس کو بھی لے آ۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ واپس آیا تو گھر لوگوں سے بھر چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اسی حلوہ میں رکھا تھا اور آپ نے کچھ پڑھا جو اللہ نے چاہا اور پھر دس افراد کی جماعت کو مدعو کرتے جاتے اور لوگ کھاتے جاتے۔ آپ ﷺ ان کو فرماتے تھے: اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور ہر آدمی اپنے سامنے سے کھائے۔ سب لوگوں نے کھایا اور نکلنے والے چلے اور چند افراد بیٹھ رہے اور باتیں

(٧١٦١) بخاری: ٥٤٦٦۔ مسلم: ٨٦۔ ترمذی: ٣٢١٨.

(٧١٦٢) بخاری تعليقًا.

فِي إِثْرِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَيَقُوْلُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلاَّ أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَنَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلاَمُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِيْ النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ﴾. (للبخاری تعليقا)

کرنے لگے۔ آپ ﷺ اپنے حجروں کی طرف نکل کر گئے اور میں بھی ساتھ گیا۔ میں نے کہا: اب لوگ چلے گئے ہوں گے۔ آپ ﷺ واپس آ گئے، گھر میں داخل ہو گئے اور پردہ لٹکا دیا۔ جبکہ میں حجرے میں رہ گیا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ یہ آیت تلاوت کرنے لگے: ''اے ایمان والو! نبی ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو'' مِنَ الْحَقِّ تک۔''

٧١٦٣ـ وَمِنْهَا: قُلْتُ لأَنَسٍ عَدَدَكَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلاَثِ مِائَةٍ. فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتَّى أَكَلُوْا كُلُّهُمْ فَقَالَ لِي يَاأَنَسُ ارْفَعْ قَالَ فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِي حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَأَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ. (رواه مسلم: ١٤٢٨)

۷۱۶۳۔ ''ان روایات میں سے ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اس دعوت کے موقع پر تعداد کیا تھی؟ انہوں نے کہا: تین سو کے برابر، اور اس میں ہے کہ ایک جماعت جب خارج ہوتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی تھی یہاں تک کہ ان سب نے کھانا کھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس! دسترخوان اٹھا دے تو میں نے اُٹھایا اور میں نہیں جانتا تھا کہ جب میں نے لاکر رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے جب میں نے اس کو اُٹھایا ہے۔''

٧١٦٤ـ وَمِنْهَا: وَبَقِي ثَلاَثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ كَيْفَ وَجَدْتَّ أَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرَّى حُجَرَنِسَائِهِ كُلِّهِنَّ

۷۱۶۴۔ ''ان روایات میں سے ایک روایت میں ہے کہ تین افراد گھر میں بیٹھ کر گفتگو میں مصروف ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نکل کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ تک چلے گئے پس فرمایا: السلام علیکم اے اہل بیت اور اللہ کی رحمت نازل ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ پر سلامتی اور رحمت نازل ہو۔ آپ نے اپنی اہل کو کیسے پایا؟ اللہ آپ کو برکت دے۔ پھر تمام

(٧١٦٣) مسلم: ٥١٧١ـ ابو داود: ٢٧٤٣ـ ترمذی: ٣٢١٩ـ نسائی: ٣٢٥٢ـ ابن ماجه: ١٩٠٨.

(٧١٦٤) بخاری: ٤٧٩٣ـ مسلم: ٨٦ـ ترمذی: ٣٢١٢.

يَـقُـوْلُ لَهُـنَّ كَـمَـا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَاقَالَتْ. (رواه البخاري: ٤٧٩٣)

ازواج مطہرات کے حجرات پر تشریف لے گئے اور سب کو اسی طرح فرماتے رہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا اور وہ سب بھی آپ ﷺ کو اسی طرح کہتی رہیں جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔‘‘

شــــــرح:...... ان احادیث میں ایک مقام پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ نے گوشت روٹی کھلایا اور ایک میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک حلوہ بنا کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ کے لیے بھیجا تھا۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے گوشت اور روٹی کھلا کر ولیمہ کیا تھا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کی طرف کھانا بھیجا تھا۔ دونوں کام ہوئے، حدیث میں کوئی الجھاؤ نہیں۔

ایک سوال یہ بھی ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ کھانے کے بعد تین افراد آپ کے گھر میں بیٹھے رہے، ایک میں ہے کہ دو بیٹھے رہے۔

ان روایات میں موافقت یہ ہے کہ پہلے تین تھے اور جب اندر سے ہو کر آپ آئے تو ایک چلا گیا، دو ابھی باقی تھے۔

پردے کی آیت کے نزول کا ایک سبب تو یہ لکھا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے موقع پر یہ پردہ کا حکم نازل ہوا اور ایک یہ بھی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک پیالہ میں حلوہ کھا رہا تھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گزرے۔ آپ نے انہیں دعوت دی انہوں نے بھی کھایا اور کہا: پردہ ہونا چاہیے خصوصاً اللہ کے نبی کی بیویاں ضرور کریں، یہ کوئی معمولی خواتین تو نہیں۔ اس طرح الجھن سی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا والے معاملے سے یہ پردہ والی آیت پہلے اتری ہے جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کھانا کھاتے یہ اتری تھی۔ مگر سیدہ زینب والا معاملہ بھی اس کے قریب ہوا ہے اس وجہ سے اسے آیت کا شان نزول قرار دیا گیا ہے۔

نیز ایک آیت کے متعدد اسباب ہو سکتے ہیں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن بھی پردہ کی پابند تھیں دوسری امت کی خواتین تو بالاولیٰ پابند ہیں۔

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ ولیمہ میں حاضر تھے وہ کھانے سے فارغ ہو کر باتیں کرنے بیٹھ گئے۔

نبی ﷺ نے حیا کی وجہ سے انہیں جانے کا نہیں کہا تھا۔ آپ خود اٹھ کر چلے گئے تاکہ وہ آپ کا مطلب سمجھ لیں۔ آپ کے اس طرح کھڑے ہو کر جانے سے لوگ سمجھ گئے اور سب چلے گئے۔ صرف تین آدمی باقی رہ گئے۔ وہ اپنی باتوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے بے خبر رہے۔ ایک کو پتہ چل گیا وہ تو نکل گیا اب دو آدمی باتوں میں مصروف رہے۔

کافی دیر انہوں نے باتیں کیں۔ نبی ﷺ ان کے پاس آئے تو وہ سمجھ گئے اور اب وہ بھی چلے گئے تو تب نبی ﷺ اندر داخل ہوئے اور پردہ لٹکا لیا۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۳۰)

٧١٦٥ـ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتِ حَكِيْمٍ مِنَ اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَحْيِ الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ﴾ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ. (رواه البخاري: ٥١١٣)

۷۱۶۵۔ ''ہشام نے اپنے باپ عروہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنی جان مہر کے بغیر نبی کریم ﷺ کو ھبہ کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا کسی عورت کو شرم نہیں آتی کہ وہ خود اپنی جان کسی مرد کو ھبہ کرتی ہے؟ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تو علیحدہ کر ان خواتین میں سے جس کو تو چاہے'' تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کے رب کو میں دیکھتی ہوں کہ وہ آپ کی ہر خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔''

٧١٦٦ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا: مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ أُوْثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا. (رواه البخاري: ٤٧٨٩)

۷۱۶۶۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس آیت کے نزول کے بعد بھی ہم میں سے جس عورت کی باری ہوتی اس سے اجازت طلب کر کے دوسری عورت کے پاس جاتے تھے۔ آیت یہ ہے: ''تو دور رکھ ان میں سے جس کو تو چاہے اور اپنی طرف جگہ دے جس کو تو چاہے اور تو جس کو پھر سے طلب کرے جب کہ تو نے اس سے علیحدگی اختیار کی ہے تو پھر بھی تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔''

راوی نے کہا: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ کیا کہا کرتی تھیں جب آپ ﷺ اجازت طلب کرتے تھے؟ میں آپ ﷺ سے کہتی تھی: اگر یہ امر میرے اختیار میں ہے تو یا رسول اللہ! آپ کے قرب کا ایثار میں کسی پر نہیں کرتی۔

شرح :...... اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے کئی خواتین نے خود کو نکاح کے لیے پیش کیا تھا۔ ان میں سے ایک وہ بھی تھی جس نے خود کو پیش کیا تو آپ خاموش رہے، پھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے سورتوں کے حفظ

(٧١٦٥) بخاری: ٥١١٣۔ مسلم: ١٤٦٤۔ ابو داود: ٢١٣٦۔ احمد: ٢٤٧٢٣۔ ابن ماجه: ٢٠٠٠۔ نسائی: ٣١٩٩.

(٧١٦٦) بخاری: ٤٧٨٩۔ مسلم: ١٤٧٦۔ ابو داود: ٢١٣٦۔ احمد: ٢٥٧١٩۔ ابن ماجه: ٢٠٠٠.

کرانے کا حق مہر باندھ کر اس سے آپ نے اس خاتون کا نکاح کیا تھا۔ ایک خاتون وہ بھی تھی جس کی والدہ نے اپنی بیٹی کی بہت زیادہ آپ کے سامنے تعریف کی تھی اور اس کا حسن و جمال بیان کیا تو پہلے آپ نے اسے قبول کیا، پھر جب وہ خاتون مسلسل اپنی بیٹی کی تعریف کرتی رہی۔ چنانچہ آپ نے انکار کر دیا۔

ان میں خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور فاطمہ بنت شریح بھی تھیں۔

لیکن یہ یاد رہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیہ مبارکہ کا سبب نزول ضرور بیان کیا ہے کہ یہ سبب ہے کہ آپ کو اجازت دی گئی ہے کہ جو خود کو آپ پر ہبہ کرے آپ کو اختیار ہے اسے بطور بیوی روک لو یا قبول نہ کرو یا قبول کر کے اسے طلاق دے دو کوئی حرج نہیں۔ مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بھی بیوی ایسی نہیں تھی جس نے خود کو آپ پر پیش کیا ہو اور آپ نے اسے نکاح میں لیا ہو۔ سب کی سب بیویاں با ضابطہ آپ کے نکاح میں تھیں اور جنہیں آپ نے بطور بیوی ملاپ کیا ہے ان میں سے کسی کو بھی آپ نے چھوڑا نہیں۔ دو خواتین کا آتا ہے کہ انہوں نے طلاق لی تھی اور وہ بھی ملاپ سے پہلے دی تھی۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۲۶)

٧١٦٧ــ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ خَطَبَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاعْتَذَرْتُ إِلَيْهِ فَعَذَّرَنِي ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللاَّتِي آتَيْتَ أُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالاَتِكَ اللاَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾ الآيَةَ قَالَتْ: فَلَمْ أَكُنْ أُحِلُّ لَهُ لِأَنِّي لَمْ أُهَاجِرْ كُنْتُ مِنَ الطُّلَقَاءِ. (رواه الترمذی: ٣٢١٤)

۷۱۶۷۔ ''سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا تو میں نے آپ سے معذرت کر دی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا عذر قبول فرمایا پھر آپ پر اللہ نے یہ آیت نازل کر دی: ''ہم نے تیرے لیے حلال کر دیں تیری وہ بیویاں جن کو تو نے مہر ادا کیا ہے اور وہ خواتین کہ مالک ہے ان کا تیرا دایاں ہاتھ (لونڈیاں) جو اللہ نے مال فے میں تجھے عطا کر دیں۔ اور تیرے چچا کی بیٹیاں، تیری پھوپھی کی بیٹیاں، تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالہ کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہو......'' ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال بھی نہیں تھی، اس لیے کہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی، میں تو طلقاء میں سے تھی۔''

٧١٦٨۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، نُهِيَ رَسُوْلُ

۷۱۶۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

(٧١٦٧) ترمذی: ٣٢١٤۔ ضعیف الاسناد جدًا: ٦٣٠.

(٧١٦٨) ترمذی: ٣٢١٥۔ ضعیف الاسناد: ٦٣١۔ البانی، احمد: ٢٩١٨.

اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَصْنَافِ النِّسَاءِ إِلَّا مَاكَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ﴾ وَأَحَلَّ اللّٰهُ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ: ﴿وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾ وَحَرَّمَ كُلَّ ذَاتِ دِيْنٍ غَيْرَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ o﴾ وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ وَحَرَّمَ مَا سِوَى ذٰلِكَ مِنْ أَصْنَافِ النِّسَاءِ. (رواه الترمذي: ٣٢١٥)

تمام اقسام کی خواتین سے منع کیا گیا سوائے ان کے جو مؤمنات مہاجرات ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''نہیں جائز آپ کے لیے عورتیں ان کے بعد اور نہیں جائز تبدیل کرنا ان کے ساتھ خواہ ان کا حسن آپ کو پسند آئے مگر وہ کہ مالک ہو آپ کا دایاں ہاتھ۔'' پس اللہ نے مومنات خواتین جائز قرار دے دیں۔ ''اور ہر وہ عورت بھی جو نبی ﷺ کو اپنی جان بغیر مہر کے ہبہ کر دے اور اسلام کے علاوہ ہر دین کی عورت بھی آپ ﷺ پر ممنوع قرار دیدی گئی۔ اس کے بعد فرمایا: ''جس نے اسلام کے بعد کفر کیا تو اس کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔''

اور فرمایا: ''اے نبی! ہم نے آپ کے لیے وہ عورتیں حلال کر دیں جن کو آپ نے مہر ادا کیا اور وہ (کنیزیں بھی) کہ آپ کے دائیں ہاتھ جن کے مالک ہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿خالصة لك﴾ تک۔ یہ آپ کے لیے خاص رعایت ہے مؤمنوں کے علاوہ۔'' اور اس کے سوا خواتین آپ پر ممنوع کر دیں۔'' (یہ دو روایات ترمذی کی ہیں)

٧١٦٩ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ. (رواه النسائي: ٣٢٠٥)

۷۱۶۹۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے تھے کہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے تمام خواتین آپ ﷺ کے لیے جائز قرار دیدیں، آپ جس سے چاہیں نکاح کریں۔''

شرح:...... یہ آیت (۵۰) تلاوت میں تو پہلے ہے مگر نازل ہونے میں بعد میں ہے اور آیت (۵۲) کہ آپ کے لیے ان عورتوں کے بعد جن سے آپ نے نکاح کیا ہے دیگر عورتوں سے نکاح حلال نہیں۔ الخ

یہ آیت (۵۲) آیت (۵۰) کی وجہ سے منسوخ ہے آیت (۵۲) میں توسیع تھی اور آپ ﷺ کی تعظیم تھی اور خواتین جو آپ کی بیویاں تھیں ان کی عزت و اکرام تھی مگر اس پابندی کو آیت (۵۰) کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اس

(٧١٦٩) نسائی: ٣٢٠٥ـ صحيح الاسناد: ٣٠٠٤ـ البانی، ترمذی: ٣٢١٦ـ دارمی: ٢٢٤١ـ احمد: ٢٣٦١٧.

میں آپ کی شان کی عظمت بیان ہوئی ہے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۲۱۸)

۷۱۷۰ـــ عُـرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: احْجُبْ نِسَاءَ كَ، قَالَتْ فَلَمْ يَفْعَلْ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَخْرُجْنَ لَيْلاً إِلَى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيْلَةً فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ، فَقَالَ عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ! حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ. (رواه البخاري: ٦٢٤٠)

۷۱۷۰۔ ''عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیتے رہتے تھے کہ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کرایا کریں، مگر آپ ﷺ نے ابھی تک کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ نبی ﷺ کی بیویاں قضائے حاجت کے لیے مناصع نامی جگہ کی طرف رات ہی کو نکلا کرتی تھیں۔ پس ایک رات سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا باہر نکلیں، وہ طویل قد خاتون تھیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر آواز دی خبر دار اے سودہ! ہم تجھے پہچان گئے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش تھی کہ حجاب کا حکم نازل ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیات نازل فرما دیں۔''

۷۱۷۱ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ لِتَقْضِيَ حَاجَتَهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً تَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمًا لَاتَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ! وَاللّٰهِ! مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي خَرَجْتُ فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ: فَأُوْحِيَ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ

۷۱۷۱۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے گئیں۔ حجاب کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ وہ جسیم خاتون تھیں، جو ان کو پہچانتا تھا وہ اس پر مخفی نہ رہتی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اے سودہ! آپ ہم سے مخفی نہیں رہ سکتیں، ذرا دیکھیں آپ تو کیسے باہر نکلتی ہے؟ پس وہ واپس آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے گھر میں تھے اور رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ! کے ہاتھ میں ہڈی تھی۔ اتنے میں سودہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں اور انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ میں باہر نکلی تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور یہ کہا۔ پس آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، پھر وہ کیفیت ختم ہو گئی جبکہ وہ ہڈی آپ ﷺ کے ہاتھ ہی میں تھی، اس کو رکھا نہیں تھا

(۷۱۷۰) بخاری: ٦٢٤٠۔ مسلم: ۲۱۷۰۔ احمد: ۲۵۷۹۹.

(۷۱۷۱) مسلم: ۲۱۷۰.

مَا وَضَعَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْأُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ . وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍيَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمُهَا زَادَ أَبُوْبَكْرٍفِي حَدِيْثِهِ فَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ . (رواه مسلم: ۲۱۷۰)

تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم عورتوں کو اجازت دیدی ہے کہ تم اپنی رفع حاجت کے لیے جا سکتی ہو۔ ہشام نے کہا یعنی بول براز کے لیے۔''

ابوبکر کی ایک روایت میں ہے: سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جسم میں باقی عورتوں کی بہ نسبت ذرا لمبے قد والی تھیں۔

۷۱۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ بَنُوْإِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَّاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوْأَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسَى عليه السلام يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ! مَا يَمْنَعُ مُوْسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ . قَالَ: فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَفَرَّالْحَجَرُبِثَوْبِهِ . قَالَ: فَجَمَحَ مُوْسٰى بِإِثْرِهِ يَقُوْلُ: ثَوْبِي حَجْرُ! ثَوْبِي حَجَرُ! حَتَّى نَظَرَتْ بَنُوْإِسْرَائِيْلَ إِلَى سَوْأَةِ مُوْسَى، قَالُوْا: وَاللّٰهِ! مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُحَتَّى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ: فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا . قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ! إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْسَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوْسَى بِالْحَجَرِ . (رواه مسلم: ۳۳۹)

۷۱۷۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو اسرائیل ننگے بدن غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھتے تھے اور موسی علیہ السلام تنہائی میں غسل کرتے تھے۔ تو بنو اسرائیل نے قسمیں کھا کر کہا: موسی علیہ السلام ہمارے ساتھ غسل اس لیے نہیں کرتے کہ ان کو فوطے سوجنے کی بیماری ہے۔ پس ایک دن وہ تنہائی میں جا کر غسل کرنے لگے اور اپنے کپڑے اُتار کر ایک پتھر پر رکھے تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے تعاقب میں تیزی سے دوڑے اور کہتے جاتے تھے: میرے کپڑے اے پتھر! میرے کپڑے اے پتھر! یہاں تک کہ بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی شرم گاہ دیکھی تو انہوں نے قسمیں کھا کر کہنا شروع کر دیا کہ موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں ہے۔

پس پتھر ٹھہر گیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے کر پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کے چھ یا سات نشان اب تک موجود ہیں۔''

۷۱۷۳ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مُوْسَى كَانَ رَجُلاً حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَايُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ

۷۱۷۳۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام صاحب شرم وحیا والے آدمی تھے پردے میں رہتے تھے۔ ان کے شرم کی وجہ سے ان کے

(۷۱۷۲) مسلم: ۳۳۹۔ بخاری: ۲۷۸۔ ترمذی: ۳۲۲۱۔ احمد: ۱۰۳۰۰.

(۷۱۷۳) بخاری: ۳٤۰۳۔ مسلم: ۳۳۹۔ ترمذی: ۳۲۲۱۔ احمد: ۱۰٥۳۱.

فَـآذَاهُ مَـنْ آذَاهُ مِـنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا يَسْتَتِـرُهٰـذَا التَّسَتُّـرَإِلَّامِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَـرَصٌ وَإِمَّـا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَـرِّئَـهُ مِمَّا قَالُوْا لِمُوْسٰى فَخَلَايَوْمًا وَحْدَهُ فَـوَضَـعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَـرَغَ أَقْبَـلَ إِلَـى ثِيَـابِـهِ لِيَـأْخُذَهَـا وَإِنَّ الْـحَـجَـرَعَـدَا بِثَـوْبِهِ فَأَخَذَ مُوْسَى عَصَاهُ وَطَـلَـبَ الْـحَـجَـرَفَـجَـعَـلَ يَـقُوْلُ ثَوْبِي حَـجَـرُثَـوْبِي حَجَرُحَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَاءٍمِنْ بَـنِـي إِسْرَائِيْلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَاناً أَحْسَنَ مَاخَلَقَ الـلّٰهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَـوْبَـهُ فَـلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْأَرْبَـعًا أَوْخَمْسًافَذٰلِكَ قَوْلُهُ(يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَـنُـوْا لَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسَى فَبَرَّأَهُ الـلّٰـهُ مِـمَّـا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا) .

(رواه البخاري: ٣٤٠٤)

بدن کا کوئی حصہ یا جلد دیکھنے میں نہیں آتی تھی۔ تو بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں نے ان کو اذیت پہنچائی اور کہا کہ یہ جو اتنا پردہ کرتے ہیں صرف جسمانی عیب کی وجہ سے کرتے ہیں یا تو برص کی بیماری ہے یا فوتے سوجنے کی بیماری (ادرہ) ہے یا کوئی دوسری آفت ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی اس عیب ناک افواہ سے ان کو بری کر دے۔ چنانچہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں تھے۔انہوں نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے، پھر غسل کیا اور فارغ ہو کر کپڑے لینے کے لیے متوجہ ہوئے تو پتھر ان کے کپڑے لے کر دوڑ پڑا۔موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اُٹھایا اور پتھر کے پیچھے گئے اور کہتے جاتے تھے: اے پتھر! میرے کپڑے دیدے، اے پتھر! میرے کپڑے دیدے۔مثل اس کے اور اس روایت میں ہے کہ اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کی ضرب کا نشان پتھر پر ابھی تک موجود ہے تین یا چار یا پانچ ضربات ہیں پس اللہ کے اس فرمان میں اسی براء ت کا بیان ہے: ''اے ایمان والو! نہ بنوں ان لوگوں کی طرح جو موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچاتے تھے پس اللہ نے ان کو بری کر دیا اس سے جو لوگوں نے کہا اور اللہ کے نزدیک وہ باعزت ہیں۔''

شـــــرح: ...... موسیٰ علیہ السلام پتھر کو اس لیے آواز دے رہے تھے کہ وہ کپڑے لے کر بھاگا تھا جمادات ہونے کے باوجود اس نے جاندار والا کام کیا تھا۔ اس لیے اسے آواز دی تھی۔ اس حدیث میں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سخت ضرورت کے سبب اگر شرمگاہ پر نظر ڈالنے کی صورت پیش آجائے تو یہ جائز ہے مثلاً علاج کرنا ہو یا عیب کی تہمت ہوا سے دور کرنا ہو اور جیسا کہ میاں بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے پر خفیہ الزام لگا دے تب بھی تحقیق کے لیے دیکھ سکتے ہیں۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیائے کرام نہایت ہی اچھی شکل وصورت والے ہوتے ہیں اور انبیاء کی شکل و صورت پر اعتراض کرنا بھی انہیں اذیت دینے میں شامل ہے اور کفر کا کام ہے۔

اور اس میں موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بھی بیان ہوا ہے اور اس میں موسیٰ علیہ السلام کے صبر کا بیان بھی ہے۔

(فتح الباری: ٦/ ٤٣٨)

سورة سبأ وفاطرويس والصافات وص والزمر.

سورت سباء، فاطر، یس، الصافات، ص اور الزمر

٧١٧٤ـ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْمُرَادِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلاأُقَاتِلُ مَنْ أَدْبَرَمِنْ قَوْمِي بِمَنْ أَقْبَلَ مِنْهُمْ؟ فَأَذِنَ لِي فِيقِتَالِهِمْ وَأَمَّرَنِيْ فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ سَأَلَ عَنِّي مَافَعَلَ الْغُطَيْفِيُّ؟ فَأُخْبِرَأَنِّي قَدْسِرْتُ قَالَ: فَأَرْسَلَ فِي أَثَرِيْ فَرَدَّنِي فَأَتَيْتُهُ وَهُوَفِي نَفَرٍمِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: ادْعُ الْقَوْمَ فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يُسْلِمْ فَلاَ تَعْجَلْ حَتَّى أُحْدِثَ إِلَيْكَ قَالَ: وَأُنْزِلَ فِي سَبَإٍمَا أُنْزِلَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا سَبَأٌ أَرْضٌ أَوامْرَأَةٌ؟ قَالَ لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلاَامْرَأَةٍ وَلٰكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَتَشَاءَ مَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةً فَأَمَّا الَّذِيْنَ تَشَاءَ مُوْا فَلَخْمٌ وَجُذَامُ وَغَسَّانُ وَعَامِلَةُ وَأَمَّا الَّذِيْنَ تَيَامَنُوْا فَالْأُزْدُ وَالْأَشْعَرِيُّوْنَ وَحِمْيَرٌوَكِنْدَةٌ وَمَذْحِجٌ وَأَنْمَارٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا أَنْمَارٌ؟ قَالَ: الَّذِيْنَ مِنْهُمْ خَثْعَمُ وَبَجِيْلَةُ. (رواه الترمذي: ٣٢٢٢)

٧١٧٤۔ ''فروہ بن مسیک المرادی نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی قوم کے ان لوگوں سے قتال نہ کروں، جنہوں نے روگردانی کی ہے، اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر جو اسلام کی طرف آ گئے ہیں؟

آپ ﷺ نے مجھے ان سے لڑنے کی اجازت دیدی اور مجھے امیر مقرر کر دیا۔ میں جب آپ ﷺ کے پاس سے رخصت ہو گیا تو آپ نے میرے بارے میں پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ میں جا چکا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے پیچھے سے قاصد روانہ کیا اور جب میں واپس آیا تو فرمایا: تو قوم کو اسلام کی دعوت دے تو ان میں سے جو اسلام لائے، اس کو قبول کر اور جو اسلام قبول نہ کرے، اس کے متعلق جلدی نہ کر یہاں تک کہ وہ تجھ سے پہلے کرے۔ راوی نے کہا: پھر سورت سبا میں جو واقعہ نازل ہوا اس کے بارے میں ایک مرد نے سوال کیا یا رسول اللہ! یہ (سبا) زمین ہے یا عورت کا نام ہے۔ آپ نے فرمایا: نہ زمین ہے اور نہ عورت۔ لیکن وہ ایک آدمی ہے جب اس کے ہاں دس عرب اولاد ہوئی تو ان میں سے چھ یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں۔ وہ جو شام میں آباد ہوئے ہیں۔ قبیلہ لخم وجزام وغسان اور عاملہ ہیں۔

اور وہ جو یمن میں آباد ہوئے ان میں ازد، اشعری، حمیر، کندہ مذحج اور انمار ہیں۔ ایک مرد نے کہا: انمار کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ جن سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔'' (ابوداوٗد، ترمذی)

(٧١٧٤) ترمذی: ٣٢٢٢ـ حسن، صحیح، البانی: ٢٥٧٤ـ ابو داود: ٣٩٨٨.

٧١٧٥ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾ لِلَّذِي قَالَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيْهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا؟ فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ. (رواه البخاري: ٤٨٠٠)

۷۱۷۵۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب آسمان میں خاص کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اللہ کے حکم کی اطاعت میں فرشتے اپنے پر ہلانے لگتے ہیں گویا چٹان پر زنجیر گری ہو، پھر ''جب ان کے دل سے خوف کم ہوتا ہے تو وہ (بڑوں کو) پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم دیا ہے؟'' تو وہ بتاتے ہیں کہ ''جو اللہ نے فرمایا ہے وہی حق ہے اور وہ بلند ہے بڑائی والا'' فرشتوں کی بات کان لگا کر سننے والا (جن) سنتا ہے۔ یہ سننے والے اس طرح ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں۔ سفیان نے اس اشارے کی تفسیر کی اور اپنی ہتھیلی کو کھڑا کیا اور انگلیوں کو کھولا۔ سننے والا کوئی کلمہ سن کر نیچے دوسرے کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ تو کبھی شہابیہ اس کو دوسرے تک پہچانے سے پہلے ہی آ پہنچتا ہے اور کبھی شہابیہ آنے سے پہلے وہ دوسرے کی طرف کلمہ پہنچا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ بات کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے اور اس میں سو جھوٹ ملا کر کہنے والا کہتا ہے کہ فلاں دن اس نے اس طرح اور اس طرح کہا تھا۔ پس تمام جھوٹوں کی تصدیق اس ایک کلمے کی وجہ سے لوگ کرتے ہیں جو آسمان سے سنا گیا تھا۔''

٧١٧٦ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ لِلسَّمَاءِ صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا، فَيُصْعَقُوْنَ فَلَايَزَالُوْنَ كَذٰلِكَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيْلُ حَتَّى إِذَا جَاءَ هُمْ

۷۱۷۶۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کلام وحی کرتا ہے تو آسمان والے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر کو چٹان پر کھینچا جاتا ہے تو وہ غش کھا جاتے ہیں اور وہ اسی حال میں رہتے ہیں کہ ان کے پاس جبریل امین علیہ السلام آتے ہیں۔ جب وہ ان کے پاس آ جاتے ہیں۔

(٧١٧٥) بخاری: ٤٨٠٠۔ ترمذی: ٣٢٢٣۔ ابو داود: ٣٩٨٩۔ ابن ماجه: ١٩٤.

(٧١٧٦) ابو داود: ٤٧٣٨۔ صحیح، البانی: ٣٩٦٤.

جِبْرِيْلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: يَاجِبْرِيْلُ! مَاذَا قَالَ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ الْحَقَّ فَيَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ الْحَقَّ. (رواه أبوداود: ٤٧٣٨)

تو ان کے دل سے بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں: اے جبریل علیہ السلام! تمہارے رب نے کیا کہا تو وہ کہتا ہے: حق ہی کہا ہے۔ پھر فرشتے بھی کہنے لگتے ہیں: حق ہی کہا ہے حق۔" (ابوداؤد)

شرح:...... رسول اکرم ﷺ کے پاس انصار کے چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور روشن ہوا۔

آپ ﷺ نے ان سے پوچھا جب یہ ستارہ ٹوٹا کرتا تھا تم اس کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ آج یا تو کوئی عظیم آدمی فوت ہوا ہے یا پھر پیدا ہوا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کسی کی موت یا زندگی سے نہیں گرتا۔ بات یہ ہے کہ ہمارا رب جب فیصلہ کرتا ہے تو عرش بردار فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر ان کے بعد آسمان والے حتی کہ یہ تسبیح آسمانِ دنیا تک پہنچتی ہے اور یہ فرشتے عرش بردار فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا کہا ہے؟ وہ کہتے ہیں: حق کہا ہے۔

اور آگے پھر اس حدیث میں تفصیل ہے کہ یہ شہاب ثاقب وہ ہیں جو شیطانوں کو مارے جاتے ہیں۔

(فتح الباری: ۸/ ۵۳۸)

۷۱۷۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَامِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ﴾ قَالَ: هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ وَكُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ. (رواه الترمذي: ٣٢٢٥)

۷۱۷۷۔ "سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے اللہ کے فرمان کے بارے میں فرمایا: "پھر ہم نے کتاب کا وارث بنایا ان لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا۔ پس ان میں سے کچھ لوگ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ ان میں سے میانہ روی اختیار کرنے والے ہیں اور کچھ لوگ بھلائی میں سبقت لے جانے والے ہیں۔" فرمایا: یہ سب ہم مرتبہ ہیں اور سب جنت میں جائیں گے۔" (ترمذی)

۷۱۷۸۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ

۷۱۷۸۔ "سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ اللہ عزوجل کے فرمان کے بارے میں بتا رہے تھے: "پھر ہم نے کتاب کا

(۷۱۷۷) ترمذی: ۳۲۲۵۔ صحیح، البانی: ۲۵۷۷۔ احمد: ۱۱۳۳۶۔

(۷۱۷۸) احمد: ۲۱۲۲۰۔ باسانید احدها رجال الصحيح وهى هذه ان كان على بن عبدالله الأزدى سمع من ابى الدرد اعفاته تابعی، هیثمی: ۱۱۲۸۹۔

عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ فَأَمَّا الَّذِيْنَ سَبَقُوْا بِالْخَيْرَاتِ فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَأَمَّا الَّذِيْنَ اقْتَصَدُوْا فَأُولٰئِكَ يُحَاسَبُوْنَ حِسَابًا يَسِيْرًا وَأَمَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يُحْبَسُوْنَ فِي طُوْلِ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِيْنَ تَلَافَاهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ فَهُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لُغُوْبٌ﴾ . (رواه أحمد: ٢١٢٢٠)

وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے منتخب کیا اپنے بندوں میں سے۔ پس ان میں سے کچھ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور ان میں سے کچھ میانہ روی اختیار کرنے والے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے حکم سے بھلائی میں سبقت لے جانے والے ہیں۔'' فرمایا: وہ جو سبقت کرنے والے ہیں وہ جنت میں حساب کے بغیر داخل ہوں گے اور وہ جو میانہ روی اختیار کرتے ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، محشر کے طویل عرصہ تک اپنے ظلم کی سزا پائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کی کمی پوری کر دی جائے گی، چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں جو کہیں گے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم سے غم دور کر دیا، بے شک ہمارا رب بہت زیادہ بخشنے والا انتہائی قدر دان ہے۔''

شرح:...... ظالم سے مراد ہے جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے۔ مقتصد سے مراد ہے زیادہ اوقات وہ عمل کرتا ہے کبھی اس سے کوتاہی ہوتی ہے۔

سابق بالخیرات وہ ہے جو علم کے مطابق عمل کرتا ہے اور آگے عمل کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ جو بھلائی میں سبقت والے کے ساتھ باذن اللہ کی قید لگائی ہے کہ یہ اللہ کے حکم سے آگے بڑھے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے عمل سے دھوکا نہ کھائیں کہ ہم نے اپنے عمل سے یہ رتبہ پایا ہے کہ خیرات میں آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہ تو صرف اللہ کی توفیق اور اس کی مدد سے ہوا ہے۔ لہٰذا جو ان پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یہ اس پر اللہ کا شکریہ کریں اگرچہ ان کے مراتب میں عمل کے مطابق فرق ہوگا مگر یہ سب جنت ہی میں ہوں گے۔ (تیسیر الکریم الرحمٰن: ٦/ ٣٢٠)

٧١٧٩ــــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَتْ بَنُوْ سَلَمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَأَرَادُوْا النُّقْلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ

٧١٧٩۔ ''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قبیلہ بنو سلمہ مدینہ کی ایک جانب رہتے تھے۔ انہوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے قدموں کے نشان لکھتے ہیں۔'' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے

(٧١٧٩) ترمذی: ٣٢٢٦۔ صحیح، البانی: ٢٥٧٨.

آثَارُكُمْ تُكْتَبُ فَلاَ تَنْتَقِلُوْا . (رواه الترمذی: ٣٢٢٦)

فرمایا: تمہارے نشاناتِ قدم لکھے جاتے ہیں، لہٰذا تم لوگ نقل مکانی نہ کرو۔'' (ترمذی)

شرح:...... یعنی روز قیامت ہم انہیں زندہ کریں گے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کو ہدایت دے کر ان کے مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور ان کے آثار لکھنے کا مطلب ہے کہ ان کی زندگی میں رونما ہونے والی ہر خیر اور ہر شر ہم تحریر کرتے ہیں۔

اس کا ایک مفہوم یہ بیان ہوا ہے کہ ہم ان کے وہ اعمال جو بذات خود ان سے سرزد ہوئے ہیں وہ بھی لکھتے ہیں اور ان کے بعد جو ان اعمال کے اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ بھی لکھتے ہیں تا کہ ان کو ان کی جزا دی جا سکے۔ اگر خیر ہیں تو خیر والے اثرات لکھتے ہیں اور اگر شر ہیں تو شر والے اثرات لکھتے ہیں۔

جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرتا ہے اسے اس کا اجر ہوگا اور اس کا بھی اجر ہوگا جو اس پر عمل کرتا ہے ان میں کوئی بھی دوسرے کے اجر کو کم نہ کرے گا۔ اور جس نے اسلام میں برائی جاری کی اسے اس کا بوجھ ہوگا اور یہ اس کا بوجھ بھی اٹھائے گا اور اس کا بوجھ بھی اٹھائے گا جو اس برائی پر عمل کرتا ہے، کسی کا بوجھ کم نہ ہوگا۔ (مسلم)

دوسرا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے آثار لکھے جاتے ہیں یعنی ان کی برائی کی طرف یا اطاعت کی طرف اٹھنے والے قدموں کے نشان لکھتے ہیں۔ دونوں مطالب درست ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۳۱)

٧١٨٠ــــ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَبِي ذَرٍّ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ: أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا وَتَسْتَأْذِنُ فَلاَ يُؤْذَنَ لَهَا يُقَالُ لَهَا: ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ . (رواه البخاری: ٣١٩٩)

۷۱۸۰۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے جب سورج غروب ہونے کے قریب تھا مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! تجھے معلوم ہے کہ سورج کہاں جاتا ہے؟'' تو میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے پس اس کو اجازت دے دی جاتی ہے اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور اس کو کہا جائے گا کہ الٹی چال لوٹ جا جہاں سے آیا تھا تو وہ مغرب سے طلوع ہوگا جیسا کہ اللہ کا فرمان: ''اور سورج چلتا ہے اپنی مقررہ جگہ میں یہ اندازہ ہے غالب علم والے کا۔'' (بخاری ومسلم)

(٧١٨٠) بخاری: ٣١٩٩۔ مسلم: ١٥٩۔ ابو داود: ٤٠٠٢۔ ترمذی: ٢١٨٦.

۷۱۸۱۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَتَدْرُوْنَ مَتى ذَاكُمْ ذَاكَ حِيْنَ: ﴿لَايَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْكَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾. (رواه مسلم: ۱۵۹)

۷۱۸۱۔ ''ایک روایت میں ہے (آپ نے پوچھا:) کیا تم جانتے ہو کہ یہ واقعہ (سورج کا طلوع مغرب سے ہونا) کب ہو گا؟ یہ اس وقت واقعہ پیش آئے گا جس وقت نفع نہ دے گا کسی نفس کو اس کا ایمان جب کہ وہ پہلے ایمان نہ رکھتا ہوگا۔ یا اس نے ایمان کے ساتھ نیک عمل نہ کیا ہوگا۔'' (الشیخان، الترمذی)

شرح:...... اس کی تکمیل یہ ہے کہ یہ روزانہ اجازت لے کر طلوع ہوتا ہے۔ اولادِ آدم کے گناہوں کی وجہ سے یہ ہوگا یہ غروب ہوگا اور سجدہ ریز ہوگا اور اجازت طلب کرے گا لیکن اسے اجازت نہ ملے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی مرضی کے مطابق روک لیں گے، پھر اسے یہ اجازت ملے گی جدھر تو غروب ہوا ہے ادھر سے ہی طلوع ہو جا۔ پھر یہ ادھر سے طلوع ہوگا۔ اس کے بعد معمول سے طلوع ہوگا۔ اس دن سے لے کر قیامت کے دن تک ایمان لانا نفع نہ دے گا۔ اب تو یہ اور ایمان کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ عرش کے نیچے جاتا ہے اور سجدہ کرتا ہے یعنی جب عرش کے برابر آتا ہے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورت کہف میں ہے کہ یہ آفتاب کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہوتا نظر آتا ہے اور یہاں ہے کہ اللہ کے عرش کے برابر ہو کر غروب ہوتا ہے۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ یہ سجدہ غروب ہونے کے بعد عرش کے نیچے کرتا ہے اور جو قرآن پاک میں ہے کہ چشمہ میں غروب ہوتا ہے اس میں اس کے غروب ہونے کی حالت بتائی گئی ہے کہ یہ نظر کو اس طرح غروب ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

اس حدیث نے ان لوگوں کے نظریہ کی تردید کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سورج کے مستقر سے مراد سال کا طویل ترین دن ہے اور یہ بلند ہو کر وہاں انتہائی بلندی تک پہنچتا ہے، یہ نظریہ درست نہیں۔ آفتاب کے استقرار سے مراد یہ ہے کہ یہ ہر دن اور رات عرش کے نیچے سجدہ بھی کرتا ہے اور اس کی روانی میں رکاوٹ نہیں آتی، جاری بھی رہتا ہے۔

(فتح الباری: ۸/۵۴۲)

۷۱۸۲۔ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ﴾ قَالَ: حَامٌ وَسَامٌ وَيَافِثٌ. قَالَ أَبُوْعِيْسٰى: يُقَالُ: يَافِتُ وَيَافِثُ بِالتَّاءِ وَالثَّاءِ وَيُقَالُ: يَفِثُ. (رواه الترمذي: ۳۲۳۰)

۷۱۸۲۔ ''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں: ''اور ہم نے اس کی اولاد ہی باقی رہنے والی بنا دی۔'' آپ نے فرمایا: ''حام تھا، سام تھا اور یافث تھا۔'' امام ترمذی فرماتے ہیں: یافث کو ثاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور اس کو یفث بھی کہا جاتا ہے۔''

(۷۱۸۱) مسلم: ۱۵۹۔ بخاری: ۷۴۲۴۔ ابو داود: ۴۰۰۲۔ ترمذی: ۲۱۸۶۔ احمد: ۲۰۹۴۸.

(۷۱۸۲) ترمذی: ۳۲۳۰۔ ضعیف الاسناد، البانی: ۶۳۴.

٧١٨٣ـ وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَامٌ أَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ أَبُو الْحَبَشِ وَيَافِثُ أَبُو الرُّوْمِ. (رواه الترمذی: ٣٢٣١)

۷۱۸۳۔''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سام عرب کا باپ ہے، حام حبش کا باپ ہے اور یافث روم والوں کا باپ ہے۔'' (الترمذی)

٧١٨٤ـ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ: يُذْكَرُ عَنْهُمَا أَنَّ إِلْيَاسَ هُوَ إِدْرِيْسُ وَكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَقْرَأُ سَلَامٌ عَلَى إِدْرَاسِيْنَ. (رواه رزين)

۷۱۸۴۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ الیاس وہ ہیں جن کو ادریس بھی کہا جاتا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے: سَلَامٌ عَلٰی اِدْرَاسِيْنَ۔ ادراسین پر سلامتی ہو۔''

٧١٨٥ـ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: لَمَّا أَرَادَ اللّٰهُ حَبْسَ يُوْنُسَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ، أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى الْحُوْتِ أَنْ لَا تَخْدِشَنَّ لَهُ لَحْمًا، وَلَا تَكْسِرَنَّ لَهُ عَظْمًا، فَأَخَذَهُ ثُمَّ أَهْوَى بِهِ إِلَى مَسْكَنِهِ فِي الْبَحْرِ، فَلَمَّا انْتَهَى بِهِ إِلَى أَسْفَلِ الْبَحْرِ، سَمِعَ يُوْنُسُ حِساً، فَقَالَ فِي نَفْسِهِ مَاهٰذَا؟ فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالَى إِلَيْهِ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ: إِنَّ هٰذَا تَسْبِيْحُ دَوَّابِ الأَرْضِ، فَسَبَّحَ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ، فَسَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ تَسْبِيْحَهُ فَقَالُوْا: رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا صَوْتًا ضَعِيْفًا بِأَرْضٍ غَرْبِيَّةٍ، فَقَالَ تَعَالَى: ذٰلِكَ عَبْدِي يُوْنُسُ عَصَانِي فَحَسَبْتُهُ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ، فَقَالُوْا: الْعَبْدُ الصَّالِحُ الَّذِي كَانَ يَصْعَدُ إِلَيْكَ مِنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عَمَلٌ صَالِحٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَشَفَّعُوْا

۷۱۸۵۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو وحی کی کہ ان کا گوشت زخمی نہ کیا جائے اور ان کی ہڈی نہ توڑی جائے۔ چنانچہ مچھلی نے لے کر اپنی جگہ کا رخ کیا۔ جب وہ سمندر کی گہرائی میں لے گئی تو یونس علیہ السلام نے آواز محسوس کی تو دل میں کہا: یہ کیا چیز ہوگی پس اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ میں ان کو وحی کی کہ یہ زمین کے حیوانات کی تسبیحات ہیں۔ پس یونس نے تسبیحات پڑھنا شروع کر دیں جب کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ جب فرشتوں نے ان کی آواز سنی تو انہوں نے کہا: اے رب تعالیٰ! ہم نے ویران زمین میں کمزور آواز سنی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ میرا بندہ یونس ہے، اس نے میری حکم عدولی کی ہے اور میں نے اس کو سمندر کے اندر مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا ہے۔

انہوں نے کہا: وہ تو صالح انسان تھا، ہر دن رات تیری طرف اس کا نیک عمل بلند ہوتا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ تو اب فرشتوں نے اس

(٧١٨٣) ترمذی: ٣٢٣١ـ ضعيف: ٦٣٥.

(٧١٨٤) رزين.

(٧١٨٥) بزار: ٢٢٥٤ـ عن بعض اصحابه ولم يسمه وفيه ابن اسحق وهو مدلس وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١١٣٠٢.

لَـهُ عِـنْـدَ ذٰلِكَ فَـأَمَـرَالْـحُـوْتَ فَقَذَفَهُ فِي السَّـاحِلِ كَمَاقَالَ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ سَقِيْمٌ﴾ . (رواه البزار: ٢٢٥٤ ، بلين براولم يسم)

کی سفارش کی پس اللہ نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے ساحل پر ان کو پھینک دیا اور جیسا اللہ نے فرمایا ہے: ''وہ اس وقت بیمار تھے۔'' (البزار، سند کمزور ہے، راوی کا نام ذکر نہیں کیا)

شرح:...... قرآن پاک کے انداز سے اور نام ونسب کے لحاظ سے اور حدیث کی روشنی میں یہ بات درست ہے کہ الیاس علیہ السلام تو موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے ہیں جبکہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے بھی پہلے کے ہیں۔ (گوندلوی)

٧١٨٦ــ عَـنْ أُبَـيِّ بْـنِ كَعْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَـنْ قَـوْلِ الـلّٰـهِ تَعَالَى: ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْيَزِيْدُوْنَ﴾ قَالَ: عِشْرُوْنَ أَلْفًا . (رواه الترمذي: ٣٢٢٩)

٧١٨٦۔ ''سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: ''اور ہم نے اس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف ارسال کیا'' فرمایا: ''لاکھ سے بیس ہزار زائد تھے۔''

انتباہ:...... یہ سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول تک درست ہے۔ (گوندلوی)

٧١٨٧ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ مَرِضَ أَبُوْ طَـالِـبٍ ، فَجَاءَ تْهُ قُرَيْشٌ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَعِـنْـدَ أَبِـي طَـالِـبٍ مَـجْلِسُ رَجُلٍ فَقَامَ أَبُوْجَهْلٍ كَيْ يَمْنَعَهُ وَشَكَوْهُ إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَـقَالَ يَا ابْنَ أَخِي! مَاتُرِيْدُ مِنْ قَوْمِكَ؟ قَالَ: إِنِّـي أُرِيْدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً وَاحِدَةً تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْـعَـرَبُ وَتُؤَدِّي إِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ قَالَ كَـلِـمَةً وَاحِدَةً قَالَ كَلِمَةً وَاحِدَةً قَالَ يَا عَمِّ قُـوْلُـوْا لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ فَقَالُوْا إِلٰهًا وَاحِدًا مَا سَـمِـعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الآخِرَةِ إِنَّ هٰذَا إِلاَّ اخْتِلاَقٌ قَـالَ فَـنَـزَلَ فِيْهِـمُ الْقُرْآنُ: ﴿ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِبَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي عِزَّةٍ وَّشِـقَـاقٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي

٧١٨٧۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش ان کی عیادت کرنے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پاس آئے۔ ابو طالب کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ خالی تھی۔ ابوجہل اُٹھ کر وہاں آ گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بیٹھنے سے منع کر سکے۔ قریش نے ابو طالب سے شکوہ کیا تو ابو طالب نے کہا: اے میرے بھتیجے! قوم سے تم کس چیز کا ارادہ کرتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ وہ ایک کلمہ کہہ دیں تو عرب ان کے سامنے جھک جائیں گے اور عجم ان کو جزیہ دیدیں گے۔ اس نے کہا: ایک کلمہ صرف؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف ایک کلمہ۔ اور فرمایا: اے چچا! ایک لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ کلمہ کہہ دو تو لوگوں نے کہا: تمام خداؤں کی بجائے ایک ہی رب۔ ہم نے کسی دین میں نہیں سنا ہے۔ یہ تو محض خود ساختہ بات ہے، پس ان لوگوں کے بارے میں

(٧١٨٦) ترمذی: ٣٢٢٩۔ ضعیف الاسناد: ٦٣٣.

(٧١٨٧) ترمذی: ٣٢٣٢۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٦٣٦۔ احمد: ٢٠٠٩.

الْمِلَّةِ الآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلاقٌ﴾.

قرآن نازل ہوا: ''صٓ۔ قسم ہے قرآن کی جو نصیحت کرتا ہے۔ تا إختلاق۔''

۷۱۸۸۔ وَعَنْهُ: كُنْتُ أَمُرُّ بِهٰذِهِ الآيَةِ فَمَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ الْعَشِيُّ وَالإِشْرَاقُ حَتَّى حَدَّثَتْنِي أُمُّ هَانِئٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فِي جَفْنَةٍ كَأَنَّهُ أَنْظُرُإِلَى أَثَرِالْعَجِيْنِ فِيْهَا فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى الضُّحٰى، فَقَالَ: يَاأُمَّ هَانِئٍ! هِيَ صَلاةُ الإِشْرَاقِ. (للأوسط بضعف)

۷۱۸۸۔ ''ان سے مروی ہے کہ میں اس آیت کو پڑھتے ہوئے گذر جاتا اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ العشی اور الاشراق کیا چیز ہے۔ یہاں تک کہ ام ھانی رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے تو ٹب میں طہارت کا پانی طلب کیا، گویا میں اب بھی دیکھ رہی ہوں کہ گندھے آٹے کا اثر پیالے میں موجود ہے۔آپ ﷺ نے پہلے وضو کیا، پھر کھڑے ہوکر چاشت کی نماز پڑھی اور فرمایا: ''اے ام ھانی! یہ اشراق کی نماز ہے۔'' (الاوسط سند ضعیف ہے۔)

۷۱۸۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ قَالَ الزُّبَيْرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتُكَرَّرُعَلَيْنَا الْخُصُوْمَةُ بَعْدَ الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا قَالَ: نَعَمْ فَقَالَ: إِنَّ الأَمْرَإِذًا لَشَدِيْدٌ. (رواه الترمذي: ۳۲۳٦)

۷۱۸۹۔ ''سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔'' تو زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا دوبارہ ہمارے اوپر جھگڑنا عود کرے گا، بعد اس کے کہ دنیا میں ہمارے درمیان یہ ہو چکا ہے آپ نے فرمایا: ہاں۔تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو معاملہ بہت سخت ہوگا۔''(ترمذی)

۷۱۹۰۔ وَزَادَ الْكَبِيْرُبَعْدَ نَعَمْ: لِتُكَرَّرَ حَتَّى يُؤَدِّيَ إِلَى ذِي كُلِّ حَقٍّ حَقَّهُ.

۷۱۹۰۔الکبیر میں نعم کے بعد یہ الفاظ زائد منقول ہیں: ''خصومت دوبارہ ہوگی یہاں تک کہ ہر حقدار کو اس کا حق دیدیا جائے گا۔''

شــــرح:...... مطلب یہ ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تم نے اس دنیا سے آخرت میں منتقل ہونا ہے اور دنیا میں توحید اور شرک کے بارے میں یا کسی بھی تنازع میں تم جھگڑتے تھے۔ اللہ کے سامنے تم نے کھڑے ہونا ہے۔ وہ تمہارے درمیان حق کا فیصلہ کرے گا۔مخلص ایمانداروں اور موحدوں کو نجات دے گا اور کافروں، مشرکوں اور اس دن کو جھٹلانے والوں کو عذاب کرے گا۔

(۷۱۸۸) طبراني اوسط، وفيه، ابوبكر الهذلي وهو ضعيف، هيثمي: ۱۳۰۵.

(۷۱۸۹) ترمذي: ۳۲۳٦۔ حسن الاسناد: ۲۵۸۳۔ البانی، احمد: ۱٤۰۸.

(۷۱۹۰) طبراني كبير ورجاله ثقات، هيثمي: ۱۱۳۱۱.

بہر صورت دنیا میں ہر تنازع کرنے والے کا آخرت میں فیصلہ دوبارہ ہوگا، اگر چہ دنیا میں ایک دفعہ ہو چکا ہو۔

(جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۳۹)

۷۱۹۱ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قَوْمًا كَانُوْا قَتَلُوا فَأَكْثَرُوْا وَزَنَوا فَأَكْثَرُوْا وَانْتَهَكُوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ قَالُوْا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ الَّذِي تَقُوْلُ وَتَدْعُوْإِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْتُخْبِرُنَا أَنْ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ إِلٰى ﴿فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ قَالَ: يُبَدِّلُ اللّٰهُ شِرْكَهُمْ إِيْمَانًا وَزِنَاهُمْ إِحْصَانًا وَنَزَلَتْ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ﴾ الآية . (رواه النسائي: ٤٠٠٣)

۷۱۹۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک قوم نے زیادہ قتل کیے اور زیادہ زنا کیا، اور کثرت سے لوٹ مار کی، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور کہا: اے محمد! جس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں، وہ تو بہت عمدہ ہے۔ اگر آپ ہمیں خبر دے دیں کہ ہم جو اعمال کر چکے ہیں، ان کا کوئی کفارہ ہے؟ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود...... اللہ تعالیٰ تبدیل کر دے گا ان کا شرک ایمان کے ساتھ اور ان کا زنا پاکدامنی کے ساتھ۔'' اور یہ آیت نازل ہوئی: ''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔'' (النسائی)

۷۱۹۲ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ يَضَعُ السَّمَاءَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالأَرْضَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالأَنْهَارَ عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: بِيَدِهِ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ . (رواه البخاري: ٧٤٥١)

۷۱۹۲۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک یہودی عالم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ آسمان کو ایک انگلی پر رکھے گا، زمین کو ایک انگلی پر رکھے گا، پہاڑوں کو ایک انگلی پر رکھے گا، درختوں کو ایک انگلی پر رکھے گا، دریاؤں کو ایک انگلی پر رکھے گا، دیگر تمام مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا، اور پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ۔ پس نبی ﷺ ہنس دیئے اور یہ آیت تلاوت کی: ''اور نہیں قدر پہچانی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا حق ہے اس کی قدر ومنزلت جاننے کا۔''

(٧١٩١) نسائی: ٤٠٠٣۔ صحیح، البانی: ٣٧٣٨۔ بخاری: ٤٨١٠۔ مسلم: ١٢٢۔ ابو داود: ٤٢٧٣.

(٧١٩٢) بخاری: ٧٤٥١۔ مسلم: ٢٧٨٦۔ ترمذی: ٣٢٣٨۔ احمد: ٤٠٧٦.

٧١٩٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لِقَوْلِهِ. (رواه البخاري: ٧٥١٣)

۷۱۹۳۔ ''اور ایک روایت میں ہے پس آپ ﷺ ہنس دیئے یہاں تک کہ اس یہودی کے قول پر تعجب کرتے ہوئے اور اس کے تصدیق کرنے کی وجہ سے آپ کے پچھلے دانت مبارک ظاہر ہوئے۔''

٧١٩٤ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَطْوِي اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ، أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الأَرْضِيْنَ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ قَالَ ابْنُ الْعَلاَءِ: بِيَدِهِ الأُخْرَى، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ، أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟. (رواه أبوداود: ٤٧٣٢)

۷۱۹۴۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر قیامت کے دن دائیں ہاتھ میں پکڑے گا اور پھر فرمائے گا: بادشاہ تو میں ہوں۔ کہاں ہیں وہ جابر حکمران اور متکبرین کہاں ہیں؟ پھر بائیں ہاتھ میں زمین کو پکڑے گا اور فرمائے گا: بادشاہ میں ہوں اور وہ جبار کہاں ہیں اور وہ متکبرین کہاں ہیں؟''

٧١٩٥ــ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَأْخُذُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضِيهِ بِيَدَيْهِ، فَيَقُوْلُ: أَنَا اللّٰهُ وَيَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَيَبْسُطُهَا أَنَا الْمَلِكُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَقُوْلُ أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه لمسلم: ٢٧٨٨)

۷۱۹۵۔ ''عبیداللہ بن مقسم کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کے آسمانوں اور زمین کو اٹھانے کا اندازہ بیان کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں اور زمینوں کو اپنے دونوں ہاتھ میں پکڑے گا اور فرمائے گا: میں ہوں اللہ۔ اور اپنی انگلیوں کو کھولے گا اور بند کرے گا۔ میں ہوں بادشاہ۔ راوی نے کہا: یہاں تک کہ میں نے منبر کو نیچے سے کچھ حرکت کرتے دیکھا اور میں نے گمان کیا کہ منبر آپ ﷺ کو ساتھ لے کر گر پڑے گا۔''

شرح: ...... علامہ بیضاوی، علامہ مظہری اور علامہ عیاض رحمہم اللہ نے اس حدیث میں وارد الفاظ مٹھی میں لینا، لپیٹنا اور پکڑنا ان سے مراد قدرت لی ہے۔ یہ تاویل سلف سے ہٹ کر ہے۔ سلف کا طریقہ نہایت ہی ایمان افروز ہے۔ جس

(٧١٩٣) بخاري: ٧٥١٣۔ مسلم: ٢٧٨٦۔ ترمذی: ٣٢٣٨۔ احمد: ٤٣٥٥.

(٧١٩٤) ابو داود: ٤٧٣٢۔ صحيح، البانی: ٣٩٥٨۔ بخاری: ٧٤١٣۔ مسلم: ٢٧٨٨۔ ابن ماجه: ١٩٨.

(٧١٩٥) مسلم: ٢٧٨٨۔ بخاری: ٧٤١٣۔ ابن ماجه: ٤٢٧٥۔ احمد: ٥٥٧٥.

طرح اللہ کی شان کے لائق ہے یہ اوصاف مذکورہ اس کے لیے ثابت ہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ جو کام کرتے ہیں فہم وفکر اس سے حیرت میں آ جاتے ہیں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۲/ ۱۹۸)

سورة المؤمن، وحم السجدة، والشورى، والزخرف، والدخان

سورت المؤمن، حم السجدہ، الشوریٰ، الزخرف، الدخان کی تفسیر

٧١٩٦ــ اِبْـنِ مَسْـعُـوْدٍ: ﴿رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَـنَـا اثْنَتَيْنِ﴾ قَالَ: هِيَ مَثَلُ الَّذِي فِي سُـوْرَـةِ الْبَقَرَةِ: ﴿وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُـمِيْتُـكُـمْ ثُـمَّ يُـحْيِيْـكُـمْ ثُـمَّ اِلَيْـهِ تُرْجَعُوْنَ﴾. (للكبير: ٩٠٤٤، بضعف)

۷۱۹۶۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آیت: ''اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دوبار مارا اور زندہ کیا دو بار......'' اس نے کہا: یہ آیت اس کے مثل ہے جو سورۃ البقرہ میں ہے: ''اور تم مردہ تھے پس اللہ نے تمہیں زندہ کیا، پھر وہ تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اس کی طرف پھیرے جاؤ گے۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

٧١٩٧ــ كَـانَ الْـعَلاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ، فَـقَـالَ رَجُـلٌ: لِـمَ تُـقَنِّطُ النَّاسَ؟ قَالَ: وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ؟ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لاَ تَـقْـنَـطُـوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ وَيَقُوْلُ: ﴿وَأَنَّ الْـمُسْـرِفِيْـنَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلٰكِنَّكُمْ تُـحِبُّـوْنَ أَنْ تُبَشَّـرُوْا بِـالْجَنَّةِ عَلَى مَسَاوِئِ أَعْـمَـالِـكُـمْ، وَإِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ. (للبخاري تعليقا)

۷۱۹۷۔ ''العلاء بن زیاد رحمہ اللہ آگ کا خوف دلا کر نصیحت کرتے تھے تو ایک مرد نے کہا: لوگوں کو مایوس نہ کر۔ انہوں نے کہا: کیا میں یہ طاقت رکھتا ہوں کہ لوگوں کو مایوس کروں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوا کرو۔'' اور اللہ نے فرمایا ہے: ''بے شک جو اسراف کرنے والے ہیں وہی ہیں آگ والے۔'' مگر تم لوگ چاہتے ہو کہ تمہارے برے اعمال کے باوجود تمہیں جنت کی بشارت دی جائے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو بشارت دینے والا بنا کر بھیجا تاکہ اطاعت کرنے والوں کو جنت کی بشارت دیں اور آگ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ نافرمانوں کو ڈرائیں۔'' (بخاری نے یہ روایت معلق (بغیر سند کے) بیان کی ہے۔)

٧١٩٨ــ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَـالَ: اجْتَمَعَ

۷۱۹۸۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: بیت اللہ کے

(٧١٩٦) طبراني كبير: ٩٠٤٤ـ عن عبداللّٰه بن محمد بن سعيد بن ابي مريم وهو ضعيف، هيثمي: ١١٣٢٠.
(٧١٩٧) بخاري تعليقًاـ تفسير سورت المؤمن مع، فتح الباري: ٨/ ٥٥٣.
(٧١٩٨) بخاري: ٧٥٢١ـ مسلم: ٢٧٧٥ـ ترمذي ٣٢٤٨ـ احمد: ٤٠٣٧.

عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ قَلِيلَةٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ فَقَالَ: أَحَدُهُمْ: أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ، قَالَ الآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلاَيَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا، وَقَالَ الآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلاَ أَبْصَارُكُمْ وَلاَ جُلُوْدُكُمْ﴾ الآيَةَ. (رواه البخاري: ٧٥٢١)

پاس تین افراد جمع ہوئے، دو ثقفی ایک قریشی یا دو قریشی ایک ثقفی تھا۔ ان کے پیٹ پر چربی بہت زیادہ تھی۔ ان کے دل میں عقل اور سمجھ کم تھی تو ایک نے کہا: کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟ دوسرے نے کہا: اگر ہم بلند آواز سے بولیں تو سنتا ہے اور خفیہ بات کریں تو نہیں سنتا اور تیسرے نے کہا: اگر وہ ہماری بلند آواز سنتا ہے تو ہماری خفیہ بات بھی سنتا ہوگا۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''اور تم (گناہ کرتے وقت یہ سوچ کر) نہیں پردہ کرتے تھے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ ڈرتے تھے کہ گواہی دیں گی تم پر تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے......'' تا آخر آیت۔

٧١٩٩ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلاَأَبْصَارُكُمْ وَلاَجُلُوْدُكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾. (رواه الترمذي: ٣٢٤٩)

۷۱۹۹۔ ''ایک روایت میں ہے کہ میں نے ان لوگوں کا مکالمہ نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا، پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اور تم (گناہ کرتے وقت یہ سوچ کر) نہ چھپتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف گواہی دیں گے بلکہ تم سمجھتے تھے کہ بے شک اللہ تمہارے بہت سے اعمال کو نہیں جانتا جو تم کرتے تھے اور تمہارا یہی گمان تھا جو تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا، اسی نے تمہیں ہلاک کیا، چنانچہ تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٧٢٠٠ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ قَالَ: قَدْ قَالَ النَّاسُ، ثُمَّ كَفَرَ أَكْثَرُهُمْ، فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَمِمَّنِ اسْتَقَامَ. (رواه الترمذي: ٣٢٥٠)

۷۲۰۰۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تلاوت کی: ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے۔'' فرمایا: کچھ لوگوں نے ایسا ہی کہا تھا اور ان میں سے اکثر نے کفر کیا، چنانچہ جو شخص اس پر ہی فوت ہو جائے گا وہ ہوگا ان میں سے جنہوں نے استقامت اختیار کی ہے۔'' (ترمذی)

(٧١٩٩) ترمذی: ٣٢٤٩ـ صحیح، البانی: ٢٥٩١ـ بخاری: ٤٨١٧ـ مسلم: ٢٧٧٥ـ احمد: ٤٢٠٩.

(٧٢٠٠) ترمذی: ٣٢٥٠ـ ضعیف الاسناد: ٦٣٩ـ البانی.

شــرح:...... یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کا اعلان کیا کہ ان کا ایک ہی رب ہے وہی ان کا معبود ہے اور پھر اس پر ثابت رہے، اس میں تبدیلی نہیں کی اور نہ ہی اللہ کی عبادت کو چھوڑا ہے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ استقامت کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت کرے۔ عقیدہ بھی یہ ہو اور قول وفعل سے اس کا اظہار کرے اور اس پر ہمیشگی کرے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۳۸۳)

۷۲۰۱۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ. (للبخاري تعليقا)

۷۲۰۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر کی: ''دفاع کر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو۔'' انہوں نے کہا: یہ صبر کرنا ہے غصے کے وقت، اور معاف کرنا ہے دوسرے کی برائی کے وقت، جو لوگ ایسا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بچائے گا اور ان کے دشمن ان کے لیے عاجز ہوں گے۔'' (تعلیقاتِ بخاری)

۷۲۰۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبٰى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجِلْتَ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيْهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ: إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ. (رواه البخاري: ٤٨١٨)

۷۲۰۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے سوال کیا گیا اللہ تعالیٰ کے قول کے بارے میں ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ مگر محبت قرابت کی۔'' تو ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: قرابت سے مراد الِ محمد ﷺ کی قرابت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے جلدی کی ہے۔ نبی ﷺ کی قرابت کا یہ حال تھا کہ قریش کا کوئی گھرانہ آپ کی قرابت سے خالی نہیں تھا تو مطلب آیت کا یہ ہے کہ تم میرے اور اپنے درمیان کی قرابت کو صلہ رحمی سے جوڑے رکھو۔'' (بخاری، ترمذی)

۷۲۰۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَى مَا أَتَيْتُكُمْ بِهِ مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى أَجْرًا إِلَّا أَنْ تَوَدُّوْا اللّٰهَ وَأَنْ تَقَرَّبُوْا إِلَيْهِ بِطَاعَتِهِ. (رواه أحمد: ٢٤١١، والكبير)

۷۲۰۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے اس واضح ہدایت پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا مگر یہ کرو کہ اللہ کے لیے باہم محبت رکھو اور اللہ کی اطاعت کر کے اس کا قرب تلاش کرو۔'' (احمد اور المعجم الکبیر)

(٧٢٠١) بخاری تعليقًا۔ كتاب التفسير، تفسير حم السجده.

(٧٢٠٢) بخاری: ٤٨١٨۔ ترمذی: ٣٢٥١۔ احمد: ٢٠٢٥.

(٧٢٠٣) احمد: ٢٤١١۔ طبرانی كبير، ورجال احمد فيهم قزعة بن سويد وثقه ابن معين وغيره۔ وفيه ضعف وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١١٣٢٥.

٧٢٠٤ـــ وللكبير بلين: لَمَّانَزَلَتْ: ﴿قُلْ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ الآيَةَ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكُمُ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ؟ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا. (للكبير: ١٢٢٥٩، بلين)

۷۲۰۴۔ ''معجم الکبیر میں ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی: ''میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔'' آخر آیت تک۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے قرابت دار کون ہیں جن کی مودت اور محبت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان دونوں کے دونوں بیٹے۔''

شــرح:...... اس میں تحریف کی جاتی ہے، کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل بیت کا واسطہ دیا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ اہل بیت ہماری محبت ایمانی کا مرکز ہیں مگر یہاں یہ مراد نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم میری نبوت کا کوئی لحاظ پاس نہیں رکھتے تو نہ رکھو، کم از کم میری جو تم سے نسبی رشتہ داری ہے اسے ہی ملحوظ رکھتے ہوئے میری اتباع کرو۔ (فتح الباری: ۵۶۴/۸)

٧٢٠٥ـــ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ: ﴿وَلَوْبَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الأَرْضِ﴾ قَالَ لِأَنَّهُمْ تَمَنَّوُا الدُّنْيَا. (للكبير)

۷۲۰۵۔ ''سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت اہل صفہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ''اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے رزق وسیع کردے تو وہ زمین میں بغاوت کردیں گے۔'' اس لیے کہ وہ دنیا کی تمنا کرتے تھے۔'' (الکبیر)

شــرح:...... اس کا سبب ایک یہ بھی ہوسکتا ہے، دوسرا یہ بھی ہے کہ سیدنا حباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ہم نے دیکھا کہ یہودیوں کے پاس بہت دولت ہے۔ ہم نے بھی اس کی تمنا کی تو یہ آیت اتری۔

مطلب یہ ہے کہ رزق تدبیر الٰہی اور تقدیر الٰہی سے اترتا ہے۔ اگر ہر ایک کو وہ رزاق عالم رزق کی فراوانی سے نوازتا تو یہ سرکش ہو جاتے۔ ظلم کی اندھیر نگری مچا دیتے اور حیات انسانی کی رفتار رک جاتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے اور ان کے معاملات پر اس کی نظر ہے۔ اس لیے وہ اپنی حکمت سے رزق تقسیم کرتا ہے۔

اس کی تائید نبی اکرم ﷺ نے بھی فرمائی ہے کہ میں تم سے اس بارے میں فکر مند نہیں کہ فقر میں رہو گے۔ مجھے اس بات کی پریشانی ہے کہ تم پر دنیا کی فراوانی ہو جائے گی اور تم پہلے لوگوں کی مانند اس کے حصول کی دوڑ میں لگ جاؤ گے۔ یہ چیز پہلوں کی مانند تمہاری بربادی کا باعث نہ بن جائے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۴۰۴)

(٧٢٠٤) طبراني كبير: ٢٢٥٩ـ من رواية حرب بن الحسن الطحان عن حسين الاشقرـ عن قيس بن الربيع وقد وثقوا كلهم وصعفهم جماعة وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١١٣٢٦.

(٧٢٠٥) طبراني كبير ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١١٣٢٩.

٧٢٠٦ـ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُ عَنِ الْإِنْتِصَارِ: ﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ﴾ فَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ امْرَأَةِ أَبِيهِ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: وَزَعَمُوْا أَنَّهَا كَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، فَجَعَلَ يَصْنَعُ شَيْئًا بِيَدِهِ فَقُلْتُ بِيَدِهِ حَتَّى فَطَّنْتُهُ لَهَا فَأَمْسَكَ، وَأَقْبَلَتْ زَيْنَبُ تَقَحَّمُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَنَهَاهَا فَأَبَتْ أَنْ تَنْتَهِيَ، فَقَالَ لِعَائِشَةَ: سُبِّيْهَا، فَسَبَّتْهَا فَغَلَبَتْهَا فَانْطَلَقَتْ زَيْنَبُ إِلَى عَلِيٍّ رضي الله عنه فَقَالَتْ: إِنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها وَقَعَتْ بِكُمْ وَفَعَلَتْ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَقَالَ لَهَا: إِنَّهَا حِبَّةُ أَبِيْكِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! فَانْصَرَفَتْ فَقَالَتْ لَهُمْ: إِنِّي قُلْتُ لَهُ: كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لِي: كَذَا وَكَذَا قَالَ وَجَاءَ عَلِيٌّ رضي الله عنه إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَكَلَّمَهُ فِي ذٰلِكَ. (رواه أبو داود: ٤٨٩٨)

٧٢٠٦ـ ''ابن عون نے کہا: میں اس آیت کے بارے میں سوال کرتا رہا: ''اور وہ جو اپنا بدلہ لیتا ہے اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد تو ان لوگوں پر گرفت نہیں ہے۔'' مجھ سے ابن جُدعان نے بیان کیا اور وہ ام محمد: اپنے باپ کی بیوی سے روایت کرتے ہیں اور اس کا گمان ہے کہ وہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتی تھیں، اس نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے اور اس وقت ہمارے پاس زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی تھیں، تو آپ ﷺ نے اس کو ہاتھ لگانا شروع کر دیا تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اشارہ کیا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کو اس کی حالت پر مطلع کر دیا۔ تو آپ ﷺ رک گئے اور زینب رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سخت کلام کرنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کو منع کیا اور اس نے منع ہونے سے انکار کر دیا پس آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا: تو بھی اس کو برابر گالی دیدے۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے گالی دینا شروع کی تو یہ غالب آ گئیں۔ زینب رضی اللہ عنہا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی طرف چلی گئیں اور کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا تم بنو ہاشم کو گالی دیتی ہیں۔ پس فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے ان کو کہا: رب کعبہ کی قسم! عائشہ رضی اللہ عنہا تیرے باپ کی پسندیدہ بیوی ہیں تو وہ واپس چلی گئیں، اور ان کو جا کر کہہ دیا کہ میں نے آپ ﷺ سے یہ عرض کیا تھا اور آپ نے یہ فرمایا ہے، پھر آپ ﷺ کے پاس علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ سے اس کی بابت کلام کیا۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... یہ واقعہ تو ضعیف ہے قابل حجت نہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے ظلم کا بدلہ لیا اور ظلم کو پسپا کیا اس پر کوئی پکڑ نہیں۔ اس میں بدلہ لینے والے کو تعریفی انداز میں پیش کیا جا رہا ہے اور جرم معاف کرنے

(٧٢٠٦) ابو داود: ٤٨٩٨ـ ضعيف الاسناد: ١٠٤٦ـ احمد: ٢٤٤٦٥.

والے کی بھی مدح سرائی ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایک علانیہ فسق و فجور کرتا ہے اور بے حیا ہو چکا ہے، ہر چھوٹے اور بڑے کے لیے موذی بن چکا ہے ایسے شخص سے انتقام لینا بہتر ہے اور جو اپنی لغزش کا اعتراف کرتا ہے اسے معاف کرنا بہتر ہے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۴۰۸)

۷۲۰۷ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُوْنَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ لَوْلَاأَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوْتِ الْكُفَّارِ: ﴿سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ﴾ مِنْ فِضَّةٍ وَهِيَ دَرَجٌ وَسُرُرَفِضَّةٍ. (للبخاري تعليقا)

۷۲۰۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں: ''اگر تمام لوگ ایک ہی جماعت نہ ہو جائیں'' یعنی اگر میں سب لوگوں کو ایک ہی جماعت کر دوں اور وہ سب کفار نہ ہو جائیں گے تو میں کفار کے ''مکانوں کی چھتیں چاندی کی کر دیتا اور ان کی سیڑھیاں بھی'' چاندی کی کر دیتا اور ان کے تخت بھی چاندی سے کر دیتا۔'' (تعلیقاتِ بخاری)

۷۲۰۸ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِقُرَيْشٍ: يَا مَعْشَرَقُرَيْشٍ! إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌيَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فِيْهِ خَيْرٌوَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ أَنَّ النَّصَارٰيِ تَعْبُدُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا تَقُوْلُ فِي مُحَمَّدٍ فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ! أَلَسْتَ تَزْعُمُ أَنَّ عِيْسٰى كَانَ نَبِيًّا وَعَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ صَالِحًا فَلَئِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَإِنَّ آلِهَتَهُمْ لَكَمَاتَقُوْلُوْنَ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ﴾ قَالَ: قُلْتُ: مَا يَصِدُّوْنَ قَالَ يَضِجُّوْنَ ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ قَالَ: هُوَ خُرُوْجُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (رواه أحمد: ٢٩١٤، والكبير)

۷۲۰۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو فرمایا: اے قریش کی جماعت! جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اس میں خیر نہیں ہے۔ قریش کو علم تھا کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: اے محمد! کیا تو یہ گمان نہیں کرتا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور اللہ کے بندوں میں سے ایک نیک بندہ تھا۔ اگر تیرا یہ قول سچا ہے تو پھر ان کے معبود بھی وہی کچھ ہیں جو تم کہتے ہو۔

تو یہ آیت نازل ہوئی: ''جب تیری قوم کے سامنے ابن مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے تو وہ اس سے چیخنے چلانے لگتی ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کا فرمان ہے: ''وہ قیامت کی علامت ہے۔'' انہوں نے کہا: وہ مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا قیامت سے پہلے خروج و غلبہ حاصل کرنا ہے۔'' (احمد والکبیر)

(٧٢٠٧) بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورت زخرف.

(٧٢٠٨) احمد: ٢٩١٤ـ طبرانی كبير، وفيه عاصم بن بهدلة، وثقه احمد وغيره وهو سئى الحفظ، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١١٣٣١.

۷۲۰۹۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: كُنَّاعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوْسًا وَهُوَ مُضْطَجِعٌ بَيْنَنَا، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنَّ قَاصًّا عِنْدَ أَبْوَابِ كِنْدَةَ يَقُصُّ وَيَزْعُمُ أَنَّ آيَةَ الدُّخَانِ تَجِيْءُ فَتَأْخُذُ بِأَنْفَاسِ الْكُفَّارِوَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَجَلَسَ وَهُوَ غَضْبَانُ يا أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوْا اللّٰهَ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَلْيَقُلْ: بِمَا يَعْلَمُ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ: اللّٰهُ أَعْلَمُ: ﴿فَإِنَّهُ أَعْلَمُ لأَحَدِكُمْ أَنْ يَقُوْلَ لِمَالاَيَعْلَمُ: اللّٰهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَامِنَ الْمَتَكَلِّفِيْنَ﴾ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّارَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! سَبْعٌ كَسَبْعِ يُوْسُفَ. (رواه مسلم: ۲۷۹۸)

۷۲۰۹۔ ''مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمارے درمیان لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے پاس ایک مرد آیا: اوراس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کندہ کے دروازے کے قریب ایک بیان کرنے والا بیان کرتا ہے اور اس کا گمان ہے کہ دخان (دھوئیں) کی نشانی ظاہر ہو گی تو کفار کا سانس پکڑے گا اور دھوئیں سے مؤمن کی حالت زکام کی سی ہو جائے گی۔تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ غصے سے اُٹھ بیٹھے اور کہنے لگے: لوگو! اللہ سے ڈرو۔تم میں سے جس کو علم ہو وہ اپنے علم کے مطابق بات کرے اور جس چیز کا علم نہ ہو تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فرمایا ہے: ''تم کہہ دو! میں تم سے اس پر اجرت طلب نہیں کرتا اور میں تکلف کرنے والوں سے نہیں ہوں۔'' جب نبی ﷺ نے لوگوں کی روگردانی (دین سے بے رغبتی) دیکھی تو فرمایا: ''اے اللہ اُن پر قحط نازل کر جیسا یوسف علیہ السلام کے عہد میں سات سال کا تھا۔''

۷۲۱۰۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ :قَالَ كُنَّاعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ :إِدْبَارًا قَالَ: اللّٰهُمَّ! سَبْعٌ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوْا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَالْجِيَفَ وَيَنْظُرَ أَحَدُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى الدُّخَانَ مِنَ الْجُوْعِ، فَأَتَاهُ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ تَأْمُرُبِطَاعَةِ اللّٰهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ

۷۲۱۰۔ ''ایک روایت میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے قریش کو دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی، اورلوگوں کو آپ کی نافرمانی پر اکسایا۔ پس آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! ان پر ایسے سات سالوں کے قحط کے ساتھ میری مدد فرما جس طرح یوسف علیہ السلام کے عہد میں سات سال کا قحط تھا۔ چنانچہ ان پر قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو کر رہ گئی یہاں تک کہ بھوک سے انہوں نے مردار کھائے اور چمڑے بھی کھائے اور جب ان میں سے کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تو اس کو بھوک کی

(۷۲۰۹) مسلم: ۲۷۹۸۔ بخاری: ٤٨٢٣۔ ترمذی: ٣٢٥٤۔ دارمی: ۱۷۳۔ احمد: ٤٠٩٣.
(۷۲۱۰) بخاری: ۱۰۰۷۔ مسلم: ۲۷۹۸۔ ترمذی: ٣٢٥٤۔ احمد: ٤٠٩٣.

قَوْمَكَ قَدْهَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ. (رواه البخاري: ١٠٠٧)

وجہ سے دھواں سا نظر آتا تھا۔ ابوسفیان آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! تو اللہ کی اطاعت کرنے کا اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے اور تیری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے ان کے لیے دعا کر، جیسے اللہ کا قول ہے: ''پس تو انتظار کر جب آسمان واضح دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانک لے گا، یہ دردناک عذاب ہے۔ (کفار کہیں گے:) اے ہمارے رب! ہم سے عذاب کو دور کر دے، ہم (اب) ایمان لانے والے ہیں۔ (اس وقت) ان کے لیے نصیحت کیونکر ہوگی جبکہ ان کے پاس ایک بیان کرنے والا رسول آ گیا، پھر انہوں نے اس سے منہ موڑ لیا اور (بعض نے) کہا: یہ تو سکھایا پڑھایا ہے (اور بعض نے کہا:) دیوانہ ہے۔ بے شک ہم تھوڑی دیر کے لیے عذاب دور کرنے والے ہیں۔ بلاشبہ تم دوبارہ وہی کرنے والے ہو۔'' پس عذاب آخرت ہوتا تو وہ کیسے دور ہوتا؟ اور اس طرح آیت: ''جس دن ہم بڑا پکڑنا پکڑیں گے تو ہم انتقام لینے والے ہیں'' یہ پکڑنا بدر کے دن تھا۔''

٧١١١ــــ وَفِي أُخْرَى: فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوْا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَالَ: فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ: لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيْءٌ فَاسْتَسْقَى لَهُمْ فَسُقُوْا فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوْا إِلَى حَالِهِمْ حِيْنَ أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَّةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ قَالَ: يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ. (رواه البخاري: ٤٨٢١)

۷۱۱۱۔ ''اور دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں کو قحط اور مشقت پیش آئی اور انہوں نے ہڈیاں کھائیں۔ اگر کوئی ان میں سے آسمان کی طرف دیکھتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان اس کو دھوئیں کا سا گمان ہوتا اور یہ اس کے فاقے اور مشقت کی وجہ سے تھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''تو انتظار کر جس دن آسمان پر واضح دھواں چھائے گا۔ جو ڈھانک لے گا لوگوں کو، یہ دردناک عذاب ہے۔'' پس وہ (ابوسفیان) نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! قوم مضر کے لیے اللہ سے دعا کرو، وہ ہلاک ہونے لگے ہیں۔ آپ ﷺ نے مضر قبیلہ کے لیے فرمایا: آپ جرأت مند ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور ان پر بارش برسی اور یہ آیت نازل ہوئی: ''تم پھر لوٹنے والے ہو۔'' جب ان پر فراخی آئی تو وہ اپنی سابقہ حالت پر لوٹ گئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''جس دن ہم بڑی گرفت میں ان کو پکڑ کر ان سے انتقام لیں گے''، یعنی بدر کے دن۔'' (بخاری)

(٧١١١) بخاری: ٤٨٢١۔ مسلم: ٢٧٩٨۔ ترمذی: ٣٢٥٤۔ احمد: ٣٦٠٢.

٧٢١٢ــــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ قَالَ: خَمْـسٌ قَدْ مَـضَيْـنَ الدُّخَانُ وَاللِّزَامُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ . (رواه البخاري: ٤٧٦٨)

۷۲۱۲۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے ، وہ فرماتے ہیں: پانچ امور گذر چکے ہیں: دخان، لزام، روم، بطشہ، اور قمر۔'' (الشیخان، الترمذی)

شــرح: ...... یہ دھواں زمین سے شروع ہوا اور آسمان تک چلا گیا۔ زمین سے وہ دھواں بخارات کی صورت میں اٹھتا تھا۔ زمین کی حرارت اور تیزی سے بخارات اٹھتے اور دھواں بن جاتے اور یہ بھی ہے کہ بھوک کی حرارت کی وجہ سے بھی انہیں دھواں نظر آتا تھا۔ (فتح الباری: ۸/۵۷۴)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بات اور قیامت کے نزدیک دھواں اٹھنے والی بات میں کوئی تضاد نہیں۔ قحط کی صورت میں اٹھنے والا دھواں بھی یہاں مراد ہے اور علامت قیامت بن کر آنے والا دھواں بھی مراد ہوسکتا ہے۔

(ایسر التفاسیر حاشیہ(۳): ۱۴۳۶)

٧٢١٣ــــ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ بَابَانِ بَـابٌ يَـصْـعَـدُ مِنْهُ عَمَلُـهُ وَبَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُـهُ فَـإِذَا مَـاتَ بَـكَيَـا عَـلَيْهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَـزَّوَجَـلَّ: ﴿فَـمَـا بَـكَـتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ وَمَـاكَـانُـوْا مُـنْـظَرِيْنَ﴾ . (رواه الترمذي: ٣٢٥٥)

۷۲۱۳۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مؤمن کے لیے آسمان کے دو دروازے ہیں، ایک دروازے سے اس کا عمل اُوپر جاتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق اُترتا ہے۔ مؤمن جب مرتا ہے تو اس پر دونوں دروازے روتے ہیں۔ اور اس کے مصداق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''پس اُن (آل فرعون) پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین روئی اور نہ ان کو مہلت دی گئی۔'' (الترمذی)

٧٢١٤ــــ عَـنْ أَبِـي سَـعِيْـدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ﴿كَالْمُهْلِ﴾ كَعَكَرِ الزَّيْتِ، فَـإِذَا قُـرِّبَ إِلَيْـهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيْهِ . (رواه الترمذي: ٢٥٨٤)

۷۲۱۴۔ ''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ کے اس فرمان: ''مثل تانبے کے اُبلتے تیل کے۔'' جب اس کو منہ کی طرف کرے گا تو اس کے جبڑے گر جائیں گے اور منہ کے اطراف کا گوشت اس میں گر پڑے گا۔''

(٧٢١٢) بخاري: ٤٧٦٨، ٤٨٢٢۔ ترمذي: ٣٢٥٤۔ احمد: ٤١٩٤.

(٧٢١٣) ترمذي: ٣٢٥٥۔ ضعيف، الباني: ٦٤١.

(٧٢١٤) ترمذي: ٢٥٨٤۔ ضعيف: ٤٧٨.

سورة الأحقاف والفتح والحجرات والذاريات.

الاحقاف، الفتح، الحجرات اور الذاريات کا بیان

٧٢١٥ـ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ، فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَأَبِيْهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ شَيْئًا: فَقَالَ: خُذُوْهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوْا فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ: ﴿وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِيْ﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ: مَاأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْنَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّاأَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِي . (للبخاري تعليقا)

۷۲۱۵۔ ''یوسف بن ماھک نے کہا: مروان معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حجاز کا گورنر تھا۔ اس نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کیا تاکہ اس کے باپ کے بعد اس کی بیعت کی جائے تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کوئی بات کر دی تو مروان نے اپنے آدمیوں کو کہا: اس کو پکڑو تو عبدالرحمٰن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گیا۔ مروان کی پولیس اس کو گرفتار نہ کر سکی تو مروان نے کہا: یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں اللہ نے قرآن میں نازل کیا ہے: ''وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کے لیے کہا تمہارے لیے افسوس ہے!'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پسِ پردہ کہا: ہمارے بارے میں قرآن نازل نہیں ہوا، سوائے اس کے جو میری صفائی میں سورت النور میں نازل ہوا۔'' (بخاری)

شرح:...... صحیح بات یہی ہے کہ یہ عبدالرحمٰن کے بارے میں نہیں اتری، نہ ہی وہ اس کی زد میں آتے ہیں وہ تو مسلمان تھے اور اچھے مسلمان تھے۔ یہ آیت تو عاق اور کافر کے بارے میں اتری ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۷۷)

٧٢١٦ـ قَالَ عَلْقَمَةُ: سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ، فَقُلْتُ: هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: لَاوَلٰكِنَّا كُنَّامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ فَقُلْنَا: اسْتُطِيْرَأَوِ اغْتِيْلَ قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّلَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءَ مِنْ قِبَلِ حِرَاءٍ قَالَ:

۷۲۱۶۔ ''علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا جنّوں والی رات آپ میں سے کوئی آدمی نبی کریم ﷺ ساتھ موجود تھا؟ انہوں نے کہا: ہم میں سے کوئی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا مگر ایک رات ہم آپ کے ساتھ تھے کہ آپ ہم سے گم ہو گئے۔ ہم نے آپ کو وادیوں میں بھی تلاش کیا اور گھاٹیوں میں بھی۔ ہم نے کہا: یا تو اڑائے گئے یا ہم سے چھپائے گئے ہیں۔ پس یہ رات بری

(٧٢١٥) بخاری: ٤٨٢٧.

(٧٢١٦) مسلم: ٤٥٠۔ ابو داود: ٣٩۔ ترمذی: ١٨۔ نسائی: ٣٩۔ احمد: ٤٣٦٢.

فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّلَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ، فَقَالَ: أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَنِيْرَانِهِمْ وَسَأَلُوْهُ الزَّادَ، فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيْكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُوْنُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَلاتَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ. (رواه مسلم: ٤٥٠)

حالت میں ہم نے بسر کی جس طرح کسی قوم پر بدترین رات گذرتی ہے۔ جب صبح طلوع ہوئی تو آپ ﷺ حراء کی طرف سے آئے اور ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم نے آپ کو ہر طرف تلاش کیا مگر آپ نہ ملے، تو جیسا کسی قوم پر بری رات گذرتی ہے، ہم نے بھی ایسی رات گزاری ہے۔ فرمایا: ''میرے پاس جنات کا بلانے والا آیا تو میں اس کے ساتھ گیا اور ان کو قرآن سنایا۔ پھر آپ ﷺ ہمیں ساتھ لے کر گئے اور ان کی آگ بھی دکھائی اور ان کے نشاناتِ قدم دکھائے۔

جنات نے آپ ﷺ سے اپنے کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو جب تمہارے ہاتھ آئے گی تو اس پر سے وافر اور پورا گوشت تمہیں دستیاب ہوگا۔ اور ہر مینگنی تمہارے چوپائیوں کے لیے چارہ ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم ان دو اشیاء کے ساتھ استنجاء نہ کرو یہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہیں۔''

٧٢١٧ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانُوْا مِنْ جِنِّ الْجَزِيْرَةِ. (رواه الترمذي: ٣٢٥٨)

۷۲۱۷۔ ''ایک روایت میں ہے: وہ جنات جزیرہ (دجلہ و فرات کے مابین کا علاقہ) کے تھے۔''

٧٢١٨ـــ ﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا أَنْصِتُوْا﴾ قَالَ: صَهْ! قَالَ: كَانُوْا سَبْعَةٌ أَحَدُهُمْ زُوْبِعَةٌ. (رواه البزار: ٢٢٥٥)

۷۲۱۸۔ ''زر بن حبیش رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور جب ہم نے تیری طرف جنات کی جماعت پھیر دی اور انہوں نے قرآن سنا، پھر جب وہ حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا: خاموش ہو جاؤ۔'' یعنی کہنے والے نے کہا (صَهْ) ٹھہر۔ زر بن حبیش نے کہا: وہ سات نفوس تھے اور ان میں سے ایک کا نام زُوبِعَة ہے۔'' (البزار)

شرح:...... ان میں ہڈیوں اور گوبر سے استنجاء کی ممانعت آئی ہے۔ اس کی ممانعت کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ اچھی طرح پاک نہیں کرتیں اور یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ یہ جنوں کا کھانا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۱/ ۴۸)

(٧٢١٧) ترمذي: ٣٢٥٨ـ صحيح، الباني: ٢٥٩٦ـ دون جملة اسم الله وعلف لدوابكم مسلم: ٤٥٠ـ احمد: ٤٣٦٨.
(٧٢١٨) بزار: ٢٢٥٥ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ١١٣٤٣.

٧٢١٩ــ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَـالَ: نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: ﴿لِيَـغْـفِـرَلَكَ الـلّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَـاتَـأَخَّـرَ﴾ مَـرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَـقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَـيَّ مِـمَّـاعَلَى الأَرْضِ ثُمَّ قَرَأَهَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا: هَنِيْئًا مَرِيْئًا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ بَيَّـنَ الـلّٰـهُ لَكَ مَـاذَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِـنَـا ، فَـنَـزَلَـتْ عَلَيْهِ: ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْـمُـؤْمِـنَـاتِ جَـنَّـاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الأَنْهَـارُ﴾ حَتَّـى بَـلَـغَ ﴿فَـوْزًا عَظِيْمًا﴾ . (رواه الترمذي: ٣٢٦٣)

۷۲۱۹۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ''تا کہ بخش دے اللہ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ۔'' مراد اس سے حدیبیہ سے واپسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اُوپر ایک آیت نازل ہوئی ہے جو زمین کی ہر چیز سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو پڑھ کر سنائی تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو اللہ نے بیان کر دیا وہ جو معاملہ آپ سے کرنا تھا یا جو ہم سے کرنا تھا۔ تو کیا معلوم ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اللہ داخل کرے گا مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔''

٧٢٢٠ــ عَـنْ أَنَسٍ رضي الله عنه ﴿إِنَّـا فَتَـحْنَا لَكَ فَتْـحًـا مُبِيْـنًـا﴾ قَـالَ الْـحُـدَيْبِيَّةُ . (رواه البخاري: ٤٨٣٤)

۷۲۲۰۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کا فرمان: ''ہم نے تیرے لیے فتح کر دی واضح۔'' انہوں نے کہا: اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔'' (الشیخان، الترمذی)

٧٢٢١ـــ عَـنْ زَيْـدِ بْـنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسِيْرُفِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُـمَـرُبْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُمَعَهُ لَيْلاً ، فَسَأَلَهُ عُـمَـرُبْـنُ الْـخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ ، فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَـأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَـلَـمْ يُـجِبْـهُ ، وَقَـالَ عُـمَرُبْنُ الْخَطَّابِ: ثَـكِـلَتْكَ أُمُّكَ يَـا عُـمَـرُ: نَـزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَلاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لاَيُجِيْبُكَ ،

۷۲۲۱۔''زید بن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک سفر میں رات کو چل رہے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کوئی بات پوچھی تو آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے پھر پوچھا تو آپ ﷺ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے تیسری بار پوچھا تو آپ نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا: اے عمر! تیری ماں تیرے لیے روئے تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین بار

(٧٢١٩) ترمذي: ٣٦٦٣۔ صحيح الاسناد، البانی: ٢٦٠١۔ لکن قوله فقالوا هنيئا۔ فهی شاذة، بخاری: ٤١٧٢۔ مسلم: ١٧٨٦۔ احمد: ١٣٢٢٧.

(٧٢٢٠) بخاری: ٤٨٣٤۔ مسلم: ١٧٨٦۔ ترمذی: ٣٢٦٣۔ احمد: ١٣٥٠٢.

(٧٢٢١) بخاری: ٤١٤٧۔ ترمذی: ٣٢٦٢۔ احمد: ٢٠٩۔ مالك: ٤٧٦.

قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِي، ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ وَخَشِيْتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي، قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ وَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا﴾. (رواه البخاري: ٤١٧٧)

عرض کی اور ہر بار آپ نے تجھے جواب نہیں دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے اُونٹ کو تیز چلایا اور سب لوگوں سے آگے نکل گیا لیکن مجھے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہوگا پس تھوڑے وقفہ کے بعد میں نے آواز دینے والے کو سنا جو مجھے بلا رہا تھا تو میں نے کہا: مجھے پہلے ہی خطرہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہوگا۔ پس میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے آپ کو سلام کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے اُوپر ایک سورت نازل ہوئی ہے جو ان تمام اشیاء سے مجھے زیادہ عزیز ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔اور پھر آپ نے تلاوت کی: ''ہم نے فتح دی تجھے واضح فتح۔''

شرح:...... (۱) یہ سورت ضجنان، کراع الغمیم، یا جحفہ میں نازل ہوئی۔ان میں تضاد نہیں یہ تینوں مقامات قریب قریب ہیں۔

(۲) ہر کلام کا جواب ضروری نہیں کہ دیا جائے بعض اوقات خاموشی ہی جواب ہوتا ہے۔

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بار بار سوال کرنا باوجود یہ کہ نبی ﷺ خاموش تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ شاید رسول اکرم ﷺ نے میری بات کو سنا نہیں۔

(۳) اس سورت کو نبی ﷺ نے ساری دنیا سے محبوب اس لیے قرار دیا ہے کہ اس میں فتح کی بشارت ہے اور رسول اکرم ﷺ کی مغفرت کا بے مثال اعزاز بیان ہوا ہے۔ (فتح الباری: ۸/۵۸۳)

(۴) آپ کے نبوت سے پہلے اور بعد میں کوئی گناہ نہ تھے۔اس کے باوجود اللہ نے مغفرت کا اعزاز بخشا ہے۔

٧٢٢٢ــ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ثَمَانِيْنَ هَبَطُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ عِنْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَقْتُلُوْهُ فَأُخِذُوْا أَخْذًا فَأَعْتَقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ

۷۲۲۲۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسّی افراد تنعیم پہاڑ کے اوپر سے اتر کر نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب پر حملہ آور ہوئے۔ وہ آپ ﷺ کے قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔آپ مقام تنعیم میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے تو وہ لوگ گرفتار کیے گئے۔ پس نبی کریم ﷺ نے وہ آزاد

(٧٢٢٢) ترمذی: ٣٢٦٤۔ صحیح، البانی: ٢٦٠٢۔ مسلم: ١٨٠٨۔ ابو داود: ٢٦٨٨۔ احمد: ١١٨٤٥.

عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ﴾ الآية . (رواه الترمذي: ٣٢٦٤)

کر دیے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''وہ اللہ جس نے ان کے ہاتھ روک دیے تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے تا آخر آیت۔'' (مسلم وترمذی وابوداؤد)

٧٢٢٣ــ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى﴾ قَالَ: لاَإِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ . (رواه الترمذي: ٣٢٦٥)

۷۲۲۳۔ ''طفیل بن ابی بن کعب اپنے باپ ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: وہ نبی کریم ﷺ سے اللہ کے فرمان: ''اور لازم کیا ان کے لیے تقویٰ کا کلمہ'' کے بارے میں فرمایا: لَاالٰہَ اِلَّاالله ہے۔'' (الترمذی)

٧٢٢٤ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ مَا أَرَدْتَ إِلاَّ خِلاَفِي قَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلاَفَكَ فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذٰلِكَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَتُقَدِّمُوْا﴾ حَتَّى انْقَضَتْ . (رواه البخاري: ٤٣٦٧)

۷۲۲۴۔ ''سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بنوتمیم کے لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قعقاع بن معبد بن زرارہ کو آپ ﷺ ان کا امیر بنا دیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری مخالفت کے سوا تیرا کوئی مقصد نہیں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تیری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ پس ایک دوسرے سے تکرار کی وجہ سے ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو......۔''

٧٢٢٥ــ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ التَّمِيمِيِّ الْحَنْظَلِي أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الآخَرُ بِغَيْرِهِ . (رواه البخاري: ٧٣٠٢)

۷۲۲۵۔ ''ابن ملیکہ نے کہا: قریب تھا کہ دونوں بہترین انسان ہلاک ہو جاتے، یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جب بنوتمیم کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا تو دونوں میں سے ایک نے اقرع بن حابس کو امیر مقرر کرنے کا اور دوسرے نے اس کے علاوہ آدمی کا مشورہ دیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہا کرتے: اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی بات کرتے تو نہایت پست آواز سے

(٧٢٢٣) ترمذي: ٣٢٦٥۔ صحيح، الباني: ٢٦٠٣۔ احمد: ٢٠٧٤٧.

(٧٢٢٤) بخاري: ٤٣٦٧۔ ترمذي: ٣٢٦٦۔ نسائي: ٥٣٨٦۔ احمد: ١٥٧٠٠.

(٧٢٢٥) بخاري: ٧٣٠٢۔ ترمذي: ٣٢٦٦۔ نسائي: ٥٣٨٦۔ احمد: ١٥٦٧٤.

وَفِيْهِ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ إِذَا حَدَّثَ بِحَدِيْثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَاوَلَمْ يَسْمَعُهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ.

بات کرتے یہاں تک کہ ان سے پھر بول کر تفہیم کرانے کا کہا جاتا تھا۔'' (البخاری، الترمذی، النسائی)

شرح:...... یہ وفد ۹ ہجری میں آیا تھا۔ اس آیت کا سبب نزول یہی واقعہ ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اقرع بن حابس کو ان پر امیر مقرر کریں۔ اقرع ان کا لقب ہے ان کا نام فراس بن حابس بن عقال تھا۔ ان کی وفات خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوئی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ قعقعاع بن معبد بن زرارہ کو امیر مقرر کریں۔ یہ بہت بڑے سخی تھے۔ سخاوت کی وجہ سے انہیں دریائے فرات کہا جاتا تھا۔

اسی دوران دونوں بزرگوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور اس آیہ مبارکہ نے روکا۔ اگر چہ ایک قول یہ بھی ہے کہ اعرابی آئے تھے۔ انہوں نے آوازیں بلند کی تھیں تو یہ آیت اتری۔ لیکن درست یہی ہے کہ اعرابیوں کے بارے میں اس سے اگلی آیت آئی ہے۔ یہ آیت جو زیر شرح ہے یہ اس وفد کی آمد پر جو دونوں بزرگوں میں اختلاف ہوا ہے اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۹۱)

٧٢٢٦ـــ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ، قَالَ نَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ: انْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ، فَإِنْ يَّكُ نَبِيًّا فَنَحْنُ أَسْعَدُ النَّاسِ بِهِ، وَإِنْ يَّكُ مَلِكاً عِشْنَا فِي جِنَابِهِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالُوْا، ثُمَّ جَاءُ وا إِلَى حُجُرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلُوْا يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! فَنَزَلَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِأُذُنِيَّ فَقَالَ: لَقَدْ صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَكَ يَا زَيْدُ. (رواه الطبرانی فی الكبير: ٥١٢٣، بلين)

۷۲۲۶۔''زید بن ارقم کا بیان ہے کہ بعض عرب لوگوں نے کہا: ہمارے ساتھ اس شخص کے پاس چلو اگر یہ نبی ہے تو ہم اس سے مل کر سعادت حاصل کریں گے اور اگر وہ بادشاہ ہے تو ہم اس کے دربار میں آسودگی سے رہیں گے۔

چنانچہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے ان کی گفتگو سے آپ ﷺ کو مطلع کیا۔ پھر وہ آپ ﷺ کے حجروں (گھروں) کی طرف آئے اور انہوں نے اے محمد! اے محمد! کہہ کر آواز دینا شروع کر دیا۔'' پس یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک وہ لوگ جو تجھے حجرات کے باہر سے آواز دیتے ہیں وہ اکثر نادان ہیں۔'' پس نبی کریم ﷺ نے میرا کان پکڑا کر فرمایا: ''اے زید! اللہ نے تیری تصدیق کر دی ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

٧٢٢٧ـــ عَنِ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَنَّهُ نَادٰى

۷۲۲۷۔''اقرع بن حابس نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے

(٧٢٢٦) طبرانی کبیر: ٥٢١٣ـ وفيه، داود بن راشد الطفاوی وثقه ابن حبان وضعفه ابن معين وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١١٣٥٠.
(٧٢٢٧) احمد: ٢٦٦٦٢ـ والطبرانی واحد اسنادی احمد رجاله رجال الصحيح ان كان ابو سلمة سمع من الاقرع والافهو مرسل كاسناد احمد الاخر، هيثمی: ١١٣٥١.

رَسُوْلَ اللّٰـهِ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ فَقَالَ يَا مُـحَـمَّـدُ! إِنَّ حَـمْدِي زَيْنٌ وَإِنَّ ذَمِّي شَيْنٌ فَـقَـالَ ذَاكُـمُ الـلّٰهُ عَزَّوَجَلَّ . (رواه أحمد: ٢٦٦٦٢)

حجرات کے باہر سے آواز دی اور کہا: یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے کہا: یا محمد! میری مدح زینت ہے اور میری مذمت عیب ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔“

٧٢٢٨ــ عَنِ الْحَـارِثِ بْـنِ أَبِي ضِرَارٍ الْـخُـزَاعِيِّ قَـالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَـدَعَـانِـى إِلَى الْإِسْلَامِ فَدَخَلْتُ فِيْـهِ وَأَقْـرَرْتُ بِـهِ فَـدَعَـانِـى إِلَى الزَّكَاةِ فَـأَقْـرَرْتُ بِهَا وَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرْجِعُ إِلَـى قَـوْمِـى فَـأَدْعُوْهُـمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَدَاءِ الـزَّكَـاةِ فَمَنِ اسْتَجَابَ لِى جَمَعْتُ زَكَاتَهُ فَيُـرْسِلُ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلاً لِإِبَّانِ كَـذَا وَكَـذَا لِيَأْتِيْكَ مَا جَمَعْتُ مِنَ الزَّكَاةِ ، فَـلَمَّا جَمَعَ الْحَارِثُ الزَّكَاةَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَـهُ وَبَـلَغَ الإِبَّانَ الَّذِىْ أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبْـعَـثَ إِلَيْـهِ احْتَبَسَ عَلَيْهِ الرَّسُوْلُ فَلَمْ يَـأْتِـهِ فَـظَـنَّ الْـحَـارِثُ أَنَّـهُ قَدْ حَدَثَ فِيْهِ سَـخْـطَةٌ مِـنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهِ فَدَعَا بِسَـرَوَاتِ قَـوْمِـهِ فَـقَـالَ لَهُمْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ وَقَّتَ لِى وَقْتًا يُرْسِلُ إِلَيَّ رَسُوْ لَـهُ لِيَقْبِضَ مَا كَانَ عِنْدِى مِنَ الزَّكَاةِ وَلَيْسَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْخُلْفُ وَلاَ أَرٰى حَبْسَ رَسُوْلِهِ إِلاَّ مِنْ سَخْطَةٍ كَانَتْ فَانْطَلِقُوْ فَنَأْتِى رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ وَبَـعَثَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ

٧٢٢٨۔ ”حارث بن ابی ضرار الخزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں اسلام میں داخل ہو گیا اور دل سے اس کا اقرار کیا، پھر آپ نے مجھے زکاۃ کی دعوت دی تو میں نے اس کا اقرار کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: میں واپس جا کر اپنی قوم کو دعوت اسلام دیتا ہوں اور ادائے زکاۃ کی ترغیب دیتا ہوں، پھر جس نے میری دعوت قبول کر لی تو میں اس سے زکاۃ اکٹھی کروں گا۔ اللہ کے رسول ﷺ فلاں فلاں وقت ایک قاصد بھیج دیں تا کہ وہ جمع شدہ زکاۃ آپ تک پہنچا دے۔ جب حارث نے زکاۃ اکٹھی کر لی اور قاصد روانہ کرنے کا وقت آ گیا تو کسی وجہ سے قاصد روانہ کرنے میں تاخیر ہو گئی۔ حارث نے خیال کیا کہ شاید اس سے اللہ یا اس کے رسول ﷺ ناراض ہو گئے ہیں، چنانچہ اس نے جلدی سے اپنی قوم کے سردار اکٹھے کیے اور ان سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے میرے ہاں سے زکاۃ لینے کے لیے ایک وقت مقرر کیا تھا کہ عامل آ کے زکاۃ لے جائے گا، جبکہ رسول اللہ ﷺ وعدہ خلافی کرنے والے نہیں، ہو نہ ہو کوئی ہماری طرف سے کوئی ناراضی ہو گئی ہے، لہٰذا ہم خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ادھر سے نبی ﷺ نے ان کی طرف ولید بن عقبہ کو ان کی زکوٰۃ وصول

(٧٢٢٨) احمد؛ ١٧٩٩١۔ طبرانی کبیر، الا انه قال الحارث بن سرار بدل ضرار رجال احمد ثقات، هيثمى : ١٣٥٢.

الْـوَلِيْـدَبْـنَ عُـقْبَةَ إِلَى الْحَارِثِ لِيَقْبِضَ مَا كَـانَ عِـنْـدَهُ مِـمَّا جَمَعَ مِنَ الزَّكَاةِ فَلَمَّا أَنْ سَـارَ الْـوَلِيْدُ حَتَّى بَلَغَ بَعْضَ الطَّرِيْقِ فَرِقَ فَرَجَعَ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰه! إِنَّ الْحَارِثَ مَنَعَنِى الزَّكَاةَ وَأَرَادَ قَتْلِى فَضَـرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَعْثَ إِلَى الْحَارِثِ فَأَقْبَلَ الْحَارِثُ بِأَصْحَابِهِ إِذِ اسْتَقْبَلَ الْبَعْثَ وَفَصَلَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ لَقِيَهُمُ الْحَارِثُ فَقَالُوْا: هٰذَا الْحَارِثُ فَلَمَّا غَشِيَهُمْ قَالَ لَهُمْ إِلَى مَنْ بُعِثْتُمْ؟ قَالُوْا إِلَيْكَ قَالَ: وَلِمَ؟ قَالُوْا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ بَعَثَ إِلَيْكَ الْوَلِيْدَبْنَ عُقْبَةَ فَزَعَمَ أَنَّكَ مَنَعْتَهُ الزَّكَاةَ وَأَرَدْتَ قَتْلَهُ قَالَ: لاَ وَالَّذِى بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ! مَا رَأَيْتُهُ بَتَّةَ وَلاَ أَتَانِى فَلَمَّا دَخَلَ الْحَارِثُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنَعْتَ الزَّكَاةَ وَارَدْتَ قَتْلَ رَسُوْلِى؟ قَالَ: لاَ وَالَّذِى بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا رَأَيْتُهُ وَلاَ أَتَانِى وَمَا اَقْبَلْتُ إِلاَّحِيْنَ احْتَبَسَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَشِيْتُ أَنْ تَكُوْنَ كَانَتْ سَخْطَةً مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهِ قَالَ: فَنَزَلَتِ الْحُجُرَاتُ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ﴾ إِلَى هَذَا الْمَكَان ﴿فَضْلاً مِنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (لأحمد: ١٧٩٩١ والكبير)

کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ولید چل کر ابھی راستہ میں تھا کہ لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا اور اس نے کہا: حارث نے مجھے زکوٰۃ بھی نہیں دی اور اس نے قتل کرنے کا بھی ارادہ کیا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حارث کی طرف فوجی مہم تیار کر دی۔ اتنے میں حارث اپنے رفقاء کو ساتھ لے کر فوجی دستے سے آ کر ملا اور کہا: تمہارا ارادہ کس طرف جانے کا ہے اور کیوں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا: تیری طرف، اس نے کہا: کیوں؟ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے تیری طرف ولید بن عقبہ کو روانہ کیا تھا اور اس کا گمان ہے کہ تو نے اس کو زکوٰۃ بھی نہیں دی اور اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ معبوث کیا ہے! نہ تو میں نے اس کو دیکھا ہے اور نہ وہ میرے پاس آیا ہے، پھر جب حارث رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے زکوٰۃ بھی نہ دی اور میرے قاصد کو بھی قتل کرنا چاہا؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں! قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! نہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور نہ وہ میرے پاس آیا ہے۔

میں اس وقت آپ ﷺ کی طرف چل پڑا تھا جب کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا قاصد روکا گیا اور میں ڈرا کہ مجھ پر اللہ اور اس کا رسول ناراض ہوں گے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو (تا کہ) تم کسی قوم کو نادانی (بے خبری) سے تکلیف نہ پہنچاؤ کہ پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے پھرو۔ اور جان لو کہ بلاشبہ تم میں اللہ کے رسول ہیں۔ اگر بہت سے معاملات میں وہ تمہاری اطاعت کریں تو یقیناً تم

مشقت میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اور اس نے اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے اور اس نے تمہارے لیے کفر وفسوق اور نافرمانی کو ناپسند بنا دیا ہے (اور) یہی لوگ رشد و ہدایت والے ہیں۔ اللہ کے فضل اور احسان سے۔ اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے۔'' (احمد والکبیر)

شرح:...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر اہم معاملے میں اچھی طرح تحقیق کر لی جائے کیونکہ اگر یہ نہ کی جائے تو اس کا نتیجہ سخت نقصان کی صورت میں ظاہر ہوسکتا ہے، نیز جلد بازی سے روکا گیا کہ اس کے بعد دنیا وآخرت کی ندامت ہی دامن میں آتی ہے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۵۰۴)

۷۲۲۹۔ عَنْ أَبِیْ نَضْرَةَ قَالَ: قَرَأَ أَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ ﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِی كَثِیْرٍ مِنَ الاَمْرِ لَعَنِتُّمْ﴾ قَالَ: هٰذَا نَبِیُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یُوْ حَی إِلَیْهِ وَخِیَارُكُمْ أَئِمَّتِكُمْ لَوْ أَطَاعَهُمْ فِی كَثِیْرٍ مِنَ الأَمْرِ لَعَنِتُوْا فَكَیْفَ بِكُمُ الْیَوْمَ. (رواه الترمذی: ۳۲۶۹)

۷۲۲۹۔ ''ابونضرہ کہتے ہیں: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے۔ اگر وہ بہت سے امور میں تمہاری رائے کی پیروی کرے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔'' پھر فرمایا: یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی طرف وحی آتی ہے۔ اور تمہارے بہترین لوگ تمہارے آئمہ ہیں۔ اگر نبی ان کی اطاعت کرے بہت سے امور میں تو تم مشقت میں پڑ سکتے ہو۔ پھر تم میں سے دیگر لوگوں کی رائے کا کیا حال ہوگا۔'' (ترمذی)

شرح:...... اس میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایک ایسی حقیقت کی طرف توجہ دلا رہے ہیں جس سے یہ بے خبر تھے۔ وہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے اس لیے اس حالت کا تقاضا ہے کہ سچے دل سے آپ کی اطاعت کرو، وگرنہ وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہارے راز کھول کر تمہیں رسوا کر دے گا۔

اور دوسری یہ بات بتائی گئی ہے کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رائے کی اطاعت کرنے لگیں اور ان کا ہر مطالبہ مانتے جائیں تو یہ لوگ سخت مصائب کا شکار ہو جائیں گے اور بڑے گناہوں میں پھنس جائیں گے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۵۰۳)

۷۲۳۰۔ عَنْ اَبِیْ جَبِیْرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: فِیْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآیَةُ فِی بَنِی سَلَمَةَ ﴿وَلاَ تَنَابَزُوْا بِالأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الإِیْمَانِ﴾ قَالَ: قَدِمَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۷۲۳۰۔ ''ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت ہم بنوسلمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہجرت کر کے آئے تو ہر مرد کے ہم میں سے دو یا تین نام تھے۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نام ذکر کرتے تو لوگ کہتے:

(۷۲۲۹) ترمذی: ۳۲۶۹۔ صحیح الاسناد، البانی: ۲۶۰۷.

(۷۲۳۰) ابو داود: ۴۹۶۲۔ صحیح، البانی: ۴۱۵۱.

وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَلَهُ اسْمَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: يَا فُلَانُ فَيَقُوْلُوْنَ مَهْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هٰذَا الْإِسْمِ، فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ﴾. (رواه أبو داود: ٤٩٦٢)

اے اللہ کے رسول! یہ آدمی اس نام سے پکارا جائے تو ناراض ہوتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اور تم آپس میں ایک دوسرے کو بُرے القاب سے نہ پکارو۔ ایمان لانے کے بعد فاسقانہ نام سے پکارنا بہت بری چیز ہے۔''

شرح:...... یعنی ایک مسلمان کو ایسے لقب یا نام سے نہ پکارو جو وہ پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے عداوت اور لڑائی بھڑائی پیدا ہو جاتی ہے۔

ویسے بھی یہ بات اس قدر گھٹیا ہے کہ ایک کامل مسلمان جو اخلاق و آداب سے مزین ہو اور اسے یہ کہا جائے: او فاسق، او کافر اور زانی، او فسادی وغیرہ القاب دیے جائیں تو ایمان کے بعد اور رسول اکرم ﷺ کی ملاقات کے بعد ایسے القاب سے کسی کو بلانا بہت ہی بری حرکت ہے اور ایسے حقارت سے لبریز لب و لہجہ میں ظلم کی آمیزش ہے اور ظالم سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۵۰۶)

۷۲۳۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ الشُّعُوْبُ الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَائِلُ الْبُطُوْنُ. (رواه البخاری: ٣٤٨٩)

۷۲۳۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے: ''ہم نے تمہارے خاندان اور قبائل بنائے۔'' کی تفسیر میں فرمایا: شعوب بڑے قبائل اور قبائل ذیلی خاندان۔'' (بخاری)

شرح:...... مطلب یہ ہے کہ مناقب وفضائل کا معیار صرف تقویٰ ہے کہ اللہ کی اطاعت کے کام کیے جائیں اور اس کی نافرمانی سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔

ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے اسی بات کی وضاحت فرمائی ہے۔ فتح مکہ کے دن خطاب میں آپ نے فرمایا تھا: لوگو! جاہلیت کی اکڑ اللہ نے ختم کر دی اور فخر بھی مٹا دیا۔ اب دو ہی قسم کے لوگ ہیں: ایک مومن جو کریم اور متقی ہے یا پھر فاجر اور شقی ہے مومن اللہ کے ہاں معزز ہے اور فاجر ذلیل ہے۔

لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی سیاہ کو سرخ پر یا سرخ کو سیاہ پر کوئی برتری نہیں اگر برتری ہے تو تقویٰ سے ہے۔ اللہ کے ہاں تم میں سے بہتر وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔

شعوب وہ قبیلہ ہے جس میں زیادہ قبائل ضم ہوں۔ اس کے بعد عمارہ ہے اس کے بعد بطن ہوتا ہے، پھر فیصلہ ہوتا ہے، پھر عشیرہ، پھر اسرہ ہے۔ پھر عشرت ہے یہ سب قبائل کے نام ہیں۔ (فتح الباری: ٦/ ٥٢٧)

(۷۲۳۱) بخاری: ٣٤٨٩.

٧٢٣٢ــ أَنَسٍ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ قَالَ: يَتَجَلَّى لَهُمْ كُلَّ جُمُعَةٍ. (رواه البزار: ٢٢٥٨ بضعف)

۷۲۳۲۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور ہمارے پاس مزید ہے'' کی تفسیر کی کہ ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ اپنا جلوہ دیکھائے گا۔'' (البزار بسند ضعیف)

٧٢٣٣ــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ ﴿وَإِدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾ (رواه البخاري: ٤٨٥٢)

۷۲۳۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تمام نمازوں کے بعد تسبیحات کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں: ''اور سجدوں کے بعد۔'' (بخاری)

شرح:...... اس کی تشریح میں مغرب کے بعد کی دوسنتیں اور فجر سے پہلے کی دوسنتیں بھی شامل ہیں۔
(فتح الباری: ۸/ ۵۹۸)

٧٢٣٤ــ عَنْ أَنَسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿كَانُوْا قَلِيْلاً مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ قَالَ: كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيمَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. (رواه أبوداود: ١٣٢٢)

۷۲۳۴۔ ''اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''وہ لوگ رات کو کچھ حصہ بیدار رہتے تھے۔'' کی تفسیر میں انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیان نفل نماز پڑھتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... اس میں تہجد اور قیام اللیل بھی شامل ہے کہ اکثر حصہ رات کا اسی میں ان کا گزرتا ہے۔
(ایسر التفاسیر: ۱۵۲۲)

٧٢٣٥ـ اِبْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: ﴿وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ﴾ مَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى عَادٍ مِنَ الرِّيْحِ إِلَّا مِثْلَ مَوْضِعِ الْخَاتَمِ فَمَرَّتْ بِأَهْلِ الْبَادِيَةِ فَحَمَلَتْ مَوَاشِيَهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ أَهْلُ الْحَاضِرِ مِنَ الرِّيْحِ وَمَا فِيْهَا قَالُوْا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا فَأَلْقَتْ أَهْلُ الْبَادِيَةِ مَوَاشِيَهِمْ عَلَى أَهْلِ الْحَاضِرَةِ. (للكبير: ١٣٥٥٣ بضعف)

۷۲۳۵۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع روایت کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور قوم عاد پر ہم نے بانجھ کرنے والی ہوا بھیج دی۔'' فرمایا: قوم عاد پر اللہ نے انگوٹھی کے حلقے کے برابر ہوا کھول دی۔ جب وہ دیہات پر گزری تو ان کے مویشی اور تمام مال آسمان اور زمین سے اُٹھا کر لے گئی۔
جب شہری لوگوں نے گردوغبار وغیرہ دیکھا تو کہا: ''یہ کالے بادل ہیں، ہم پر برسیں گے'' پس ہوا نے دیہات والوں کے مویشی شہر والوں کے اہل وعیال پر لا پھینکے۔'' (الکبیر، سند ضعیف)

(٧٢٣٢) بزار: ٢٢٥٨ـ وفيه عثمان بن عمير وهو ضعيف، هيثمى: ١١٣٦٣.
(٧٢٣٣) بخارى: ٤٨٥٢.
(٧٢٣٤) ابو داود: ١٣٢٢ـ صحيح، البانى: ١١٧٤ـ ترمذى: ٣١٩٦.
(٧٢٣٥) طبرانى كبير: ١٣٥٥٣ـ وفيه مسلم الملائى وهو ضعيف، هيثمى: ١١٣٦٦.

سورة الطور والنجم والقمر والرحمن والواقعة والحديد

سورت الطّور، النجم، القمر، الرحمٰن، الواقعہ اور الحدید کا بیان

٧٢٣٦ــــ عَــنْ اَبِـىْ هُـرَيْـرَةَ رضی اللہ عنہ عَـنِ الـنَّبِىِّ ﷺ ...... فَـرُفِـعَ لِـىَ الْبَيْـتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَـأَلْتُ جِبْرِيْلَ فَقَالَ: هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُـصَـلِّـى فِيْـهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ . (رواه البخاري: ٣٢٠٧)

٧٢٣٦۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیت المعمور کو دیکھا۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ بیت المعمور ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں۔'' (البخاری)

شرح:...... بیت المعمور کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد یہی دنیا کا کعبہ ہے لیکن زیادہ مشہور اور صحیح یہی ہے کہ یہ آسمان پر ہے۔ دنیا کے اس بیت اللہ کے برابر اوپر ہے۔ اگر اسے اسی طرح نیچے لایا جائے تو بالکل بیت اللہ پر سیدھا آجائے۔

آسمان پر اس کی حرمت بالکل اسی طرح ہے جس طرح زمین پر کعبہ کی حرمت ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کون سے آسمان میں ہے۔ ایک قول ہے چوتھے آسمان پر ہے، ایک ہے چھٹے پر ہے، ایک ہے کہ یہ عرش کے نیچے ہے۔ زیادہ تر روایات میں یہی ہے کہ یہ بیت المعمور ساتویں آسمان پر ہے۔ (فتح الباری: ٦/ ٣٠٦)

٧٢٣٧۔اِبْنِ عَبَّاسٍ ،رَفَعَهُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْـجَـنَّةَ، سَـأَلَ عَـنْ اَبَوَ يْهِ وَزَوْجَتِهِ وَوَلَدِهِ، فَـقَـالَ : إِنَّهُمْ لَمْ يَبْلُغُوْا دَرَجَتَكَ وَعَمَلَكَ ، فَيَـقُوْلُ : يَارَبِّ قَدْ عَمِلْتُ لِي وَلَهُمْ ، فَيُؤْمَرُ بِالْحَاقِهِمْ ، وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَـعَتْهُـمْ ذُرِّيَّتُهُـمْ بِإِيْمَانٍ﴾ الآية (للكبير: ١٢٢٤٨ والصغير بضعف)

٧٢٣٧۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب آدمی جنت میں داخل ہوگا تو اپنے ماں باپ او ربیوی اور بچوں کا پوچھے گا تو اس کو کہا جائے گا کہ وہ تیرے درجے تک نہیں پہنچے، نہ انہوں نے تیرے عمل کے برابر عمل کئے ہیں۔تو وہ کہے گا: اے رب! میں نے اپنے اور ان سب کے لیے اعمال کیے ہیں۔تو اس کے ساتھ ان کے الحاق کا حکم ہوگا، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ۔ تو ہم ان کی اولاد کو (جنت میں) ان سے ملا دیں گے......'' (الکبیر، الصغیر، سند ضعیف ہے)

(٧٢٣٦) بخاري: ٣٢٠٧۔ مسلم: ١٦٢۔ ترمذي: ٣٣٤٦۔ نسائي: ٤٤٨۔ احمد: ١٧٣٧٨.

(٧٢٣٧) طبراني كبير: ١٢٢٤٨۔ اور صغير، وفيه، محمد بن عبدالرحمٰن بن غزوان وهو ضعيف، هيثمي: ١١٣٦٩.

شــرح:...... یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے۔ تاہم مفسرین نے یہی تفسیر کی ہے کہ جو لوگ دل، زبان اور ارکان کے ذریعے کامل ایمان لائے ہیں اگر ان کی اولاد ان کے اعمال صالحہ کے درجہ تک نہیں پہنچی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے باپوں کے مقام تک رسائی دیں گے تاکہ انہیں مکمل مسرت ملے اور اکٹھے باسعادت رہیں۔ (ایسر التفاسیر: ۱۵۳۳)

۷۲۳۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِدْبَارُ النُّجُوْمِ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَإِدْبَارُ السُّجُوْدِ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ. (رواه الترمذی: ۳۲۷۵)

۷۲۳۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ادبار النجوم (ستاروں کے پیچھے) سے مراد نمازِ فجر سے پہلے کی دو رکعات ہیں اور ادبار السجود سے مراد نمازِ مغرب کے بعد کی دو رکعات ہیں۔'' (ترمذی)

۷۲۳۹۔ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَأَى جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ. (رواه البخاری: ٤٨٥٧)

۷۲۳۹۔ ''امام شیبانی کہتے ہیں: میں نے زِرّ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا: ''تو وہ دو کمانوں جتنا بلکہ اس سے بھی قریب تر ہو گیا، پھر اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو وحی پہنچائی۔'' انہوں نے کہا: ہمیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ان سب آیات میں دیکھنے سے مراد جبریل امین علیہ السلام کو دیکھنا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے چھ سو بازو (پر) دیکھے ہیں۔''

۷۲٤۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ قَالَ رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ. (رواه الترمذی: ۳۲۸۳)

۷۲۴۰۔ ''سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اس نے جو دیکھا اس کے دل نے اس کی تکذیب نہیں کی۔'' کا معنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ایک حرکت کرنے والے (رفرف) لباس میں دیکھا۔ اس نے زمین و آسمان کے درمیان کو پر کر دیا تھا۔'' (الشیخان الترمذی)

۷۲٤۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾، ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى﴾ قَالَ رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ. (رواه مسلم: ۱۷٦)

۷۲۴۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے فرمان: ''نہیں تکذیب کی دل نے جو اس نے دیکھا۔'' اور اللہ کے فرمان: ''اس کو دوسری مرتبہ دیکھا۔'' کی تفسیر میں کہا کہ آپ نے دل

(۷۲۳۸) ترمذی: ۳۲۷۵۔ ضعیف، البانی: ٦٤٥.
(۷۲۳۹) بخاری: ٤٨٥٧۔ مسلم: ۱۷٤۔ ترمذی: ۳۲۷۷۔ احمد: ۳۹٦۱.
(۷۲٤۰) ترمذی: ۳۲۸۳۔ صحیح، البانی: ۲٦۱۷۔ بخاری: ٤٨٥٧۔ مسلم: ۱۷٤۔ احمد: ۳۸٥۲.
(۷۲٤۱) مسلم: ۱۷٦۔ ترمذی: ۳۲۸۱.

سے دو مرتبہ دیکھا ہے۔'' (مسلم)

٧٢٤٢ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّـهُ قُـلْـتُ: أَلَيْـسَ الـلّٰـهُ يَقُوْلُ: ﴿لاَتُدْرِكُهُ الاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الاَبْصَارَ﴾ قَالَ: وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَـجَـلَّـى بِنُوْرِهِ الَّذِى هُوَ نُوْرُهُ وَقَالَ أُرِيَهُ مَرَّتَيْنِ. (رواه الترمذى: ٣٢٧٩)

۷۲۴۲۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: محمد ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔عکرمہ نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ''اس (کی حقیقت) کو نگاہیں نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے۔'' تو انہوں نے کہا: تیرا حال بہتر ہو! جب وہ اپنے پورے نور کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے جو اس کا نور ہے تو آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہوتی ہیں۔اور محمد ﷺ نے دو بار اپنے رب کو دیکھا ہے۔''

٧٢٤٣ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما فِـى قَـوْلِهِ: ﴿اللاَتَّ وَالْعُزَّى﴾ كَانَ اللاَّتُ رَجُلاً يَلُتُّ سَوِيْقَ الْحَاجِّ. (رواه البخارى: ٤٨٥٩)

۷۲۴۳۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قولہ تعالیٰ: ''کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا ہے'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لات ایک مرد تھا جو حاجیوں کے لیے ستو تیار کرتا تھا۔'' (البخاری)

شرح:...... لات ایک آدمی تھا جو طائف میں ایک چٹان میں رہتا تھا۔اس کی بکریاں تھیں یہ منقا اور پنیر سے حلوہ تیار کرتا تھا۔جو بھی اسے کھاتا موٹا ہو جاتا اور یہ ہر راہ گزر کو کھلاتا تھا۔جب یہ فوت ہوا تو لوگوں نے اس کی پوجا شروع کر دی۔بعض نے اس کا نام صرمہ بن غنم بتایا ہے۔یہ بت طائف میں تھا یہ منات کے بعد کا ہے اور عزیٰ لات کے بعد کا ہے۔

جب ثقیف قبیلہ مسلمان ہوا تو آپ ﷺ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اس کے گرانے کا حکم دیا، لہٰذا انہوں نے اسے گرا دیا۔(فتح الباری: ۸/۶۱۲)

٧٢٤٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: مَارَأَيْتُ شَيْـئًـا اَشْبَـهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِـنَ الـزِّنَـا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لاَ مُحَالَةَ فَزِنَاالْعَيْنِ الـنَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِــى وَالْـفَــرْجُ يُـصَـدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّـهُ

۷۲۴۴۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَللَّمَمْ (وسوسہ) کی تفسیر کے لیے زیادہ مشابہ مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی ماسوا اس حدیث کے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے ابن آدم پر زنا کا حصہ لکھ دیا ہے۔وہ بہر حال اس تک پہنچتا ہے۔پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، نفس تمنا کرتا اور چاہت رکھتا ہے اور شرمگاہ اس کی

(٧٢٤٢) ترمذى: ٣٢٧٩ـ ضعيف، البانى: ٦٤٧ـ مسلم: ١٧٦.

(٧٢٤٣) بخارى: ٤٨٥٩.

(٧٢٤٤) بخارى: ٦٢٤٣ـ مسلم: ٢٦٥٧ـ ابو داود: ٢١٥٢ـ احمد: ١٠٥٢٨.

وَيُكَذِّبُهُ. (رواه البخاري: ٦٢٤٣)

تصدیق اور تکذیب کرتی ہے۔'' (الشیخان، ابوداود)

٧٢٤٥ـــ وَزَادَ فِي رُوَايَةٍ: وَالأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلاَمُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا. (رواه مسلم: ٢٦٥٧)

۷۲۴۵۔ ''ایک روایت میں زائد بیان ہے ۔کانوں کا زنا سننا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے۔'' (مسلم)

شـــرح:...... ان تمام چیزوں کا نام زنا لیا گیا ہے آنکھ، زبان، ہاتھ وغیرہ اصل میں یہ زنا نہیں۔ یہ زنا کے واقع ہونے کے اسباب اور مقدمات ہیں۔ ان اسباب پر زنا کا نام بولا گیا۔ آگے زنا کی تصدیق وتکذیب شرمگاہ کرتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شہوت کو حرکت دینے کا منبع یہی شرمگاہ ہے۔ اگر یہ ان حواس کے مطابق عمل کرتی ہے تو زنا کی اس نے تصدیق کر دی اور اگر یہ نہیں عمل کرتی تو ان کی تکذیب کر دی۔

اور زنا کے لوح محفوظ میں لکھے جانے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کو زنا پر مجبور کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شہوت انسان کی جبلت میں ہے اور اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ ان اعضاء کو انسان اگر زنا میں استعمال کرتا ہے تو یہ اللہ کو علم تھا اس کے مطابق لکھ دیا گیا ہے۔ اگر نہیں کرنا تھا وہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔ تو یہ انسان کا عمل لکھا گیا ہے، اسے مجبور نہیں کیا گیا کہ یہ زنا کرے۔ (عون المعبود: ۲/۲۱۲)

٧٢٤٦ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: ﴿الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلاَّ اللَّمَمَ﴾ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَأَيُّ عَبْدٍ لَكَ لاَ أَلَمَّا. (للترمذي: ٣٢٨٤، وزاد البزار: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاللَّمَّةُ: الزِّنَا)

۷۲۴۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ قولہ تعالیٰ: ''وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں سے اور فحش باتوں سے اجتناب کرتے ہیں مگر وسوسے۔'' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ! یقیناً تو بخشا ہے اے اللہ! تو سب ہی گناہ بخش دے، تیرا کون بندہ ایسا ہے جس کو وسوسہ نہ ہوگا۔'' (ترمذی، بزار نے زائد بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لمہ سے مراد زنا ہے)

شـــرح:...... ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی سزا بتائی ہے یا اس پر حد لگائی ہے یا اس کا ارتکاب کرنے والے پر سخت مذمت اور لعنت کی ہے وہ کبیرہ ہے اور فواحش ہر وہ حیا سے عاری عمل ہے جس پر وعید آئی ہو اور یہ زنا کے لیے زیادہ تر آتا ہے۔ چھوٹے گناہ یہ ہیں جن پر بڑی سزا نہیں۔ جیسا کہ نظر بازی، بوس وکنار وغیرہ۔ اس میں جس شعر کے ٹکڑے کا آخر میں ذکر ہے وہ امیہ بن ابی صلت کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مولیٰ کریم تو تو بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا

(٧٢٤٥) مسلم: ٢٦٥٧ـ بخاري: ٦٢٤٣ـ ابو داود: ٢١٥٢ـ احمد: ١٠٥٣٧.

(٧٢٤٦) ترمذي: ٣٢٨٤ـ بزار، صحيح.

ہے اور تیرا کون سا بندہ ہے جس سے صغیرہ گناہ نہ ہوتے ہوں۔ لہٰذا میرے اللہ! تیرے لیے کیا مشکل ہے تو تو کبیرہ صغیرہ سب معاف کرنے والا ہے اس لیے میرے سارے ہی گناہ بخش دے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۶۶)

٧٢٤٧ــ عَـنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: جَاءَ مُشْرِكُوْ قُـرَیْـشٍ یُـخَـاصِـمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی الْـقَدَرِ فَنَزَلَتْ: ﴿یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلَی وُجُـوْهِهِـمْ ذُوْقُـوْا مَـسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾. (رواه مسلم: ٢٦٥٦)

۷۲۴۷۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مشرکین نے تقدیر کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے جھگڑا کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''جس دن وہ منہ کے بل آگ میں کھینچے جائیں گے اور کہا جائے گا: جلنے کا ذائقہ چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز کو اندازے (تقدیر) کے ساتھ پیدا کیا ہے۔'' (مسلم وترمذی)

٧٢٤٨ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآیَةُ فِی الْقَدَرِیَّةِ. (للكبیر: ١١١٦٣، بضعف)

۷۲۴۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ آیت، قدریہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔''

٧٢٤٩ـ وَلَهُ بِخَفِیٍّ عَنْ زُرَارَةَ رَفَعَهُ: نَزَلَتْ فِی أُنَاسٍ مِنْ أُمَّتِی فِی آخِرِ الزَّمَانِ یُكَذِّبُوْنَ بِقَدَرِ اللّٰهِ تَعَالَی. (للكبیر: ٥٣١٦)

۷۲۴۹۔ اور اس کی ایک خفی سند سے زرارہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، فرمایا: ''یہ آیت میری امت کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آخر زمانے میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا انکار کریں گے۔''

شــــرح:...... اس میں وہی تقدیر مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وارادہ سے مقدر کی ہے جسے قضا وقدر کہتے ہیں۔ یہ آیت اور حدیث اس تقدیر کے ثبوت پر دلیل ہے اور ہر چیز کی تقدیر ہو چکی ہے۔ اس کے منکروں کی سزا دوزخ بتائی گئی ہے۔ (نووی شرح مسلم)

سقر دوزخ کا ایک طبق ہے اور اس کا دروازہ ہے یہ چھٹا طبقہ ہے، اس میں گرتے ہی جو تکلیف ہوگی اسے ''مس'' یعنی چھونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ کائنات کا ہر حادثہ واقعہ جو بھی اس میں رونما ہو رہا ہے یا ہو چکا ہے یا ہوگا۔ یہ سب اللہ کے علم وتقدیر میں ہے۔ یہ اپنی ذات وصفات اور اعمال مال کے لحاظ سے سب اس کی تقدیر کے مطابق ہوگا اور جن اور انسان خاص طور پر یہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں جائیں گے یہ سب اس خالق عالم کی تقدیر میں موجود ہے۔
(ایسر التفاسیر: ۱۵۵۷)

(٧٢٤٧) مسلم: ٢٦٥٦ـ ترمذی: ٢١٥٧ـ ابن ماجه: ٨٣ـ احمد: ٩٤٤٣.

(٧٢٤٨) طبرانی كبیر: ١١١٦٣ـ وفیه عبدالوهاب بن مجاهد وهو ضعیف، هیثمی: ١١٣٨٤.

(٧٢٤٩) طبرانی كبیر: ٥٣١٦ـ وفیه من لم اعرفه، هیثمی: ١١٣٨٥.

۷۲۵۰۔عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ ، فَقَرَأَعَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الـرَّحْـمٰـنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا فَسَكَتُوْا ، فَقَالَ: لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا أَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ: ﴿فَبِأَيِّ آلاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ قَالُوْا: لاَ بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا! نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ . (رواه الترمذی: ۳۲۹۱)

۷۲۵۰۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان کو سورت الرحمٰن سنائی اور اوّل تا آخر پڑھی تو صحابہ خاموشی سے سنتے رہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس سورت کو جنات کی رات میں جنوں پر پڑھا تھا تو وہ تم سے بہتر جواب دیتے تھے۔ جب میں اللہ تعالیٰ کے اس قول پر پہنچتا تھا: ''پس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت کی تکذیب کرو گے'' تو جنات کہتے: ہم اپنے رب کی کسی بھی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے، پس اے ہمارے رب! تیرا شکر ہے اور تیری حمد وثنا ہے۔'' (الترمذی)

شرح:...... ان آیات میں یہ آیت تکرار سے آرہی ہے کہ جنوں اور انسانو! تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

چونکہ انسانوں کی مانند جنوں میں بھی اللہ کی نعمتوں کے انکاری موجود ہیں۔ اس لیے دونوں مخلوق کو سوال میں شامل کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خاموشی کی بہ نسبت جنوں کا جواب دینا اور اعتراف نعمت کرنا اچھا تھا اس لیے اس جنوں کی اچھی بات کو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام تک پہنچایا اور آپ کا یہ تربیت فرمانا بعد والوں کے لیے بھی نمونہ ہے، ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۳۶۹)

۷۲۵۱۔ أَبُوْالدَّرْدَاءِ رَفَعَهُ: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَفِي شَأْنٍ﴾ مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يَغْفِرَذَنْبًا وَيَكْشِفَ كَرْبًا وَيُجِيْبُ دَاعِيًا وَيَرْفَعُ قَوْمًا وَيَضَعُ آخَرِيْنَ . (رواه البزار: ۲۲٦٦)

۷۲۵۱۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ہر دن وہ ایک نئے کام میں ہے۔'' فرمایا: اس کے کاموں میں سے چند کام یہ ہیں کہ گناہ بخشتا ہے، مصیبت دور کرتا ہے، پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے، کسی قوم کو بلند کرتا ہے اور کس قوم کو پست کرتا ہے۔'' (البزار)

شرح:...... یعنی زمانہ خالی نہیں رہتا، ہر وقت اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے، کچھ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بعض کو پست کرتا ہے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۵٦۲)

(۷۲۵۰) ترمذی: ۳۲۹۱۔ حسن، البانی: ۲٦۲٤.

(۷۲۵۱) بزار: ۲۲٦٦۔ طبرانی کبیر، اوسط، وفیه من لم اعرفهم، هیثمی: ۱۱۳۸۸.

٧٢٥٢ـــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقُصُّ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ فَقُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الثَّانِيَةَ: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ فَقُلْتُ الثَّانِيَةَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ الثَّالِثَةَ: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ فَقُلْتُ الثَّالِثَةَ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ نَعَمْ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي الدَّرْدَاءِ. (رواه أحمد: ٨٤٦٨، والكبير)

٧٢٥٢۔ ''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر بیان کرتے سنا، آپ نے اللہ کا فرمان تلاوت کیا: ''اور جو اپنے رب سے ڈر گیا اسکے لیے دو باغات ہیں۔ تو میں نے کہا: ''خواہ وہ زنا کرے یا وہ چوری کرے۔'' رسول اللہ ﷺ نے دوسری مرتبہ اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ میں نے بھی دوسری بار پوچھا: ''اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے، اللہ کے رسول!'' نبی ﷺ نے تیسری بار پھر تلاوت فرمائی: ''اور جو اپنے رب سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔'' میں نے بھی تیسری بار پوچھا: ''اللہ کے رسول! اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو۔'' (احمد، الکبیر)

شرح:...... یعنی جب تم میں سے کوئی اللہ کی نافرمانی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ یہ یاد کرتا ہے کہ میں نے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور نافرمانی چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا یہ صلہ دیں گے کہ دو جنتیں عطا کریں گے جن کی وسعت اللہ ہی جانتا ہے۔ جو بھی رب کے سامنے میدان محشر میں کھڑا ہونے سے ڈر کر اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور فرائض ادا کرتا ہے اور محرمات سے اجتناب کرتا ہے اسے یہ انعام ملے گا کہ دو جنتوں کا مالک ہوگا۔

(ایسر التفاسیر: ۱۵۶۴)

٧٢٥٣ـــ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ ﴿وَفُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ﴾ قَالَ ارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَسِيْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ. (رواه الترمذي: ٣٢٩٤)

٨٢٥٣۔ ''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اللہ کے فرمان: ''اور بلند بچھونے ہیں۔'' کی تفسیر میں فرمایا: ان کی بلندی آسمان و زمین کے فاصلے کی مثل ہے جس کی مسافت پانچ سو سال ہے۔''

٧٢٥٤ـــ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

٧٢٥٤۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٧٢٥٢) احمد: ٨٤٦٨۔ طبرانی کبیر، ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ١١٣٩٠.

(٨٢٥٣) ترمذی: ٣٢٩٤۔ ضعيف، البانی: ٦٤٨۔ احمد: ٢٧٥١٥.

(٧٢٥٤) ترمذی: ٣٢٩٦۔ ضعيف الاسناد، البانی: ٦٥٠.

اللّٰهِ ﷺ فِی قَوْلِهِ ﴿إِنَّا أَنْشَأْنَا هُنَّ إِنْشَاءً﴾ قَالَ إِنَّ مِنَ الْمُنْشَآتِ اللَّائِي كُنَّ فِي الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا. (رواه الترمذی: ٣٢٩٦)

نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''بلاشبہ ہم ان کی بیویوں کو ایک خاص اٹھان پر اٹھائیں گے۔'' کی تفسیر یوں بیان فرمائی کہ یہ ان پسندیدہ خواتین میں سے ہیں جو دنیا میں آنکھوں سے معذور اور نمناک رہتی تھیں اور بوڑھی تھیں۔'' (ترمذی)

٧٢٥٥۔ اَبُوْبَكْرٍ ﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الآخِرِيْنَ﴾ جَمِيْعُهَا مِنْ هٰذِهِ الاُمَّةِ. (الكبير)

٧٢٥٥۔ ''اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''بڑی جماعت پہلوں سے اور بڑی جماعت پچھلوں سے۔'' کی تفسیر ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کی اور کہا: ''یہ دونوں اگلے اور پچھلے سب اسی امت کے افراد ہیں۔'' (الکبیر)

٧٢٥٦۔ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾ قَالَ شُكْرُكُمْ تَقُوْلُوْنَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَاوَكَذَا وَبِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا. (رواه الترمذی: ٣٢٩٥)

٧٢٥٦۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور تم اپنا یہ شکر ادا کرتے کہ حق کی تکذیب کرتے ہو'' یعنی لفظ رزق بمعنی شکر ہے اور تم کہتے ہو: فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی اور فلاں ستارا ایسا اثر رکھتا ہے۔'' (ترمذی)

شرح:...... مقصد یہ ہے کہ تم نے شکر کی جگہ کفر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بارش کے ذریعے تمہیں رزق دیا، تم نے اس باری تعالیٰ کا شکر کرنے کی بجائے ستاروں کو موثر بنا دیا۔ تمہیں نعمت قرآن ملی تو تم نے اس کی تکذیب کر کے ناشکری کی۔ (جائزۃ الاحوذی: ٤/٣٧١)

٧٢٥٧۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: مَا كَانَ بَيْنَ إِسْلاَمِنَا وَبَيْنَ أَنْ عَاتَبَنَا اللّٰهُ بِهٰذِهِ الآيَةِ ﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ إِلاَّ أَرْبَعُ سِنِيْنَ. (رواه مسلم: ٣٠٢٧)

٧٢٥٧۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے اسلام لانے اور اس آیت کے ذریعے ہم پر عتاب آنے کے درمیان صرف چار سال کا فاصلہ تھا، یعنی ہمارے اسلام لانے کے چار سال بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ آیت یہ ہے: ''کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ مومنوں کے دل اللہ کی یاد کے لیے خشوع اور عاجزی اختیار کریں۔''

(٧٢٥٥) طبرانی، باسنادین رجال احدهما رجال الصحیح غیر علی بن زید وهو ثقة سئی الحفظ، هیثمی: ١١٣٩٥.

(٧٢٥٦) ترمذی: ٣٢٩٥۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٦٤٩۔ احمد: ١٠٩٠.

(٧٢٥٧) مسلم: ٣٠٢٧.

شرح:...... کیا وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل نرم ہوں اور ذکر الٰہی سے اطمینان پکڑ لیں اور خشوع میں آ جائیں اور یہ تسلیم کریں کہ اللہ معبود ہے اور محمد ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور اللہ کا وعدہ و وعید درست ہے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۵۸۵)

۷۲۵۸۔اِبْن عَبَّاسٍ: ﴿اِعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ قَالَ: بِلِيْنِ الْقُلُوْبِ بَعْدَ قَسْوَتِهَا، فَيَجْعَلُهَا مُخْبِتَةً مُنِيْبَةً، يُحْيِي الْقُلُوْبَ الْمَيْتَةَ بِالْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ، وَإِلَّا فَقَدْ عُلِمَ إِحْيَاءُ الْأَرْضِ بِالْمَطَرِ مُشَاهَدَةً. (رواه رزين)

۷۲۵۸۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ کا فرمان: ''جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کے مرنے کے بعد اس کو زندہ کرتا ہے۔'' انہوں نے کہا کہ دل نرم کرتا ہے اس کے سخت ہونے کے بعد اور دلوں کو عاجزی کرنے والا اور دلوں کو رجوع کرنے والا بنا دیتا ہے اور مردہ دلوں کو علم اور حکمت کی زندگی عطا کرتا ہے ورنہ زمین کے بارش سے زندہ ہونے کا تو مشاہد ہوتا رہتا ہے اور یہ معلوم امر ہے۔''

۷۲۵۹۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ مُلُوْكٌ بَعْدَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَدَّلُوْا التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيْلَ وَكَانَ فِيْهِمْ مُؤْمِنُوْنَ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ، قِيْلَ لِمُلُوْكِهِمْ مَا نَجِدُ شَتْمًا أَشَدَّ مِنْ شَتْمٍ يَشْتِمُوْنَا هَؤُلاَءِ إِنَّهُمْ يَقْرَءُوْنَ ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ وَهٰؤُلاَءِ الآيَاتِ مَعَ مَا يَعِيْبُوْنَا بِهِ فِي أَعْمَالِنَا فِي قِرَاءَتِهِمْ فَادْعُهُمْ فَلْيَقْرَءُ وْا كَمَا نَقْرَأُ وَلْيُؤْمِنُوْا كَمَا آمَنَّا فَدَعَاهُمْ فَجَمَعَهُمْ وَعَرَضَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ أَوْيَتْرُكُوْا قِرَاءَةَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ إِلَّا مَا بَدَّلُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا مَاتُرِيْدُوْنَ إِلٰى ذٰلِكَ دَعُوْنَا، فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: ابْنُوْا لَنَا أُسْطُوَانَةً ثُمَّ ارْفَعُوْنَا

۷۲۵۹۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بادشاہوں نے تورات اور انجیل کو تبدیل کر دیا۔ ان کے بادشاہوں میں کچھ مومن تھے جو تورات پڑھتے تھے۔ ان کے بادشاہوں کو کہا گیا کہ ہم سب سے زیادہ سخت گالی ان لوگوں کے کلام میں پاتے ہیں جو یہ پڑھتے ہیں: ''جو کوئی حکم نہ کرے اس کتاب کے مطابق جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ لوگ کافر ہیں۔'' اور اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ اپنی قراءت اور تدریس کے وقت ہمارے اعمال پر بھی عیب لگاتے اور تنقید کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو بلا کر حکم دو کہ وہ اسی طرح پڑھیں جیسا ہم پڑھتے ہیں اور ایسا ایمان لائیں جیسا ہم ایمان لائے ہیں۔ پس بادشاہ نے اہل علم کو بلا کر جمع کیا اور دو امور ان پر پیش کیے یا قتل یا تورات وانجیل کو ترک کرنا سوائے اس کے جو اس میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اہل علم نے کہا: تمہارا اس سے مقصد کیا ہے؟ تم ہمیں رہنے دو۔ ان میں سے بعض نے کہا: ہمارے

(۷۲۵۸) رزین.

(۷۲۵۹) نسائی: ۵۴۰۰۔ صحیح الاسناد موقوف: ۴۹۹۰.

إِلَيْهَا ثُمَّ اعْطُوْنَا شَيْئًا نَرْفَعُ بِهِ طَعَامَنَا وَشَرَابَنَا فَلاَ نَرِدُّ عَلَيْكُمْ . وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: دَعُوْنَا نَسِيْحُ فِي الأَرْضِ وَنَهِيْمُ وَنَشْرَبُ كَمَا يَشْرَبُ الْوَحْشُ فَإِنْ قَدَرْتُمْ عَلَيْنَا فِي أَرْضِكُمْ فَاقْتُلُوْنَا وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ ابْنُوْا لَنَا دُوْرًا فِي الْفَيَافِي وَنَحْتَفِرُ الآبَارَ وَنَحْتَرِثُ الْبُقُوْلَ فَلاَ نَرِدُّ عَلَيْكُمْ وَلاَ نَمُرُّبِكُمْ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْقَبَائِلِ إِلَّا وَلَهُ حَمِيْمٌ فِيْهِمْ قَالَ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَارَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ وَالآخَرُوْنَ قَالُوْا نَتَعَبَّدُ كَمَا تَعَبَّدَ فُلاَنٌ وَنَسِيْحُ كَمَا سَاحَ فُلاَنٌ وَنَتَّخِذُ دُوْرًا كَمَا اتَّخَذَ فُلاَنٌ وَهُمْ عَلَى شِرْكِهِمْ لاَ عِلْمَ لَهُمْ بِإِيْمَانِ الَّذِيْنَ اقْتَدَوْا بِهِ، فَلَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيَّ ﷺ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيْلٌ انْحَطَّ رَجُلٌ مِنْ صَوْمَعَتِهِ وَجَاءَ سَائِحٌ مِنْ سِيَاحَتِهِ وَصَاحِبُ الدَّيْرِ مِنْ دَيْرِهِ فَآمَنُوْا بِهِ وَصَدَّقُوْهُ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَآمِنُوْا بِرَسُوْلِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهِ﴾ أَجْرَيْنِ بِإِيْمَانِهِمْ بِعِيْسٰى وَبِالتَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَبِإِيْمَانِهِمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَتَصْدِيْقِهِمْ قَالَ يَجْعَلْ لَكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهِ الْقُرْآنَ وَاتِّبَاعَهُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ﴿لِئَلَّا يَعْلَمَ

لیے ایک ستون (منارہ) بنا دو پھر ہمیں ان پر چڑھا دو اور ہمیں دانہ پانی حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز دے دو کہ ہم کھانا اور پانی اُوپر لے جائیں اور تم لوگوں کے پاس نہ آئیں۔ بعض نے کہا: ”ہمیں جانے دو تا کہ ہم زمین میں چلیں پھریں اور اسی طرح کھائیں پئیں جیسے وحشی جانور رہتے ہیں۔ اس کے بعد اگر آبادی میں ہمیں پاؤ تو قتل کر دو۔“

بعض نے کہا کہ ہمارے لیے ویرانوں میں خانقاہیں تعمیر کرادو اور کنویں کھود دو ہم سبزیاں اُگائیں گے اور کھائیں گے، اور تمہاری طرف کبھی نہیں آئیں گے۔ صورت حال یہ تھی کہ ان مذہبی لوگوں میں سے ہر ایک کا قبائل میں حمایت کرنے والا رشتہ دار موجود تھا۔

اس لیے حکمران ٹولے نے ایسا کرنا آسان سمجھا اور ایسا ہی کر دیا۔ اس مذہبی ٹولے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اور رہبانیت جو انہوں نے خود ایجاد کر لی ہے جس کو ہم نے ان پر فرض نہیں کیا ہے مگر صرف اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لیے اور انہوں نے اس کی رعایت قائم نہ رکھی جیسے اللہ کی رضا کی تلاش کا حق تھا۔“ دوسرے گروہ نے کہا: ہم وہ عبادت کریں گے جیسے فلاں کرتا ہے اور ہم اسی طرح زمین میں چلیں گے جیسے فلاں چلتا ہے اور ہم اسی طرح کے گھر بنائیں گے جیسے فلاں نے بنائے ہیں اور وہ لوگ شرک زدہ تھے۔ انہیں ان لوگوں کے ایمان کے متعلق کوئی علم نہ تھا جن کی انہوں نے اقتدا کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو اہل کتاب میں صحیح اہل علم تھوڑے لوگ باقی تھے۔ کوئی اپنے عبادت خانے سے نکلا اور کوئی سیاحت سے واپس آیا اور کوئی گرجے سے اترا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ کی

أَهْلُ الْكِتَابِ﴾ يَتَشَبَّهُوْنَ بِكُمْ ﴿أَنْ لاَيَقْدِرُوْنَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ الآيَةَ. (رواه النسائي: ٥٤٠٠)

تصدیق کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کر دی: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں رحمت کے دو حصے عطا فرمائے گا۔'' مراد دو اجر ہیں ایک اجر عیسیٰ علیہ السلام پر تورات پر اور انجیل پر ایمان لانے کا اور ایک اجر ہے محمد ﷺ پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے کا اور اللہ نے یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نور کر دے گا تم اس کی روشنی میں چلو گے'' وہ قرآن اور نبی ﷺ کا اتباع ہے اور اللہ نے فرمایا: ''تا کہ تمہارے ساتھ مشابہت رکھنے والے اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ اہل ایمان قادر نہیں ہیں کسی چیز پر اللہ کا فضل حاصل کرنے میں ......'' (النسائی)

سورة المجادلة والحشر والممتحنة والصف والجمعة والنافقون

سورت المجادلہ، الحشر، الممتحنہ، الصّف، الجمعہ اور المنافقون کی تفسیر

٧٢٦٠ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الأَصْوَاتَ لَقَدْ جَاءَتْ خَوْلَةُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَشْكُوْزَوْجَهَا فَكَانَ يَخْفَى عَلَيَّ كَلاَمُهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا﴾ الآية. (رواه النسائي: ٣٤٦٠)

٧٢٦٠۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تمام تعریف اس ذات کے لیے ہے جس کی سماعت میں تمام آواز واصوات سما جاتے ہیں۔ اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑا کرنے والی خولہ نامی ایک عورت ہمارے گھر آئی اور گھر کے ایک طرف میں اس نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی جو میں نے نہیں سنی کہ وہ کیا کہتی تھی مگر اللہ نے سات آسمانوں سے اس کی گفتگو سن لی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''یقیناً اللہ نے اس عورت کا قول سنا جس نے اپنے خاوند کے بارے میں تجھ سے جھگڑا کیا۔ اور وہ اللہ سے شکوہ کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا......'' (بخاری، نسائی)

شرح:...... ظہار یہ ہے کہ بیوی کی پشت ماں کی مانند حرام کر دینا۔ جاہلیت میں یہ ہمیشہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کر دیتا تھا۔ اسلام نے کفارہ کا حکم دے کر اس کا حل پیش کر دیا ہے۔

کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کیا جائے، اگر یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے جائیں۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا جائے۔

اس طرح کفارہ مقرر کر کے اللہ کریم نے ایک تو لونڈی اور غلام پر رحم کیا کہ ان کی آزادی کی صورت پیش کر دی

(٧٢٦٠) نسائي: ٣٤٦٠- صحيح، الباني: ٣٢٣٧- ابن ماجه: ١٨٨.

نیز کفارہ ادا کرنے والوں کے گناہوں کے مٹانے کا بندوبست کر دیا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۴۹)

اس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت پر بھی دلالت ہے کہ وہ سب آوازوں کو سنتا ہے ایک بھی اس سے نہیں جو وہ نہ سنے۔ (انجاز الحاجہ: ۲/ ۲۸)

۷۲۶۱۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، لَمَّا نَزَلَتْ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً﴾ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا تَرَى دِيْنَارًا قُلْتُ لا يُطِيْقُوْنَهُ قَالَ: فَنِصْفُ دِيْنَارٍ قُلْتُ: لايُطِيْقُوْنَهُ قَالَ: فَكَمْ قُلْتُ: شَعِيْرَةٌ قَالَ: إِنَّكَ لَزَهِيْدٌ قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ﴾ الآيَةَ قَالَ فَبِي خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ. (رواه الترمذي: ۳۳۰۰)

۷۲۶۱۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ سے تنہائی میں بات کرنا چاہو تو سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دو۔'' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تیرا کیا خیال ہے صدقہ کی مقدار کتنی ہونی چاہیے ایک دینار مقرر کی جائے؟ میں نے عرض کی: لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا: نصف دینار ہو؟ میں نے کہا: اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ فرمایا: پھر کیا مقدار رکھی جائے؟ میں نے کہا: جو کے وزن کے برابر۔ آپ نے فرمایا: تو تو بہت ہی زاہد ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوگئی: ''کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ تم کچھ صدقہ دے دو سرگوشی سے پہلے۔'' علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ساری امت پر تخفیف کر دی۔'' (ترمذی)

۷۲۶۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي ظِلِّ حُجْرَتِهِ قَالَ يَحْيَى: قَدْكَادَ يَقْلِصُ عَنْهُ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: يَجِيْئُكُمْ رَجُلٌ يَنْظُرُإِلَيْكُمْ بِعَيْنِ شَيْطَانٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَلاَ تُكَلِّمُوْهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ أَزْرَقُ، فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ، فَقَالَ: عَلاَمَ تَشْتُمُنِي أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ قَالَ: كَمَاأَنْتَ حَتَّى آتِيَكَ بِهِمْ، قَالَ: فَذَهَبَ

۷۲۶۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ اپنے حجرے کے سائے میں بیٹھے تھے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو فرمایا: ''تمہارے پاس ایک مرد آئے گا جو شیطان کی آنکھ سے دیکھتا ہے، پس جب تم اس کو دیکھو تو اس سے کوئی بات نہ کرو۔'' اتنے میں ایک نیلی آنکھوں والا آدمی آیا۔ جب نبی ﷺ نے اس کو دیکھ لیا تو اس کو بلایا اور فرمایا: ''تو اور تیرے رفقاء مجھے گالی کیوں دیتے ہیں؟ اس نے کہا: تم یہاں ہی ٹھہرو، میں ابھی اپنے رفقاء کو لاتا ہوں، پس وہ ان کو لے کر آ گیا اور انہوں نے قسمیں کھائیں

(۷۲۶۱) ترمذی: ۳۳۰۰۔ ضعیف الاسناد: ۶۵۲.

(۷۲۶۲) احمد: ۳۲۶۷۔ طبرانی کبیر.

فَجَاءَ بِهِمْ فَجَعَلُوْا يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَاقَالُوْا وَمَا فَعَلُوْا وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهُ كَمَايَحْلِفُوْنَ لَكُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ. (رواه أحمد: ٣٢٦٧، والكبير)

کہ نہ تو انہوں نے کچھ کہا ہے اور نہ کچھ کیا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''جس دن ان سب کو اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا تو وہ اس کے سامنے قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں......۔'' (احمد، الکبیر)

٧٢٦٣ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ أَوْتَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ﴾. (للبخاري: ٤٨٨٤)

۷۲۶۳۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنونضیر کی کھجوروں کے درخت رسول اللہ ﷺ نے جلائے اور کاٹے اور وہ بویرہ نامی جگہ میں تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''تم نے جو بھی کھجور کا درخت کاٹا یا اسے اس کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ اللہ کے حکم کے ساتھ ہے اور تاکہ اللہ بداعمال لوگوں کو ذلیل کردے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

٧٢٦٤ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ أَوْتَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُوْلِهَا﴾ قَالَ: اللِّيْنَةُ النَّخْلَةُ ﴿وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ قَالَ: اسْتَنْزَلُوْهُمْ مِنْ حُصُوْنِهِمْ قَالَ وَأُمِرُوْا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَحَكَّ فِي صُدُوْرِهِمْ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَتَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْأَلَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَنَا فِيْمَا قَطَعْنَا مِنْ أَجْرٍ وَهَلْ عَلَيْنَا فِيْمَا تَرَكْنَا مِنْ وِزْرٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُوْلِهَا﴾ الآيَةَ. (رواه الترمذي: ٣٣٠٣)

۷۲۶۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: لینہ کھجور کا درخت ہے۔ ﴿لِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ ''تاکہ فاسقوں اور نافرمانوں کو ذلیل کرے''، یعنی ان کو قلعوں سے نکال دیں۔ ان کے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم دیا تاکہ ان کے سینے میں خراش پیدا ہو۔ پس مسلمانوں نے کہا: بعض کو ہم کاٹتے ہیں اور بعض کو رہنے دیتے ہیں اور ہم رسول اللہ ﷺ سے سوال کریں گے کہ کیا ہمارے لیے کاٹنے میں کوئی ثواب ہوگا یا ہمارے چھوڑنے میں کوئی گناہ ہوگا؟ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''جو تم کاٹتے ہو درختوں میں سے یا انہیں ان کے تنوں پر کھڑے چھوڑ دیتے ہو......'' (ترمذی)

٧٢٦٥ـــ أَنَسٍ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

۷۲۶۵۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا آیت: ''کیا تو نے دیکھا ان

(٧٢٦٣) بخاری: ٤٨٨٤ـ مسلم: ١٧٤٦ـ ابو داود: ١٦١٥ـ ترمذی: ١٥٥٢ـ ابن ماجه: ٢٨٤٤ـ احمد: ٦٠١٨ـ دارمی: ٢٤٦٠.
(٧٢٦٤) ترمذی: ٣٣٠٣ـ صحيح الاسناد، البانی: ٢٦٣١.
(٧٢٦٥) رزين.

يَقُوْلُوْنَ لِإِخْوَانِهِمْ﴾ الآيَةَ . أَنَّ ابْنَ أُبَيٍّ قَالَ لِيَهُوْدِ النَّضِيْرِ إِذْ أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ إِجْلاَءَ هُمْ، فَنَزَلَتْ. (رواه رزين)

لوگوں کو جو منافق ہیں وہ کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو ......'' یہ عبداللہ ابن اُبی منافق نے یہود بنونضیر کو کہا تھا جبکہ ان کو جلاوطن کرنے کا نبی ﷺ نے ارادہ ظاہر فرمایا تھا، پس یہ آیت نازل ہوئی۔'' (رزین)

٧٢٦٦ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلاَمِ بِهٰذِهِ الآيَةِ ﴿لاَيُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ إِلاَّامْرَأَةً يَمْلِكُهَا. (رواه البخاري: ٧٢١٤)

٧٢٦٦۔''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ خواتین سے زبانی بیعت کرتے تھے اس آیت کے ساتھ: ''وہ نہ شریک ٹھہرائیں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو۔'' وہ بیان کرتی ہیں کہ وہ عورت جو آپ ﷺ کے لیے جائز نہیں تھی اس کے ہاتھ سے آپ نے اپنا ہاتھ کبھی مس نہیں کیا۔''

٧٢٦٧ـــ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ: ﴿قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الآخِرَةِ﴾ فَلاَيُؤْمِنُوْابِهَا، وَلاَيَرْجُوْنَ أَنْ يُؤْجَرُوْا. (للكبير: ٩٠٥٩، بضعف)

٧٢٦٧۔''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت: ''بے شک وہ آخرت سے مایوس ہو چکے ہیں۔'' یعنی وہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ وہ یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کو اجر وثواب ہوگا۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

٧٢٦٨ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلاَّمٍ قَالَ: قَعَدْنَا نَفَرٌمِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا لَوْنَعْلَمُ أَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ لَعَمِلْنَاهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُالْحَكِيْمِ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ﴾ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلاَمٍ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه الترمذي: ٣٣٠٩)

٧٢٦٨۔''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے چند اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، چنانچہ ہم نے آپس میں مذاکرہ کیا اور کہا: اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے تو ہم وہ عمل کریں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ کے لیے ہر وہ چیز تسبیح کہتی ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! تم کیوں کہتے ہو وہ جو تم نہیں کرتے۔'' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: پس آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ نے ہمیں یہ آیت پڑھ کر سنائی۔'' (ترمذی)

(٧٢٦٦) بخاری: ٧٢١٤۔ مسلم: ١٨٦٦۔ ترمذی: ٣٣٠٦۔ ابن ماجه: ٢٨٧٥۔ احمد: ٢٤٧٧٢.

(٧٢٦٧) طبرانی کبیر: ٩٠٥٩۔ عن شيخه عبدالله بن محمد بن سعيد بن ابی مريم وهو ضعيف، هيثمی: ١١٤١٦.

(٧٢٦٨) ترمذی: ٣٣٠٩۔ صحيح الاسناد: ٢٦٣٦۔ دارمی: ٢٣٩٠.

شرح:...... بعض لوگوں نے تمنا کی کہ جہاد ہم پر فرض کر دیا جائے۔ جب یہ فرض ہوا تو پہلو تہی کرنے لگے۔ اس میں اس کی بھی تردید ہے کہ جو وعدہ کرتا ہے یا ایسی بات کرتا ہے جسے پورا نہیں کرتا وہ اس آیت کی زد میں آتا ہے کہ وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

٧٢٦٩ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَتْ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا إِلَيْهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْلَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾. (رواه البخاري: ٩٣٦)

٧٢٦٩۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ معمول کے مطابق ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے (خطبہ سن رہے تھے) کہ ایک قافلہ گندم وغیرہ لے کر آ گیا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ کے ساتھ صرف بارہ اشخاص باقی رہے پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جب انہوں نے مالِ تجارت دیکھا یا کوئی کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیے اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا۔'' (بخاری)

٧٢٧٠ـ وفي رواية: إِلَّا اثْنَي عَشَرَ رَجُلاً فِيْهِمْ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ. (رواه مسلم: ٨٦٣)

٧٢٧٠۔ ''ایک روایت میں ہے کہ صرف بارہ مرد ٹھہرے رہے اور ان میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔'' (مسلم)

٧٢٧١ــ وفي أخرى: إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً أَنَا فِيْهِمْ. (رواه مسلم: ٨٦٣)

٧٢٧١۔ ''اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ آدمی باقی رہے اور ان میں سے ایک میں تھا۔'' (مسلم)

٧٢٧٢ــ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رضي الله عنه يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتَّى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجَلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتَّى تَدَاعَوْا وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ يَا لَلأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ

٧٢٧٢۔ ''عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں: انہوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ بہت سے مہاجرین بھی دوڑ پڑے تھے یہاں تک کہ ان کی کثرت ہوگئی تھی۔ مہاجرین میں ایک مرد مزاحیہ تھا۔ اس نے انصاری کو لات ماردی تو انصاری کو غصہ آ گیا اور بالآخر انہوں نے امداد کے لیے لوگوں کو بلانا شروع کردیا اور انصاری نے کہا: اے انصار! مدد کو آ ؤ۔ اور مہاجر نے کہا: اے مہاجرین! مدد کو پہنچو۔

(٧٢٦٩) بخاري: ٩٣٦ـ مسلم: ٨٦٣ـ ترمذي: ٣٣١١ـ احمد: ١٤٥٦٠.
(٧٢٧٠) مسلم: ٨٦٣ـ بخاري: ٩٣٦ـ ترمذي: ٣٣١١ـ احمد: ١٤٥٦٠.
(٧٢٧١) مسلم: ٨٦٣.
(٧٢٧٢) بخاري: ٣٥٨١ـ مسلم: ٢٥٨٤ـ ترمذي: ٣٣١٥ـ احمد: ١٤٧٠٩.

الْـجَـاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمْ فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْـمُهَـاجِـرِيِّ الأَنْـصَـارِيَّ، قَـالَ: فَقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ: دَعُـوْهَـا فَـإِنَّهَا خَبِيْثَةٌ وَقَالَ عَبْدُ الـلّـهِ بْـنُ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا ﴿لَـئِـنْ رَّجَـعْـنَـا إِلَـى الْـمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَـزُّ مِـنْهَا الأَذَلَّ﴾ فَقَالَ عُمَرُ: أَلاَنَقْتُلُ يَا رَسُـوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الْخَبِيْثَ لِعَبْدِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لاَيَتَـحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ. (رواه البخاری: ٣٥٨١)

پس نبی ﷺ باہر آئے اور فرمایا: ''یہ اہل جاہلیت کی دعوت کیسی ہے؟'' پھر فرمایا: ''ان کو ہوا کیا ہے؟'' تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ مہاجر نے انصاری کو لات ماری ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ نعرے ترک کردو یہ خبیث نعرے ہیں۔'' عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق نے کہا: مہاجرین نے ہمارے خلاف نعرہ لگا دیا ہے۔ اگر ہم مدینہ واپس گئے تو جو باعزت ہے، وہ ذلیل کو وہاں سے نکال دے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم اس پلید انسان کو قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ بیان کیا کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کراتے تھے۔''

٧٢٧٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: لاَتَنْقَلِبْ حَتَّى تُقِرَّ أَنَّكَ الذَّلِيْلُ وَرَسُـوْلُ الـلّٰـهِ الْـعَـزِيْـزُ، فَفَعَلَ. (رواه الترمذی: ٣٣١٥)

۷۲۷۳۔ ''ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ منافق کو اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو مدینہ میں داخل نہیں ہوگا جب تک تو یہ اقرار نہ کر لے کہ تو ہی ذلیل انسان ہے اور رسول اللہ ﷺ باعزت ہیں تو منافق نے اقرار کیا۔''

٧٢٧٤ــ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِـي سَـفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَـقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ لاَتُنْفِقُوْا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَـوْلِـهِ وَقَـالَ لَـئِـنْ رَّجَـعْـنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ فَـاجْتَهَـدَ يَـمِيْـنَـهُ مَا فَعَلَ قَالُوْا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوْا

۷۲۷۴۔ ''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ لوگوں کو اس سفر میں بھوک کی شدت لاحق ہوئی تو عبداللہ ابن ابی منافق نے کہا: رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ جو لوگ ہیں ان پر مال خرچ نہ کرو یہاں تک کہ یہ آپ ﷺ کے آس پاس سے بھاگ جائیں۔ اور کہا: اگر ہم مدینہ واپس گئے تو وہاں سے باعزت جو ہے، وہ وہاں سے ذلیل کو نکال دے گا۔

میں یہ بات سن کر نبی ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ابن ابی کی طرف قاصد بھیج کر

(٧٢٧٣) ترمذی: ٣٣١٥۔ صحیح، البانی: ٢٦٤١۔ بخاری: ٣٥١٨۔ مسلم: ٢٥٨٤۔ احمد: ١٤٠٥٨.

(٧٢٧٤) بخاری: ٤٩٠٣۔ مسلم: ٢٧٧٢۔ ترمذی: ٣٣١٤۔ احمد: ١٨٨٠٩.

شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقِي فِي: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَلَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَقَوْلُهُ ﴿خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ﴾ قَالَ كَانُوْا رِجَالاً أَجْمَلَ شَيْءٍ. (رواه البخاري: ٤٩٠٣)

بلایا اور اس سے باز پرس کی تو اس نے پختہ قسم کھائی کہ اس نے یہ بات قطعاً نہیں کہی۔ لوگوں نے کہا: زید نے رسول اللہ ﷺ کو غلط خبر دی ہے تو اس سے میرے دل میں شدید غم پیدا ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق نازل کر دی: ''جب تیرے پاس منافق آتے ہیں۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا کہ آؤ تمہارے لیے مغفرت طلب کی جائے، تو وہ اپنے سر پھیرتے رہے نیز آیت: ﴿خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ﴾ ''گویا وہ لکڑیاں کھڑی کی گئی ہیں۔'' سے مراد ہے: وہ مرد بہت خوبصورت تھے۔''

٧٢٧٥۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مَعَنَا أُنَاسٌ مِنَ الأَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ وَكَانَ الأَعْرَابُ يَسْبِقُوْنَا إِلَيْهِ فَسَبَقَ أَعْرَابِيٌّ أَصْحَابَهُ فَيَسْبَقُ الأَعْرَابِيُّ فَيَمْلأُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهُ حِجَارَةً وَيَجْعَلُ النِّطْعَ عَلَيْهِ حَتَّى يَجِيْءَ أَصْحَابُهُ قَالَ فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ أَعْرَابِيًا فَأَرْخَى زِمَامَ نَاقَتِهِ لِتَشْرَبَ فَأَبَى أَنْ يَدَعَهُ فَانْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَاءِ فَرَفَعَ الأَعْرَابِيُّ خَشَبَتَهُ فَضَرَبَ بِهَا رَأْسَ الأَنْصَارِيِّ فَشَجَّهُ فَأَتَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ رَأْسَ الْمُنَافِقِيْنَ فَأَخْبَرَهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَغَضِبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ثُمَّ قَالَ لاَتُنْفِقُوْا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهِ يَعْنِي الأَعْرَابَ وَكَانُوْا يَحْضُرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۷۲۷۵۔ ''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور ہمارے ساتھ اعراب لوگ بھی تھے۔ ہم پانی پر پہلے پہنچنے کی کوشش کرتے تھے اور اعراب ہم سے پہل کر جاتے تھے۔ ہم سے پہلے ایک اعرابی پہنچا اور اس نے حوض بھرا اور اس کے آس پاس پتھر لگائے اور اس پانی پر چمڑا ڈال دیا تاکہ اس کے رفقاء پہلے پانی حاصل کر سکیں۔ پھر ایک انصاری وہاں گیا اور اپنے اُونٹ کی مہار ڈھیلی کر دی تاکہ اونٹ پانی پی لے۔ اعرابی نے پانی پینے تک چھوڑنے سے انکار کر دیا تو چمڑا انصاری نے کھینچا اور پانی نکل گیا۔ اعرابی نے ایک لکڑی اُٹھا کر انصاری کے سر میں ماری اور خون آلود کر دیا۔ وہ عبداللہ بن ابی کے پاس آیا اور اس کو خبر دی تو وہ غصے میں آ گیا اور اس نے کہا: ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے آس پاس ہیں تاکہ چلے جائیں، یعنی اعرابی چلے جائیں۔ اعرابی کھانے کے وقت آپ ﷺ کے پاس جمع ہوتے تھے۔ عبداللہ منافق نے کہا: جب یہ محمد ﷺ کے پاس سے چلے جایا کریں تو اس

(۷۲۷۵) ترمذی: ۳۳۱۳۔ صحیح الاسناد: ۲۶٤۰۔ بخاری: ٤٩٠٣۔ مسلم: ۲۷۷۲۔ احمد: ۱۸۸٤٦۔

عِنْدَ الطَّعَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا انْفَضُّوْا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَأْتُوْا مُحَمَّدًا بِالطَّعَامِ فَلْيَأْكُلْ هُوَوَمَنْ عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ قَالَ زَيْدٌ: وَأَنَا رِدْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَأَخْبَرْتُ عَمِّي فَانْطَلَقَ فَأَخْبَرَرَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَحَلَفَ وَجَحَدَ، قَالَ: فَصَدَّقَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَذَّبَنِي، قَالَ فَجَاءَ عَمِّي إِلَيَّ فَقَالَ: مَاأَرَدْتَّ إِلَّاأَنْ مَقَتَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ، قَالَ: فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ الْهَمِّ مَا لَمْ يَقَعْ عَلَى أَحَدٍ قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا أَسِيْرُمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَأْسِي مِنَ الْهَمِّ إِذْ أَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَعَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي، فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِنَّ أَبَابَكْرٍ لَحِقَنِي، فَقَالَ مَاقَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قُلْتُ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ عَرَكَ أُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي، فَقَالَ: أَبْشِرْثُمَّ لَحِقَنِي عُمَرُفَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِي لأَبِي بَكْرٍ: فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُوْرَةَ الْمُنَافِقِيْنَ. (رواه الترمذی: ٣٣١٣)

وقت آپ ﷺ کو کھانا پیش کیا کرو۔ پھر اپنے رفقاء سے کہا: اگر تم مدینہ میں واپس گئے تو باعزت شخص وہاں سے ذلیل شخص کو نکال دے گا۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے چچا کا ردیف تھا۔ میں نے عبداللہ منافق کی بات سنی اور اپنے چچا کو بتا دی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دیدی۔ آپ ﷺ نے اس منافق کی طرف قاصد بھیج کر اس کو طلب کیا۔ اس نے قسم کھائی اور بڑی کوشش سے صفائی پیش کی تو آپ ﷺ نے اس کی سچائی مان لی اور مجھے ہی جھوٹا سمجھا۔ میرا چچا میرے پاس آیا اور اس نے کہا: تیرا مقصد کیا تھا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو اور صحابہ کو ناراض کر دیا۔ پس میرے اُوپر پریشانی اتنی شدید تھی جو کسی پر نہ ہوگی۔

اس اثنا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں سفر کر رہا تھا اور غم کی وجہ سے سر جھکایا ہوا چل رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان پکڑ کر میرے سامنے مسکرائے تو مجھے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ ہمیشہ جنت میں رہنے کی اتنی خوشی نہ ہوگی، پھر میرے پاس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: تجھے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ میں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے کچھ نہیں فرمایا۔ صرف میرا کان پکڑا ہے اور میرے سامنے مسکرائے ہیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے بشارت ہو۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے اس کو بھی وہی بات بتائی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتائی تھی، پھر جب فجر کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سورت المنافقون تلاوت کی۔''

٧٢٧٦۔ وفی رواية: أَنَّ ذٰلِكَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلَقِ.

٧٢٧٦۔ ایک روایت ہے کہ ''یہ غزوۂ بنو مصطلق کا واقعہ ہے۔''

(٧٢٧٦)

٧٢٧٧ـ وَفِي أُخْرٰى: فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ .

۷۲۷۷۔ اور ایک روایت ہے کہ ''غزوۂ تبوک کا یہ واقعہ ہے۔''

انتباہ: ...... اہل مغازی کا اسی پر اتفاق ہے کہ یہ غزوۂ بنومصطلق میں ہوا تھا۔ (فتح الباری: ۸/۴۴۴)

٧٢٧٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يُبَلِّغُهُ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهِ أَوْتَجِبُ عَلَيْهِ فِيْهِ الزَّكَاةُ فَلَمْ يَفْعَلْ يَسْأَلِ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! اتَّقِ اللّٰهَ إِنَّمَا يَسْأَلُ الرُّجْعَةَ الْكُفَّارُ قَالَ: سَأَتْلُوْ عَلَيْكَ بِذٰلِكَ قُرْآنًا: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَاأَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ وَأَنْفِقُوْا مِمَّارَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ قَالَ: فَمَا يُوْجِبُ الزَّكَاةَ؟ قَالَ: إِذَا بَلَغَ الْمَالُ مِائَتَي دِرْهَمٍ فَصَاعِدًا ، قَالَ: فَمَا يُوْجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ: الزَّادُ وَالْبَعِيْرُ . (الترمذي: ٣٣١٦)

۷۲۷۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ کا حج کر سکتا ہو اور اس پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ ادا کرتا ہو تو وہ موت کے وقت دنیا کی طرف لوٹنے کا سوال کرے گا۔ پس ایک مرد نے کہا: اے ابن عباس! اللہ سے ڈر، لوٹنے کا سوال تو کفار کریں گے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: عنقریب میں قرآن پڑھ کر تجھے بتاؤں گا اور یہ بات تیرے اوپر واضح کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد غافل نہ کردے اللہ کے ذکر سے۔ اور جو کوئی اس طرح کرے گا۔ پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ اور خرچ کرو تم جو دیا ہم نے تم کو پہلے اس کے تمہارے پاس موت آ جائے اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو تم عمل کرتے ہو۔

اس مرد نے کہا: زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: جب رقم دوسو درہم یا اس سے زیادہ ہو۔ اس نے کہا حج کب فرض ہوتا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: زادِراہ اور سواری کا اونٹ میسر ہو۔''

شرح: ...... یعنی مال تمہیں نماز، حج، قرآن کی تلاوت وغیرہ سے غافل نہ کر دے۔ اگر کسی کے مال نے اسے فرائض الٰہی سے مشغول کر دیا تو وہ آخرت کے ثواب سے محروم ہوگا۔ جہاد کے لیے خرچ کریں اور دیگر ضروری اخراجات جلدی کر دیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو جب موت کا وقت آئے گا تو پھر مہلت نہ ملے گی۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں دلیل ہے کہ زکاۃ جلدی ادا کر دی جائے اور اسی طرح جب وقت متعین ہو جائے تو ہر عبادت جلدی ادا کی جائے۔ (ایسر التفاسیر: ۱۶۳۵)

(٧٢٧٧)

(٧٢٧٨) ترمذي: ٣٣١٦ـ ضعيف الاسناد: ٦٥٣.

سورة التغابن والطلاق والتحريم

سورت التغابن، الطلاق اور التحریم کا بیان

٧٢٧٩۔ وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ) هُوَالَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ التَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ. (للبخاری تعليقا)

۷۲۷۹۔ ''علقمہ نے کہا: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور جو ایمان لایا اللہ کے ساتھ اللہ اس کے دل کو ہدایت عطا کرے گا۔'' انہوں نے کہا: مراد اس سے مصائب ہیں جو ایک مرد کو پہنچتے ہیں اور وہ ان کو اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے اور تسلیم کرتا اور راضی ہوتا ہے۔'' مجاہد کا کہنا ہے: التغابن سے مراد اہل جنت کا جہنمیوں سے دھوکا ہے۔ (بخاری)

شرح:...... یعنی جب آدمی کو مصائب آتے ہیں تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں تو صبر کرتا ہے۔ اس سے اس کے یقین میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ کی رضا پر راضی ہوتا ہے اور ہر حال میں اللہ کا شکر کرتا ہے یہ دل کی ہدایت ہے۔

تغابن کا مطلب یہ بیان ہوا ہے کہ جن لوگوں نے اسلام پر زندگی گزاری وہ فائدہ پا گئے کہ جنت حاصل کریں گے۔

اور جو لوگ اسلام پر نہ آئے وہ دوزخ میں جائیں گے گویا یہ ان خرید وفروخت کرنے والوں کی مانند ہوئے جن میں سے ایک گھاٹا پاتا ہے اور ایک فائدہ اٹھاتا ہے۔ (فتح الباری: ۸/۶۵۳)

٧٢٨٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ قَالَ هٰؤُلاءِ رِجَالٌ أَسْلَمُوْا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَأَرَادُوْا أَنْ يَأْتُوْا النَّبِيَّ ﷺ فَأَبَى أَزْوَاجُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ أَنْ يَدَعُوْهُمْ أَنْ يَأْتُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَوُا النَّاسَ قَدْ فَقُهُوْا فِي الدِّيْنِ هَمُّوْا أَنْ يُعَاقِبُوْهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ

۷۲۸۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا: ''اے ایمان والو! بے شک تمہاری عورتوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس تم ان سے بچ کر رہو۔''

تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اہل مکہ میں سے کچھ مرد تھے۔ انہوں نے ہجرت کر کے نبی ﷺ کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو ان کی بیویوں نے اور ان کی اولاد نے ان کو ہجرت کرنے تک نہ چھوڑا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ دوسرے لوگ دین کی سمجھ میں بہت آگے جا چکے ہیں تو انہوں نے اپنی ازواج واولاد کو سزا دینا چاہی تو یہ آیت نازل ہوئی:

(٧٢٧٩) بخاری مع فتح: ٨/ ٦٥٢۔ تفسير سورت تغابن.

(٧٢٨٠) ترمذی: ٣٣١٧۔ حسن، البانی: ٢٦٤٢.

وَأَوْلاَدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ الآية . (رواه الترمذي: ٣٣١٧)

''اے ایمان والو! بے شک تمہاری ازواج اور تمہاری اولاد۔'' (ترمذی)

شرح:...... اس میں جہاد اور ہجرت اور ہر خیر میں اولاد اور مال کی وجہ سے پیچھے رہنے سے بچنے کی تلقین ہے۔ بعض لوگ اپنے اہل و اولاد کی وجہ سے ہجرت سے رک گئے اور اہل وعیال کے پاس ہی رہے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ہجرت کرنے والے دین میں فقاہت پیدا کر چکے ہیں اور ہم محروم ہیں تو انہوں نے ارادہ کیا کہ بیویوں اور بچوں کو سزا دیں کیونکہ یہ ہجرت میں رکاوٹ بنے ہیں انہوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان کا خرچہ بند کر دیں اور انہیں ہر خیر سے محروم رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ (تفسیر خازن)

٧٢٨١ـ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ، وَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ . (رواه مسلم ١٤٧١) لِمَالِكٍ وَقَالَ يَعْنِي بِذٰلِكَ أَنْ يُطَلِّقَ بِكُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً .

۷۲۸۱۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے پڑھا: ''اے ایمان والو! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت سے پہلے طلاق دو۔ آپ نے لِعِدَّتِهِنَّ کو لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ پڑھا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ ہر طہر میں ایک بار طلاق دی جائے۔''

شرح:...... اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ طلاق کو پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ کوئی اچھا کام نہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے آپ کی شخصیت کی آڑ میں پوری امت مسلمہ کے آدمیوں کو حکم دیا ہے کہ بوجہ مجبوری اگر طلاق دینی پڑے تو ایسے طہر میں دو جس میں تم نے بیوی سے جماع نہیں کیا۔ یعنی طہر ہوتے ہی طلاق دے دو۔ (ایسر التفاسیر: ۱۶۴۳)

٧٢٨٢ـ مُعَاذٍ، رَفَعَهُ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّخِذُوْا تَقْوَى اللّٰهِ تِجَارَةً يَأْتِيْكُمُ الرِّزْقُ بِلاَ بِضَاعَةٍ وَلاَ تِجَارَةٍ، ثُمَّ قَرَأَ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لاَ يَحْتَسِبْ﴾ . (للكبير: ٢٠/ ٩٧ ، بضعف)

۷۲۸۲۔ ''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! تقوی کے ساتھ اللہ سے تجارت کرو۔ تمہارے پاس بلا مالِ تجارت رزق آئے گا اور بغیر تجارت رزق حاصل ہوگا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اس کو رزق عطا کرے گا اس حیثیت سے کہ اس کو گمان تک بھی نہ ہوگا۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

شرح:...... یعنی جو بھی اللہ پر توکل کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے، جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے رک

(٧٢٨١) مسلم: ١٤٧١ـ بخاری: ٥٣٣٣ـ ابو داود: ٢١٨٤ـ ترمذی: ١١٧٥.

(٧٢٨٢) طبرانی کبیر: ٢٠/ ٩٧ـ وفيه، اسماعيل بن عمرو والبحلی وهو ضعيف، هيثمی: ١١٤٢١.

جاتا ہے اور جس کا حکم دیا ہے وہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے نجات دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے امید بھی نہیں ہوتی اور اس کے دین اور دنیا کے ہر معاملے کو کفایت کرتا ہے۔

(ایسر التفاسیر: ۱۶۴۴)

۷۲۸۳ـ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَـمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْـدَهَـا عَسَلاً فَتَـوَا صَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَـنَـا دَخَـلَ عَـلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَـلْتَـقُلْ إِنِّي أَجْـدُمِـنْكَ رِيْـحَ مَـغَافِيْرَ؟ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَفَدَ خَلَ عَـلَى إِحْدَا هُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لاَ بَـلْ شَـرِبْـتُ عَسَلاً عِـنْـدَ زَيْـنَـبَ بِنْتِ جَـحْشٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِـمَ تُـحَـرِّمُ مَـا أَحَـلَّ اللّٰـهُ لَكَ﴾ إِلَى ﴿إِنْ تَتُـوْبَـاإِلَـى الـلّٰـهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَـرَّالـنَّبِـيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ﴾ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا . (رواه البخاري: ٥٢٦٧)

۷۲۸۳ـ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرتے اور اس کے پاس شہد نوش فرماتے تھے تو میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس رسول اللہ ﷺ آئیں تو وہ کہہ دے کہ آپ ﷺ تھوڑا فاصلہ رکھیں آپ نے مغافیر کھائی ہے۔ آپ ﷺ ان میں سے ایک کے پاس گئے تو اس نے یہ بات کہہ دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ میں نے تو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے اور دوبارہ نہیں پیوں گا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''آپ نے کیوں حرام ٹھہرایا اس چیز کو جو اللہ نے آپ کے لیے جائز قرار دی ہے...... اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ کی طرف۔'' یہ خطاب عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہے۔ نیز اللہ کا فرمان ہے: ''جب نبی ﷺ نے اپنی بعض ازواج سے پوشیدہ بات کی''، یعنی جو فرمایا: بلکہ میں نے شہد پیا ہے۔

۷۲۸٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ لَمْ أَزَلْ حَـرِيْـصًـا عَـلَـى أَنْ أَسْأَلَ عُـمَـرَبْـنَ الْـخَطَّابِ رضي الله عنه عَـنِ الْـمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَـى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ حَتَّى حَجَّ

۷۲۸۴ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے ہمیشہ یہ حرص رہا کہ میں نبی ﷺ کی دو ازواج مطہرات کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کروں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے: ''تم دونوں توبہ کرو اللہ کی طرف، تمہارے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔'' جب عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔

(٧٢٨٣) بخاري: ٥٢٦٧ـ مسلم: ١٤٧٤ـ ابو داود: ٣٧١٤ـ ترمذي: ١٨٣١ـ نسائي: ٣٧٩٥ـ ابن ماجه: ٣٣٢٣ـ احمد: ٢٥٣٢٤ـ دارمي: ٢٠٧٥.

(٧٢٨٤) بخاري: ٥١٩١ـ مسلم: ١٤٧٩ـ ترمذي: ٣٣١٨ـ نسائي: ٢١٣٢ـ احمد: ٢٢٢.

عُمَرُ ؓ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَدَلَ عُمَرُ ؓ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَثُمَّ أَتَانِي فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ فَقَالَ عُمَرُ ؓ وَاعَجَبًالَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ كَرِهَ وَاللّٰهِ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ عَنْهُ قَالَ هِيَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ يَسُوْقُ الْحَدِيْثَ قَالَ كُنَّا مَعْشَرَقُرَيْشٍ قَوْماً نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْماً تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِي فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ بِالْعَوَالِي قَالَ فَتَغَضَّبْتُ يَوْماً عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ مَاتُنْكِرُأَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاكُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَأَفَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ لاتُرَاجِعِي رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلاتَسْأَلِيْهِ

راستے میں عمر ؓ ایک جگہ اُترے اور حاجت رفع کی۔ میں پانی کا برتن لے کر اُترا۔ وہ واپس آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہوں نے وضو کیا۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے وہ دو کون ہیں جن کے بارے اللہ نے فرمایا ہے کہ تم دونوں توبہ کرو تمہارے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں؟ تو عمر ؓ نے کہا: اے ابن عباس ؓ تیرے اوپر تعجب ہے۔ زہری ؒ کہتے ہیں کہ عمر ؓ نے یہ سوال ناپسند کیا اور چھپایا نہیں ہے۔ عمر ؓ نے کہا: وہ حفصہ ؓ اور عائشہ ؓ ہیں۔ پھر انہوں نے پوری تفصیل بیان کرنا شروع کر دی کہا: ہمارا قریشی معاشرہ تو عورتوں پر غلبے کے اصول پر قائم تھا او رہم عورتوں پر غالب رہتے تھے اور جب ہم مدینہ میں آئے تو یہاں کی قوم پر عورتوں کو غالب پایا۔

ہماری خواتین نے ان کی عورتوں سے تربیت لینا شروع کر دی۔ میرا گھر بنو امیہ بن زید کے محلے والی گلی میں تھا۔ ایک دن میں نے اپنی عورت پر غصہ ظاہر کیا تو اس نے میری بات ردّ کر دی تو مجھے عورت کا جواب ناپسند گزرا۔ اس نے کہا: تجھے میری تردید تو ناپسند ہے اور حال یہ ہے کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کی بات ردّ کرتی ہیں اور ان میں سے ایک نے آپ ﷺ سے رات تک کلام نہیں کی۔ پس میں حفصہ ؓ کے پاس گیا اور اس کو کہا: کیا تم میں سے کوئی آپ ﷺ سے رات تک بات ہی نہیں کرتی؟ اس نے کہا: ہاں، میں نے کہا: وہ نامراد رہے گی جو ایسا کرے گی اور اس کو نقصان ہو گا۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ خوف نہیں رہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ناراضی کی وجہ سے ناراض ہو گا اور پھر وہ تباہ ہو گی۔

شَيْئًا وَسَلِيْنِي مَابَدَالَكِ وَلاَيَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمَ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْكِ يُرِيْدُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ وَكَانَ لِي جَارٌمِنَ الأَنْصَارِوَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْماً فَيَأْتِيْنِي بِخَبَرِالْوَحْيِ وَغَيْرِهِ وَآتِيْهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ وَكُنَّانَتَحَدَّثُ أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوَنَا فَنَزَلَ صَاحِبِيْ يَوْماً ثُمَّ أَتَانِي عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ثُمَّ نَادَانِي فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌعَظِيْمٌ قُلْتُ وَمَاذَا أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ لاَبَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَطْوَلُ طَلَّقَ الرَّسُوْلُ نِسَاءَهُ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَاكَائِنًا حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي ثُمَّ نَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لاَأَدْرِي هُوَ هٰذَا مُعْتَزِلٌ فِي هٰذِهِ الْمَشْرُبَةِ فَأَتَيْتُ غُلاَمًا لَهُ أَسْوَدَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَفَدَ خَلَ الْغُلاَمُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُ الْمِنْبَرَفَإِذَا عِنْدَهُ رَهْطٌ جُلُوْسٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَاأَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلاَمَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَفَدَخَلَ الْغُلاَمُ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ

تو رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات ردّ نہ کرنا اور آپ ﷺ سے کسی چیز کا مطالبہ بھی نہ کرنا۔ جو ضرورت ہو وہ مجھ سے طلب کرنا، تجھے اس بات پر غیرت بھی نہ آئے کہ تیری ہمسائی (سوکن) رسول اللہ ﷺ کو تجھ سے زیادہ مرغوب ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ اس نے کہا: میرا ایک ہمسایہ انصاری تھا۔ ہم دونوں باری باری رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں جاتے تھے۔ ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں جاتا۔ وہ میرے پاس وحی کی خبر لاتا اور میں اس کے پاس اس کی مثل لاتا تھا۔ ہمارے درمیان یہ خبر گشت کر رہی تھی کہ غسان قبیلہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اپنے گھوڑوں کے نعل درست کر رہا ہے۔

اس اثنا میں میرا رفیق ایک دن اترا اور خبر لے کر میرے پاس آیا۔ اس نے عشاء کے وقت میرے دروازے پر دستک دی اور پھر مجھے آواز دی۔ میں اس کی طرف نکلا، تو اس نے کہا: عظیم واقعہ پیش آیا ہے۔ میں نے کہا: وہ کیا؟ کیا غسانی آ گئے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ اس سے بھی عظیم تر بات پیش آ گئی ہے۔ اور ہولناک خبر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے۔ میں نے کہا: حفصہ رضی اللہ عنہا تو نقصان اور خسارے میں پڑ گئی۔ میرا گمان تھا کہ عنقریب ایسا ہوگا۔

میں نے نماز فجر ادا کی اور اپنے کپڑے درست کیے۔ اتر کر مدینے میں گیا اور حفصہ کے گھر داخل ہوا تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دیدی ہے؟ اس نے کہا: مجھے تو علم نہیں ہے۔ آپ ﷺ اس چبوترے میں ہیں اور تنہائی میں ہیں۔ میں سیاہ رنگ کے ایک غلام کے پاس گیا اور میں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت طلب کر۔ وہ داخل ہوا اور پھر میرے پاس آ گیا۔ اس نے کہا: میں نے تیرا

فَخَرَجْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِي فَقَالَ ادْخُلْ فَقَدْ أَذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى رَمَلِ حَصِيْرٍ وَحَدَّثَنَاهُ يَعْقُوْبُ فِي حَدِيْثِ صَالِحٍ قَالَ رُمَالِ حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَقُلْتُ أَطَلَّقْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَوْ رَأَيْتَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ قَوْمًا نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ عَلَى امْرَأَتِي يَوْمًا فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَقُلْتُ قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَ أَفَتَأْمَنُ إِحْدَاهُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرُّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمَ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكِ فَتَبَسَّمَ أُخْرَى فَقُلْتُ

ذکر کیا تھا اور آپ ﷺ خاموش ہو گئے ہیں۔ میں وہاں سے منبر کے پاس آ گیا اور وہاں صحابہ کی ایک جماعت تھی۔ ان میں سے بعض رو رہے تھے۔ تھوڑی ساعت میں ٹھہرا، پھر غم کا غلبہ آیا تو میں اس غلام کے پاس آیا اور میں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت طلب کر۔ وہ داخل ہوا اور پھر میرے پاس آیا اور کہا: میں نے تیرا ذکر کیا تھا تو آپ خاموش ہو گئے۔ میں وہاں سے منبر کے پاس گیا اور بیٹھا، پھر غلبہ غم آیا تو میں تیسری بار غلام کے پاس گیا اور کہا: عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت طلب کر۔ وہ اندر گیا اور باہر آ کر کہا: میں نے تیرا ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ خاموش رہے۔ میں واپس جا رہا تھا کہ غلام نے مجھے آواز دی کہ اندر چلے آئیں آپ کو اجازت دی گئی ہے۔ میں اندر داخل ہوا اور آپ ﷺ کو سلام کہا۔ آپ ایک چٹائی پر تھے اور چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر منقش تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے؟ آپ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ! ہم قوم قریش عورتوں پر غالب رہتے تھے اور جب مدینہ میں آئے تو یہاں اس قوم کو دیکھا کہ ان پر ان کی عورتیں غالب ہیں۔ پس ہماری عورتوں نے بھی وہ طرز سیکھا۔ میں نے اپنی عورت کو ایک دن غصہ کیا تو اس نے میری بات ردّ کر دی۔ میں نے انکار کیا کہ تو میری بات ردّ کرتی ہے۔ اس نے کہا: کیا چیز مانع ہے کہ تیری بات ردّ نہ کروں، قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ کی ازواج آپ ﷺ کی بات مسترد کر دیتی ہیں اور ان میں کوئی عورت رات تک آپ سے کلام ہی نہیں کرتی۔ تو میں نے کہا: ان میں سے جس نے ایسا کیا وہ تباہ ہوئی اور نقصان اُٹھایا۔ کیا ان میں کسی کو یہ

أَسْتَأْنِسُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَجَلَسْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فِي الْبَيْتِ فَوَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ إِلَّاأَهَبَةً ثَلَاثَةً فَقُلْتُ ادْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ يُوَسِّعَ عَلَى أُمَّتِكَ فَقَدْ وُسِّعَ عَلَى فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَهُمْ لَايَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَاسْتَوَى جَالِسًا ثُمَّ قَالَ أَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُوْلٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ اسْتَغْفِرْلِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَانَ أَقْسَمَ أَنْ لَايَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًامِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حَتَّى عَاتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (للبخاري ۵۱۹۱)

خوف نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ناراضی سے ناراض ہوگا اور پھر وہ ہلاک ہوگی؟ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے اس کو کہا: مجھے غلط فہمی نہ ہو کہ تیری ہمسائی رسول اللہ ﷺ کو زیادہ مرغوب ہے اور وہ تجھ سے زیادہ آپ ﷺ کو پسند ہے؟ پس آپ دوبارہ مسکرائے۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں مانوس باتیں کرتا رہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے گھر میں دیکھا تو اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی صرف تین چمڑے پڑے تھے۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ دعا کریں اللہ آپ کی امت پر وسعت کرے جس طرح اہل فارس اور اہل روم پر بھی وسعت کر دی گئی ہے اور وہ تو اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ آپ ﷺ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تو شک میں ہے اُن قوموں کے لیے ان کی عمدہ اشیاء دنیا کی زندگی میں جلدی کر دی ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیجئے۔ دراصل آپ ﷺ نے ایک ماہ تک اپنی ازواج سے علیحدہ رہنے کی قسم کھائی تھی اس لیے کہ آپ ان سے شدید ناراض تھے۔''

۷۲۸۵۔ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَضَى تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَأَبِي فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَاتَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ أَعُدُّهُنَّ فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَتِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ، ثُمَّ قَالَ يَاعَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌلَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيْهِ حَتَّى

۷۲۸۵۔ ''زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے عروہ نے خبر دی، وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب اس مہینے کی انتیس راتیں گزر گئیں تو رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور سب سے پہلے میرے ساتھ کلام کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے تو پورے مہینہ کی قسم کھائی ہے کہ آپ ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور میں شمار کرتی رہی ہوں۔ ابھی تو انتیس راتیں گذری ہیں اور آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مہینہ انتیس ایام کا ہے۔

(۷۲۸۵) بخاری: ۴۷۸۶۔ نسائی: ۳۴۴۰۔ ترمذی: ۳۲۰۴۔ ابن ماجہ: ۲۰۵۳۔ احمد: ۲۵۵۷۷۔

تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ الآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿أَجْرًا عَظِيمًا﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ وَاللّٰهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ فَقُلْتُ أَوَ فِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَالآخِرَةَ.

پھر فرمایا: اے عائشہ! میں تیرے سامنے ایک بات بیان کرنے لگا ہوں تو اس میں جلدی نہ کرنا اور اپنے ماں باپ سے مشورہ کرنا، پھر آپ ﷺ نے تلاوت کی: ''اے نبی! اپنی ازواج کو کہہ دیجیے اگر تم دنیاوی زندگی کی زینت چاہتی ہو۔ أَجْـرًا عظیمًا تک۔ وہ کہتی ہیں: آپ ﷺ جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے آپ سے جدا ہونے کا حکم ہرگز نہیں دیں گے۔ تو میں نے کہا: کیا میں اس بات میں اپنے ماں باپ سے مشورہ طلب کروں؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا ارادہ کرتی ہوں۔''

٢٧٨٦۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لاَ تُخْبِرْ نِسَاءَكَ أَنِّي اِخْتَرْتُكَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنِي مُبَلِّغًا وَلَمْ يُرْسِلْنِي مُتَعَنِّتاً. (هما لمسلم: ٤١٧٥)

٢٧٨٦۔ ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا: آپ اپنی ازواج کو یہ خبر نہ دیجیے کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرلیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ نے سب کو پہنچانے والا بنایا ہے اور اللہ نے مجھے مشکل میں ڈالنے والا نہیں بنایا ہے۔''

٧٢٨٧۔ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، فَقُلْتُ لَهَا: يَا حَفْصَةُ! أَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَأْنِكِ أَنْ تُؤْذِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لا يُحِبُّكِ وَلَوْلاَأَنَا لَطَلَّقَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَبَكَتْ أَشَدَّ الْبُكَاءِ، فَقُلْتُ لَهَا: أَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: هُوَ فِي خِزَانَتِهِ فِي الْمَشْرُبَةِ، فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبَاحٍ غُلاَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلَى أُسْكُفَّةِ

٧٢٨٧۔ ''ایک روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کو اس بات پر ملامت بھی کی اور کہا: حفصہ! تیری یہ جرأت کہ تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتی ہے۔ اللہ کی قسم! تجھے خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ تجھے نہیں چاہتے۔ اگر میری وجہ ملحوظ نہ ہو تو تجھے طلاق دے دیں۔ پس حفصہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ روئی۔ میں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگیں: آپ اپنے بالا خانہ میں ہیں۔ پس میں داخل ہوا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس رباح غلام کھڑکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ

(٢٧٨٦) مسلم: ٤١٧٥.

(٧٢٨٧) مسلم: ٤١٧٩۔ بخاری: ٥٨٤٣۔ ترمذی: ٣٣١٨۔ نسائی: ٢١٣٢۔ احمد: ٣٤١.

الْمَشْرُبَةِ مُدَلٍّ رِجْلَيْهِ عَلَى نَقِيْرٍ مِنْ خَشَبٍ، وَهُوَ جِذْعٌ يَرْقَى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيَنْحَدِرُ فَنَادَيْتُ يَارَبَاحُ! اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُلْتُ: يَارَبَاحُ! اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِي فَقُلْتُ يَارَبَاحُ! اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَنَّ أَنِّي جِئْتُ مِنْ أَجْلِ حَفْصَةَ وَاللّٰهِ لَئِنْ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَاضْرِبَنَّ عُنُقَهَا وَرَفَعْتُ صَوْتِي فَأَوْمَأَ إِلَيَّ أَنِ ارْقَهْ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى حَصِيْرٍ فَجَلَسْتُ فَأَدْنَى عَلَيْهِ إِزَارَهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ وَإِذَا الْحَصِيْرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَنَظَرْتُ بِبَصَرِي فِي خِزَانَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيْرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِي نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ وَإِذَا أَفِيْقٌ مُعَلَّقٌ قَالَ فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ قَالَ مَا يُبْكِيْكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! قُلْتُ يَا نَبِيَ اللّٰهِ! وَمَا لِي لاَ أَبْكِي وَهٰذَا الْحَصِيْرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ لاَأَرَى فِيْهَا إِلاَّ مَاأَرَى وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَى فِي الثِّمَارِ وَالأَنْهَارِ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

لکڑی کی سیڑھی پر پاؤں لٹکائے ہوئے تھا اور وہ تنا تھا جس پر رسول اللہ ﷺ چڑھتے اور اترتے تھے۔ میں نے پکارا: اے رباح! میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کریں اس نے بالا خانہ کی طرف دیکھا۔ پھر میری طرف دیکھا مگر اس نے کچھ نہ کہا۔ پھر میں نے کہا: اے رباح! میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کریں۔ پھر رباح نے میری طرف دیکھا اور بالا خانہ کی طرف مگر کوئی جواب نہ دیا۔

میں نے بلند آواز سے کہا: یا رباح! میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر، میرا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوچتے ہوں گے کہ میں آپ کے پاس حفصہ کی وجہ سے آنا چاہتا ہوں اور قسم ہے اللہ کی! اگر آپ ﷺ اس کی گردن مارنے کا حکم دیں گے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ میں نے یہ بات بلند آواز سے کہی تھی اور آپ ﷺ نے یہ سنتے ہی اجازت دیدی۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنا تہبند درست کرلیا۔ پس میں بیٹھ گیا۔ اوپر ایک تہبند کے سوا کچھ نہ تھا اور چٹائی کے نشان آپ کے پہلو پر نمایاں تھے۔ میں نے اپنی نظر آپ کے بالا خانے پر دوڑائی، میں نے دیکھا وہاں مٹھی بھر جَو ہیں، ایک صاع کے قریب ہوں گے۔ قرظ درخت کے پتے ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: کس چیز نے رلایا آپ کو اے ابن خطاب! میں نے کہا: اے اللہ کے نبی: کیا ہے مجھے میں کیسے نہ رووں؟ اس چٹائی نے آپ کے پہلو پر نشان لگا دیے اور یہ بالا خانہ آپ ﷺ کا۔ نہیں میں دیکھتا اس میں مگر جو میں دیکھتا ہوں، ادھر قیصر و کسریٰ باغوں اور نہروں میں مزے کرتے ہیں اور آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور

وَصَفْوَتُهُ وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ لَنَا الآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا؟ قُلْتُ بَلَى قَالَ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ حِيْنَ دَخَلْتُ وَأَنَا أَرَى فِي وَجْهِهِ الْغَضَبَ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَشُقُّ عَلَيْكَ مِنْ شَأْنِ النِّسَاءِ فَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مَعَكَ وَمَلَائِكَتَهُ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَأَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مَعَكَ وَقَلَّمَا تَكَلَّمْتُ وَأَحْمَدُ اللّٰهَ بِكَلَامٍ إِلَّا رَجَوْتُ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ يُصَدِّقُ قَوْلِيَ الَّذِيْ أَقُوْلُ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ آيَةُ التَّخْيِيْرِ ﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ ﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾ وَكَانَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبُوْبَكْرٍ وَحَفْصَةُ تَظَاهَرَانِ عَلَى سَائِرِ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَطَلَّقْتَهُنَّ قَالَ: لَا! قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُوْنَ يَنْكُتُوْنَ بِالْحَصَى يَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَهُ أَفَأَنْزِلُ فَأُخْبِرَهُمْ أَنَّكَ لَمْ تُطَلِّقْهُنَّ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ. فَلَمْ أَزَلْ أُحَدِّثُهُ حَتَّى تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَجْهِهِ وَحَتَّى كَشَرَ فَضَحِكَ وَكَانَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ ثَغْرًا ثُمَّ نَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَنَزَلْتُ فَنَزَلْتُ أَتَشَبَّثُ

اس کے برگزیدہ ہیں اور یہ آپ کا بالا خانہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب: کیا نہیں تو پسند کرتا کہ یہ ہمارے لیے آخرت میں ہو اور ان کے لیے دنیا میں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے تو اس سے آپ کو پریشان نہیں ہونا پڑے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ ہے اس کے فرشتے جبریل ومیکائیل اور میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام اہل ایمان آپ کے ساتھ ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کم ہی میں نے کوئی بات کی ہو گی یا اللہ تعالیٰ کی تعریف میں کوئی کلام کیا ہو گا مگر مجھے یقین ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری تصدیق نازل کر دے گا۔

پس اس امر میں بھی آیت تخییر نازل ہوئی: ”قریب ہے کہ اگر نبی تمہیں طلاق دیدے تو اس کا رب نبی کو تمہاری بجائے تم سے بہتر عورتیں دیدے۔“ اور اگر ان دونوں نے نبی کے خلاف کوئی منصوبہ بنایا ہے تو بے شک اللہ اس کا دوست ہے اور جبریل اور مومنین بھی اور اس کے فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں۔“ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے دوسری بیویوں کے خلاف پلان بنایا تھا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا آپ نے انہیں طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں مسجد میں آیا تو صحابہ کنکریاں زمین پر مار رہے تھے، وہ باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق دے دی ہے۔ کیا میں جا کر انہیں خبر دے دوں کہ آپ نے طلاق نہیں دی؟ آپ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو ٹھیک ہے۔ میں آپ سے باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ آپ کے چہرے سے غصے کے آثار

بِالْجِذْعِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ مَا يَمَسُّهُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا كُنْتَ فِي الْغُرْفَةِ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ قَالَ إِنَّ الشَّهْرَيَكُوْنُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ فَقُمْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي لَمْ يُطَلِّقْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَهُ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌمِنَ الأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْابِهِ وَلَوْرَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلَى أُولِي الأَمْرِمِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ مِنْهُمْ﴾ فَكُنْتُ أَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذٰلِكَ الأَمْرَوَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آيَةَ التَّخْيِيْرِ. (رواه مسلم: ٤١٧٩)

زائل ہو گئے اور آپ ﷺ ہنسنے لگے۔ آپ کے دانت مبارک بہت خوب صورت تھے پھر رسول اللہ ﷺ بالا خانے سے نیچے اترے تو میں بھی نیچے اتر آیا۔ اترتے وقت میں تنے کو پکڑ کر اتر رہا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ بغیر ہاتھ لگائے اتر رہے تھے۔ گویا آپ زمین پر چل رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: آپ ﷺ انتیس رات بالا خانے میں ٹھہرے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مہینہ انتیس ایام کا بھی ہوتا ہے۔ پھر میں نے مسجد کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''جب لوگوں کے پاس امن کی یا خوف کی بات پہنچے تو اس کو نشر کر دیتے ہیں اور اگر اس کو اللہ کی طرف پھیر دیں اور اپنے حاکموں کی طرف تو وہ اس کی تحقیق کریں۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس امر کی تحقیق کی تھی اور آیت تخییر نازل ہوئی۔''

٧٢٨٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيْدُأَنْ أَسْأَلَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجاًّفَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَدَلَ إِلَى الأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ: فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: يَاأَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَزْوَاجِهِ؟ فَقَالَ: تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ۔ قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لَأُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُسَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيْعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ

٧٢٨٨۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک سال تک میں انتظار میں رہا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کروں مگر ان کی ہیبت ورعب کی وجہ سے سوال نہ کر سکا یہاں تک کہ وہ حج کے لیے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا۔

جب حج سے واپسی پر راستے میں پیلو کے درخت میں عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اترے اور قضائے حاجت کے لیے گئے تو میں ان کے انتظار میں ٹھہر گیا۔ واپس آئے تو میں ساتھ ہو لیا اور میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! وہ دو خواتین نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کون ہیں جنھوں نے آپ ﷺ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی تھی؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! ایک سال سے میرا ارادہ

(٧٢٨٨) بخاری: ٤٩١٣۔ مسلم: ١٤٧٩۔ ترمذی: ٣٣٨١۔ نسائی: ٢١٣٢۔ احمد: ٢٢٢.

فَلا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ: ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ! إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي: لَوْ صَنَعْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا: مَالَكِ وَلِمَا هَاهُنَا وَفِيمَ تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ؟ فَقَالَتْ لِي: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ، بِنَحْوِهِ.

وَفِيهِ: ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِي أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَزْوَاجِهِ، فَأَخَذَتْنِي وَاللّٰهِ! أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ، بِنَحْوِهِ.

وَفِيهِ: فَأَذِنَ لِي قَالَ عُمَرُ: فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّهُ

تھا کہ میں آپ سے سوال کروں مگر آپ کی ہیبت کی وجہ سے سوال نہ کر سکا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا نہ کیا کرو، اگر تجھے گمان ہو کہ میرے پاس کوئی علم ہے تو ضرور سوال کرو اگر میرے پاس علم ہوگا تو میں ضرور تجھے بتاؤں گا۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! عہد جاہلیت میں ہم عورتوں کی کوئی حیثیت تسلیم نہیں کرتے تھے، نہ ان کو کسی شمار میں لاتے تھے یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا، اللہ نے ان کے حصے نازل کیے۔ اتفاقاً میں ایک کام میں مصروف تھا تو میری بیوی نے کہا: اگر تو ایسا کرتا اور ایسا کرتا۔ میں نے کہا: تجھے اس کام میں مداخلت کی کیا ضرورت ہے جو میرا معاملہ ہے؟ اور جو بھی میرا ارادہ ہے میں وہ کرتا ہوں۔

اس نے کہا: اے ابن خطاب! آپ پر تعجب ہے۔ آپ نہیں چاہتے کہ آپ کی بات کا رد کیا جائے اور مشورہ دیا جائے جبکہ آپ کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کی بات مسترد کرتی ہے اور بعض اوقات رات تک آپ ﷺ ناراض رہتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اپنی چادر پکڑی اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ باقی حصہ دیگر احادیث کی طرح ہے۔ تاہم یہ اس میں اضافہ ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں حفصہ کے پاس سے اٹھ کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ میری ان سے قرابت داری تھی۔ میں نے ان سے بھی بات کی تو انہوں نے کہا: اے ابن خطاب! تیرے اوپر تعجب ہے، تو ہر کام میں دخل دے کر ہی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اب تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ازواج کے درمیان بھی دخل دینا چاہتا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے میری اتنی گرفت کی کہ میری تدبیر توڑ کر رکھ دی اور میں ان کے پاس سے واپس آ گیا۔

لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظاً مَصْبُوْباً وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيْرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيْكَ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الآخِرَةُ.

(رواه البخاري: ٤٩١٣)

میرا ایک انصاری رفیق تھا۔ جب میں محفل نبوی میں حاضر نہ ہوتا تو وہ میرے پاس روئیداد لاتا تھا۔ آگے دیگر روایات کی طرح ہے، البتہ اس روایت میں یہ اضافہ ہے: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس بالا خانے میں گئے تو اپنی یہ روئیداد بھی سنائی تھی: جب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہونے والی گفتگو پر پہنچا تو آپ ﷺ مسکرائے۔ اس وقت آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی کپڑا وغیرہ بھی نہیں تھا۔ آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا۔ اس میں کھجور کی چھال کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ آپ کے پاؤں کی طرف قرظ درخت کے پتے بکھرے پڑے تھے۔ آپ کے سرہانے ایک کچا چمڑا لٹک رہا تھا۔ میں نے آپ کے مبارک پہلو پر چٹائی کے نشان دیکھے تو رونے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیوں رو رہا ہے؟ میں نے کہا: کسریٰ اور قیصر عیش وعشرت میں ہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تو راضی نہ ہوگا کہ ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے۔''

٧٢٨٩ـ قَالَ عُمَرُ: دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: لاَتُكَلِّمِي رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلاَ تَسْأَلِيْهِ مَالَيْسَ عِنْدَهُ، وَمَا كَانَتْ لَكِ مِنْ حَاجَةٍ حَتَّى دُهْنَ رَأْسِكِ فَاسْأَلِيْنِي، وَكَانَ ﷺ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ جَلَسَ فِي مُصَلاَّهُ، وَجَلَسَ النَّاسُ حَوْلَهُ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ امْرَأَةً امْرَأَةً، يُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ، وَيَدْعُوْ لَهُنَّ، وَإِنَّهُ أُهْدِيَ لِحَفْصَةَ عُكَّةَ عَسَلٍ، فَذَكَرَقِصَّةَ رِيْحِ مُغَافِيْرَ إِلَى أَنْ قَالَ: هُوَ عَسَلٌ وَاللّٰهِ لاَأَطْعَمُهُ أَبَداً، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ حَفْصَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِي حَاجَةً إِلَى أَبِي، فَأَذِنَ لَهَا، ثُمَّ إِنَّهُ

٧٢٨٩ـ ''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے کہا: تو رسول اللہ ﷺ سے نہ تو سخت کلام کرنا اور نہ کوئی مطالبہ کرنا کسی چیز کا جو آپ کے پاس نہ ہو۔ تجھے جو چیز ضرورت ہو یہاں تک کہ سر میں ڈالنے کا تیل ضرورت ہو تو وہ مجھ سے طلب کیا کر۔ نبی ﷺ فجر کی نماز پڑھتے تو مصلیٰ پر بیٹھ جاتے اور لوگ بھی آس پاس بیٹھے رہتے تھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوتا، پھر آپ ﷺ ہر ایک بیوی کے پاس جاتے، ان کو سلام کہتے اور ان کے لیے دعا کرتے تھے۔ حفصہ کے لیے ایک ڈبہ شہد کا ہدیہ آیا تھا۔ پھر مغافیر کی بو کا قصہ بیان کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تو شہد پیا ہے اور قسم اللہ کی! آئندہ نہیں پیوں گا۔'' جب حفصہ رضی اللہ عنہا کا دن آیا تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اپنے باپ سے کام ہے۔

(٧٢٨٩) طبراني اوسط، بلين.

أَرْسَلَ إِلَى جَارِيَتِهِ مَارِيَةَ، فَأَدْخَلَهَا بَيْتَ حَفْصَةَ، فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَأَتَتْ حَفْصَةُ، فَوَجَدَتِ الْبَابَ مُغْلَقًا، فَجَلَسَتْ عِنْدَ الْبَابِ، فَخَرَجَ وَهُوَ فَزِعٌ وَوَجْهُهُ يَقْطُرُ عَرَقًا، وَحَفْصَةُ تَبْكِي، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: إِنَّمَا أَذِنْتَ لِي مَنْ أَجْلِ هٰذَا، أَدْخَلْتَ أَمَتَكَ بَيْتِي، ثُمَّ وَقَعْتَ عَلَيْهَا عَلَى فِرَاشِي، مَا كُنْتَ تَصْنَعُ هٰذَا بِامْرَأَةٍ مِنْهُنَّ، أَمَا وَاللّٰهِ! لاَ يَحِلُّ لَكَ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا صَدَقْتِ، أَلَيْسَ هِيَ جَارِيَتِي قَدْ أَحَلَّهَا اللّٰهُ لِي، أُشْهِدُكِ أَنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ، أَلْتَمِسُ بِذٰلِكَ رِضَاكِ، انْظُرِي لاَ تُخْبِرِيْ بِهٰذَا امْرَأَةً مِنْهُنَّ فَهِيَ عِنْدَكِ أَمَانَةٌ، فَلَمَّا خَرَجَ قَرَعَتْ حَفْصَةُ الْجِدَارَ الَّذِي بَيْنَهَا وَبَيْنَ عَائِشَةَ. فَقَالَتْ: أَلاَ أُبَشِّرُكِ. فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حَرَّمَ أَمَتَهُ، فَقَدْ أَرَاحَنَا اللّٰهُ مِنْهَا، فَنَزَلَ: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلَى ﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ﴾ فَهِيَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَزَعَمُوْا أَنَّهَا لاَ تَكْتُمُ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى شَيْئًا، وَكَانَ لِي أَخٌ مِنَ الأَنْصَارِ إِذَا حَضَرْتُ وَغَابَ . . . بِنَحْوِهِ. (للأوسط بلين)

اجازت ہوتو میں ان کے پاس جاؤں؟ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دیدی اور آپ ﷺ نے اپنی لونڈی ماریہ رضی اللہ عنہا کو پیغام دے کر بلایا اور اس سے ہمبستر ہوئے اور آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا بھی واپس آ گئیں اور دروازہ بند دیکھا تو دروازے پر بیٹھ گئیں آپ ﷺ باہر تشریف لائے (باعث حیا) پسینے سے شرابور تھے اور سہمے ہوئے تھے اور حفصہ رو رہی تھی۔ فرمایا: ''کیوں روتی ہو؟'' اس نے کہا: آپ ﷺ نے اسی کی وجہ سے مجھے اجازت دی تھی؟ جب میں گئی تو آپ ﷺ نے اس کو میرے گھر میں داخل کر دیا۔ پھر آپ میرے بستر پر اس سے ہمبستر ہوئے۔ یہی معاملہ تو آپ ﷺ اپنی دوسری ہر بیوی سے کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی! یا رسول اللہ! یہ کام تو آپ کے لیے جائز نہیں تھا۔ فرمایا: ''اللہ کی قسم! تو درست نہیں کہتی۔ کیا یہ میری لونڈی نہیں؟ کیا اللہ نے اس کو میرے لیے حلال نہیں کیا؟ تجھے میں گواہ بناتا ہوں کہ میں اس کو اپنے اُوپر حرام قرار دیتا ہوں تاکہ تو راضی ہو، خبردار اس بات کی کسی عورت کو خبر نہ دینا، یہ راز تیرے پاس امانت ہے۔'' جب آپ ﷺ گھر سے چلے گئے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس دیوار پر دستک دی جو اس کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھروں کے درمیان تھی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تجھے بشارت نہ دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وہ لونڈی اپنے اُوپر حرام قرار دیدی ہے اور اللہ نے اس سے ہمیں نجات بخش دی ہے۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی: ''اے نبی! تو نے کیوں حرام قرار دی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے حلال قرار دی ہے۔ آپ اپنی بیویوں کی رضا مندی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر تم دو خواتین نے نبی کے خلاف ایک دوسری کی مدد کی'' یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ دونوں ایک دوسری سے کوئی بات مخفی نہیں رکھتی تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور میرا انصار میں سے ایک بھائی تھا، اگر میں حاضر ہوتا تو وہ غائب

ہوتا، مثل دیگر احادیث کے۔'' (یہ روایت ضعیف ہے)

شرح:...... اگر ایک آدمی اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تو میرے اوپر حرام ہے اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ قسم ہے۔ اسے بحال کرنے کے لیے قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ جو کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

دوسرا یہ قول ہے کہ یہ حرام کہنا نیت کے مطابق ہوگا۔ اگر طلاق مراد لے گا وہی ہوگی، اگر ظہار کی نیت ہوگی تو وہی ہوگا، اگر قسم لے گا تو قسم ہوگی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ کہنا ظہار ہے اس پر ظہار کا کفارہ لازم آتا ہے۔ کیونکہ حرام یا حلال قرار دینا بندے کے اختیار میں نہیں۔ یہ ایک منکر اور جھوٹی بات ہے یہ ظہار کی مانند ہوا۔

ان میں سے سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دینا لغو ہے۔ اس پر حکم جاری نہیں ہوتا۔ نہ یہ قسم ہے نہ ظہار ہے، نہ ہی وہ حرام ہوتی ہے کیونکہ حلال یا حرام قرار دینا یہ اللہ کا کام ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے جو کفارہ دیا تھا وہ قسم کا تھا حرام کہنے کا نہ تھا۔

یہ جتنے بھی روایات میں اسباب بیان ہوئے ہیں یہ ان آیات کے اترنے کا سبب بن گئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے بیویوں سے قسم کھائی۔ حالانکہ آپ ﷺ نہایت ہی بردبار اور بلند اخلاق والے تھے اور بیویوں کے ساتھ مثالی زندگی تھی۔ آپ معمولی بات پر خفا نہ ہوتے تھے۔ قسم آپ نے بیویوں کو ادب سکھانے اور استقامت پیدا کرنے اور اخلاق فاضلہ پر فائز کرنے کے لیے اٹھائی تھی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۴۴۴)

سورة نون ونوح والجن والمزمل والمدثر

سورت نون (قلم)، نوح، الجن، المزمل اور المدثر

۷۲۹۰۔اِبْنُ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ وَالْحُوْتَ، قَالَ: مَا أَكْتُبُ؟ قَالَ كُلَّ شَيْءٍ كَانَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ن والقلم﴾ فَالنُّوْنُ الْحُوْتُ، وَالْقَلَمُ الْقَلَمُ. (رواه الطبرانی فی الكبير۔ ۱۲۲۲۷، بلين)

۷۲۹۰۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا کیا اور مچھلی پیدا کی۔ قلم نے کہا: میں کیا لکھوں؟ اللہ نے فرمایا: لکھ جو تا قیامت ہونے والا ہے۔ پھر تلاوت کی: نٓ وَالْقَلَمِ ۔ النون مچھلی ہے، اور القلم قلم ہے۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

۷۲۹۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ

۷۲۹۱۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قول باری ہے:

(۷۲۹۰) طبرانی كبير: ۱۲۲۲۷۔ وقال لم يعرفه عن حماد بن زيد مؤمل بن اسماعيل۔ قلت: مؤمل ثقة كثير الخطأ، وقد وثقه ابن معين وغيره وضعفه البخاری وغيره وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ۱۱۴۳۴.

(۷۲۹۱) بخاری: ۴۹۱۷.

ذٰلِكَ زَنِيْمٌ﴾ قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِثْلَ زَنَمَةِ الشَّاةِ. (رواه البخاري: ٤٩١٧)

''وہ ٹال مٹول کرنے والا اس کے بعد کمینہ ہے۔'' کہا: یہ قریش میں سے ایک مرد تھا جس کے حلق کے نیچے گوشت لٹکتا تھا جیسا بکری کے حلق کے نیچے گوشت ہوتا ہے۔'' (بخاری)

٧٢٩٢ــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعُتُلِّ الزَّنِيْمِ فَقَالَ هُوَ الشَّدِيْدُ الْخَلْقِ الْمُصَحَّحُ الأَكُوْلُ الشَّرُوْبُ الْوَاجِدُ لِلطَّعَامِ وَالشَّرَابِ الظَّلُوْمُ لِلنَّاسِ رَحْبُ الْجَوْفِ. (رواه أحمد: ١٧٥٣٠، بلين)

۷۲۹۲۔ عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے العتل الزنیم کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مضبوط جسامت والا صحت مند، بہت کھانے پینے والا جس کو کھانا پینا میسر ہو، لوگوں پر ظلم کرنے والا ہو، اندرونی بیماری والا۔''

شــرح:...... ایک قول ہے کہ یہ ولید بن مغیرہ تھا۔ دوسرا قول ہے کہ اسود بن عبد یغوث تھا اور تیسرا قول ہے کہ اخنس بن شریق ہے۔

کوئی بھی ہو وہ شرانگیزی میں مشہور تھا۔ (فتح الباری: ۸/۶۶۳)

٧٢٩٣ــ أَبُوْ مُوْسَى، رَفَعَهُ: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ هُوَ نُوْرٌ عَظِيْمٌ يَخِرُّوْنَ لَهُ سُجَّدًا. (رواه أبو يعلى: ٧٢٨٣)

۷۲۹۳۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت بیان کرتے ہیں: ''جس دن پنڈلی کھولی جائے گی۔'' فرمایا: ''وہ نورِ عظیم ہوگا اور لوگ اس کے سامنے سجدے میں گر جائیں گے۔'' (ابویعلی الموصلی)

٧٢٩٤ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما صَارَتِ الأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوْحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ أَمَّا وَدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ وَأَمَّا يَغُوْثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَإٍ وَأَمَّا يَعُوْقُ فَكَانَتْ

۷۲۹۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہی بت جو نوح علیہ السلام کی قوم کے پاس تھے بعد میں عربوں کے ہاں آ گئے تھے۔ وُدّ بت بنوکلب کے پاس تھا اور اس کو مقام دومۃ الجندل میں رکھا گیا تھا۔ سُواع بت قبیلہ ھُذَیل کے پاس تھا۔ یغوث بت مراد کے پاس تھا، پھر وہ بنوغُطیف کے قبضے میں آیا اور اس کو مقام جوف میں سباء کے پاس رکھا گیا تھا۔

(۷۲۹۲) احمد: ۱۷۵۳۰۔ وفیہ، شهر وثقه جماعة وفيه ضعف وعبدالرحمٰن بن غنم ليس له صحبة على الصحيح، هيثمى: ١١٤٣٥.

(۷۲۹۳) ابو یعلیٰ: ۷۲۸۳۔ وفیہ، روح بن جناح وثقه رحيم وقال، فيه ليس بالقوى، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١١٤٣٦.

(۷۲۹۴) بخاری: ۴۹۲۰.

لِهَـمْـدَانَ وَأَمَّـا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِآلِ ذِيْ الْكَلَاعِ أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَـلَمَّا هَلَكُوْا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْـصِبُوْا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ أَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّـى إِذَا هَـلَكَ أُولٰـئِكَ وَتَـنَسَّـخَ الْـعِـلْمُ عُبِدَتْ . (رواه البخاري: ٤٩٢٠)

یعوق بت بنو ہمدان کے پاس تھا اور نسر بت قوم حمیر کے پاس تھا اور وہی ذی الکلاع کے پاس بھی تھا۔ یہ تمام نام تھے نیکوکار مردوں کے جو نوح علیہ السلام کی قوم میں سے تھے۔ جب وہ فوت ہوتے گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں بات ڈال دی کہ ان نیک مردوں کے مجسمے بنا کر وہاں رکھے جائیں جہاں وہ نیک لوگ بیٹھتے تھے اور ان کے وہی نام رکھے جائیں جو ان مردانِ خدا کے نام تھے تو لوگوں نے ایسا ہی کر دیا۔ ان کی عبادت ونذر ونیاز نہیں کی جاتی تھی جب تک وہ لوگ باقی رہے۔ جب وہ نسل گزر گئی اور ان کے بعد ان کی اولاد کا دور آیا، نیز اہل علم بھی باقی نہ رہے اور علم ختم ہو گیا تو ان کی عبادت کی جانے لگی۔'' (بخاری)

٧٢٩٥ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي طَـائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِيْنَ إِلَـى سُوْقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَـرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ فَقَالُوْا: مَالَكُمْ؟ فَقَالُوْا: حِيْـلَ بَيْـنَـنَـا وَبَيْـنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَـلَيْـنَـا الشُّهُـبُ قَالَ: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَـرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الأَرْضِ وَمَـغَـارِبَهَـا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّـذِي حَـدَثَ فَـانْـطَلَقُوْا فَضَرَبُوْا مَشَارِقَ الأَرْضِ وَمَـغَـارِبَهَـا يَنْظُرُوْنَ مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّـذِي حَـالَ بَيْـنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ: فَـانْـطَـلَـقَ الَّـذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِـنَـخْـلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ

٧٢٩٥۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بازار عکاظ میں تشریف لے گئے۔ اس دور میں شیاطین پر آسمان کی خبر بند کر دی گئی تھی اور ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے تھے۔ شیاطین نے کہا کہ کوئی بڑی چیز حائل ہوئی ہے جو پہلے کبھی نہیں تھی۔ پس مشرق ومغرب میں تلاش کرو۔ ان میں سے ایک جماعت تہامہ میں آئی اور بازار عکاظ کی طرف آتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے نمازِ فجر راستے میں ادا کی۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو اس کے لیے وہ خاموش ہو گئے اور سننے لگے۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ وہ چیز ہے جو ہمارے درمیان اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہو چکی ہے۔ وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ گئے اور انہوں نے اپنے قوم کو کہا: اے ہماری قوم! ''ہم نے عجیب تلاوت سنی ہے۔ وہ عجیب قرآن ہدایت کی راہنمائی کرتا ہے اور ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سورت

(٧٢٩٥) بخاری: ٤٩٢١.

الْـفَـجْـرِ فَـلَـمَّـا سَمِعُوْا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوْا لَهُ فَقَـالُـوْا هٰـذَا الَّـذِيْ حَـالَ بَيْـنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَـرِ السَّـمَـاءِ فَهُـنَـالِكَ رَجَعُوْا إِلَى قَوْمِهِمْ فَـقَـالُـوْا يَـاقَـوْمَـنَا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْـدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَـدًا﴾ وَأَنْـزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌمِنَ الْجِنِّ﴾ .

نازل ہوئی: ''آپ ﷺ کہہ دیں میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن سنا ہے۔''

٧٢٩٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِنَّمَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ . (هُمَا لِلْبُخَارِي: ٤٩٢١)

۷۲۹۶۔ ''اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی طرف جنات کی گفتگو کو وحی کے ذریعے نازل کیا گیا۔'' (بخاری اور مسلم)

٧٢٩٧ـ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَوْلُ الْجِنِّ لِـقَـوْمِهِـمْ: ﴿لَـمَّـا قَـامَ عَبْـدُ بْنُ عَبَّاسًالِلَّهِ يَـدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ قَالَ: لَمَّا رَأَوْهُ يُـصَـلِّـي وَأَصْـحَابُهُ يُصَلُّوْنَ بِصَلاتِهِ فَيَسْـجُـدُوْنَ بِسُـجُـوْدِهِ قَـالَ تَعَجَّبُوْا مِنْ طَـوَاعِيَةِ أَصْـحَـابِهِ لَهُ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ: ﴿لَمَّا قَـامَ عَبْـدُ الـلّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ . (رواه الترمذي: ٣٣٢٣)

۷۲۹۷۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان ہے کہ جب انہوں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور دیکھا کہ آپ کے اصحاب بھی آپ کی نماز کے ساتھ ہی نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ سجدہ بھی کرتے ہیں تو آپ ﷺ کے سجدے کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں۔ تو ان کو اس پر تعجب ہوا کہ صحابہ آپ کی اس طرح اطاعت کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اپنی قوم کو کہا: ''جب وہ اللہ کا بندہ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے رب کو پکارا تو قریب تھا کہ وہ لوگ (صحابہ) اس پر گر پڑتے۔''

شرح:...... ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ جنوں والا نبی ﷺ کی بعثت کی ابتداء میں ہوا ہے۔

اور ایک قول ہے کہ اس طرح ستاروں کا ٹوٹنا نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے نہ تھا۔ اسی لیے اس کے وقوع کے بعد ان لوگوں نے کاہنوں سے رجوع کیا تھا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ پہلے ایسا نہ ہوتا تھا اب کیوں ہوا ہے؟

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آپ کی بعثت سے پہلے تھا۔ پرانے عرب شعراء نے اس کا ذکر کیا ہے۔ دونوں روایات میں مطابقت کی یہ صورت ہے کہ پہلے بھی یہ ٹوٹتے تھے لیکن اتنے شدید نہ تھے شیاطین کو روکا گیا کہ وہ آسمان سے چوری بات نہ سن سکیں اور یہ کبھی ٹوٹتے تھے کبھی نہ ٹوٹتے تھے اور یہ شہاب ثاقب گرتے ہوئے ہر طرف نظر نہ آتے تھے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کی

(٧٢٩٦) بخاری: ٤٩٢١.

(٧٢٩٧) ترمذی: ٣٣٢٣ـ صحيح الاسناد: ٢٦٤٧ـ بخاری: ٧٧٣ـ مسلم: ٤٤٩ـ احمد: ٢٢٧١.

بعثت کے بعد ان میں شدت پیدا ہوئی جو بھی شیطان چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے تو ہر جانب سے اس پر شہاب ثاقب گرتا اور ان کے سننے میں یہ رکاوٹ بن گئے اور مسلسل شیطانوں کو لگنے لگے۔ یہ نبوت کی نشانی اور معجزہ ہے۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ یہ ستارہ ٹوٹ کر اس لیے لگتا تھا کہ وحی محفوظ رہے تو جب وحی منقطع ہوگئی تو اب اسے بھی منقطع ہونا چاہیے۔

اس کا حل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ جس رات ستارہ ٹوٹا ہوتا ہم کہتے یا تو کوئی عظیم آدمی فوت ہوا ہے یا پیدا ہوا ہے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نظر نہیں آتا۔ بات یہ ہے کہ ہمارا رب جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو آسمان والوں کو اس کی خبر دیتا ہے۔ یہ خبر آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ تو جن اس سے اچکنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر انہیں یہ شہاب ثاقب مارے جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اب بھی شہاب ثاقب مارنے کا سبب ختم نہیں ہوا۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جنوں کے آنے کے واقعات متعدد ہیں۔ ایک یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے شروع میں آئے۔ ان کی آمد کا سبب یہی تھا کہ انہیں شہاب ثاقب گرنے پر پریشانی ہوئی، پھر یہ آپ کی تلاش میں نکلے۔ دوسرا یہ ہے کہ جس میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس میں جن قرآن سننے اور احکام سیکھنے آئے تھے اور پوری توجہ سے انہوں نے یہ احکام سنے تھے۔ ان جنوں کی تعداد (۹) بتائی جاتی ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فرمانبرداری اور عبادت گزاری اور سجدہ ریزی سے بہت متاثر ہوئے تھے اور ایمان لائے تھے۔ ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ شیاطین اور جنوں کا وجود ہے اور یہ ایک ہی قسم ہیں ان کا نام شیطان یا جن ایمان اور کفر کی وجہ سے ہے۔ ان میں سے ایمان والے کو شیطان نہیں کہہ سکتے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز باجماعت ہجرت سے پہلے ہی مشروع تھی اور سفر میں بھی جماعت کرانا مسنون ہے اور نماز صبح میں قراءت ظاہر کرنا مسنون ہے۔ (فتح الباری: ۸/۶۷۳)

۷۲۹۸ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْمُزَّمِّلِ: ﴿قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا نِصْفَهُ﴾ نَسَخَتْهَا الآيَةَ الَّتِي فِيْهَا ﴿عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ وَنَاشِئَةُ اللَّيْلِ أَوَّلُهُ وَكَانَتْ صَلَاتُهُمْ لِأَوَّلِ اللَّيْلِ يَقُوْلُ: هُوَ أَجْدَرُ أَنْ تُحْصُوْا مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَذٰلِكَ أَنَّ الإِنْسَانَ إِذَا نَامَ لَمْ يَدْرِ مَتَى يَسْتَيْقِظُ وَقَوْلُهُ:

۷۲۹۸۔ ”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آیت: ”کھڑے ہوں رات کو مگر تھوڑا حصہ یا اس کا نصف۔ اس کو منسوخ کیا اس آیت نے جو اسی سورت میں ہے: ”اللہ کو علم ہے کہ تم اس پر کار بند نہیں رہو گے، لہٰذا اللہ نے تم پر رجوع فرمایا تو تم پڑھا کرو جس قدر آسان ہو قرآن میں سے۔“ رات کا اٹھنا سے اوّل رات مراد ہے۔ فرمایا: وہ زیادہ یقینی ہے کہ تم پابندی کر سکو گے اس کی، جو رات کا قیام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے۔ یہ اس لیے کہ انسان جب سو جاتا ہے تو اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس وقت

(۷۲۹۸) ابو داود: ۱۳۰۴۔ حسن، البانی: ۱۱۵۶.

أَقْـوَمُ قِيْلاً هُـوَأَجْـدَرُأَنْ يَـفْـقَـهَ فِي الْقُرْآنِ وَقَـوْلُـهُ: ﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِسَبْحاً طَوِيْلاً﴾ يَـقُـوْلُ فَـرَاغـاً طَـوِيْلاً . (رواه أبـو داود: ١٣٠٤)

بیدار ہو گا۔اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وہ زیادہ درست ہے بات میں۔'' مراد یہ ہے کہ اس سے قرآن فہمی میں زیادہ مدد حاصل ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک آپ کے تیرے لیے دن میں طویل کام ہے۔'' کہا: طویل فراغت ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سال تک اسی طرح رات کی نماز پڑھتے رہے تھے، پھر اس نماز کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور استحباب باقی ہے۔(عون المعبود: ۱/۵۰۳)

٧٢٩٩۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: الـصَّـعُـوْدُ جَبَـلٌ مِنْ نَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيْهِ الْـكَـافِـرُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا وَيَهْوِي فِيْهِ كَذٰلِكَ أَبَدًا . (رواه الترمذي: ٢٥٧٦)

۷۲۹۹۔ ''سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الصعود جہنم کی ایک گھاٹی ہے اس پر کافر ستر سال چڑھتا رہے گا اور پھر ستر سال تک اُترتا رہے گا اور یہ عذاب ہمیشہ ہوگا اور وہ اسی طرح تکلیفوں میں رہے گا۔(ترمذی)

٧٣٠٠۔ وللأوسط بضعف: الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِـنْ نَـارٍ، يُكَلَّفُ أَنْ يَّصْعَدَهُ، فَإِذَا وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ ذَابَتْ، فَإِذَا رَفَعَهَا عَادَتْ، فَإِذَا وَضَعَهَا عَلَيْهِ ذَابَتْ،فَإِذَا رَفَعَهَا عَادَتْ .

۷۳۰۰۔ ''الاوسط کی ضعیف سند کے ساتھ روایت ہے کہ الصعود جہنم کے اندر آگ کا ایک پہاڑ ہے۔ کافر کو اس پر چڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔ جب اس پر ہاتھ رکھے گا تو ہاتھ پگھل جائے گا اور جب ہاتھ اٹھائے گا تو پھر صحیح حالت میں واپس آجائے گا۔ جب دوبارہ رکھے گا تو پھر پگھل جائے گا اور جب اُٹھائے گا تو پھر واپس صحیح ہو جائے گا۔''

٧٣٠١ـ عَـنْ جَـابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ نَـاسٌ مِـنَ الْيَهُـوْدِ لِأُنَـاسٍ مِنْ أَصْحَـابِ النَّبِيِّ ﷺ: هَـلْ يَـعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَـنَّـمَ . قَالُوْا: لَانَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا . فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! غُلِبَ أَصْحَابُكَ الْيَوْمَ . قَالَ: وَبِمَا غُلِبُوْا .

۷۳۰۱۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کے بعض لوگوں نے صحابہ میں سے بعض سے پوچھا: کیا تمہارے نبی کو جہنم کے داروغے فرشتوں کی تعداد کا علم ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں تو علم نہیں، البتہ ہم آپ ﷺ سے سوال کریں گے۔ تو ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: یا محمد! آپ کے اصحاب آج مغلوب ہو گئے۔ آپ نے فرمایا:

(٧٢٩٩) ترمذی: ٢٥٧٦ـ ضعيف: ٦٥٧ـ احمد: ١١٣٠٥ـ البانی: ٦٥٧.

(٧٣٠٠) طبرانی اوسط وفيه عطية وهو ضعيف، هيثمی: ١٤٥٢.

(٧٣٠١) ترمذی: ٣٣٢٧ـ ضعيف، البانی: ٦٥٨ـ احمد: ١٤٤٦٩.

قَالَ سَأَلَهُمْ يَهُوْدُ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ فَمَا قَالُوْا قَالَ قَالُوْا لاَ نَدْرِي حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا قَالَ أَفَغُلِبَ قَوْمٌ سُئِلُوْا عَمَّا لاَ يَعْلَمُوْنَ فَقَالُوْا لاَ نَعْلَمُ حَتَّى نَسْأَلَ نَبِيَّنَا لٰكِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوْا نَبِيَّهُمْ فَقَالُوْا ﴿أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ عَلَيَّ بِأَعْدَاءِ اللّٰهِ إِنِّي سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ الدَّرْمَكُ فَلَمَّا جَاءُوْا قَالُوْا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ؟ قَالَ: هٰكَذَا وَهٰكَذَا فِي مَرَّةٍ عَشَرَةٌ وَفِي مَرَّةٍ تِسْعَةٌ قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: فَسَكَتُوْا هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالُوْا: خُبْزَةٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْخُبْزُ مِنَ الدَّرْمَكِ. (رواه الترمذي: ٣٣٢٧)

کس بات سے وہ مغلوب ہوئے؟ اس نے کہا: یہود نے پوچھا تھا کہ تمہارا نبی (ﷺ) جہنم کے داروغوں اور خازنوں کی تعداد جانتا ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں، البتہ ہم آپ ﷺ سے پوچھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ قوم مغلوب ہوسکتی ہے جب ان سے وہ چیز پوچھی جائے جس کا ان کو علم نہ ہو تو وہ کہہ دیں کہ ہم نہیں جانتے یہاں تک کہ ہم اپنے نبی ﷺ سے سوال کریں گے۔

مگر یہود نے تو اپنے نبی سے سوال کیا تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کو ظاہر دکھا دے۔ یہود کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان سے جنت کی مٹی کے بارے میں سوال کرتا ہوں اور وہ نرم مٹی ہے۔ راوی نے کہا: جب وہ آئے تو انہوں نے کہا: ابو القاسم! جہنم کے خازن فرشتوں کی تعداد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح اور اس طرح ہے۔ ایک بار دس انگلیوں کا اشارہ کیا اور ایک بار نو انگلیوں کا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کی مٹی کیا چیز ہے؟ راوی نے کہا: تھوڑی ساعت وہ خاموش ہو گئے اور پھر انہوں نے کہا: اے ابو القاسم! وہ روٹی ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: روٹی نرم مٹی سے ہے۔

٧٣٠٢ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: فِي هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقَى فَمَنِ اتَّقَانِي فَلَمْ يَجْعَلْ مَعِيَ إِلٰهًا فَأَنَا أَهْلٌ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ. (رواه الترمذي: ٣٣٢٨)

٧٣٠٢۔ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے اس آیت: ﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ ''وہ اہل ہے تقویٰ کا اور وہ اہل ہے مغفرت کا'' کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میں اس قابل ہوں کہ جو مجھ سے ڈرے اور میرے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرائے تو میں اس کو بخش دوں۔'' (یہ دو روایات ترمذی کی ہیں)

(٧٣٠٢) ترمذي: ٣٣٢٨۔ ضعيف، الباني: ٦٥٩۔ ابن ماجه: ٤٢٩٩۔ احمد: ١٢٠٣٤۔ دارمي: ٢٧٢٤.

من سورة القيامة إلى آخر القرآن

سورت القیامہ سے قرآن مجید کے آخر تک

٧٣٠٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكُمْ كَمَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا، وَقَالَ سَعِيْدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَارَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا، فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿لاَتُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ جَمْعُهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ وَتَقْرَأَهُ، ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ: فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَاقَرَأَهُ. (رواه البخاري: ٥)

٧٣٠٣ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ نزول قرآن کے وقت بہت مشقت اٹھاتے تھے اور آپ ﷺ اپنے لب مبارک کو حرکت دیتے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تمہارے سامنے اپنے لب ہلاتا اور حرکت دیتا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ اپنے دولب مبارک ہلاتے تھے۔ ابن جبیر نے کہا: میں تمہارے سامنے اپنے لبوں کو ہلاتا ہوں جیسا ابن عباس نے ان دونوں کو ہلایا تھا۔ پھر اس نے اپنے لب ہلائے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''اپنی زبان کو حرکت نہ دیں تاکہ آپ جلدی جلدی پڑھیں اس قرآن کو، بے شک ہمارے ذمے ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا'' یعنی اللہ آپ کے دل (سینے) میں اس کو جمع کرے گا پھر آپ اس کو پڑھیں گے۔ ''پس جب ہم اس کو پڑھیں تو پیچھے ٹھہر اس کے پڑھنے کے۔'' فرمایا: یعنی سن اور خاموش ہو جا، پھر ہم پر ہے اس کا پڑھانا۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام آتے تو آپ ﷺ خاموش ہو جاتے اور جب وہ چلے جاتے تو آپ ﷺ اسی طور پر پڑھتے جیسا انہوں نے پڑھا تھا۔''

٧٣٠٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: ﴿تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ قَالَ: كُنَّانَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ فَوْقَ ذٰلِكَ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصْرَ (كَأَنَّهُ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ) حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتَّى تَكُوْنَ كَأَوْسَاطِ

٧٣٠٤ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''وہ (جہنم) چنگاریاں پھینکتی ہوگی محل کی مانند۔'' کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ موسم سرما کے لیے ہم تین ہاتھ طویل لکڑی اٹھاتے یا اس سے بھی لمبی ہوتی تھی، اس کو ہم قصر کہتے تھے۔ قولہ: ''گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔'' کی تفسیر میں کہا: جب کشتی کی

(٧٣٠٣) بخاری: ٥ـ مسلم: ٤٤٨ـ ترمذی: ٣٣٢٩ـ نسائی: ٩٣٥ـ احمد: ١٩١٣.

(٧٣٠٤) بخاری: ٤٩٣٣.

الرِّجَالِ. (رواه البخاري: ٤٩٣٣)

رسیاں جمع کی جائیں تو وہ کجاوے کی مثل ہو جاتی ہیں۔'' (بخاری)

٧٣٠٥ـ وللأوسط بلين عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: ﴿تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ كَالشَّجَرِ وَالْجِبَالِ، وَلٰكِنَّهَا مِثْلَ الْمَدَائِنِ وَالْحُصُوْنِ.

۷۳۰۵۔ ''الاوسط میں ضعیف سند سے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جہنم کی چنگاریاں نہ تو درختوں کی مانند ہیں نہ پہاڑوں کی طرح ہیں، وہ تو بڑے بڑے شہروں اور قلعوں کی مانند ہیں۔''

٧٣٠٦ـ عَنْ عِكْرِمَةَ: ﴿وَكَأْساً دِهَاقاً﴾ قَالَ مَلْأَى مُتَتَابِعَةً. قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اسْقِنَا كَأساً دِهَاقًا. (رواه البخاري: ٣٨٤٠)

۷۳۰۶۔ ''عکرمہ رحمہ اللہ سے ﴿وَكَأْساً دِهَاقاً﴾ کی تفسیر کے ضمن میں منقول ہے وہ فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے: ''بھرے پیالے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا وہ زمانہ جاہلیت میں کہتے تھے: ''ہمیں بھرے پیالے پلا دو۔'' (بخاری کی روایات ہیں)

٧٣٠٧ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُنْزِلَ ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ فِي ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ الْأَعْمَى أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرْشِدْنِي وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ وَيَقُوْلُ: أَتَرَى بِمَا أَقُوْلُ بَأْساً فَيَقُوْلُ: لَا! فَفِي هٰذَا أُنْزِلَ. (رواه الترمذي: ٣٣٣١)

۷۳۰۷۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: عَبَسَ وَتَوَلّٰى سیدنا ابن ام مکتوم نابینا کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنا شروع کر دیا: یا رسول اللہ! مجھے مسئلہ بتایئے۔

اس وقت آپ ﷺ کے پاس مشرکین کے سردار بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم سے اعراض فرمایا اور دوسروں کی طرف متوجہ رہے اور آپ ﷺ فرماتے تھے: کیا یہ جو میں نے کہا ہے اس میں کوئی حرج ہے؟ تو وہ کہتے: نہیں پس اسی کے متعلق یہ سورت نازل ہوئی۔'' (مالک وترمذی)

٧٣٠٨ـ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عُمَرَ قَرَأَ: ﴿فَاكِهَةً وَأَبًّا﴾ قَالَ: فَمَا الْأَبُّ؟ ثُمَّ قَالَ: مَاكُلِّفْنَا

۷۳۰۸۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا: ﴿فَاكِهَةً وَأَبًّا﴾ پھر کہا: اَبُّ کیا چیز ہے؟ پھر کہا: ہمیں یہ حکم تو

(٧٣٠٥) طبراني اوسط، وفيه، خديج بن معاوية وهو ضعيف وقال، ابو حاتم، محله الصدق يكتب حديثه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١١٤٥٩.

(٧٣٠٦) بخاري: ٣٨٤٠.

(٧٣٠٧) ترمذي: ٣٣٣١ـ صحيح الاسناد: ٢٦٥١ـ مالك: ٤٧٥.

(٧٣٠٨) بخاري تعليقًا.

أَوْمَا أُمِرْنَا بِهٰذَا . (للبخاري تعليقا)

نہیں دیا نہ ہم پر یہ جاننا فرض کیا گیا ہے۔'' (بخاری)

٧٣٠٩ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : الْوَائِدَةُ وَالْمَوْءُوْدَةُ فِي النَّارِ . (رواه أبو داود: ٤٧١٧)

٧٣٠٩۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ زندہ دفنا نے والی اور جس کو زندہ دفنایا گیا، دونوں آگ میں ہیں۔'' (ابوداؤد)

شـرح:...... جاہلیت میں لوگ فقر یا عار کی وجہ سے بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ مشرکوں کے بچوں کو بھی عذاب ہوتا ہے۔

زندہ درگور کرنے والی کو عذاب اس لیے ہے کہ وہ کافرہ ہے اور جسے زندہ درگور کیا گیا وہ بھی چونکہ کفر پر ہوتی ہے وہ بھی آگ میں ہوئی۔

لیکن یہ قانون نہیں کہ کافروں کے بچے دوزخی ہیں۔ یہ ایک خاص واقعہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنی بیٹی کو زندہ درگور کیا ہے۔ یہ اس وقت آپ نے کہا تھا یا پھر آپ نے اس وقت کہا تھا کہ جب آپ کو اطلاع نہ تھی کہ معصوم بچے دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۶۶)

٧٣١٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَوَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَقَلْبَهُ وَهُوَالرَّانُ الَّذِي ذَكَرَاللّٰهُ ﴿كَلَّابَلْ رَّانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَاكَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ . (رواه الترمذي: ٣٣٣٤)

٧٣١٠۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ جب گناہ کو ترک کردے اور توبہ کرلے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ پھر گناہ کرتا ہے تو سیاہی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ سیاہی اس کے دل کو گھیر لیتی ہے، یہی وہ (ران) زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے: ''ہرگز نہیں زنگ ہے ان کے دلوں پر اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔'' (ترمذی)

شـرح:...... دل کو کپڑے سے تشبیہ دی جاتی ہے جس طرح اس کپڑے پر سیاہی کا نقطہ ڈالیں تو وہ داغ نظر آتا ہے اسی طرح گناہ کا اثر دل پر ہوتا ہے۔

شیشے اور تلوار پر داغ لگا ہوا سے صاف کردیں تو مٹ جاتا ہے اسی طرح انسان جب گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے تو دل کا داغ مٹ جاتا ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو یہ داغ بڑھتا جاتا ہے۔

(٧٣٠٩) ابو داود: ٤٧١٧.

(٧٣١٠) ترمذی: ٣٣٣٤ـ حسن، البانی: ٢٦٥٤ـ ابن ماجه: ٤٢٤٤ـ احمد: ٢٨٩٢.

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک جیسی کتاب پر یہ ایمان نہیں لاتے، ان کے دلوں پر گناہوں کی کثرت سے زنگ لگ چکا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۴۰۰)

۷۳۱۱۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ حَالاً بَعْدَ حَالٍ، قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ. (رواه البخاري: ٤٩٤٠)

۷۳۱۱۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ کے فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''تم چڑھو گے ایک طبق سے دوسرے طبق پر'' یعنی ایک حال سے دوسرے حال پر۔ یہ بات تمہارے نبی نے فرمائی ہے۔'' (بخاری)

شرح:...... یعنی پہلے ماں کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے پھر جنم لے کر دنیا میں آتا ہے پھر اس کا دودھ چھڑایا جاتا ہے پھر جوان ہوتا ہے اور پھر بوڑھا ہوتا ہے پھر فنا ہو جاتا ہے انہی طبقات کا آیت میں ذکر ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۶۹۸)

۷۳۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْيَوْمُ الْمَوْعُوْدُ، يَوْمُ الْقِيَامَةَ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُوْدُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلاَغَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ، فِيْهِ سَاعَةٌ لاَ يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللّٰهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ وَلاَيَسْتَعِيْذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ. (رواه الترمذي: ٣٣٣٩)

۷۳۱۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم موعود قیامت کا دن ہے اور یوم مشہود عرفے کا دن ہے اور شاہد جمعہ مبارک کا دن ہے اور جمعہ سے افضل کوئی دن نہیں جس میں سورج طلوع ہوا ہو یا وہ غروب ہوا ہو۔ اس میں ایک ساعت ہے اگر اس کے مطابق کوئی مؤمن بندہ اللہ سے کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا اور اگر کسی شر سے پناہ طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دے گا۔'' (ترمذی)

۷۳۱۳۔ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيّ قَالَ: وَشَاهِدٌ وَمَشْهُوْدٌ، الشَّاهِدُ جدى ﷺ، وَالْمَشْهُوْدُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ تَلاَ: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيْرًا﴾ وَتَلاَ: ﴿ذٰلِكَ يَوْمٌ مَجْمُوْعٌ لَهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ﴾. (للصغير: ١١٣٧)

۷۳۱۳۔ ''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: شاہد سے مراد میرے نانا محمد ﷺ ہیں اور مشہود قیامت کا دن ہے، پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''بے شک ہم نے آپ ﷺ کو شاہد گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' اور انہوں نے یہ آیت بھی تلاوت کی: ''یہ دن ہے اس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور یہ دن ہے حاضر کیا گیا (مشہود)۔'' (الاوسط والصغیر، سند ضعیف)

(٧٣١١) بخاری: ٤٩٤٠.

(٧٣١٢) ترمذی: ٣٣٣٩۔ حسن، البانی: ٢٦٥٩.

(٧٣١٣) طبرانی صغیر: ١١٣٧۔ اوسط، وفیه یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی وهو ضعیف، هیثمی: ١١٤٨١.

٧٣١٤ــ أَبُوْذَرٍّ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: إِنَّ لِلْمَسْجِدِ تَحِيَّةً، قُلْتُ: وَمَا تَحِيَّتُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ رَكْعَتَانِ تَرْكَعُهُمَا قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ شَيْئًا مِمَّا فِي صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى؟ قَالَ: يَا أَبَاذَرٍ اقْرَأْ: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقٰى إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الأُوْلٰى صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى﴾ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا كَانَتْ؟ قَالَ: كَانَتْ عِبَرًا كُلُّهَا: عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ ثُمَّ يَفْرَحُ . عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالنَّارِ ثُمَّ يَضْحَكُ، عَجِبْتُ لِمَنْ رَأَى الدُّنْيَا وَتَقَلُّبَهَا بِأَهْلِهَا ثُمَّ يَطْمَئِنُّ، عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْقَدْرِ ثُمَّ يَنْصُبُ، عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْحِسَابِ ثُمَّ لاَيَعْمَلُ. (رواه رزين)

۷۳۱۴۔ ''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مسجد میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد کا تحفہ ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا: مسجد کا تحفہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تو دو رکعتیں پڑھ۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! تو کیا اللہ نے آپ ﷺ پر کوئی حصہ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں سے نازل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! تو یہ آیات تلاوت کر: ''بے شک کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور اپنے رب کا نام ذکر کیا پس نماز پڑھی۔ بلکہ تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت تو بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہ بات پہلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں۔'' میں نے عرض کی: کیا کیا چیز تھی۔ آپ نے فرمایا: سب ہی عبرت تھیں۔ مجھے تعجب ہے اس پر جو موت آنے کا یقین رکھتا ہے پھر بھی مسرور رہتا ہے۔ مجھے تعجب ہے اس پر جو آگ پر یقین رکھتا ہے پھر بھی ہنستا ہے۔ مجھے تعجب ہے اس پر جو دنیا کو اپنے رہنے والوں کے ساتھ ہیر پھیر کرتے دیکھتا ہے پھر بھی اس پر بھروسہ کرتا ہے۔ تعجب ہے اس پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے پھر اپنی تدبیر مضبوط سمجھتا ہے اور مجھے تعجب ہے اس پر جو حساب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی عمل نہیں کرتا۔'' (رزین)

٧٣١٥ــ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ ﴿الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ فَقَالَ: هِيَ الصَّلاَةُ بَعْضُهَا شَفْعٌ وَبَعْضُهَا وِتْرٌ. (رواه الترمذي: ٣٣٤٢)

۷۳۱۵۔ ''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سے ''جفت اور طاق'' کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ نماز کی رکعات ہیں بعض جفت اور بعض طاق ہیں۔'' (ترمذی)

٧٣١٦ــ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ

۷۳۱۶۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں:

(٧٣١٤) رزين.

(٧٣١٥) ترمذي: ٣٣٤٢ـ ضعيف الاسناد: ٦٦١ـ احمد: ١٩٤٣٣.

(٧٣١٦) احمد: ١٤١٠٢ـ بزار، ورجالهما رجال الصحيح غير عياش بن عقبة وهو ثقة، هيثمي: ١١٤٩٠.

الْعَشْرَ عَشْرُ الأَضْحَى وَالْوَتْرُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّفْعَ يَوْمُ النَّحْرِ. (رواه أحمد: ١٤١٠٢، والبزار)

﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ دس رات ذوالحجہ کی مراد ہیں اور شفع اور وتر سے مراد۔ یوم الاضحیٰ اور یوم عرفہ ہے۔''

٧٣١٧ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ. (رواه البخاري: ٤٩٤٢)

۷۳۱۷۔ ''سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خطبے میں فرماتے ہوئے سنا: جب اس قوم کا بدنصیب شخص اونٹنی کی طرف اُٹھا جو طاقتور پختہ ارادہ رکھنے والا، اپنی قوم میں محفوظ ترین آدمی تھا، زمعہ قریشی کے باپ کی طرح۔'' (الشیخان، الترمذی)

شرح:...... اس میں تین چیزیں بیان ہوئی ہیں:

(۱) اونٹنی کو مارنے کا (۲) خواتین سے حسن سلوک کا

(۳) ہوا خارج ہو تو اس پر ہنسا نہ جائے۔

اس اونٹنی کاٹنے والے کم بخت کو عزت میں اور قوت میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے چچا کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۷۰۶)

٧٣١٨ـ اِبْنِ الزُّبَيْرِ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى﴾ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ. (رواه البزار: ٢٢٨٩، بلين)

۷۳۱۸۔ ''سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی: ''اور نہیں ہے اس پر احسان کسی کا مگر وہ اللہ کی خوشنودی تلاش کرتا ہے جو بہت بلند ہے اور عنقریب وہ راضی ہوگا۔ کہا: یہ آیت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔'' (البزار نے روایت کیا ہے مگر سند میں کمزوری ہے۔)

٧٣١٩ــ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رضي الله عنه الْبَجَلِي قَالَ: اشْتَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ

۷۳۱۹۔ ''سیدنا جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو ایک یا دو رات قیام اللیل کے لیے نہ اُٹھے۔ مشرکین میں سے ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا محمد! میں امید کرتی ہوں کہ تیرے ساتھ جو شیطان تھا اس نے

(٧٣١٧) بخاري: ٤٩٤٢.

(٧٣١٨) بزار: ٢٢٨٩ـ وفيه، مصعب بن ثابت وثقه ابن حبان وضعفه جماعة وشيخ البزار لم يسمعه، هيثمي: ١١٤٩٦.

(٧٣١٩) بخاري: ٤٩٥٠ـ مسلم: ١٧٩٧ـ احمد: ١٨٣١٩.

قَـدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُلَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلاثَةٍ فَـأَنْـزَلَ الـلّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَـجَـى مَـا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَـا قَلٰى﴾ . (رواه البخاري: ٤٩٥٠)

تجھے چھوڑ دیا ہے۔دورات سے میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ تیرے قریب نہیں آیا۔ پس یہ قرآن نازل ہوا: ''قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے! تجھے تیرے رب نے نہیں چھوڑا اور نہ وہ بیزار ہوا۔'' (الشیخان)

٧٣٢٠ــ عَـنْ جُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِـي غَارٍ فَدِمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَـلْ أَنْـتِ إِلَّاإِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِي سَبِيْـلِ الـلّٰـهِ مَـا لَـقِيْـتِ، قَالَ: وَأَبْطَأَعَلَيْهِ جِبْـرِيْـلُ عَـلَيْـهِ السَّلَامُ فَـقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: قَـدْوُدِّعَ مُـحَـمَّـدٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾ . (رواه الترمذي: ٣٣٤٥)

٧٣٢٠۔''سیدنا جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غار میں بیٹھا تھا، آپ ﷺ کی انگلی زخمی ہوگئی تو آپ نے فرمایا: نہیں ہے تو مگر ایک انگلی ہی اور اللہ کی راہ میں زخمی ہوئی ہے ۔ ایک روایت میں ہے: جبریل علیہ السلام نے نازل ہونے میں تاخیر کی تو مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ کو چھوڑ دیا گیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہوا ہے۔'' (الترمذی)

شرح:...... ایک وحی کا وقفہ وہ تھا جو ابتدائے وحی میں ہوا تھا۔ وہ تو دو تین دن رہا تھا۔ یہ وقفہ جس کا ذکر سورت والضحیٰ میں ہے یہ کئی دن طویل رہا تھا۔ (فتح الباری: ۸/ ۷۱۰)

٧٣٢١ـــ اِبْـنُ مَسْـعُـوْدٍ، رَفَـعَـهُ:لَوْكَـانَ الْـعُسْـرُفِـي جُحْرٍ لَدَخَلَ عَلَيْهِ الْيُسْرُ حَتَّى يُـخْرِجَهُ، ثُمَّ قَرَأَ ﷺ: ﴿مَـعَ الْعُسْرِيُسْرًا﴾ . (للكبير: ٩٩٧٧ ، بضعف)

٧٣٢١۔''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: اگر تنگی کسی سوراخ میں بھی ہوتی تو اس کے پاس آسانی ضرور داخل ہوجاتی اور تنگی کو نکال باہر کرتی، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔''

شرح:...... اس میں کشادگی کے قریب ہونے کی بشارت ہے کہ جو تنگی برداشت کرتا ہے وہ ضرور آسانی دیکھے گا۔ (ایسر التفاسیر: ۱۷۷۰)

٧٣٢٢ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ ، قَـالَ كَـانَ النَّبِيُّ ﷺ يُـصَلِّي فَجَاءَ أَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ أَلَمْ

٧٣٢٢۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ابوجہل آ نکلا اور اس نے کہا: کیا

(٧٣٢٠) ترمذی: ٣٣٤٥۔ صحیح، البانی: ٢٦٦٥۔ بخاری: ٢٨٠٢۔ مسلم: ١٧٩٦۔ احمد: ١٨٣٢٠۔

(٧٣٢١) طبرانی کبیر: ٩٩٧٧۔ وفیه ابو مالك النخعي وهو ضعيف، هيثمي: ١١٥٠٠۔

(٧٣٢٢) ترمذی: ٣٣٤٩۔ صحیح الاسناد: ٢٦٦٨۔ احمد: ٢٣١٧۔

أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا أَلَمْ أَنهَكَ عَـنْ هٰذَا، فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَزَبَرَهُ فَقَالَ أَبُـوْجَهْـلٍ: إِنَّكَ لَتَـعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍأَكْثَرَ مِنِّي فَـأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهْ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ فَـقَـالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ: فَـوَالـلّٰـهِ لَوْدَعَا نَادِيَهُ لَاَخَـذَتْــهُ زَبَــانِيَةُ اللّٰـهِ. (رواه الترمذی: ۳۳۴۹)

اس سے میں نے تجھے منع نہیں کیا؟ تین بار اس نے ایسے ہی کیا۔ نبی ﷺ نے واپس مڑتے ہوئے اس کو دھکا دے کر ہٹایا تو اس نے کہا: تجھے معلوم ہے کہ اس علاقے میں اپنی مدد کے لیے بلا کر جمع کرنے والا مجھ سے زیادہ کوئی نہیں، یعنی میرے حمایتی سب سے زیادہ ہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ اپنے اہل مجلس کو بلائے ہم بھی زبانیہ فرشتے کو بلاتے ہیں۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کی قسم! اگر وہ اپنے حمایتوں کو بلاتا تو اللہ کا فرشتہ زبانیہ اس کو پکڑ لیتا۔'' (ترمذی)

شرح:...... جتنا سخت انداز ابوجہل سے اختیار کیا گیا ہے اور کسی سے نہیں اپنایا گیا۔ حالانکہ عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ پر حالت نماز میں اوجھ پھینکی تھی اگرچہ ان دونوں نے نماز کی حالت میں اذیت دی تھی۔ عقبہ نے اوجھ پھینکی اور ابوجہل نے گردن مارنے کا کہا تھا۔ اس ابوجہل کا جرم عقبہ کے جرم سے زیادہ سنگین تھا۔ اس لیے اسے سخت ڈانٹا تھا۔ میدان بدر میں دونوں قتل ہوگئے۔ (فتح الباری: ۸/۷۲۴)

۷۳۲۳۔ أَبُوْمُوْسَى: أَنَّهُ قَالَ فِي: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ إِنَّهَـا أَوَّلُ سُـوْرَةٍ نَـزَلَـتْ عَلَـى النَّبِيِّ ﷺ. (للكبير)

۷۳۲۳۔ ''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: سورت اقـرأ بـاسم ربك سب سے پہلی سورت ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔'' (الکبیر)

۷۳۲۴۔ اِبْـنِ عَبَّـاسٍ: أُنْـزِلَ الْـقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً، حَتَّى وُضِعَ فِي بَيْتِ الْعِزَّةِ، فِي سَمَاءِ الـدُّنْيَا، وَنَـزَلَـهُ جِبْـرِيْـلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ، بِجَوَابِ كَلَامِ الْعِبَادِ وَأَعْمَالِهِمْ. (رواه البزار: ۲۲۹۰، والكبير)

۷۳۲۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سارا قرآن پاک ایک بار نازل کیا گیا اور آسمان دنیا میں بیت العزت میں رکھا گیا اور وہاں سے جبریل علیہ السلام بندوں کے سوالات اور ان کے اعمال کے بارے میں بطور جواب محمد ﷺ پر لاتے اور نازل کرتے رہے۔'' (البزار، الکبیر)

۷۳۲۵۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَـى عُمَرَيَسْأَلُهُ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى رَأْسِهِ مَرَّةً

۷۳۲۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سوال کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کبھی

(۷۳۲۳) طبرانی کبیر ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ۱۱۵۰۲.

(۷۳۲۴) بزار: ۲۲۹۰۔ طبرانی کبیر، باختصار ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ۱۱۵۰۶.

(۷۳۲۵) احمد: ۲۰۶۰۸۔ ورجاله رجال الصحيح۔ بخاری: ۶۴۳۶۔ مسلم: ۱۰۴۹۔ ترمذی: ۳۷۹۳۔ ابن ماجه: ۵۰۷.

وَإِلَـى رِجْـلَيْـهِ أُخْـرَى هَـلْ يَرَى عَلَيْهِ مِنَ الْبُـؤْسِ شَيْـئًـا ثُـمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: كَمْ مَالُكَ؟ قَـالَ: أَرْبَـعُوْنَ مِنَ الإِبِلِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُلْتُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ لَوْكَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَـان مِـنْ ذَهَـبٍ لاَبْتَـغَى الثَّـالِـثَ وَلاَيَـمْلاَجُوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّاالتُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ فَقَالَ عُمَرُ: مَا هٰذَا فَقُلْتُ هٰـكَـذَا أَقْـرَأَنِيْهَـا أُبَـيٌّ قَالَ فَمَرَّبِنَا إِلَيْهِ قَالَ فَـجَـاءَ إِلَـى أُبَيِّ فَقَالَ مَايَقُوْلُ هٰذَا قَالَ أُبَيٌّ هٰـكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَفَأُثْبِتُهَا فَأَثْبَتَهَا. (رواه أحمد: ٢٠٦٠٨)

اس کے سر کی طرف اور کبھی اس کے پاؤں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا کہ کیا اس پر افلاس اور بھوک کے آثار پائے جاتے ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تیرا کتنا مال ہے؟ اس نے کہا: چالیس اونٹ ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے: ''اگر ابن آدم کے پاس دو وادیاں سونے کی موجود ہوں تو وہ تیسری وادی کی تلاش میں لگ جاتا ہے اور ابن آدم کے پیٹ کو خاک کے سوا کوئی چیز نہیں بھرتی اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع کرتا ہے جو توبہ کرے۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو نے کیا پڑھا ہے؟ میں نے کہا: اُبی رضی اللہ عنہ نے مجھے اسی طرح پڑھایا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چل میرے ساتھ اُبی رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ اُبی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: اے اُبی! یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی طرح پڑھایا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنی قرأت میں ملا لوں؟ کہا: ہاں۔'' (احمد)

٧٣٢٦ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْرَةَ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿يَـوْمَـئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ قَالَ: أَتَـدْرُوْنَ مَـاأَخْبَـارُهَا؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْـلَـمُ، قَـالَ: فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُـلِّ عَبْـدٍ أَوْ أَمَةٍ بِـمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا أَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَهٰذِهِ أَخْبَارُهَا. (رواه الترمذی: ٢٤٢٩)

٧٣٢٦۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اس دن زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی۔'' آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اخبار اس کی کیا ہیں؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کی اخبار یہ ہیں کہ زمین گواہی دے گی بندے مرد اور عورت پر کہ اس پر اس نے یہ عمل کیا ہے۔ وہ کہے گی: فلاں، فلاں دن یہ اور یہ اعمال کئے ہیں۔ پس زمین کا خبر دینا یہ ہے۔'' (ترمذی)

٧٣٢٧ـــ عَـنْ صَـعْـصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْـفَـرَزْدَقِ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَـقَرَأَ عَلَيْهِ

٧٣٢٧۔ ''صعصعہ بن معاویہ، جو مشہور شاعر فرزدق کا چچا تھا، اس نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو

(٧٣٢٦) ترمذی: ٢٤٢٩۔ ضعیف الاسناد: ٦٦٤۔ احمد: ٨٦٥٠.

(٧٣٢٧) احمد: ٢٠٠٧٠۔ طبرانی کبیر مرسلاً ومتصلا ورجال الجميع رجال الصحيح، هيثمی: ١١٥١٣.

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ قَالَ: حَسْبِي لاَ أُبَالِ أَنْ لاَأَسْمَعَ غَيْرَهَا . (رواه أحمد: ٢٠٠٧٠، والكبير)

آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''جس نے رائی برابر نیکی کی وہ اس کو دیکھے گا'' اور جس نے رائی برابر بدی کی وہ اس کو دیکھے گا۔'' تو اس نے عرض کی: میرے لیے یہ قرآن ہی کفایت کرتا ہے، مجھے کوئی پروانہیں کہ اس کے سوا میں کوئی آیت نہ سنوں۔'' (احمد، الکبیر)

٧٣٢٨ـ أَبُوْأُمَامَةَ، رَفَعَهُ: الْكَنُوْدُ الَّذِي يَأْكُلُ وَحْدَهُ، وَيَمْنَعُ رَفْدَهُ، وَيَضْرِبُ عَبْدَهُ . (للكبير: ٧٧٧٨)

۷۳۲۸۔ ''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''اَلْكَنُوْدُ سے وہ شخص مراد ہے جو تنہا کھاتا ہے اور اپنی مہمان نوازی سے محروم رکھتا ہے اور اپنے غلام کو مارتا پیٹتا ہے۔'' (الکبیر)

٧٣٢٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ قَالَ النَّاسُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! عَنْ أَيِّ النَّعِيْمِ نُسْأَلُ، فَإِنَّمَا هُمَا الأَسْوَدَانِ وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ وَسُيُوْفُنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا؟ قَالَ: إِنَّ ذٰلِكَ سَيَكُوْنُ . (رواه الترمذي: ٣٣٥٧)

۷۳۲۹۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں سوال ہو گا۔'' لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سی نعمتوں کا سوال ہو گا؟ ہمارے پاس تو کھانے پینے کے لیے صرف دو سیاہ چیزیں (کھجور اور پانی) ہیں اور دشمن سر پر حاضر رہتا ہے اور ہماری تلواریں ہمارے شانے پر رہتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''سوال ہو کر رہے گا۔''

٧٣٣٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَوَّلَ مَايُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيْمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيَكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ . (رواه الترمذي: ٣٣٥٨)

۷۳۳۰۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے نعمتوں میں سے قیامت کے دن جسمانی صحت کا سوال ہو گا۔ بندے سے کہا جائے گا: کیا ہم نے تجھے صحت مند جسم نہیں دیا اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا۔''

٧٣٣١ـ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الْمَاعُوْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَارِيَةَ الدَّلْوِ وَالْقِدْرِ . (رواه أبوداود: ١٦٥٧)

۷۳۳۱۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم عہد نبوی میں الماعُوْنَ سے مراد مستعار ڈول اور ہنڈیا لیتے تھے۔''

(٧٣٢٨) طبرانی کبیر: ٧٧٧٨ـ فی اسنادین وفی احدهما جعفر بن الزبير وهم ضعيف وفي الآخر لم اعرفه، هیثمی: ١١٥١٦.
(٧٣٢٩) ترمذی: ٣٣٥٧ـ حسن، البانی: ٢٦٧٣.
(٧٣٣٠) ترمذی: ٣٣٥٨ـ صحیح، البانی: ٢٦٧٤.
(٧٣٣١) ابو داود: ١٦٥٧ـ حسن، البانی: ١٤٥٩.

٧٣٣٢ـ اِبْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾ قَالَ: الْعَارِيَةُ. (للكبير: ١٢٣٥٤)

۷۳۳۲۔ ''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الماعُوْنَ سے مراد مستعار چیز لی ہے۔'' (الکبیر)

٧٣٣٣ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذْ أَغْفَى إِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا، فَقُلْنَا: مَاأَضْحَكَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًاسُوْرَةٌ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْإِنَّ شَانِئَكَ هُوَالأَبْتَرُ﴾ ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَاالْكَوْثَرُ؟ فَقُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ نَهْرٌوَعَدَنِيْهِ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌكَثِيْرٌهُوَحَوْضٌ تَرِدُعَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُوْمِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَأَقُوْلُ رَبِّ إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِي فَيَقُولُ مَاتَدْرِي مَاأَحْدَثَتْ بَعْدَكَ. (رواه مسلم: ٤٠٠)

وَفِي رِوَايَةٍ:لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ أَتَيْتُ عَلَى نَهْرٍ، حَافَتَاهُ قُبَابُ اللُّؤْلُؤِ الْمُجَوَّفِ، فَقُلْتُ:مَا هٰذَا يَاجِبْرِيْلُ؟ قَالَ:هٰذَا الْكَوْثَرُ. (رواه البخاري: ٤٩٦٤)

۷۳۳۳۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک نیچے کر دیا۔ پھر مسکراتے ہوئے سر اُٹھایا تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کیوں مسکرائے؟ آپ نے فرمایا: ابھی میرے اُوپر ایک سورت نازل ہوئی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔ پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی دے۔ تیرا دشمن ہی بے اولاد ہوگا۔'' پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ ''کوثر'' کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس میں بہت سی بھلائیاں موجود ہیں اور اسی پر میرا حوض ہوگا جس پر قیامت کے دن میری امت حاضر ہوگی۔ اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کی مانند ہے۔ کچھ لوگوں کو وہاں سے پیچھے ہٹایا جائے گا تو میں کہوں گا: اے رب تعالیٰ! یہ میری امت کے افراد ہیں۔ اللہ فرمائے گا: تجھے کیا معلوم انہوں نے تیرے بعد کیا کیا ہے؟

اور ایک روایت میں کہ جب میں شبِ معراج آسمان پر گیا تو میں ایک نہر پر پہنچا۔ اس کے کنارے جوف دار موتی سے بنائے گئے تھے۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ کوثر ہے۔''

٧٣٣٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: فِي

۷۳۳۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الکوثر کی تفسیر خیرِ کثیر سے کی

(٧٣٣٢) طبراني كبير: ١٢٣٥٤ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١١٥٢٣.

(٧٣٣٣) مسلم: ٤٠٠ـ بخاري: ٤٩٦٤ـ ابو داود: ٤٧٤٧ـ ترمذي: ٣٣٥٩ـ نسائي: ٩٠٤ـ احمد: ١٣٣٦٥.

(٧٣٣٤) بخاري: ٤٩٦٦.

الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ ، قَالَ: أَبُوْبِشْرٍ قُلْتُ: لِسَعِيْدِبْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ ، فَقَالَ سَعِيْدٌ النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ . (رواه البخاري: ٤٩٦٦)

ہے اور یہ وہ خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔ابو بشر نے ابن جبیر سے کہا: کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ جنت میں ایک دریا ہے تو اس نے کہا: وہ دریا جو جنت میں ہے وہ اس خیر میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔'' (بخاری)

٧٣٣٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْكَوْثَرُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ ، تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ . (رواه الترمذي: ٣٣٦١)

٧٣٣٥ـ ''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ الکوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے دو کنارے سونے کے ہیں اور اس کی تہہ موتی اور یاقوت سے ہے اور اس کی خاک کستوری سے زیادہ خوشبو دار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے۔'' (ترمذی)

٧٣٣٦ـ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قَالَتْ: نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ ﷺ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ . (رواه البخاري: ٤٩٦٥)

٧٣٣٦ـ ''ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سورۃ کوثر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: کوثر وہ نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو دی گئی ہے۔اس کے دونوں کنارے جوف دار موتی سے بنے ہوئے ہیں اور اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔'' (بخاری)

٧٣٣٧ـ اِبْنِ عَبَّاسٍ' قَالَتْ قُرَيْشٌ: لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ' وَسَيَمُوْتُ وَيَنْقَطِعُ أَثَرُهُ' فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الأَبْتَرُ﴾ . (رواه رزين)

٧٣٣٧ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے کہا: اِس نبی کی کوئی نرینہ اولاد نہیں، لہٰذا جب یہ فوت ہوگا تو اس کا نام ونشان ہی مٹ بھی جائے گا۔پس سورت کوثر نازل ہوئی۔اس کی آخری آیت ہے: ''تیرا دشمن ہی ابتر اور بے اولاد ہوگا۔'' (رزین)

٧٣٣٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ

٧٣٣٨ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجھے

(٧٣٣٥) ترمذی: ٣٣٦١۔ صحیح، البانی: ٢٦٧٧۔ ابن ماجه: ٤٣٣٤۔ احمد: ٦٤٤٠.

(٧٣٣٦) بخاری: ٤٩٦٥۔ احمد: ٢٥٨٧١.

(٧٣٣٧) رزین.

(٧٣٣٨) بخاری: ٤٩٧٠۔ ترمذی: ٣٣٦٢۔ احمد: ٣١١٧.

يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ، فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مَنْ قَدْعَلِمْتُمْ، فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّالِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَاتَقُوْلُوْنَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنَّ نَحْمُدَ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ لِي: أَكَذَاكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! فَقُلْتُ: لَا! قَالَ: فَمَا تَقُوْلُ؟ قُلْتُ: هُوَأَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَمَهُ لَهُ، قَالَ: إِذَا جَاءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَذٰلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّامَاتَقُوْلُ. (رواه البخاري: ٤٩٧٠)

اہل بدر کی محفل میں بلاتے اور ان کے ساتھ بٹھاتے تھے۔ بعض بدری صحابہ نے دل میں غصہ رکھا اور انہوں نے کہا: اس کو ہمارے ساتھ کیوں شریک محفل کرتے ہو اس جیسے ہمارے بیٹے بھی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ان میں سے ہے جن کا علمی مرتبہ ومقام تم بھی جانتے ہو۔ پھر ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے محفل طلب کی اور اس کو ان لوگوں کے ساتھ محفل میں داخل کیا۔ وہ کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ صحابہ کو میرا علمی ذوق دکھانے کے لیے ہی بلایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حاضرین مجلس! تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ''جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی۔'' بعض نے کہا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد بیان کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں کہ اس نے ہماری مدد کی اور ہمیں فتح دی ہے اور بعض خاموش رہے اور کچھ بھی نہ کہا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اے ابن عباس! تو بھی یہی بات کہتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی اجل اور موت کا وقت بتایا گیا ہے۔ فرمایا: ''جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے'' تو یہ آپ ﷺ کی اجل کی علامت ہے ''پس آپ اپنے رب کی حمد وثنا بیان کریں اور مغفرت طلب کریں۔ یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اس سورت کا وہی مفہوم سمجھتا ہوں جو تو نے کہا ہے۔''

٧٣٣٩ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلُهُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ. (رواه البخاري: ٣٦٢٧)

۷۳۳۹۔ ''ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: ہمارے بیٹے اسی جیسے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جس حیثیت کا ہے تو جانتا ہی ہے۔'' (البخاری، الترمذی)

شرح: ...... اس میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت نمایاں ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جوان کے لیے دعا کی تھی کہ اللہ کریم انہیں قرآن کی تفسیر سکھا دے۔ اس کا اثر ان پر ظاہر ہوا تھا۔

اس میں یہ بھی ثابت ہوا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی نعمت بیان کر سکتا ہے بشرطیکہ فخر نہ ہو، صرف مقصد یہ ہو کہ اسے اس

(٧٣٣٩) بخاری: ٣٦٢٧.

سے تعارف کروانا ہے اور اللہ کی نعمت کا اظہار کرنا ہے۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر علم میں رسوخ کے ساتھ کی جائے۔(فتح الباری: ۸/ ۷۲۶)

۷۳٤٠۔ وَعَنْهُ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ جَاءَتِ امْرَأَةُ أَبِي لَهَبٍ، وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: لَوْتَنَحَّيْتَ لَاتُؤْذِيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: إِنَّهُ سَيُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، فَأَقْبَلَتْ حَتَّى وَقَفَتْ عَلَى أَبُوْبَكْرٍ، فَقَالَتْ: يَاأَبَا بَكْرٍ هَجَانَا صَاحِبُكَ" فَقَالَ: لَاوَرَبِّ هٰذِهِ الْبِيْنَةِ مَا يَنْطِقُ بِالشِّعْرِ، فَقَالَتْ: إِنَّكَ لَمُصَدِّقٌ، فَلَمَّا وَلَّتْ، قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: مَارَأَتْكَ فَقَالَ: لَا، مَازَالَ مَلِكٌ يَسْتُرُنِي حَتَّى وَلَّتْ. (للبزار: ٢٢٩٤، والموصلی)

۷۳۴۰۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نازل ہوئی سورت اللھب کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں۔تو ابولہب کی بیوی آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے تھے۔ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے دور چلے جائیں۔اے اللہ کے رسول! یہ عورت آپ کو ایذا نہیں پہنچا سکے گی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اور اس کے درمیان پردہ کر دیا جائے گا۔وہ عورت آئی اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کھڑی ہوئی اور اس نے کہا: اے ابوبکر! تیرے رفیق نے ہماری ہجو کی ہے۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کعبہ کے رب کی قسم! وہ تو شعر نہیں کہتے۔اس نے کہا: تو اس کی تصدیق کرنے والا ہے۔جب وہ واپس چلی گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے نے پردہ میرے اوپر ڈالے رکھا یہاں تک کہ وہ واپس چلی گئی۔''(البزار، الموصلی)

۷۳٤١۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ وَالصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْوَلَمْ يُوْلَدْ لِأَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُوْلَدُ إِلَّا سَيَمُوْتُ وَلَاشَيْءٌ يَمُوْتُ إِلَّاسَيُوْرَثُ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَايَمُوْتُ وَلَايُوْرَثُ ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ قَالَ: لَمْ يَكُنْ لَهُ شَبِيْهٌ وَلَاعِدْلٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ. (رواه الترمذی: ٣٣٦٤)

۷۳۴۱۔''سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے رب کا ہمارے سامنے نسب بیان کریں۔پس یہ سورت نازل ہوئی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں: وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔اس لیے کہ جو چیز جنی جاتی ہے تو وہ ضرور مرتی ہے۔جو چیز بھی مرتی ہے تو اس کی میراث لینے والا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نہ مرتا ہے اور نہ اس کی میراث کوئی حاصل کرتا ہے۔اور اس کی برابری کا کوئی نہیں ہے۔یعنی اس کا شبیہ اور مثل کوئی نہیں اور اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔''(ترمذی)

(٧٣٤٠) بزار: ٢٢٩٤۔ موصلی۔ بزار نے اسے حسن الاسناد کہا ہے۔لیکن اس میں عطاء بن سائب ہے جو مختلط ہو گیا تھا۔هیثمی: ١١٥٢٩.

(٧٣٤١) ترمذی: ٣٣٦٤۔ حسن دون قوله، والحمد الذی: ٢٦٨٠۔ احمد: ٢٠٧١٤.

٧٣٤٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيْدَنِي كَمَابَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ أَعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَاللّٰهُ وَلَدًا وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفْئًاأَحَدٌ. (رواه البخاري: ٤٩٧٤)

۷۳۴۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم نے میری تکذیب کی ہے اور اس کو تکذیب کرنے کا حق نہیں تھا اور ابن آدم نے مجھے گالی دی ہے اور اس کو گالی دینے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اس مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ زندہ نہیں کر سکے گا جیسے اوّل مرتبہ اس نے مجھے پیدا کیا ہے، حالانکہ اوّل مرتبہ پیدا کرنا، میرے لیے زیادہ آسان نہیں دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے (یعنی دونوں مرتبہ برابر ہے) اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ حالانکہ میں تو ایک ہوں، بے نیاز ہوں، میں نے نہ تو کسی کو جنا ہے اور نہ میں جنا گیا ہوں اور نہیں ہے کوئی میری برابری کرنے والا میں ایک ہوں۔'' (بخاری ونسائی)

٧٣٤٣ـ عَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ، فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ قِيْلَ لِي، فَقُلْتُ: فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه البخاري: ٤٩٧٦)

۷۳۴۳۔ ''زر بن حبیش رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا معوذتین کے بارے میں اور میں نے کہا: اے ابومنذر! تیرا بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا ویسا کہتا ہے۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان دو سورتوں کے بارے میں سوال کیا تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کہا گیا ہے کہ کہہ دے تو میں نے قُلْ کہا ہے پس ہم بھی اسی طرح قل کہتے ہیں جیسے نبی ﷺ نے کہا ہے۔'' (بخاری)

٧٣٤٤ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَإِلَى الْقَمَرِ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! اسْتَعِيْذِي بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهٰذَا، فَإِنَّ هٰذَا هُوَالْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ. (رواه الترمذي: ٣٣٦٦)

۷۳۴۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا: اے عائشہ! اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کر، یہی وہ غاسق ہے جب یہ غروب ہو جائے۔'' (ترمذی)

٧٣٤٥ـ وَيُذْكَرُعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (الْوَسْوَاسِ)

۷۳۴۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الوسواس کی تفسیر میں کہا: جب

(٧٣٤٢) بخاری: ٤٩٧٤ـ نسائی: ٢٠٧٨ـ احمد: ٨٣٩٨.

(٧٣٤٣) بخاری: ٤٩٧٦ـ احمد: ٢٠٦٧٧.

(٧٣٤٤) ترمذی: ٣٣٦٦ـ حسن، صحيح: ٢٦٨١ـ احمد: ٢٥٤٦٩.

(٧٣٤٥) بخاری تعليقًا.

إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ذَهَبَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ. (للبخاری تعليقا)

کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس چھپ کر آتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر نہ کیا جائے تو وہ بچے کے دل پر مضبوط ہو جاتا ہے۔''

٧٣٤٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ، رَفَعَهُ: الشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، فَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ خَنَسَ، وَإِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ. (للبخاری تعليقا)

۷۳۴۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان ابن آدم کے دل پر زانوں کے بل بیٹھ جاتا ہے اور جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان چھپ کر چلا جاتا ہے اور جب انسان غافل ہو جائے تو وہ وسوسے دینے لگتا ہے۔''

٧٣٤٧ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَحُكُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ مِنْ مُصَاحِفِهِ وَيَقُوْلُ إِنَّهُمَا لَيْسَتَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. (رواه أحمد: ٢٠٦٨٣، والكبير)

۷۳۴۷۔ ''عبدالرحمٰن بن یزید نخعی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے قرآن کے نسخے سے معوذتین کو کھرچ دیتے تھے اور کہتے تھے: یہ تو کتاب اللہ میں سے نہیں ہیں۔'' (ابن احمد اور الکبیر)

٧٣٤٨ـ وَلَهُ وَلِلْبَزَّارِ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يَحُكُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ مِنَ الْمُصْحَفِ، وَيَقُوْلُ: إِنَّمَا أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَعَوَّذَ بِهِمَا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْرَأُ بِهَا. (رواه البزار: ٢٣٠١)

۷۳۴۸۔ ''الکبیر اور البزار کی روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے مصحف سے معوذتین کو کھرچ دیتے اور کہتے تھے: ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور عبداللہ ان کو بطور قرأت نہیں پڑھتے تھے۔''

❀❀❀❀

(٧٣٤٦) بخاری تعليقًا۔ مع فتح الباری: ٨/ ٧٤١.

(٧٣٤٧) احمد: ٢٠٦٨٣۔ طبرانی کبیر ورجال عبدالله رجال الصحيح ورجال الطبرانی ثقات، هيثمی: ١١٥٦٢.

(٧٣٤٨) البزار: ٢٣٠١۔ طبرانی ورجالهما ثقات، وقال البزار لم يتابع عبدالله احد من الصحابة وقد صح عن النبی انه قرء بهما فی الصلاة واثبتتا فی المصحف.

اَلْحَثُّ عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَآدَابِ التِّلَاوَةِ وَتَحْزِيْبِ الْقُرْآنِ

تلاوت قرآن کی ترغیب، تلاوت کے آداب، قرآن کے پارے، اجزاء وغیرہ بنانے کا بیان

٧٣٤٩۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَأَشَدُّ تَفَلُّتاً مِنَ الإِبِلِ فِي عُقُلِهَا. (رواه مسلم: ٧٩١)

۷۳۴۹۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس قرآن کو تلاوت کے ساتھ قابو رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! یہ اس اونٹ سے بھی جلد ذہنوں سے نکل جاتا ہے جسے اس کی رسی سے کھول دیا گیا ہو۔'' (الشیخان)

٧٣٥٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ. (رواه البخاري: ٥٠٣١)

۷۳۵۰۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن والے کی مثال اُونٹ والے کی سی ہے جس نے اس کو باندھا رکھا ہو۔ اگر اس کی نگرانی کرتا رہے تو اس کو روک کر رکھے گا اور اگر آزاد چھوڑا تو بھاگ جائے گا۔'' (الشیخان، الموطأ، النسائی)

٧٣٥١۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِئْسَمَا لأَحَدِهِمْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَنُسِّيَ اسْتَذْكِرُوْا الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّياً مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا. (رواه مسلم: ٧٩٠)

۷۳۵۱۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کے لیے یہ کہنا بری بات ہے کہ وہ کہے: میں فلاں اور فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ اس کو بھلا دیا گیا ہے، اور قرآن کو یاد رکھنے کی کوشش میں رہو۔ پس وہ مردوں کے سینے سے بھاگنے میں ان چوپائیوں سے زیادہ ہے جو اپنی رسّی سے بھاگتے ہیں جب ان کی رسی کھول دی جائے۔'' (الشیخان، الترمذی، النسائی)

شرح:...... ان احادیث میں قرآن پاک کی محافظت کی ترغیب ہے کہ اسے ہمیشہ پڑھا جائے اور مسلسل تلاوت کی جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مقاصد کی وضاحت کے لیے مثال بیان کرنا بھی مسنون ہے تاکہ دوسرے کے ذہن نشین ہوں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جس بات کی صداقت کا یقینی پتہ ہو تو اسے سامعین کے سینوں میں مضبوط کرنے کے لیے قسم اٹھانا بھی جائز ہے۔

(٧٣٤٩) مسلم: ٧٩١۔ بخاری: ٥٠٣٣.

(٧٣٥٠) بخاری: ٥٠٣١۔ مسلم: ٧٨٩۔ نسائی: ٩٤٢۔ ابن ماجه: ٣٧٨٣۔ احمد: ٥٢٩٣۔ مالك: ٤٧٣.

(٧٣٥١) مسلم: ٧٩٠۔ بخاری: ٥٠٣٩۔ ترمذی: ٢٩٤٢۔ نسائی: ٩٤٣۔ احمد: ٤٢٧٦۔ دارمی: ٢٧٤٥.

ان میں قرآن پاک کے بھول جانے کو اس اونٹنی سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی رسی سے آزاد ہو جائے تو وہ نکل جاتی ہے بندھی رہے تو قابو رہتی ہے۔قرآن کے حامل کو اونٹنی والے سے تشبیہ دی گئی ہے اور قرآن کو اونٹنی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور قرآن کی حفاظت کو اونٹنی کے باندھنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔(فتح الباری:۹/۸۳)

۷۳۵۲ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِيْنَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْأَعْجَمِيُّ فَقَالَ: اقْرَءُوْا فَكُلٌّ حَسَنٌ وَسَيَجِيْءُ أَقْوَامٌ يُقِيْمُوْنَهُ كَمَا يُقَامُ الْقَدْحُ يَتَعَجَّلُوْنَهُ وَلَايَتَأَجَّلُوْنَهُ. (رواأبوداودو: ۸۳۰)

۷۳۵۲۔''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے درمیان دیہاتی بھی تھے اور عجمی بھی تھے۔فرمایا: تم سب یہی پڑھتے رہو،تم سب اچھا پڑھتے ہو۔عنقریب کئی اقوام آئیں گی وہ اس کو ایسے سیدھا کر کے پڑھیں گے جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔وہ اس کا معاوضہ جلدی (دنیا میں) طلب کریں گے اور مؤخر نہیں کریں گے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... قرائے کرام میں سے فارسی، رومی اور حبشی بھی ہیں جیسا کہ سلمان،صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم ہیں اور دیہاتی بھی ہیں۔

بعد میں ایسے پڑھنے والے آئیں گے جو اس کے الفاظ کی ادائیگی میں تکلف کریں گے اور ریاکاری اور شہرت اور فخر کے لیے پڑھیں گے اور دنیا کی دولت کی طلب کریں گے اور قرآن کے معانی میں غور وخوض نہیں کریں گے۔

اس حدیث میں حرج دور کرنے کی ترغیب ہے اور آسانی پیدا کرنے کی فکر دی گئی ہے۔(عون المعبود:۱/ ۳۰۸)

۷۳۵۳ــ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: بَعَثَ أَبُوْ مُوْسَى الأَشْعَرِيُّ إِلَى قُرَّاءِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ ثَلَاثُ مِائَةِ رَجُلٍ قَدْ قَرَءُوْا الْقُرْآنَ، فَقَالَ: أَنْتُمْ خِيَارُأَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقُرَّاؤُهُمْ، فَاتْلُوْهُ وَلَايَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الأَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ كَمَاقَسَتْ قُلُوْبُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَإِنَّا كُنَّا

۷۳۵۳۔''ابو حرب بن ابو اسود کہتے ہیں: سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے قاری بلائے تو ان کے پاس تین سو (۳۰۰) مرد آئے جنہوں نے قرآن حفظ کیا ہوا تھا۔انہوں نے کہا: تم اہل بصرہ کے تمام لوگوں سے بہتر ہو اور تم ان لوگوں کے قاری ہو۔پس اس کی تلاوت کرتے رہو اور تم دنیوی زندگی کو طویل امیدوں سے وابستہ نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں کے دل سخت ہو گئے تھے۔

(۷۳۵۲) ابو داود: ۸۳۰ـ صحيح، البانى: ۷٤۰ـ احمد: ۱٤٤٤۱.
(۷۳۵۳) مسلم: ۱۰۵۰.

نَقْرَأُ سُوْرَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا فِي الطُّوْلِ والشِّدَّةِ [بِسُورَةِ بَرَاءَةَ] فَأُنْسِيْتُهَا غَيْرَأَنِّي قَدْحَفِظْتُ مِنْهَا لَوْكَانَ لِإِبْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لاَبْتَغَى وَادِياً ثَالِثاً وَلاَ يَمْلأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَكُنَّا نَقْرَأُسُوْرَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا بِإِحْدَى الْمُسَبِّحَاتِ فَأُنْسِيْتُهَا غَيْرَأَنِّي حَفِظْتُ مِنْهَا ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لاَ تَفْعَلُوْنَ﴾ فَتُكْتَبُ شَهَادَةً فِي أَعْنَاقِكُمْ فَتُسْأَلُوْنَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه مسلم: ١٠٥٠)

ہم قرآن پڑھا کرتے تھے اور اس میں ایک سورت کو طول میں سورت توبہ کے برابر شمار کرتے تھے۔ پس وہ مجھے بھلا دی گئی مگر میں نے اس میں سے صرف یہ یاد رکھا ہے: اگر ابن آدم کے پاس دو وادیاں مال سے بھری ہوں تو وہ تیسری وادی بھی طلب کرے گا اور ابن آدم کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرتی۔ اور ہم ایک سورت پڑھا کرتے تھے اور اس کو مسبحات (جیسے سورہ الجمعہ، التغابن اور حشر وغیرہ) کے مشابہ و برابر سمجھتے تھے اور مجھے وہ بھلا دی گئی ہے مگر اس میں سے مجھے یہ آیت یاد رہی ہے: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو پس یہ گواہی لکھ کر تمہاری گردن میں رکھی جائے گی اور تم سے اس کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔'' (مسلم)

٧٣٥٤ــ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: زَيِّنُوْا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ. (رواه أبوداود: ١٤٦٨)

۷۳۵۴۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو اپنی آواز کے ساتھ مزین کرو۔'' (ابوداؤد، نسائی)

٧٣٥٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَاأَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ. (رواه البخاري: ٥٠٢٤)

۷۳۵۵۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فرمایا: اللہ نے کسی شے کے لیے کان نہیں لگائے جیسے اس نے اپنے نبی کے لیے کان لگائے جو خوش الحانی سے قرآن پڑھتا تھا۔''

٧٣٥٦ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُبِهِ. (رواه البخاري: ٧٥٤٤)

۷۳۵۶۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اللہ نے کسی شے کے لیے کان نہیں لگائے جیسے اپنے نبی کے لیے کان لگائے جو خوش الحانی سے با آواز بلند قرآن پڑھتا ہے۔''

(٧٣٥٤) ابو داود: ١٤٦٨ـ صحيح،البانی: ١٣٠٢ـ نسائی: ١٠١٥ـ ابن ماجه: ١٣٤٢ـ دارمی: ٣٥٠٠ـ احمد: ١٨١٤٢.
(٧٣٥٥) بخاری: ٥٠٢٤ـ مسلم: ٧٩٢ـ ابو داود: ١٤٧٣ـ نسائی: ١٠١٧ـ احمد: ٧٧٧٣ـ دارمی: ٣٤٩١.
(٧٣٥٦) بخاری: ٧٥٤٤ـ مسلم: ٧٩٢ـ ابو داود: ١٤٧٣ـ نسائی: ١٠١٨ـ احمد: ٩٥١٣ـ دارمی: ٣٤٩٧.

۷۳۵۷ـــ وَفِـي أُخْـرَى: يَتَـغَـنَّـى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُبِصَوْتِهِ .

۷۳۵۷۔''اور ایک روایت میں ہے کہ قران کوخوش الحانی اور بلندآواز سے پڑھنے کے وقت کان لگا تا ہے۔''

۷۳۵۸ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُبِهِ . (رواه البخاري: ۷۵۲۷)

۷۳۵۸۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''وہ ہم میں سے نہ ہوگا جوقرآن کوخوش الحانی سے نہ پڑھتا ہواورآواز بلند نہ کرتا ہو۔''

۷۳۵۹ـــ حُـذَيْـفَةَ رَفَـعَـهُ: اقْرَءُوْا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا، وَإِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ أَهْـلِ الْعِشْقِ، وَلُحُوْنَ الْكِتَابِيِّيْنَ، وَسَيَجِيْءُ بَعْدِي قَوْمٌ يَرْجِعُوْنَ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ، لاَيُـجَـاوِزُحَـنَـاجِـرَهُـمْ، مَـفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ وَقَـلُـوْبُ الَّـذِيْـنَ يُعْجِبُهُمْ شَأْنُهُمْ . (رواه رزين)

۷۳۵۹۔''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، فرمایا: قرآن کوعربوں کے لہجے میں اور ان کی آواز میں پڑھو۔ اور عاشقوں کے لہجے سے بچتے رہو۔ اور اہل کتاب کا اندازِ قرأت بھی اختیار نہ کرو۔عنقریب میرے بعد ایک قوم آئے گی جو گانے اور نوحہ کرنے والوں کے طرز پر پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلے سے نیچے نہ اُترے گا۔ ان کے دل بھی فتنے میں رہیں گے اور ان کی اس حالت کو پسند کرنے والوں کے دل بھی فتنے میں پڑے ہوں گے۔'' (الرزین)

شــرح:...... یعنی قرآن پاک کی قراءت اچھی آواز ارعمدہ لہجہ سے کرواور اسے مزین کرکے پڑھنے کواپنا شعار بنا لو۔ (عون المعبود: ۱/ ۵۴۸)

آواز اچھی کرنے میں یہ سب چیزیں شامل ہیں کہ بلندآواز سے، پرسوز ترنم سے، ہر چیز اورخبر سے مستغنی ہوکراور طبیعت کوغنا میں لاکر تلاوت کرنا۔ وجہ یہ ہے کہ ترنم سے قرآن پڑھنے سے دل اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور رقت پیدا ہوتی ہے۔تکلف کے بغیرمخارج سے الفاظ نکالنا اورآواز میں حسن بھی ہو۔ (فتح الباری: ۹/۷۲)

۷۳۶۰ـــ عَـنْ أَبِـيْ سَـعِيْدٍ قَـالَ: اعْتَكَفَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي الْـمَسْـجِدِ فَسَمِعَهُمْ يَـجْهَـرُوْنَ بِالْقِرَاءَةِ فَكَشَفَ السِّتْرَوَقَالَ أَلاَ

۷۳۶۰۔''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مسجد میں اعتکاف کیا اور دیکھا کہ لوگ بالجہر قرآن پڑھتے ہیں۔ تو پردہ اُٹھایا اور فرمایا:خبردار! تم میں سے ہر ایک اپنے رب

(۷۳۵۷) بخاری: ۷۵٤٤۔ مسلم: ۷۹۲۔ ابو داود: ۱٤۷۳۔ نسائی: ۱۰۱۸۔ احمد: ۹۵۱۳۔ دارمی: ۳٤۹۷.
(۷۳۵۸) بخاری: ۷۵۲۷۔ مسلم: ۷۹۲۔ ابو داود: ۱٤۷۳۔ نسائی: ۱۰۱۷۔ احمد: ۷٦۱٤۔ دارمی: ۳٤۹۰.
(۷۳۵۹) رزین.
(۷۳٦۰) ابو داود: ۱۳۳۲۔ صحیح،ا لبانی: ۱۱۸۳۔ احمد: ۱۱٤۸٦.

إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ فَلاَيُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلاَ يَرْفَعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ أَوْقَالَ فِي الصَّلاَةِ. (رواه أبو داود: ١٣٣٢)

سے سرگوشی کرتا ہے۔تو ہرگز ایک دوسرے کو ایذا نہ پہنچاؤ اور ایک دوسرے کی قرأت میں خلل نہ ڈالو یا فرمایا: ''نماز میں خلل نہ ڈالو۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... اس سے یہ ثابت ہوا کہ رات کو مسجد میں بلند آواز سے تلاوت کرنا جائز ہے بشرطیکہ کسی کو اذیت نہ ہو اور ریا کاری اور خود پسندی سے پاک ہو۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس کی طرف سے خیر حاصل ہو اسے دعا دی جائے، نیز قراءت سننا سنت ہے۔ (عون المعبود:١/ ٥١٠)

٧٣٦١۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً يَقْرَأُ فِي سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ، فَقَالَ: يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْأَذْكَرَنِي كَذاَ وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا. (رواه البخاري: ٥٠٣٨)

٧٣٦١۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رات کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد کو ایک سورت تلاوت کرتے سنا تو فرمایا: ''اللہ فلاں پر رحم فرمائے اس نے فلاں اور فلاں آیت اس سورت کی جو مجھے بھلائی گئی تھی یاد کرادی۔'' (البخاری)

٧٣٦٢۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَاوَكَذَا. (رواه البخاري: ٢٦٥٥)

٧٣٦٢۔ایک روایت میں ہے: ''میں نے وہ فلاں آیات اس سورت سے ساقط کر دی تھیں۔'' (الشیخان،ابوداؤد)

شرح:......اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ کہنا کہ مجھ سے فلاں آیت گرا دی گئی ہے یہ جائز ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ جن باتوں کی تبلیغ کرتے تھے ان میں آپ معصوم ہیں اس کے علاوہ بھول ہوسکتی ہے لیکن یہ طاری نہیں رہ سکتی ہے بلکہ اسی وقت اطلاع ہو جاتی تھی یا پھر منسوخ کرنے کے لیے آپ کو وہ آیت بھلا دی جاتی تھی جسے منسوخ کرنا ہوتا تھا۔ (فتح الباری:٩/ ٨٦)

٧٣٦٣۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَتْ مَداًّ ثُمَّ قَرَأَ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) يَمُدُّ بِبِسْمِ

٧٣٦٣۔ ''قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی قرأت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ الفاظ کھینچ کھینچ کر ادا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے

(٧٣٦١) بخاری: ٥٠٣٨۔ مسلم: ٧٨٨۔ ابو داود: ١٣٣١۔ احمد: ٢٣٨١٤.

(٧٣٦٢)بخاری: ٢٦٥٥.

(٧٣٦٣) بخاری: ٥٠٤٦۔ ابو داود: ١٤٦٥۔ نسائی: ١٠١٤۔ ابن ماجه: ١٣٥٣۔ احمد: ١٣٦٦٢.

اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ . (رواه البخاري: ٥٠٤٦)

پڑھا:بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پس لمبا کیا بسم اللہ کو اور لمبا کیا الرحمٰن کو اور لمبا کیا الرحیم کو۔''

٧٣٦٤ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ أَوْكَلِمَةً غَيْرَهَا قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً . (رواه أبوداود: ٤٠٠١)

٧٣٦٤۔''ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی قرأت کے متعلق بتایا کہ آپ ﷺ ہر آیت کو جدا جدا پڑھتے تھے پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پڑھا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کہ آپ ﷺ ہر آیت جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔''

شرح:...... الف، واؤ، یاء کو پورا پورا پڑھا کرتے تھے اور ہر حرف کو دو یا تین گنا بڑھا کر پڑھتے تھے۔ زیادہ بھی دراز نہ کرتے تھے اعتدال کے ساتھ حرف لمبا کیا کرتے تھے۔ (فتح الباری:۹/ ۹۱)

٧٣٦٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ قَالَ فَقَرَأَ ابْنُ مُغَفَّلٍ وَرَجَّعَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْلَاالنَّاسُ لَاَخَذْتُ لَكُمْ بِذٰلِكَ الَّذِي ذَكَرَهُ ابْنُ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . (رواه مسلم: ٧٩٤)

٧٣٦٥۔''سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار سورت الفتح تلاوت کرتے دیکھا ہے۔ پس آپ کی قرأت میں (اونٹنی کی حرکت سے) ترجیع کا طرز پیدا ہوتا تھا۔ معاویہ بن قرہ نے کہا: لوگ اس طرح پڑھنے لگیں گے ورنہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی قرأت کا طرز میں تمہیں بتا دیتا جو انہوں نے نبی ﷺ سے نقل کیا۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

شرح:...... رسول اکرم ﷺ اپنے گلے مبارک میں بلاتکلف آواز میں سوز پیدا کر کے اور الفاظ قرآنی کو صحیح انداز میں ادا کر کے روانی سے تلاوت کر رہے تھے۔

رسول اکرم ﷺ ہمہ وقت مصروف عبادت رہا کرتے تھے حتیٰ کہ سواری پر بھی تلاوت فرما رہے ہیں۔ تلاوت اور عبادت کو ظاہر کرنا بھی جائز ہے اگرچہ بعض مقامات پر پوشیدہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ بشرطیکہ دوسرے کو اذیت نہ ہو اور تعلیم دینا مقصد ہو اور ریاکاری نہ ہو۔ (فتح الباری:۹/۹۲)

(٧٣٦٤) ابو داود: ٤٠٠١ـ صحيح، البانی: ٣٣٧٩ـ ترمذی: ٢٩٢٧.

(٧٣٦٥) مسلم: ٧٩٤ـ بخاری: ٤٢٨١ـ ابو داود: ١٤٦٧ـ احمد: ٢٠٠٣٥.

٧٣٦٦ـــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ قَـالَ قَـالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: اقْـرَأْ عَـلَـيَّ، قُلْتُ: آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِـنْ غَيْـرِيْ، فَـقَـرَأْتُ عَـلَـيْهِ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتَّـى بَـلَـغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْـدٍ وَجِـئْـنَـا بِكَ عَلَى هٰؤُلاَءِ شَهِيْدًا﴾ قَـالَ: أَمْسِكْ فَـإِذَا عَيْـنَـاهُ تَـذْرِفَانِ . (رواه البخاري: ٤٥٨٢)

٧٣٦٦۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں پڑھ کر آپ ﷺ کو سناؤں جب کہ وہ آپ پر نازل کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔ پس میں نے سورت النساء پڑھی اور جب میں اس آیت پر پہنچا: پس کیا حال ہوگا جب ہر قوم میں سے ہم ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس کرو۔ میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔''

شرح:...... آپ ﷺ اتنا زیادہ روئے کہ آپ کے رخسار اور داڑھی مبارک تر ہوگئی۔

نبی اکرم ﷺ اس لیے روئے تھے کہ آپ کو قیامت کی ہولناکیاں یاد آگئیں اور سفارش کرنے کی ذمہ داری سے روئے تھے۔ ایک یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ امت پر زحمت کی وجہ سے رونے لگے کہ آپ ان کے عمل پر گواہی دیں گے۔ اگر ان کے عمل اچھے ہوئے تو بہتر وگرنہ ان کے راہِ راست پر نہ ہونے کی وجہ سے انہیں عذاب ہوگا۔ (فتح الباری: ۹/ ۹۹)

٧٣٦٧ـ عَائِشَةَ: كَانَ أَبُوْبَكْرٍ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ كَثِيْرَ الْبُكَاءِ . (رواه رزين)

٧٣٦٧۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ قرآن مجید پڑھتے وقت بہت روتے تھے۔''

٧٣٦٨ـ أَسْـمَـاءَ: مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ السَّلَفِ يُـغْشَى عَلَيْهِ وَلاَ يُصْعَقُ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، إِنَّـمَـا كَـانُـوْا يَبْـكُـوْنَ وَيَقْشَعِرُّوْنَ، ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ . (رواه رزين)

٧٣٦٨۔ ''سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: پہلے لوگ قرآن کی قرأت کے وقت نہ تو غش کھاتے اور نہ بے ہوش ہوتے تھے۔ وہ صرف روتے تھے اور ان کے بدن پر بال کھڑے ہوجاتے تھے۔ پھر ان کے چمڑے نرم ہو جاتے اور ان کے دل اللہ کے ذکر میں لگ جاتے تھے۔''

(٧٣٦٦) بخاري: ٤٥٨٢ـ ترمذي: ٣٠٢٤ـ مسلم: ٨٠٠ـ ابو داود: ٣٦٦٨ـ ابن ماجه: ٤١٩٤ـ احمد: ٤١٠٧.

(٧٣٦٧) رزين. (٧٣٦٨) رزين.

٧٣٦٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ فَانْتَهَى إِلَى آخِرِهَا ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ﴾ فَلْيَقُلْ بَلَى وَأَنَا عَلَى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ. وَمَنْ قَرَأَ ﴿لاَ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ فَانْتَهَى إِلَى ﴿أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾ فَلْيَقُلْ بَلٰى وَمَنْ قَرَأَ ﴿وَالْمُرْسَلاَتِ﴾ فَبَلَغَ ﴿فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُوْنَ﴾ فَلْيَقُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ. قَالَ إِسْمٰعِيْلُ: ذَهَبْتُ أُعِيْدُ عَلَى الرَّجُلِ الأَعْرَابِيِّ وَأَنْظُرُ لَعَلَّهُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَتَظُنُّ أَنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ لَقَدْ حَجَجْتُ سِتِّيْنَ حَجَّةً مَا مِنْهَا حَجَّةٌ إِلاَّ وَأَنَا أَعْرِفُ الْبَعِيْرَ الَّذِيْ حَجَجْتُ عَلَيْهِ. (رواه أبوداود: ٨٨٧)

٧٣٦٩۔ ''سیدنا ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوتم میں سے سورت والتین والزیتون کی تلاوت کرے اور اس آیت پر پہنچے: ''کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم۔'' تو یہ کہے: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔اور جو سورت القیامہ پڑھے اور اس آیت پر پہنچ گیا: ''وہ قادر نہیں ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے۔'' تو کہے: ضرور قادر ہے ہمارے رب کی عزت کی قسم۔اور جو شخص سورت المرسلات کی تلاوت کرے اور اس آیت پر پہنچے: ''پس کس بات پر کلام الٰہی کے بعد ایمان لائیں گے۔'' تو کہے: ہم ایمان لائے اللہ پر۔ راوی اسمٰعیل نے کہا: جس اعرابی نے ابوہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے میں نے بار بار اعادہ کر کے اس سے یہ حدیث سنی۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ کلمات تبدیل کرتا ہے یا نہیں کرتا تو اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! کیا تجھے گمان ہے کہ یہ حدیث مجھے یاد نہ ہوگی؟ میں نے ساٹھ حج کیے ہیں اور ہر حج کے بارے میں مجھے بخوبی یاد ہے۔ میں اس اُونٹ کو بھی جانتا ہوں جس پر میں نے حج کیا ہے۔'' (ترمذی،ابوداوٗد)

٧٣٧٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى. (رواه أبوداود: ٨٨٣)

٧٣٧٠۔ سیدنا ابن عباسؓ نے کہا: نبی ﷺ جب تلاوت کرتے: تسبیح بیان کر اپنے رب اعلیٰ کی۔ تو کہتے تھے: ''پاک ہے میرا رب بلند تر۔''(ابوداوٗد)

شرح:...... دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے آیات رحمت پر اللہ سے اس کی رحمت کا سوال اور آیات عذاب پر عذاب سے محفوظ رہنے کا سوال کیا جائے۔ (شرح ابوداود: ١/٦٥٣)

(٧٣٦٩) ابو داود: ٨٨٧۔ ضعیف، البانی: ١٨٨۔ احمد: ٧٣٤٤.

(٧٣٧٠) ابو داود: ٨٨٣۔ صحیح، البانی: ٧٨٥۔ احمد: ١٠٦٧.

۷۳۷۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِمَا يَقُوْلُ فَلْيَضْطَجِعْ . (رواه مسلم: ۷۸۷)

۷۳۷۱۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو قیام کرے اور اس کی زبان پر قرآن مجید مشکل ہو جائے اور اس کو معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہتا ہے تو وہ لیٹ جائے۔'' (مسلم وابوداؤد)

شرح:...... اتنا نیند نے غلبہ کیا ہو کہ پڑھائی کے لیے زبان ہی نہ چل سکے اور پتہ نہ ہو کہ کیا پڑھ رہا ہے تو وہ پہلے نیند دور کرے پھر تلاوت کرے۔ (عون المعبود: ۱/ ۵۰۵)

۷۳۷۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَانَ فِي قَوْمٍ وَهُمْ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَاأَمِيرَالْمُؤْمِنِيْنَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَسْتَ عَلَى وُضُوْءٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُمَنْ أَفْتَاكَ بِهٰذَا أَمُسَيْلِمَةُ . (رواه مالك: ٤٦٩)

۷۳۷۲۔ ''محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک قوم میں موجود تھے اور وہ سب قرآن پڑھ رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کر رفع حاجت کے لیے گئے، پھر واپس قرآن پڑھتے ہوئے آ رہے تھے کہ ایک مرد نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ وضو کے بغیر قرآن پڑھ رہے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے یہ فتویٰ کس نے دیدیا؟ کیا مسیلمہ کذاب نے؟'' (مالک)

شرح:...... یہ آدمی جس نے امیر المومنین سے یہ سوال کیا تھا ایک قول ہے وہ بنو حنیفہ میں سے ہے۔ یہ پہلے مسیلمہ کذاب کے ساتھ ایمان لایا تھا پھر تائب ہوا اور صحیح مسلمان ہوگیا۔ اس لیے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ تجھے مسیلمہ نے فتویٰ دیا ہے۔ مسیلمہ کو جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے قتل کروایا تھا۔

اس سے یہ دلیل ہے کہ بغیر وضو قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو چہرہ مبارک سے نیند دور کرتے اور سورت آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرماتے تھے پھر وضو کر کے نماز پڑھتے۔ قرآن کی تلاوت صرف اس وقت نہ کرتے تھے جب حالت جنابت ہوتی۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۸)

۷۳۷۳۔ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اقْرَءُ وْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ

۷۳۷۳۔ ''جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید اسی وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل مانوس ہوں۔ جب دل پراگندہ ہوں

(۷۳۷۱) مسلم: ۷۸۷۔ ابو داود: ۱۳۱۱۔ ابن ماجه: ۱۳۷۲۔ احمد: ۱۷٤٥٠.

(۷۳۷۲) مؤطا: ٤٦٩.

(۷۳۷۳) مسلم: ٢٦٦٧۔ بخاری: ٧٣٦٥۔ دارمی: ٣٣٦١۔ احمد: ١٨٣٣٧.

فَقُوْمُوْا. (رواہ مسلم: ٢٦٦٧) تو اُٹھ جاؤ۔'' (الشیخان)

شرح:...... اس صورت میں اس لیے منتشر ہونے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اختلاف کی شر میں اضافہ نہ ہو۔

نیز جمعیت اور الفت قائم رکھنے اور فرقت اور اختلاف سے بچاؤ کا حکم ہے اور قرآن پاک میں ناحق جھگڑنے سے منع کیا گیا ہے۔

اس میں یہ چیز بھی آ جاتی ہے کہ ایک آیت ایک چیز پر دلالت کرتی ہے اور کسی کی رائے اس کے خلاف ہے تو وہ ایسی تاویل کرے کہ اسے اپنی رائے کے موافق کر دے، یہ بھی قرآن سے اختلاف ہے۔ (فتح الباری: ۱۰۲/۹)

٧٣٧٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فِي كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ اخْتِمْهُ فِي شَهْرٍ قُلْتُ: إِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ اخْتِمْهُ فِي عِشْرِيْنَ، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: اخْتِمْهُ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: اخْتِمْهُ فِي عَشَرَ، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَمَارَخَّصَ لِي. (رواه الترمذی: ٢٩٤٦)

۷۳۷۴۔ ''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کتنی مدت میں قرآن پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا: ایک ماہ میں ختم کر۔ میں نے کہا: اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: بیس ایام میں ختم کر۔ کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: پندرہ ایام میں ختم کر۔ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: دس ایام میں ختم کر۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: پانچ ایام میں ختم کر۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو آپ ﷺ نے مزید اجازت نہیں دی۔''

٧٣٧٥۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ وَلَاتَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ' قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قَالَ وَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّكَ لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُوْلُ بِكَ عُمْرٌ قَالَ فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ

۷۳۷۵۔ ''ایک روایت میں ہے فرمایا: سات ایام میں پڑھا کر اور اس سے زیادہ نہ کر۔ اس نے کہا: میں نے اپنے اُوپر سختی کی تو میرے اُوپر سختی کی گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا معلوم شاید تیری عمر طویل ہو۔ پس میں اس عمر کو پہنچ آیا ہوں جس کا آپ ﷺ نے فرمایا تھا اور اب جب میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی طرف

(٧٣٧٤) ترمذی: ٢٩٤٦۔ ضعیف الاسناد: ٥٦٧۔ البانی، بخاری: ٥٠٥٢۔ مسلم: ١١٥٩۔ ابو داود: ١٣٩٤۔ نسائی: ٢٤٠٠۔ ابن ماجه: ١٣٤٧۔ دارمی: ٣٤٨٦۔ احمد: ٦٩٨٤.

(٧٣٧٥) مسلم: ١١٥٩۔ بخاری: ٦٢٧٧۔ ابو داود: ٢٤٤٨۔ ترمذی: ٧٧٠۔ نسائی: ٢٤٠٣۔ ابن ماجه: ١٧١٢۔ دارمی: ٣٤٨٦۔ احمد: ٧٠٥٨.

نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ . (رواه مسلم: ١١٥٩)

٧٣٧٦ــ وَفِي أُخْرَى: فَإِنَّهُ لاَ يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَهُ فِـــي أَقَــلَّ مِــنْ ثَلاَثٍ . (رواه أبــوداود: ١٣٩٠)

٧٣٧٧ــ عَنْ أَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَصْحَـابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ يُـحَزِّبُوْنَ الْقُرْآنَ؟ قَالُوْا: ثَلاَثٌ وَخَمْسٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْـدَى عَشَـرَـةَ وَثَلاَثَ عَشَـرَـةَ وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ وَحْدَهُ . (رواه أبوداود: ١٣٩٣)

٧٣٧٨ــ عَنِ ابْنِ الْهَادِ قَالَ سَأَلَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ فَقَالَ لِي فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَـقُـلْـتُ مَـا أُحَـزِّبُـهُ فَقَالَ لِي نَافِعٌ لاَ تَقُلْ مَـاأُحَـزِّبُـهُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَرَأْتُ جُـزْءًا مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ . (رواه أبوداود: ١٣٩٢)

٧٣٧٩ــ عَـنْ عُـمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـنْ نَامَ عَـنْ حِـزْبِهِ أَوْعَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلاَةِ الْفَجْرِوَصَلاَةِ الـظُّهْـرِ كُتِـبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ . (رواه مسـلـم: ٧٤٧) ولـفـظ الموطأ: فَقَرَأَهُ حِيْنَ

سے رخصت قبول کی ہوتی۔''

۷۳۷۶۔ دوسری ایک روایت میں ہے: ''اس نے قرآن سمجھ کر نہیں پڑھا جس نے تین ایام سے کم مدت میں پڑھا۔'' (الشیخان، الترمذی، ابوداؤد)

۷۳۷۷۔ ''اوس بن حذیفہ نے کہا: میں نے اصحاب رسول ﷺ سے سوال کیا کہ وہ قرآن کی منازل کیسے متعین کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: تین سورتیں ایک منزل۔ پانچ سورتیں دوسری منزل، سات سورتیں تیسری منزل، نوسورتیں چوتھی منزل، گیارہ سورتیں پانچویں منزل، تیراہ سورتیں چھٹی منزل، اور بقیہ تمام مفصل سورتیں ساتویں منزل ہے۔'' (ابوداؤد)

۷۳۷۸۔ ''ابن الھاد نے کہا: نافع بن جبیر نے مجھ سے پوچھا: تو کتنے ایام میں قرآن مجید پڑھتا ہے؟ میں نے کہا: میں تو متعین حزب نہیں پڑھتا۔ اس نے کہا: یہ نہ کہو کہ قرآن کی حزب نہیں پڑھتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''میں نے قرآن کا ایک جز پڑھا'' راوی نے کہا: میرا گمان ہے کہ یہ روایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔'' (ابوداؤد)

۷۳۷۹۔ ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رات کو اپنا حزب تلاوت کرنے کے بغیر سو جائے یا کچھ حصہ حزب کا نہ پڑھ سکے اور پھر وہ نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھے تو اس کے لیے لکھا جائے گا کہ گویا اس نے رات کو پڑھا ہے۔'' مسلم نے روایت کی ہے

(٧٣٧٦) ابو داود: ١٣٩٣ـ صحيح، البانی: ١٢٣٩ـ بخاری: ١٩٧٨ـ مسلم: ١١٥٩ـ ترمذی: ٢٩٤٩ـ نسائی: ٢٣٩٠ـ ابن ماجه: ١٣٤٧ـ احمد: ٦٩٨٤ـ دارمی: ٣٤٨٦.

(٧٣٧٧) ابو داود: ١٣٩٣ـ ضعيف: ٢٩٧ـ ابن ماجه: ١٣٤٥.

(٧٣٧٨) ابو داود: ١٣٩٢ـ صحيح، البانی: ١٢٤١.

(٧٣٧٩) مسلم: ٧٤٧ـ ابو داود: ١٣١٣ـ ترمذی: ٤٠٨ـ نسائی: ١٧٩٢ـ ابن ماجه: ١٣٤٣ـ دارمی: ١٤٧٧ـ احمد: ٣٧٩.

تَزُوْلُ الشَّمْسُ إِلَى صَلاَةِ الظُّهْرِ.

اور موطاً میں یہ الفاظ ہیں: پھر اس نے سورج زائل ہونے سے نماز ظہر تک پڑھا)

٧٣٨٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدَالنَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَمَا يَكُوْنُ فِي رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِمِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. (روا البخاري: ٦)

٧٣٨٠ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ رمضان میں اور زیادہ سخاوت کرتے تھے جب کہ جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی۔ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ہر رات ملاقات کرتے تھے اور قرآن کا باہم مذاکرہ کرتے تھے۔ جب جبریل علیہ السلام سے ملاقاتیں ہوتیں تو آپ ﷺ سخاوت میں تیز ہوا سے بھی زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔''

٧٣٨١ـ وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ. (البخاري: ٤٩٩٧)

٧٣٨١ـ ''ایک روایت ہے کہ ہر رات جبریل علیہ السلام رمضان میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور مہینہ ختم ہونے تک نبی ﷺ ان کو قرآن سناتے تھے۔''

٧٣٨٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ. (رواه البخاري: ٤٩٩٨)

٧٣٨٢ـ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہر سال ایک بار نبی ﷺ پر جبریل علیہ السلام قرآن پیش کرتے تھے پس جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا اس سال انہوں نے آپ ﷺ پر دوبار قرآن پیش کیا۔ اسی طرح آپ ﷺ ہر سال رمضان میں دس راتوں کا اعتکاف کرتے تھے۔ جس سال آپ فوت ہوئے اس سال بیس راتوں کا اعتکاف کیا۔'' (بخاری)

شرح:...... اس میں آپ ﷺ کی سخاوت کو زبردست انداز میں مثال کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ ہوا بھی مسلسل چلتی رہتی ہے اسی طرح آپ ﷺ کی سخاوت بھی جاری ساری رہتی تھی لیکن رمضان میں اور تیز ہو جاتی تھی۔ اس میں ماہ رمضان کا شرف وفضل بھی بیان ہوا ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ پر قرآن پاک کے اترنے کا آغاز ہوا تھا اور اس میں آپ نے جبریل علیہ السلام سے دور بھی کیا تھا، اس وجہ سے اس ماہ مبارک کو عظمت ملی۔

(٧٣٨٠) بخاری: ٦ـ مسلم: ٢٣٠٨ـ نسائی: ٢٠٩٥ـ احمد: ٢٥٢٩.

(٧٣٨١) بخاری: ٤٩٩٧ـ مسلم: ٢٣٠٨ـ نسائی: ٢٠٩٥ـ احمد: ٢٦١١.

(٧٣٨٢) بخاری: ٤٩٩٨ـ ابو داود: ٢٤٦٦ـ ترمذی: ٧٩٠ـ ابن ماجه: ١٧٦٩ـ دارمی: ١٧٧٩ـ احمد: ٨٩٥٩.

اور اس میں جبریل علیہ السلام کے اترنے کی وجہ سے بے حد وحساب خیرات و برکات نازل ہوتی تھیں کیونکہ جس زمان میں عبادت بڑھ جائے اس میں برکت بھی بڑھ جاتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تلاوت کلام ہمیشہ کریں تو خیر میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آخری عمر میں عبادت کثرت سے کرنی چاہیے۔ (فتح الباری: ۹/ ۴۵)

٧٣٨٣ـ عَنْ عَائِشَةَ: إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَانَزَلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيْهَاذِكْرُالْجَنَّةِ وَالنَّارِحَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الإِسْلاَمِ نَزَلَ الْحَلاَلُ وَالْحَرَامُ وَلَوْنَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لاتَشْرَبُوا الْخَمْرَلَقَالُوْا لاَنَدَعُ الْخَمْرَ أَبَداً وَلَوْنَزَلَ لاتَزْنُوْا لَقَالُوْا لاَنَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا . مَطَوَّلا . (رواه البخاري: ٤٩٩٣)

۷۳۸۳۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مفصلات میں سے پہلی جو سورت نازل ہوئی جس میں جنت اور جہنم کا ذکر تھا۔ پھر جب لوگ اسلام میں داخل ہو گئے تو حلال اور حرام کا ذکر نازل ہوا۔ اور اگر پہلے ہی نازل ہوتا کہ شراب نہ پیؤ تو لوگ کہتے: ہم شراب نہیں چھوڑ سکتے۔ اسی طرح اگر پہلے ہی نازل ہوتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم تو زنا کبھی ترک نہیں کریں گے۔''

شــرح:...... مفصل کی تقسیم یہ ہے کہ سورت الحجرات سے لے کر سورت البروج تک طوال مفصل ہے اور بروج سے البینہ تک اوساط مفصل ہے اور بینہ سے لے کر آخر تک قصار مفصل ہے۔

قرآن کی ابتدائی سورتوں میں توحید کی دعوت اور مطیع وفرمانبردار مومن کو جنت کی بشارت دی گئی تھی اور کافر اور نافرمان کو دوزخ کی ڈانٹ دی گئی تھی۔ جب ان لوگوں کے دل مطمئن ہوگئے تو پھر وہ سورتیں نازل کیں جن میں احکام نازل ہوئے ہیں کہ زنا نہ کرو، شراب نہ پیو وغیرہ۔ اگر شروع میں یہ پابندی لگا دی جاتی تو لوگ ان کی تعمیل نہ کرتے۔ (فتح الباری: ۹/ ۴۰)

٧٣٨٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَيَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَةِ حَتَّى تَنَزَّلَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . (رواه أبوداود: ٧٨٨)

۷۳۸۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ ایک سورت سے دوسری سورت کا الگ ہونا نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ آیت بسم الله الرحمن الرحيم نازل ہوتی۔''

٧٣٨٥ـ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَبُوْمَالِكٍ وَقَتَادَةُ وَثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حَتَّى نَزَلَتْ سُوْرَةُ النَّمْلِ . (رواه أبوداود: ٧٨٦)

۷۳۸۵۔ ''امام شعبی، ابو مالک، قتادہ اور ثابت بن عمارہ رحمہم اللہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نہیں لکھایا یہاں تک کہ سورت النمل نازل ہوئی۔''

(٧٣٨٣) بخاري: ٤٩٩٣.

(٧٣٨٤) ابو داود: ٧٨٨ـ صحيح، البانى: ٧٠٧.

(٧٣٨٥) ابو داود: ٧٨٦ـ ضعيف، البانى: ١٦٩ـ ترمذى: ٣٠٨٦.

شـــرح: ...... بسم اللہ: سورت النمل میں آیت ہے اور سورت توبہ کے شروع میں نہیں ہے۔ اسے یہاں نہ لکھا جائے نہ پڑھا جائے۔

دیگر سورتوں کے شروع میں اختلاف ہے۔ بعض اسے مستقل آیت قرار دیتے ہیں اور بعض اسے صرف فاصلے کے لیے نشانی قرار دیتے ہیں۔ زیادہ بہتر قول یہی ہے کہ یہ مستقل آیت ہے۔ بہرصورت یہ کوئی کفر و اسلام کا معاملہ نہیں۔ بہتر اور عدم بہتر کا مسئلہ ہے نیز اسے نماز میں سری اور جہری پڑھنے میں ابن قیم رحمہ اللہ اور صاحب سبل السلام نے بھی کہا ہے کہ دونوں طرح بسم اللہ پڑھنی جائز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بلند آواز سے پڑھتے تھے اور کبھی آہستہ آواز سے پڑھتے تھے۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۸۹)

٧٣٨٦ـ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ آخِرَ سُوْرَةٍ أُنْزِلَتْ تَامَّةً سُوْرَةُ التَّوْبَةِ وَأَنَّ آخِرَ آيَةٍ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ. (رواه مسلم)

۷۳۸۶۔ ''سیدنا البراء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخری جو سورت بیک وقت پوری نازل ہوئی وہ سورت التوبہ ہے۔ اور آخری آیت کلالہ والی آیت ہے۔'' (الشیخان)

٧٣٨٧ـ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: تَعْلَمُ وَقَالَ فِي أُخْرَى: تَدْرِي آخِرَ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ مِنَ الْقُرْآنِ نَزَلَتْ جَمِيْعًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ، قَالَ صَدَقْتَ. (رواه مسلم: ٣٠٢٤)

۷۳۸۷۔ ''عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ قرآن کی آخری سورت کون سی نازل ہوئی تھی؟ میں نے کہا: جی ہاں، وہ سورت النصر ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ۔''

٧٣٨٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: آخِرُ سُوْرَةٍ أُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ. (للترمذي: ٣٠٦٣)

۷۳۸۸۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری سورت جو مکمل نازل ہوئی وہ سورت المائدہ ہے۔''

٧٣٨٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ آيَةُ الرِّبَا. (رواه البخاري: ٤٥٤٤)

۷۳۸۹۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آخری آیت جو نازل ہوئی ہے وہ آیتِ الرباء (سود کے مسائل والی) ہے۔''

شـــرح: ...... بڑی سورتوں میں سے سورت براءت آخر میں نازل ہوئی اور چھوٹی سورتوں میں سے سورت نصر اتری۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چھ ماہ پہلے اتری۔

(٧٣٨٦) مسلم: ١٦١٨ـ ابو داود: ٢٨٨٨ـ ترمذی: ٢٧٤٤ـ احمد: ١٨١٦٤.

(٧٣٨٧) مسلم: ٣٠٦٤.

(٧٣٨٨) ترمذی: ٣٠٦٣ـ ضعیف الاسناد: ٥٨٩.

(٧٣٨٩) بخاری: ٤٥٤٤.

اور الیــوم اکــمــلــت آیت آپ کی وفات سے (۸۱) دن پہلے اتری۔ اور وراثت میں سب سے آخر میں یستفتونك فی الکلاله ...... اتری۔

اور سود کے بارے میں آخر میں واتقوا یوما ترجعون ...... اتری۔ یہ آپ کی وفات سے تقریباً دس گیارہ دن پہلے اتری۔ (فتح الباری: ۸/ ۲۰۵)

جواز اختلاف القراء ات وما جاء مفصلاوترتیب القرآن وتألیفه

قراءت کا اختلاف جائز امر ہے، مختلف قراءتوں کی تفصیل، قرآن مجید کی ترتیب اوراس کی تالیف کا بیان

۷۳۹۰ــــ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَيَقْرَأُ عَلَى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئُنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكِدْتُ أَسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَرْسِلْهُ اِقْرَأْ يَا هِشَامُ! فَقَرَأَعَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ: اِقْرَأْيَاعُمَرُ! فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ، إِنَّ

۷۳۹۰۔ ’’سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے کہا میں نے ہشام بن حکیم کو سورت الفرقان پڑھتے سنا تو وہ بہت سے کلمات اس طرح پڑھ رہے تھے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھایا تھا۔ پس قریب تھا کہ میں اس کو نماز ہی میں روک دیتا۔ میں نے تھوڑے وقت کے لیے انتظار کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کو اس کی چادر سے پکڑا اور کہا: تجھے یہ سورت کس نے پڑھائی ہے جو ابھی میں نے تجھے پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

اس نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے تو میں نے کہا: تو نے جھوٹ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت مجھے پڑھائی ہے اور تیری قرأت کے علاوہ پڑھائی ہے۔ پس میں اس کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے اس کو سورت الفرقان پڑھتے سنا ہے اور یہ ان حروف کے ساتھ پڑھتا ہے جن حروف کے ساتھ آپ ﷺ نے مجھے وہ سورت نہیں پڑھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دے۔ فرمایا: اے ہشام پڑھو۔ تو اس نے آپ ﷺ کے سامنے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا۔ آپ ﷺ نے

(۷۳۹۰) بخاری: ۴۹۹۲۔ مسلم: ۸۱۸۔ ابو داود: ۱۴۷۵۔ ترمذی: ۲۹۴۳۔ نسائی: ۹۳۷۔ احمد: ۲۳۷۱۔ مالك: ۴۷۲.

هٰـذَا الْـقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ. (رواه البخاري: ٤٩٩٢)

فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تم پڑھو۔تو میں نے وہ قراءت پڑھی جو آپ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی۔پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی ہے۔یہ قرآن سات حروف میں نازل ہوا ہے پس پڑھو جو تمہیں آسان ہو۔''

۷۳۹۱ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَقِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُفَقَرَأَقِرَاءَةً سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيْعاً عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُفَقَرَأَ سِوَى قِرَأَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَا فَحَسَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيْبِ وَلَاإِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْغَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُإِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَرَقاً فَقَالَ لِي يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنِ اقْرَأِ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَى الثَّانِيَةَ اِقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي فَرَدَّإِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا

۷۳۹۱۔''سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور میرے بعد ایک مرد داخل ہوا۔اس نے نماز پڑھی اور اس نے قراءت پڑھی جو میرے علم میں نہیں تھی۔اس کے بعد ایک اور مرد آیا، اس نے پہلے سے بھی مختلف قراءت پڑھی۔جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو سب مل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو میں نے عرض کی: اس نے قراءت پڑھی جو میرے علم میں نہیں تھی اور یہ دوسرا داخل ہوا تو اس نے اپنے رفیق کی قراءت کے بھی خلاف قراءت کی۔آپ ﷺ نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔انہوں نے پڑھا تو آپ نے ان کی تحسین فرمائی۔تو میرے دل میں تکذیب اُتر گئی۔مگر وہ تکذیب نہیں تھی جو عہد جاہلیت میں ہوا کرتی تھی۔جب آپ ﷺ نے دیکھا وہ حال جو میرے اوپر وارد ہوا تھا تو میرے سینے پر ہاتھ پھیر دیا۔میں پسینہ میں غرق ہو گیا اور خوف کے مارے ایسا محسوس ہوا گویا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُبی! مجھے وحی کی گئی کہ میں قرآن کو ایک قراءت کے ساتھ پڑھوں تو میں نے امت کے لیے آسانی کا سوال کیا۔مجھے وحی آئی کہ میں دو حروف سے پڑھا

(۷۳۹۱) مسلم: ۸۲۰۔ ابو داود: ۱٤۷۸۔ نسائی: ۹٤۱۔ احمد: ۲۰٦۹۹۔

مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمُ ﷺ. (رواه راوه مسلم: ٨٢٠)

کروں۔میں نے پھر عرض کیا کہ میری امت کے لیے آسانی کی جائے تو مجھے جواب دیا گیا کہ میں سات حروف سے پڑھوں اور فرمایا جتنی بار تو نے آسانی کی التجا کی ہے ہر بار کے بدلے تجھے مقبول دعا دی جاتی ہے تو میں نے عرض کیا: یا اللہ! میری امت کو بخش دے، یا اللہ! میری امت کو بخش دے۔اور تیسری دعا میں نے اس وقت کے لیے بچا رکھی ہے جب ابراہیم علیہ السلام تک بھی میری طرف رغبت کریں گے۔''

۷۳۹۲ــــ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ، قَالَ: فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ فَقَالَ أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا. (رواه مسلم: ٨٢١)

۷۳۹۲۔''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بنوغفار کے تلاات کے پاس تھے کہ آپ ﷺ پر جبریل علیہ السلام نال ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اپنی امت کو قرآن مجید ایک حرف پڑھایئے۔تو میں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتا ہوں میری امت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی ہے۔ جبریل علیہ السلام دوبارہ آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ قرآن دوحروف کے ساتھ امت کو تعلیم کر دیں۔تو میں نے دعا کی کہ میں اللہ سے عافیت اور معرفت طلب کرتا ہوں اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی ہے پھر وہ تیسری بار آئے اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو تین حروف میں قرآن پڑھا دو۔تو آپ ﷺ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے عافیت اور مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ جبریل علیہ السلام چوتھی مرتبہ نازل ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی امت کو سات حروف کے ساتھ قرآن پڑھا۔ پس جس حرف کے ساتھ بھی انہوں نے پڑھا وہی ان کی قرأت صحیح تسلیم ہوگی اور وہ صحیح کو پائیں گے۔''

(۷۳۹۲) مسلم: ۸۲۱۔ ابو داود: ۱۴۷۸۔ نسائی: ۹۴۱۔ احمد: ۲۰۶۹۹.

٧٣٩٣۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أُبَيُّ إِنِّي أُقْرِئْتُ الْقُرْآنَ فَقِيْلَ لِي عَلَى حَرْفٍ أَوْحَرْفَيْنِ فَقَالَ الْمَلِكُ الَّذِي مَعِيَ قُلْ عَلَى حَرْفَيْنِ قُلْتُ عَلَى حَرْفَيْنِ فَقِيْلَ لِي عَلَى حَرْفَيْنِ أَوْثَلاثَةً فَقَالَ الْمَلَكُ الَّذِي مَعِيَ قُلْ عَلَى ثَلاثَةٍ قُلْتُ عَلَى ثَلاثَةٍ حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ مِنْهَا إِلَّاشَافٍ كَافٍ إِنْ قُلْتَ سَمِيْعاً عَلِيْمًا عَزِيْزًا حَكِيْمًا مَالَمْ تَخْتِمْ آيَةَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ أَوْ آيَةَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ . (رواه أبو داود'١٤٧٧)

٧٣٩٣۔ ''دوسری روایت میں ہے۔ ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے اُبی! میں نے قرآن پڑھا تو مجھے کہا گیا کہ ایک حرف پر یا دو حرف پر؟ تو میرے ساتھ جو فرشتہ تھا اس نے کہا آپ دو حرف کا کہہ دیجیے۔ پس میں نے دو حرف کا کہا تو مجھے کہا: دو حروف کے ساتھ یا تین حروف کے ساتھ؟ تو میرے پاس جو فرشتہ تھا اس نے کہا کہہ دیجیے کہ تین حروف کے ساتھ ۔تو میں نے کہا تین حروف کے ساتھ۔ یہاں تک کہ سات حروف تک پہنچ گئے۔ پھر مجھے کہا گیا ہر قرأت پوری اور مکمل ہے۔ اگر آپ نے سَمِيْعًا کہا یا علیمًا کہا اور عزیزًا کہا یا حکیماً کہا بہر کیف مکمل ہے۔ البتہ آیت عذاب کو رحمت کی صفت کے ساتھ ختم نہ کیجیے۔ اور آیت رحمت کو عذاب کی صفت کے ساتھ ختم نہ کیجیے۔''(مسلم، واصحاب سنن)

٧٣٩٤۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِي أَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الأَحْرُفَ إِنَّمَا هِيَ فِي الأَمْرِالَّذِي يَكُوْنُ وَاحِدًا لاَيَخْتَلِفُ فِي حَلَّالٍ وَلاَ حَرَامٍ . (رواه مسلم'٨١٩)

٧٣٩٤۔ ''ابن شہاب سے روایت ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ یہ سات حروف وہ ہیں جن کے تبدیل کرنے سے حکم ایک ہی رہے اور حلال اور حرام کا اختلاف بھی ظاہر نہ ہو۔''

٧٣٩٥۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلاً قَرَأَ آيَةً وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ خِلافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَّةَ وَقَالَ كِلاكُمَا مُحْسِنٌ وَلاَ تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوْا

٧٣٩٥۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے ایک مرد کو ایک آیت پڑھتے سنا اور یہ آیت اس نے نبی ﷺ سے دوسرے طرز پڑھتے سنی تھی۔ کہا کہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور نبی ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو میں نے آپ کے چہرہ اقدس پر ناگواری کے آثار پائے۔ فرمایا: پڑھا کرو جس کو جو پڑھا یا گیا ہے وہی بہتر ہے۔

(٧٣٩٣) ابو داود: ١٤٧٧۔ صحیح، البانی: ١٣١٠۔ مسلم: ٨٢٠۔ نسائی: ٩٤١۔ احمد: ٢٠٦٧١.

(٧٣٩٤) مسلم: ٨١٩۔ بخاری: ٣٢٩۔ احمد: ٢٨٥٥.

(٧٣٩٥) بخاری: ٣٤٧٦۔ احمد: ٢٠٥٨١.

فَهَلَكُوْا . (رواه البخاري'٣٤٧٦)

تم باہم اختلاف نہ کرو، تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا اور ہلاک ہو گئے۔''

٧٣٩٦ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحَنِ أُبَيٍّ وَأُبَيٌّ يَقُوْلُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلاَ أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْمِثْلِهَا) . (رواه البخاري'٥٠٠٥)

٧٣٩٦۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اُبی ہم سب سے زیادہ قاری ہیں اور ہم ابی کے لہجے میں سے کچھ لہجے ترک کرتے ہیں اور ابی کہتے ہیں یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا ہے اور میں تو اس کو ترک نہیں کروں گا اور اللہ کا ارشاد ہے: ''جو ہم منسوخ کرتے ہیں کسی آیت کو یا اس کو بھلاتے ہیں تو اس سے بہتر کو لے آتے ہیں۔''

٧٣٩٧ــ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحُمْصٍ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرِبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ . (رواه البخاري'٥٠٠١)

٧٣٩٧۔''علقمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم مقام حمص میں تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورت یوسف پڑھی تو ایک مرد نے کہا: اس طرح تو نازل نہیں ہوئی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنائی تھی اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تو نے اچھی طرح پڑھا ہے۔ پھر اس اثنا میں کلام کرتے ہوئے اس مرد کے منہ سے شراب کی بدبو آنے لگی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تو شراب پی کر اللہ کی کتاب کی تکذیب کرتا ہے؟ پھر اس پر شراب کی حد نافذ کی۔'' (الشیخان)

٧٣٩٨ــ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) . (رواه البخاري'٢٩٢٨)

٧٣٩٨۔''زہری کہتے ہیں: نبی ﷺ اور ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم مَالِكِ یوم الدین ہی پڑھتے تھے اور پہلا شخص جس نے مَلِكِ پڑھا وہ مروان ہے۔'' (ترمذی)

وفي رواية: عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيّبِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) .

اور ایک روایت میں ہے کہ زہری، سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) پڑھا کرتے تھے۔

٧٣٩٩ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ

٧٣٩٩۔''ابوسعید رفع کرتے ہیں: اللہ نے بنو اسرئیل کو حکم دیا

(٧٣٩٦) بخاری: ٥٠٠٥۔ احمد: ٢٠٥٨١.

(٧٣٩٧) بخاری: ٥٠٠١۔ مسلم: ٨٠١۔ احمد: ٤٠٢٣.

(٧٣٩٨) بخاری: ٢٩٢٨.

(٧٣٩٩) ابو داود: ٤٠٠٦۔ حسن، صحیح: ٣٣٨٤.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ (اُدْخُلُوْا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ تُغْفَرْلَكُمْ خَطَايَاكُمْ) . (رواه أبوداود: ٤٠٠٦)

کہ وہ دروازے سے سجدہ کر کے داخل ہوں اور کہو: ہمارے گناہ بخش تو ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے۔''

٧٤٠٠ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَاحِبَ سُوْرٍ فَقَالَ عَنْ يَمِيْنِهِ جِبْرَائِلُ وَعَنْ يَسَارِهِ مِيْكَائِلُ . (رواه أبوداود: ٣٩٩٩)

۷۴۰۰۔''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے صور پھونکنے والے (اسرافیل) کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس کے دائیں طرف جبریل علیہ السلام اور بائیں طرف میکائیل علیہ السلام ہوں گے۔''

٧٤٠١ـ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) . (رواه أبوداود: ٣٩٦٩)

۷۴۰۱۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے پڑھا:''اور بناؤ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کونماز کی جگہ۔''

٧٤٠٢ـ عَنْ خَارِجَةَبْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ(غَيْرَأُوْلِي الضَّرَرِ) . (رواه أبوداود: ٣٩٧٥)

۷۴۰۲۔''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے:''غیر اولی الضرر (غیر معذور)۔''

٧٤٠٣ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ(أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ) . (بِالرَّفْعِ) . (رواه الترمذي،٢٩٢٩)

۷۴۰۳۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے: اَلْعَيْنُ بِالْعَيْنِ ساتھ رفع اوّل کے۔''(ترمذی،ابوداؤد)

٧٤٠٤ـ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ (هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ) . (رواه الترمذي: ٢٩٣٠)

۷۴۰۴۔''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے تَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ ۔''(الترمذی)

٧٤٠٥ـ قَالَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ(بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا) . (رواه أبوداود: ٣٩٨٠)

۷۴۰۵۔''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پڑھا۔ کہہ دیجیے: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ پس تم خوش ہو جاؤ۔ فَلْتَفْرَحُوْا۔''(ابوداؤد)

(٧٤٠٠) ابو داود: ٣٩٩٩۔ ضعيف، البانی: ٣٣٨٤.

(٧٤٠١) ابو داود: ٣٩٦٩۔ صحيح، البانی، بخاری: ١٦٥١۔ مسلم: ١٢٩٩۔ ترمذی: ٢٩٦٧۔ نسائی: ٣٠٧٦۔ ابن ماجه: ٣٠٧٤۔ احمد: ١٤٨٢١۔ مالك: ٨٣٥۔ دارمی: ١٨٥٠.

(٧٤٠٢) ابو داود: ٣٩٧٥۔ حسن، صحيح، البانی: ٣٣٦٤.

(٧٤٠٣) ترمذی: ٢٩٢٩۔ ضعيف الاسناد: ٥٦٥۔ البانی.

(٧٤٠٤) ترمذی: ٢٩٣٠۔ ضعيف الاسناد، البانی: ٥٦٥.

(٧٤٠٥) ابو داود: ٣٩٨٠۔ حسن، صحيح، البانی: ٣٣٦٧۔ احمد: ٢٠٦٣٤.

٧٤٠٦ـ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا . (للكبير (٨٦٨٢)

۷۴۰۶۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے: مَجْرَاهَا ومُرْسَاهَا۔'' (الکبیر)

٧٤٠٧ـ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ هِيَ أُمّ سَلَمَةَ الأَنْصَارِيَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَؤُهَا (إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ) . (رواه الترمذي: ٢٩٣١)

۷۴۰۷۔ ''سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ اس آیت کو پڑھا کرتے تھے: تحقیق اس نے عمل کیا غیر صالح۔ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ .

٧٤٠٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ (هَيْتَ لَكَ) قَالَ وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا . (رواه البخاري: ٤٦٩٢)

۷۴۰۸۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا هَيْتَ لَكَ اور کہا کہ ہم اس طرح پڑھتے ہیں جیسے ہم سے سیکھا ہے۔''

٧٤٠٩ـ وَعَنْهُ: ﴿بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ﴾ . بِالنَّصْبِ .

۷۴۰۹۔ ''انہی سے منقول ہے کہ انہوں نے بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْن جیم کے نصب کے ساتھ پڑھا۔'' (بخاری)

٧٤١٠ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ قَرَأَ (هَيْتَ لَكَ) فَقَالَ شَقِيْقٌ إِنَّا نَقْرَؤُهَا (هِئْتَ لَكَ) يَعْنِي فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ . (رواه أبو داود: ٤٠٠٤)

۷۴۱۰۔ ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا: هَيْتَ لَك تو شقیق نے کہا ہم تو اس کلمہ کو پڑھتے ہیں هِئْتَ لَك پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جیسے مجھے پڑھایا گیا ہے میں ویسا ہی پڑھوں تو وہ مجھے زیادہ پسند ہے۔''

٧٤١١ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ (قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا) مُثَقَّلَةً . (رواه الترمذي: ٢٩٣٣)

۷۴۱۱۔ ''اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی ﷺ نے پڑھا قَدْ بَلَغْتَ من لدنی عذراً۔ بَلَّغْتَ ساتھ شد کے۔''

٧٤١٢ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ (فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ) . (رواه الترمذي: ٢٩٣٤)

۷۴۱۲۔ ''سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ پڑھا: فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ۔''

(٧٤٠٦) طبرانی کبیر: ٨٦٨٢۔ ورجاله ثقات، هيثمي: ١١٥٩٧.

(٧٤٠٧) ترمذی: ٢٩٣١۔ صحيح، البانی: ٢٣٣٦۔ ابو داود: ٣٩٨٣.

(٧٤٠٨) بخاری: ٤٦٩٢۔ ابو داود: ٤٠٠٤.

(٧٤٠٩) بخاری: ٤٦٩٢۔ ابو داود: ٤٠٠٤.

(٧٤١٠) ابو داود: ٤٠٠٤۔ صحيح، البانی: ٣٣٨٢۔ بخاری: ٣٩٨٤۔ احمد: ٢٠٦١٧.

(٧٤١١) ترمذی: ٢٩٣٣۔ ضعيف الاسناد: ٥٦٦۔ ابو داود: ٣٩٨٤۔ احمد: ٢٠٦١٧.

(٧٤١٢) ترمذی: ٢٩٣٤۔ صحيح المتن: ٢٣٣٧۔ ابو داود: ٣٩٨٦.

٧٤١٣ـــ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ(وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى) . (رواه الترمذي: ٢٩٤١)

۷۴۱۳۔ ''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے پڑھا: وَتَرٰ النَّاسَ سُكَا رٰى وَمَا هُم سُكَارٰى۔ '' تو لوگوں کو گمان کرے گا نشے میں اور وہ نشے میں نہیں ہوں گے۔'' (ترمذی)

٧٤١٤ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْنَا(سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا) . (رواه أبوداود: ٤٠٠٨)

۷۴۱۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے ہم پر سورت تلاوت کی اور پڑھا: سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا ان کا مقصد ہے فَرَضْنَاهَا کہ کی را مشدد نہیں ہے بلکہ مخفف ہے۔'' (ابوداؤد)

٧٤١٥ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُ الْوَلْقُ الْكَذِبُ . (رواه البخاري: ٤١٤٤)

۷۴۱۵۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ پڑھا کرتی تھی إِذْ تَلِقُوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ اور کہتی تھیں: ''الولق'' بمعنی کذب ہے۔'' (بخاری)

٧٤١٦ـــ عَنْ عَطِيَّةَ بْنَ سَعْدِ الْعَوْفِيِّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ(اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ) فَقَالَ(مِنْ ضُعْفٍ قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَأَخَذَ عَلَيَّ كَمَا أَخَذْتُ عَلَيْكَ) . (رواه أبوداود: ٢٩٧٨)

۷۴۱۶۔ ''عطیہ بن سعد نے کہا کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پڑھ کر سنایا: اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول کو پڑھ کر سنایا تھا جیسا تو نے مجھے پڑھ کر سنایا ہے۔ ''ضَعْفٍ'' پس آپ ﷺ نے میری اصلاح کی جیسے میں نے تیری اصلاح کی ہے۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

٧٤١٧ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَذَكَرَحَدِيْثَ الْوَحْيِ قَالَ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى(حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ) . (رواه أبوداود: ٣٩٨٩)

۷۴۱۷۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیثِ وحی بیان کی اور کہا: یہ ہے اللہ کا فرمان: حَتَّى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ۔ '' یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے خوف دور کیا جاتا ہے۔''

٧٤١٨ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ (بَلَى قَدْجَاءَتْكَ آيَاتِي

۷۴۱۸۔ ''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو پڑھ کر سنایا: ہاں، تیرے پاس میری آیات آئیں اور تو نے

(٧٤١٣) ترمذی: ٢٩٤١ـ صحیح، البانی: ٢٣٤٤.
(٧٤١٤) ابو داود: ٤٠٠٨ـ صحیح الاسناد، البانی: ٣٣٨٥.
(٧٤١٥) بخاری: ٤١٤٤.
(٧٤١٦) ابو داود: ٣٩٧٨ـ حسن، البانی: ٣٣٦٥ـ ترمذی: ٢٩٣٦.
(٧٤١٧) ابو داود: ٣٩٨٩ـ صحیح، البانی: ٣٣٧٤ـ بخاری: ٤٨٠٠ـ ترمذی: ٣٢٢٣ـ ابن ماجه: ١٩٤.
(٧٤١٨) ابو داود: ٣٩٩٠ـ ضعیف الاسناد: ٨٥٨ـ البانی.

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ) . (رواه أبوداود: ٣٩٩٠)

ان کی تکذیب کی اورتو نے تکبر کیا اورتو کافروں میں سے تھا۔''

٧٤١٩ـ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ (وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ) . (رواه البخاري: ٤٨١٩)

۷۴۱۹۔ ''سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سنا نبی ﷺ منبر پر پڑھ رہے تھے: يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔

٧٤٢٠ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ أَقْرَأَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُوْالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ . (رواه الترمذي: ٢٩٤٠)

۷۴۲۰۔ ''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت مجھے نبی ﷺ نے اس طرح پڑھائی ہے: إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُوْالْقُوَّةِ الْمَتِيْن ''میں ہی ہوں بار بار دینے والا صاحب قوت وطاقت۔''

٧٤٢١ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ (فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيْمٍ) . (رواه الترمذي: ٢٩٣٨)

۷۴۲۱۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے پڑھا: فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ۔''

٧٤٢٢ـ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً سَأَلَ الأَسْوَدَ(فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) أَوْمُذَّكِرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقْرَؤُهَا(فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) قَالَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَؤُهَا(فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)دَالاً . (رواه البخاري: ٤٨٧١)

۷۴۲۲۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) دال کے ساتھ پڑھتے تھے۔

٧٤٢٣ـ وَفِي رِوَايَةٍ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ (مُدَّكِرٍ) دَالاً . (رواه مسلم: ٨٢٣)

۷۴۲۳۔ ''ایک روایت میں ہے میں نے آپ ﷺ کو مُدَّكِرْ دال کے ساتھ پڑھتے سنا ہے۔''

٧٤٢٤ـ أَبُوْبَكْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ

۷۴۲۴۔ ''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے پڑھا: عَلَى

(٧٤١٩) بخاری: ٤٨١٩ـ مسلم: ٨٧١ـ ابو داود: ٣٩٩٢ـ ترمذی: ٥٠٨ـ احمد: ١٧٥٠١.

(٧٤٢٠) ترمذی: ٢٩٤٠ـ صحيح المتن، البانی: ٢٣٤٣ـ ابو داود: ٣٩٩٣.

(٧٤٢١) ترمذی: ٢٩٣٨ـ صحيح الاسناد: ٢٣٤٠ـ ابو داود: ٣٩٩١.

(٧٤٢٢) بخاری: ٤٨٧١ـ مسلم: ٨٢٣ـ ابو داود: ٣٩٩٤ـ ترمذی: ٢٩٣٧ـ احمد: ٤١٥٢.

(٧٤٢٣) مسلم: ٨٢٣ـ بخاری: ٣٣٤٥ـ ابو داود: ٣٩٩٤ـ ترمذی: ٢٩٣٧ـ احمد: ٤١٥٢.

(٧٤٢٤) بزار: ٢٣١٧ـ وفيه، عاصم الجحدری وهو قارئ قال الذهبی قراء ته شاذة وفيها ما ينكر، هيثمی: ١١٦٠٨.

عَلَى رَفَارُفٍ خُضْرٍ وَعَبَاقِرِيْ حِسَانٍ. (رواه البزار: ٢٣١٧)

رَفَارِف خُضْرٍ وَعَبَاقِرِيْ حِسَان۔ ''سبز تخت اور عمدہ قالین۔''

٧٤٢٥ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَّ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ) فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ يَقْرَؤُهَا إِذَا نُوْدِيَّ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ. (رواه مالك: ٢٤٠)

٧٤٢٥۔ ''ابن شہاب نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے: إِذَا نُوْدِيَّ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰه ''جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو جاؤ اللہ کے ذکر کے لیے۔''

٧٤٢٦ـ الأَعْمَشِ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَأَقْوَمُ قِيْلاً﴾ قَالَ: وَأَصْدَقُ، فَقِيْلَ: إِنَّهَا تَقْرَأُ وَأَقْوَمُ، فَقَالَ: أَقْوَمُ وَأَصْدَقُ وَاحِدٌ. (رواه البزار: ٢٣١٩)

٧٤٢٦۔ ''اعمش رحمہ اللہ نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے وَأَقْوَمُ قِيْلًا کو أَصْدَقُ پڑھا اس کو کہا گیا کہ آپ وَأَقْوَمُ کو اصْدَقُ پڑھتے ہیں تو انہوں نے کہا أَقْوَمُ وَأَصدَقُ ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔'' (البزار)

٧٤٢٧ـ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَمَّنْ أَقْرَأَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ). (رواه أبوداود: ٣٩٩٦)

٧٤٢٧۔ ''ابو قلابہ نے اس سے نقل کیا جس نے اس کو پڑھایا ہے کہ نبی ﷺ نے پڑھا: فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهُ أَحَد۔''

٧٤٢٨ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ (يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ). (رواه أبوداود: ٣٩٩٥)

٧٤٢٨۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے پڑھا أَيَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَه۔''

٧٤٢٩ـ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّأْمَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ

٧٤٢٩۔ ''علقمہ رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کے رفقاء ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو خود ان کو تلاش کر کے ان کے پاس آئے اور کہا تم

(٧٤٢٥) مالك: ٢٤٠.

(٧٤٢٦) بزار: ٢٣١٩ـ وابو يعلى، بنحوه، الا انه قال (واصوب قيلا) وقال، ان اقوم واصوب واهيا واشباه هذا واحد، ولم يقل: اعمش سمعت انساء، رجال الصحيح ورجال البزار ثقات، هيثمي: ١١٦١٣.

(٧٤٢٧) ابو داود: ٣٩٩٦ـ ضعيف الاسناد: ٨٦٠ـ احمد: ٢٠١٦٨.

(٧٤٢٨) ابو داود: ٣٩٩٥ـ ضعيف الاسناد: ٨٥٩ـ البانى.

(٧٤٢٩) بخارى: ٤٩٤٣ـ مسلم: ٨٢٤ـ ترمذى: ٢٩٣٩ـ احمد: ٢٧٠٠١.

فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيْكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوْا إِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى) وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَهٰؤُلاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا . (رواه البخاری: ٤٩٤٣)

میں سے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت کون پڑھتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم سب ان کی قرأت پڑھتے ہیں،تو انہوں نے علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے عبداللہ کو سورت اللیل کیسے پڑھتے سنا ہے؟اس نے کہا۔ الذکرِ والانثیٰ۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ العظیم میں ان لوگوں کی پیروی نہیں کرونگا۔ پھر کہا: کیا تو نے اپنے استاد عبداللہ رضی اللہ عنہ سے خود سنا ہے؟ اس نے کہا: ہاں ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔ اور یہ عوام ہمارے اُوپر انکار کرتے ہیں۔‘‘

٧٤٣٠ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ هٰكَذَا وَهٰؤُلاءِ يُرِيْدُوْنِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ (وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالأُنْثَى) وَاللّٰهِ لاَ أُتَابِعُهُ (رواه البخاری: ٤٩٤٤)

۷۴۳۰۔ ’’ایک روایت میں ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پڑھتے سنا ہے اور عام صحابہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اس طرح پڑھوں: وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالأُنْثَى۔ قسم اللہ کی میں اپنی قرأت ترک کر کے ان کی پیروی نہیں کروں گا۔‘‘ (الشیخان ،لترمذی)

٧٤٣١۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ (لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) وَقَرَأَ فِيْهَا إِنَّ ذَاتَ الدِّيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لاَالْيَهُوْدِيَّةُ وَلاَالنَّصْرَانِيَّةُ وَلاَالْمَجُوْسِيَّةُ مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ وَقَرَأَ عَلَيْهِ لَوْأَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِياً مِنْ مَالٍ لاَبْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِياً وَلَوْكَانَ لَهُ ثَانِيًا لاَبْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثاً وَلاَيَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلاَّ تُرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ . (رواه الترمذی: ٣٨٩٨)

۷۴۳۱۔ ’’سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن سناؤں: پھر ان کو پڑھ کر سنایا: لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور اس سورت میں یہ تفسیری کلمات فرمائے: دین اللہ کے نزدیک یکسوئی کے ساتھ تسلیم کرنا ہے، نہ یہودیت دین ہے نہ نصرانیت اور نہ مجوسیت اور جو کوئی نیکی کرے گا اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔اس سورت میں یہ کلمات بھی فرمائے اور تشریح کی اور پڑھا: اگر ابن آدم کے پاس ایک وادی مال ہو تو وہ تلاش کرے گا کہ ایک دوسری وادی حاصل ہو اور اگر دو وادیاں مال ہو تو تیسری وادی تلاش کرے گا اور ابن آدم کے پیٹ کو خاک کے علاوہ کوئی چیز نہیں پُر کرتی اور اللہ اس پر رجوع کرتا ہے جو توبہ کرے۔‘‘ (ترمذی)

(٧٤٣٠) بخاری: ٤٩٤٤۔ مسلم: ٨٢٤۔ ترمذی: ٢٩٣٩۔ احمد: ٢٧٠٠٦.

(٧٤٣١) ترمذی: ٣٨٩٨۔ صحیح الالبانی: ٢٩٨٢۔ احمد: ٢٠٦٩٧.

٧٤٣٢ــ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ قَالَ فَقَرَأَ عَلَيَّ (لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰهِ يَتْلُوْ صُحُفًا مُطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِمَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ)، ثُمَّ قَرَأَ: إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ، قَالَ ثُمَّ خَتَمَهَا بِمَا بَقِيَ مِنْهَا. (لأحمد: ٢٠٦٩٨)

۷۴۳۲۔''امام احمد ؒ اس کی مثل روایت کرتے ہیں اور اس میں ہے۔کہ اُبی ؓ نے سورت لم یکن (البینه) پڑھی اور جب اِلا من بعد ماجاء تهم البینه۔ پر پہنچے تو آگے پڑھا: بے شک اللہ کے نزدیک دین حنیفیت ہے۔تا آخر۔ زائد الفاظ یہ ہیں کہ پھر بقیہ سورت پڑھی۔''

شـــرح:...... ان احادیث میں مختلف قراءات کی نشاندہی کی گئی ہے، انہیں غور سے دیکھ لیا جائے۔قرآن مجید سات انداز پر پڑھنا جائز ہے۔اس سے معانی نہیں بدلتے صرف الفاظ بدلتے ہیں۔ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض کلمات سات وجوہ سے بھی زیادہ پڑھے جاتے ہیں جبکہ حدیث میں ہے کہ سات وجوہ سے پڑھا جائے۔

اس کا جواب یہ ہے اکثریت کی بنا پر کہا گیا ہے۔مراد اس سے یہ ہے کہ اس سے بھی زیادہ ہوسکتی ہیں، یعنی آسانی رکھ دی گئی ہے۔یہ ایسے ہی ہے جس طرح کوئی کہے کہ یہ کام میں نے سات دفعہ کیا ہے، جبکہ مراد کثرت بتانا ہے۔

اور سات انداز سے پڑھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر کلمے میں سات وجوہ ہوں گی یا ہر جملے میں سات وجوہ ہوں گی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو یا تین یا اس سے کم وبیش بھی ہوسکتی ہیں۔انتہا سات قراءتوں تک ہوگی یا ان سے معمولی سی کمی بیشی ہوگی۔(فتح الباری:۹/۲۳)

٧٤٣٣ــ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُوْبَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي

۷۴۳۳۔''سیدنا زید بن ثابت ؓ کا بیان ہے کہ سیدنا ابوبکر الصدیق ؓ نے ان کی طرف آدمی بھیجا جب یمامہ میں شدید قتال ہوا۔ یہ گئے تو سیدنا عمر ؓ بھی ان کے پاس موجود تھے ابوبکر ؓ نے کہا میرے پاس عمر ؓ آئے ہیں اور انہوں نے

(٧٤٣٢) احمد: ٢٠٦٩٨۔ وانبه، وفيه، عاصم بن بهدلة، وثقه قوم وضعفه آخرون وبقية رجاله رجال الصحيح بخاری: ٦٤٣٦۔ مسلم: ١٠٤٩۔ ترمذی: ٣٧٩٣۔ ابن ماجه: ٥٠٧.

(٧٤٣٣) بخاری: ٧١٩١۔ ترمذی: ٣١٠٣۔ احمد: ٢١١٣٥.

أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيْرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذٰلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللّٰهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأَيَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ فِي آخِرِ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ (لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ) إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُوْرَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبُوْ بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ

کہا کہ یمامہ کی جنگ میں قاری صحابہ زیادہ شہید ہوئے ہیں اور مجھے خوف پیدا ہوا ہے کہ اگر اسی طرح مختلف مقامات پر قاری حضرات قتل ہوتے رہے تو قرآن کا بہت بڑا حصہ ہاتھوں سے نکل جائے گا اور میری رائے ہے کہ قرآن جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: میں وہ حکم کیسے دوں جو نبی ﷺ نے نہیں دیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ یہ کارِ خیر ہے پس وہ بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کا شرح صدر ہو چکا تھا اور میری بھی وہی رائے قائم ہوئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: تو ایک عقلمند جوان ہے ہم تیرے اندر کوئی الزام نہیں پاتے۔ تو نبی ﷺ کے لیے وحی لکھا کرتا تھا تو قرآن تلاش کر کے لکھ اور جمع کر۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر پہاڑوں میں سے پہاڑ اس کی جگہ سے منتقل کرنے کا ابوبکر رضی اللہ عنہ حکم دیتے تو وہ میرے لیے مشکل کام نہ ہوتا جتنا یہ حکم میرے لیے زیادہ ثقیل تھا، کہا میں نے ان کو کہا کہ تم وہ کام کیسے کرو گے جو نبی ﷺ نے نہیں کیا؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! وہ نیک کام ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار کہتے رہے دوسری روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس چیز کے لیے کھول دیا جس کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا شرح صدر کر دیا تھا۔ پس میں نے قرآن جمع کرنا شروع کر دیا چمڑے کے ٹکڑوں سے ہڈیوں سے اور مٹی کی ٹھیکریوں سے۔ قراء رجال کے سینوں سے اور کوشش کے بعد سورت توبہ آخر آیات مجھے حزیمہ یا ابوحزیمہ انصاری کے پاس سے میسر آئیں اور کسی دوسرے فرد کے پاس تحریری طور پر نہیں تھیں۔ لقد جاء کم

مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ اللِّخَافُ يَعْنِي الْخَزَفَ . (رواه البخاري: ۷۱۹۱)

سے آخر دو آیات۔ پھر یہ نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا وہ فوت ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ کے پاآیا وہ فوت ہوئے ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ راویوں نے کہا: اس حدیث میں لفظ اللخاف سے مراد ٹھیکری ہے۔''

۷۴۳۴ــ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّأْمِ فِي فَتْحِ إِرْمِيْنِيَّةَ وَأَذْرَبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةُ اخْتِلافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى . فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِيْ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ . وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرْشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتَّى إِذَا نَسَخُوْا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ . رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيْفَةٍ

۷۴۳۴۔''زہری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ،وہ اہل شام سے جہاد میں مصروف تھے اور ارمینیہ وآزربائیجان کی فتح کے بعد اہل عراق سے آملے تھے ۔قرآن میں لوگوں کے اختلاف سے حذیفہ رضی اللہ عنہ خوف زدہ تھے تو حذیفہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! لوگوں کو کتاب میں اختلاف کرنے سے پہلے ہی بچالو۔ورنہ وہ اختلاف ہوگا جو یہود ونصاریٰ میں ہوا۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ قرآنی نسخہ بھیج دو تاکہ ہم اس سے دیگر نسخے نقل کریں اور پھر آپ کو واپس کر دیں گے۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے زید بن ثابت ،عبداللہ بن زبیر،سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تو انہوں نے مصاحف لکھے۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قریشی جوانوں سے کہا: جب تم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی قرأت میں اختلاف کرو تو قریش کی زبان میں لکھ دو۔اسے لیے کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ کاتبین نے ایسا ہی کیا۔اور جب اصل نسخہ کو کئی صحیفوں میں نقل کیا گیا تو وہ صحیفہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دیا اور وہ نسخے جو لکھائے گئے تھے انہیں ملک کے مختلف اطراف میں ارسال کر دیا اور حکم جاری کیا کہ اِن صحیفوں کے علاوہ لوگوں کے پاس جو جو نسخے ہیں وہ جلا دیے جائیں۔

(۷۴۳۴) بخاری: ۴۹۸۸۔ ترمذی: ۳۱۰۴۔ احمد: ۲۱۱۳۵.

أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْكُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ. (رواه البخاري: ٤٩٨٨)

ابن شہاب کہتے ہیں: خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھے خبر دی ہے کہ اس نے زیدبن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ سورت احزاب سے ایک آیت مجھے نہ مل سکی۔ میں اس کو نبی ﷺ سے سنتا رہا تھا، پس ہم نے وہ آیت تلاش کی تو حذیفہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے میسر آ گئی اور وہ یہ آیت ہے: ''مومنوں میں سے کچھ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا وہ وعدہ جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا۔'' پس ہم نے اس آیت کو مصحف میں اس کی جگہ پر رکھا۔''

٧٤٣٥ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ الَّذِي جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَتَهُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ. (رواه أبوداود: ٣٦٠٧)

۷۴۳۵۔''اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ بن ثابت رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کی شہادت نبی ﷺ نے دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دی ہے۔''

٧٤٣٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ الزُّهْرِيُّ فَاخْتَلَفُوْا يَوْمَئِذٍ فِي التَّابُوْتِ وَالتَّابُوْهِ فَقَالَ الْقُرَشِيُّوْنَ التَّابُوْتُ، وَقَالَ زَيْدٌ التَّابُوْهُ فَرُفِعَ اخْتِلافُهُمْ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ اكْتُبُوْهُ التَّابُوْتُ فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ.

۷۴۳۶۔''دوسری روایت میں ہے: ابن شہاب کہتے ہیں کہ لفظ تابوت میں اختلاف ہوا تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تابوہ ہے۔اور ابن زبیر اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہما نے تابوت کہا۔ تو ان کا اختلاف عثمان رضی اللہ عنہ پر پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا: تابوت لکھو کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں اترا ہے۔''

٧٤٣٧ــــ وَزَادَ فِي هٰذَا: قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَرِهَ لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَسْخَ الْمَصَاحِفِ وَقَالَ يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ!

۷۴۳۷۔''اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں، زہری نے کہا: مجھے خبر دی عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زیدبن ثابت رضی اللہ عنہ کو مصاحف لکھنے کی ذمہ داری سونپنے کو ناپسند کیا۔اور کہا: اے مسلمانو! مجھے قرآن لکھنے سے دور رکھا گیا اور

(٧٤٣٥) ابو داود: ٣٦٠٧۔ صحیح، البانی: ٣٠٧٣۔ نسائی: ٤٦٤٧۔ احمد: ٢١٣٧٦.
(٧٤٣٦) صحیح، البانی: ٢٤٨٠۔ بخاری: ٢٨٠٧۔ احمد: ٢١١٣١.
(٧٤٣٧) ترمذی: ٣١٠٤.

أُعْزَلُ عَنْ نَسْخِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ وَيَتَوَلَّاهَا رَجُلٌ وَاللّٰهِ! لَقَدْ أَسْلَمْتُ وَإِنَّهُ لَفِي صُلْبِ رَجُلٍ كَافِرٍ يُرِيْدُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَلِذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: يَاأَهْلَ الْعِرَاقِ! اكْتُمُوْا الْمَصَاحِفَ الَّتِي عِنْدَكُمْ وَغُلُّوْهَا فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَاغَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾...... فَالْقُوْا اللّٰهَ بِالْمَصَاحِفِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ فَبَلَغَنِي أَنَّ ذٰلِكَ كَرِهَهُ مِنْ مَقَالَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رِجَالٌ مِنْ أَفَاضِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. (هُمَالِلتِّرْمِذِيِّ: ٣١٠٤)

اس کام پر وہ شخص لگایا گیا کہ جب میں مسلمان ہوا تو یہ ابھی کافر مرد کی پشت میں تھا۔یعنی زید بن ثابت ،اِسی لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اہل عراق!جو تمہارے پاس قرآن کے نسخے ہیں ان کو چھپالو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی ہوئی چیز ساتھ لے کر آئے گا۔'' تو لوگوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحیفے واپس کر دیے۔زہری نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو اہل علم صحابہ نے ناپسند کیا ہے۔''

٧٤٣٨ـــ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه ، جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ أُبَيٌّ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبُوْ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُوْ زَيْدٍ؟ قَالَ أَحَدُ عُمُومَتِي. (رواه البخاري: ٣٨١٠)

۷۴۳۸۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے عہد میں چار مردوں نے قرآن جمع کیا،اور وہ سب انصار میں سے تھے۔ابی بن کعب،معاذ بن جبل،ابوزید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم ۔راوی نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوزید کون ہے؟ انہوں نے کہا: میرے چاچاؤں میں سے ایک ہے۔''(الشیخان،الترمذی)

٧٤٣٩ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَجْمَعْ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ أَبُوالدَّرْدَاءِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ زَيْدٍ. قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ. (رواه البخاري: ٥٠٠٤)

۷۴۳۹۔''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے، نبی ﷺ فوت ہوئے تو چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا تھا۔ ابو درداء،معاذ بن جبل، زید بن ثابت، اور ابو زید رضی اللہ عنہم ، اور ہم نے قرآن ورثے میں پایا ہے۔''

٧٤٤٠ـــ عَنْ سَعِيْدِبْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ

۷۴۴۰۔''سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے محکم سورتیں نبی ﷺ کے

(٧٤٣٨) بخاری: ٣٨١٠۔ مسلم: ٢٤٦٥۔ ترمذی: ٣٧٩٤۔ احمد: ١٣٠٢٩.

(٧٤٣٩) بخاری: ٥٠٠٤۔ مسلم: ٢٤٦٥۔ ترمذی: ٣٧٩٤۔ احمد: ١٣٥٣٠.

(٧٤٤٠) بخاری: ٥٠٣٦۔ احمد: ٣٣٤٧.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقُلْتُ لَهُ: وَمَا الْمُحْكَمُ؟ قَالَ الْمُفَصَّلُ . (رواه البخاري: ٥٠٣٦)

عہد میں حفظ کر لی تھیں۔تو ابن جبیر نے کہا: محکم کون سی سورتیں ہیں؟ انہوں نے کہا: مفصل سورتیں۔" (بخاری)

شرح:...... ان احادیث میں قرآن پاک کی تالیف کا تذکرہ ہے کہ قرآن پاک متعدد صحیفوں میں تھا، ان کو ایک مصحف میں جمع کیا گیا ہے اور سورتوں کی ترتیب دی گئی تھی۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ نبی ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد اس کا معاملہ قوت پکڑ گیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی سرکوبی کے لیے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے رسوا کیا اور مسیلمہ قتل ہوا۔

اس جنگ میں تقریباً سات سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش کیا۔ ان میں سے تقریباً تین سو کے قریب حفاظ کرام تھے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر حفاظ کرام کی شہادتوں کا سلسلہ جاری رہا تو قرآن پاک جو سینوں میں محفوظ ہے وہ کہیں ضائع نہ ہو جائے، اس سے پہلے پہلے اسے جمع کر لیا جائے۔ اس بارے میں انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بات کی تو انہوں نے انکار کیا۔ بعد میں شرح صدر ہو گیا کہ جمع کرنا چاہیے۔ ان کے انکار کی وجہ یہی تھی کہ رسول کریم ﷺ نے جو کام نہیں کیا وہ میں کیوں کروں۔ یہی بات زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہی تھی۔

نبی کریم ﷺ کے جمع نہ کرنے کی یہ وجہ ہو سکتی تھی کہ ابھی احکام میں تبدیلی کا امکان تھا۔ کوئی نسخ کا مسئلہ ہو سکتا تھا اس لیے جمع نہ کیا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ عذر نہ رہا تھا۔ اس لیے قرآن پاک کی حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ نے ان عظیم خلفاء سے لیا۔ سارا قرآن پاک لکھا ہوا تھا۔ مگر ایک مجموعہ کی صورت میں اور سورتوں کی ترتیب سے نہ تھا۔ ویسے صحیفوں میں لکھا ہوا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہی یکجا کیا تھا۔ جو رسول اکرم ﷺ نے لکھوایا تھا۔ انہوں نے صرف ترتیب دیا تھا۔

ان کا طریقہ یہ تھا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سینوں میں محفوظ اور کاغذوں میں تحریر قرآن پاک کا آپس میں موازنہ کرتے تھے پھر مصحف میں ترتیب دیتے تھے۔ مگر سورت توبہ کی آخری آیت پر یہ اصول پورا نہ ہوا۔ یہ ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہ آیت ابوخزیمہ سے ہی ملی تھی اور جو سورت احزاب کی آیت ہے وہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ملی تھی۔ اس کے نہ ملنے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ آیت محفوظ نہ تھی، محفوظ تو تھی مگر لکھی نہ ملی تھی تو اس براءت والی آیت کو حافظے کی بنیاد پر لکھا گیا۔ اس میں زید بن ثابت، ابوخزیمہ اور عمر رضی اللہ عنہم تینوں کی شہادت تھی اس لیے اسے بھی مصحف میں لکھ دیا۔

براءت والے صحابی ابوخزیمہ بن اوس بن یزید بن اصرم رضی اللہ عنہ ہیں اور سورت احزاب والے صحابی جن کی شہادت دو

گواہیوں کے برابر تھی وہ خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرأتوں کے اختلاف سے جو تفرقہ ہو رہا تھا۔ انہیں ختم کر کے ایک لغت پر مصحف تیار کیا تا کہ امت کسی قسم کی مشقت میں نہ پڑ جائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جو متعدد مجموعوں اور صحیفوں میں بکھرا تھا اسے ایک مصحف میں ترتیب وار جمع کیا ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تلاوت میں جو الفاظ کا اختلاف تھا اسے دور کر کے ایک قراءت پر متحد کیا تھا۔
(فتح الباری: ۹/ ۱۸ تا ۲۰)

كتاب تعبير الرؤيا

خوابوں کی تعبیر کا بیان

٧٤٤١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ وَ أَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ، فَرُؤْيَا الصَّالِحَةِ بُشْرَى مِنَ اللّٰهِ وَرُؤْيَا تَحْزِيْنٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ، فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ، قَالَ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ، فَلَا أَدْرِيْ هُوَ فِي الْحَدِيْثِ أَمْ قَالَهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ. (رواه مسلم: ٢٢٦٣)

۷۴۴۱۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جب زمانہ قریب ہو جائے تو مسلمان کا خواب جھوٹا نہیں ہوتا، اور اس کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے جس کی بات سچی ہوتی ہے۔ مسلمان کا خواب نبوت کے پینتالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے اور خواب کی تین اقسام ہیں۔ ایک وہ اچھا خواب جو اللہ کی طرف سے بشارت ہے اور دوسرا شیطان کی طرف سے پریشان کرنے والا ہے اور تیسرا خواب ہے جو آدمی کے خیالات پر مشتمل ہوتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص مکروہ خواب دیکھے تو اُٹھ کر نماز پڑھے اور کسی سے بیان نہ کرے اور میں خواب میں پاؤں کو باندھنا پسند کرتا ہوں اور میں ناپسند کرتا ہوں، طوق پہنانے کو، اور قید (بیڑیاں) جو دین میں مضبوطی ثابت قدمی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ تفسیر حدیث میں سے ہے یا یہ ابن سیرین کی طرف سے ہے۔''

٧٤٤٢ــ وَفِي رِوَايَةٍ نَحْوُهُ، قَالَ: أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَفِيْهِ: فَيُعْجِبُنِي الْقَيْدُ، وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، وَالْقَيْدُ

۷۴۴۲۔ ''اور ایک روایت میں اس کے مثل ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے قید (بیڑیاں) پسند

(٧٤٤١) مسلم: ٢٢٦٣ـ بخاری: ٦٩٨٨ـ ابو داود: ٥٠١٩ـ ترمذی: ٢٢٨٠ـ ابن ماجه: ٣٩٠٦ـ احمد: ١٠٢١٢ـ دارمی: ٢١٤٤.
(٧٤٤٢) ترمذی: ٢٢٨٠ـ صحيح، البانی: ١٨٥٩ـ بخاری: ٦٩٨٨ـ مسلم: ٢٢٦٣ـ ابو داود: ٥٠١٧ـ ابن ماجه: ٣٩٠٦ـ احمد: ١٠٢١٢ـ دارمی: ٢١٤٣ـ مالك: ١٧٨٢.

ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ . (رواه الترمذي: ٢٢٨٠)

ہے۔ اور طوق ناپسند ہے۔ قید دین میں مضبوطی (ثابت قدمی) ہے۔"

٧٤٤٣ـ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَفُرْسَانِهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلُمَ يَكْرَهُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَلَنْ يَضُرَّهُ . (رواه البخاري: ٧٠٠٥)

۷۴۴۳۔ "سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار صحابہ میں سے ہیں، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "نیک خواب اللہ کی طرف سے ہے اور پراگندہ خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کسی کو پراگندہ خواب آئے تو وہ بائیں طرف تھوک دے اور اس سے اللہ کی پناہ طلب کرے تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔" (البخاری)

٧٤٤٤ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشَرِّهَا وَلا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ . (رواه مسلم: ٢٢٦١)

۷۴۴۴۔ "اور ایک روایت میں ہے: "اسے چاہیے کہ تین بار بائیں طرف تھوک دے اور شیطان کے شر سے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور اسے کسی سے بیان نہ کرے تو وہ اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔"

٧٤٤٥ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ إِنْ كُنْتُ لأَرَى الرُّؤْيَا هِيَ أَثْقَلُ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا كُنْتُ أُبَالِيْهَا . (رواه مالك: ١٧٨٤)

۷۴۴۵۔ "دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں خواب دیکھتا تھا تو وہ مجھ پر پہاڑ سے بھی بھاری ہوتے تھے۔ پس جب میں نے یہ حدیث سنی تو اب میں خوابوں کی پروا نہیں کرتا۔"

٧٤٤٦ـ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ

۷۴۴۶۔ "سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص مکروہ خواب دیکھے تو تین بار بائیں طرف تھوک دے اور تین بار شیطان مردود کے

(٧٤٤٣) بخاري: ٧٠٠٥ـ مسلم: ٢٢٦١ـ ابو داود: ٥٠٢١ـ ترمذي: ٢٢٧٧ـ ابن ماجه: ٣٩٠٩ـ احمد: ٢٢١٢٩ـ مالك: ١٧٨٤ـ دارمي: ٢١٤١.

(٧٤٤٤) مسلم: ٢٢٦١ـ بخاري: ٧٠٠٤ـ ابو داود: ٥٠٢١ـ ترمذي: ٢٢٧٧ـ ابن ماجه: ٣٩٠٩ـ احمد: ٢٢١٣٨ـ مالك: ١٧٨٤ـ دارمي: ٢١٤١.

(٧٤٤٥) مالك: ١٧٨٤ـ بخاري: ٣٢٩٢ـ مسلم: ٢٢٦١ـ ابو داود: ٥٠٢١ـ ترمذي: ٢٢٧٧ـ ابن ماجه: ٣٩٠٩ـ احمد: ٢٢٠٨٧ـ دارمي: ٢١٤١.

(٧٤٤٦) مسلم: ٢٢٦٢ـ ابو داود: ٥٠٢٢ـ ابن ماجه: ٣٩٠٨ـ احمد: ١٤٣٦٥.

الشَّيْطَانِ ثَلاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ. (رواه مسلم: ٢٢٦٢)

شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اس پہلو (کروٹ) کو تبدیل کر دے جس پر وہ لیٹا تھا۔" (مسلم وابوداؤد)

٧٤٤٧ـ عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَالَمْ يَتَحَدَّثْ بِهَا فَإِذَا تَحَدَّثَ بِهَا سَقَطَتْ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ وَلاَ يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا لَبِيْبًا أَوْحَبِيْبًا. (رواه الترمذي: ٢٢٧٨)

٧٤٤٧۔ "ابورزین العقیلی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مؤمن کا خواب نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک ہے، اور وہ پرندے کے پاؤں پر ہوتا ہے جب تک اس کو بیان نہ کرے۔ جب بیان کر دیا تو وہ گر جاتا ہے۔ راوی نے کہا: میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ خواب نہ بیان کر مگر عقل مند یا اپنے دوست سے۔"

٧٤٤٨ـ وَفِي رِوَايَةٍ: جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. (للترمذي: ٢٢٧١)

٧٤٤٨۔ "اور ایک روایت میں ہے کہ خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جز ہے۔" (الترمذی، ابوداؤد)

٧٤٤٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. (رواه مسلم: ٢٢٦٥)

٧٤٤٩۔ "سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نیک خواب نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔"

٧٤٥٠ـ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَهَا زَوْجٌ تَاجِرٌ يَخْتَلِفُ فَكَانَتْ تَرَى رُؤْيَا كُلَّمَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَلَّمَا يَغِيْبُ إِلَّا تَرَكَهَا حَامِلاً فَتَأْتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَتَقُوْلُ إِنَّ زَوْجِي خَرَجَ تَاجِرًا فَتَرَكَنِي حَامِلاً فَرَأَيْتُ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ أَنَّ سَارِيَةَ بَيْتِي انْكَسَرَتْ وَأَنِّي وَلَدْتُ غُلامًا أَعْوَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرٌ يَرْجِعُ زَوْجُكِ عَلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى

٧٤٥٠۔ "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مدینہ والوں میں ایک عورت تھی۔ اس کا خاوند تاجر تھا۔ جو کبھی آتا اور کبھی جاتا تھا۔ جب خاوند غائب ہوتا تو اس کو خواب آتے تھے اور وہ جب بھی سفر میں جاتا تو عورت کو حاملہ چھوڑ جاتا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آتی اور کہتی کہ میرا خاوند تاجر ہے اور وہ مجھے حمل کی حالت میں چھوڑ گیا ہے۔ اور میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے گھر کا ستون ٹوٹ گیا ہے اور میں نے نابینا بچہ جنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواب اچھا ہے ان شاء اللہ، تیرا خاوند تیرے پاس صحیح سلامت آئے گا اور تیرے ہاں نیک لڑکا پیدا

(٧٤٤٧) ترمذی: ٢٢٧٨ـ صحیح، البانی: ١٨٥٨ـ ابو داود: ٥٠٢٠ـ ابن ماجه: ٣٩١٤ـ احمد: ١٥٧٦٢ـ دارمی: ٢١٤٨.

(٧٤٤٨) ترمذی: ٢٢٧١ـ صحیح، البانی: ١٨٥٢ـ بخاری: ٦٩٨٧ـ مسلم: ٢٢٦٤ـ ابو داود: ٥٠١٨ـ دارمی: ٢١٣٧.

(٧٤٤٩) مسلم: ٢٢٦٥ـ ابن ماجه: ٣٨٩٧.

(٧٤٥٠) دارمی: ٢١٦٣.

صَالِحًا وَتَلِدِيْنَ غُلَامًا بَرًّافَكَانَتْ تَرَاهَا مَرَّتَيْنِ أَوْثَلاثًا كُلَّ ذٰلِكَ تَأْتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُ ذٰلِكَ لَهَا فَيَرْجِعُ زَوْجُهَا وَتَلِدُ غُلَامًافَجَاءَتْ يَوْمًا كَمَا كَانَتْ تَأْتِيْهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَائِبٌ وَقَدْ رَأَتْ تِلْكَ الرُّؤْيَا فَقُلْتُ لَهَا عَمَّ تَسْأَلِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَا أَمَةَ اللّٰهِ فَقَالَتْ رُؤْيَاكُنْتُ أَرَاهَا فَآتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْأَلُهُ عَنْهَا فَيَقُوْلُ خَيْرًا فَيَكُوْنُ كَمَاقَالَ فَقُلْتُ فَأَخْبِرِيْنِي مَاهِيَ قَالَتْ حَتّٰى يَأْتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْرِضُهَا عَلَيْهِ كَمَاكُنْتُ أَعْرِضُ فَوَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُهَا حَتّٰى أَخْبَرَتْنِي فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ لَيَمُوْتَنَّ زَوْجُكِ وَتَلِدِيْنَ غُلَامًا فَاجِرًا فَقَعَدَتْ تَبْكِي وَقَالَتْ مَالِي حِيْنَ عَرَضْتُ عَلَيْكِ رُؤْيَايَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي فَقَالَ لَهَا مَالَهَايَا عَائِشَةُ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَوَمَا تَأَوَّلْتُ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَهْ يَا عَائِشَةُ إِذَا عَبَرْتُمْ لِلْمُسْلِمِ الرُّؤْيَا فَاعْبُرُوْهَا عَلَى الْخَيْرِفَإِنَّ الرُّؤْيَاتَكُوْنُ عَلٰى مَا يَعْبُرُهَا صَاحِبُهَا فَمَاتَ وَاللّٰهِ زَوْجُهَا وَلاأَرَاهَا إِلَّا وَلَدَتْ غُلَامًا فَاجِرًا. (رواه الدارمي: ٢١٦٣)

ہو گا یہی خواب اس نے دو یا تین بار دیکھا اور ہر بار وہ نبی ﷺ کے پاس آتی اور آپ ﷺ نے وہی جواب دیا۔ پس اس کا خاوند بھی آ گیا اور اس کا لڑکا پیدا ہوا۔ پھر وہ ایک دن آئی جیسے وہ آپ کے پاس آتی تھی۔ اس دن رسول اللہ ﷺ گھر پر نہ تھے۔ اس عورت نے وہی خواب دیکھا تھا۔ میں نے اس کو کہا: اے اللہ کی بندی! تو رسول اللہ ﷺ سے کیا پوچھتی ہے؟ اس نے کہا: وہ خواب پوچھتی ہوں جو میں دیکھا کرتی تھی۔ اور رسول اللہ کے پاس آ کر اس کے بارے میں پوچھتی تھی تو آپ کہہ دیتے تھے کہ وہ خواب اچھا ہے تو ایسے ہی ہوتا جس طرح آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کہا: مجھے بتا وہ کیا خواب تھا۔ اس نے کہا: نہیں جب رسول اللہ ﷺ آئیں گے تو ان سے پوچھو گی جیسا کہ میں آپ ﷺ سے پوچھا کرتی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے اس کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس نے بتا دیا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم اگر تو سچ بیان کرتی ہے تو تیرا خاوند مر جائے گا اور تو بدکار لڑکا جنے گی تو وہ بیٹھ کر رونے لگی کہ مجھے کیا ہو گیا تھا کہ میں نے اپنا خواب آپ کو بیان کر دیا۔ پس نبی ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور وہ رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عائشہ! اس کو کیا ہوا؟ میں نے آپ ﷺ کو ساری خبر سنا دی اور جو تعبیر دی تھی وہ بھی بتا دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ٹھہر جا، جب تم کسی مسلمان کو خواب کی تعبیر بتاؤ تو اچھی بتاؤ۔ خواب کی تعبیر وہ بن جاتی ہے جو تعبیر دینے والا بیان کرتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس عورت کا خاوند بھی فوت ہو گیا اور میرا خیال یہ ہے کہ اس نے بدکار لڑکا جنا۔'' (الدارمی)

٧٤٥١ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ . (للبخاري: ٦٩٩٠)

۷۴۵۱۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''میرے بعد نبوت کی خصلتوں میں سے مبشرات کے علاوہ کوئی خصلت باقی نہیں رہی۔'' لوگوں نے کہا مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: ''نیک خواب۔''

شــــرح: ...... ایک خواب مکروہ ہے ایک محبوب ہے۔ ایک اچھا ہے ایک برا ہے اور ایک وہ ہے جو خواب کے ذریعے انسان کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے۔ ایک وہ ہے جو عادت بن کر آتا ہے اور ایک وہ ہے جو پراگندہ خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۴۰۷)

۲۔ اگر خواب اچھا ہو تو اس کے یہ طریقے بیان ہوئے ہیں:

(۱) اس پر اللہ کی حمد کی جائے۔ (۲) اس کے ساتھ خوش ہونا چاہیے۔

(۳) اسے پسندیدہ آدمی کو سنایا جاسکتا ہے۔

اور اگر خواب وخیال ہے:

(۱) اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی جائے اور شیطان سے بچاؤ کے لیے تعوذ پڑھا جائے۔

(۲) نیند سے بیدار ہوکر بائیں جانب پھوہار کے ساتھ تھوکے۔

(۳) یا نماز پڑھے۔

(۴) اس خواب کا کسی سے بالکل ذکر نہ کرے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۲۵۰)

۳۔ اگرچہ کبھی کافر کا خواب بھی سچا ہو جاتا ہے وہ اس میں شامل نہیں۔ یہ اعزاز صرف مومنوں کو ملا ہے کہ ان کا خواب اچھا ہے اور نبوت کا جزء ہے۔ کاہن اور نجومی کا خواب بھی نبوت کا حصہ نہیں ہے۔ نیک عورت کا خواب بھی نبوت کا حصہ ہے۔

اسے نبوت کا حصہ اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کو بذریعہ وحی آئندہ حالات سے باخبر کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک بندوں کو خواب کے ذریعے سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ اچھے خواب دیکھنے والا مومن نبی ہو جاتا ہے۔ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ خواب میں یہ امتیاز کرنا کہ صالح کون سا ہے اور برا کون سا ہے، بڑا محنت طلب معاملہ ہے جبکہ وحی میں جو نظر آئے وہ ہوتا ہی صالح ہے اور خواب میں قطعی دلیل نہیں ہوتی جبکہ نبوت میں قطعی دلیل ہوتی ہے اور خواب شرعی حجت نہیں جبکہ وحی شریعت میں حجت ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۲۳۳)

(٧٤٥١) بخاری: ٦٩٩٠۔ ابو داود: ٥٠١٧۔ احمد: ٨١١٤۔ مالك: ١٧٨٢.

۴۔ باقی رہی یہ بات کہ کسی حدیث میں اس خواب کو (۴۶ واں) بعض میں (۴۵ واں) بعض میں (۲۵ واں) بعض میں (۷۰ واں) حصہ قرار دیا گیا ہے۔

ان میں مطابقت یہ ہے کہ ان سب میں توقف اختیار کیا جائے جتنا عدد بیان ہوا ہے اسے مان لیا جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یہ اختلاف دیکھنے والوں کے معیار کے مطابق ہے دیکھنے والا جتنا نیک ہوگا اتنی نسبت بنتی جائے گی۔

تاہم زیادہ تر (۴۶ واں حصہ) مشہور ہے اور اس کی معقول وجہ ہے نبی ﷺ کی نبوت کی عمر (۲۳) برس ہے اور چھ ماہ آپ کو خواب آتے رہے تھے۔ اس کی نسبت نکالیں تو یہ وحی کی مدت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔ (انجاز الحاجہ:۱۱/۲۳۴)

٧٤٥٢۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ)). (رواه الترمذي: ٢٢٧٤)

۷۴۵۲۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''سحری کے وقت کے خواب سچے ہوتے ہیں۔'' (الترمذی)

شرح:...... اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت خیالات مجتمع ہوتے ہیں اور معدہ خالی ہوتا ہے اور یہ فرشتوں کے نزول کا وقت ہے۔

یہ اکثریت کے مطابق ہے یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ اس کے علاوہ اوقات میں بھی خواب سچا ہوسکتا ہے۔ (مرقاۃ:۹/ ۴۵)

٧٤٥٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ أَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)). (رواه البخاري: ٧٠٤٢)

۷۴۵۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: ''جس نے خواب بیان کیا جب کہ اس نے اُسے نہیں دیکھا تو جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا اس کو حکم دیا جائے گا اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ اور جس نے کسی قوم کی بات سننے کے لیے کان رکھا جب کہ وہ اس کا سننا ناپسند کرتے تھے تو قیامت کے دن اس کے دو کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ جس نے تصویر بنائی اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ روح پھونک نہیں سکے گا۔'' (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

(٧٤٥٢) ترمذي: ٢٢٧٤۔ ضعيف، الباني: ٣٩٦۔ دارمي: ٢١٤٦۔ احمد: ١١٢٥٦.

(٧٤٥٣) بخاري: ٧٠٤٢۔ مسلم: ٢١١٠۔ ابو داود: ٥٠٢٤۔ ترمذي: ١٧٥١۔ نسائي: ٥٣٥٨۔ ابن ماجه: ٣٩١٦۔ احمد: ٣٣٧٣، ٧٤٥٤، ٥٦٧٨.

٧٤٥٤ــ عَـنِ ابْـنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((إِنَّ مِـنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَ)). (رواه البخاري: ٧٠٤٣)

۷۴۵۴۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے (خواب) جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی۔'' (بخاری)

شــرح:...... یعنی خواب میں تکلف سے کام لیتا ہے جو نہیں دیکھا اسے بتاتا ہے اور غیر مرتبط باتیں جوڑ کر جن کا جوڑ نہیں انہیں جوڑ دیتا ہے۔ یہ بڑا گھناؤنا جرم ہے حالانکہ جھوٹ بیداری میں بھی بولنا سنگین جرم ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ اسے روح ڈالنے کا کہا جائے گا اور دو جو کے درمیان گرہ کا حکم ہوگا۔ یہ دونوں کام نہ کر سکے گا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ پر بہتان ہے اس لیے یہ سزا ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۴۲۸)

٧٤٥٥ــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((مَـنْ رَآنِي فِي الْـمَـنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ أَوْلَكَأَنَّمَا رَآنِي فِـي الْيَـقْـظَةِ وَلاَ يَتَـمَثَّـلُ الشَّيْطَانُ بِي)). (رواه أبوداود: ٥٠٢٣)

۷۴۵۵۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا یا یہ فرمایا کہ گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا اور شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

٧٤٥٦ــ عَـنْ أَبِـي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَـإِنَّ الشَّيْـطَــانَ لاَيَتَـكَـوَّنُـنِي)). (رواه البخاري: ٦٩٩٧)

۷۴۵۶۔ ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس اس نے حق دیکھا۔ شیطان میری صورت میں نہیں بن سکتا۔'' (الشیخان)

٧٤٥٧ــ أَبُـوْ سَـعِيْـدٍ، رَفَعَهُ: مَنْ رَآنِي فِي الْـمَـنَـامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَمَثَّلُ بِـي، وَلاَبِـالْـكَـعْبَةِ. (للصغير: ٢٧٧، والأوسط بلين)

۷۴۵۷۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت بیان کی ہے، (آپ ﷺ نے فرمایا:) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور نہ ہی کعبہ کی شکل میں۔'' (الاوسط، الصغیر سند میں کمزوری ہے)

(٧٤٥٤) بخاري: ٧٠٤٣ـ احمد: ٥٦٧٨.

(٧٤٥٥) ابو داود: ٥٠٢٣ـ صحيح: ٤٢٠١ـ بخاري: ٦١٩٧ـ مسلم: ٢٢٦٦ـ ترمذي: ٢٢٨٠ـ ابن ماجه: ٣٩٠١ـ احمد: ٢٢١٠٠.

(٧٤٥٦) بخاري: ٦٩٩٧ـ ابن ماجه: ٣٩٠٣ـ احمد: ٢٧٦٤٧.

(٧٤٥٧) طبراني صغير: ٢٧٧ـ طبراني اوسط، وفيه، محمد بن ابي السرى، وثقه ابن معين وغيره، وفيه لين، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ١١٧٥٧.

شـــــرح: ...... یعنی جس نے مجھے خواب میں یا بیداری میں دیکھا وہ قیامت کے دن بھی مجھے دیکھے گا۔ اسے آپ ﷺ کا خصوصی قرب ملے گا۔ اس میں آپ کو دیکھنے والے کے لیے بشارت ہے کہ وہ اسلام پر فوت ہوگا۔ کیونکہ اتنی قریب والی زیارت روزِ قیامت تب ہی ممکن ہے جب وہ اسلام پر فوت ہوگا۔

شیطان نبی اکرم ﷺ کی صورت نہیں اختیار کرسکتا کیونکہ آپ کی ذات گرامی معیارِ حق ہے اور اگر شیطان آپ کی صورت بن جائے تو حق اور باطل کی آمیزش ہو جائے اور آپ کا شرف اتنا بلند ہے کہ شیطان کو قوت ہی نہیں کہ آپ کا روپ دھار سکے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ جس نے آپ کو دیکھا ہوا نہیں یا شکل مبارک اور حلیہ کا بھی اسے علم نہیں۔ تو شیطان جھوٹ بول کر کسی بزرگ کی شکل میں دغا دے سکتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۶۵)

۷۴۵۸ــ عَـنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَـانَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِـمَّـا يُـكْثِرُأَنْ يَقُوْلَ لِأَصْـحَـابِـهِ: ((هَـلْ رَأَى أَحَـدٌمِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَـا)) قَـالَ: فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَـقُـصَّ وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَان وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَإِنَّهُمَا قَالَالِي اِنْطَلِقْ وَإِنِّـي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَإِذَا آخَرُقَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُـوَيَهْـوِي بِـالـصَّـخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَهَـدْهَـدُ الْـحَـجَـرَ هَـاهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَـأْخُـذُهُ فَلاَ يَـرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَـمَـا كَـانَ ثُمَّ يَعُوْدَ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَـعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلَى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَان قَالَ قَالاَ لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَـانْـطَـلَـقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُقَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِنْ حَدِيْدٍ وَإِذَا هُـوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ

۷۴۵۸۔ ''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ اکثر اپنے اصحاب کو فرماتے تھے: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی آپ کے سامنے اپنا خواب بیان کرتا جو اللہ چاہتا۔ ایک دن فجر کے بعد آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے، انہوں نے مجھے اُٹھایا اور کہا چلیے ہمارے ساتھ اور میں اُن کے ساتھ چل دیا اور ہم ایک آدمی کے پاس گئے جو لیٹا ہوا تھا۔ ایک دوسرا آدمی پتھر لے کر اس کے پاس کھڑا تھا اور وہ پتھر اس کے سر پر مارتا۔ اور اس کا سر پھوڑ دیتا اور پتھر دور جا پڑتا تو وہ پتھر لینے کے لیے جاتا اور اس کو اٹھاتا اور واپس آتا تو اس آدمی کا سر درست ہو جاتا جیسے وہ پہلے تھا پھر وہ اس کو مارتا اور اس کو ایسے ہی کر دیتا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ میں نے ان دونوں سے کہا: سبحان اللہ! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: آگے چلیے، ہم چل پڑے اور ایک مرد کے پاس گئے جو چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی لوہے کی سلاخ لے کر کھڑا تھا، وہ آ کر اس کے منہ کو پھاڑتا اور اس کی باچھیں چیر کر گردن تک لے جاتا اور ناک کے دونوں نتھنوں کو چیر کر گردن تک لے جاتا اور آنکھیں بھی چیر کر گردن

(۷۴۵۸) بخاری: ۷۰۴۷۔ مسلم: ۲۲۷۵۔ ترمذی: ۲۲۹۴۔ احمد: ۱۹۵۹۵.

إِلَـى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ قَـالَ وَرُبَّـمَـا قَـالَ أَبُوْ رَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَـحَـوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْـجَـانِـبِ حَتَّـى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الأُوْلَى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَـالاَ لِـي انْطَلِقِ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْـلِ التَّنُّوْرِ قَالَ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَإِذَا فِيْهِ رِجَـالٌ وَنِسَـاءٌ عُـرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِـنْ أَسْـفَـلِ مِـنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَـوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰؤُلاَءِ قَالَ قَالاَ لِـي انْـطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهْـرٍ حَسِبْـتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ أَحْمَرَ مِثْلَ الدَّمِ وَإِذَا فِـي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلَى شَـطِّ الـنَّهْـرِ رَجُـلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً وَإِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَـأْتِـيْ ذٰلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَانِ قَالَ قَالاَ لِي انْـطَـلِـقِ انْـطَـلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُـلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلاً مَـرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا

تک لے جاتا۔ ابو رجاء بیان کرتے تھے کہ ایک طرف سے چیر کر دوسری طرف جاتا اور اس طرف کو بھی پھاڑ دیتا۔ جب ایک طرف سے فارغ ہوتا تو دوسری جانب پہلے جیسی ہو جاتی اور وہ اس کے ساتھ وہی کرتا جو پہلی مرتبہ کیا تھا، میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا: آگے چلیے۔ آگے چلیے، پھر ہم تنور کی مانند ایک گڑھے پر آئے۔ میرا گمان ہے کہ آپ نے کہا: اس میں شور وغل تھا اور چیخوں کی آوازیں تھیں۔ ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورتیں ننگے تھے۔ ان کے نیچے سے آگ کا شعلہ نکلتا۔ جب وہ شعلہ بڑھکتا تو وہ چیختے۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ دونوں نے کہا: آگے چلیں، پھر ہم ایک دریا پر آئے۔ راوی نے کہا کہ میرا گمان ہے، کہ وہ سُرخ خون کا دریا تھا اور اس میں ایک تیرنے والا تیرتا تھا اور دریا کے کنارے پر ایک مرد تھا۔ اس نے بہت سے پتھر جمع کیے تھے۔ جب تیرنے والا تیر کر قریب آتا تو وہ شخص جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے وہ اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیتا۔ پس وہ آدمی چلا جاتا اور پھر لوٹ کر اس کے پاس آتا اور جب آتا تو وہ اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیتا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ دونوں نے مجھ سے کہا: آگے چلیے پس ہم چل پڑے۔ اور ہم ایک مرد کے پاس آئے جو خوفناک شکل کا تھا۔ وہ آگ دہکا رہا تھا اور اس کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ تو ان دونوں نے کہا: آگے چلو، آگے چلو، پھر ہم ایک باغ پر پہنچے جس میں موسم ربیع کا ہر پھول موجود تھا۔ باغ کے سامنے طویل قد کا آدمی تھا۔ لمبے قد کی وجہ سے قریب تھا کہ میں اس کا سر دیکھ پاتا۔ اس کے آس پاس میں نے بچے دیکھے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلیے۔

قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا قَالَ قَالاَ لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ لَوْنِ الرَّبِيْعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لاأَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُوْلاً فِي السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَان رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَاهٰذَا مَا هٰؤُلاَءِ قَالَ قَالاَ لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلاأَحْسَنَ قَالَ قَالاَ لِي ارْقَ فِيْهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَاأَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَاأَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالاَ لَهُمُ اذْهَبُوا فَقَعُوْا فِي ذٰلِكَ النَّهَرِ قَالَ وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ قَالاَ لِي هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلَ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ قَالاَ لِي هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ قَالاَ أَمَّا الآنَ فَلاَ وَأَنْتَ دَاخِلَهُ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُاللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا

پس ہم آگے چلے گئے اور ایک بڑا باغ دیکھا۔ میں نے اس سے بڑا اور خوبصورت باغ نہیں دیکھا۔ان دونوں نے کہا: اس پر چڑھیں۔ہم اس پر چڑھ گئے تو وہاں ایک شہر آباد تھا۔اس کی عمارتوں کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی۔ہم شہر کے دروازے پر گئے اور ہم نے دروازہ کھولنے کو کہا تو دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا۔پس ہم شہر میں داخل ہو گئے اور وہاں کچھ مرد ملے جن کا نصف بدن بہت خوبصورت تھا اور نصف حصہ بہت بدنما تھا۔ان دونوں نے کہا: تم سب جا کر اس نہر میں کود جاؤ۔اُن کے سامنے ایک دریا بہہ رہا تھا۔ اس کا پانی صاف اور سفید تھا تو وہ لوگ اس میں جا کودے اور واپس آئے تو ان کے بدن کا بدنما حصہ جاتا رہا اور ان کی بہترین صورت بن گئی تھی۔ان دونوں نے مجھے کہا: یہ جنتِ عدن ہے اور یہ آپ کا ٹھکانہ ہے۔ میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو ایک سفید محل نظر آیا۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا: یہ آپ کا مکان ہے۔ میں نے ان سے کہا: اللہ تمہیں برکت دے۔ مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ انہوں نے کہا: ابھی تو نہیں۔ آپ ضرور اس میں داخل ہوں گے۔ میں نے اُن سے کہا: میں نے ساری رات عجائبات دیکھے ہیں تو جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ سارا کیا ہے؟ اُن دونوں نے مجھ سے کہا: عنقریب ہم تمہیں بتائیں گے۔ وہ پہلا مرد جس کے پاس سے آپ گذرے اور اُس کا سر پتھر کے ساتھ کُچلا جاتا تھا یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن حفظ کیا اور اُسکو چھوڑ دیا اور فرض نماز پڑھنے کے بغیر سوتا رہا اور وہ شخص جس کے پاس سے آپ گزرے اور اس کی باچھیں گردن تک چیری جا رہی تھیں، ناک کے نتھنے گردن تک چیرے جا رہے تھے اور دونوں آنکھیں گردن تک چیری جا رہی

هٰـذَا الَّـذِيْ رَأَيْـتُ قَـالَ قَـالاَ لِي أَمَـا إِنَّـا سَـنُـخْبِـرُكَ أَمَـا الرَّجُلُ الأَوَّلَ الَّذِي أَتَيْتَ عَـلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلاَةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُشِدْقُهُ إِلَـى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ فَـإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْـلُـغُ الآفَـاقَ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّـذِيْـنَ فِـي مِثْـلِ بِـنَـاءِ التَّنُّوْرِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالـزَّوَانِـي وَأَمَّـا الـرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَـحُ فِـي الـنَّهْـرِ وَيُلْقَمُ الْحَجَرَ فَإِنَّهُ آكِلُ الـرِّبَا وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْآةِ الَّذِي عِنْدَ الـنَّـارِ يَـحُشَّهَـا وَيَسْـعَى حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلِ الَّذِي فِي الـرَّوْضَةِ فَـإِنَّـهُ إِبْرَاهِيمُ ﷺ وَأَمَّـا الْوِلْدَانَ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَـالَ فَـقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَوْلاَدُ الْـمُشْـرِكِيْـنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَوْلاَدُ الْـمُشْرِكِيْنَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَـطْـرٌ مِنْهُـمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ قَبِيْحًا فَإِنَّهُم قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَسَيِّئًا تَجَاوَزَاللّٰهُ عَنْهُمْ . (رواه البخاری: ٧٠٤٧)

تھیں یہ وہ شخص تھا جو صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹ بولتا، اور اس کا جھوٹ اطراف میں پھیل جاتا، اور وہ مرد اور عورتیں جو تنور کے اندر ننگے جلتے دیکھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔ اور وہ شخص جس پر آپ کا گذر ہوا جو نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ٹھونسا جاتا وہ سُود کھانے والا ہے اور وہ جو خوفناک شکل کا شخص آگ کے پاس دیکھا جو اس کو بھڑکا رہا تھا اور اس کے آس پاس گھوم رہا تھا تو وہ جہنم کا داروغہ مالک تھا اور باغ کے پاس طویل قد کا جو خوبصورت انسان کھڑا تھا وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور جو بچے اس کے آس پاس تھے وہ ہر نومولود تھا جو فوت ہو جائے فطرت پر، راوی نے کہا: بعض مسلمانوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مشرکین کی اولاد کا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: وہ بھی اور وہ قوم جن کا بعض حصہ خوبصورت اور بعض حصہ بدنما تھا، یہ وہ قوم تھی جن کے کچھ اعمال اچھے اور کچھ برے تھے۔ تو اللہ نے اُس سے درگزر فرما دیا۔''

٧٤٥٩ــ وَفِـي رِوَايَةٍ: فَـانْـطَلَقْنَا إِلَى ثَقْبٍ مِثْـلِ التَّـنُّـوْرِ أَعْلاَهُ ضَيِّـقٌ وَأَسْفَلُـهُ وَاسِعٌ

۷۴۵۹۔ ''اور ایک روایت میں ہے: پس ہم تنور کی مثل ایک سوراخ پر گئے، اس کا اوپر کا حصہ تنگ تھا اور نچلا حصہ وسیع تھا۔

(٧٤٥٩) بخاری: ١٣٨٦۔ مسلم: ٢٢٧٥۔ ترمذی: ٢٢٩٤۔ احمد: ١٩٦٥٢.

يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوْا حَتَّى كَادَ أَنْ يَخْرُجُوْا فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ بِنَحْوِهِ . وَفِيْهِ: وَالدَّارُ الْأُوْلَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ . (رواه البخاري: ١٣٨٦)

اس کے نیچے آگ جلائی گئی تھی۔ جب تنور میں آگ بلند ہوتی تو وہ لوگ اُوپر آجاتے اور باہر نکلنے کے قریب پہنچ جاتے۔ جب آگ بجھنے لگتی تو وہ تنور کی تہہ میں لوٹ جاتے۔اس میں مرد اور عورتیں ننگے تھے۔مثل حدیث سابق ، اور اس روایت میں ہے کہ پہلا جو گھر تھا جس میں آپ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا تھا اور یہ گھر شہداء کے لیے ہے۔میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے۔'' (بخاری، ترمذی)

شــــرح:...... اس میں ان علماء کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ خواب کی تعبیر آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد تقریباً چار گھنٹے گزر جائیں تو تب بتائی جائے یا پھر عصر سے لے کر مغرب سے پہلے تک بتانی چاہیے۔ بلکہ خواب صبح بتایا جائے اور اس کی تعبیر بھی صبح بتانا ہی بہتر ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کو خواب میں اور بیداری میں ثواب وعذاب کا ملاحظہ کرایا جاتا تھا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نافرمانوں کو قبر اور برزخ میں عذاب کیا جاتا ہے اور فرض نماز نہ پڑھنا، اس سے سوئے رہنا سنگین جرم ہے۔اس کی سزا بہت سخت ہے اور قرآن پاک کو حفظ کے بعد بھلا دینا سخت گناہ ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا جس کا جنت میں محل ہے وہ دنیا میں اس میں داخل نہیں ہوسکتا وفات کے بعد ہی داخل ہوگا۔

اس میں طلب علم کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے، نیز شہداء کے جو جنت میں مراتب ہیں ان کا ذکر بھی ہوا ہے۔لیکن انبیاء کا مقام ان سے اعلیٰ ہوگا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی آخر اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دیں گے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کے بعد امام مقتدیوں کی جانب رخ پھیرے۔اس میں جیسے جرائم ہیں ویسی ہی ان کی سزائیں بتائی گئی ہیں۔زنا بھی خفیہ ہوتا ہے اس لیے اس کی سزا بھی علیحدہ تنور میں دی گئی ہے۔(فتح الباری: ۱۲/ ۴۴۵)

٧٤٦٠ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوْتِيْتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ

۷۴۶۰۔''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا: ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانے دے دیے گئے

(٧٤٦٠) بخاري: ٧٠٣٧ـ مسلم: ٢٢٧٣ـ ترمذي: ٢٢٩٢ـ ابن ماجه: ٣٩٢٢ـ احمد: ٢٧٤٦٩.

فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ. (رواه البخاری: ٧٠٣٧)

اور میرے دونوں پر سونے کے دو کنگن آ گئے، وہ مجھے بڑے ناگوار تھے۔ مجھے حکم ملا کہ ان پر پھونک دے۔ پس میں نے پھونکا تو وہ اُڑ گئے اور اس کی تعبیر وہ دو کذاب ہیں جو میرے اطراف میں رہتے ہیں اور میں اُن کے درمیان میں رہتا ہوں ایک صنعاء کا رہنے والا اور دوسرا یمامہ کا۔'' (الشیخان، ترمذی)

شرح:...... صاحب یمامہ سے مراد مسیلمہ کذاب ہے اور صاحب صنعاء سے مراد اسود عنسی ہے۔ اس میں ان دونوں کذابوں کی حقارت بیان ہوئی ہے۔

آپ ﷺ کو کنگن اس لیے دکھائے گئے تھے کہ سونا مردوں کا زیور نہیں، اسی طرح کذاب بھی بات نامناسب کرتا ہے۔ سونے کی صورت میں دکھانا اس لیے کہ یہ دونوں ختم ہو جائیں گے۔ (فتح الباری: ۱۲/۴۲۴)

٧٤٦١۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ بِأُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِيْ آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ. (رواه البخاری: ٣٦٢٢)

۷۴۶۱۔ ''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، (راوی نے کہا:) میرا خیال ہے کہ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے کھجوروں والی سرزمین میں گیا ہوں۔ تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ وہ یمامہ یا مقامِ ھجر ہے۔ جبکہ وہ مدینہ تھا۔ جس کا پہلا نام یثرب تھا، اور میں نے اِسی خواب میں دیکھا کہ میں نے اپنی تلوار کو حرکت دی تو اُس کا سینہ (درمیانی حصہ) ٹوٹ گیا۔ اس کی تعبیر وہ پیش آئی جو جنگ اُحد میں مسلمانوں پر مصیبت آئی، اور میں نے تلوار کو دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے زیادہ بہتر حالت میں لوٹ آئی۔ اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ نے فتح مکہ عطا کی اور مسلمان جمع ہو گئے اور میں نے اس میں ایک بیل دیکھا۔ اللہ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گایوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے جو احد کے دن شہید ہوئے اور خیر و بھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے سچائی کے بدلے بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمائی۔'' (الشیخان)

(٧٤٦١) بخاری: ٣٦٢٢۔ مسلم: ٢٢٧٢۔ ابن ماجه: ٣٩٢١۔ دارمی: ٢١٥٨.

شــرح:...... اس کا پس منظر یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے احد میں مشورہ دیا تھا کہ مدینہ کے اندر رہ کر لڑیں۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جوش شہادت میں میدان میں جا کر لڑنے کو پسند کیا جب نبی اکرم ﷺ نے ہتھیار زیب بدن کر لیے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ندامت ظاہر کی کہ یہ اچھا نہیں ہوا۔ اب نبی اکرم ﷺ سے معذرت کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب نبی ہتھیار پہن لے تو پھر لڑائی تک ہتھیار اتارتا نہیں، اب میدان ہی میں جانا ہوگا۔

پھر آپ نے فرمایا: میں نے خواب میں محفوظ زرہ دیکھی ہے۔ اس سے مراد مدینہ ہے یہ ہمیں پناہ دے گا اور گائے ذبح ہوتے دیکھی ہے۔ اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کا اشارہ ہے جو (۷۰) صحابہ شہید ہوئے تھے۔

گائے خواب میں ذبح کرنے کی ایک یہ تعبیر بھی ہے اس کے علاوہ بھی تعبیر ہوتی ہے کہ بیوی عورت یا خادم مراد ہوتے ہیں کہ ان میں سے کچھ ملے گا۔

اور یہ بھی ہے کہ گائے جب کسی پانی والی جگہ پر نظر آئے تو یہ کشتی مراد ہوتی ہے کہ کشتی کی سواری ملے گی اور اگر بغیر پانی والی جگہ نظر آئے تو اس علاقہ میں قحط سالی کا خطرہ ہوتا ہے۔

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ بدر کے بعد بہتری آئی اس کا مطلب ہے کہ اگرچہ جنگ احد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے یہ بھی خیر ہی تھی انہیں صبر و شہادت کا ثواب ملا اور پھر اس کے بعد فتح مکہ تک خیر ہی خیر حاصل ہوتی رہی۔

(فتح الباری: ۴۲۳/۱۲)

٧٤٦٢ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَأُتِيْنَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَأَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الآخِرَةِ وَأَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ. (لمسلم: ٢٢٧٠)

۷۴۶۲۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے رات کو خواب میں دیکھا جو کچھ نیند میں انسان دیکھتا ہے۔ گویا میں عقبہ بن رافع کے گھر میں ہوں تو میرے پاس ابن طاب نامی کھجور کے ڈوکے لائے گئے تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ دنیا میں ہمارے لیے رفعت و بلندی ہے اور آخرت میں ہمارا بہتر انجام ہے اور ہمارا دین نہایت عمدہ ہے۔'' (مسلم و ابوداؤد)

٧٤٦٣ــ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا مِنَ الأَيَّامِ إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَجُلاً أَتَانِي بِكُتْلَةٍ مِنْ تَمْرٍ فَأَكَلْتُهَا فَوَجَدْتُ

۷۴۶۳۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی میرے پاس کھجور کا گچھا لایا۔ وہ کھجوریں میں نے کھائیں۔ ان

(٧٤٦٢) مسلم: ٢٢٧٠۔ ابو داود: ٥٠٢٥۔ احمد: ١٢٨٠٧.

(٧٤٦٣) دارمی: ٢١٦٢۔ احمد: ١٤٨٦٤.

فِيْهَا نَوَاةً فَآذَتْنِي حِيْنَ مَضَغْتُهَا ثُمَّ أَعْطَانِي كُتْلَةً أُخْرَى فَقُلْتُ إِنَّ الَّذِي أَعْطَيْتَنِي وَجَدْتُ فِيْهَا نَوَاةً آذَتْنِي فَأَكَلْتُهَا فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ نَامَتْ عَيْنُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهِ السَّرِيَّةُ الَّتِي بَعَثْتَ بِهَا غَنِمُوْا مَرَّتَيْنِ كِلْتَاهُمَا وَجَدُوْا رَجُلاً يَنْشُدُ ذِمَّتَكَ؟ فَقُلْتُ لِمُجَالِدٍ مَا يَنْشُدُ ذِمَّتَكَ قَالَ يَقُوْلُ لاَإِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ. (رواه الدارمي: ٢١٦٢)

میں گٹھلی تھی جس نے کھاتے ہوئے مجھے ایذا پہنچائی۔ اس آدمی نے مجھے دوبارہ کھجور کا گچھا پیش کیا تو میں نے کہا: جو تو نے پہلے پیش کیا تھا ان میں سے ایک میں گٹھلی تھی جس نے چباتے وقت مجھے ایذا پہنچائی ہے مگر میں پھر بھی اسے کھا گیا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تعبیر کی اور کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی آنکھ نے مبارک خواب دیکھا ہے۔ جو فوج آپ نے روانہ کی ہے ان لوگوں کو دوبار غنیمت ہاتھ آئے گی اور ہر بار ان کو ایک مرد آپ ﷺ کا عہد یاد کرائے گا۔ راوی نے کہا: میں نے مجالد سے پوچھا آپ ﷺ کا عہد کیا ہے؟ اس نے کہا لا الہ الا اللہ آپ کا ذمہ ہے۔'' (الدارمی)

شرح: ...... مدینہ میں ایک آدمی تھا، یہ کھجور اس کی جانب منسوب تھی۔ یہ بہت مشہور اور عمدہ کھجور تھی تو اسے خواب میں دیکھنے کی تعبیر نبی ﷺ نے دنیا میں بلندی اور حسن انجام سے کی ہے کیونکہ قرآن بھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں کے درجات بلند کرتا ہے۔ (المجادلہ: ۲۸) اور اچھا انجام تقویٰ کا ہے۔ (۱۶، طٰہٰ)

مقصد یہ ہے کہ یہ ہمارا دین مکمل ہوگا، اس کے احکام مضبوط ہوں گے اور اس کی بنیادیں مستحکم ہوں گی۔

یہ قاعدہ یاد رکھا جائے کہ ہر چیز کے نام سے تعبیر نکالی جاسکتی ہے جس طرح آپ ﷺ نے طاب سے طیب (عمدہ) ہونا نکالا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۶۵)

٧٤٦٤ــ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمُهَيْعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا. (رواه البخاري: ٧٠٣٨)

۷۴۶۴۔ ''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے سیاہ رنگ کی عورت دیکھی جس کے بال پراگندہ تھے۔ وہ مدینہ سے نکلی اور وہ مہیعہ، یعنی مقامِ جُحْفَہ میں جا اتری۔ تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ سے وبا نکل کر وہاں چلی گئی ہے۔''

شرح: ...... مدینہ منورہ پہلے وباء کا شہر تھا۔ یہی جو آپ ﷺ کو بکھرے ہوئے بالوں والی سیاہ عورت خواب میں دکھائی گئی تھی یہ وہی وبا تھی جو بال پھیلا کر شر پھیلاتی تھی اور یہ اس کی دہشت کی علامت تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی دعا سے یہ جحفہ میں منتقل ہوگئی۔ اس وقت جحفہ میں یہودی رہتے تھے اس لیے وہاں کے لیے بددعا کی۔ اب تو وہاں مسلمان ہیں۔

(٧٤٦٤) بخاري: ٧٠٣٨۔ ترمذي: ٢٢٩٠۔ ابن ماجه: ٣٩٢٤۔ احمد: ٥٩٤٠۔ دارمي: ٢١٦٢.

ہر وہ چیز جو اپنی حالت بدل کر نظر آئے اور جس پر بھی سیاہی غالب ہو وہ چیز دیکھنے سے مکروہ ہے اور وحشت کی علامت ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۴۲۵)

٧٤٦٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَابِهِ ثُمَّ أَخَذَبِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَابِهِ ثُمَّ أَخَذَبِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وَصَلَ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اعْبُرْهَا قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالإِسْلاَمُ وَأَمَّا الَّذِيْ يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلاَوَتُهُ تَنْطُفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَأْخُذُبِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْبِهِ ثُمَّ يَأْخُذُبِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوْبِهِ ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهُ فَيَعْلُوْبِهِ فَأَخْبِرْنِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

۷۴۶۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہے اور کہا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک سائبان ہے جو گھی اور شہد برساتا ہے اور لوگ اپنے ہاتھوں سے اُس کو لیتے ہیں۔ کوئی زیادہ لینے والا ہے اور کوئی کم لیتا ہے اور دیکھا کہ ایک سیڑھی ہے جو زمین سے آسمان تک لگائی گئی ہے۔ پس میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس سیڑھی کو پکڑ کر اُوپر چلے گئے ہیں۔ پھر ایک دوسرے مرد نے اس کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چلا گیا، پھر ایک اور مرد نے پکڑا تو وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر چوتھے شخص نے سیڑھی پکڑی تو وہ ٹوٹ گئی، پھر وہ اس کے لیے ملائی گئی تو وہ بھی اوپر چلا گیا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ اس کی تعبیر میں کروں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے تم اس کی تعبیر کرو۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سائبان تو اسلام کا سایہ ہے اور وہ جو گھی اور شہد برس رہا ہے وہ قرآن کی مٹھاس اور نرمی ہے اور لوگ جو چلو بھرتے ہیں تو قرآن سے کوئی زیادہ لیتا ہے اور کوئی کم لیتا ہے اور آسمان اور زمین سے ملی ہوئی سیڑھی حق ہے جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ نے اس کو پکڑا ہے تو اللہ آپ ﷺ کو بلند کر دے گا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد ایک مرد پکڑے گا اور وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا، پھر دوسرا مرد پکڑے گا تو وہ بھی بلند ہوگا۔ پھر ایک اور مرد پکڑے گا تو وہ سیڑھی ٹوٹ جائے گی، پھر اس کے لیے جوڑی جائے گے اور وہ بھی بلند ہو جائے گا۔

(٧٤٦٥) بخاری: ٧٠٤٦۔ مسلم: ٢٢٦٩۔ ابو داود: ٣٢٦٨۔ ترمذی: ٢٢٩٣۔ ابن ماجہ: ٣٩١٨۔ احمد: ٢١١٤۔ دارمی: ٢١٥٦۔

لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لاتُقْسِمْ . (للبخاري: ٧٠٤٦)

پس اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے خبر دیجیے کہ میں نے صحیح تعبیر دی یا خطا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری تعبیر کچھ صحیح ہے اور کچھ خطا ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ مجھے بتائیں کہ میں نے کہاں غلطی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم نہ دو۔'' (الشیخان، الترمذی، ابوداؤد)

٧٤٦٦۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ رَأَيْتُ ثَلاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا قَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ هٰذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا . (رواه مالك: ٥٤٦)

٧٤٦٦۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے تین چاند دیکھے جو میرے حجرے میں آ گرے۔ تو میں نے اپنا خواب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا (تو وہ خاموش ہو گئے)۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور میرے گھر میں دفنائے گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے چاندوں میں سے ایک یہ ہے اور یہ سب سے بہتر ہے۔'' (مالک)

٧٤٦٧۔ وللكبير بضعف: أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهَا: إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ دُفِنَ فِي بَيْتِكِ أُرَاهُ قَالَ أَفْضَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَقُبِضَ ﷺ وَهُوَ أَفْضَلُ أَقْمَارِهَا، ثُمَّ قُبِضَ أَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، فَدُفِنُوْا فِي بَيْتِهَا . (للكبير: ٢٣/ ٤٨)

٧٤٦٧۔ ''المعجم الکبیر میں ضعیف سند کے ساتھ روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیرا خواب سچا ہوا تو تیرے گھر میں جنت کے افضل ترین لوگ دفن ہوں گے۔'' پس رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خواب کا سب سے بہتر چاند تھا۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیے گئے۔''

شرح :...... اس سے یہ ثابت ہوا کہ خواب کی تعبیر وہ عالم کرے جو خیر خواہ ہو اور امانتدار ہو اور محبوب ہو۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تعبیر کرنے والا کبھی خطا بھی کر جاتا ہے اور کبھی درست بھی بتاتا ہے۔

نیز تعبیر بتانے والا وہ تعبیر نہ بتائے جسے چھپانا زیادہ بہتر ہو۔ اگر کوئی خاص ہو تو اسے بتا دے تو کوئی حرج نہیں۔

ایک عالم اپنے علم کا اظہار کر سکتا ہے بشرطیکہ نیت درست ہو اور خود پسندی نہ ہو اور کم درجہ علم والا بڑے درجہ والے عالم کی موجودگی میں علمی بات کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے اجازت دی ہو۔

(٧٤٦٦) مالك: ٥٤٦.

(٧٤٦٧) ٢٣/ ٤٨۔ طبراني كبير۔ وفيه عمر بن سعيد الابح وهو ضعيف، هيثمى: ١١٧٧٥.

اور شاگرد اپنے استاد کو قسم دلا سکتا ہے کہ اسے علمی بات بتائے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۴۳۸)

٧٤٦٨ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَرْقَةَ؟ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ إِنَّهُ كَانَ صَدَّقَكَ وَلٰكِنَّهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُرِيْتُهُ فِي الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيَاضٌ وَلَوْكَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذٰلِكَ. (رواه الترمذي: ٢٢٨٨)

۷۴۶۸۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ورقہ کے بارے میں پوچھا گیا؟ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا: اس نے آپ ﷺ کی تصدیق کی تھی اور آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ فوت ہوا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے اور اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ اگر وہ اہل جہنم سے ہوتا تو اس پر یہ لباس نہ ہوتا۔'' (الترمذی)

شرح:...... اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔ مگر صحیح احادیث سے ان کا ایمانی جذبہ ظاہر ہوتا ہے اور یہ ثابت ہوا اگر فوت شدہ نیک آدمی کو سفید لباس میں دیکھیں تو یہ اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۲۴)

٧٤٦٩ـ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِأَعْرَابِيٍّ جَاءَهُ فَقَالَ إِنِّي حَلَمْتُ أَنَّ رَأْسِي قُطِعَ فَأَنَا أَتَّبِعُهُ، فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((لَاتُخْبِرْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي الْمَنَامِ)). (رواه مسلم: ٢٢٦٨)

۷۴۶۹۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے اور میں اپنے سر کے پیچھے دوڑ رہا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اُس کو ڈانٹا اور فرمایا: ''نیند میں شیطان تیرے ساتھ کھیلتا ہے تو اس کی خبر بیان نہ کر۔'' (مسلم)

٧٤٧٠ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اللَّبَنُ الْفِطْرَةُ وَالسَّفِيْنَةُ نَجَاةٌ وَالْجَمَلُ حُزْنٌ وَالْخُضْرَةُ الْجَنَّةُ وَالْمَرْأَةُ خَيْرٌ. (رواه الدارمي: ٢١٥٥)

۷۴۷۰۔ ''محمد بن قیس کہتے ہیں: بعض صحابہ کا بیان ہے کہ خواب میں دودھ فطرت ہے، کشتی نجات ہے، اونٹ غم ہے، سبز جنت ہے اور عورت مال ہے۔'' (دارمی)

شرح:...... جس خواب سے غم ہو وہ کسی کو نہ بتایا جائے کیونکہ شیطان اس کے ذریعہ غمزدہ کرتا ہے۔ تعبیر کرنے والے اس کی تعبیر یہ کرتے ہیں کہ نعمتوں سے خالی ہو جاتا ہے اور ہر معاملے میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ غلام دیکھے تو اس کی آزادی ہوگی۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۲۵۶)

(٧٤٦٨) ترمذی: ٢٢٨٨ـ ضعیف، البانی: ٣٩٧ـ احمد: ٢٣٨٤٦.

(٧٤٦٩) مسلم: ٢٢٦٨ـ ابن ماجه: ٣٩٠٢ـ احمد: ١٤٣٦٥.

(٧٤٧٠) دارمی: ٢١٥٥.

كتاب الطب وما يقرب منه

طب اور اس کے متعلقات کا بیان

٧٤٧١۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا أُبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيْمَةً أَوْقُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي)). (رواه أبو داود: ٣٨٦٩)

۷۴۷۱۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: مجھے کوئی پروانہیں جو چاہے کروں، میں تریاق یا منکے لٹکاؤں یا اپنی طرف سے شعر کہوں۔'' (ابوداؤد)

٧٤٧٢۔ عَنْ عَقَّارِبْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اكْتَوَى أَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ)). (رواه الترمذي: ٢٠٥٥)

۷۴۷۲۔ ''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے داغ لگایا یا دم کرایا تو وہ توکل سے بری ہو گیا۔''

شــرح:...... دم جائز ہے بشرطیکہ مسنون ہو اور داغ کے ذریعے سے علاج کرنا بھی جائز مگر جب اس کے بغیر علاج ممکن ہو تو پھر وہ طریقہ اختیار کیا جائے اسے چھوڑ دیا جائے۔ کمال توکل یہ ہے کہ دواؤں کو استعمال نہ کیا جائے۔ جو کرتا ہے وہ توکل کے عظیم درجہ سے نیچے آ جاتا ہے۔ (تعلیق ابن ماجہ: ۳۵۲/۲)

٧٤٧٣۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتُكْرِهُوْا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيْهِمْ)). (رواه الترمذي: ٢٠٤٠)

۷۴۷۳۔ ''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بیمار کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔''

٧٤٧٤۔ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۷۴۷۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی بیماری

(٧٤٧١) ابو داود: ٣٨٦٩۔ ضعیف، البانی: ٨٣٢۔ احمد: ٦٥٢٩.

(٧٤٧٢) ترمذی: ٢٠٥٥۔ صحیح، البانی: ١٦٧٧۔ ابن ماجه: ٣٤٨٩۔ احمد: ١٧٧٣٥.

(٧٤٧٣) ترمذی: ٢٠٤٠۔ صحیح، البانی: ١٦٦١۔ ابن ماجه: ٣٤٤٤.

(٧٤٧٤) بخاری: ٥٧١٢۔ مسلم: ٢٢١٣۔ نسائی: ١٨٤٠۔ ابن ماجه: ١٦٢٧۔ احمد: ٢٤٣٤٢.

فِـي مَـرَضِـهِ فَجَعَلَ يَشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ لَاتَلُدُّوْنِي فَـقُـلْـنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَــالَ: ((أَلَـمْ أَنْهَـكُـمْ أَنْ تَـلُـدُّوْنِـي؟)) قُـلْـنَـا كَـرَاهِيَةَ الْـمَـرِيْـضِ لِلدَّوَاءِ فَقَـالَ: ((لَايَبْـقَـى فِـي الْبَيْـتِ أَحَـدٌ إِلَّالُدَّ وَأَنَـا أَنْظُرُ إِلَّاالْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ)). (رواه البخاري: ٥٧١٢)

میں ہم نے آپ ﷺ کے منہ میں دوائی ڈالی، آپ ہمیں اشارہ فرما رہے تھے کہ میرے منہ میں دوائی نہ ڈالو۔ تو ہم نے کہا: بیمار دوائی ناپسند کرتا ہے۔ جب آپ ﷺ کو آرام آیا تو آپ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ میرے منہ میں دوائی نہ ڈالو؟ تو ہم نے کہا: مریض دوائی ناپسند ہی کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عباس کے علاوہ سب کے منہ میں دوائی ڈالی جائے۔ وہ تمہارے پاس حاضر نہیں تھے۔'' (بخاری)

شرح:...... نبی اکرم ﷺ نے انہیں دوائی انتقام کے طور پر نہیں دلوائی تھی بلکہ انہیں ادب سکھانے کے لیے ایسا کیا تھا تاکہ آئندہ نہ کریں اور جو انہوں نے آپ کو دوائی پلائی تھی وہ اس بیماری کی نہ تھی جو آپ کو لاحق تھی۔ اس پر آپ ناراض تھے کہ انہیں علم نہیں اور علاج کرتے جارہے ہیں۔ (فتح الباری: ۸/ ۱۴۷)

اسی طرح حکم ہے کہ مریضوں کو کھانے اور پینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان کے کھانے پینے کے اسباب اللہ پاک خود پیدا کر دیتا ہے اور بھوک کی تکلیف اور پیاس کی تکلیف پر انہیں صبر دے دیتا ہے۔ زندگی اور قوت حقیقت میں اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کھانے پینے اور صحت سے نہیں ہوتی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۵۰)

٧٤٧٥ــ عَـنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِـكُـلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَـدَاوَوْا وَلَاتَـدَاوَوْا بِحَرَامٍ. (رواه أبوداود: ٣٨٧٤)

۷۴۷۵۔ ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مرض بھی اُتارا اور دوائی بھی اُتاری اور ہر بیماری کی دوا موجود ہے۔ پس تم دوائی کرو اور حرام چیز کے ساتھ دوائی نہ کرو۔'' (ابوداؤد)

٧٤٧٦ــ أُسَامَةَ بْـنِ شَرِيْكٍ، رَفَعَهُ: تَدَاوَوْا فَـإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً غَيْـرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمُ. (رواه أبوداود: ٣٨٥٥)

۷۴۷۶۔ ''سیدنا اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں: ''تم دوائی کرو اللہ نے کوئی بیماری نہیں اُتاری، مگر اس کی دوا بھی اتاری ہے سوائے ایک بیماری کے اور وہ بڑھاپا ہے۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

(٧٤٧٥) ابو داود: ٣٨٧٤۔ ضعيف، البانی: ٨٣٣.

(٧٤٧٦) ابو داود: ٣٨٥٥۔ صحيح، البانی: ٣٢٦٤۔ ترمذی: ٢٠٣٨۔ ابن ماجه: ٣٤٣٦۔ احمد: ١٧٩٨٥.

٧٤٧٧ــ أَبُوْ مُوْسَى، رَفَعَهُ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّاأَنْزَلَ شِفَاءً، فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَاتَرِمُ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ . (رواه البزار: ٣٠١٧، بلين)

۷۴۷۷۔''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے کوئی بیماری نہیں اُتاری مگر اس کی شفا بھی اُتاری ہے پس تم گائے کا دودھ استعمال کرو، وہ ہر قسم کے درخت سے کھاتی ہے۔'' (بزار، اس کی سند کمزور ہے)

٧٤٧٨ــ الأَعْمَشُ: سَمِعْتُ حَيَّانَ جَدَّ ابْنَ أَبْحَرِ الْكَبِيْرِ يَقُوْلُ: دَعِ الدَّوَاءَ مَا احْتَمَلَ جَسَدُكَ الدَّاءَ . (للكبير: ٣٥٧٦)

۷۴۷۸۔''اعمش کہتے ہیں: میں نے سنا حیان سے، جو ابن ابحر الکبیر کے دادا ہیں، انہوں نے کہا: دوائی نہ لو جب تک تمہارا جسم بیماری کو برداشت کر سکتا ہے۔'' (الکبیر)

٧٤٧٩ــ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: الْمِعْدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ، وَالْعُرُوْقُ إِلَيْهَا وَارِدَةٌ، فَإِذَا صَحَّتِ الْمِعْدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالصِّحَّةِ، وَإِذَا فَسَدَتِ الْمِعْدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالسَّقْمِ . (للأوسط: ٣/ ٣٨٩، بضعف)

۷۴۷۹۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت بیان کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: معدہ بدن کا حوض ہے اور تمام رگیں اس پر وارد ہوتی ہیں جب معدہ درست ہو تو رگیں درست مواد بھیجتی ہیں اور جب معدہ خراب ہو رگیں بیماری ہی روانہ کرتی ہیں۔'' (الاوسط بسند ضعیف)

شرح:...... اس سے یہ ثابت ہوا کہ علاج کروانا جائز ہے۔ اس میں اس نظریہ کی تردید ہے کہ ولایت تب پوری ہوتی ہے جب انسان اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی ہر چیز پر راضی ہو جائے اور بیماری کا علاج نہ کرائے۔ یہ شریعت کے خلاف نظریہ ہے۔

شریعت اجازت دے رہی ہے کہ انسان بیماری کا علاج کرائے مگر یقین یہ رکھے کہ آرام اللہ تعالیٰ نے ہی دینا ہے۔

اس میں بڑھاپے کو بھی بیماری قرار دیا گیا ہے حالانکہ عام بدنی بیماریوں کی مانند بڑھاپا بیماری نہیں تاہم اس سے مزاج بدل جاتا ہے، اس لیے اسے بیماری کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ بیماری بھی موت کا پیش خیمہ ہے اسی طرح بڑھاپا بھی موت کی علامت ہے۔ (عون المعبود: ۴/۱)

سعوط وہ دوا ہے جو ناک میں ڈالی جائے، قطروں والی دوائی ہو یا تیل کی صورت میں ہو۔ اس کے ذریعے دماغی بیماری دور کی جاتی ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۵)

اونٹوں کا پیشاب یا ہر جانور جس کا گوشت کھانا حلال ہے اس سے بوقت ضرورت علاج درست ہے وگرنہ کوئی بھی

(٧٤٧٧) بزار: ٣٠١٧۔ وفيه محمد بن جابر بن سيار وهو صدوق وقد ضعفه غير واحد وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٨٢٧٩.

(٧٤٧٨) طبراني كبير ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٨٢٨٦.

(٧٤٧٩) طبراني اوسط: ٣/ ٣٨٩۔ وفيه، يحيىٰ بن عبدالله البابلتي وهو ضعيف، هيثمي: ٨٢٩١.

حرام چیز ہو اس سے علاج کرنا حرام ہے۔ شراب یا ہر نشہ آور اور ہر حرام چیز سے علاج حرام ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۶، بیہقی: ۱۰/ ۵) میں صحیح حدیث ہے کہ اللہ نے جو حرام کیا ہے اس میں شفا نہیں رکھی۔ اس میں تریاق سے علاج کی بھی گنجائش ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۶)

٧٤٨٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعَطَ. (رواه أبو داود: ٣٨٦٧)

۷۴۸۰۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک میں دوا چڑھائی۔'' (ابوداؤد)

٧٤٨١۔ عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَامَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ مَهْ إِنَّكَ نَاقِهٌ حَتَّى كَفَّ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَتْ وَصَنَعْتُ شَعِيْرًا وَسِلْقًا فَجِئْتُ بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ أَصِبْ مِنْ هٰذَا فَهُوَ أَنْفَعُ لَكَ. (رواه أبو داود: ٣٨٥٦)

۷۴۸۱۔ ''سیدہ ام منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ علی رضی اللہ عنہ بیماری سے اُٹھے تھے اور کمزور تھے۔ ہمارے گھر میں کھجور کے گچھے لٹکائے گئے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ان میں سے کھانے لگے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی کھانے کو اُٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمانے لگے: ٹھہر جا تو نہ کھا، تو بیماری سے اُٹھا ہے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ رک گئے۔ میں نے جو اور چقندر ملا کر تیار کر کے کھانے کے لیے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس سے کھاؤ، یہ تیرے لیے مفید ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

شرح:...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پرہیز کرنا توکل کے منافی نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری سے افاقہ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پرہیز کی ترغیب دی تھی۔ (عون المعبود: ۴/ ۱)

٧٤٨٢۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَغْسِلُ الدَّمَ

۷۴۸۲۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی ہو گیا، آپ کے سامنے کے رباعی دانت بھی ٹوٹ گئے اور آپ کے سر پر جو لوہے کی خود (ٹوپی) تھی وہ بھی ٹوٹ کر سر میں پیوست ہو گئی۔

(٧٤٨٠) صحيح: ٣٢٧٦.

(٧٤٨١) ابو داود: ٣٨٥٦۔ حسن، البانی: ٣٢٦٥۔ ابن ماجه: ٣٤٤٢۔ احمد: ٢٦٥١١.

(٧٤٨٢) مسلم: ١٧٩٠۔ بخاری: ٥٢٤٨۔ ترمذی: ٢٠٨٥۔ ابن ماجه: ٣٤٦٤۔ احمد: ٢٢٣٢٢.

وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَسْكُبُ عَلَيْهَا بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لاَيَزِيْدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَرَ مَادًا ثُمَّ أَلْصَقَتْهُ بِالْجُرْحِ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ. (رواه مسلم: ١٧٩٠)

پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون دھوتی تھیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لا کر ڈالتے تھے۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون بہنے میں اضافہ ہی ہو رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ٹکڑا جلا کر راکھ تیار کی اور زخم پر لگائی تو خون ٹھہر گیا۔'' (الشیخان)

٧٤٨٣۔ سُئِلَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَأَنَا أَسْمَعُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَابَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّى كَانَ عَلِيٌّ يَأْتِي بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْهُ الدَّمَ. (رواه الترمذی: ٢٠٨٥)

۷۴۸۳۔ ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوائی کس چیز سے تیار کی گئی تھی؟ تو انہوں نے کہا: اب کوئی باقی نہیں رہا جو مجھ سے زیادہ جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زخموں کی دوائی احد کے دن کس چیز سے کی گئی تھی؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے خون دھویا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے۔''

شرح:...... اس سے ایک بہت ہی ایمان افروز بات کا پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی جستجو میں رہتے تھے حتی کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاج کے بارے میں معمولی شک ہوا تو انہوں نے اس بارے میں بھی تحقیق کی اور مدینہ میں اس وقت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہی اس واقعے کے چشم دید گواہ تھے۔

اور ثابت ہوا کہ اس طرح راکھ سے زخم بھر کر علاج کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۹/۳۴۳)

٧٤٨٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ)). (رواه أبوداود: ٣٨٥٧)

۷۴۸۴۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہاری ادویات میں کوئی بہتر دوا ہے تو وہ سینگ لگا کر خون نکالنا ہے۔''

٧٤٨٥۔ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ كَثِيرٌ:

۷۴۸۵۔ ''سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(٧٤٨٣) ترمذی: ٢٠٨٥۔ صحیح، البانی: ١٦٩٩۔ بخاری: ٢٤٣۔ مسلم: ١٧٩٠۔ ابن ماجه: ٣٤٦٤۔ احمد: ٢٢٢٩٣.

(٧٤٨٤) ابو داود: ٣٨٥٧۔ صحیح، البانی: ٣٢٦٦۔ ابن ماجه: ٣٤٧٦۔ احمد: ٨٣٠٨.

(٧٤٨٥) ابو داود: ٣٨٥٩۔ صحیح، البانی: ٣٢٦٨۔ ابن ماجه: ٣٤٨٤.

إِنَّــهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَـانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَّتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَهْرَاقَ مِـنْ هٰـذِهِ الـدِّمَـاءِ فَلاَيَضُرُّهُ أَنْ لاَيَتَدَاوَى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ)). (رواه أبوداود: ٣٨٥٩)

اپنے سر پر سینگ لگا کر خون نکالتے تھے اور دو شانوں کے درمیان سے بھی اور فرماتے تھے: ''جو یہ خون نکالدے تو اسے کوئی نقصان نہ ہوگا اگر وہ دوسری شے (بیماری) کے لیے کوئی دوائی استعمال نہ کرے۔''

٧٤٨٦ــــ ولـرزين: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَـجَمَ عَلَى هَامَّتِهِ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ، قَالَ مَعْمَرٌ: فَـاحْتَـجَـمْـتُ أَنَـا مِـنْ غَيْرِسَمٍّ كَذٰلِكَ فِي يَـافُـوْخِـي، فَذَهَبَ حِسُّ الْحِفْظُ عَنِّي حَتَّى كُنْتُ أُلَقَّنُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي الصَّلاَةِ.

٧٤٨٦۔ ''رزین کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زہر آلود بکری کا گوشت کھانے سے سر کی چوٹی پر سینگ لگوا کر خون نکلوایا۔ معمر کہتے ہیں: میں نے زہر کے بغیر ہی سر کی چوٹی پر سینگ لگوایا تو میرا حافظہ جاتا رہا یہاں تک کہ سورت فاتحہ میں بھی مجھے لقمہ دیا جاتا تھا جب میں نماز پڑھاتا۔''

٧٤٨٧ــــ عَـنْ جَـابِـرٍأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ احْتَـجَـمَ عَـلَـى وِرِكِــهِ مِنْ وَثْـيءٍ كَـانَ بِهِ. (رواه أبوداود: ٣٨٦٣)

٧٤٨٧۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کولہے پر سینگ لگوایا ایک موچ کی وجہ سے۔'' (ابوداؤد)

٧٤٨٨ــ عَـنْ نَـافِـعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَا نَـافِـعُ تَبَيَّغَ بِي الدَّمُ فَأْتِنِي بِحَجَّامٍ وَاجْعَلْهُ شَابًّا وَلاَتَجْعَلْهُ شَيْخًا وَلاَصَبِيًّا قَالَ: وَقَالَ ابْـنُ عُـمَرَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْـحِـجَامَةُ عَلَى الرِّيْقِ أَمْثَلُ وَهِيَ تَزِيْدُ فِي الْـعَـقْـلِ وَتَزِيْدُ فِي الْحِفْظِ وَتَزِيْدُ الْحَافِظَ حِـفْـظاً فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا فَيَوْمَ الْخَمِيْسِ عَـلَـى اسْـمِ الـلّٰـهِ وَاجْتَنِبُوْا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْــجُـمُـعَةِ وَيَـوْمَ السَّبْـتِ وَيَـوْمَ الأَحَـدِ

٧٤٨٨۔ ''نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے نافع! میرا خون طغیانی میں آ چکا ہے، لہٰذا میرے پاس سینگ لگا کر خون نکالنے والا لاؤ۔ وہ نہ تو نوجوان ہو، نہ بوڑھا اور نہ بچہ ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ نہار منہ خون نکالنا زیادہ مناسب ہے۔ اس سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے اور یادداشت بڑھ جاتی ہے۔ جو شخص سینگ لگوائے تو اللہ کا نام لے کر جمعرات کو لگوائے اور سینگ لگوانے سے جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن اجتناب کیا کرو۔ سوموار اور منگل کو سینگ لگواؤ۔ بدھ کے دن سینگ

(٧٤٨٦) رزين.

(٧٤٨٧) ابو داود: ٣٨٦٣۔ صحيح، البانی: ٣٢٧٢۔ ابن ماجه: ٣٤٨٥.

(٧٤٨٨) ابن ماجه: ٣٤٨٨۔ حسن: ٢٨١٠.

وَاحْتَجِمُوْا يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالثُّلاثَاءِ وَاجْتَنِبُوْا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الأَرْبِعَاءِ فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي أُصِيْبَ فِيْهِ أَيُّوْبُ بِالْبَلاَءِ وَمَا يَبْدُوْ جُذَامٌ وَلاَبَرَصٌ إِلاَّفِي يَوْمِ الأَرْبِعَاءِ أَوْلَيْلَةِ الأَرْبِعَاءِ. (رواه ابن ماجة: ٣٤٨٨)

لگوانے سے اجتناب کرو، اس دن ایوب علیہ السلام پر بیماری نازل ہوئی تھی اور مرض جذام اور برص کی بیماری بھی بدھ کے دن یا بدھ کی رات ہی شروع ہوتی ہے۔'' (ابن ماجہ)

٧٤٨٩۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَجِمُ فِي الأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشَرَةَ وَتِسْعَ عَشَرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِيْنَ. (رواه الترمذي: ٢٠٥١)

۷۴۸۹۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ گردن کی دو رگوں پر اور کندھوں پر سینگ لگواتے تھے۔ آپ ﷺ چاند کی سترہ تاریخ، انیس تاریخ اور اکیسویں تاریخ کو سینگ لگواتے تھے۔'' (ترمذی)

٧٤٩٠ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ ثَلاثًا فِي الأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ. (رواه أبوداود: ٣٨٦٠)

۷۴۹۰۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار سینگ لگوایا، گردن کی دو رگوں پر اور کندھوں پر۔'' (ابوداؤد)

٧٤٩١ـ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: كَانَ لِابْنِ عَبَّاسٍ غِلْمَةٌ ثَلاثَةٌ حَجَّامُوْنَ فَكَانَ اثْنَانِ مِنْهُمْ يُغِلاَنِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِهِ وَوَاحِدٌ يَحْجُمُهُ وَيَحْجُمُ أَهْلَهُ. (رواه الترمذي: ٢٠٥٣)

۷۴۹۱۔ ''عکرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تین غلام سینگ لگانے والے تھے۔ ان میں سے دو تو ان کے لیے غلہ لاتے تھے اور ایک ان میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ کو سینگ لگایا کرتا تھا۔''

٧٤٩٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ يَذْهَبُ بِالدَّمِ وَيُخِفُّ الصُّلْبَ وَيَجْلُوْ الْبَصَرَ)). (رواه ابن ماجة: ٣٤٧٨)

۷۴۹۲۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا غلام وہ ہے جو سینگ لگائے اور خون کی بہتات کم کردے۔ پشت ہلکی کردے اور بینائی تیز کردے۔''

٧٤٩٣ـ وَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ عُرِجَ بِهِ

۷۴۹۳۔ ''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب

(٧٤٨٩) ترمذی: ٢٠٥١۔ صحیح، البانی: ١٦٧١۔ ابن ماجه: ٣٤٤٣۔ احمد: ١٢٥٨٩.

(٧٤٩٠) ابو داود: ٣٨٦٠۔ صحیح، البانی: ٣٢٦٩۔ ترمذی: ٢٠٥١۔ ابن ماجه: ٣٤٨٣۔ احمد: ١١٧٨١.

(٧٤٩١) ترمذی: ٢٠٥٣۔ ضعیف الاسناد: ٣٥٣.

(٧٤٩٢) ابن ماجه: ٣٤٧٨۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٣٥٣.

(٧٤٩٣) صحیح، البانی: ١٦٧٣.

مَا مَرَّ عَلَى مَلَاءٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا: عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ.

معراج پر گئے تو فرشتوں کی جس جماعت پر گزر ہوا، ان سب نے یہی کہا کہ سینگ لگوایا کرو۔"

٧٤٩٤ـ وَقَالَ إِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ يَوْمَ سَبْعَ عَشَرَةَ وَيَوْمَ تِسْعَ عَشَرَةَ وَيَوْمَ إِحْدَى وعِشْرِيْنَ.

۷۴۹۴۔ "اور کہا: "بہترین دن جس میں تم سینگ لگواتے ہو وہ سترہ تاریخ، انیس تاریخ اور اکیسویں تاریخ ہے۔"

٧٤٩٥ـ وَقَالَ: (إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السُّعُوْطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشْيُ) (وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَدَّهُ الْعَبَاسُ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ: مَنْ لَدَّنِي؟ فَكُلُّهُمْ أَمْسَكُوْا فَقَالَ: لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِمَّنْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ إِلَّا عَمَّهُ الْعَبَّاسُ). (هِيَ للترمذي: ٢٠٥٣)

۷۴۹۵۔ "کہا: تمہاری بہترین دوائی ناک میں چڑھانے کی اور منہ میں ڈالنے کی دوائی ہے اور سینگ لگوانا اور سہل کرانا یعنی جلاب لینا ہے اور نبی ﷺ کو سیدنا عباس اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے منہ میں دوائی ڈالی ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میرے منہ میں دوائی کس نے ڈالی؟ تو سب خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: گھر میں جتنے لوگ ہیں ان میں سے کوئی نہ چھوڑا جائے، سب کے منہ میں دوائی ڈالی جائے۔ مگر آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو رہنے دیا جائے۔" (ترمذی)

٧٤٩٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشَرَةَ وَتِسْعَ عَشَرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِيْنَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ)). (لأبي داود: ٣٨٦١)

۷۴۹۶۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے سینگ لگوایا سترہ تاریخ، انیس تاریخ اور اکیس تاریخ کو اس کے لیے ہر بیماری سے شفا ہوگی۔" (ابوداؤد)

٧٤٩٧ـ وَلِرَزِيْنٍ: إِذَا وَافَقَ يَوْمُ سَبْعَ عَشَرَةَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ كَانَ دَوَاءُ السَّنَةِ لِمَنِ احْتَجَمَ فِيْهِ.

۷۴۹۷۔ رزین کی روایت ہے: "اگر سترہ تاریخ کو منگل کا دن برابر آئے اور اس میں سینگ لگوایا جائے تو سال بھر بیماریوں سے شفا رہتی ہے۔"

٧٤٩٨ـ عَنْ كَيِّسَةَ بِنْتِ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ أَبَاهَا

۷۴۹۸۔ "سیدہ کیسہ بنت ابی بکرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ان کے

(٧٤٩٤) صحيح: ١٦٧٤.

(٧٤٩٥) ترمذی: ٢٠٥٣ـ صحيح، البانی: ١٦٧٥ـ دون قوله لده العباس، بل هو منكر لمخالفته لقوله ﷺ فی حديث عائشة نحوه، بلفظ غير العباس فانه لم يشهدكم ـ ابن ماجه: ٣٤٧٨.

(٧٤٩٦) ابو داود: ٣٨٦١ـ حسن، البانی: ٣٢٧١.

(٧٤٩٧) رزين.

(٧٤٩٨) ابو داود: ٣٨٦٢ـ ضعيف، البانی: ٨٣١.

كَانَ يَنْهَى أَهْلَهُ عَنِ الْحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلاَثَاءِ وَيَزْعَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ يَوْمَ الثُّلاَثَاءِ يَوْمَ الدَّمِ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لاَيَرْقَأُ. (رواه أبوداود: ٣٨٦٢)

والد اپنے گھر والوں کو منگل کے دن سینگ لگوانے سے منع کرتے تھے اور اس کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ نے منگل کے دن کو خون کا دن قرار دیا ہے اور اس میں ایک گھڑی ہے کہ اس میں خون بند نہیں ہوتا۔'' (ابوداؤد)

٧٤٩٩ـــ وَزَادَ رَزِيْنٌ: لاَتَفْتَحُوْا الدَّمَ فِى سُلْطَانِهِ، فَإِنَّهُ الْيَوْمَ الَّذِى أُثِرَفِيْهِ الْحَدِيْدُ، وَلاَ تَسْتَعْمِلُوْا الْحَدِيْدَ فِى يَوْمِ سُلْطَانِهِ.

۷۴۹۹۔''رزین نے بیان کیا ہے کہ خون نہ کھولو اس کے غلبے کے وقت۔ یہ وہ دن ہے جس میں لوہا اثر کرتا ہے اور اس کے غلبے کے دن لوہا استعمال نہ کرو۔''

٧٥٠٠ـــ اِبْنُ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ يَوْمَ الثُّلاَثَاءِ، وَخَلَقَ اللّٰهُ الْحَدِيْدَ يَوْمَ الثُّلاَثَاءِ، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلاَثَاءِ. (للكبير)

۷۵۰۰۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوع روایت بیان کی ہے: سورۃ حدید منگل کو نازل ہوئی ہے۔ اللہ نے لوہے کو منگل کے دن پیدا کیا ہے اور نبی ﷺ نے منگل کے دن سینگ لگوانے سے منع فرمایا ہے۔'' (الاوسط بسند ضعیف)

٧٥٠١ـــ وَعَنْهُ، رَفَعَهُ: الْحِجَامَةُ فِى الرَّأْسِ دَوَاءٌ مِنَ الْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَالنُّعَاسِ وَالضِّرْسِ. (للكبير: ١٠٩٣٨)

۷۵۰۱۔''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ سر میں سینگ لگوانا علاج ہے جنون کا، جذام کا، برص کا اونگھ (غنودگی) اور دانت کے درد کا۔'' (الاوسط بسند ضعیف)

٧٥٠٢ـــ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَبْنِ قَتَادَةَ قَالَ جَاءَنَا جَابِرُبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي أَهْلِنَا وَرَجُلٌ يَشْتَكِي خُرَاجًا بِهِ أَوْ جِرَاحاً فَقَالَ مَاتَشْتَكِي قَالَ خُرَاجٌ بِي قَدْ شَقَّ عَلَيَّ فَقَالَ يَا غُلاَمُ ائْتِنِي بِحَجَّامٍ فَقَالَ لَهُ مَا تَصْنَعُ بِالْحَجَّامِ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أُرِيْدُ أَنْ أُعَلِّقَ فِيْهِ مِحْجَماً قَالَ وَاللّٰهِ إِنَّ الذُّبَابَ لَيُصِيْبُنِي

۷۵۰۲۔''عاصم بن عمر بن قتادہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس ہمارے گھر میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ آئے۔ گھر میں ایک آدمی بیمار پڑا تھا۔ اس کو پھوڑا نکلا تھا یا زخم آیا تھا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے کیا مرض ہے؟ اس نے: کہا مجھے پھوڑا نکلا ہے۔ وہ بہت شاق گذرتا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے سے کہا: جاؤ میرے پاس سینگ لگانے والا بلا لاؤ تو مریض نے کہا: ابوعبداللہ! حجام کو بلا کر کیا کریں گے؟ انہوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اس مریض کو

(٧٤٩٩) رزين.

(٧٥٠٠) طبراني كبير، وفيه، مسلمته بن على الخشنى وهو ضعيف، هيثمى: ٨٣٣١.

(٧٥٠١) طبراني كبير: ١٠٩٣٨۔ وفيه، عمر بن رباح العبدى وهو متروك، هيثمى: ٨٣٣٨.

(٧٥٠٢) مسلم: ٢٢٠٥۔ بخارى: ٥٦٨٣۔ احمد: ١٤١٨٨.

أَوْ يُصِيبُنِي الثَّوْبُ فَيُؤْذِينِي وَيَشُقُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَأَى تَبَرُّمَهُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ قَالَ فَجَاءَ بِحَجَّامٍ فَشَرَطَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ. (رواه مسلم: ٢٢٠٥)

سینگ لگوادوں۔ مریض نے کہا: اللہ کی قسم! جب تیز دھار آلے کی نوک مجھے چبھتی ہے یا میرا کپڑا ہی اس پر لگے تو مجھے ایذا پہنچتی ہے، اس لیے میرے لیے مشکل پیش آئے گی۔ جب جابر رضی اللہ عنہ نے اس کی پریشانی دیکھی تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''اگر تمہارے علاجوں میں کوئی فائدہ ہے تو وہ سینگ لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغ لگانے میں ہے'' اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں داغ لگانے کو پسند نہیں کرتا۔'' راوی نے کہا: پس حجام آیا اور اس نے پچھنے لگائے اور مریض کی تکلیف جاتی رہی۔'' (مسلم)

٧٥٠٣ـ عَنْ سَلْمَى خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ احْتَجِمْ وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ اخْضِبْهُمَا. (رواه أبو داود: ٣٨٥٨)

٧٥٠٣ـ ''نبی ﷺ کی خادمہ سلمیٰ کہتی ہیں کہ جو کوئی نبی ﷺ سے سر کی تکلیف کی شکایت کرتا تو آپ ﷺ یہی فرماتے کہ سینگ لگواؤ اور جو شخص دونوں پاؤں میں تکلیف کی شکایت کرتا تو آپ یہی فرماتے کہ اُن دونوں کو مہندی سے رنگیں کر دو۔'' (ابوداؤد)

٧٥٠٤ـ أُمِّ سَعِيْدِ امْرَأَةُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُ بِدَفْنِ الدَّمِ إِذَا احْتَجَمَ. (للأوسط: ٨٨٦)

٧٥٠٤ـ ''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم سعید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سینگ لگوانے کے بعد خون کو دفن کرنے کا حکم دیتے سنا ہے۔'' (الاوسط، سند کمزور ہے)

شرح:...... اہل طب کا بیان ہے کہ جتنی بیماریاں خون کے متعلقہ ہیں ان میں گھٹنے سے لے کر چوٹی تک کسی بھی جگہ پر سینگی لگوائیں تو مفید رہتی ہے۔

اور ہاتھ کی رگ میں سینگی لگوائیں تو سر کی بیماریوں کے لیے بہت مفید ہے اور گردن کی بیماریوں کے لیے بھی مفید ہے۔

اور لوگوں میں سینگی تلی، پھیپھڑے اور اندرونی حصہ کے لیے مفید ہے اور کندھے پر سینگی لگوانے سے کندھے اور حلق کی بیماریوں کے لیے مفید ہے۔

اور گردن کی دو بڑی رگوں پر سینگی لگوانا۔ سر، چہرہ، آنکھیں اور کان اور دانتوں اور ناک اور حلق کے لیے بہت مفید ہے۔

(٧٥٠٣) ابو داود: ٣٨٥٨ـ حسن: ٣٢٦٧ـ احمد: ٢٧٠٧ـ ابن ماجه: ٣٥٠٢.

(٧٥٠٤) طبراني اوسط: ٨٨٦ـ وفيه هياج بن بسطام وهو ضعيف، هيثمي: ٨٣٤١.

اور قدم کے اوپر سینگی لگوانا رانوں اور پنڈلیوں اور حیض کے رکنے اور خصیتین پر عارضی خارش کے لیے مفید ہے۔

اور سینہ کے نیچے سینگی لگوانا ران کے خون، اس کی خارش اور خون کی تیزی اور بواسیر اور کمزور کی خارش وغیرہ کے لیے بہت مفید ہے۔

اور مقعد پر سینگی لگوانا انتڑیوں اور حیض کی خرابی کو دور کرنے میں مفید ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۱۱۱)

۲۔ جتنی روایات بھی ہیں جن میں سینگی لگوانے کے دنوں کا ذکر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ان میں سے ایک بھی نہیں۔ اس لیے انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ سینگی کی جب بھی ضرورت ہو رات ہو یا دن ہو بغیر کسی معین وقت کے لگوائی جاسکتی ہے۔ اس کے لگانے کے دوران قے آئے یہ زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اور جماع کے فوراً بعد نہ لگوائی جائے۔

اور ہر ماہ کے شروع میں خون میں ہیجان ہوتا ہے اور آخر میں ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ یہ احتیاطی طور پر ہے وگرنہ کسی وقت بھی لگوائی جاسکتی ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۱۴۹)

سینگی لگوانے سے احرام میں نقص واقع نہیں ہوتا اور نہ ہی روزے میں کمی آتی ہے۔ دونوں حالتوں میں سینگی لگوانا جائز ہے۔ البتہ کمزوری کا اندیشہ ہوتو اس سے روزہ ٹوٹنے کی نوبت آسکتی ہے۔

اور جس حدیث میں آتا ہے کہ سینگی لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ منسوخ ہے۔

(تفہیم الاسلام: ۱/ ۷۳۴)

٧٥٠٥ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رُمِيَ أَبِيٌّ يَوْمَ الأَحْزَابِ عَلَى أَكْحَلِهِ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم: ٢٢٠٧)

۷۵۰۵۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جنگ احزاب کے دن اکحل رگ پر تیر لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں داغ لگایا۔'' (مسلم)

٧٥٠٦ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُبَيٍّ طَبِيْبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا. (رواه أبوداود: ٣٨٦٤)

۷۵۰۶۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف طبیب بھیجا اور اُس نے مریض کی رگ چیر ڈالی۔''

٧٥٠٧ـ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ سَعْدَ بْنَ زُرَارَةَ اكْتَوَى فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الذُّبْحَةِ فَمَاتَ. (رواه مالك: ١٧٥٨)

۷۵۰۷۔ ''یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حلق کے درد سے آگ کا داغ لگایا گیا جس سے وہ فوت ہو گئے۔'' (مالک)

(٧٥٠٥) مسلم: ٢٢٠٧۔ ابو داود: ٣٨٦٤۔ ابن ماجه: ٣٤٩٣۔ احمد: ١٣٩٧٠.

(٧٥٠٦) ابو داود: ٣٨٦٤۔ صحيح، البانى: ٣٢٧٣۔ مسلم: ٢٢٠٧۔ ابن ماجه: ٣٤٩٣۔ احمد: ١٣٩٧٠.

(٧٥٠٧) مالك: ١٧٥٨۔ ابن ماجه: ٣٤٩٢.

٧٥٠٨ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَوَى أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنَ الشَّوْكَةِ. (رواه الترمذي: ٢٠٥٠)

٧٥٠٨ـ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو پھنسی کی وجہ سے آگ کا داغ لگایا۔'' (ترمذی)

٧٥٠٩ـ وللكبير نَحْوُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَسْعَدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ عَمِّهِ وَفِيْهِ: أَنَّهُ ﷺ كَوَاهُ بِيَدِهِ فَمَاتَ، فَقَالَ: مِيْتَةُ سُوْءٍ لِلْيَهُوْدِ، تَقُوْلُ: أَلَّادَفَعَ عَنْ صَاحِبِهِ، وَلاَ أَمْلِكُ لَهُ، وَلالِنَفْسِي مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا. (للكبير: ٨٩٦)

٧٥٠٩ـ ''المعجم الکبیر میں محمد بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں اور اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کو آگ کا داغ لگایا تو وہ فوت ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ میں اس کا مالک تھا اور نہ میں اپنی جان کا مالک ہوں۔ اختیار اللہ ہی کا ہے۔ بُری موت تو یہود کے لیے ہے۔''

٧٥١٠ـ وَلَهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ: شَرُّ مَيْتَةٍ لِيَهُوْدٍ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ دَاوَاهُ صَاحِبُهُ فَلَمْ يَنْفَعْهُ. (للكبير: ٥٥٧٣)

٧٥١٠ـ ''المعجم الکبیر ہی کی ایک دوسری سند سے روایت ہے کہ بدترین موت یہود کی ہے جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے ساتھی کا علاج کیا مگر اس کو فائدہ نہ ہوا۔''

٧٥١١ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اكْتَوَى مِنَ اللَّقْوَةِ وَرُقِيَ مِنَ الْعَقْرَبِ. (رواه مالك: ١٧٥٩)

٧٥١١ـ ''نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جلد کی بیماری سے داغ لگایا اور بچھو کے کاٹنے سے دم کیا۔'' (مالک)

٧٥١٢ـ قَالَ أَنَسٌ كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ وَشَهِدَنِي أَبُوْطَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْطَلْحَةَ كَوَانِي. (رواه البخاري: ٥٧٢١)

٧٥١٢ـ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں مجھے آگ سے داغا گیا، داغتے وقت ابوطلحہ، انس بن نضر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی حاضر تھے۔ داغ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا۔'' (بخاری)

٧٥١٣ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَانُ الْكَيِّ التَّكْمِيْدُ وَمَكَانُ

٧٥١٣ـ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ داغ کے بجائے ٹکور اچھی ہے اور مرہم کی بجائے ناک میں دوائی ڈالنا اچھا ہے۔ اور

(٧٥٠٨) ترمذی: ٢٠٥٠ـ صحيح، البانی: ١٦٧٠.

(٧٥٠٩) طبرانی کبیر: ٨٩٦ـ ورجاله ثقات، هيثمی: ٨٣٦٩.

(٧٥١٠) طبرانی کبیر: ٥٥٨٣ـ وفيه، معة بن صالح وقد ضعفه الجمهور و وثقه ابن معين فی رواية وضعفه فی غيرها، هيثمی: ٨٣٧١.

(٧٥١١) مالك: ١٧٥٩.

(٧٥١٢) بخاری: ٥٧٢١ـ مسلم: ٢١٩٦ـ ابو داود: ٣٨٨٩ـ ترمذی: ٢٠٥٦ـ ابن ماجه: ٣٥١٦ـ احمد: ١٢٠٠٨.

(٧٥١٣) احمد: ٣٤٨٤٣ـ ورجاله رجال الصحيح الا ان ابراهيم لم يسمع من عائشة، هيثمی: ٨٣٦٥.

الْـعِلاَقِ السَّـعُـوْطُ وَمَكَانُ النَّفْخِ اللَّدُوْدُ. بدن میں ہوا پھیلنے سے پلانے والی دوائی بہتر علاج ہے۔‘‘(احمد)
(رواه أحمد: ٢٤٨٤٣)

شرح:...... داغ اس طرح ہے کہ لوہے کی ایک چھڑی ہوتی تھی، اسے آگ پر تاپ کر جسم کے اس حصہ پر لگاتے تھے جہاں زخم ہوتا تھا۔ اسلام سے پہلے عرب داغ کے ذریعے سے اکثر علاج کرتے تھے۔

اس ذریعے سے علاج جائز ہے یا نہیں، اس بارے میں احادیث مختلف ہیں کچھ سے اس کے جواز کا پتہ چلتا ہے کچھ سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ ان میں موافقت کے کئی طریقے ہیں۔

۱۔ اس علاج سے بعض اوقات تکلیف زیادہ ہوتی ہے اس لیے جن احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے وہ احتیاط پر محمول ہیں اور دوسری اجازت پر محمول ہیں۔

۲۔ ممانعت اس علاج کی ہے جو پرہیز کے طور پر کرایا جائے۔ یہ توکل کے خلاف ہے لیکن جب ایک زخم خراب ہو جائے تو اس کا علاج داغ کے ذریعے جائز ہے۔

۳۔ ممانعت ایسی صورت میں ہے جب اس علاج کا تجربہ نہ ہو اور نہ کسی ماہر طبیب سے رابطہ کیا گیا ہو، اس سے نقصان ہوتا ہے۔ یہ مریض کو بے فائدہ عذاب دینے والی بات ہے۔

اور اگر بیماری ایسی ہے کہ اس کا علاج داغ کے بغیر ممکن ہے تو اس کا وہی علاج کیا جائے۔ اگر ماہر معالج کہہ دے کہ داغنے کے بغیر علاج ممکن نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ خصوصاً جدید طریقہ علاج میں الیکٹرانک اور کیمیائی آلات آ چکے ہیں جن کے استعمال سے وہ خرابیاں نہیں پیدا ہوتیں جو کبھی پہلے ہوا کرتی تھیں۔

تو اس علاج کی چار قسمیں بنتی ہیں۔ (۱) ممانعت کی ہے۔ (۲) جواز کی ہے۔ (۳) جو اسے نہ اپنائے وہ قابل تعریف ہے جیسا کہ ستر ہزار آدمیوں نے اسی وجہ سے جنت میں جانا ہے کہ انہوں نے یہ طریقہ اختیار نہ کیا ہوگا۔ (۴) یہ پسندیدہ طریقہ علاج نہیں، اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس طرح کوئی تعارض نہیں رہتا۔ بحمد اللہ۔

(نیل الاوطار: ۸/ ۲۳۱)

٧٥١٤ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَقَيْتُهُ عَسَلاً فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا

۷۵۱۴۔ ’’سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے بھائی کو پیٹ کی تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ۔ اس نے اسے شہد پلایا اور پھر حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے اس کو شہد

(٧٥١٤) ترمذی: ٢٠٨٢ـ صحیح، البانی: ١٦٩٧ـ بخاری: ٥٦٨٤ـ مسلم: ٢٢١٧ـ احمد: ١١٤٦١.

اسْتِطْلاقاً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْقِهِ عَسَلاً فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْسَقَيْتُهُ عَسَلاً فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلاقًا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ اسْقِهِ عَسَلاً فَسَقَاهُ عَسَلاً فَبَرَأَ. (رواه الترمذي: ٢٠٨٢)

پلایا تھا اور اس کا پیٹ مزید جاری ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ، اس نے اسے شہد پلا دیا، پھر آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں نے اسے شہد پلایا تو اس کو مزید موشن آنے شروع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا: تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ تو اس کو شہد پلاؤ، پس اس نے شہد پلایا تو وہ مریض تندرست ہو گیا۔" (الشیخان، الترمذی)

٧٥١٥ـ نَافِعٌ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَمَا كَانَتْ تَخْرُجُ بِهِ قُرْحَةٌ وَلاَ شَيْءٌ إِلَّا لُطِخَ الْمَوْضِعُ بِالْعَسَلِ، ﴿وَيَقْرَأُ: يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيْهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾. (رواه رزين)

۷۵۱۵۔ "نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پھوڑے نکلتے تھے تو وہ کوئی دوائی استعمال نہ کرتے، مگر پھوڑے کی جگہ پر شہد لگا دیتے اور یہ آیت پڑھتے تھے: "اس کے پیٹ سے مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔"

٧٥١٦ـ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: الْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ، وَدَوَاءُ الْمَبْطُوْنِ الْعَسَلُ. (رواه رزين)

۷۵۱۶۔ "سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیٹ کی تکلیف سے مرنے والا شہید ہے اور پیٹ کی بیماریوں کا علاج شہد ہے۔"

٧٥١٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلاَثَ غَدَوَاتٍ كُلَّ شَهْرٍ لَمْ يُصِبْهُ عَظِيْمٌ مِنَ الْبَلاَءِ. (رواه ابن ماجة: ٣٤٥٠)

۷۵۱۷۔ "سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہر مہینے تین دن شہد چاٹتا ہے اس کو کوئی بڑی بیماری نہیں لگتی۔" (ابن ماجہ)

شرح:...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل: ٦٩)

"اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔"

یہ بہت ہی نفع بخش چیز ہے۔

(۱) رگوں میں بیٹھی میل کچیل صاف کرتا ہے۔ (۲) فضلات دور کرتا ہے۔ (۳) معدہ کی جھلی کو دھوتا ہے۔

(٧٥١٥) رزين. (٧٥١٦) رزين.

(٧٥١٧) ابن ماجه: ٣٤٥٠.

(۴) رگوں، معدہ، جگر، گردے، مثانہ اور بدن کے رستے کھولتا ہے۔ (۵) رطوبات تحلیل کرتا ہے۔ (۶) بلغمی کھانسی کے لیے مفید ہے۔ (۷) بلغمی اور ٹھنڈے مزاج والوں کے لیے بہت مفید ہے۔

یہ غذا کی غذا ہے دوا کی دوا ہے، پانی کا پانی ہے اور حلوہ کا حلوہ ہے اور مفرح ہے طبیعت میں فرحت پیدا کرتا ہے۔

(۸) اسے جب گلاب کے عرق میں گرم کر کے پیا جائے تو جانور کے کاٹنے کے نقصان سے بچاتا ہے۔ (۹) جب اسے صرف پانی میں ملا کر پیا جائے تو باؤلے کتے کے کاٹنے سے بچاتا ہے۔ (۱۰) اس میں تازہ گوشت رکھیں تو تین ماہ تک اسے محفوظ رکھتا ہے۔ کبھی مریض کو شہد سے بھی شفا نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے یہ بالکل قرآن پاک کی مانند ہے اسے سینے کے لیے شفا قرار دیا گیا ہے یہ پاکیزہ دلوں کے لیے واقعتاً شفا ہے اور منافقانہ دلوں میں اس کے انکار سے اور نجاست پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ شہد عمدہ بدنوں کے لیے شفا ہے اور طب نبوی بھی اس پر اعتماد رکھنے والوں کے لیے اور ان کے بدنوں کے لیے صحت و شفا ہے جن بدنوں کا یقین ہے یہ ان کے لیے شفا نہیں بنتا جن کا اس پر اعتماد نہیں۔

تاہم یہ ہے کہ اس بات پر تمام اطباء کا اتفاق ہے کہ مرض ایک ہوتا ہے لیکن علاج اس کا مختلف ہوتا ہے۔ عمر، عادت، زمان، غذاء، تدبیر اور قوت طبعی کے لحاظ سے علاج کیا جاتا ہے۔

اسہال کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک ہیضہ ہے یہ بدہضمی سے ہوتا ہے۔ اسے اس کی طبیعت پر چھوڑنا ہوتا ہے۔ لگتا ہے اس آدمی کا پیٹ بدہضمی سے خراب ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے شہد تجویز کیا تھا۔ تاکہ معدے کے کناروں میں فضول مواد دور ہو جائیں۔ اس کے لیے ایک خاص مقدار کی ضرورت تھی جب وہ مقدار پوری ہوئی تو وہ اللہ کے حکم سے صحت یاب ہو گیا۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۱۶۹)

۷۵۱۸ــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ . قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ . (رواه البخاري: ٥٦٨٨)

۷۵۱۸۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''کلونجی میں سام کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔ اور سام موت ہے۔''

۷۵۱۹ــ قَـالَ قَتَـادَةُ يَأْخُذُ كُلَّ يَوْمٍ إِحْدَى وَعِشْرِيْنَ حَبَّةً فَيَجْعَلُهُنَّ فِي خِرْقَةٍ فَلْيَنْقَعْهُ فَيَتَسَـعَّـطُ بِـهِ كُـلَّ يَوْمٍ فِي مَنْخَرِهِ الأَيْمَنِ

۷۵۱۹۔ ''سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہر روز کلونجی کے اکیس دانے لے اور ان کو ایک کپڑے میں رکھ کر صاف کر اور وہ اس کے قطرے ٹپکائے، ناک کی دائیں سوراخ میں دو قطرے اور

(٧٥١٨) بخاري: ٥٦٨٨ـ مسلم: ٢٢١٥ـ ترمذي: ٢٠٤١ـ ابن ماجه: ٣٤٤٧ـ احمد: ١٠٥٦٤.

(٧٥١٩) ترمذي: ٢٠٧٠ـ ضعيف الاسناد مع وقفه، الباني: ٣٦١ـ لكن صح موفوعا قول قتادة ياخذ.

قَطْرَتَيْنِ وَفِي الأَيْسَرِ قَطْرَةً وَالثَّانِي فِي الأَيْسَرِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الأَيْمَنِ قَطْرَةً وَالثَّالِثُ فِي الأَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الأَيْسَرِ قَطْرَةً. (رواه الترمذي: ٢٠٧٠)

بائیں میں ایک قطرہ ڈالے اور دوسرے دن بائیں میں دو اور دائیں میں ایک قطرہ ڈالے۔ تیسرے دن دائیں میں دو اور بائیں میں ایک قطرہ ڈالے۔'' (ترمذی)

٧٥٢٠۔ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ قَالَ عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَيْبَةِ السَّوْدَاءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِي أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِي هٰذَا الْجَانِبِ وَفِي هٰذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ. (رواه البخاري: ٥٦٨٧)

٧٥٢٠۔ ''ابن ابی عتیق نے کہا: تم کلونجی کے پانچ یا سات دانے کوٹ کر زیتون میں ملا کر اس طرف اور اُس طرف ناک میں ڈال دو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کلونجی سام کے سوا ہر بیماری کی دوا ہے۔ میں نے عرض کی: سام کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: موت۔'' (بخاری)

٧٥٢١۔ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا اشْتَكَى تَقَمَّحَ كَفًّا مِنْ شَوْنِيْزٍ، وَيَشْرَبُ عَلَيْهِ مَاءً وَعَسَلاً. (للأوسط: ١٠٩، بضعف)

٧٥٢١۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب بیمار ہوتے تو ہتھیلی میں کلونجی ڈال کر منہ میں ڈالتے اور اُوپر سے پانی اور شہد نوش فرما لیتے۔'' (الاوسط، سند ضعیف)

شرح:...... کلونجی کو مرض کے مطابق استعمال کیا جائے۔ کبھی اسے کسی چیز میں ملا کر لیا جا سکتا ہے کبھی مفرد استعمال کی جا سکتی ہے۔

اور خصوصاً رطوبت کی وجہ سے جو بیماری ہو اس کے لیے بہترین علاج ہے۔ ایک قول اس کے بارے میں یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کا فرمان جو ہے یہ زیادہ تر بیماریوں کے متعلق ہے، ہر بیماری کے متعلق نہیں جیسا کہ شہد ہر بیماری کے متعلق شفا نہیں بعض مریض اسے لیں تو تکلیف بڑھتی ہے۔

اور ایک قول ہے کلونجی کو آپ ﷺ نے ٹھنڈے مزاج والوں کے لیے شفا قرار دیا ہے تو یہ اس قسم کی ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ تاہم یہ دونوں تعبیریں درست نہیں کیونکہ یہ سب نے اپنے تجربات کی بات کی ہے۔ ان سب سے بہتر نبی ﷺ کا فرمان ہے جو وحی سے بول رہا ہے تاہم اطباء سے مشورہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(٧٥٢٠) بخاري: ٥٦٨٧۔ ابن ماجه: ٣٤٤٩۔ احمد: ٢٤٦٠٩.

(٧٥٢١) طبراني اوسط: ١٠٩۔ وفيه يحيى بن سعيد العطار وهو ضعيف، هيثمي: ٨٢٩٥.

تو اس میں کلونجی کا فائدہ یہ بیان ہوا ہے کہ موت کے سوا ہر بیماری کا اس میں علاج ہے اور موت کا کوئی علاج نہیں اگر ہوتا تو یہ کلونجی ہوتی۔

اطباء نے اس کے خواص بیان کیے ہیں اور یہاں زکام کے لیے مفید ہونے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/۶۳)

٧٥٢٢ـ عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلاَ سِحْرٌ. (رواه البخاري: ٥٤٤٥)

۷۵۲۲۔ ''عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو صبح کے وقت عجوہ کھجور کے سات دانے استعمال کر لے اس دن وہ زہر اور جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا۔''

٧٥٢٣ـ عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا حِيْنَ يُصْبِحُ لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ حَتَّى يُمْسِيَ. (رواه مسلم: ٢٠٤٧)

۷۵۲۳۔ ''عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کو سات کھجور کھائیں جو مدینہ کے دو اطراف کے درمیان کی ہوں اس کو شام تک زہر اثر نہ کرے گا۔''

٧٥٢٤ـ عَنْ سَعْدٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ يَعُوْدُنِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا عَلٰى فُؤَادِي فَقَالَ: ((إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْئُوْدٌ ائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ أَخَا ثَقِيْفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِيْنَةِ فَلْيَجَأْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ)). (رواه أبوداود: ٣٨٧٥)

۷۵۲۴۔ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیمار ہوگیا تو نبی ﷺ میری عیادت کو آئے۔ آپ نے میری چھاتی پر ہاتھ رکھا۔ ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل پر محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو دِل کا مریض ہے۔ بنوثقیف خاندان کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ وہ طبیب ہے، وہ مدینے کی سات عجوہ کھجور لے اور گٹھلیوں سمیت کوٹ لے اور تیرے منہ میں ڈال دے۔'' (الشیخان، ابوداود)

٧٥٢٥ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي عَجْوَةَ الْعَالِيَّةَ شِفَاءٌ أَوْ إِنَّهَا تِرْيَاقٌ

۷۵۲۵۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ کے بالائی علاقے (عوال) کی عجوہ کھجوروں

(٧٥٢٢) بخاری: ٥٤٤٥ـ مسلم: ٢٠٤٧ـ ابو داود: ٣٨٧٦ـ احمد: ١٥٣١.

(٧٥٢٣) مسلم: ٢٠٤٧ـ بخاری: ٥٧٦٩ـ ابو داود: ٣٨٧٦ـ احمد: ١٥٣١.

(٧٥٢٤) ابو داود: ٣٨٧٥ـ ضعیف، البانی: ٨٣٤ـ بخاری: ٥٧٦٩ـ مسلم: ٢٠٤٧ـ احمد: ١٥٣١.

(٧٥٢٥) مسلم: ٢٠٤٨ـ احمد: ٢٤٦٦١.

أَوَّلَ الْبُكْرَةِ)). (رواه مسلم: ٤٠٤٨)

میں شفا ہے یا (فرمایا:) دن کے شروع حصے میں وہ زہروں کا تریاق ہے۔'' (مسلم)

٧٥٢٦ـ عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْعَجْوَةُ وَالصَّخْرَةُ مِنَ الْجَنَّةِ)). (رواه ابن ماجة: ٣٤٥٦)

٧٥٢٦ـ ''سیدنا رافع بن عمرو المزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''عجوہ کھجور اور حجر اسود جنت میں سے ہیں۔'' (ابن ماجہ)

٧٥٢٧ـ أَبُوْ سَعِيْدٍ، رَفَعَهُ: خَيْرُ تَمَرَاتِكُمُ الْبَرْنِيُّ، يُذْهِبُ الدَّاءَ وَلَادَاءَ فِيْهِ. (للأوسط بضعف)

٧٥٢٧ـ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں کہ تمہاری کھجوروں میں سے برنی کھجور سب سے بہتر ہے۔ وہ بیماری دور کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔''

٧٥٢٨ـ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ خُبْزٌ وَتَمْرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ادْنُ فَكُلْ)) فَأَخَذْتُ آكُلُ مِنَ التَّمْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَأْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ؟)) قَالَ فَقُلْتُ إِنِّي أَمْضُغُ مِنْ نَاحِيَةٍ أُخْرَى فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه ابن ماجة: ٣٤٤٣، بلين)

٧٥٢٨ـ ''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ کے سامنے کھجوریں اور روٹی پڑی تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہو جاؤ اور کھاؤ۔'' میں نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری تو آنکھوں میں تکلیف ہے اور تو کھجوریں کھا رہا ہے؟ میں نے کہا: میں دوسری طرف سے چبا رہا ہوں پس نبی ﷺ مسکرا دیئے۔'' (ابن ماجہ، سند کمزور ہے)

٧٥٢٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا الْكَمْأَةُ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ. (رواه الترمذي: ٢٠٦٨)

٧٥٢٩ـ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے اصحاب نے کہا: کھمبی زمین کی چیچک ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کھمبی مَــنْ میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے اور عجوہ کھجور جنت میں سے ہے اور وہ زہر کے لیے شفا ہے۔

(أَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذْتُ ثَلَاثَةَ أَكْمُؤٍ أَوْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تین یا پانچ یا سات

(٧٥٢٦) ابن ماجه: ٣٤٥٦ـ ضعيف، البانى: ٧٥٨ـ احمد: ٢٠١٢٧.

(٧٥٢٧) طبرانی اوسط، وفيه سعيد بن سويد وهو ضعيف، هيثمى: ٨٠١٠.

(٧٥٢٨) ابن ماجه: ٣٤٤٣ـ حسن، البانى: ٢٧٧٦.

(٧٥٢٩) ترمذى: ٢٠٦٨ـ صحيح: ١٦٨٩ـ ابن ماجه: ٣٤٥٥ـ احمد: ٨٤٦٦ـ دارمى: ٢٨٤٠ـ (١) قال الالبانى: عن هذه الزيادة ضعيف الاسناد مع وقفه.

خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ فَجَعَلْتُ مَاءَ هُنَّ فِي قَارُوْرَةٍ فَكَحَلْتُ بِهِ جَارِيَةً لِي فَبَرَأَتْ) . (رواہ الترمذی: ۲۰۶۹)

کھمبیاں لیں اور اُن کا پانی نچوڑ کر شیشی میں رکھا اور نابینا لڑکی کی آنکھ میں ڈالا تو اس کی آنکھیں درست ہوگئیں۔''

شرح:...... کھنبی کو جسم پر ابھرنے والے دانوں سے مشابہت دی گئی ہے۔ اسی طرح زمین اپنے فضلہ کے طور پر اسے ظاہر کرتی ہے۔ لوگ اسے فضول سی چیز سمجھتے ہیں۔

لیکن آپ ﷺ نے اسے اللہ کے بندوں پر اس کا احسان قرار دیا ہے۔ یا اسے بنی اسرائیل پر اترنے والے من کے ساتھ دی ہے اور فرمایا: اسے نچوڑ کر اس کا پانی آنکھ میں ڈالیں تو یہ نہایت ہی مفید ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۱۶۵)

۲۔ یہ توکل کے خلاف نہیں کہ مریض کھانے میں پرہیز اختیار کرے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۶۵ل)

۳۔ عجوہ ایک کھجور ہے جو نرم اور لذیذ ہے۔ اس کے لیے نبی اکرم ﷺ نے دعا کی ہے اس وجہ سے یہ برکت والی ہے اور اس کی سات تعداد بتانے میں ایک خاص تاثیر ہے۔ اسے نہار منہ کھانے سے زہر کا مادہ جلدی ختم ہو جاتا ہے اور یہ سحر کا اثر بہت تیزی سے ختم کرتی ہے۔

جنت میں سے اسے قرار دینے کی وجہ صرف نام کے لحاظ سے ہے، لذت کے لحاظ سے نہیں کیونکہ جنت کی تاثیر خیال سے باہر ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۲۴۰)

۷۵۳۰۔ عَنْ سَلْمَى وَكَانَتْ تَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ مَاكَانَ يَكُوْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَرْحَةٌ وَلَانَكْبَةٌ إِلَّاأَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّاءَ . (رواہ الترمذی: ۲۰۵۴)

۷۵۳۰۔ ''رسول اللہ ﷺ کی خادمہ سلمیٰ نے کہا: رسول ﷺ کو جب بھی کوئی پھوڑا یا کوئی چوٹ آتی تو آپ مجھے اس پر مہندی رکھنے کا حکم دیتے تھے۔''

شرح:...... قرآن پاک میں ہے:

﴿إِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ﴾ (آل عمران: ۱۴۰)

''اگر تم کو زخم پہنچا ہے۔''

قَرْحٌ اس زخم کو کہتے ہیں جو تلوار اور چھری وغیرہ سے ہو۔

نکبۃ، پتھر یا کانٹے سے جو زخم ہو وہ ہے اور حناء (مہندی) اوپر رکھنے کی وجہ سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے زخم کی حرارت ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور اس سے سکون ہو جاتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۵۹)

(۷۵۳۰) ترمذی: ۲۰۵۴۔ صحیح، البانی: ۱۶۷۶۔ ابن ماجہ: ۳۵۰۲.

۷۵۳۱۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَهَا بِمَ تَسْتَمْشِيْنَ قَالَتْ بِالشُّبْرُمِ قَـالَ: ((حَـارٌّ جَـارٌّ)) قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِـالسَّنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْأَنَّ شَيْئًاكَانَ فِيْـهِ شِـفَـاءٌ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا)). (رواه الترمذي: ۲۰۸۱)

۷۵۳۱۔ ''سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: تم اسہال لانے کے لیے کیا استعمال کرتی ہو؟ تو میں نے کہا: شبرم کو، فرمایا: وہ تو بہت گرم ہے۔ اور اس سے زیادہ اسہال آتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں: پھر میں نے اسہال لانے کے لیے سنا مکی کو استعمال کرایا۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اگر کسی چیز میں موت کی شفا ہوتی تو وہ سنا مکی میں ہوتی۔'' (ترمذی)

۷۵۳۲۔ عَـنْ أُمِّ قَيْـسٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِـنَ الْـعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَى مَاتَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْـهِ سَبْـعَةَ أَشْـفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِـنَ الْـعُـذْرَـةِ وَيُـلَـدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)). فَسَـمِـعْـتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلَ بَيَّنَ لَنَا اثْنَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَاخَمْسَةً. (رواه البخاري: ۵۷۱۳)

۷۵۳۲۔ ''سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اپنے ایک بیٹے کو ساتھ لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس پر میں نے عذرہ بیماری کی وجہ سے اس کا تالو دبوایا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنی اولاد کو انگلی سے حلق دبا کر سزا کیوں دیتے ہو۔ تم عودھندی لکڑی سے کام لو اس میں سات بیماریوں کی شفا موجود ہے۔ ان میں سے ذات الجنب کا علاج بھی ہے۔ حلق کی بیماری سے ناک میں قطرے ٹپکائے جائیں اور سینے کی بیماری ہو تو اس کے لیے منہ میں دوا ڈالی جائے۔''

سفیان نے کہا: میں نے زہری سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: آپ ﷺ نے دو بیان کر دیئے پانچ، امراض بیان نہیں کیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سفیان نے بیان کیا کہ بچے کو انگلی کے ساتھ تالو پر لگایا جائے۔ اور سفیان نے اپنی انگلی تالو پر رکھی اور: ''کہا تالو چڑھانا انگلی کے ساتھ ہوتا ہے۔'' (الشیخان، ابوداؤد)

شرح: ...... یہ حجاز کی بوٹی ہے۔ یہ بہت ہی مفید دواء ہے جس کا نقصان نہیں۔ یہ معتدل، گرم خشک ہے۔ صفرائی اور سودائی مادہ کو آسان کرتا ہے۔ بدن کی ٹوٹ، پٹھوں کو کھولتی ہے اور دل کو تقویت دیتی ہے۔ بالوں کے گرنے اور جوؤں سے اور پرانی سر درد کے لیے خارش اور پھنسیوں اور مرگی کے لیے نہایت ہی فائدہ مند ہے۔

پانی میں ملا کر پینے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ گل بنفشہ میں پکا کر کھانے میں زیادہ اصلاح والی ہے۔ (زادالمعاد: ۴/۷۴)

۷۵۳۳۔ اِبْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: عَلَيْكُمْ بِالإِثْمِدِ

۷۵۳۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع روایت کرتے ہیں: ''تم

(۷۵۳۱) ترمذی: ۲۰۸۱۔ ضعیف، البانی: ۳۶۵۔ ابن ماجه: ۳۴۶۱.

(۷۵۳۲) بخاری: ۵۷۱۳۔ مسلم: ۲۸۷۔ ابو داود: ۳۷۴۔ ترمذی: ۷۱۔ نسائی: ۳۰۲۔ ابن ماجه: ۳۴۶۲۔ دارمی: ۷۴۱۔ احمد: ۲۶۴۵۶۔ مالك: ۱۴۳.

(۷۵۳۳) رزین.

إِنَّ مِـنْ خَيرِأَكْحَالِكُمُ الإِثْمِدُ، يَجْلُوْ الْبَصَرَ، وَيَـنْبُـتُ الشَّعْرَ، وَكَانَ ﷺ إِذَا اكْتَـحَلَ فِي الْيُـمْـنَـى ثَلاثًا يَبْتَدِئُ بِهَا وَيَخْتِمُ بِهَا، وَفِي الْيُسْرَى ثِنْتَيْنِ. (رواه رزين)

اثمد سرمہ استعمال کیا کرو۔ وہ تمہارے بہترین سرموں میں سے ہے۔ وہ آنکھ صاف کرتا اور بال اُگاتا ہے اور نبی ﷺ جب سرمہ ڈالتے تو دائیں آنکھ میں تین بار ڈالتے اور اس سے ابتداء بھی کرتے تھے اور اسی پر ختم بھی کرتے تھے اور بائیں آنکھ میں دو بار سرمہ ڈالتے تھے۔'' (رزین)

٧٥٣٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اكْتَحِلُوْا بِالإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُوْ الْبَصَرَ وَيَنْبُتُ الشَّعْرَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَـكْتَـحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلاثَةً فِي هٰذِهِ وَثَلاثَةً فِي هٰذِهِ. (رواه الترمذي: ١٧٥٧)

٧٥٣٤۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی جس سے ہر رات آپ سرمہ لگایا کرتے تھے۔ تین مرتبہ اس آنکھ میں اور تین بار اس آنکھ میں۔''

شرح:...... اثمد سرمہ سے نظر اچھی ہوتی ہے، نور نظر بڑھتا ہے، قوت دید کو صاف کرتا ہے اور ردی مواد جو سر سے نیچے اترتے ہیں ان کو دور کرتا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ٣/ ١٨٩)

٧٥٣٥ـ عَـنْ عَـائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْـحُـمَّـى مِـنْ فَيْـحِ جَهَـنَّمَ فَـابْرِدُوْهَـا بِالْمَاءِ)). (رواه البخاري: ٥٧٢٥)

٧٥٣٥۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھاپ سے ہے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔'' (الشیخان، موطأ، ترمذی)

٧٥٣٦ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((الْـحُـمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوْهَا بِـالْمَاءِ)). قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ اكْشِفْ عَـنَّـا الـرِّجْـزَ. (رواه البخـاري: ٥٧٢٣)

٧٥٣٦۔ ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھاپ سے ہے، تم اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔'' نافع نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (کو جب بخار آتا تو وہ کہتے) اے اللہ! ہم سے عذاب دور کر دے۔''

٧٥٣٧ـ عَـنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَصَـابَ أَحَدَكُمُ الْحُمَّى فَإِنَّ الْحُمَّى قِطْعَةٌ

٧٥٣٧۔ ''سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو

(٧٥٣٤) ترمذي: ١٧٥٧ـ صحيح دون قوله، وزعم: ١٤٣٨ـ ابو داود: ٣٨٧٨.
(٧٥٣٥) بخاري: ٥٧٢٥١ـ مسلم: ٢٢١٠ـ ترمذي: ٢٠٧٤ـ ابن ماجه: ٣٤٧١ـ احمد: ٢٣٧٠٨ـ مالك: ١٧٦١.
(٧٥٣٦) بخاري: ٥٧٢٣ـ مسلم: ٢٢٠٩ـ ابن ماجه: ٣٤٧١ـ احمد: ٢٣٧٠٨ـ مالك: ١٧٦١.
(٧٥٣٧) ترمذي: ٢٠٨٤ـ ضعيف، البانى: ٣٦٦.

مِنَ النَّارِ فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ فَلْيَسْتَنْقِعْ نَهْرًا جَارِيًا لِيَسْتَقْبِلَ جِرْيَتَهُ فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَلْيَغْتَمِسْ فِيْهِ ثَلاَثَ غَمَسَاتٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي ثَلاَثٍ فَخَمْسٍ وَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي خَمْسٍ فَسَبْعٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي سَبْعٍ فَتِسْعٍ فَإِنَّهَا لاَتَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِإِذْنِ اللّٰهِ. (رواه الترمذی: ٢٠٨٤)

بخار آئے تو بخار آگ کا ٹکڑا ہے تو پانی کے ساتھ اس کو دور کردے اور جاری نہر میں نہائے، بہتے پانی کے سامنے کھڑا ہو اور کہے: اللہ کے نام سے اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا کر اور اپنے رسول کی تصدیق کر۔ وہ فجر کی نماز کے بعد اور سورج طلوع ہونے سے پہلے تین غوطے لگائے اور تین دن ایسا ہی کرے۔ اگر تندرست نہ ہو تو پانچ دن، اور پھر بھی صحت یاب نہ ہو سات بار کرے۔ اگر پھر بھی صحت یاب نہ ہو تو نو بار کرے اور اللہ کے حکم سے نو بار سے متجاوز نہ ہوگا۔"

٧٥٣٨ــــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُوْقِعِ، رَفَعَهُ: إِنَّ الْحُمَّى رَائِدُ الْمَوْتِ، وَهِيَ سِجْنُ اللّٰهِ فِي الأَرْضِ، فَبَرِّدُوْا لَهَا الْمَاءَ فِي الشِّنَانِ، وَصُبُّوْهُ عَلَيْكُمْ، فِيْمَابَيْنَ الأَذَانَيْنِ، أَذَانِ الْمَغْرِبِ وَأَذَانِ الْعِشَاءِ، فَفَعَلُوْا فَذَهَبَتْ عَنْهُمْ. (لِلْكَبِيْرِ مُطَوَّلاً وَفِيْهِ الْمُجِيْرُ بْنُ هَارُوْنَ)

٧٥٣٨۔ "سیدنا عبدالرحمٰن بن موقع رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: "بخار موت کا پیغام لانے والا ہے اور وہ زمین پر اللہ کی جیل ہے۔ پس تم مشکیزوں میں پانی کو ٹھنڈا کرو اور دو اذانوں یعنی مغرب اور عشاء کی اذان کے درمیان اپنے اوپر بہاؤ۔ لوگوں نے اس طرح کیا تو ان کا بخار جاتا رہا۔" (المعجم الکبیر کی طویل روایت ہے اور اس میں مجیر بن ہارون ہے)

٧٥٣٩ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَّمَنِي دَوَاءً يَشْفِي مِنْ كُلِّ دَاءٍ، وَقَالَ لِي: نَسَخْتُهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ، تَأْخُذُ مِنْ مَاءِ مَطَرٍ لَمْ يَمَسَّ فِي سَقَفٍ، فِي إِنَاءٍ نَظِيْفٍ، فَتَقْرَأُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً، وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ مِثْلَهُ، وَسُوْرَةَ الإِخْلاَصِ مِثْلَهُ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِثْلَهُ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مِثْلَهُ،

٧٥٣٩۔ "سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے دواء بتائی ہے جس میں ہر مرض کی شفا ہے اور اس نے کہا: یہ میں نے لوح محفوظ سے نقل کی ہے۔ بارش کا پانی لو جو چھت پر نہ گرا ہو، یعنی گرنے سے پہلے۔ برتن پاک صاف ہو۔ اس پر تلاوت کرو۔ الفاتحہ ستر بار، آیت الکرسی ستر بار، سورت اخلاص ستر بار ہے، ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ ستر بار، ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ ستر بار اور کلمہ:

(٧٥٣٨) طبرانی کبیر وفیه، المحبر بن هارون ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٨٣٤٦.

(٧٥٣٩) رزين.

وَلاَ إِلٰـهَ إِلاَّ اللّٰـهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَـهُ، لَـهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ دَائِـمًـا لاَ يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، ثُمَّ يَصُوْمُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، وَيُفْطِرُ كُلَّ لَيْلَةٍ بِذٰلِكَ الْمَاءِ. (رواه رزين)

لا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَـمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ دَائِمًا لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
پھر سات روزے رکھے اور ہر روزہ ہر رات پانی سے افطار کرے۔" (رزین)

شــــرح:...... ایک قول یہ ہے کہ یہاں بخار ٹھنڈا کرنے سے مراد صدقہ کرنا ہے۔ یہ درست ہے کہ صدقہ سے بیماری دور ہوتی ہے لیکن یہاں مراد پانی سے نہانا ہے اور ہر بخار سے پانی سے نہانا مراد نہیں۔ جو گرمی سے بخار آیا ہو اس کے لیے نہانا مفید ہے۔ اگر سردی سے ہوا ہو تو پھر حکیم سے مشورہ کرلیا جائے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۱۷۶)

٧٥٤٠ـــ عَنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَـا كَـانَتْ تَـأْمُـرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَـالِكِ وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((إِنَّ التَّـلْبِيْنَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْـمَـرِيْـضِ وَتَـذْهَـبُ بِبَـعْضِ الْحُزْنِ)). (رواه البخاري: ٥٦٨٩)

۷۵۴۰۔ "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار کے لیے تلبینہ بنانے کا حکم دیتی تھیں اور اس غمناک کے لیے جو ہلاکت کے قریب پہنچ چکا ہو۔ اور کہتی تھیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: "تلبینہ مریض کے دل کو طاقت دیتا ہے اور بعض غموں کو دور کرتا ہے۔" (الشیخان)

٧٥٤١ـ وفي رواية: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَـأْمُـرُ بِـالتَّـلْبِيْـنَةِ وَتَـقُـوْلُ هُـوَ الْبَغِيْضُ النَّافِعُ. (رواه البخاري: ٥٦٩٠)

۷۵۴۱۔ "ایک اور روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیتی تھیں اور کہتی تھیں: وہ مریض کو ناگوار بھی ہے اور مفید بھی ہے۔"

٧٥٤٢ـــ عَـنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَـانَـتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلاَّ أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَـرَتْ بِبُـرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَـرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ

۷۵۴۲۔ "ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کا جب کوئی انسان فوت ہوتا تو عورتیں جمع ہو جاتیں۔ پھر جب وہ چلی جاتیں اور گھر کی خواتین باقی رہتیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا ہنڈیا پکانے اور تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیتیں۔ جب تلبینہ تیار ہوتا تو ثرید تیار کراتیں اور اس پر تلبینہ ڈال کر کہتیں: سب کھاؤ میں نے

(٧٥٤٠) بخاری: ٥٦٨٩۔ مسلم: ٢٢١٦۔ ترمذی: ٢٠٣٩۔ احمد: ٢٤٦٩٣.
(٧٥٤١) بخاری: ٥٦٩٠۔ مسلم: ٢٢١٦۔ ترمذی: ٢٠٣٩۔ احمد: ٢٣٩٩١.
(٧٥٤٢) بخاری: ٥٤١٧۔ مسلم: ٢٢١٦۔ ترمذی: ٢٠٣٩۔ احمد: ٢٥٥١٩.

مِـنْهَـا فَـإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ التَّـلْبِيْـنَةُ مُـجِـمَّةٌ لِـفُـؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ . (رواه البخاري: ٥٤١٧)

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلبینہ مریض کے دل کو تقویت دیتا ہے اور غم دور کرتا ہے۔''

٧٥٤٣ــ عَـنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَخَـذَ أَهْلَهُ الْوَعَكُ أَمَرَ بِالْحِسَاءِ فَـصُـنِعَ ثُـمَّ أَمَرَهُـمْ فَحَسَوْا مِنْهُ وَكَانَ يَقُوْلُ إِنَّـهُ لَيَـرْتُـوْ فُـؤَادَ الْحَزِيْنِ وَيَسْرُوْعَنْ فُؤَادِ السَّـقِيْمِ كَمَا تَسْرُوْإِحْدَا كُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا . (رواه الترمذي: ٢٠٣٩)

۷۵۴۳۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب آپ ﷺ کے گھر میں سے کسی فرد کو بخار آتا تو آپ نرم غذا تیار کرنے کا حکم دیتے جو آٹے سے بنائی جاتی، پھر مریض کو پلانے کا حکم دیتے اور فرماتے: یہ چیز پریشان کے دل کو تسکین دیتی اور بیمار کے دل کو مسرت پہنچاتی ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چہرے سے پانی کے ساتھ میل کچیل دھو دیتی ہے۔'' (ترمذی)

شرح:...... حساء آٹے اور چھان سے بنایا جاتا ہے اور اس میں شہد ملا لیا جائے اور تلبینہ بھی انہی چیزوں سے بنایا جاتا ہے مگر اس میں پکایا ہوا آٹا ڈالا جاتا ہے۔ دل کے مریض کے لیے تلبینہ درست ہے اور غمگین کے لیے حساء بہتر ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۱۴۶)

٧٥٤٤ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَـنْـعَـتُ الزَّيْتَ وَالْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ قَـالَ قَتَـادَةُ وَيَـلُـدُّ مِـنَ الْجَـانِبِ الَّذِي يَشْتَكِيْهِ . (للترمذي: ٢٠٧٨)

۷۵۴۴۔ ''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ذات الجنب کی تکلیف کے لیے تیل زیتون اور گل ورس تجویز فرماتے تھے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ دوائی مریض کے منہ میں اس طرف سے ڈالی جائے جس پہلو میں تکلیف ہو رہی ہے۔''

٧٥٤٥ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ أَنْ نَتَـدَاوَى مِـنْ ذَاتِ الْـجَنْـبِ بِــالْــقُسْــطِ الْبَـحْـرِيِّ وَالـزَّيْـتِ . (رواه الترمذي: ٢٠٧٩)

۷۵۴۵۔ ''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب کی بیماری میں قسط بحری اور تیل زیتون کے ساتھ علاج کریں۔'' (ترمذی)

٧٥٤٦ــ اِبْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَاذَا فِي الْأَمَرَّيْنِ مِنَ الشِّفَاءِ الصَّبْرِوَالثُّفَاءِ . (رواه رزين)

۷۵۴۶۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے: ''ان دو چیزوں میں کس قدر شفا ہے ایلوا اور رائی میں۔'' (رزین)

(٧٥٤٣) ترمذي: ٢٠٣٩ـ ضعيف: ٣٥٠ـ الباني، ابن ماجه: ٣٤٤٥ـ احمد: ٢٥٥١٩.

(٧٥٤٤) ترمذي: ٢٠٧٨ـ ضعيف، الباني: ٣٦٣ـ ابن ماجه: ٣٤٦٧.

(٧٥٤٥) ترمذي: ٢٠٧٩ـ ضعيف، الباني: ٣٦٤ـ ابن ماجه: ٣٤٦٧.

(٧٥٤٦) رزين.

٧٥٤٧ــ أَبُـوْ سَـعِيْـدٍ، رَفَعَهُ: مَنْ شَرِبَ الْمَاءَ عَلَى الرِّيْقِ انْتَقَصَتْ قُوَّتُهُ. (للأوسط بضعف)

۷۵۴۷۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ''جس نے نہار منہ پانی پیا اس کی قوت کم ہو جاتی ہے۔'' (الاوسط، سند ضعیف ہے)

٧٥٤٨ــ عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصِفُ مِنْ عِرْقِ النِّسَا أَلْيَةَ كَبْشٍ عَرَبِيٍّ أَسْـوَدَ لَيْـسَ بِـالْـعَظِيْمِ وَلاَبِالصَّغِيْرِ يُجَزَّأُ ثَلاَثَةَ أَجْـزَاءٍ فَيُـذَابُ فَيُشْـرَبُ كُـلَّ يَـوْمٍ جُزْءٌ. (رواه أحمد: ١٢٨٨٢)

۷۵۴۸۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عرق النسا والے کو عربی سیاہ مینڈھے (دنبے) کے سرین کی چربی بتاتے تھے جو نہ بڑا ہو اور نہ بالکل چھوٹا، اس کے تین حصے کر لے اور ہر روز ایک حصہ پگھلا کر پی لے۔'' (احمد)

شــــرح:...... عرق النسا ران کے اندر والی جگہ پر درد ہوتا ہے۔ اہل لغت اسے نہیں مانتے۔ مگر یہ حدیث اس کی تردید کرتی ہے۔

دیہاتی بکری سے مراد وہ ہے جس میں چربی کم ہو اور جنگل میں چرے۔ یہ اس بیماری کے لیے بہت مفید علاج ہے۔ یہ بیماری خشکی سے ہوتی ہے یہ لیس دار مواد اس کو دور کرتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۹۲/۱۰)

٧٥٤٩ــ عَـنْ مُـلَيْكَةَ بِنْتِ عَمْرٍو الزَّيْدِيَّةِ، رَفَـعَـهُ: أَلْبَـانُهَـا شِفَـاءٌ، وَسَمْنُهَـا دَوَاءٌ، وَلُـحُـوْمُهَادَاءٌ. (للكبير (٢٥/ ٤٢) بِامْرَأَةٍ لَمْ تُسَمِّ. (يَعْنِي الْبَقَرَ).

۷۵۴۹۔ ''سیدہ ملیکہ بنت عمرو زیدیہ مرفوعاً روایت کرتی ہیں: ''گائے کا دودھ شفا ہے اس کا گھی دوا اور اس کا گوشت بیماری ہے۔'' (الکبیر نے ایک عورت سے روایت کیا اور اس کا نام نہیں لیا۔)

٧٥٥٠ــ عَـنْ طَـارِقِ بْـنِ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيِّ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَـنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ أَوْكَرِهَ أَنْ يَـصْـنَـعَهَـا فَـقَالَ: إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَـقَـالَ: ((إِنَّـهُ لَيْـسَ بِـدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ)). (رواه مسلم: ١٩٨٤)

۷۵۵۰۔ ''سیدنا طارق بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے اس سے منع کر دیا یا ناپسند کیا تو سائل نے کہا: میں دوا کے لیے تیار کرتا ہوں پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دوائی نہیں بلکہ بیماری ہے۔'' (مسلم)

٧٥٥١ــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ

۷۵۵۱۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

(٧٥٤٧) طبراني اوسط وفيه، محمد بن مخلد الرعيني وهو ضعيف، هيثمي: ٨٢٩٢.

(٧٥٤٨) احمد: ١٢٨٨٢۔ ورجاله رجال الصحيح، ابن ماجه: ٣٤٦٣.

(٧٥٤٩) طبراني كبير: ٢٥/ ٤٢۔ والمرأة لم تسم وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٨٣٠٢.

(٧٥٥٠) مسلم: ١٩٨٤۔ ابو داود: ٣٨٧٣۔ ترمذي: ٢٠٤٦۔ احمد: ١٨٣٨.

(٧٥٥١) ترمذي: ٢٠٤٥۔ صحيح، الباني: ١٦٦٧۔ ابو داود: ٣٨٧٠۔ ابن ماجه: ٣٤٥٩۔ احمد: ٩٤٦٤.

اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ . قَالَ أَبُوْعِيْسٰى يَعْنِي السُّمَّ . (رواه الترمذي: ٢٠٤٥)

نے ہر خبیث دوا سے منع کیا ہے۔'' امام ترمذی نے کہا: اس سے مراد زہر ہے۔

٧٥٥٢ـ عَنْ عُمَرَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَإِذَا غُلَامٌ أَسْوَدُ يَغْمِزُ ظَهْرَهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاقَةَ اقْتَحَمَتْ بِي . (رواه البزار: ٣٠٣٣)

٧٥٥٢ـ ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو سیاہ رنگ کا ایک غلام آپ کی پشت دبا رہا تھا، میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''میں اونٹنی سے گر گیا تھا۔'' (البزار، الاوسط)

٧٥٥٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَطِّهِ فَأَذِنَ لَهُ . (للكبير: ١١١٠٦، بلين)

٧٥٥٣ـ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ایک مرد نبی ﷺ کے پاس آیا، اس کو زخم تھا۔ اس نے زخم چیرنے کے بارے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

٧٥٥٤ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَحْيَى الْحَضْرَمِيِّ: أَنَّ حَيَّانَ بْنَ أَبْحَرِ الْكِنَانِيِّ بَقَرَ عَنْ بَطْنِ امْرَأَةٍ بَنَى بِهَا حَتَّى عَالَجَهَا . (للكبير: ٣٥٧٧، بلين)

٧٥٥٤ـ ''عبداللہ بن یحییٰ حضرمی کہتے ہیں کہ حیان بن ابحر الکنانی نے ایک عورت سے شادی کی اور اس کا پیٹ چاک کر دیا پھر اس کا علاج کیا۔'' (الکبیر سند کمزور)

٧٥٥٥ـ عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَتْهُ: نَبَاتُ الشَّعْرِ فِي الْأَنْفِ أَمَانٌ مِنَ الْجُذَامِ . (للموصلي: ٤٣٦٨، والأوسط بضعف)

٧٥٥٥ـ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً روایت کرتی ہیں: ''ناک میں بال جذام (کوڑھ) سے امن کا ذریعہ ہیں۔'' (الموصلی، البزار، الاوسط، سند کمزور)

شرح:...... نشہ آور کسی چیز سے بھی علاج جائز نہیں اور خبیث میں زہر، نجس اور حرام سب چیزیں شامل ہیں۔ حرام جانوروں کا گوشت، ان کی لید اور ان کے پیشاب سب نجس ہیں۔ جس جانور کا گوشت حلال ہے ان کے پیشاب سے علاج کی اجازت ہے۔ کیمیائی تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ شراب نوشی سے مخ کے خلیے گر جاتے ہیں اور اعضاء شل ہونے کا خدشہ ہے۔ یہ دل کے پٹھوں پر بہت زہریلا اثر ڈالتی ہے، جگر کی قوت عمل کم کرتی شریانیں کمزور کرتی ہے، پھیپھڑوں اور گردوں کے کینسر کا باعث بنتی ہے۔ ثابت ہوا شریعت اسلامیہ ہر زمان اور مکان اور ہر دور کے لیے اصلاح کی قوت رکھتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۴۱)

(٧٥٥٢) بزار: ٣٠٣٣ـ طبراني اوسط، طبراني صغير رجال البزار والطبراني رجال الصحيح خلا عبدالله بن زيد بن اسلم وقد وثقه ابو حاتم وغيره وضعفه ابن معين وغيره، هيثمي: ٨٣٥٨.

(٧٥٥٣) طبراني كبير: ١١١٠٦ـ وفيه عبدالله بن حراش وقد ضعفه الجمهور ووثقه ابن حبان وقال يخطئ ويخالف وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٨٣٧٨.

(٧٥٥٤) طبراني كبير: ٣٥٧٧ـ وفيه جابر الجعفي وهو ضعيف وقد وثق، هيثمي: ٨٣٧٩.

(٧٥٥٥) موصلي: ٤٣٦٨ـ بزار، طبراني اوسط وفيه، ابو الربيع السمعان وهو ضعيف، هيثمي: ٨٣٨٠.

اَلرُّقَى والتَّمَائِمِ وَالْعَيْنِ ونحو ذلك

دم کرنا، تعویذ باندھنا اور نظر وغیرہ کا بیان

٧٥٥٦۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلاَ عَذَابٍ)) ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلاَ عَذَابٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الإِسْلاَمِ وَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ وَذَكَرُوْا أَشْيَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَاالَّذِي تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ؟)) فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِيْنَ لاَيَرْقُوْنَ وَلاَيَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)) فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((أَنْتَ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ)). (رواه مسلم: ٢٢٠)

٧٥٥٦۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت سے ستر ہزار انسان بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے، پھر آپ ﷺ اٹھے اور گھر داخل ہو گئے۔ صحابہ کرام آپس میں باتیں کرنے لگے کہ خوش نصیب لوگ وہ ہوں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہونے کا شرف پایا، کچھ صحابہ کہنے لگے: یہ شاید وہ لوگ ہیں جو عہد اسلام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے شرک بھی نہیں کیا، اسی طرح کی بہت سی باتیں کرتے رہے، تھوڑی دیر بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا: ''تم کیا باتیں کر رہے تھے؟'' صحابہ نے بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو داغ نہیں لگاتے، دم نہیں کراتے، بری فال نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔'' عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' ایک اور مرد نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ فرمایا: ''عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔'' (مسلم)

شرح:...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ستر ہزار کو دوسروں پر برتری ہے۔

(۲) بعض لوگ صحت میں ہی بیماری سے بچنے کے لیے پیش بندی کے طور پر اجتناب کرتے ہیں۔ جن لوگوں کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ ایسا نہیں کرتے۔

(۳) جو اسباب بیماری سے بچانے والے ہیں انہیں اختیار نہیں کرتے اور راضی بقضا رہتے ہیں۔

(٧٥٥٦) مسلم: ٢٢٠۔ بخاری: ٥٧٥٢۔ ترمذی: ٢٤٤٦۔ احمد: ٢٤٤٤.

اصل بات یہ ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ پر وثوق ہو اور قضا وقدر پر پورا یقین ہو تو ظاہری اسباب اختیار کرنے سے اس کے توکل پر کوئی حرف گیری نہیں آتی۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ جنگ میں زرہ پہنتے تھے اور سر پر خود (لوہے کا ٹوپ) باندھتے تھے اور آپ نے جنگ احد میں گھاٹی کے داہنے پر تیر انداز بھی بٹھائے تھے اور مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی اور مدینہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کا حکم دیا تھا اور آپ اپنے کھانے پینے کا بندوبست کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کے لیے خوراک ذخیرہ کرتے تھے وغیرہ۔

یہ تمام حالات بتا رہے ہیں کہ اعتماد اللہ پر رکھتے ہوئے احتیاط کرنا توکل کے منافی نہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ (فتح الباری: ۱۰/۲۱۲)

٧٥٥٧ــ عَنْ عَقَّارِبْنِ الْمُغِيْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اكْتَوَى أَوِاسْتَرْقَى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ)). (رواه ابن ماجة: ٣٤٨٩)

۷۵۵۷۔ ''عقار بن مغیرہ اپنے والد سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: ''جس نے داغ لگایا یا دم کرایا وہ توکل سے خالی ہو گیا۔''

٧٥٥٨ــ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ)) قَالَتْ قُلْتُ لِمَ تَقُوْلُ هٰذَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانَ الْيَهُوْدِيِّ يَرْقِيْنِي فَإِذَا رَقَانِي سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّمَا ذَاكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكِ أَنْ تَقُوْلِي كَمَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَاشِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقَمًا)). (رواه أبو داود: ٣٨٨٣)

۷۵۵۸۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: سب نے نبی ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''دم کرنا، تعویذ رکھنا اور جادو کرانا شرک ہے۔'' میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: تم ایسا کیوں کہتے ہو؟ اللہ کی قسم! میری آنکھ پھڑکتی تھی اور میں فلاں یہودی کے پاس جاتی تھی تو وہ مجھے دم کرتا تھا جب وہ دم کر دیتا تو تکلیف ٹھہر جاتی تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ شیطانی عمل تھا۔ شیطان اپنے ہاتھ سے دباتا تھا پس جب یہودی دم کرتا تو شیطان رک جاتا۔ بے شک تیرے لیے یہی کافی تھا کہ تو وہ کہتی جو نبی ﷺ فرماتے تھے: ''بیماری دور کر دے اے لوگوں کے رب اور شفا دے دے، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ کوئی شفا نہیں ہے مگر تیری شفا ہے۔ ایسی شفا عطا کر جس کے بعد کوئی بیماری نہ رہے۔''

(۷۵۵۷) ابن ماجه: ٣٤٨٩ـ صحيح، البانی: ٢٨١١ـ ترمذی: ٢٠٥٥.

(۷۵۵۸) ابو داود: ٣٨٨٣ـ صحيح، البانی: ٣٢٨٨ـ ابن ماجه: ٣٥٣٠ـ احمد: ٣٦٠٤.

شـــرح:...... ایک بیماری تھی جلد پر سرخی سی آجاتی تھی اس سے دم کرتی تھی۔ جس دم کی اس میں تردید ہے یہ وہ ہیں جو بتوں اور شیطانوں کے نام سے کیے جاتے تھے وہ شرک ہیں۔ قرآن وحدیث سے ہوں تو شرک نہیں۔

تمائم سے مراد وہ ہوتی ہیں جو خواتین اپنی اولاد کے گلے میں لٹکاتی ہیں۔ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ بذات خود نظر سے بچاؤ میں موثر ہیں۔ گھوڑوں، گھروں، جانوروں اور گاڑیوں میں بھی لٹکاتے ہیں یہ شرک ہیں۔

اور تِـوَلَہْ ایک جادو کی قسم ہے کہ عورت اس ستر کے ذریعے مرد کو اپنی جانب مائل کرتی ہے۔ یہ تینوں چیزیں شرک تک پہنچاتی ہیں اس لیے انہیں شرک قرار دیا گیا ہے۔

یہ سب امور اس وقت منع ہیں جب انہیں جاہلیت کے انداز پر کیا جائے اور اگر یہ کتاب وسنت کے جائز طریقہ پر کیا جائے تو اجازت ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/۱۷۴)

۷۵۵۹۔ عَـنْ جَـابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّشْرَةِ فَقَالَ: ((هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ)). (رواہ أبوداود: ۳۸۶۸)

۷۵۵۹۔ ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ سے منتر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطانی فعل ہے۔''

شـــرح:...... نشرہ دم کی قسم ہے۔ اس سے اس کا علاج کیا جاتا ہے جس کے متعلق یہ شبہ ہو کہ اسے جن نے چھوا ہے۔ یہ بیماری چونکہ خفیہ پھیلتی ہے اس لیے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔ یہ نامعلوم زبان میں نشر ہوتا تھا اور شیطان اور بت کے نام پر مشتمل ہوتا تھا اس لیے اسے شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے اور جاہلیت والے اس پر اعتقاد رکھتے تھے۔ اگر جادو کا علاج قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات سے ہو تو جائز ہے یا مسنون دعاؤں سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔
(عون المعبود: ۴/۵)

۷۵۶۰۔ عَـنْ عِيْسَـى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِـي لَيْـلٰـى قَـالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُـكَيْمٍ أَبِيْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ أَعُوْدُهُ وَبِهِ حُمْرَةٌ فَـقُلْنَا أَلَاتُعَلِّقُ شَيْئًا قَالَ الْمَوْتُ أَقْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِّلَ إِلَيْهِ)). (رواہ الترمذی: ۲۰۷۲)

۷۵۶۰۔ ''عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: میں عبداللہ بن عکیم بن معبد جہنی کے پاس آیا اور ان کی عیادت کی۔ انہیں خسرہ نما کوئی بیماری تھی۔ میں نے کہا: آپ تعویذ نہیں باندھ لیتے؟ انہوں نے کہا: میں اللہ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی چیز لٹکائے گا وہ اس کے سپرد کیا جائے گا۔'' (ترمذی)

۷۵۶۱۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۷۵۶۱۔ ''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

(۷۵۵۹) ابو داود: ۳۸۶۸۔ صحیح، البانی: ۳۲۷۷۔ احمد: ۱۳۷۲۱.
(۷۵۶۰) ترمذی: ۲۰۷۲۔ حسن، البانی: ۱۶۹۱.
(۷۵۶۱) ابن ماجه: ۳۵۳۱۔ ضعیف، البانی: ۷۷۲۔ احمد: ۱۹۴۹۸.

رَأَى رَجُلاً فِـي يَـدِهِ حَـلْقَةٌ مِنْ صُفْرٍ فَقَالَ: ((مَـاهٰـذِهِ الْحَلْقَةُ؟)) قَالَ هٰذِهِ مِنَ الْوَاهِنَةِ قَـالَ: ((انْزِعْهَا فَإِنَّهَا لاَ تَزِيْدُكَ إِلَّاوَهْنًا)). (رواه ابن ماجة: ٣٥٣١)

نے ایک مرد کو دیکھا جس کے ہاتھ میں تانبے کا حلقہ (کڑا) تھا۔فرمایا: یہ کڑا کیسا ہے؟ اُس نے کہا: یہ کمزوری دور کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو اتار دے۔یہ تجھے زیادہ ہی کمزور کرے گا۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ...... یہ وعید اس کے لیے ہے جو اس تعویذ کو موثر تصور کرتا ہے اور شرک وہ تعویذ ہے جس میں شرکیہ شر ہو۔ باقی رہی یہ صورت کہ جو تعویذ کتاب وسنت کی آیات اور دعاؤں سے لکھ کر لٹکایا جائے اس بارے میں ایک رائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اور علماء کی یہ ہے کہ خواہ قرآنی ہوں یا غیر قرآنی، انہیں لٹکانا جائز نہیں۔

دوسری رائے یہ ہے کہ غیر قرآنی تعویذ تو جائز نہیں۔البتہ قرآنی یا مسنون دعاؤں پر مشتمل تعویذ جائز ہے پھر بھی بہتر یہی ہے کہ نہ لٹکائے جائیں۔(جائزة الاحوذی:۳/۳۷۰)

٧٥٦٢ــ عَـنْ عَـوْفِ بْنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ كُـنَّـا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَرَى فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((اعْرِضُوْا عَـلَـيَّ رُقَـاكُمْ لاَبَأْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ)). (رواه مسلم: ٢٢٠٠)

۷۵۶۲۔''سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔پس ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: ''اپنا دم میرے پاس پیش کرو''، پھر فرمایا: ''ہر اُس دم میں کوئی حرج نہیں ہے جس میں شرک نہ ہو۔'' (مسلم وابوداؤد)

٧٥٦٣ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـنِ الـرُّقٰـى فَـجَاءَ آلُ عَمْرِوبْنِ حَزْمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ كَـانَـتْ عِـنْـدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِي بِهَامِنَ الْعَقْرَبِ وَإِنَّكَ نَهَيْـتَ عَـنِ الـرُّقٰى؟ قَالَ: فَعَرَضُوْهَا عَـلَيْـهِ فَـقَالَ: ((مَا أَرَى بَأْسًا، مَنِ اسْتَطَاعَ مِـنْـكُـمْ أَنْ يَـنْـفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ)). (رواه مسلم: ٢١٩٩)

۷۵۶۳۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دم کرنے سے منع فرمایا تو عمرو بن حزم کے خاندان کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک دم ہے جو ہم بچھو کے کاٹے ہوئے کے لیے کرتے ہیں اور آپ ﷺ نے ہمیں دم کرنے سے منع فرما دیا ہے۔پھر انہوں نے اپنا دم پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو ضرور پہنچائے۔'' (مسلم)

شرح: ...... جن احادیث میں دم کی اجازت وارد ہوئی ہے ان میں اور جن میں ممانعت وارد ہوئی ہے ان میں

(٧٥٦٢) مسلم: ٢٢٠٠ـ ابو داود: ٣٨٨٦.

(٧٥٦٣) مسلم: ٢١٩٩ـ ابن ماجه: ٣٥١٥ـ احمد: ١٤١٦٣ـ مالك: ١٧٤٨.

موافقت کی یہ صورت ہے کہ جس دم میں شرک ہوگا وہ منع ہے اور جن میں شرک نہیں وہ جائز ہیں اور جس کلام کا مفہوم واضح ہو اس کے ذریعے بھی دم کی اجازت ہے۔ اگر وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اگر شریعت کے خلاف ہو یا ایسا کلام ہو جس کا مفہوم واضح نہیں تو اس سے دم کرنا جائز نہیں۔ (عون المعبود: ۴/۱۳)

٧٥٦٤ـــ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، فَإِنَّهُ لَوْكَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدْرِلَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ)). (رواه الترمذی: ٢٠٥٩)

۷۵۶۴۔ ''عبید بن رفاعہ زرقی سے روایت ہے کہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! جعفر کے بیٹوں کو نظر بہت جلدی لگتی ہے تو کیا میں ان کو دم کروا لوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی تو نظر ضرور لے جاتی۔''

٧٥٦٥ـــ عَنْ أَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ رُقًّى نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا هَلْ تَرُدُّمِنْ قَدَرِاللّٰهِ شَيْئًا؟ قَالَ: ((هِيَ مِنْ قَدَرِاللّٰهِ)). (رواه الترمذی: ٢٠٦٥)

۷۵۶۵۔ ''ابوخزامہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ تو بتایئے جو ہم دم کرتے ہیں اور جو ہم دوائی استعمال کرتے ہیں اور جو ہم پرہیز کرتے ہیں تو کیا یہ چیزیں اللہ کی تقدیر کو ردّ کر سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے۔''

شـــرح:...... اس میں نظر بد کی شدت بیان ہوئی ہے کہ قدر سب سے زیادہ قوت والی چیز ہے۔ اگر اس پر بھی بالفرض کوئی چیز غالب آتی تو وہ نظر بد تھی۔

دیکھنے والے کی نظر میں اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے ایسا اثر پیدا کرتے ہیں کہ وہ نقصان رساں ہو جاتی ہے تو اس سے دم کرنا بھی تقدیر کا حصہ ہے کہ اس کا بد اثر دور ہو جاتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/۳۵۱۰)

٧٥٦٦۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ. (رواه مسلم: ٢١٩٦)

۷۵۶۶۔ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نظر، بخار اور پھوڑے کے دم کرنے کی اجازت دی ہے۔'' (مسلم)

(٧٥٦٤) ترمذی: ٢٠٥٩۔ صحیح،البانی: ١٦٨٢۔ ابن ماجه: ٣٥١٠.

(٧٥٦٥) ترمذی: ٢٠٦٥۔ ضعیف، البانی: ٣٥٩۔ ابن ماجه: ٣٤٣٧.

(٧٥٦٦) مسلم: ٢١٩٦۔ ابن ماجه: ٣٥١٦۔ احمد: ١١٧٨٤.

٧٥٦٧ــ عَـنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِجَارِيَةٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ رَأَى بِـوَجْهِهَا سَفْعَةً فَقَالَ بِهَا نَظْرَةٌ فَاسْتَرْقُوْا لَهَا . (رواه مسلم: ٢١٩٧)

۷۵۶۷۔ اُم المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے گھر میں ایک لڑکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کے چہرے میں زردی دیکھی تو فرمایا: ''اس کو نظر ہوئی ہے اس کو دم کراؤ۔'' (الشیخان)

شرح :...... حُمَة: زہریلی چیز کو کہتے ہیں، بچھو یا سانپ وغیرہ کوئی بھی زہریلی چیز ہے۔

اور نظر سے اور غلہ سے جو پھوڑا ہے جو پہلو میں نکلتا ہے۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ جب لونڈی سے بچہ پیدا ہوا اور وہ چیونٹی پر لکیر لگائے تو اس بیماری والا صحت مند ہو جاتا ہے لیکن ان بیماریوں کا علاج ان احادیث میں دم سے علاج کرنے کا ثبوت دیا گیا ہے اور کچھ نہ کیا جائے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۱۵۷)

٧٥٦٨ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمَّى وَمِنَ الأَوْجَاعِ كُلِّهَا أَنْ يَقُوْلَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ)) . (رواه الترمذي: ٢٠٧٥)

۷۵۶۸۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ نے صحابہ کو دم سکھایا جو بخار اور تمام دردوں کے لیے کفایت کرتا ہے: اللہ بڑائی والے کے نام سے، میں اللہ عظمت والے کی پناہ مانگتا ہوں، ہر بہنے والی رگ کے شر سے اور آگ کی حرارت کے شر سے۔'' (ترمذی)

شـرح :...... اس میں دلیل ہے کہ بخار ہو یا کوئی بھی تکلیف یا درد ہو تو یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ اس سے تکلیف اور بخار دور ہو جاتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۳۵۲۷)

٧٥٦٩ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِصْبَعِهِ هٰكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ سَبَّابَتَهُ بِالأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا: ((بِاسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفَى بِهِ سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا)) . (رواه مسلم: ٢١٩٤)

۷۵۶۹۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب کسی انسان کو کوئی تکلیف ہوتی یا اسے کوئی پھوڑا یا زخم ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھتے، پھر اسے اٹھا لیتے، سفیان نے اپنی انگلی زمین پر رکھی پھر اُس کو اٹھا کر دکھایا: ''اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے تھوک کے ساتھ ہمارا بیمار شفا پا جائے ہمارے ربّ کے حکم سے۔''

(٧٥٦٧) مسلم: ٢١٩٧ـ بخاري: ٥٧٣٩.

(٧٥٦٨) ترمذي: ٢٧٠٥ـ ضعيف، الباني: ٣٦٢ـ ابن ماجه: ٣٥٢٦.

(٧٥٦٩) مسلم: ٢١٩٤ـ بخاري: ٥٧٤٥ـ ابو داود: ٣٨٩٥ـ ابن ماجه: ٣٥٢١ـ احمد: ٢٤٠٩٦.

٧٥٧٠ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ: ((اللّٰهُمَّ! رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاْسَ اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا . (رواه البخاري: ٥٧٤٣)

٧٥٧٠ـ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے اہل میں سے کسی کو دم کرتے تو اُس پر اپنا دایاں ہاتھ رکھتے اور فرماتے: ''اے اللہ! سب لوگوں کے ربّ، اس سے بیماری کو دور کردے۔ اسے شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے، ایسی شفا عطا کر جس کے بعد کوئی بیماری نہ رہے۔''

٧٥٧١ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَقُلَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ لأَصْنَعَ بِهِ نَحْوَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَ! اغْفِرْلِي وَاجْعَلْنِي مَعَ الرَّفِيْقِ الأَعْلَى)) قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُفَإِذَا هُوَ قَدْ قَضَى . (رواه مسلم: ٢١٩١)

٧٥٧١ـ ''ایک روایت میں ہے (عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوگئے اور چلنا پھرنا مشکل ہوگیا تو میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اس طرح پھیرنا چاہا۔ جیسے آپ خود پھیرتے تھے۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور فرمایا: ''اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے رفیق الاعلیٰ کے ساتھ کردے۔'' پس میں نے دیکھا کہ اتنے میں آپ وفات پا گئے تھے۔''

٧٥٧٢ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ۔ قَالَ أَحْمَدُ: وَهُوَ مَرِيْضٌ۔ فَقَالَ: ((اكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ)) ثُمَّ أَخَذَ تُرَابًا مِنْ بَطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ بِمَاءٍ وَصَبَّهُ عَلَيْهِ . (رواه أبوداود: ٣٨٨٥)

٧٥٧٢ـ ''محمد بن یوسف بن ثابت بن قیس بن شماس نے اپنے والد سے روایت کی اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی، وہ کہتے ہیں: میں بیمار تھا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: بیماری دور کردے اے سب لوگوں کے ربّ! ثابت بن قیس بن شماس سے۔'' پھر آپ ﷺ نے بطحان سے مٹی حاصل کی اور اسے ایک پیالے میں ڈال دیا اور پھر اس میں پانی ڈالا اور اسے مریض پر بہا دیا۔'' (ابوداؤد)

(٧٥٧٠) بخاری: ٥٧٤٣ـ مسلم: ٢١٩١ـ ابن ماجه: ٣٥٢٠ـ احمد: ٢٥٨٣٧.

(٧٥٧١) مسلم: ٢١٩١ـ بخاری: ٤٤٣٦ـ ترمذی: ٣٤٩٦ـ ابن ماجه: ١٦١٩ـ احمد: ٢٥٨٣٧.

(٧٥٧٢) ابو داود: ٣٨٨٥ـ ضعيف الاسناد: ٨٣٦ـ البانی.

شــــرح: ...... اس میں دم کے جواز کی دلیل ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی ذات گرامی پر دم کرتے تھے اور مسنون دم مبارک ہیں اور زود اثر ہیں۔

اور یہاں یہ طریقہ بتایا گیا ہے کہ زخمی یا بیمار پر دم اس طرح کیا جائے کہ لعاب انگلی پر لگائی جائے اور اسے زمین پر لگایا جائے۔ جو مٹی اس کے ساتھ لگے اسے بیمار یا زخمی پر لگایا جائے اور ساتھ یہ دعا پڑھی جائے تو یہ دم موثر ہوتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/۱۶۲)

٧٥٧٣ـــ عَـنْ أَبِـيْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَـعَـوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الإِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّانَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَـرَكَ مَـا سِـوَاهُـمَـا . (رواه التـرمذي: ٢٠٥٨)

۷۵۷۳۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ جنوں اور انسان کی نظر بد سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے حتیٰ کہ معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) نازل ہوئیں۔ جب یہ سورتیں نازل ہوگئیں تو آپ ﷺ نے وہی پڑھنی شروع کر دیں اور دیگر اشیاء ترک کر دیں۔''

شرح: ...... یعنی پہلے نبی اکرم ﷺ کہا کرتے تھے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجَآنِ وَعَيْنِ الْاِنْسَانِ))

''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جنوں سے اور انسان کی نظر سے۔''

جب آپ پر معوذتین نازل ہوئیں تو دوسرے ہر کلام کو چھوڑ دیا اور ہر پریشانی کے وقت صرف یہ دونوں قل پڑھتے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۶۱)

٧٥٧٤ـــ عَـنْ أَبِـيْ سَـعِيْدٍ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَـقَالَ يَا مُحَمَّدُ! اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: ((نَـعَـمْ)) قَـالَ بِـاسْـمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَـيْءٍ يُـؤْذِيْكَ مِـنْ شَـرِّ كُـلِّ نَفْـسٍ وَعَيْنٍ حَـاسِـدٍ بِـاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ . (رواه الترمذي: ٩٧٢)

۷۵۷۴۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا محمد ﷺ! آپ بیمار ہیں؟ فرمایا: ہاں میں بیمار ہوں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: میں اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں ہر بیماری سے جو آپ کو ایذا پہنچائے اور ہر نفس اور ہر حاسد آنکھ کے شر سے بچائے، میں آپ کو اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں اور اللہ ہی آپ کو شفا دے گا۔''

(٧٥٧٣) ترمذی: ٢٠٥٨ـ صحيح، البانی: ١٦٨١ـ نسائی: ٥٤٩٤ـ ابن ماجه: ٣٥١١.

(٧٥٧٤) ترمذی: ٩٧٢ـ صحيح، البانی: ٧٧٧ـ مسلم: ٢١٨٦ـ ابن ماجه: ٣٥٢٣ـ احمد: ١١١٦٣.

٧٥٧٥ـــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اشْتَكَى مِنْكُمْ شَيْئًا أَوِ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَهُ فَلْيَقُلْ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الأَرْضِ اغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هٰذَا الْوَجَعِ فَيَبْرَأَ. (رواه أبوداود: ٣٨٩٢)

٧٥٧٥۔ ”سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا اس کے بھائی کو کوئی تکلیف ہو تو وہ کہے: ہمارا رب وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے تیرا نام پاک ہے، اے اللہ! تیرا حکم آسمان وزمین پر جاری ہے اور جیسا کہ تیری رحمت آسمان میں ہے، پس تو اپنی رحمت زمین پر بھی کر دے اور ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطائیں معاف کر دے، تو ہی ربّ ہے پاکیزہ لوگوں کا۔ پس شفا نازل کر اپنی شفا میں سے اور رحمت نازل کر اپنی رحمت میں سے اس مرض پر۔ پس وہ صحت یاب ہو جائے گا۔ (ابوداوٗد)

شرح:...... یہ پڑھنے سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات بیان ہوئی ہیں۔ اس کے نام کا تقدس بیان ہوا ہے اور ثابت ہوا ہے کہ زمین سے لے کر آسمان تک اسی کا حکم جاری ہے اور جس طرح اس کی رحمت فرشتوں پر ہے، انبیاء واولیاء کی ارواح پر ہے، اسی طرح اہل زمین پر اس کے چھا جانے کی دعا کی گئی ہے۔

اور اس میں بندہ اپنے گناہوں کی مغفرت کی التجاء کرتا ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جو لوگ ردی اعمال اور اقوال سے شرک اور فسق وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں اور جو انبیائے کرام اور ملائکہ ہیں اے پروردگار! تو ان کا رب ہے۔ ان پاکیزہ صفات کے بیان کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ دعا پڑھنے والے کی بیماری دور کر دیتے ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۸)

٧٥٧٦ـ عَنْ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ مُنْذُ أَسْلَمَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ ثَلاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ. (رواه مسلم: ٢٢٠٢)

٧٥٧٦۔ ”سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی کہ جب سے وہ مسلمان ہوئے ہیں یہ تکلیف رہتی ہے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس جگہ پر ہاتھ رکھ دے جہاں درد ہوتا ہے اور تین بار کہو بسم اللہ: اور سات بار کہو: میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس درد سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور خوف کھاتا ہوں۔

(٧٥٧٥) ابو داود: ٣٨٩٢ـ ضعيف، البانی: ٨٣٩ـ عقيده واسطيه: ١٠٩ پر اسے حسن کہا گیا ہے۔

(٧٥٧٦) مسلم: ٢٢٠٢ـ ابو داود: ٣٨٩١ـ ترمذی: ٢٠٨٠ـ ابن ماجه: ٣٥٢٢ـ احمد: ١٥٨٣٤ـ مالك: ١٧٥٤.

شرح:...... اس سے ثابت ہوا کہ درد یا بیماری والی جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا جائے اور تین دفعہ بسم اللہ اور سات دفعہ یہ دعا پڑھی جائے تو یہ درد دور ہو جاتا ہے۔

اس کی تعداد بتانے میں کیا راز ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس میں موجودہ درد اور جو آئندہ متوقع ہے اس غم اور خوف سے بھی اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ انگلی درد والی جگہ پر رکھی جائے۔ ایک دفعہ پڑھ لیں اور انگلی اٹھالیں پھر رکھ دیں اور دعا پڑھ کر پھر اٹھائیں۔ اس طرح سات مرتبہ کریں کہ رکھیں اور انگلی اٹھائیں اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے شفا دیں گے۔

(انجاز الحاجہ: ۱۰/۱۶۳)

۷۵۷۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتَّى نَزَلُوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَايَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْأَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ نَزَلُوْا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَاأَيُّهَا الرَّهْطُ! إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَايَنْفَعُهُ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْقِي وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلاً فَصَالَحُوْهُمْ عَلَى قَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفُلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي

۷۵۷۷۔ ''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے اصحاب ایک سفر میں عربوں کے ایک خاندان کے پاس جا کر ٹھہرے اور ان سے مہمانی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے مہمانی دینے اس سے انکار کر دیا، پھر اس خاندان کے سردار کو سانپ (یا کسی چیز) نے کاٹ لیا، انہوں نے ہر طرح کا علاج کیا اور کوئی افاقہ نہ ہوا تو ان لوگوں میں سے کہنے والے نے کہا: ان لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے قریب آ کر ٹھہرے ہیں تو ممکن ہے ان کے پاس کوئی چیز (علاج) ہو۔ وہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے پاس آئے اور کہا: اے قافلے والو! ہمارے سردار کو زہریلی چیز نے کاٹ لیا ہے اور ہم ہر طرح کا علاج کر چکے ہیں مگر فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ تو ان میں سے ایک نے کہا: اللہ کی قسم! میں دم کرتا ہوں مگر اللہ کی قسم! ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تھی اور تم نے مہمانی نہیں دی تو میں بھی تمہارے آدمی کو دم نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم ہمارے لیے اجرت مقرر کر دو۔ ایک ریوڑ بکریوں پر بات طے ہوگئی۔ پس وہ صحابی رضی اللہ عنہ گیا اور سورت فاتحہ پڑھتا رہا اور اس طرح بیمار جلدی صحت یاب ہو گیا۔ یہ ایسے ہو گیا جیسے اُونٹ کو رسی کھول کر

(۷۵۷۷) بخاری: ۲۲۷۶۔ مسلم: ۲۲۰۱۔ ابو داود: ۳۴۱۸۔ ترمذی: ۲۰۶۳۔ ابن ماجہ: ۲۱۵۶۔ احمد: ۱۱۰۸۰۔

صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِي رَقَى لاَتَفْعَلُوْا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَنَذْكُرَلَهُ الَّذِيْ كَانَ فَنَنْظُرَمَايَأْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ أَصَبْتُمُ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه البخاري: ٢٢٧٦)

آزاد کر دیا ہو۔ وہ چلنے پھرنے لگا جیسے اس کو کوئی تکلیف نہ رہی ہو۔ اور ان لوگوں نے جو کچھ دینا تھا وہ پورا دیدیا۔ بعض صحابہ نے کہا: ان کو تقسیم کرو۔ جس نے دم کیا تھا اس نے کہا: تقسیم نہ کرو یہاں تک کہ ہم نبی ﷺ سے سوال کریں گے اور جو صورتِ حال تھی وہ بیان کریں گے تو آپ ﷺ جو حکم دیں گے وہی کریں گے۔ پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''تجھے کس چیز نے بتایا تھا کہ یہ سورت دم بھی ہے؟'' پھر فرمایا: ''تم نے ٹھیک کیا۔ اس مال کو تقسیم کرو تو اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو۔'' اور نبی ﷺ مسکرائے اور ہنس دیئے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

شرح:...... سورت فاتحہ ایسی عظیم ہے کہ اس جیسی سورت نہ تو پہلی کتابوں میں نازل ہوئی ہے، نہ قرآن میں ہے لہٰذا اس میں کئی کتابوں کا مجموعہ آ گیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی کے اصول ہیں، آخرت کا ذکر ہے اور توحید کا تذکرہ ہے اور ہدایت واعانت میں اللہ کی مدد طلب کی گئی ہے۔

یہ افضل ترین دعا ہے۔ اس میں اسماء وصفات اور آخرت، نبوت، تزکیہ نفس، دل کی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کا عدل و احسان مذکور ہے اور اس میں تمام اہل بدعت اور اہل باطل کی تردید ہے اس لیے اس میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۶۵)

٧٥٧٨ــ جَبَلَةَ بْنِ الأَزْرَقِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ إِلَى جَنْبِ جِدَارٍ كَبِيْرِالأَحْجَرَةِ، صَلاَةَ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ، فَلَمَّا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، خَرَجَتْ عَقْرَبٌ فَلَدَغَتْهُ، فَغَشِيَ عَلَيْهِ، فَرَقَاهُ النَّاسُ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((اللّٰهُ شَفَانِي وَلَيْسَ بِرُقْيَتِكُمْ)). (للكبير: ٢١٩٦)

۷۵۷۸۔ ''سیدنا جبلہ بن ازرق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ ایک کثیر پتھروں والی دیوار کے ساتھ ظہر یا عصر کی نماز پڑھی۔ جب دوسری رکعت میں بیٹھے تو آپ ﷺ کو بچھو نے ڈس دیا اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ پس لوگوں نے آپ کو دم کیا۔ جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا: مجھے اللہ نے شفا دی ہے تمہارے دم کے سبب نہیں۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

(٧٥٧٨) طبراني كبير: ٢١٩٦۔ عن شيخه بكر بن سهل عن عبدالله بن صالح كاتب الليث كلاهما قد ضعف ووثق وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٨٤٣٦.

۷۵۷۹ـ عَلِيٌّ: لَدَغَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ يُصَلِّي، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، لاَتَدَعُ مُصَلِّياً وَلاَ غَيْرَهُ، ثُمَّ دَعَابِمَاءٍ وَمِلْحٍ فَجَعَلَ يَمْسَحُ عَلَيْهَا، وَيَقْرَأُ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾. (للصغير: ۸۳۰)

۷۵۷۹ـ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کو بچھو نے ڈس دیا جبکہ آپ ﷺ نماز میں مصروف تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اللہ بچھو کو لعنت کرے، نہ نمازی کو ترک کرتا ہے اور نہ غیر نمازی کو'' پھر پانی اور نمک طلب کیا اور انہیں ڈنک کی جگہ پر بہانا شروع کر دیا اور آپ ﷺ نے سورت الکافرون اور سورت الفلق اور سورت الناس پڑھ کر دم کیا۔'' (الصغیر)

۷۵۸۰ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيْهِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ لِي أَخًا وَجِعًا قَالَ مَاوَجَعُ أَخِيْكَ قَالَ بِهِ لَمَمٌ قَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهِ قَالَ فَذَهَبَ فَجَاءَ بِهِ فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَسَمِعْتُهُ عَوَّذَهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَأَرْبَعِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْبَقَرَةِ وَآيَتَيْنِ مِنْ وَسَطِهَا: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ﴾ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ وَثَلاَثِ آيَاتٍ مِنْ خَاتِمَتِهَا وَآيَةٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ أَحْسِبُهُ قَالَ ﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لاَإِلٰهَ إِلاَّهُوَ﴾ وَآيَةٍ مِنَ الأَعْرَافِ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ﴾ الآيَةَ وَآيَةٍ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَلاَ بُرْهَانَ لَهُ بِهِ﴾ وَآيَةٍ مِنَ الْجِنِّ ﴿وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّرَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلاَ وَلَدًا﴾ وَعَشْرِآيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الصَّافَّاتِ وَثَلاَثِ

۷۵۸۰ـ ''عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کی: میرا بھائی بیمار ہے۔ فرمایا: تیرے بھائی کو کیا ہے؟ اس نے کہا اسے دیوانگی (یا آسیب) کی شکایت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جا کر اس کو یہاں لے کر آؤ'' وہ گیا اور اسے اپنے ساتھ لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کو سامنے بٹھایا تو میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ اور البقرۃ کی ابتدائی چار آیات پڑھیں اور درمیان سے دو آیات ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ﴾ آیت الکرسی، اور اس کے آخر سے تین آیات اور ایک آیت ال عمران سے۔ میرا خیال ہے کہ یہ آیت ﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لاَإِلٰهَ إِلاَّهُوَ﴾ ہے۔ اور ایک آیت سورت الاعراف سے ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ﴾ اور ایک آیت سورت المؤمنین سے ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَلاَ بُرْهَانَ لَهُ بِهِ﴾ اور ایک آیت سورت الجن سے ﴿وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّرَبِّنَا﴾ اور دس آیات سورت الصٰفّٰت سے اور تین آیات

(۷۵۷۹) طبرانی صغیر: ۸۳۰۔ و اسنادہ حسن، ہیثمی: ۸٤٤٥.

(۷۵۸۰) ابن ماجہ: ۳۵٤۹۔ ضعیف: ۷۷۸۔ البانی.

آيَاتٍ مِنْ آخِرِ الْحَشْرِ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ ، فَقَامَ الأَعْرَابِيُّ قَدْ بَرَأَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ . (رواه ابن ماجة: ٣٥٤٩ ، بضعف)

آخر سورت الحشر سے اور آخری تین سورتیں معوذات پڑھیں تو اعرابی اٹھ کھڑا ہوا گویا اس کو کوئی بیماری نہیں تھی۔'' (سنن ابن ماجہ، اس کی سند ضعیف ہے)

٧٥٨١ــ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْنَا عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالُوْا إِنَّا أُنْبِئْنَا أَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رُقْيَةٍ فَإِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوْهاً فِي الْقُيُوْدِ، قَالَ: فَقُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: فَجَاءُوْا بِمَعْتُوْهٍ فِي الْقُيُوْدِ، قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمْتُهَا أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ فَكَأَنَّمَا نَشَطَ مِنْ عِقَالٍ قَالَ فَأَعْطَوْنِي جُعْلاً فَقُلْتُ: لاَ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كُلْ فَلَعَمْرِي! مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ . (رواه أبوداود: ٣٩٠١)

٧٥٨١۔''خارجہ بن صلت تمیمی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس سے لوٹ کر آئے اور ایک عرب خاندان کے پاس گئے۔ ان لوگوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اس انسان (رسول ﷺ) کے پاس سے ہو کر آئے ہو جس کے پاس بھلائی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی دوائی یا دم ہے؟ ہمارے پاس زنجیروں میں باندھا ہوا ایک پاگل ہے۔ ہم نے کہا: ہاں! تو انہوں نے زنجیروں میں باندھا ہوا پاگل حاضر کیا تو تین دن تک میں نے صبح وشام اس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر پھونکی۔ میرے منہ میں جو تھوک جمع ہوتا وہ میں اس پر تھوک دیتا تھا تو وہ گویا ایسے ہو گیا جیسے اونٹ کو آزاد کر دیا گیا ہو۔ ان لوگوں نے مجھے اُجرت دی تو میں نے کہا: نہیں یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے میری عمر کی! لوگ باطل دم کے ذریعے سے کھاتے ہیں اور تو نے حق دم کے ساتھ کھایا ہے۔'' (ابوداؤد)

٧٥٨٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ هَجَّرَ النَّبِيُّ ﷺ فَهَجَّرْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَشِكَمَتْ دَرْدَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((قُمْ فَصَلِّ فَإِنَّ فِي الصَّلاَةِ شِفَاءً)) . (رواه ابن ماجة: ٣٤٥٨ ، بضعف)

٧٥٨٢۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کے وقت جلدی (مسجد میں) تشریف لائے تو میں بھی جلدی آ گیا، میں نے نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تیرے پیٹ میں درد ہے؟ میں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُٹھ اور نماز پڑھ بے شک نماز میں شفا ہے۔''

(٧٥٨١) ابو داود: ٣٩٠١۔ صحیح،البانی: ٣٣٠١۔ احمد: ٢١٣٢٨.

(٧٥٨٢) ابن ماجہ: ٣٤٥٨۔ ضعیف، البانی: ٧٥٩۔ احمد: ٨٨٢٣.

فِی تَخْرِیْجِ ابْنِ الْقَطَّانِ يَعْنِی تَشْتَكِی بَطْنُكَ .

(ابن ماجہ نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن قطان نے اس کی تخریج کی ہےاور اَشِـکَـمَـتْ دَرْدَ کا معنی ہے۔ تَشْتَكِیْ بَطْنُكَ؟)

٧٥٨٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَـنْ عَـادَ مَـرِيْـضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِـنْـدَهُ سَبْـعَ مِـرَارٍ: أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْـعَـرْشِ الْـعَظِیْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ إِلَّا عَافَاهُ اللّٰهُ مِـنْ ذٰلِكَ الْـمَـرَضِ)) . (رواه أبـوداود: ٣١٠٦)

۷۵۸۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے،آپ نے فرمایا:''جس نے ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت کا وقت نہیں آیا تھا اور اس نے اس کے پاس سات بار کہا: میں اللہ عظمت والے سے سوال کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا ربّ ہے کہ وہ تجھے شفا بخش دے تو اس بیماری سے اللہ اس کو شفا بخش دیتا ہے۔''(ابوداؤد اور ترمذی)

٧٥٨٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((الْـعَيْـنُ حَـقٌّ وَلَـوْكَـانَ شَـیْءٌ سَـابَقَ الْـقَـدْرَسَبَـقَتْـهُ الْـعَيْـنُ وَإِذَا اسْتُـغْسِـلْتُمْ فَاغْسِلُوْا)) . (رواه مسلم: ٢١٨٨)

۷۵۸۴۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں،آپ نے فرمایا:''نظر حق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو وہ نظر ہوتی اور جب تم سے غسل کرنے کو کہا جائے تو غسل کر دیا کرو۔''(مسلم اور ترمذی)

٧٥٨٥ـــ عَـنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَـالَـتْ: كَـانَ يُـؤْمَـرُالْـعَـائِـنُ فَيَتَـوَضَّـأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْـهُ الْمَعِيْنُ(رواه أبوداود: ٣٨٨٠)

۷۵۸۵۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نظر لگانے والے کو حکم دیا جاتا تھا پس وہ وضو کرتا اور جس کو نظر لگی ہے وہ اس سے غسل کر لیتا۔''(ابوداؤد)

٧٥٨٦۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْـنِ حُـنَيْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ اغْتَسَلَ أَبِي سَهْـلُ ابْنُ حُنَيْفٍ بِالْخَرَّارِفَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَـلَيْهِ وَعَامِرُبْنُ رَبِيْعَةَ يَنْظُرُقَالَ وَكَانَ سَهْلٌ رَجُلاً أَبْيَـضَ حَسَـنَ الْـجِـلْدِ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَـامِـرُبْـنُ رَبِيْعَةَ: مَارَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلاَجِلْدَ

۷۵۸۶۔ ''محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف کہتے ہیں: اس نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ میرے والد سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور اپنے اوپر سے جبّہ اتارا تو عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے ان کا جسم دیکھا۔ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نہایت سفید اور خوبصورت جلد والے تھے۔ عامر نے کہا: آج تک میں نے ایسی جلد نہیں دیکھی۔ ایسی جلد تو پردہ نشین عورت کی بھی نہیں ہوتی تو سہل رضی اللہ عنہ کو

(٧٥٨٣) ابو داود: ٣١٠٦۔ صحيح، البانی: ٢٦٦٣۔ ترمذی: ٢٠٨٣۔ احمد: ٢١٨٣.

(٧٥٨٤) مسلم: ٢١٨٨۔ ترمذی: ٢٠٦٢۔ احمد: ٢٤٧٣.

(٧٥٨٥) ابو داود: ٣٨٨٠۔ صحيح الاسناد: ٣٢٨٦۔ البانی.

(٧٥٨٦) مالك: ١٧٤٦۔ ابن ماجه: ٣٥٠٩۔ احمد: ١٥٥٤٨.

عَـذْرَاءَ قَـالَ فَـوُعِكَ سَهْـلٌ مَـكَانَهُ وَاشْتَدَّ وَعْكُهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلاً وُعِكَ وَأَنَّهُ غَيْرُرَائِحٍ مَعَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْـرِعَامِرٍ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَلامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَلَابَرَّكْتَ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْلَهُ فَتَوَضَّأَلَهُ عَامِرٌفَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ . (رواه مالك: ١٧٤٦)

اسی وقت بخار ہوا اور تیز ہی ہوتا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی شخص آیا اور آپ کو اطلاع دی گئی کہ سہل کو بخار ہے اور اس کو فوجی دستے میں بھی لکھا گیا ہے تو یا رسول اللہ! وہ آپ کے ساتھ نہیں جا سکے گا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے تو سہل نے عامر بن ربیعہ کے ساتھ اپنا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی انسان اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے؟ تو نے برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ بے شک نظر بد برحق ہے، اب تو اس کے لیے وضو کر۔ عامر نے ان کے لیے وضو کیا (تو یہ پانی سہل پر ڈالا گیا، چنانچہ وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئے) اور وہ فوج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی۔'' (مالک)

٧٥٨٧۔ جَابِرٌ رَفَعَهُ:أَكْثَرُمَنْ يَمُوْتُ مِنْ أُمَّتِي بَـعْـدَ كِتَـابِ اللّٰهِ وَقَضَائِهِ وَقَدَرِهِ بِالأَنْفُسِ. (رواه البزار: ٣٠٥٢، وَقَالَ يَعْنِي بِالْعَيْنِ)

٧٥٨٧۔ ''جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے قضا وقدر کے بعد میری امت کی اکثریت کی اموات نظر کی وجہ سے ہوں گی۔'' (یہ بزار کی روایت ہے)

شرح:...... نظر بد سے بچاؤ کے لیے یہ کہنا چاہیے: بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ اللہ تجھ پر برکت کرے۔ ان احادیث میں نظر بد سے بچاؤ کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ پانی کا ایک پیالہ لیا جائے اور اسے زمین پر نہ رکھا جائے۔ اس سے پانی لے کر نظر لگانے والا کلی کرے پھر اس پیالے میں پانی منہ سے نکال کر پھینکے پھر اس سے پانی لے کر اپنے چہرے کو دھوئے، پھر اپنے بائیں ہاتھ سے پانی لے اور اس سے بائیں ہاتھ دھوئے، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے پانی لے اور اس سے بائیں کہنی دھوئے اور کہنیوں اور ٹخنوں کے درمیان والی جگہ دھوئے، پھر اپنا دایاں قدم دھوئے، پھر بایاں دھوئے۔ یہ سارا دھون پیالے ہی میں رہے اور پھر اپنے تہبند کے اندر سے دھوئے اور پھر سر سے پیچھے پانی ڈالے تو نظر زدہ صحت یاب ہو جائے۔ (انجاز الحاجہ: ١٠/١٥٢)

٧٥٨٨۔ عَلِيٌّ:أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَبِالْجَمَاجِمِ أَنْ تُـنْـصَـبَ فِـى الْـمَزَارِعِ، قُلْتُ:مِنْ أَجْلِ مَـاذَا؟ قَـالَ: مِنْ أَجْلِ الْعَيْنِ . (رواه البزار: ٣٠٥٤، بضعف)

٧٥٨٨۔ ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے کھوپڑیاں کھیت میں کھڑا کرنے کا حکم دیا۔ راوی نے کہا: میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نظر سے بچاؤ کے لیے۔'' (البزار، روایت ضعیف ہے)

(٧٥٨٧) بزار: ٣٠٥٤۔ ورجاله رجال الصحيح فلا طالب بن حبيب بن عمرو وهو ثقة هيثمى: ٨٤٢٣۔ وفيه، الهيثم بن محمد بن حفص وهو ضعيف، ويعقوب بن محمد الزهرى ضعيف ايضًا، هيثمى: ٨٤٣٣.

(٧٥٨٨) بزار: ٣٠٥٤۔ ورجاله رجال الصحيح فلا طالب بن حبيب بن عمرو وهو ثقة هيثمى: ٨٤٢٣۔ وفيه، الهيثم بن محمد بن حفص وهو ضعيف، ويعقوب بن محمد الزهرى ضعيف ايضًا، هيثمى: ٨٤٣٣.

۷۵۸۹۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ أَوْقَالَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ وَأُغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْتَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا)). (رواه البخاري: ۳۲۸۰)

۷۵۸۹۔''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب رات اپنے پر پھیلا دے یا رات کا اندھیرا ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک دو۔ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب رات کی کچھ ساعت گذر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دو، اپنے دروازے بسم اللہ پڑھ کر بند کیا کرو، اپنے مشکیزے کا تسمہ بسم اللہ پڑھ کر باندھا کرو اور اپنے برتن بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپ دیا کرو، خواہ اس پر کوئی (لمبی) چیز رکھ دو۔''

۷۵۹۰۔ وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَخَمِّرُوْا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ)). (رواه البخاري: ۵۶۲۴)

۷۵۹۰۔''ایک روایت میں ہے:''کھانے اور پینے کی چیزیں ڈھانپ دو۔''

۷۵۹۱۔ وَفِي رِوَايَةٍ: غَطُّوْا الإِنَاءَ وَأَوْكُوْا السِّقَاءَ وَأَغْلِقُوْا البَابَ وَأَطْفِئُوْا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَيَحُلُّ سِقَاءً وَلاَيَفْتَحُ بَاباً وَلاَيَكْشِفُ إِنَاءً. (رواه مسلم: ۲۰۱۲)

۷۵۹۱۔''ایک روایت میں ہے:''برتن ڈھانپ دو، مشکیزے کا تسمہ (ڈوری) باندھ دو، دروازہ بند کر دو، چراغ بجھا دو، بے شک شیطان مشکیزہ نہیں کھول سکتا، بند دروازہ نہیں کھول سکتا اور برتن ننگا نہیں کر سکتا۔''

شرح:...... ان احادیث میں آگ بجھانے کا حکم ہے کہ نیند کا وقت غفلت کا وقت ہے اور رات ہو یا دن ہو غفلت کے وقت آگ بجھائی جائے۔

(۲) برتن ڈھانپنے کا حکم ہے اس طرح وباء سے بچاؤ رہتا ہے۔

(۳) رات کے شروع میں بچوں کو باہر نکلنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ ایسی گھڑی ہے کہ جس نجاست میں شیطان ملوث ہوتے ہیں وہ باقی ہوتی ہے کیونکہ شیطان اپنی حرکات میں رات کے شروع میں زیادہ سرگرم ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یہ خطرہ نہیں رہتا اس لیے پھر بچوں کو اجازت ہے۔ (فتح الباری: ۶/۳۴۱)

(۷۵۸۹) بخاری: ۳۲۸۰۔ مسلم: ۲۰۱۲۔ ابو داود: ۳۷۳۳۔ ترمذی: ۱۸۱۲۔ ابن ماجه: ۳۷۷۱۔ احمد: ۱۴۸۳۲۔ مالك: ۱۷۲۷.

(۷۵۹۰) بخاری: ۵۶۲۴۔ مسلم: ۲۰۱۲۔ ابو داود: ۳۷۳۳۔ ترمذی: ۱۸۱۲۔ ابن ماجه: ۳۷۷۱۔ احمد: ۱۴۷۴۷۔ مالك: ۱۷۲۷.

(۷۵۹۱) مسلم: ۲۰۱۲۔ بخاری: ۳۲۸۰۔ ابو داود: ۳۷۳۱۔ ترمذی: ۱۸۱۲۔ ابن ماجه: ۳۴۱۰۔ احمد: ۴۷۱۷۔ مالك: ۷۲۷.

۷۵۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيكَةِ فَاسْأَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا . (رواه مسلم: ۲۷۲۹)

۷۵۹۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو اس لیے کہ مرغ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان کے شر سے کہ اس نے شیطان دیکھا ہے۔'' (الشیخان، ترمذی، وابوداؤد)

۷۵۹۳۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيْقَ الْحُمُرِ بِاللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَالاتَرَوْنَ . (رواه أبو داود: ۵۱۰۳)

۷۵۹۳۔ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رات کو کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے رینکنے کی آوازیں سنو تو اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ یہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... مرغ عموماً فجر کے وقت نہایت موزوں وقت میں اذان دیتا ہے جو نماز میں معاون ہوتی ہے اور اللہ کا فرشتہ اس کی آواز کے وقت آمین کہتا ہے اور اس سے خیر ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ کا فضل طلب کیا جائے۔ کتے اور گدھے کی آواز نکالنے کا باعث شیطان ہوتا ہے اس وقت اللہ کی عظیم پناہ میں آنے کا حکم ہے تا کہ شیطان کے وسوسہ سے بچاؤ رہے۔ (فتح الباری: ۶/۳۵۳)

اَلطِّيَرَةُ وَالْفَأْلُ وَالشُّؤْمُ وَالْعَدْوٰى

پرندے اُڑانا، فال لینا، نحوست اور متعدد امراض کا بیان

۷۵۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَايَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلاً سَأَلَ عَنِ اسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنِ اسْمِهَا فَإِنْ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا

۷۵۹۴۔ ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کسی چیز سے بری فال نہیں لیتے تھے اور جب کسی کو عامل بنا کر روانہ کرتے تو اس کا نام پوچھتے تھے۔ اگر نام پسند آتا تو خوش ہوتے تھے اور آپ ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے جاتے اور اگر نام ناپسند ہوتا تو یہ حال بھی چہرہ اقدس پر دیکھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے۔ جب نام پسند آتا تو خوش ہوتے اور آپ کے چہرے

(۷۵۹۲) مسلم: ۲۷۲۹۔ بخاری: ۳۳۰۳۔ ابو داود: ۵۱۰۲۔ ترمذی: ۳۴۵۹۔ احمد: ۸۰۶۹.

(۷۵۹۳) ابو داود: ۵۱۰۳۔ صحیح، البانی: ۴۲۵۶۔ احمد: ۱۳۸۷۱.

(۷۵۹۴) ابو داود: ۳۹۲۰۔ صحیح، البانی: ۳۳۱۹۔ احمد: ۲۲۴۳۷.

فَرِحَ وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهٖ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهٖ. (رواه أبوداود: ٣٩٢٠)

پر خوشی کے آثار نمایاں دیکھے جاتے تھے۔ اور اگر بستی کا نام ناپسند ہوتا تو آپ کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھے جاتے۔''

٧٥٩٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ، فَقَالَ: ((أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيْكَ)). (رواه أبوداود: ٣٩١٧)

٧٥٩٥ـ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کلمہ سنا تو فرمایا: ''ہم نے تیرے منہ سے تیری فال حاصل کی ہے۔''

٧٥٩٦ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ أَنْ يَسْمَعَ: يَارَاشِدُ يَا نَجِيْحُ. (رواه الترمذی: ١٦١٦)

٧٥٩٦ـ ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی ضرورت کے لیے باہر تشریف لاتے تو آپ کو یہ پسند ہوا کرتا تھا کہ آپ کی سماعت میں یہ الفاظ آئیں: اے ہدایت یافتہ، اے کامیاب۔'' (ترمذی)

٧٥٩٧ـ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ الْقُرَشِيِّ قَالَ ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَايَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ! لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ)). (رواه أبوداود: ٣٩١٩)

٧٥٩٧ـ ''سیدنا عروہ بن عامر قرشی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پرندوں سے بدشگونی لینے کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: نیک فال لینا اچھا ہے اور بدفالی مسلمان کو (اپنے کام سے) مت روکے۔ اگر تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو پسند نہ کرتا ہو تو وہ یہ دعا پڑھے: اے اللہ! بھلائی تو ہی لاتا ہے اور بدی کو تو ہی دور کرتا ہے اور بدی سے بچنے اور بھلائی کے حاصل کرنے کی توفیق تیری ہی طرف سے ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... فال کی تفسیر یہ ہے کہ اچھا کلمہ سننا۔ یہ ایک فطرتی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں صفت محبت رکھی ہے کہ انسان جب خوبصورت منظر دیکھتا ہے تو اس کی طبیعت کو سکون ملتا ہے۔ یہ منظر اچھا لگتا ہے۔ صاف پانی دیکھتا ہے تو اسے راحت ملتی ہے اگرچہ یہ اسے نوش نہ بھی کرے۔ اسی طرح نیک یا اچھا نام سن کر اسے مسرت حاصل ہوتی ہے تو فال کی وجہ سے اللہ سے امید پیدا ہوتی ہے کہ انسان اپنی کمزوری کے وقت اللہ سے امید رکھتا ہے۔ اس سے حسن ظن رکھتا ہے۔ یہ بہرصورت خیر ہے اور بدشگونی میں اللہ سے بدگمانی ہے اس لیے یہ حرام ہے۔

(٧٥٩٥) ابو داود: ٣٩١٧ـ صحيح، البانی: ٣٣١٧.

(٧٥٩٦) ترمذی: ١٦١٦ـ صحيح، البانی: ١٣١٦.

(٧٥٩٧) ابو داود: ٣٩١٩ـ ضعيف، البانی: ٨٤٣.

یہی وجہ ہے آپ ﷺ اچھا نام اور مبارک چہرے والے آدمی کو دیکھ کر اور سن کر خوش ہوتے تھے۔ یہ آپ نحوست یا بدشگونی کی وجہ سے نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ سے حسن ظن کے اظہار کے لیے کرتے تھے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۶)

٧٥٩٨ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الطِّيَرَةُ شِرْكٌ الطِّيَرَةُ شِرْكٌ ثَلاثًا وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ)). (رواه أبو داؤد: ٣٩١٠)

۷۵۹۸۔ ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے'' تین بار فرمایا: اور فرمایا: ''ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اسے توکل کے ساتھ زائل کر دیتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٧٥٩٩ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((أَنْ يَقُوْلَ أَحَدُهُمْ اللّٰهُمَّ لاَ خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلاَ طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ)). (رواه أحمد: ٧٠٠٥، والكبير)

۷۵۹۹۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اس کے ضروری کام سے بدشگونی نے روک دیا تو اس نے شرک کیا۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ یہ کہے: اے اللہ! نہیں کوئی بھلائی مگر تیری بھلائی ہے اور نہیں کوئی فال مؤثر ہوتی مگر تیرے کرنے سے اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔'' (احمد)

٧٦٠٠ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ. (رواه البخاري: ٥٧٧٢)

۷۶۰۰۔ ''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ کوئی مرض متعدی ہوتا ہے اور نہ پرندہ اُڑانے سے کوئی فائدہ یا ضرر ہوتا ہے اور نحوست تو ان تین اشیاء میں ہوتی ہے: گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں۔''

٧٦٠١ــ وَفِي رِوَايَةٍ: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)). (رواه البخاري: ٥٠٩٤)

۷۶۰۱۔ ''ایک روایت میں ہے: ''اگر نحوست ہو تو گھر میں، عورت میں، اور گھوڑے میں ہوگی۔''

(٧٥٩٨) ابو داود: ٣٩١٠۔ صحيح، البانی: ٣٣٠٩۔ ترمذی: ١٦١٤۔ ابن ماجه: ٣٥٣٨۔ احمد: ٤١٦٠.

(٧٥٩٩) احمد: ٧٠٠٥۔ طبرانی کبیر۔ وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وفيه ضعف وبقية رجاله ثقافت، هيثمی: ٨٤١٢.

(٧٦٠٠) بخاری: ٥٧٧٢۔ مسلم: ٢٢٢٥۔ ابو داود: ٣٩٢٢۔ ترمذی: ٢٨٢٤۔ نسائی: ٣٥٦٨۔ ابن ماجه: ١٩٩٥۔ مالك: ١٨١٧.

(٧٦٠١) بخاری: ٥٠٩٤۔ مسلم: ٢٢٢٥۔ ابو داود: ٣٩١٢۔ ترمذی: ٢٨٢٤۔ نسائی: ٣٥٦٨۔ ابن ماجه: ١٩٩٥۔ مالك: ١٨١٧.

٧٦٠٢ـ عَنْ أَبِي حَسَّانَ قَالَ دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَامِرٍ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرَاهَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الطِّيَرَةُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ فَغَضِبَتْ فَطَارَتْ شِقَّةٌ مِنْهَا فِي السَّمَاءِ وَشِقَّةٌ فِي الْأَرْضِ وَقَالَتْ وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلَى مُحَمَّدٍ! مَا قَالَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ إِنَّمَا قَالَ: ((كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَطَيَّرُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ)). (رواه أحمد: ٢٥٥٠٣)

۷۶۰۲۔''ابو حسان نے کہا کہ دو آدمی بنو عامر قبیلہ کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہوں نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نحوست گھر، عورت اور گھوڑے میں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سخت ناراض ہوگئیں، اور انہوں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا ہے! رسول اللہ ﷺ نے کبھی یہ نہیں فرمایا: آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ اہل جاہلیت ان اشیاء سے بدفالی لیتے تھے۔''

٧٦٠٣ـ وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ ثُمَّ قَرَأَتْ عَائِشَةُ: ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيْبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. (رواه أحمد: ٢٥٥٥٧)

۷۶۰۳۔''اور ایک روایت میں ہے: اہل جاہلیت کہا کرتے تھے کہ بدشگونی اور نحوست گھر میں، عورت میں اور (سواری کے) جانور میں ہے، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی: ''نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ آیت کے آخر تک۔''

٧٦٠٤ـ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا شُؤْمَ وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)). (رواه الترمذي: ٢٨٢٤)

۷۶۰۴۔''سیدنا حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: کسی قسم کی نحوست نہیں ہے، کبھی ہو تو وہ برکت ہوتی ہے جو گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔'' (ترمذی)

شرح:...... طیرہ عرب جاہلیت میں جب کوئی پرندہ دائیں جانب اڑتا تو سفر پر یا اپنے ضروری کام میں جاتے تھے۔ اگر وہ بائیں جانب جاتا تو پھر بدشگونی لے کر سفر وغیرہ نہ کرتے تھے۔ مگر اب کسی بھی چیز کو منحوس قرار دیا جائے تو یہ بدشگونی میں شامل ہے۔

ایک اعتراض یہ ہوسکتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ نحوست کا وجود نہیں اور دوسری میں ہے کہ عورت، گھوڑا اور مکان میں نحوست ہے۔

(٧٦٠٢) احمد: ٢٥٥٠٣ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٧٤٠٤.

(٧٦٠٣) احمد: ٢٥٥٥٧ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٧٤٠٥.

(٧٦٠٤) ترمذي: ٢٨٢٤ـ صحيح، الباني: ٢٢٦٤ـ بزيادة: ان كان الشؤم في شئى ففي الخ وهو دونها شاذ.

اس کا حل یہ ہے کہ نحوست کسی چیز میں نہیں تاہم اگر گھر رہنے والوں پر تنگ ہو جائے یا عورت بانجھ ہو جائے اور گھوڑا مفید نہ رہے تو یہ نحوست ہے۔ لیکن اسے نحوست نہیں کہتے اس میں ان چیزوں کا ذاتی کوئی قصور نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ نحوست کوئی چیز نہیں۔ اگر ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی ان میں بھی نہیں لہٰذا نحوست کا کوئی وجود نہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر تقدیر پر کوئی چیز غالب آتی تو نظر بد تھی اور تقدیر پر یہ غالب نہیں آئی، لہٰذا تقدیر پر کوئی چیز غالب نہیں۔ اسی طرح نحوست بھی نہیں۔

الحمدللہ یوں مطابقت پیدا ہوگئی۔ دونوں احادیث کا مفہوم درست ہے۔ (نووی شرح مسلم:۱۴/ ۲۲۰، فتح الباری:۶/ ۶۰)

٧٦٠٥ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَاعَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا غُوْلَ . (رواه مسلم: ٢٢٢٢)

۷۶۰۵۔ ’’سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ’’امراض کا متعدی ہونا، صفر کے مہینے کے منحوس ہونے اور چھلاوے کا کوئی وجود نہیں ہے۔‘‘ (مسلم)

٧٦٠٦ـــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاعَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَاهَامَّةَ)) فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا بَالُ إِبِلِي تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيْرُ الأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ: ((فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ)) . (رواه البخاري: ٥٧١٧)

۷۶۰۶۔ ’’سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’نہ کوئی بیماری متعدی ہے نہ صفر (پیٹ کی ایک بیماری) کا جان لیوا ہونا اور نہ اُلّو کی نحوست کی کوئی حقیقت ہے۔‘‘ ایک اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! میرے اونٹوں کا کیا حال ہے کہ جب وہ ریگستان میں ہوتے ہیں تو ہرن کی طرح صحت مند ہوتے ہیں، پھر خارش والا ایک اونٹ آ جاتا ہے اور اونٹوں میں داخل ہو جاتا ہے اور سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’پہلے کو خارش کس نے لگائی ہے؟‘‘

٧٦٠٧ـــ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَايُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ)) وَأَنْكَرَأَبُوْهُرَيْرَةَ حَدِيْثَ الأَوَّلَ قُلْنَا: أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَاعَدْوَى، فَرَطَنَ

۷۶۰۷۔ ’’ابوسلمہ رحمہ اللہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’مریض کو صحت مند میں نہ ملاؤ‘‘ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پہلی روایت سے انکار کر دیا گیا۔ پس ہم نے یہ کہا: کیا آپ نے یہ حدیث نہیں

(٧٦٠٥) مسلم: ٢٢٢٢ـ احمد: ١٣٩٣٩.

(٧٦٠٦) بخاري: ٥٧١٧ـ مسلم: ٢٢٢٠ـ ابو داود: ٣٩١١ـ احمد: ١٠٢٠٤.

(٧٦٠٧) بخاري: ٥٧٧١ـ مسلم: ٢٢٢١ـ ابو داود: ٣٩١١ـ احمد: ١٠٤١١.

بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيْثًا غَيْرَهُ. (للبخاري: ٥٧٧١)

بیان کی کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے؟ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ حبشی زبان میں بولنا شروع کر دیا۔ میرے علم میں اس حدیث کے علاوہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسی حدیث میں نسیان لاحق نہیں ہوا۔‘‘

٧٦٠٨ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلاَأَدْرِي أَنَسِي أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَوْ نَسَخَ أَحَدُالْقَوْلَيْنِ الآخر. (رواه مسلم: ٢٢٢١)

۷۶۰۸۔ ’’ایک روایت میں ہے: مجھے معلوم نہیں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے یا ایک حدیث نے دوسری کو منسوخ کر دیا ہے۔‘‘

٧٦٠٩ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: لاَعَدْوَى وَلاَطِيَرَةَ وَلاَهَامَّةَ وَلاَصَفَرَوَفِرَّمِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ. (للبخاري تعليقا)

۷۶۰۹۔ ’’اور ایک روایت میں ہے: ’’نہ کوئی بیماری متعدی ہے نہ نحوست و بدشگونی ہے، نہ اُلّو کی نحوست ہے اور نہ صفر کی نحوست ہے اور کوڑھ زدہ سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔‘‘ (الشیخان وابوداؤد)

٧٦١٠ــــ قَطَنُ بْنُ قَبِيْصَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ)). (رواه أبوداود: ٣٩٠٧)

۷۶۱۰۔ ’’قطن بن قبیصہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ’’عیافہ (خط کھینچنا)، پرندے اُڑانا اور کنکریاں پھینکنا جادو اور کہانت میں سے ہے۔‘‘

٧٦١١ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّاكُنَّا فِي دَارٍكَثِيْرٍفِيْهَا عَدَدُنَا وَكَثِيْرٌفِيْهَا أَمْوَالُنَا فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍأُخْرَى فَقَلَّ فِيْهَا عَدَدُنَا وَ قَلَّتْ فِيْهَا أَمْوَالُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَرُوْهَا ذَمِيْمَةً)). (رواه أبوداود: ٣٩٢٤)

۷۶۱۱۔ ’’سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! ہم ایک گھر میں رہتے تھے جہاں ہماری تعداد بہت تھی اور اس میں ہمارا مال بھی زیادہ تھا، پھر ہم دوسرے مکان میں منتقل ہوئے تو ہماری تعداد بھی کم ہوگئی اور ہمارے مال بھی کم ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تم اس کو چھوڑ دو یہ برا گھر ہے۔‘‘

٧٦١٢ــــ عَنْ عُمَرَنَحْوَهُ وَفِيْهِ، فَقَالُوْا:

۷۶۱۲۔ ’’سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت ہے، اس

(٧٦٠٨) مسلم: ٢٢٢١۔ بخاری: ٥٧٧١۔ ابو داود: ٣٩١١۔ ابن ماجه: ٣٥٣٦۔ احمد: ١٠٤١١.

(٧٦٠٩) بخاری تعليقًا.

(٧٦١٠) ابو داود: ٣٩٠٧۔ ضعيف، البانی: ٨٤٢۔ احمد ١٥٤٨٥.

(٧٦١١) ابو داود: ٣٩٢٤۔ حسن، البانی: ٣٣٢٢.

(٧٦١٢) بزار: ٣٠٥١۔ اخطأ فيه، صالح بن الاخضر والصواب انه من مرسلات عبدالله بن شداد قالت، وصالح ضعيف يكتب حديثه وفيه ايضًا سعيد بن سفيان ضعفه ابن مدينی وذكره ابن حبان فی الثقات ونقل تضعيف ابن المدينی له، هيثمی: ٨٤٠٩.

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نَدَعُهَا؟ قَالَ: بِيْعُوْهَا أَوْهِبُّوْهَا. (رواه البزار: ٣٠٥١)

میں ہے، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اسے کس طرح ترک کریں؟ آپ نے فرمایا: ''فروخت کرو یا ہبہ کر دو۔''

٧٦١٣ـ عَنِ ابْنِ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاعَدْوَى وَلَاهَامَّ وَلَاصَفَرَوَلَا يَحُلَّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ وَلْيَحْلُلِ الْمُصِحُّ حَيْثُ شَاءَ)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ أَذًى)). (رواه مالك)

۷۶۱۳۔ ''سیدنا ابن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ متعدی بیماری ہے، نہ اُلّو کی نحوست ہے، نہ صفر یعنی پیٹ کی بیماری کا توہم ہے۔ اور نہ داخل ہو بیمار جانور صحت مند پر اور صحت مند جانور مند جہاں چاہے جائے۔'' لوگوں نے عرض کی: بیمار کی ممانعت کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے آنے سے لوگ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔'' (مالک)

٧٦١٤ـ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الشَّرِيْدِ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌو عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ فِي وَفْدِثَقِيْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ارْجِعْ فَقَدْ بَايَعْنَاكَ. (رواه النسائي: ٤١٨٧ و ابن ماجة: ٣٥٤٤)

۷۶۱۴۔ ''یعلی بن عطا نے آل شرید کے عمرو نامی آدمی سے روایت کی، انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ بنو ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھ زدہ آدمی تھا۔ اس کو نبی ﷺ نے پیغام ارسال فرمایا: ''تو واپس چلا جا ہم نے تجھ سے بیعت کر لی ہے۔'' (النسائی، ابن ماجہ)

٧٦١٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَاتُدِيْمُوْا النَّظَرَإِلَى الْمَجْذُوْمِيْنَ. (رواه ابن ماجة: ٣٥٤٣)

۷۶۱۵۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوڑھ کے مریضوں کی طرف نظر ٹھہرا کر نہ دیکھو۔'' (ابن ماجہ)

شرح:...... متعدی بیماری سے مراد یہ ہے کہ ایک بیماری ایک آدمی سے دوسرے تک پھیل جائے۔ طب سے وابستہ لوگ کہتے ہیں کہ کوڑھ کی بیماری، خارش، چیچک، منہ خراور آنکھوں کی بیماری اور وبائی بیماریاں یہ سب متعدی بیماریاں ہیں۔

ان احادیث میں بعض سے تو متعدی بیماری ثابت ہوتی ہے اور بعض سے اس کے وجود کی نفی ہوتی ہے۔

ان میں مطابقت کی یہ صورت ہے کہ جن احادیث میں ان متعدی بیماریوں کی نفی ہے اور آپ ﷺ نے احتیاط نہ کرنے کی تردید کی ہے یہ اس مادہ کو ختم کیا ہے جس میں یہ آتا ہے کہ بیماری متعدی ہوتی ہے۔ اس کا رد ہے کہ کوئی بیماری بذات خود متعدی نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ کا حکم نہ ہو۔ بذات خود اس میں متعدی ہونے کی تاثیر نہیں۔

(٧٦١٣) مالك.

(٧٦١٤) ابن ماجه: ٣٥٤٤۔ صحيح، البانی: ٢٨٥٥۔ مسلم: ٢٢٣١۔ نسائی: ٤١٨٢۔ احمد: ١٨٩٧٤.

(٧٦١٥) ابن ماجه: ٣٥٤٣۔ حسن، صحيح: ٢٨٥٤۔ احمد: ٢٠٧٦.

اور جن احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے احتیاط کا حکم دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بیماری تو اللہ کے حکم سے لگتی ہے مگر آدمی کا گمان یہی ہوگا کہ فلاں سے ملا ہوں، مجھے اس وجہ سے بیماری لگی ہے۔ اس بدگمانی کو ختم کرنے کے لیے آپ نے بیماری والے سے احتیاط کی تلقین کی ہے تاکہ یہ جاہلیت دوبارہ راہ نہ پا جائے۔

تو یہ تعارض نہ ہوا۔ اس صورت میں متعدی بیماری کی نفی نہیں ہوئی کہ یہ اعتراض آتا کہ ایک میں نفی ہے اور ایک میں اس سے احتیاط کا ذکر ہے۔ نفی اصل میں جاہلیت کے نظریے کی ہے، متعدی ہونے کی نہیں، لہٰذا دونوں میں تعارض نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۱۸۱)

اَلنُّجُوْمُ وَالسِّحْرُ وَالْكُهَانَةُ

علم نجوم، جادو کرنے کا اور غیب کی خبریں دینے کا مدعی ہونے کا بیان

٧٦١٦ــــ اِبْـنِ عَبَّـاسٍ، رَفَعَـهُ: مَنِ اقْتَبَسَ بَـابًـا مِـنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَيْرِ مَاذَكَرَ اللّٰهُ، فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِـنَ السِّحْرِ، الْمُنَجِّمِ كَاهِنٌ، وَالْكَـاهِـنُ سَاحِرٌ، وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ. (رواه رزين، ولأبی داود بعضه: ٣٩٠٥)

۷۶۱۶۔ ”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: جس نے علم نجوم کا ایک باب سیکھا ان فوائد کے علاوہ جو اللہ تعالیٰ نے بیان کیے ہیں تو اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا، نجومی غیب کی خبریں دینے کا مدعی ہوتا ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔“ (رزین اور ابوداؤد)

٧٦١٧ــ عَـنْ زَيْـدِ بْـنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَـلَّـى بِـنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلاَةَ الصُّبْحِ بِـالْـحُدَيْبِيَّةِ فِي إِثْرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَـلَـمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَـذٰلِكَ مُـؤْمِـنٌ بِي وَ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَـالَ مُـطِـرْنَـا بِـنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ)). (رواه مسلم: ٧١)

۷۶۱۷۔ ”سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اس دن ہم مقام حدیبیہ میں تھے اور رات بارش برسی تھی۔ آپ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ربّ نے کیا فرمایا ہے؟“ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ ﷺ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”صبح ہوتے میرے بعض بندے میرے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور بعض نے میرے ساتھ کفر کر دیا ہے۔ وہ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل و کرم سے بارش برسی ہے تو وہ میرے ساتھ ایمان لایا ہے اور اس نے ستاروں کے

(٧٦١٦) رزين۔ ولابی داود بعضه.

(٧٦١٧) مسلم: ٧١۔ بخاری: ٤١٤٧۔ ابو داود: ٣٩٠٦۔ نسائی: ١٥٢٥۔ احمد: ١٦٦٠١۔ مالك: ٤٥١.

مؤثر ہونے کا انکار کر دیا ہے اور جس نے کہا کہ فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسی ہے تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔''

٧٦١٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْكَوْكَبُ وَبِالْكَوْكَبِ. (رواه النسائی: ١٥٢٤)

۷۶۱۸۔ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے فرمایا: جب میں اپنے بندوں پر انعام کرتا ہوں تو ایک فریق ان میں سے اس سے منکر اور کافر بن جاتا ہے، اس فریق کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ ستارہ ہے جس کے ذریعے سے یہ کچھ ہوا ہے۔'' (مسلم اور نسائی)

٧٦١٩ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ وَقَدْ مُطِرَالنَّاسُ مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْفَتْحِ يَتْلُوْ هٰذِهِ الآيَةَ (مَايَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلاَمُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلاَمُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ). (رواه مالك)

۷۶۱۹۔ ''امام مالک رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب بارش ہوتی تو صبح کے وقت کہتے تھے: ہم پر بارش فتح (کھولنے والے) کی وجہ سے ہوئی ہے اور وہ اس آیت کی تلاوت کرتے تھے: ''اللہ تعالیٰ بندوں پر جو رحمت کھول دے اس کو بند کرنے والا کوئی نہیں ہے اور جسے وہ بند کر دے اسے کوئی کھولنے والا نہیں ہے۔''

٧٦٢٠ـ قَتَادَةَ: خَلَقَ اللّٰهُ هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلاَثٍ: جَعَلَهَا اللّٰهُ زِيْنَةً لِّلسَّمَاءِ، وَرُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ، وَعَلاَمَاتٍ يُّهْتَدٰى بِهَا، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا غَيْرَهٰذَا فَقَدْأَخْطَأَحَظَّهُ، وأَضَاعَ نَصِيْبَهُ، وَتَكَلَّفَ مَالاَيَعْنِيْهِ، وَمَا لاَعِلْمَ لَهُ بِهِ، وَمَا عَجَزَعَنْ عِلْمِهِ الأَنْبِيَاءُ وَالْمَلاَئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ. (لرزين. قلت: أخرجه فِى خَلْقِ الْعَالَمِ لِلْبُخَارِيِّ إِلَى قَوْلِهِ مَالاَ عِلْمَ لَهُ بِهِ).

۷۶۲۰۔ ''قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تین امور کے لیے ستارے پیدا کیے: ان کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کے لیے زینت بنایا ہے، شیاطین کو رجم کرنے کے لیے پیدا کیا اور ان کو راستہ معلوم کرنے کے لیے علامات بنایا۔ جس نے ان کے علاوہ ان کا مقصدِ تخلیق بیان کیا تو اس نے اپنا حصہ ضائع کر دیا اور اپنی قسمت بگاڑ دی اور وہ تکلف کیا جو اس کو فائدہ نہیں دیتا اور جس کا اس کو کوئی علم نہیں ہے اور یہ اس علم کا دعویٰ ہے جس سے انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بے خبر رہے ہیں۔'' (رزین نے اسے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں بخاری رحمہ اللہ نے تخلیق عالم کے بارے میں اس کو بیان کیا ہے...... جس کا اس کو کوئی علم نہیں ہے تک)

(٧٦١٨) نسائی: ١٥٢٤ـ صحیح، البانی: ١٤٣٤ـ مسلم: ٧٢ـ احمد: ٨٥٩٣.

(٧٦١٩) مالك: ...... (٧٦٢٠) رزين.

٧٦٢١ــ الْعَبَّاسُ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهَا، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ طَهَّرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةَ مِنَ الشِّرْكِ إِنْ لَمْ تُضِلُّهُمُ النُّجُوْمُ. (رواه أبويعلى: ٥٧٨١، والكبير والأوسط بلين)

۷۶۲۱۔ ''سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ سے نکلا۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف منہ کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو شرک سے پاک کر دیا ہے اگر ان کو ستاروں نے گمراہ نہ کر دیا۔'' (ابویعلی الموصلی، الکبیر، الاوسط، سند کمزور ہے)

٧٦٢٢ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيْهَا فَقَدْ سَحَرَ وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِّلَ إِلَيْهِ)). (للنسائی: ٤٠٧٩)

۷۶۲۲۔ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گرہ لگائی اور پھر ان میں پھونک دیا تو اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا اور کسی نے جس چیز سے عقیدہ وابستہ کر دیا وہ اسی چیز کے سپرد کیا گیا۔'' (النسائی)

شرح: ...... ستارے ایک تو آسمان کی زینت ہیں دوسرا مسافروں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ جنگل یا پہاڑوں میں مسافران کے ذریعے سے رستہ تلاش کرتے ہیں۔

اور ایک یہ ہے کہ شیطان کو بھگانے کے لیے ہیں۔ چوتھی ان کی کوئی صورت نہیں۔ جاہلیت میں یہ نظریہ تھا کہ ستارہ فلاں نچھتر میں گرتا ہے تو اس کی تاثیر سے بارش ہوتی ہے۔ اس حدیث میں اس نظریے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۲/۵۲۳)

٧٦٢٣ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الأَنْصَارِ أَنَّهُمْ بَيْنَمَاهُمْ جُلُوْسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاذَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رَمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا؟)) قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ كُنَّا نَقُوْلُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ

۷۶۲۳۔ ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک انصاری صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک رات ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک ستارہ گرا جس سے روشنی پھیل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: ''زمانہ جاہلیت میں جب اس طرح سے ستارہ ٹوٹتا تو تم اسے کیا کہتے تھے؟'' صحابہ عرض کرنے لگے: اصل حقیقت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، جاہلیت کے دور میں تو ہم کہا کرتے تھے کہ آج کی رات کوئی عظیم شخص پیدا ہوا ہے یا کسی

(٧٦٢١) ابو يعلىٰ: ٥٧٨١ـ طبرانی كبير، طبرانی اوسط، فيه، القيس بن الربيع وثقه شعبة والثوری وضعفه الناس وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٨٤٧٥.

(٧٦٢٢) نسائی: ٤٠٧٩ـ ضعيف: ٢٧٦.

(٧٦٢٣) مسلم: ٢٢٢٩ـ ترمذی: ٣٢٢٤ـ احمد: ١٨٨٥.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِنَّهَا لاَيُرْمَى بِهَا لِمَوْتِ أَحَـدٍوَلاَ لِـحَيَاتِهِ وَلٰكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى اسْمُهُ إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ أَهْـلَ هٰـذِهِ السَّـمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَـاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَاذَا قَالَ قَالَ فَيَسْتَـخْبِـرُ بَـعْـضُ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ بَعْضاً حَتَّـى يَبْـلُـغَ الْـخَبَـرُ هٰـذِهِ السَّمَـاءَ الدُّنْيَـا فَتَـخْـطَفُ الْـجِـنُّ السَّـمْـعَ فَيَقْذِفُوْنَ إِلَى أَوْلِيَـائِهِـمْ وَيَـرْمُوْنَ بِهِ فَمَا جَاءُ وا بِهِ عَلَى وَجْهِـهِ فَهُـوَحَـقٌّ وَلٰـكِـنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْـهِ وَيَزِيْدُوْنَ)). (رواه مسلم: ٢٢٢٩)

عظیم شخصیت کی وفات ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ستارے نہ تو کسی کی موت پر ٹوٹتے ہیں نہ کسی کی پیدائش پر، لیکن ہمارا رب جس کا نام بلند ہے، جب کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو حملۃ العرش (حاملین عرش الٰہی) اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، پھر ان کے قریب کے آسمان والے تسبیح کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کی تسبیح آسمان دنیا والوں (فرشتوں) تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر حاملین عرش الٰہی کے قریب آسمان والے حاملین عرش الٰہی سے پوچھتے ہیں: تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا تھا؟ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے بارے میں مطلع کرتے ہیں، پھر ہر آسمان والے اپنے سے اوپر والے آسمان والوں سے پوچھتے ہیں، حتیٰ کہ خبر آسمان دنیا والوں تک پہنچ جاتی ہے، وہاں سے جن (شیطان) اچک لیتا ہے جسے وہ جلدی سے اپنے دوستوں (کاہنوں) کو بتا دیتا ہے تو ان پر یہ ستارے گرائے جاتے ہیں۔ اب کاہن جو آسمانی خبر نشر کرتا ہے تو وہ سچی ہوتی ہے مگر وہ اس میں جھوٹ کی آمیزش کر کے خوب اضافہ کر دیتے ہیں۔ (مسلم)

٧٦٢٤ـ قَـالَـتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ عَـنِ الْـكُهَّـانِ فَـقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسُـوْا بِشَيْءٍ)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ الـلّٰهِ! فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَـقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِـنَ الْـحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّـهِ قَـرَّالـدَّجَاجَةِ فَيَخْلُطُوْنَ فِيْهَا أَكْثَرَمِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ)). (رواه البخاري: ٦٢١٣)

۷۶۲۴۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی کوئی حقیقت نہیں۔'' صحابہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! کبھی کبھی وہ جو خبر دیتے ہیں وہ سچی نکلتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہی ایک بات سچی ہوتی ہے جو جن آسمانوں سے اچک لیتے ہیں، پھر اسے اپنے ساتھی کے کان میں مرغی کی کڑکڑاہٹ کی آواز میں ڈال دیتا ہے، پھر کاہن اس ایک سچی بات میں اپنی طرف سے سو جھوٹی باتیں شامل کر دیتے ہیں (اور لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں)۔ (بخاری)

(٧٦٢٤) بخاری: ٦٢١٣ـ مسلم: ٢٢٢٨ـ احمد: ٢٤٠٤٩.

٧٦٢٥ــ وَفِـي رِوَايَةٍ: ((فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ)). (رواه البخاري: ٧٥٦١)

۷۶۲۵۔ اور ایک روایت میں ہے: ''وہ مرغی کی آواز کی طرح اپنے ساتھی کے کان میں آواز ڈالتا ہے۔''

٧٦٢٦ــ عَـنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّـى إِنَّـهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَـلَـهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَشَعَرْتِ يَاعَائِشَةُ أَنَّ الـلّٰـهَ قَدْأَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ)) قُلْتُ وَمَـا ذَاكَ يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! قَالَ: ((جَاءَنِي رَجُلاَنِ فَـجَـلَـسَ أَحَـدُهُـمَـا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَـرُعِـنْـدَ رِجْـلِـيَّ ثُمَّ قَـالَ أَحَدُهُمَـا لِـصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ، قَـالَ: وَمَـنْ طَبَّـهُ؟ قَـالَ: لَبِيْـدُ بْنُ الأَعْصَمِ الْيَهُـوْدِيّ مِـنْ بَـنِـيْ زُرَيْقٍ، قَالَ: فِيْمَا ذَا؟ قَـالَ: فِـي مُشْـطٍ وَمُشَـاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَـرٍ، قَـالَ: فَـأَيْـنَ هُـوَ؟ قَـالَ: فِي بِئْرِذِي أَرْوَانَ)) قَـالَ: فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُنَاسٍ مِـنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِفَنَظَرَإِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَكَأَنَّ مَاءَ هَـانُـقَـاعَةُ الْـحِـنَّـاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَـاطِيْـنِ)) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَأَخْرَجْتَهُ قَـالَ لاَ، أَمَّـا أَنَـا فَـقَـدْ عَافَانِي اللّٰهُ وَشَفَانِي وَخَشِيْـتُ أَنْ أُثَـوِّرَ عَـلَـى الـنَّاسِ مِنْـهُ شَرًّا

۷۶۲۶۔ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ کو جادو ہوگیا۔ حتیٰ کہ آپ کی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ آپ کو خیال گزرتا کہ آپ نے فلاں کام کرلیا ہے، حالانکہ وہ کام آپ نے کیا نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک دن آپ ﷺ میرے پاس تھے۔ آپ نے اللہ عزوجل سے لمبی دعا کی، پھر فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جس شے کے متعلق دریافت کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا شے تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس دو آدمی آئے، ایک ان میں سے میرے سر کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف، پھر ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا: اس شخصیت کو کون سی بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا: ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: زُرَیق قبیلے سے منسوب لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے۔ پہلے شخص نے پھر پوچھا: کس چیز پر جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: کنگھی اور کنگھی سے گرے ہوئے بالوں پر اور نر کھجور کے شگوفے کے اندر۔ پہلے شخص نے پھر پوچھا: یہ سب چیزیں کہاں پڑی ہیں؟ دوسرے نے کہا: اَروان کنویں کے اندر رکھی ہوئی ہیں۔

راوی نے کہا: نبی ﷺ چند صحابہ کے ساتھ اس کنویں کے پاس گئے۔ آپ نے وہ کنواں دیکھ لیا، اس کے پاس ہی نر کھجور

(٧٦٢٥) بخاری: ٧٥٦١۔ مسلم: ٢٢٢٨۔ احمد: ٢٤٠٤٩.

(٧٦٢٦) بخاری: ٥٧٦٦۔ مسلم: ٢١٨٩۔ ابن ماجه: ٣٥٤٥۔ احمد: ٢٣٨٢٦.

وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ. (رواه البخاري: ٥٧٦٦) کا درخت بھی تھا۔ پھر آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئے اور فرمایا: ''اللہ کی قسم! اس کنویں کا پانی (جادو کی اشیاء رکھنے وجہ سے) مہندی رنگ کا ہو گیا تھا اور وہ کھجور ایسے محسوس ہوتی تھی جیسے سانپوں کے سر ہوں۔

میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا آپ نے ان اشیاء کو وہاں سے نکال دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! لیکن اللہ نے مجھے عافیت بخش دی ہے اور شفا دے دی ہے۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اس سے لوگوں میں برائی پھیل جائے گی۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ کنواں پاٹ دیا گیا۔ (بخاری)

٧٦٢٧ـ وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُحِرَ حَتَّى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلاَ يَأْتِيهِنَّ. بِنَحْوِهِ. وَفِيْهِ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيْفُ الْيَهُوْدَ كَانَ مُنَافِقًا. (رواه البخاري: ٥٧٦٥)

٧٦٢٧۔ ''ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ کو گمان پیدا ہوتا تھا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات سے ہم بستر ہوئے ہیں جب کہ ہوتے نہیں تھے۔ بقیہ مثل حدیث سابق کے ہے اور اس روایت میں ہے کہ وہ آدمی بنو زریق میں سے تھا جو یہودیوں کے حلیف تھے اور وہ شخص منافق تھا۔'' (الشیخان)

٧٦٢٨ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَاشْتَكَى لِذَلِكَ أَيَّامًا فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ إِنَّ رَجُلاً مِنَ الْيَهُوْدِ سَحَرَكَ عَقَدَلَكَ عُقَدًا فِي بِئْرِ كَذَا وَكَذَا فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَخْرَجُوْهَا فَجِيْءَ بِهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِذٰلِكَ الْيَهُوْدِيِّ وَلاَ رَآهُ فِي وَجْهِهِ قَطُّ. (رواه النسائي: ٤٠٨٠)

٧٦٢٨۔ ''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو ایک یہودی آدمی نے جادو کیا تھا جس کی وجہ سے چند ایام آپ بیمار پڑ گئے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ کو جادو کیا ہے۔ آپ کے لیے اس نے چند گرہیں لگا کر کنویں میں دفن کر دی ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی روانہ کر کے اسے نکلوا لیا۔ وہ جادو زدہ اشیاء آپ ﷺ کے پاس لائی گئیں۔ آپ اس طرح اُٹھ کھڑے ہوئے جیسے باندھی گئی رسی سے کھول دیئے گئے ہوں اور آپ نے اس یہودی کو نہ بتایا اور نہ اس کا چہرہ دیکھا۔'' (نسائی)

شرح:...... شیطان اب بھی چوری باتیں آسمان سے سنتے ہیں لیکن پہلے بہت زیادہ سنتے تھے۔ اب ان پر شہاب

(٧٦٢٧) بخاري: ٥٧٦٥۔ مسلم: ٢١٨٩۔ ابن ماجه: ٣٥٤٥۔ احمد: ٢٣٨٢٦.

(٧٦٢٨) نسائي: ٤٠٨٠۔ صحيح الاسناد: ٣٨٠٢۔ احمد: ١٨٧٨١.

ثاقب برستا ہے۔ اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ کاہنوں کے پاس جانا منع ہے اور اگر کوئی ان کے پاس جاتا ہے اسے سختی سے روکا جائے نیز ان کے پاس کثیر تعداد میں جانے والوں سے متاثر نہ ہوا جائے کیونکہ یہ جھوٹے اور جہالت کا پلندہ ہیں۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۲۲۱)

سحر کا معنی باریک چیز ہے اور دھوکہ سے مائل کرنا بھی ہے۔ جادوگر چونکہ اپنے کرتب کی وجہ سے آنکھوں کو دھوکہ دیتا ہے اس لیے اسے سحر کہتے ہیں۔

سحر آلہ جادو کو بھی کہتے ہیں اور جادو کے عمل کو بھی کہتے ہیں۔ یہ شیطانوں کے ذریعے بھی کیا جاتا ہے اور کبھی ستر کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اہل بابل صابی تھے۔ یہ ستاروں کی عبادت کرتے تھے اور سات ستاروں کو نہایت قوت والا تصور کرتے تھے۔ ان کا نظریہ تھا کہ دنیا میں یہ موثر ہیں اور وہ ان کی صورت میں جادو کا عمل کرتے تھے اور جادوگر ہر عمل ان ستاروں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ یہ جادو کبھی دم اور تعویذ کے ذریعے کرتے کبھی جادو زدہ کی تصویر پر کرتے۔

بعض لوگ جادو کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جادو کی حقیقت ہے یہ کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ جادو کے ذریعے چیز کی حقیقت بدلتی ہے یا نہیں بدلتی۔ صحیح بات یہی ہے کہ حقیقت تو نہیں بدلتی مگر خیال پر اثر انداز ہوتا ہے اور میاں بیوی کے درمیان جدائی کا باعث بنتا ہے اور بعض جادو دلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، کبھی ان میں محبت پیدا کرتے ہیں اور کبھی ان میں نفرت پیدا کرتے ہیں اور جادو خیر اور شر کا باعث ہوتا ہے اور جسموں میں المناکی اور بیماری پیدا کرتا ہے۔ جادو اور کرامت اور معجزہ میں فرق ہے۔ جادو اقوال اور افعال کے ذریعے ہوتا ہے اور ان سے جادوگر اپنا مقصد پورا کرتا ہے۔

اور کرامت اس کی محتاج نہیں اور یہ بغیر ارادے کے اتفاقاً حاصل ہوتی ہے اور معجزہ کرامت سے بھی ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

اور جادو فاسق سے سرزد ہوتا ہے جبکہ کرامت نیک آدمی سے سرزد ہوتی ہے اور معجزہ پیغمبر سے جاری ہوتا ہے۔

نبی ﷺ پر چھ ماہ کی مدت تک جادو رہا تھا۔ ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ پر اتنی مدت جادو کا اثر مان لیا جائے تو پھر وحی اور شریعت مشکوک ہو جاتی ہے۔

اس شبے کا حل یہ ہے کہ بے چینی آپ ﷺ کے دنیاوی امور میں آئی تھی۔ وحی اور شریعت اور اس کی تبلیغ میں آپ معصوم تھے جیسا کہ بیماری آئے تو عقل قائم رہتی ہے۔

اس میں جادو کا علاج بھی بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس جادو کے عمل کو نکال کر گڑھے میں دفن کر دیا تھا

اور چونکہ وہ منافق بظاہر کلمہ کا اقرار کرتا تھا اس لیے آپ نے اسے قتل نہ کیا تھا۔

سب سے بہترین جادو کا علاج یہی ہے کہ اللہ کا ذکر کیا جائے، معوذتین پڑھی جائیں دعا کی جائے، قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ ان چیزوں کے ذریعے ان خبیث ارواح کا مقابلہ کیا جائے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ عظیم مقام پر فائز تھے اور ہمہ وقت اللہ کی جانب رخ تھا۔ اس کے باوجود جادو کا اثر آپ پر ہوا اور تلاوت سے دور ہوا۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۲۳۵)

❀❀❀❀